مرکزی اطلاعات

ہند کے بحری جہاز "دہلی" کا دورۂ ماریشس

جزیرہ کے ہندوستانیوں کی طرف سے شاندار خیر مقدم

ہند کا بحری جہاز "دہلی" جس پر آزاد ہند کا سہ رنگا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ ۲۴ مئی ۱۹۴۹ء کی صبح آٹھ بجے یہاں پہنچا ساحل سمندر پر کھڑے ہوئے ہزار ہا لوگوں نے اس کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ ان میں سے سینکڑوں لوگ بڑی خوبصورتی سے سجائی ہوئی چھوٹی اور بڑی کشتیوں میں سوار تھے۔ فضا تالیوں کی آواز سے گونج اٹھی۔ ہزاروں لوگوں نے بیک آواز نعرے لگائے اور اسے ہندوستان کا "محافظ امن" کہہ کر سواگت کیا۔

بہت سویرے سے ہی جزیرہ کے مختلف حصوں سے ہزاروں مرد۔ عورتیں اور بچے جوق در جوق پورٹ لوئیس کی جانب کھنچے آتے دکھائی پڑ رہے تھے۔ جس وقت کموڈور براؤن نے ساحل پر قدم رکھا۔ اس وقت تک شہر کو جانے والے سارے راستہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی اور ایک دوسرے کے پیچھے دونوں جانب دس دس قطاریں بندھ گئی تھیں۔

جب جہاز بندرگاہ میں داخل ہوا۔ اس وقت ہندوستانی کمشنر شری دھرم یش دیو ہز ایکسیلنسی گورنر ماریشس کے ایڈی کانگ میجر ڈونلڈسن کے ہمراہ تختہ جہاز پر گئے میجر موصوف جہاز کو خوش آمدید کہنے کا پیغام لے کر گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ماریشس کے علاقہ میں فوجوں کے کمانڈنگ افسر اور گورنر کے بحری ایڈی کانگ بھی کموڈور کا استقبال کرنے اور انہیں ساحل پر لے جانے کے لئے جہاز پر گئے۔

کموڈور اپنی کشتی میں ہندوستانی کمشنر بحری اور فوجی افسروں کے ہمراہ جب ساحل پر پہنچے تو ان کے اعزاز میں گیارہ توپوں کی سلامی دی گئی۔ نوآبادی سکریٹری پورٹ لوئیس کے میئر۔ ڈپٹی میئر پورٹ لوئیس میونسپل کونسل کے ممبروں اور کمشنر پولیس نے کموڈور کو خوش آمدید کہا۔ کنگز افریقن رائفلز کے دستے نے آپ کو گارڈ آف آنر پیش کیا۔

اس کے بعد کموڈور براؤن ہز ایکسیلنسی گورنر سے ملاقات کرنے کے لئے موٹر میں پورٹ لوئی کے گورنمنٹ ہاؤس میں گئے۔ جس موٹر کار میں آپ اور ہندوستانی کمشنر جا رہے تھے۔ جب وہ بازاروں سے گذری تو لوگوں کے ہجوم نے جو صبح سے ہی بڑے صبر سے ان کے انتظار میں کھڑے تھے۔ پرزور تالیوں سے ان کا سواگت کیا۔ فضا "جے ہند" "مہاتما گاندھی کی جے" اور "پنڈت نہرو کی جے" کے نعروں سے گونج اٹھی۔

گورنر سے ملنے کے بعد کموڈور براؤن پورٹ لوئی کے میئر سے رسمی ملاقات کرنے کے لئے ٹاؤن ہال گئے۔ جہاں میئر۔ ڈپٹی میئر اور میونسپل کونسل کے ممبروں نے آپ کا استقبال کیا۔ ان سب سے آپ کا تعارف کرایا گیا۔

کموڈور اور ان کے ساتھی افسروں کو گورنر اور لیڈی ہیرفورڈ نے گورنمنٹ ہاؤس میں ٹھہرایا ہے دیگر کچھ افسروں کو ہندوستانی کمشنر نے اپنی جائے سکونت پر ٹھہرایا۔

شرنارتھی وکیلوں کی بحالی

ہند سرکار نے صوبائی حکومتوں کو لکھا تھا کہ وہ شرنارتھی وکیلوں کی بحالی کے لئے مناسب آسانیاں مہیا کریں۔ اس کے جواب میں حکومت مدراس نے شرنارتھی وکیلوں کو یہ رعایت دی ہے کہ مدراس میں پریکٹس کرنے والے شرنارتھی وکیلوں سے تجدید سند کے سلسلہ میں پہلے سال کے لئے پچیس روپے کی فیس نہیں لی جائے گی۔

مدراس ہائیکورٹ میں پریکٹس کرنے کے لئے کوئی ایسی پابندی نہیں کہ پریکٹس کرنے والا وکیل مدراس میں ہی سکونت رکھتا ہو۔ کوئی بھی شخص جس نے ہندوستان کی کسی قائم شدہ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی ہو صوبہ مدراس میں ایڈوکیٹ بن سکتا ہے۔



روزافزوں ترقی کے ساتھ ساتھ
ن کا کام بڑھتا جا رہا ہے، چنانچہ
ن امداد اور سہولت کے لئے حال
ں مرکزی حکومت میں ایک نائب وزیر
لیب منسٹر آف سٹیٹ کا اضافہ کیا

35787



(اوپر) ہز ایکسیلنسی شری راجگو
شری آر، آر دیواکر سے عہدہ
لے رہے ہیں۔ شری دیواکر کو
نشر و اطلاعات میں منسٹر آف
بنا دیا گیا ہوا ہیں۔ گورنر جنر
بی، وی، کیسکار سے عہدہ کا
رہے ہیں۔ شری کیسکار وزار
و تعلقات دولت مشترکہ کے
بنائے گئے۔

(سرورق) ہند کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو یو این او کی جنرل اسمبلی کو مخاطب کر رہے ہیں۔

مرکزی اطلاعات کیا ہے؟

مرکزی اطلاعات۔ اخبارات کی سہولت اور امداد کے لئے ہے اور اس کا مقصد حکومت ہند کی خاص خاص کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔ یہ رسالہ عوام میں تقسیم نہیں ہوتا مگر ایسے لوگوں اور اداروں کو بھیجا جا سکتا ہے جو ملک کو معلومات فراہم کرنے کا کام کرتے ہیں۔

مرکزی اطلاعات میں عنوانات اور جلی عبارتوں کا مقصد پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے۔ ان سے کسی سرکاری نقطۂ خیال کا اظہار مقصود نہیں۔

مرکزی اطلاعات میں باہر کے مضامین شامل نہیں کئے جاتے۔ اس کا ہر مضمون بلا اجازت نقل کیا جا سکتا ہے۔

مدیر۔ ... پرنسپل انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا

خاص مضامین

جلد ۱۷ نمبر ۱ یکم جنوری ۱۹۴۹ء

روئی کی قیمتوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا جائے گا

آئندہ فصل کے لئے قیمتیں مقرر کردی گئیں

سال رواں (۴۹-۱۹۴۸ء) کے لئے روئی کی قیمتیں مقرر کرتے وقت ہند سرکار کا ارادہ یہ تھا کہ روئی کی آئندہ فصل کی قیمتوں پر پھر غور کیا جائے گا اور اس برس کے تجربہ کی بنا پر روئی کی کاشت شروع ہونے سے بہت عرصہ پہلے قیمتیں مقرر کردی جائیں گی۔ اس لئے ہند سرکار نے صوبائی اور ریاستی حکومتوں، ہند کی مرکزی کاٹن کمیٹی کے نمائندوں اور روئی کے تاجروں کے نمائندوں سے اچھی طرح مشورہ کرکے اس معاملہ پر تفصیل سے غور کیا ہے۔

تمام پہلوؤں پر پورا سوچ بچار کرنے کے بعد ہند سرکار نے فیصلہ کیا ہے کہ جاربلا ۲۵/۳۲ اور ہمچو دیگر اقسام کی روئی کی بنیادی قیمتوں میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے۔ اس لئے ۵۰-۱۹۴۹ء کی روئی کی فصل کے لئے بھی پہلی قیمتیں برقرار رکھی جائیں گی لیکن اعلیٰ قسم کی روئی کی پیداوار بڑھانے کی حوصلہ افزائی کے لئے ان اقسام کی قیمتوں کے مابین اس وقت جو تفاوت ہے اس میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ آئندہ برس میں روئی کی فصل کے لئے زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم قیمتیں حسب ذیل ہوں گی۔

قسم روئی	کم سے کم قیمتیں	زیادہ سے زیادہ قیمتیں
جاربلا ۲۵/۳۲"	۴۹۵ روپے	۶۲۰ روپے
بھڑوچ ۳/۴"	۴۷۵ "	۶۰۰ "
دیسی ۲۵/۳۲"	۵۶۵ "	۶۹۰ "
سورتی ۷/۸"	۶۵۵ "	۷۸۰ "
۴ ایف پنجاب امریکن ۳/۴" بیلن سے بیلی ہوئی	۵۲۵ "	۶۵۰ "
۴ ایف پنجاب امریکن ۳/۴" مشین سے بیلی ہوئی	۵۷۵ "	۶۷۰ "
ایل ایس ایس پنجاب امریکن ۱۳/۱۶" بیلن سے بیلی ہوئی	۵۸۵ "	۷۱۰ "
ایل ایس ایس پنجاب امریکن ۱۳/۱۶" مشین سے بیلی ہوئی	۷۰۵ روپے	۷۴۰ روپے
۲۸۹ ایف پنجاب امریکن ۷/۸" بیلن سے بیلی ہوئی	۶۷۵ روپے	۸۰۰ روپے
۲۸۹ ایف پنجاب امریکن ۷/۸" مشین سے بیلی ہوئی	۷۰۵ "	۸۳۰ "
کومیتا ۷/۸"	۶۴۵ "	۷۷۰ "
بالائی علاقوں کی ۱۳/۱۶"	۵۷۵ "	۷۰۰ "
مغربی علاقوں کی ۱۳/۱۶"	۵۵۵ "	۶۸۰ "
کمبودیا ۷/۸"	۶۷۵ "	۸۰۰ "
کرنگنی ۱۳/۱۶"	۵۷۵ "	۷۰۰ "
لونڈی امریکن ۷/۸" (مشمولہ سی پی کمبودیا)	۶۲۵ روپے	۷۵۰ "
پرحانی امریکن ۷/۸"	۶۲۵ "	۷۵۰ "
گورانی ۶ اور ۱۲ ۷/۸"	۶۲۵ "	۷۵۰ "
دھولیرا ۳/۴"	..	۵۷۰ "
کالاجین ۳/۴"	..	۵۷۰ "
بنگال دیسی	..	۴۹۵ "
مٹھیا	..	۴۹۵ "
اوبرا دیسی	..	۴۹۵ "
سی پی ا اور سی پی اا ۵/۸"	..	۵۲۰ "
وسطی ہند	..	۴۹۵ "

ہند سرکار یہ واضح کردینا چاہتی ہے کہ مذکورہ بالا قیمتیں صرف آئندہ فصلی سال میں پیدا ہونے والی روئی پر لاگو ہوں گی اور سال رواں کی فصل پر ان کا اطلاق نہ ہوگا۔ حکومت ان قیمتوں کو نافذ کرنے کا پختہ ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو حکومت روئی کو خود خرید لینے سے بھی گریز نہ کرے گی۔

انٹر ڈومینین کانفرنس میں نئے سمجھوتے

معاہدوں کی تعمیل کے لئے میعاد کا تعین

اقلیتوں اور تخلیہ کنندگان کی جائداد کے لئے انتظامات

نئی دلی میں ۶ دسمبر سے ۱۴ دسمبر ۱۹۴۸ء تک انٹر ڈومینین کانفرنس ہوتی رہی۔ اس کا مقصد ان مسائل کو حل کرنا تھا جن پر مختلف وجوہات کی بنا پر اب تک ہندوستان اور پاکستان کے مابین کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا تھا۔ اس کانفرنس میں جن مسائل پر غور کیا گیا۔ ان کو تین بڑی نوعیتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ سیاسی مسائل، اقتصادی مسائل اور متفرق مسائل۔ کانفرنس میں تقریباً تمام مسائل پر بہت حد تک سمجھوتہ ہو چکا ہے۔ اور یہ طے پایا کہ دونوں حکومتیں جو ذمہ داریاں قبول کریں۔ ان کی فوری اور تسلی بخش تعمیل کے لئے انتظام کیا جائے۔ مشرقی اور مغربی بنگال اور مغربی بنگال اور آسام کے درمیان سرحد سے متعلقہ اختلافات دور کرنے کے لئے ۳۱ جنوری ۱۹۴۹ء سے قبل ایک اعلیٰ اختیارات کی عدالت قائم کی جائے گی۔ دفاع کے ذخیروں کے بارے میں پاکستان کی حکومت نے اپنے حصہ کے ذخیروں اور نصب شدہ برطانوی مشینری کی قیمت ادا کرنا منظور کر لیا ہے۔

نئی دہلی میں جو انٹر ڈومینین کانفرنس ۶ دسمبر ۱۹۴۸ء شروع ہوئی تھی وہ ۱۴ دسمبر کی شام کو ختم ہو گئی۔ ہندوستان اور پاکستان میں جن اختلافات پر ابھی تک سمجھوتہ نہ ہو سکا تھا اس کانفرنس میں ان پر غور و خوض کیا گیا۔ یہ اختلافات تین بڑی نوعیتوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔

(الف) سیاسی اختلافات۔ خصوصاً معاہدہ کلکتہ کی سیاسیات کو عملی جامہ پہنانے کے مسائل۔ مشرقی بنگال و مغربی بنگال۔ مشرقی بنگال و آسام اور مشرقی بنگال و تریپورہ کے سرحدی جھگڑے اور واقعات جن میں مشرقی اور مغربی پنجاب کے سرحدی واقعات بھی شامل ہیں۔

(ب) اقتصادی مسائل خصوصاً معاہدہ کلکتہ اور معاہدہ دہلی کی معاشی دفعات کے مسائل۔ ۲۳ جولائی ۱۹۴۸ء کو لاہور میں تخلیہ کنندگان کی جائداد کے متعلق جو فیصلہ ہوا تھا اس کے متعلق اختلافات۔ ریلوے، ڈاک و تار، دفاع اور دیگر ذخیروں کی تقسیم اور رسد کے بارے میں موجودہ معاہدوں کی تعمیل کا مسئلہ، پنجاب و بنگال کی تقسیم سے پیدا شدہ مالی اور ان معاملوں کے فیصلوں کی روداد، دونوں ڈومینینوں میں زندگی کے بیمے کی پالیسیوں کے مالکوں کی مشکلات اور ان کے مفاد کے تحفظ کے مسائل۔

(ج) متفرق مسائل مثلاً بٹوارہ کونسل کے فیصلے سے متعلق عجائب گھر کے نمونوں کی تقسیم۔

۲۔ ان سب معاملات میں بہت حد تک سمجھوتہ ہو چکا ہے۔ سمجھوتہ کرتے وقت دونوں طرف یہ جذبہ کارفرما رہا کہ بہرصورت مفاہمت کرنی ہے اختلافات دور کرنے ہیں اور گزشتہ معاہدوں کی تعمیل میں جو مشکلات پیدا ہوئی ہیں انھیں ہٹانا ہے اور ایسا انتظام کرنا ہے کہ اب جو فیصلے ہوں ان پر آئندہ چل کر پوری طرح متفقہ عمل کیا جائے۔

۳۔ اس کانفرنس میں جو سیاسی مفاہمت ہوئی ہے وہ بہت حد تک معاہدہ کلکتہ کی بنیاد پر ہے۔ اس نئی مفاہمت کی خصوصیت یہ ہے کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ دونوں حکومتیں جو ذمہ داریاں قبول کریں ان کی فوری اور تسلی بخش تعمیل کے لئے انتظام کیا جائے۔ چنانچہ ایک بین المستعمراتی مجلس اطلاعات و مشاورت قائم کی جائے گی۔ اس میں دونوں مستعمرات کا ایک ایک وزیر ہوگا۔ ان کے علاوہ ہر ایک حکومت کے زیادہ

سہل الحصول سکّے والے ممالک سے برآمد

نظرثانی شدہ کھلا عام لائسنس

چونکہ کھلے عام لائسنس کے تحت جو اجناس درآمد کی جاسکتی تھیں ان کی فہرست پر تبصرہ زیرِ غور تھا اس لئے مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۴۹ء کے پریس کمیونک میں حکومت ہند نے کھلے عام لائسنس نمبر ۱۱ کے التواء کا اعلان کیا تھا۔ یہ تبصرہ اب مکمل ہوگیا ہے اور نظرثانی شدہ فہرست کو کھلے عام لائسنس نمبر ۱۵ کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ اس کے تحت سہل الحصول سکے والے ممالک سے درج فہرست اجناس کی (بشرطیکہ وہ اسی ملک میں بنائی یا پیدا کی جاتی ہوں) درآمد بغیر پرمٹ کے جاری رہے گی۔

کھلے عام لائسنس نمبر ۱۵ کی خاص خاص اجناس یہ ہیں۔ اسبسٹوس کی اشیاء۔ بال و رولر بیرنگ۔ پٹ سن کے کارخانہ کا سامان (بابن اور دھننے کے اوزاروں کے علاوہ) سوتی کپڑے کی مشینیں اور ان کے پرزے (کاتنے کی مشینوں کے کرگھوں۔ بابن اور دھننے کے اوزاروں اور موزہ بنیان کی مشینوں کے علاوہ) تارکول کے رنگ۔ منجمد دودھ اور دودھ کا سفوف۔ گرم مسالے سیمنٹ۔ سفید تیل کے علاوہ ہر قسم کے معدنی تیل۔ خام فلمیں بعض دوا سازی کی اشیا۔ رنگ و روغن بنانے کا خام سامان۔ سوتی دھاگہ اور کپڑے۔ نقلی ریشم کا دھاگا۔ چنے کی دال کے علاوہ دیگر دالیں۔ وائرلیس سیٹ کے اجزائے ترکیبی۔ موٹر گاڑی کے پرزے چھپائی کی مشینیں۔ زرعی اوزار اور بعض بعض سائنسی آلات۔

ایسی اشیاء کے متعلق جو کھلے عام لائسنس نمبر ۱۱ میں تھیں لیکن اب کھلے عام لائسنس نمبر ۱۵ میں شامل نہیں کی گئی ہیں ان کے سلسلہ میں حکومت ہند نے تاجروں کی استدعا کو مدنظر رکھتے ہوئے جہازوں پر مال لادنے کی تاریخ ۳۱ مئی ۱۹۴۹ء تک بڑھا دی ہے پہلے یہ تاریخ ۲۰ مئی تھی۔ ۳۱ مئی ۱۹۴۹ء کو یا اس سے پہلے جہازوں پر لادے ہوئے مال کے درآمد کی اسی طرح اجازت ہوگی جس طرح کھلے عام لائسنس نمبر ۱۱ کے تحت تھی۔

دوہری مدد لینے والے بے خانماں لوگ

سرکار تمام الاٹمنٹ منسوخ کردے گی

حکومت کو کچھ ایسے واقعات کی اطلاع ملی ہے جن میں بے خانماں لوگوں نے ایک سے زیادہ صوبوں یا ایک ہی صوبے کے مختلف علاقوں میں اراضی یا مکانوں کے لئے متعلقہ افسروں کو درخواستیں دی ہیں متعدد بار یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک شخص کو اس کی درخواست کی بنا پر مختلف صوبوں یا ایک ہی صوبے کے مختلف علاقوں میں قطعہ اراضی یا مکان الاٹ ہوئے اور اس نے سب کے سب لے لئے۔

سرکار کی یہ کوشش رہی ہے کہ ہر بے خانماں شخص کو رہنے لئے جگہ مہیا کی جائے۔ یہ جگہ خواہ کسی تخلیہ کنندہ کا گھر ہو۔ حکومت کی طرف سے تعمیر شدہ مکان ہو یا ایک قطعہ جس پر بے خانماں شخص سرکاری مدد سے یا اس کے بغیر اپنا مکان تعمیر کرے۔ اس کام میں کامیابی کے لئے مالی وجوہ اور عمارتی سامان کی قلت کے پیش نظر حتی الوسع کفایت برتنی پڑے گی۔ لہذا سرکار جو بھی مدد دے سکتی ہے وہ بے خانماں لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد کے لئے مبنی بر انصاف ہونی چاہیئے۔

سرکار نے فیصلہ کیا ہے کہ جو شخص اس طرح کی دوہری مدد لینے کا مرتکب ہوگا بحالی کے سلسلہ میں سرکار کی ہر قسم کی مدد سے محروم کر دیا جائے گا۔

جو بے خانماں لوگ افسروں کو ایسے اشخاص کے متعلق اطلاع دینگے جنھوں نے ایک سے زیادہ الاٹمنٹ حاصل کرلی ہے۔ انھیں نئے الاٹمنٹ کے وقت خاص طور پر دھیان میں رکھا جائے گا۔

جو بے خانماں لوگ کسی تخلیہ کنندہ کی ایسی جائداد کے متعلق اطلاع دینگے جو ابھی تک متعلقہ کسٹوڈین کے پاس درج نہیں ہوئی انھیں بھی اس جائداد کے الاٹمنٹ کے وقت خاص طور دھیان میں رکھا جائے گا۔

عوام کی رائے براڈکاسٹنگ کے معیار کی کسوٹی ہے

بیزواڑہ ریڈیو اسٹیشن کے اجرا پر سردار پٹیل کا سندیش

جس قلیل عرصہ میں ہندوستان کے تقریباً ہر صوبے میں ریڈیو اسٹیشن کھولے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قومی حکومت تمام لوگوں کے ثقافت اور ادب کو تجدید دینے کے لئے کس قدر کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ بیزواڑہ میں ریڈیو اسٹیشن کھولا گیا ہے وہ بھی حکومت ہند کے اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس موقعہ پر سردار پٹیل نے جو پیغام بھیجا ہے۔ وہ ذیل میں درج ہے۔

بیزواڑہ میں ریڈیو سٹیشن کے اجرا پر ہندوستان
کے نائب وزیر اعظم اور وزیر نشر و اطلاعات آنریبل سردار ولبھ بھائی
پٹیل نے حسب ذیل سندیش بھیجا۔

"آل انڈیا ریڈیو کے بیزواڑہ اسٹیشن کا افتتاح کرتے ہوئے
مسرت محسوس کرتا ہوں۔ اندھرا دیش کے ادب اور ثقافت کا تعلق
سے کے بہترین اور سب سے پراچین ادب اور ثقافت سے کیا جا
سکتا ہے۔ اس کی سنگیت اور کلا کی روایات پراچین اور اعلےٰ ہیں۔
اس دیش نے بڑے اچھے فن کار اور ادیب پیدا کئے ہیں۔ اس
لئے نشریات کے میدان میں اس کو ایک خاص جگہ ملنا ہی چاہئیے
مجھے امید ہے۔ کہ اندھرا دیش کے لوگ اس نئے ریڈیو اسٹیشن
کی ہر طرح سے مدد کریں گے۔ اور اپنے ادب اور ثقافت کی اصلی روایات
ریڈیو کے ذریعہ تازہ کریں گے۔

مجھے اپنا عہدہ سنبھالے بمشکل دو سال ہوئے ہیں لیکن
اس قلیل عرصہ میں ہم نے براڈکاسٹنگ کی سہولتوں کو ایسے مقاموں
تک پہنچا دیا ہے جنہیں پسماندہ سمجھا جاتا تھا۔ میرے لئے یہ امر خاص
طور پر باعث مسرت ہے۔ انہیں مہینوں میں پٹنہ۔ کٹک۔ شیلانگ اور
گوہاٹی۔ ناگپور اور جالندھر میں آل انڈیا ریڈیو کے اسٹیشن کھولے گئے
ہیں۔ اب بیزواڑہ بھی اس قابل فخر درجہ کا مالک ہے۔

اگرچہ شروع شروع میں یہاں نسبتاً کم ودا آلے نصب کئے
جائیں گے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ اس خاص علاقہ میں لسانی
لحاظ سے یہ ریڈیو اسٹیشن بہت مفید ہے گا۔ ایسے اسٹیشن کے
لئے ہمارے سامنے مسئلہ یہ تھا کہ یا تو جب تک جگہ اور سامان کی
سہولتیں میسر نہ ہوں۔ اسے التوا میں رکھا جائے۔ یا اسے وقت
کی ضرورت کے لئے فوراً شروع کر دیا جائے تا کہ ایک تجربہ ہو سکے
اور آہستہ آہستہ ایک مکمل اور اعلیٰ براڈکاسٹنگ اسٹیشن بن جائے
میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ ایک درست قدم ہے۔ اور مجھے امید ہے۔
کہ اندھرا دیش کے لوگ اس کی حمایت کریں گے۔

تعمیری نکتہ چینی کی ضرورت۔ آپ کی تعلیم و تفریح کے لئے
ہم نے ایک قابل قدر ذریعہ کا اہتمام کر دیا ہے۔ اس اسٹیشن کے
مستقبل کو سنوارنا یا بگاڑنا آپ پر منحصر ہے۔ ہم آپ کی ہر ممکن مدد
کریں گے لیکن یہ آپ کا کام ہے۔ کہ ایک اعلیٰ معیار قائم کیا جائے
ہم آپ کے مشورے اور رائے زنی سے مستفید ہوں گے۔ نشریات
کا ادارہ ایک عمومی ادارہ ہے۔ اور اس کی تعمیر کے لئے نکتہ چینی کی
ہمیشہ ضرورت ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ نشریات کے میدان میں
مشورہ کسی خاص فرد کی طرف سے ہی نہیں ہونا چاہئیے بلکہ سننے
والوں کی طرف سے ہونا چاہئیے۔ کیونکہ یہ ادارہ انہیں سے متعلق ہے
انہیں کی رائے اس کے معیار کی کسوٹی ہے۔ کسی ایک شخص کی
خوشی کو براڈکاسٹنگ پر ٹھونسا نہیں جا سکتا۔ یہ سب سننے والوں
سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ان میں مختلف مذاق اور مختلف خیال
رکھنے والے لوگ ہیں۔ مذاق اور خیالات کے ہر پہلو کو نشریات

لسانی صوبوں کی تخلیق جذبہ قومیت کے منافی ہوگی

ایسے صوبوں کے متعلق غور کرنے والے کمیشن کی رپورٹ کا خلاصہ

لسانی بنیادوں پر صوبوں کی تقسیم کے سلسلے میں جو کمیشن مقرر کیا گیا تھا۔ اس نے اپنی رپورٹ شائع کردی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے۔ کہ اس وقت ملک میں ایک ایسی ہنگامی حالت پائی جاتی ہے۔ جس کے پیش نظر فی الحال اس مطالبہ کا ماننا جائز نہ ہوگا۔ اس وقت ملک کی سب سے بڑی اور اہم ضرورت یہ ہے۔ کہ ملک کو متحد کرکے ایک قوم بنایا جائے۔ کمیشن کی رائے میں لسانی صوبے ایک نئے تعصب کی بنیاد ثابت ہوں گے۔ اور ہندوستان کے اتحاد میں رکاوٹ بنیں گے۔ اگر ہندوستان کو زندہ رہنا ہے۔ تو ہندوستان کے قومی جذبہ اور حب الوطنی کو ملک کے مفاد کے خاطر اپنی کچھ تمناؤں کو قربان کرنا ہوگا۔ کمیشن نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ جب ہندوستانی ریاستوں کا مستقبل صاف طور پر متعین ہو جائے۔ اور ہندوستانی قومیت پوری طرح قائم ہو جائے۔ اس وقت کچھ صوبوں کی از سر نو حد بندی کرنی ہوگی۔ لیکن یہ حد بندی انتظامی آسانی کی خاطر کی جائے گی۔

لسانی صوبوں کے متعلق غور کرنے والے کمیشن نے اپنی رپورٹ شائع کردی ہے۔ یہ رپورٹ متفقہ ہے۔ اور اس میں فی الحال لسانی بنیادوں پر صوبوں کی حد بندی کی مخالفت کی گئی ہے۔ لیکن اس نے یہ رائے بھی ظاہر کی ہے۔ کہ جب ہندوستانی ریاستیں پوری طرح متحد و مدغم ہو جائیں۔ اور ملک کی حالت مضبوط ہو جائے تو اس وقت کچھ صوبوں کی انتظامی بنیاد پر حد بندی ضروری ہوگی۔ کمیشن کو اس بات کا احساس ہے۔ کہ لوگ لسانی بنیاد پر صوبوں کی حد بندی کا مخلصانہ اور پر جوش جذبہ رکھتے ہیں۔ اور اگر یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔ تو اس سے بڑی مایوسی ہوگی۔ لیکن کمیشن کی رائے میں ملک میں ایک ایسی ہنگامی حالت پائی جاتی ہے۔ جس کے پیش نظر اس مطالبہ کا ماننا جائز نہ ہوگا۔ اس وقت ملک کی سب سے بڑی اور اہم ضرورت یہ ہے۔ کہ ملک کو متحد کرکے ایک قوم بنایا جائے۔ ہندوستان کا جو آئین اس وقت بنایا جا رہا ہے۔ اسے اور بہت سی دوسری گتھیاں جنہیں سلجھانا ضروری ہے۔ انہیں اس بنیادی ضرورت کے پیش نظر دیکھنا چاہئے۔ ہر وہ چیز جو قومیت کے جذبہ کو بڑھانے والی ہو۔ حوصلہ افزائی کی طلبگار ہے۔ اور ہر وہ چیز جو اس راستہ میں رکاوٹ ڈالے۔ اسے یا تو ختم کر دیا جائے۔ یا پھر ملتوی کر دیا جائے۔ کمیشن کا کہنا ہے۔ کہ ہم نے لسانی بنیادوں پر صوبوں کی حد بندی کے مطالبہ کو اسی کسوٹی پر پرکھا ہے۔ اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ وہ اس کسوٹی پر پورا نہیں اترا اس لئے اس کی حمایت نہیں کی جا سکتی۔ اگر یہ اصول تسلیم کر لیا گیا تو یہ پھر سارے ملک کو تقسیم کرنے کی بنیاد ثابت ہوگا۔

نومبر ۱۹۴۷ء میں دستور ساز اسمبلی میں جو بحث ہوئی تھی اس کے پیش نظر اور مسودہ ساز کمیٹی کی سفارش کے مطابق پریذیڈنٹ نے اس کمیشن کا تقرر کیا تھا۔ الہ آباد ہائی کورٹ کے سابق جج شری ایس کے دار اس کے چیئرمین تھے۔ کمیشن کے ارکان کے نام حسب ذیل ہیں۔

ڈاکٹر پنا لال سی ایس آئی سی آئی ای آئی سی ایس (ریٹائرڈ)، سابق مشیر گورنر یو پی۔

شری جگت نرائن لال ایم ایل اے اور بہار کی طرف سے دستور ساز اسمبلی کے ممبر۔ کمیشن کے سیکرٹری شری بی سی بینرجی آئی اے اینڈ اے ایس اکاؤنٹنٹ جنرل تھے۔ متعلقہ صوبوں سے حسب ذیل ارکان بھی کمیشن میں شامل کئے گئے تھے۔ انہوں نے بیانات سننے اور غور و خوض کرنے میں کمیشن کے کام میں شرکت کی۔ لیکن کمیشن کی رپورٹ تیار کرنے میں حصہ نہیں لیا۔

(۱) آنریبل شری رام کرشن راجو پریذیڈنٹ مدراس لیجسلیٹو کونسل

(۲) شری ٹی اے راما لنگم چیٹیار رکن دستور ساز اسمبلی ہند۔
(۳) شری ملانن آف پال گھاٹ ممبر مدراس لیجسلیٹو کونسل۔
(۴) شری ٹوکوری سبرامنیم آف بیلاری۔
(۵) شری کے ایم منشی رکن دستور ساز اسمبلی ہند۔
(۶) شری آر۔ آر دیواکر رکن دستور ساز اسمبلی ہند۔
(۷) شری ایچ۔ پی پاٹسکر رکن دستور ساز اسمبلی ہند۔
(۸) شری ٹی ایل شیودے (ریٹائرڈ جج ناگپور ہائی کورٹ۔
(۹) شری گوپی لال سریواستوا (ایڈووکیٹ ساگر۔

کمیشن نے ۱۹ جولائی ۱۹۴۸ء کو اپنا کام شروع کیا۔ اور ۱۲ نومبر ۱۹۴۸ء کو اس کا آخری جلسہ ہوا۔ اس میں کمیشن کے ایسوسی ایٹ ممبر بھی شامل تھے۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو کمیشن نے اپنی رپورٹ پیش کردی۔ کمیشن نے آندھرا، تامل ناڈ، کیرالا، کرناٹک، مہاراشٹر، کونکن، سی پی و برار کا دورہ کیا۔ سات سو بیانات سنے۔ اور ایک ہزار تحریری یادداشتیں پڑھیں۔

رپورٹ کے شروع میں آندھرا، کرناٹک اور مہاراشٹر کے مجوزہ لسانی صوبوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں کانگریس کے ان اعلانات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو وہ ۱۹۲۱ء سے لسانی صوبوں کی حمایت میں دیتی رہی ہے۔ لیکن کمیشن نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ اب حالات بدل چکے ہیں۔ اور اب ان وعدوں کو نئے ہندوستان کے موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔ رپورٹ میں وہ وجوہات بتائی گئی ہیں۔ جن کی بنا پر ایک صوبہ بنایا جا سکتا ہے۔ کمیشن کا کہنا ہے۔ کہ جغرافیائی حالات مالی طور پر خود مکتفی ہونا آئندہ ترقی کرنے کی قوت کی موجودگی اور جن لوگوں پر پڑے ان کی مرضی ان سب باتوں کا ہونا لازمی ہے۔ لسانی صوبوں کا مطالبہ دو متبادل وجوہات پر قائم ہے۔

(۱) یہ لسانی طبقے ذیلی قوم ہیں۔ اور اس حیثیت سے وہ اس آئین کے فریق معاہد کی حیثیت رکھتے ہیں جس سے کہ مرکز اور فیڈریشن دونوں کو اختیارات ملتے ہیں۔

(۲) یہ کہ موجودہ صوبے انتظامی لحاظ سے متحد نہیں رہ سکتے۔ وہ مختلف عناصر سے مرکب ہیں۔ ان کے انتظام میں سہولت نہیں ہوگی۔ اور خاص طور پر تعلیم اور قانون سازی وغیرہ میں مشکل پیش آتی ہے۔

جو چیزیں لسانی صوبوں کے خلاف ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ دوسری زبان بولنے والی اقلیت کے خلاف رواداری کا جذبہ نہیں رہتا۔ مقامی تعصب پیدا ہوتا ہے۔ اور نئی حدیں قائم کرنے میں تلخی پیدا ہوتی ہے۔ یہ تلخی خاص طور پر مدراس اور بمبئی کی حد بندی میں پیدا ہوگی۔

کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں۔ کہ یہ صوبے فوراً قائم کر دئے جائیں کیونکہ یہ مطالبہ عوام کے دل و دماغ پر چھا گیا ہے۔ اور اس کے التوا سے تلخی، بے صبری اور مایوسی پیدا ہوگی۔ چنانچہ ان کی رائے میں ملک تعمیری کام میں یک دلی سے حصہ نہیں لے سکے گا۔ اس کے مقابلہ میں تجویز کے مخالفین کا یہ کہنا ہے۔ کہ ملک ابھی تک بیرونی حملہ کے خطرہ سے آزاد نہیں ہوا۔ اور وہ ایک زبردست اقتصادی بحران میں سے گذر رہا ہے۔ ریاستوں کے اتحاد و ادغام کا کام ابھی تک تکمیل کو نہیں پہنچا۔ اور حکومت کے سامنے بہت سے اہم معاملات ہیں۔ ملک اس وقت نئے صوبوں کی تخلیق کا مالی اور انتظامی بوجھ نہیں سنبھال سکتا۔

اس کے بعد رپورٹ میں ان چاروں صوبوں کی حدود کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے۔ کہ ان سرحدی ضلعوں کے سلسلہ میں جہاں ایک کی جگہ دو زبانیں بولی جاتی ہیں کس قدر مشکلات پیش آئیں گی۔

کمیشن نے بمبئی اور مدراس کے شہروں کے بارے میں ایک علیحدہ باب میں بحث کی ہے۔ کمیشن کی رائے میں ان شہروں میں کسی ایک زبان کے بولنے والے نہیں بستے۔ نہ وہاں کسی ایک زبان کے بولنے والوں کی اکثریت ہے۔ یہ شہر سارے ہندوستان کے لئے اہمیت رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کو کسی صوبہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے اور ہندوستان کے مفاد کے پیش نظر اس پر علیحدہ غور کرنا ہوگا۔

چوتھے باب میں مالی اور انتظامی نتائج سے بحث کی گئی ہے۔ کمیشن کا کہنا ہے۔ کہ چھوٹے صوبے بنانے پر بڑا زبردست خرچ آئے گا۔ اور اس خرچ کا بوجھ عام ٹیکس دہندگان پر

پڑے گا۔ اس سے کرنسی کا پھیلاؤ اور زیادہ بڑھ جائے گا۔ اقلیت کا ایک نیا مسئلہ سامنے آجائے گا۔ اور نئی حد بندی سے تلخی پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ تیسرے باب میں ہر ایک صوبے کی مالی حالت پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

کمیشن جن نتائج پر پہنچا ہے۔ وہ پانچویں باب میں بیان کئے گئے ہیں۔ کمیشن کی رائے میں لسانی صوبے ایک نئے تعصب کی بنیاد ثابت ہوں گے۔ اور ہندوستان کے اتحاد میں رکاوٹ بنیں گے۔ اگر ہندوستان میں چھوٹی چھوٹی قومیں بنانی مقصود ہیں تو پھر اس مقصد کے حصول کے لئے لسانی صوبوں کی تخلیق سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اگر اس طرح سے لسانی صوبے قائم کئے گئے۔ تو پھر ہندوستان کے دوسرے حصوں سے بھی اس قسم کا مطالبہ ہوگا۔ اگر ہندوستان کو زندہ رہنا ہے۔ تو ہندوستان کے قومی جذبہ اور حب الوطنی کو ملک کے مفاد کے خاطر اپنی کچھ تمناؤں کو قربان کرنا ہوگا۔ جب تک ہندوستانی قومیت اتنی طاقتور نہ ہو جائے۔ کہ آسانی سے خود مختار صوبوں کی تخلیق کی اجازت دی جا سکے اور اس وقت تک نئے آئین کے ماتحت صوبوں کے نئے اختیارات اس انداز میں ہونے چاہئیں۔ کہ ان کے اختیارات کا سرچشمہ اور نگران اعلیٰ مرکزی حکومت رہے۔ یہ اختیارات تفریق اور پھوٹ کو روک سکیں۔ قومی جذبہ کو تقویت بخشیں گے۔ اور ہندوستانی قوم کی تعمیر کریں گے۔

کمیشن نے اپنی رپورٹ میں ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ ہماری رائے میں یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کہ لسانی صوبوں میں ہر ایک لسانی طبقہ زیادہ خوش رہے گا۔ اور اپنے مزاج کے مطابق ترقی کر سکے گا۔ اور اس طرح ایک مضبوط طبقہ ہندوستان کی خدمت کر سکتا ہے۔ کمیشن کا کہنا ہے۔ کہ لسانی صوبہ میں ایک ذیلی قومیت کا جذبہ ہمیشہ کارفرما رہے گا۔

کمیشن نے آگے چل کر یہ رائے ظاہر کی۔ کہ جب ہندوستانی ریاستوں کا مستقبل صاف طور پر متعین ہو جائے۔ اور ہندوستانی قومیت پوری طرح قائم ہو جائے۔ اس وقت کچھ صوبوں کی از سر نو حد بندی کرنی ہوگی۔ لیکن یہ حد بندی لسانی نکتہ نگاہ سے نہیں بلکہ انتظامی آسانی کی خاطر کی جائے گی۔ کمیشن کی یہ رائے ہے۔ کہ موجودہ وقت حد بندی کے لئے بالکل مناسب نہیں۔ اس وقت ملک کے سامنے دفاع شرنارتھی افراط زر پیداوار اور خوراک جیسے اہم مسائل ہیں۔ کمیشن اس خیال کا حامی ہے۔ کہ ہندوستان کے آئین کے مطابق ایک مضبوط مرکز قائم ہو۔ اور اس مرکز کو بقایا اختیارات یعنی مابقی اور صوبوں پر فرمانروائی کے اختیار حاصل ہوں۔ اور سارے ملک میں ایک قومی زبان رائج کی جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ کمیشن کو اس بات کا بھی احساس ہے۔ کہ ان سب صوبوں میں کئی اہم انتظامی الجھنیں ہیں۔ وہاں تصادم اور تضاد پایا جاتا ہے۔ مثلاً حکومت مدراس میں تیلگو اور تامل کا جھگڑا۔ مالابار اور کرناٹ میں یہ جذبہ پایا جاتا ہے۔ کہ مدراس اور بمبئی میں ان کی دور افتادہ حکومتیں ان پر کافی توجہ نہیں دیتیں۔ کمیشن کے خیال میں ان میں سے بہت سی شکایتیں صحیح ہیں۔ اور حکومت ہند کو انہیں دور کرنے کیلئے قدم اٹھانا چاہئے۔

ہند سرکار نے اس معاہدے کو منظور کیا ہے جو ہندوستان اور مقبوضہ مغربی جرمنی کے درمیان ہوا ہے۔ اس معاہدہ کی رو سے مقبوضہ مغربی جرمنی کو مراعات یافتہ تصور کیا جائے گا۔ معاہدہ کی تعمیل ۲ دسمبر ۱۹۴۸ء سے ہو رہی ہے۔

ہندوستان اور مغربی جرمنی کی باہمی تجارت اب ٹیرف اور تجارت کے عام معاہدے کی دفعات کے مطابق مراعات یافتہ ممالک جیسے سلوک کی مظہر ہوگی۔ کیونکہ ہند سرکار اس معاہدہ کی فریق ہے۔ اس سے پیشتر ہندوستان اور مغربی جرمنی میں تجارتی معاہدہ ہو چکا ہے۔ اور توقع ہے کہ مراعات یافتہ ممالک کے زمرہ میں آجانے سے اب دونوں ممالک میں کثیر تعداد سامان کا مفید تبادلہ ہوگا۔

معاہدہ کی میعاد مغربی جرمنی پر قبضہ رہنے کے عرصہ تک ہے۔ اور یکم جنوری ۱۹۵۱ء کو یا اس سے بعد چھ ماہ کے نوٹس پر معاہدہ کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

دریائی وادیوں کو ترقی دینے کے لئے چار بڑی اسکیمیں زیر عمل ہیں

ملک میں زراعت اور صنعتی ترقی کے وسیع امکانات

مرکزی آبپاشی بورڈ کے اجلاس میں شری کھوسلہ کی صدارتی تقریر

آبپاشی کے مرکزی بورڈ کے انیسویں اجلاس میں بورڈ کے صدر شری اے این کھوسلہ نے ۴ دسمبر کو اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ ہندوستان میں دریاؤں کے پانی سے فائدہ اٹھانے کیلئے اس وقت چار بڑی اسکیموں پر عمل ہو رہا ہے۔

(۱) بہار اور مغربی بنگال میں دامودر ویلی اسکیم - (۲) مدراس میں تنگ بھدرا اسکیم (۳) مشرقی پنجاب میں بھاکڑہ ڈیم اور (۴) اڑیسہ میں ہیراکڈ بند۔ کچھ منصوبوں کو منظوری ملنے والی ہے۔ اور بعض ان پر عمل شروع ہوگا۔ کچھ منصوبوں کے بارے میں تفتیش ہو رہی ہے۔ بعض علاقوں میں خصوصاً ریاستوں میں ترقی کی اسکیموں کے اچھے امکانات ہیں لیکن ان کے بارے میں ابھی کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔

مرکزی آبپاشی بورڈ بڑے پشتوں کے بین الاقوامی کمیشن کے لئے ہندوستان کی قومی کمیٹی ہے میکانک زمینی اور فن تعمیر بنیاد کی بین الاقوامی سوسائیٹی کے لئے بورڈ نے ہندوستان میں ایک قومی کمیٹی کی تنظیم کی ہے۔ یہ بورڈ ما قوائی تعمیر کی تحقیق کی بین الاقوامی جماعت اور سائینس کے کاموں کے دیگر بین الاقوامی اداروں کے لئے ایک رابطہ کا کام کرتا ہے۔ یہ بورڈ ملک کے متعدد ٹیکنیکل اداروں کی سرگرمیوں میں بھی شریک تھے۔

شری کھوسلہ نے اپنی صدارتی تقریر کے شروع میں پنڈت جواہرلال نہرو کی دانشمندی اور معاملہ فہمی کو خراج تحسین ادا کیا۔ اور کہا کہ ان کی اعلیٰ رہنمائی سے ہندوستان کی ساکھ بڑھ گئی ہے۔ انھوں نے ہندوستان کو نیا راستہ دکھایا ہے اور لوگوں کو تعمیری کاموں کی طرف متوجہ کیا ہے۔

شری کھوسلہ نے اعلان کیا کہ بورڈ کی ایگزیکیٹو کمیٹی نے بورڈ کی طرف سے ہر سال ایک تمغہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ تمغہ اس شخص کو دیا جائیگا جو ملک کے دریائی ذرائع کو ترقی دینے کے سلسلہ میں ایک بہترین کتاب لکھے یا کوئی اور طبعزاد تجویز پیش کرے۔

ایک الگ محکمہ کا قیام۔ شری کھوسلہ نے بتایا کہ بھاکڑا کوسی اور رام پداساگر ایسی ہر ایک اسکیم پر قریباً ایک سو کروڑ روپیہ خرچ آئے گا۔ ظاہر ہے کہ اتنے بڑے خرچ سے جو کام ہوگا اس کا اثر بہت وسیع ہوگا۔ اور ملک کی زراعتی اور صنعتی ترقی میں وسیع اضافہ ہوگا۔ اور لوگوں کی روزمرہ کی زندگی پر بھی بہت اثر ہوگا۔ چنانچہ مستقبل میں آبی وادیوں کی ترقی کے لئے ایک الگ محکمہ کا قیام غیر اغلب نہیں۔

زمانہ ماضی میں عملی طور پر دریائی وادیوں کی ترقی کے لئے کچھ نہیں ہؤا کیونکہ صوبوں اور ریاستوں میں متعلقہ پانی کے سلسلہ میں کوئی تصفیہ نہ ہوسکا۔ لیکن اب ہندوستان کے نئے آئین میں اس الجھن کو دور کر دیا گیا ہے۔ سردار پٹیل نے ریاستوں کے ادغام سے معاملہ کو اور بھی آسان کر دیا ہے۔

شری کھوسلہ نے کہا کہ افراط زر کی روک تھام کے لئے ملک کے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ تمام ذرائع کو تعمیری کاموں میں لگائیں۔ ملک کو ترقی دینے والے ہر موقع اور ہر تحریک سے فائدہ اٹھایا جائے۔ حکومت بھی اس سلسلہ میں ضروری کاموں کو سب سے پہلے نپٹانا چاہتی ہے۔

ترجیحات کے سلسلہ میں سب سے پہلا درجہ آبی ذرائع کی حفاظت اور ان کے مناسب استعمال کا ہے اور یہ کام دریائی وادیوں کو ترقی دینے سے ہوگا۔ طغیانیوں پر قابو پانا۔ زیادہ علاقوں کو قابل کاشت بنانا زیادہ اناج پیدا کرنے کے لئے آبپاشی کی سہولتیں مہیا کرنا۔ صنعت کی ترقی کے لئے وسیع پیمانے پر پانی

(بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

مستقبل کے ہندوستان میں انجنیئروں کا کام

مرکزی آبپاشی بورڈ کے سالانہ اجلاس میں پنڈت نہرو کی تقریر

مرکزی آبپاشی بورڈ کے انیسویں سالانہ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے پنڈت جواہر لال نہرو نے فرمایا کہ مفاد عامہ کی تعمیروں کے لئے بھی فلاح انسانیت کے عقیدہ کی ضرورت ہے۔ پنڈت نہرو نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ ملک کے وسیع ذرائع کو ابھی تک لوگوں کے معیار زندگی کی اصلاح کے لئے درست طور پر استعمال نہیں کیا گیا ہے کہ انجنیئروں کو اپنی ذمہ داری نبھانے کے لئے ایک خاص جذبہ کے تحت کام کرنا چاہئے۔ اور یہ جذبہ اونچے خیالات اور اعلیٰ مقاصد کا جذبہ ہونا چاہئے۔

کانسٹی ٹیوشن کلب نئی دہلی میں مرکزی آبپاشی بورڈ کے انیسویں سالانہ اجلاس کا ۶ دسمبر کو افتتاح کرتے ہوئے ہندوستان کے وزیر اعظم آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا کہ زمانہ قدیم میں ہندوستان میں جن لوگوں نے شاندار مندر اور مسجدیں تعمیر کیں اور یورپ میں جن لوگوں نے گرجوں کی تعمیر کی وہ لوگ نہ صرف اعلیٰ انجنیئر تھے بلکہ بڑے خوش عقیدہ لوگ تھے۔ آج مندر اور مسجد کی نسبت مفاد عامہ کے کام کو ترجیح دی جاتی ہے۔ مفاد عامہ کی تعمیروں کے لئے بھی فلاح انسانیت کے عقیدہ کی ضرورت ہے۔ اگر اس عقیدہ سے کام کیا جائے تو نتائج بہت اچھے ہونگے۔

وزیر تعمیر آنریبل شری این۔ وی۔ گیڈگل سفارت خانوں کے کچھ ارکان مختلف صوبوں اور ہندوستانی ریاستوں کے چیف انجنیئر اور ہند سرکار کی وزارتوں کے کچھ انجنیئر اس اجلاس میں شریک ہوئے۔

پنڈت نہرو نے کہا کہ حکومت کے لئے یہ فیصلہ کرنا ایک مشکل کام ہے کہ کونسے مسئلہ کو سب سے پہلے حل کیا جائے۔ انھوں نے بورڈ کے صدر شری اے۔ این۔ کھوسلہ کی اس رائے سے اتفاق کیا کہ دریائی وادیوں کی ترقی کے منصوبے ایک بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ ایک افسوسناک امر ہے کہ ہندوستان کے وسیع ذرائع کو ابھی تک لوگوں کے معیار زندگی کی اصلاح کے لئے درست طور پر استعمال نہیں کیا گیا۔ تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تعمیر اور تخریب کی قوتیں ہمیشہ برسر پیکار رہی ہیں۔ اپنے مقصد کی طرف بڑھتے ہوئے کوئی شخص تخریبی قوتوں کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ ایشیا اور ہندوستان کے نقشے کو ایک نظر دیکھئے۔ واقعات کی یاد کا ایک سلسلہ بندھ جاتا ہے۔ گئے وقتوں کی تہذیب اور ثقافت کا دھیان آتا ہے لیکن ہمالیہ کے سلسلہ ہائے کوہ پر نظر رک جاتی ہے اور اسے دیکھ کر ہندوستان کی قدرتی امارت اور بلندی پر ناز ہوتا ہے۔ دنیا کے کسی حصہ پر ایسے پہاڑ نہیں ہیں۔ یہ پہاڑ طاقت اور ذرائع کے ذخیرے ہیں۔ ان کے استعمال اور ان سے فائدہ اٹھانے کے طریقے انجنیئر ہی معلوم کر سکتے ہیں۔ پہاڑوں اور دریاؤں کے قدرتی ذرائع سے پورا فائدہ اٹھانے کے لئے شاید کئی برسوں تک کام کرنا پڑے لیکن اس سلسلے میں انجنیئروں کو بہت کام کرنا ہے۔

کسی قوم کی ترقی کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ ایک خاص وقت پر قوم کا کونسا طبقہ نمایاں ہے۔ ایک وقت پر آپ لکھتے ہیں کہ زمین کے مالک کی قدر ہوتی ہے۔ اور اس سے اس وقت کے سماجی نظام کا پتہ لگتا ہے۔ پچھلی ایک دو نسلوں کے دوران ہندوستان کے لوگوں کا رجحان دو سمتوں کی طرف رہا اوّل سرکاری ملازمت اور دوم وکالت۔ لوگوں نے ان شعبوں

کو وقار اور دولت کا راستہ سمجھا۔ بیشک دوسرے ملکوں میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے لیکن ہر پیشہ اپنے طور پر کار آمد ہوتا ہے ۔

سرکاری ملازمت والوں نے انتظامیہ امور کو نبھایا اور وکالت کرنے والوں نے نہ صرف اپنے محدود حلقہ میں کام کیا بلکہ قومی تحریکوں میں بھی حصہ لیا ۔ لیکن ان دنوں کے سماجی نظام میں ایک جمود کی حالت رہی ۔ اب یہ جمود ٹوٹ رہا ہے ۔ اور لوگوں میں زندگی اور حرکت پیدا ہو رہی ہے ۔ اب لوگ ایک خاص شعبہ کی مہارت کے لئے کوشاں ہیں ۔

برطانوی زمانہ میں ہندوستان جامد اور غیر تبدیل پذیر رہا ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے مسائل جمع ہو گئے ۔ آج ہمارے سامنے بڑی مشکل یہی ہے کہ سب سے پہلے کس مسئلہ کو حل کیا جائے ۔ اور ان سب پر شرنارتھیوں کی بحالی کا مسئلہ ہے ۔ اگرچہ یہ ایک عارضی مسئلہ ہے تاہم اسکی اہمیت بہت زیادہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہماری منصوبہ بندی تنظیم اور ترتیب کی حامل رہے ۔ اس سلسلہ میں آج تک جو کچھ کام کر پائے ہیں اس پر ہمیں پوری خوشی نہیں ہمیں ہر شخص کے تعاون کی ضرورت ہے ۔ اس کے بغیر کامیابی مشکوک ہے ۔

ملک کے ہر شعبہ میں ہمیں بہت کام کرنا ہے ۔ یہ کام مشکل اور رکاوٹوں کا رونا رونے سے نہیں ہوگا ۔ جس دور میں ہم پیدا ہوئے ہمیں اس کی مشکلات سے بھی نپٹنا چاہئے ۔ ہمیں انعام یا منافع کا خیال نہیں ہونا چاہئے ۔ کام اور سخت کام ہمارا آدرش ہونا چاہئے ۔

تعمیر کی ذمہ داری ایک غیر معمولی ذمہ داری ہے ۔ ملک کے انجنیئروں کو اسے نبھانے کے لئے ایک عقیدہ سے کام کرنا چاہئے اس کام کی کامیابی کا دار و مدار کام کرنے والوں کے جذبہ پر ہے یہ جذبہ اونچے خیالات اور اعلیٰ مقاصد کا جذبہ ہونا چاہئے قدیم مندروں اور مسجدوں کو دیکھنے سے ان کی تعمیر کرنے والوں کا کوئی پتہ نہیں چلتا ۔ البتہ دوران تعمیر جو ایمان اور عقیدہ اس وقت کے انجنیئروں کے قلب میں موجزن رہا وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے ۔ ہم ایک مختلف دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں اس دور میں مفاد عامہ کی تعمیروں کے لئے نئے عقیدہ کی ضرورت ہے یہی عقیدہ ملک کی ترقی اور کامیابی کا باعث ہوگا ۔

دریائی وادیوں کو ترقی دینے کے لئے چار بڑی اسکیمیں زیر عمل ہیں (بسلسلہ صفحہ ۸)

سے بجلی پیدا کرنا اور اناج اور صنعتی اشیا کی نقل و حرکت کے لئے جہاز رانی کی سہولتیں بڑھانا حکومت کے لائحۂ عمل میں شامل ہیں ۔ دوسرے درجہ پر برقانی مشینیں تیار کرنا ہے ۔ لوہے اور فولاد کے کارخانے قائم کرنا ۔ سیمنٹ کے کارخانے قائم کرنا ۔ نقلی پٹرول ایندھن ۔ تیل کھاد اور دیگر ضروری اشیا تیار کرنا یہ سب کام فوری توجہ کے مستحق ہیں ۔ ان کے ساتھ سامان کی نقل و حرکت کے لئے ریلوے کو بڑھانے کا کام ہے ۔

ترقی کی اسکیموں پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ مزید اسکیمیں تیار کرنے کا کام بھی جاری رہنا چاہئے تاکہ ایک اسکیم کی تکمیل کے بعد فوراً دوسری اسکیم کا کام شروع ہو سکے ۔ صنعتی اداروں کا بڑھنا بھی ضروری ہے اگر ایک لاکھ کلوواٹ بجلی کا اہتمام ہوا ہے تو اس کے استعمال کے لئے صنعتی ادارے بھی چاہئیں ۔

شری کھوسلہ نے کہا کہ منصوبہ بندی کے کام میں ایک تسلسل ہونا چاہئے اور خاص علاقوں میں معاشی اور صنعتی اغراض کے پیش نظر منصوبہ بندی اجتماعی اور علاقہ وار ہونی چاہئے ۔ یہ کام چند سال یا کسی مخصوص میعاد کا نہیں ۔ ہندوستان کی دریائی وادیوں ترقی کا کام سالہا سال تک جاری رہے گا ۔ یہ ایک وسیع ملک ہے ۔ اور کئی علاقے بے کاشت پڑے ہیں مرکزی آبپاشی بورڈ ہر تین ماہ کے بعد ایک رسالہ شائع کرتا ہے ۔ اس میں آبپاشی اور برقابی کے مسائل پر مضامین ہوتے ہیں ۔ بورڈ نے کچھ دو ورقوں کے رسالے بھی شائع کئے ہیں بورڈ ٹیکنیکل الفاظ کی ایک ہندی ڈکشنری تیار کر رہا ہے جو عنقریب شائع ہوگی ۔ کچھ بہترین انگریزی رسالوں کے ہندوستانی ترجمے بھی شائع کئے جائینگے ۔

گیتا میں احساس فرض کی اہمیت

گیتا جینتی کے موقعہ پر گورنر جنرل کی تقریر

گیتا جینتی کے موقعہ پر گورنر جنرل نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہندو فلسفہ الہیات کے خالقین نے حقیقت پسندی سے کام لیا اور مذہب کو عقیدے کی جستجو نہیں بلکہ تلاش حق کا ایک ذریعہ سمجھا گیتا کی تعلیم یہ نہیں سکھاتی۔ کہ دنیا کے کام چھوڑ دینے میں نجات کی راہ ہے۔ ایک اچھا انسان اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں ضبط سے کام لیتا ہے۔ اس کے کام خوراک اور تفریح میں ایک باقاعدگی رہتی ہے۔ مشکلات کو دیکھ کر وہ جی نہیں چھوڑتا۔ کامیابی یا ناکامی کے موقعہ پر وہ حوصلہ اور سکون قلب سے کام لیتا ہے۔ اسے نتیجے کی پرواہ نہیں کیونکہ یہ پرماتما کے ہاتھ میں ہے۔

لکشمی نرائن مندر میں گیتا جینتی کے موقعہ پر تقریر کرتے ہندوستان کے گورنر جنرل ہز ایکسیلنسی شری راجگوپال آچاری کہا۔ کہ گیتا میں ذاتی فائدہ کی خواہش نہ رکھتے ہوئے اور قوم کی بھلائی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کام کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

ہندو فلسفہ الہیات کے خالقین نے حقیقت پسندی سے کام لیا۔ اور مذہب کو عقیدے کی جستجو نہیں۔ بلکہ تلاش حق کا ایک ذریعہ سمجھا۔ زمانہ قدیم سے اگرچہ منطقی مفروضے پیش کئے جاتے رہے لیکن اختلاف رائے سے کوئی بدمزگی پیدا نہیں ہوئی۔ ہم مذہب کو عقیدہ کے مادی وجود کے طور پر نہیں۔ بلکہ ایک روحانی حقیقت سمجھتے رہے ہیں۔ قدرتی طور پر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو دھرم کی جس طرح بھی تشریح کی گئی۔ اس نے جگہ پائی۔ اور اگر یہ تشریح احترام کے جذبہ سے ہوئی۔ تو اس کی قدر ہوئی مختلف طبقوں نے مختلف شکل میں ویدانت کے فلسفہ کی توضیح کی لیکن سب نے ایک ہی عمل کی سفارش کی۔ ویدانت کے تمام دبستان اور شاید تمام مذاہب اخلاقیات کے ایک ہی نظریہ کی ترجمانی کرتے ہیں۔ گیتا میں زندگی کے اس ڈھنگ کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کا اطلاق دنیا کے تمام نیک انسانوں پر ہوتا ہے خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں جس طرز زندگی کی گیتا میں تعلیم دی گئی ہے۔ وہ موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کے عین مطابق ہے۔

گیتا کے مطابق دنیا کے لیل و نہار کی گردش اسی طرح جاری رہنی چاہیئے۔ گیتا کی تعلیم یہ نہیں سکھاتی۔ کہ دنیا کے کام چھوڑ دینے میں نجات کی راہ ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ جو کام ہمارے ذمہ ہیں۔ ان کے لئے یا تو ہم خاص طور پر موزوں ہیں۔ یا مخصوص فرائض ہیں۔ جو سماج ہم پر عائد کرتی ہے۔ یہ فرائض سر انجام دیتے ہوئے ہمیں ایک عقلمند شخص کی سرگرمی اور مستعدی سے کام لینا چاہیئے لیکن دوران عمل ہمیں بے غرضی و بے تعلقی کے جذبہ کو برقرار رکھنا چاہیئے۔ یوگ سادھن کی ایک ایسی کیفیت ہے جس میں آدمی دنیا میں کام کرتا ہوا عبادت کو نہیں بھولتا۔ ایک انسان کو زندگی بسر کرنے کے لئے تفریح اور عبادت دونوں کی ضرورت ہے۔

اپنی غرض کی جستجو میں ہوشیار رہنا اور سختیاں جھیلنا آسان ہے۔ گیتا میں جو تعلیم دی گئی ہے۔ اس میں ہوشیاری اور محنت کی راہ تو ضرور بتائی گئی ہے۔ لیکن اپنی سرگرمی عمل کے لئے انعام یا صلہ پانے کی خواہش نہ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ہمارے عمل کا فائدہ سماج کو ہونا چاہیئے۔ نہ کہ ہماری ذات کو۔ اور دنیاوی کاموں میں ہمہ تن مصروف ہوتے ہوئے بھی ہمیں بے غرضی اور بے تعلقی کے نظریہ کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ ایک نیک انسان ہمیشہ یہی سمجھتا ہے کہ اس کے اندر اور دنیا کی ہر چیز کے اندر پرم آتما کا روپ ہے۔ ہر وقت اس کی یہی دعا ہے۔

کہ اس کا ذہن نفسانی خواہش غصہ اور ذاتی اغراض سے آزاد ہے۔ وہ ہر کام میں نیکی کی ایک ایسی صورت دیکھتا ہے۔ جو سماج کی بھلائی کے لئے ضروری ہے۔

ایک اچھا انسان اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں ضبط سے کام لیتا ہے۔ اس کے کام خوراک اور تفریح میں ایک باقاعدگی رہتی ہے۔ مشکلات کو دیکھ کر وہ جی نہیں چھوڑتا۔ کامیابی یا ناکامی کے موقعہ پر وہ حوصلہ اور سکون قلب سے کام لیتا ہے۔ اسے نتیجے کی پرواہ نہیں کیونکہ یہ پرماتما کے ہاتھ میں ہے۔

اس آدرش کی پیروی میں اگر چھوٹی سی کوشش بھی کی جائے تو اچھا ہے۔ ناکامی کی حالت میں ہماری یہ کوشش ضائع نہیں ہوتی اور نہ ہی اس سے کوئی خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی حالت کسی دوائی کی طرح نہیں جس کے بارے میں متعلقہ ہدایات پر عمل نہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اور نقصان ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔

سائنس، مذہب اور فن راج نیتی کے بارے میں ہم جو عقیدے رکھتے ہیں۔ ان میں ہم آہنگی ہونی چاہئے نئی تحقیق نے اس امر کا انکشاف کیا ہے۔ کہ جیو اور سرمدی مادہ میں جو شکتی پنہاں ہے۔ اس کے بتدریج اظہار سے ہی کائنات کا ارتقا ہوا۔ ہندو دھرم نئی تحقیق کے اس انکشاف کے عین مطابق ہے۔

جس طرح ویدانت کائنات کے حسن اور جلال کے بارے ں سائنس کی تشریحات کے مطابق ہے۔ اسی طرح گیتا میں جس طرز زندگی کی تعلیم دی گئی ہے۔ وہ شہریت اور دیش کی بھلائی کے ترقی پسند نظریوں کے مطابق ہے۔

آج کے زمانہ میں معاشیات کے ایک ایسے نظام کی قدر ہے۔ جو تنظیم اور تعاون پر مبنی ہو۔ مقابلے اور غرض پسندی پر مبنی معاشیات کے لئے کوئی جگہ نہیں لیکن معاشیات کا موجودہ نظام جارحیہ اقتدار کا سہارا لے خواہ یہ اقتدار کتنا قوی ہو۔ تو اس کی بنیاد مؤثر نہیں ہو سکتی۔ ہمیں ثقافت کے ایسے معیار سے کام لینا چاہئے جسے سب تسلیم کرتے ہوں۔ ہمیں ایک متفقہ ثقافت کے اصول کو اپنانا چاہئے۔ جو باطنی آسائش ثابت ہو۔ اور یہ قوانین کے اطلاق میں ممد و معاون ثابت ہو۔ ثقافت کے بغیر محض مادی منصوبہ بندی فریب اور خرابی کا باعث ہوگی۔

ویدانت کے نظریہ میں جس ثقافت کی نیابت کی گئی ہے۔ وہ تنظیم اور تعاون پر مبنی اشتراکی زندگی کے لئے بہت موزوں ہے۔ اس طرح طرز زندگی میں ہر شخص اپنی اہلیت کے مطابق کام کرتا ہے۔ اور اپنی ضرورت کے مطابق صلہ پاتا ہے۔ افراد اور گروہ کو عام مفاد کے مطابق کام دیا جانا چاہئے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ سماج کو انفرادی زندگی پر قابو رہے۔ تاکہ سب ملک کی بھلائی ہو تو اس کے لئے ہمیں پولیس والے اور مجسٹریٹ پر ہی انحصار نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنے عمل میں ثقافت اور روحانی زندگی کی تعمیر کرنی چاہئے۔ تاکہ ہمارے ذمہ جو فرض ہو۔ اسے نبھانے میں ہم خوشی محسوس کریں۔ اور حکومت کے قوانین کا اطلاق آسان ہو جائے۔ گیتا کی تعلیم میں ایک معقول معاشی نظام کے روحانی اور ثقافتی مواد کی بنیاد ہے۔ ویدانت کا نظریہ ہندوستانی ثقافت کی اصل ہے یہ اصل ابھی تک شگفتہ و توانا ہے۔ ہندوستان میں رہنے والے امیروں اور غریبوں، مالداروں اور کسانوں، ہندوؤں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کی زندگیوں کو گیتا کے فلسفہ سے تعلق ہے۔ ہندوستان کے سب لوگ خواہ وہ خواندہ ہیں یا ناخواندہ ویدانت کے روح پرور پیغام سے متاثر ہیں۔

گیتا کی تعلیم یہ ہے۔ کہ ذاتی فائدے کی خواہش نہ رکھتے ہوئے اور صرف قوم کی بھلائی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کام کرو۔ یہ نظریہ فرض کی تقدیس اور وقار کی اہمیت کو نمایاں کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ گیتا کی تعلیم میں ایک ایسی طرز زندگی کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو اشتراکی اور دینی ہے۔ اس تعلیم کی رو سے اگر کام صحیح جذبہ سے کیا جائے۔ تو یہ عبادت کے برابر ہے۔

انٹر ڈومینین کانفرنس میں نئے سمجھوتے (بسلسلہ صفحہ ۳)

باہمی اہتمام کرنے کا فیصلہ ہوا تاکہ متعلقہ پالیسیوں اور کمپنیوں کے مالکوں کے مفاد محفوظ رہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کی حکومتوں بروسہ ہے کہ اس سلسلہ میں بیمہ کمپنیوں کے منتظمان ہر طرح کا تعاون کریں گے۔

افراط زر اور تاجروں کا زیادہ سرمایہ لگانے سے احتراز

ملک کی معاشی صورت حال کا جائزہ

وزیر مالیات ڈاکٹر جان متھائی کی تقریر

آنریبل ڈاکٹر جان متھائی نے کلکتہ کے چیمبر آف کامرس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت افراط زر اور مہنگائی کی روک تھام کے لئے متعدد اقدام کر رہی ہے۔ حکومت صنعتی ترقی کے لئے ذاتی اور عمومی کوششوں کے اشتراک کی حمایت کرے گی۔ حکومت کے ہر منصوبہ کے لئے پرائیویٹ تجارت کے ذرائع کی ضرورت ہے۔ ہندوستان کی برطانیہ سے دوستانہ تعلقات رکھنے کی خواہش اس بات کی متقاضی ہے کہ اپنے ملک میں برطانوی سرمایہ لگائے جانے کی آزادی رہے۔

کلکتہ میں چیمبر آف کامرس کے سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے وزیر مالیات آنریبل ڈاکٹر جان متھائی نے آرتھک مسائل کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ملک کو ایک طرف تو افراط زر کا سامنا کرنا پڑ رہا اور دوسری طرف تجارتی سرگرمیوں میں کمی ہے لوگ تاجر زیادہ سرمایہ لگانے سے احتراز کرتے ہیں۔

ڈاکٹر جان متھائی نے ملک کے آرتھک مسائل کو حل کرنے کے لئے حکومت کے اقدام کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ملک کی معاشی گتھیوں کو سلجھانے کے لئے ہر طرح کوشاں ہے افراط زر اور مہنگائی کی روک تھام کے لئے حسب ذیل تدابیر کی گئیں ہیں۔

(۱) ہند سرکار نئی صنعتوں کے اجرا اور ترقی کے لئے رعائتیں دینے کا اعلان کر چکی ہے اور زرعی ترقی کے بڑے منصوبوں کو ترقی دینے کا مسئلہ زیر غور ہے۔

۲- اشیا کی قیمتوں کے بارے میں فوری مقصد یہ ہے کہ قیمتوں کو کم کرنے کی بجائے انھیں ایک سطح پر لایا جائے۔

۳- تاجروں کی طرف سے کم سرمایہ لگایا جانے کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ بچت کم ہو گئی ہے جو بہت حد تک ٹیکس کے براہ راست طریقہ کی وجہ سے ہے۔

۴- حکومت نے صنعتی پالیسی کے بارے میں جو اعلان کیا ہے اس میں تجارت کی ترقی کے لئے بہت گنجائش ہے۔ حکومت خود اس ترقی کی خواہش مند ہے اور اس لئے نئی صنعتوں کے اجرا کیلئے رعائتیں دی گئی ہیں۔ حکومت موجودہ صنعتوں کی حفاظت بھی کرے گی۔

(۵) زاید منافع ٹیکس کی رقوم تین سال کے اندر واپس کر دی جائے گی۔ تاکہ زیادہ تعداد میں نیا صنعتی سامان حاصل کیا جا سکے۔

۶- ہندوستان اور برطانیہ کے باہمی مفاد کے پیش نظر ہندوستان کی تجارت میں برطانوی سرمایہ لگائے جانے پر کوئی پابندی نہ ہوگی۔

اپنی تقریر میں آنریبل ڈاکٹر جان متھائی نے کارخانہ داروں اور مزدوروں کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ان تعلقات میں اصلاح اور تبدیلی کی ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا کہ مختلف صنعتی عدالتوں کے فیصلوں کا جائزہ لینے کے لئے ایک با اختیار مرکزی ادارہ کی ضرورت ہے جو عنقریب قائم کیا جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ مزدور دلی طور پر ملک کی ترقی کے خواہاں ہیں اور اگر ان سے منصفانہ سلوک کیا گیا تو وہ بہت وفادار اور ذمہ دار ثابت ہونگے۔

ڈاکٹر جان متھائی نے ۴۸-۱۹۴۷ء کے ہندوستان کا ۴۸-۱۹۴۷ء

کے ہندوستان سے موازنہ کرتے ہوئے کہا کہ بیرونی طور پر ہندوستان کو آج جو درجہ اور وقار حاصل ہے وہ اس سے پہلے کبھی نہیں تھا اور اندرونی طور پر ہندوستان کی جغرافیائی حدود میں آج جو اتحاد اور یگانگت ہے وہ اس سے پہلے کبھی نہیں تھی۔ اگرچہ معاشی میدان میں ہندوستان نے کوئی ایسی ترقی نہیں کی جسے تسلی بخش کہا جائے۔ لیکن دوسرے ممالک کے مقابلہ میں یہ کوئی ایسی بڑی نہیں۔ ملک کو ایک غیر معمولی حالت کا سامنا ہے اور اسے آسان کرنے کے لئے قومی ادارہ اور عمل کی ضرورت ہے افراط زر کی روک تھام کے لئے بنیادی ضرورت یہ ہے کہ ملک کی قوت پیداوار کو قوت خرید کے مطابق کیا جائے۔ بالآخر پیداوار بڑھانے اور زیادہ سے زیادہ سامان تیار کرنے سے ہی ملک کی مشکل حل ہوگی۔ پیداوار بڑھانے اور زیادہ سامان تیار کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے رعائتیں دی جائیں گی۔

سامان اور پیداوار میں موزوں اضافہ کے لئے ایک عرصہ درکار ہے۔ دریں حالات قیمتوں کی صورت حال میں اصلاح کرنے سے لوگوں کی قوت خرید کو کم کرنا ہوگا قیمتوں کو نہایت کم کر دینے سے صنعتی نظام کا توازن بگڑ جائے گا۔ اس لئے حکومت کا فوری مقصد یہ ہے کہ قیمتوں کو ایک مقررہ سطح پر قائم رکھا جائے اور انھیں مزید بڑھنے نہ دیا جائے۔ دنیا کے ہر ملک میں جنگ کے بعد اشیا کی قیمتیں بڑھیں اور انھیں یکایک جنگ سے پہلے کی سطح پر نہیں لایا جا سکتا۔

مستقبل قریب میں قیمتوں کے ایک دم گر جانے کا تو کوئی امکان نہیں لیکن بہت سی اشیا کے بارے میں ایسی علامات ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ قیمتوں کا توازن خریدار کے حق میں ہو جائے گا۔

ہندوستان کے تجارتی حلقوں میں آج کل کچھ سرد بازاری ہے۔ سامان تیار کرنے کی لاگت میں اضافہ اور محنت اور سامان کی لاگت کا زیادہ ہو جانا اس سرد بازاری کے اسباب ہیں لیکن بڑا سبب ٹیکس کا براہ راست طریقہ ہے۔ ملک کی تقسیم کے بعد ہندوستان میں جو خون خرابہ ہوا اس سے بھی تاجروں کی حوصلہ شکنی ہوئی اور وہ زیادہ سرمایہ لگانے سے خائف رہے لیکن اب ملک میں بالکل امن و امان ہے اور حالات تاجروں کے موافق ہو چکے ہیں۔

سرمایہ لگانے والوں کو حکومت کی اس پالیسی سے بھی ڈر رہتا ہے۔ جو صنعتوں کو قومی بنانے کے لئے اختیار کی جائیگی۔ اس بارے میں گذشتہ اپریل کی قرارداد میں حکومت کی پالیسی کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ اس پالیسی کی رو سے صنعتی ترقی کے لئے ذاتی اور صنعتی عوامی کوششوں کے اشتراک کی حمایت کی جائے گی۔ ملک کے دفاع کے پیش نظر کچھ متعلقہ صنعتوں کو قومی بنا دئے جانے پر بھی تجارت کو کم نہیں کیا جائے گا۔ حکومت کے ہر منصوبہ کے لئے پرائیویٹ تجارت کے ذرائع کی ضرورت ہے۔

سیاسی آزادی حاصل ہو جانے کے بعد ملک کے حالات میں بہت تبدیلی آ گئی ہے۔ ان بدلے ہوئے حالات میں کارخانہ داروں کو مزدوروں سے انسانوں جیسا سلوک کرنا ہوگا۔ سرمایہ دار اور مزدور کے تعلقات میں خوشگواری قائم رکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ موجودہ حالات میں مزدور کو ایک مشینی پرزہ تصور نہیں کیا جانا چاہیے بلکہ اس سے باوقار اور خود دار انسان کا سا سلوک ہونا چاہئے۔

ملک کے صنعتی حالات کی اصلاح کے لئے ریلوے کی نقل و حمل کا مسئلہ بھی حکومت کے زیر غور ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت کو پرانی مشینوں کی جگہ نئی مشینیں لانے اور ملک کی تقسیم کے بعد تنظیم و تربیت کی منازل طے کرنے کا کام ہے۔ کچھ مشکلات پر حکومت نے عبور حاصل کر لیا ہے اور اب گاڑیوں کی نقل و حرکت میں پہلے کی نسبت باقاعدگی اور اہلیت ہے۔ اس بارے میں تاجروں کو حکومت سے تعاون کرنا چاہیئے اور سامان کے لانے لے جانے میں اعتدال اور تنظیم سے کام لینا چاہیئے۔

درآمد اور برآمد کی تجارت کے سلسلہ میں حکومت کے مسلک پر نکتہ چینی کی گئی ہے کہ حکومت پرانے اور نئے تاجروں میں امتیاز سے کام لیتی ہے لیکن موجودہ پالیسی کے بارے میں

ریلوے ویگنوں کے استعمال کے بارے میں بیوپاریوں سے اپیل

کانپور میں شری کے سنتانم وزیر ریلوے کی تقریر

شری کے سنتانم نے کانپور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عوام کو یہ دکھلانے کے لئے کہ آزادی اور دور غلامی میں کچھ فرق ہے یہ ضروری ہے کہ کانپور کے ہر مزدور کو ایک اچھا گھر ملے۔ سرکار شخصی کاروبار کو اس نقطۂ نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وہ ملک کے لئے کس حد تک فائدہ مند ہے۔ شری سنتانم نے کہا کہ ملک کی موجودہ اقتصادی صورت حالات میں جب ٹرانسپورٹ کو سارے ملک میں ایک زبردست رکاوٹ بتایا جاتا ہے۔ ویگنوں سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور ان کا بے کار رکھنا ایک قومی جرم ہے۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ اس قسم کی کوئی چیز برداشت نہیں کی جائے گی۔

آنریبل شری کے سنتانم وزیر ریلوے اور ٹرانسپورٹ نے کانپور میں ۱۸ نومبر کو صوبجات متحدہ کے تینوں چیمبرز آف کامرس کے مشترکہ ایڈریس کے جواب میں جو تقریر کی۔ اس کا مضمون درج ذیل ہے:

" اگر آپ عوام کو یہ دکھا سکیں۔ کہ آزادی حاصل ہونے کے اولین نتائج میں سے ایک یہ ہے۔ کہ کانپور کے ہر ایک مزدور کو اچھا گھر مل گیا ہے۔ جس میں بجلی اور تازہ پانی کے نل لگے ہوئے ہیں۔ اور سارے کانپور میں ایک بھی ایسا مزدور نہیں ہے۔ جو گندے اور غلیظ مکان میں رہتا ہو۔ ہم تب ہی صحیح معنوں میں آپ لوگوں پر فخر کر سکتے ہیں۔ اور یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان تاجروں اور بیوپاریوں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ ہم کمیونسٹ یا سوشلسٹ عقائد کے خلاف دلائل پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن انکے نعرہ سے ہر آدمی کے گمراہ ہو جانے کا امکان موجود ہے۔ یہ نعرہ اسے یہ موہوم امید دلاتا ہے۔ کہ ہر آدمی کو اس کی ضرورت کے مطابق ملے گا۔ اور ہر شخص سے وہی کام لیا جائے گا جو وہ کر سکتا ہے۔ یعنی ہر انسان سے اس کی اہلیت اور قابلیت کے مطابق کام لے کر اس کی ضرورت کے مطابق اسے دیا جائے گا۔ ہر شخص تمام ذرائع پیداوار کو پبلک کنٹرول میں لانے کے جذبہ سے متحرک ہو سکتا ہے۔ لیکن شخصی کاروبار کے نظام کو کسی حد تک حق بجانب ثابت کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ صاف طور پر یہ ظاہر کر دیا جائے کہ شخصی کاروبار کرنے سے پیداوار بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اور اس کی تقسیم زیادہ منصفانہ طور پر ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اگر سرکاری صنعتیں مزدوروں کو شخصی کاروبار کی بہ نسبت زیادہ بہتر سہولتیں دے سکتی ہیں۔ تو دنیا کی کوئی طاقت اس مطالبہ کی مزاحمت نہیں کر سکتی۔ کہ آخر میں اقتصادی نتائج خواہ کچھ بھی ہوں۔ تمام صنعتوں پر سرکاری قبضہ کر لیا جائے۔ اور سارے ملک کو ایک واحد اقتصادی نظام میں منسلک کر دیا جائے۔ بلاشبہ یہ ایک بہت دور کی بات ہے۔ لیکن یہ لازمی امر ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص خواہ وہ ہند سرکار کا افسر ہو یا کسی صوبائی حکومت کا۔ یا وہ ایک بیوپاری تاجر ہو۔ اسے تمام چیزوں کو ملک کی مجموعی اقتصادیات کے نقطۂ نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ اور یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ خاص صنعتوں اور خاص مقامات کو وسیع ملکی اقتصادی حالات کے مطابق اور موزوں بنایا جائے۔

حکومت کے ارادے۔ جہاں تک ہند سرکار کا تعلق ہے۔ شخصی بیوپار کو خالص عملی اور کاروباری نقطۂ نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وہ اس پر اسی نظریہ سے غور کرے گی۔ کہ وہ ملک کے لئے کہاں تک فائدہ مند ہے۔ حکومت کے ہر ایک رکن نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ ملک میں خیال رہتے ہوئے اس کا واحد فرض یہ ہے۔ کہ وہ اس بات کا دھیان رکھے۔ کہ ملک کے سارے عوام سے منصفانہ برتاؤ ہو۔ سب کو انصاف ملے۔ آپ لوگوں کو یہ محسوس کرنا چاہیئے۔ کہ جمہوری

کسی حالت میں بھی غربت، مصیبت و بے لبسی کی بنیادوں پر نہیں چل سکتی۔ بدقسمتی سے یہ برائیاں ہمیں اس ملک کے سابق حکمرانوں سے ورثہ میں ملی ہیں۔ لیکن یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ غریب اور ان پڑھ مزدور ملک کی شان بڑھا سکتے ہیں۔

ایک قومی جرم۔ ریلوے نظم ونسق کے بارے میں آپ نے کہا کہ ریلوے کے کام میں سب سے زیادہ اہم عناصر روپیہ اور نرخ نہیں ہیں۔ بلکہ وقت اور جگہ اہم ترین عناصر ہیں۔ صرف ایک ہی ڈویژن یعنی الہ آباد میں ہی ۳۰ نومبر کو ختم ہونے والے مہینے میں ۵۸۹ ویگن جو قابل قبول فرمائشوں کے بدلے میں الاٹ کئے گئے۔ تاجر لوگوں نے استعمال نہیں کئے۔ اگر یہ تمام ویگن مال سے بھر لئے جاتے۔ اور اپنے مقام مقصود کو روانہ کر دئے جاتے۔ تو کتنی زیادہ بار برداری کا مزید کام کیا جا سکتا تھا۔ کانپور میں مال لانے اور وہاں سے لے جانے کا کتنا اور زیادہ کام سر انجام دیا جا سکتا تھا۔ میں کسی خاص فرد کی بے عزتی نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن آپ مجھے معاف کریں گے کہ ملک کی موجودہ اقتصادی صورت حالات میں جب ٹرانسپورٹ کو سارے ملک میں ایک زبردست رکاوٹ بتایا جا رہا ہو۔ ہمارے ویگنوں کو اس طرح بیکار رکھنا ایک قومی جرم ہے۔

آپ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اس قسم کی تاخیر اور ریلوے ویگنوں کے غلط استعمال کو ختم کر دیا جائے گا۔ اگرچہ میں پسند کروں گا کہ اس مقصد کے لئے صرف وہی اقدامات کئے جائیں۔ جو خود تاجر طبقہ تجویز کرے۔ یا جس سے وہ متفق ہو۔

ریلوں کے بارے میں سرکاری ذمہ داری خاص کر اس فرض کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا جتنا زیادہ سے زیادہ جلد ممکن ہو سکے۔ زیادہ سے زیادہ حفاظت کے ساتھ صنعت کو خام مال بہم پہنچانے اور تیار مال وہاں سے باہر لے جانے پر دھیان رکھا جائے۔ آپ نے کہا۔ "اگر کوئی ذمہ دار شخص یا ادارہ پوچھے۔ کہ ایسا کیوں کیا جائے۔ تو میں اس سے یہ پوچھوں گا کہ ایسا کیوں نہ کیا جائے۔ ماہرین کی رائے کے مطابق اگر خوبیاں اور خامیاں ایک جیسی ہوں۔ تو ایسے معاملے میں شبہ کا فائدہ عوام کو ملنا چاہئے۔"

ریلوے ترجیحات کا نظام۔ ریلوے ترجیحات کے نظام کے بارے میں آپ نے کہا کہ موجودہ طریق کار پر غور کیا جا رہا ہے اور اس سلسلہ میں وہ چیمبرز آف کامرس کی رائے کا خیر مقدم کریں گے۔ ریلوے کی از سر نو گروہ بندی کا مسئلہ بھی زیر غور ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں اس بارے میں تاجروں کا نقطۂ نگاہ ٹھیک طرح نہیں سمجھ سکا ہوں۔ اس بارے میں متضاد نظریے ہیں۔ میں آپ لوگوں کو اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ایک خاص کمیٹی مقرر کرنے کا مشورہ دوں گا۔ جو اس کا بغور مطالعہ کر کے حکومت کو صنعت کی رائے سے آگاہ کر سکے۔

افراط زر اور تاجروں کا زیادہ سرمایہ لگانے سے احتراز (بسلسلہ صفحہ ۱)

یہ سمجھنا غلطی ہے کہ حکومت ان تجارتوں پر کوئی پابندی عائد کر رہی ہے یا نئے تاجروں کی غیر موزوں طور پر حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ حکومت کسی طرح پرانے تاجروں کو پریشان نہیں کرنا چاہتی لیکن نئے تاجروں کو میدان میں آنے کا موقعہ دیے جانے میں حکومت کوئی عیب نہیں سمجھتی۔

غیر ملکی سرمایہ کے بارے میں بھی ہندوستانی حکومت کی پالیسی سے خائف ہو رہے ہیں۔ اس بارے میں ایک واضح اور قطعی پالیسی ملک کا نیا آئینی نظام تیار ہونے کے بعد ہی معلوم ہو سکے گی۔ لیکن ہندوستان کی برطانیہ سے تعلقات رکھنے کی خواہش اس بات کی مقتضی ہے کہ باہمی مفاد کے پیش نظر اپنے ملک میں برطانوی سرمایہ لگائے جانے کی آزادی رہے۔ اس سے ہندوستان کو بڑی مشینیں اور ٹیکنیکل امداد حاصل ہو گی۔

ہند سرکار نے ڈاکٹر موہن سنگھ مہتہ سابق وزیر مالیات ریاست میواڑ کو ہالینڈ میں ہند کا پہلا سفیر مقرر کیا ہے۔

...ی مصیبت زدوں کو مرکزی حکومت کی طرف سے خاص رعایت

سرکاری ملازمتوں کے امتحانات کے لئے عمر کی پابندی نرم کردی گئی

گذشتہ برسوں میں جو لوگ قومی تحریکوں میں حصہ لینے کی وجہ سے حکومت ہند کے مقابلے کے امتحانوں میں شریک نہ ہوسکے تھے اُن کی شرکت کے لئے اب پابندیوں کو نرم کردیا گیا ہے۔ عمر کی پابندی کو نرم کرنے کے باوجود یہ ضروری ہے کہ امیدوار دیگر ضروری صفات رکھتا ہو۔ اس کے علاوہ ایسے اشخاص کو اس غرض کے لئے کسی معزز شخص کی طرف سے اس بات کا ثبوت پیش کرنا ہوگا کہ وہ قومی تحریکوں میں حصہ لیتا رہا ہے۔

جو لوگ قومی تحریکوں میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ اور اس وجہ ...ان امتحانات میں شامل نہ ہوسکے تھے۔ مرکزی حکومت ...ت مختلف ملازمتوں کے لئے فیڈرل پبلک سروس کمیشن ...م لے لئے تھے۔ حالانکہ وہ اس وقت عمر کی پابندی کے ...ے ان میں شمولیت کے قابل تھے۔ ان کو اب اس قسم کے ...ت میں شامل ہونے کا اہل بنانے کے لئے عمر کی پابندی ...نے کے سوال پر ہند سرکار نے غور کیا ہے۔ اور اس بارے ...مندرجہ ذیل فیصلے کئے ہیں۔

...عمر کی پابندی نرم کرنے کی شرائط۔ فیڈرل پبلک سروس کمیشن ...حکام کی طرف سے لئے جانے والے کسی ایسے امتحان میں جو ...حکومت کے ماتحت کسی عہدہ یا ملازمت حاصل کرنے ...ے لیا جاتا ہو۔ داخل ہونے کے لئے زیادہ سے زیادہ حد عمر میں ...ت حاصل کرنے کا حق اس امیدوار کو ہوگا جس نے قومی تحریکوں ...میں حصہ لیا ہوگا۔ اصولاً لازمی طور پر مندرجہ ذیل صفات رکھتا ہوگا۔

الف۔ (۱) اس کی سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے اسے کسی مقابلہ ...امتحان میں شامل ہونے سے حقیقتاً روک دیا گیا یا اسے داخلہ ...اجازت نہ دی گئی ہو۔ یا

(۲) اپنی سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے قید ہوگیا ہو یا نظر بند ...لیا ہو اور اس طرح وہ کسی ایسے امتحان کا امیدوار بننے ...سے رہ گیا ہو۔

ب۔ جس وقت وہ کسی ایسے امتحان میں بیٹھنے سے مذکورہ بالا طور پر رہ گیا ہو۔ اس وقت وہ عام مقررہ حد عمر کے لحاظ سے اس امتحان میں شامل ہونے کا اہل تھا۔

تاہم اس رعایت کا حق حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ جب کوئی امتحان لیا گیا ہو جس کا وہ اس وقت امیدوار بن سکتا تھا۔ تو عین اس وقت امیدوار درحقیقت قید یا نظر بند رہا ہو۔

۲۔ عمر کی پابندی میں نرمی کی رعایت اس امیدوار کو دی جائے گی۔ جو اس رعایت کی اہلیت کی شرائط مندرجہ پیرا مذکورہ بالا پوری کرتا ہو۔ اسے کسی ایسے امتحان میں شامل ہونے کے لئے ایک موقعہ دیا جائے گا جس میں عام حالات میں حصہ لینے کا حق اسے پہنچتا تھا لیکن وہ سیاسی تحریکوں میں حصہ لینے کی وجہ سے پہلے ایسا نہ کرسکا بشرطیکہ کسی امتحان کے شروع ہونے کی تاریخ کو وہ ۳۵ برس سے زیادہ عمر کا نہ ہو۔ کسی امیدوار کو داخلہ کی اس رعایت کا ۳۱ دسمبر ۱۹۵۱ء کے بعد منعقد ہونے والے امتحان میں داخل ہونے کے لئے مطالبہ کرنے کا حق نہ ہوگا۔

۳۔ قومی تحریکوں میں شمولیت کا ثبوت۔ جو امیدوار عمر کی پابندی میں رعایت کا مطالبہ کرے گا۔ اسے اپنی اس درخواست کے ہمراہ جو وہ کسی ایسے مقابلہ کے امتحان میں داخل ہونے کے لئے جو فیڈرل پبلک سروس کمیشن یا کسی دیگر مرکزی اتھارٹی کی طرف سے لیا جاتا ہو۔ اس وقت پیش کرے گا۔ جب اس امتحان کے بارے میں مذکورہ اتھارٹی...

(بقایا صفحہ ۲۴ پر)

اعداد و شمار جمع کرنے کے صوبائی ادارے

سارے ہند کے لئے یکساں نظام کا قیام۔

"ہند میں زرعی صورت حالات" کی تازہ ترین اشاعت میں ایک مضمون مختلف صوبوں میں اعداد و شمار جمع کرنے والے اداروں پر شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ اس بارے میں تمام صوبوں میں یکساں قسم کا نظام موجود نہیں ہے۔ آسام، بمبئی، مدراس، یو۔پی۔ اور پچھمی بنگال میں تو ہر قسم کے اعداد و شمار جمع کرنے کے لئے مرکزی ادارے موجود ہیں۔ اگرچہ ان صوبوں میں اعداد و شمار جمع کرنے کا کام عام طور پر مرکزی حکومت کے ادارے سے مربوط رکھا جاتا ہے۔ لیکن ان سے نتائج نکالنے کا کام مختلف محکموں کے ماہرین اعداد و شمار پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ہند کے باقی صوبوں میں اس کام کے لئے کوئی مرکزی انتظام نہیں ہے۔ زرعی اعداد و شمار یعنی رقبہ زیر کاشت اور پیداوار وغیرہ کے متعلق اعداد و شمار جمع کرنے کا کام عام انتظامیہ محکموں کی معرفت ہی کیا جاتا ہے۔

مختلف صوبجات میں اعداد و شمار جمع کرنے کے اداروں کی موجودہ پوزیشن حسب ذیل ہے۔

آسام۔ حال ہی میں ایک مرکزی اعداد و شمار کا بیورو قائم کیا گیا ہے۔ صوبائی محکمہ زراعت کا ایک محکمہ اعداد و شمار ہے۔ جو زراعت سے متعلقہ ہر قسم کے اعداد و شمار جمع کرنے اور ان کو شائع کرنے کا کام کرتا ہے۔

بمبئی۔ مختلف محکمہ جات جو اعداد و شمار اکٹھے کرتے ہیں۔ اقتصادیات اور اعداد و شمار کا بیورو ان کو مجتمع کرنے، اقتصادی چھان بین کرنے اور اعداد و شمار کی مشاہدہ گاہ چلانے کا کام کرتا ہے۔ زرعی اعداد و شمار اکٹھے کرنے اور ان کو مرتب کر کے شائع کرنے کے لئے ایک خاص علیحدہ شعبہ ہے۔

بہار۔ اعداد و شمار کا کوئی علیحدہ محکمہ یا بیورو ہے۔ زرعی اعداد و شمار اکٹھے کرنے کا کام دو ایجنسیوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ ایک تو ڈائرکٹر زراعت کے ماتحت ہے۔ جو روزمرہ ترتیب کا کام کرتی ہے۔ اور دوسری سپرنٹنڈنٹ زرعی اعداد و شمار کے ماتحت ہے جو فصلوں کے ایک ایک قطعہ کا سروے کرتی ہے۔ زرعی اعداد و شمار اور اقتصادیات کا ایک علیحدہ محکمہ کھولنے کا سوال زیر غور ہے۔

سی۔پی اور برار۔ اعداد و شمار کا کوئی علیحدہ محکمہ یا بیورو نہیں ہے۔ زرعی اعداد و شمار سے متعلقہ کام محکمہ لینڈ ریکارڈز کرتا ہے۔

پوربی پنجاب۔ اعداد و شمار کا کوئی ادارہ نہیں ہے۔ زرعی اعداد و شمار کا علیحدہ محکمہ قائم کرنے کا سوال زیر غور ہے۔ فی الحال رقبہ زیر کاشت اور زرعی پیداوار کے اعداد و شمار ڈائرکٹر لینڈ ریکارڈز کا دفتر اکٹھے کرتا ہے۔ اور وہی ان کو مرتب کرتا ہے۔

مدراس۔ مختلف قسم کے اعداد و شمار سے متعلقہ سارا کام حکومت کے اقتصادی مشیر کے ماتحت کر دیا گیا ہے۔ مالیات بورڈ سے ملحقہ شعبۂ اعداد و شمار کی نگرانی اور رہنمائی بھی اس کے سپرد ہے۔ مالیات بورڈ زرعی اعداد و شمار فصلوں کے بارے میں پیشینگوئیاں مرتب کرنے اور ان کو شائع کرنے کا کام کرتا ہے۔

اڑیسہ۔ ایک اعداد و شماری مشاہدہ گاہ فصلوں کی کٹائی اور دیگر تجربات کے متعلق اعداد و شمار کا تجزیہ کرتی ہے۔

یو۔پی۔ اقتصادیات اور اعداد و شمار کا ایک علیحدہ محکمہ ہر قسم کے اعداد و شمار جمع کرتا ہے۔ اور اقتصادی سوالات کو نپٹاتا ہے۔ زرعی اعداد و شمار کو جمع کرنے، مرتب کرنے اور شائع کرنے کا کام بورڈ اور محکمہ زراعت مشترکہ طور پر سرانجام دیتے ہیں۔

پچھمی بنگال۔ مزدوروں اور صنعتی اعداد و شمار کا کام ایک علیحدہ بیورو کے سپرد ہے۔ زرعی اعداد و شمار سے متعلقہ ابتدائی کام محکمہ زراعت کرتا ہے۔ اور باقی کام اعداد و شمار کی مشاہدہ گاہ میں کیا جاتا ہے۔

پونچھ کے حفاظتی دستے کی بہادری کی داستان

ایک سال تک محاصرہ کرنے کے باوجود دشمن کو پسپا ہونا پڑا

جس وقت پونچھ میں چالیس ہزار شرنارتھی تھے اور ریاستی فوج کے پاس سامان اور تقریباً ہر ضروری چیز کی کمی تھی ۔ اس وقت بریگیڈیئر پریتم سنگھ اڑی سے پونچھ پہنچے ۔ لاتعداد دشمنوں کے باوجود جس طرح ہندوستانی فوج کے جوانوں اور ہوابازوں نے پونچھ کے شرنارتھیوں کو محفوظ مقامات پر پہنچایا اور دشمن کو مار بھگایا اس کو کشمیر کی جنگی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا ۔ آج صرف پونچھ میں تقریباً دس ہزار شرنارتھی ہیں لیکن دشمن کے ہاتھوں سے تیس ہزار مربع میل زرخیز زمین ہمارے قبضہ میں آجانے سے یہ امید ہو گئی ہے کہ یہ شرنارتھی اب اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں گے ۔

آزاد ہندوستان کی فوج اور ہوائی بیڑے نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں ان کی تاریخ میں پونچھ کے دفاع کی کہانی سنہری حروف میں لکھی جائے گی ۔ ایک فوجی نمائندہ لکھتا ہے کہ یہ کہانی اس بہادری اور مستقل مزاجی کی داستان ہے جس کا ثبوت ہندوستانی فوجوں نے لاتعداد مشکلات کے سامنے دیا ہے ۔

جموں کشمیر کی ریاستی فوجیں پونچھ کی حفاظت کر رہی تھیں ۔ ۲۱ نومبر ۱۹۴۷ئہ کو لفٹننٹ کرنل پریتم سنگھ جو اب بریگیڈیئر ہو گئے ہیں ۔ کماؤں رجمنٹ کے جوانوں کو لے کر اڑی سے پونچھ کے لئے روانہ ہوئے ۔ ریاستی فوجوں کے پاس ایک تو سامان کی کمی تھی ۔ دوسرے تعداد میں محدود تھی ۔ اس لئے وہ دشمن کے مقابلے کی تاب نہ لا کر مظفر آباد ، راولا کوٹ ، باغ اور پلندری کے مقامات سے پسپا ہو گئیں ۔ اس وقت پونچھ کے شہر میں ۴۰ ہزار شرنارتھی تھے ۔ ریاستی فوجوں نے اس واحد پل کو بھی اڑا دیا تھا ۔ جس کے ذریعہ پونچھ کے شہر میں لوگ داخل ہوتے تھے ۔ اور اس کے علاوہ کماؤں رجمنٹ کے جوان بھی ان کے لئے تمام سامان ضروریات نہ لا سکتے تھے ۔

بریگیڈیئر پریتم سنگھ نے اپنی بٹالین کے جوانوں کی حفاظت کے لئے سب سے پہلے جموں محاذ پر لڑنے والی ہماری فوجوں سے سلسلہ رسل و رسائل قائم کیا ۔ ۱۴ میل دور تباہ شدہ پل کے نزدیک دشمن کو چکمہ دے کر حملہ کرنے کی کوشش بھی کی گئی لیکن چونکہ حملہ آوروں کا دباؤ پہلے ہی کافی بڑھ چکا تھا اس لئے اس کوشش کو خیرباد کہنا پڑا ۔

پونچھ شہر کا محاصرہ

دشمن نے شہر پونچھ کا اب محاصرہ کر لیا تھا اور وہاں کا محصور حفاظتی دستہ صرف ہوائی بیڑے کی مدد پر آس لگائے بیٹھا تھا ۔ لیکن پونچھ میں ہوائی جہازوں کے اترنے کے لئے کوئی میدان نہیں تھا ۔ بریگیڈیئر پریتم سنگھ نے شرنارتھیوں کو امداد کے لئے درخواست کی جس پر شرنارتھیوں نے نہایت فراخدلی سے امداد دی ۔ ۶ ہزار مرد ، عورتوں اور بچوں نے رضاکارانہ طور پر دن رات سرگرمی سے کام کر کے ایک ہفتہ کے اندر اندر ہوائی جہازوں کے اترنے کے لئے ایک میدان تیار کر لیا ۔

ائیر وائس مارشل مکرجی اور ائیر کموڈور مہر سنگھ نے پہلی بار ۸ دسمبر کو ایک ہوائی جہاز پونچھ کے میدان میں اتارا ۔ چار دن کے بعد پہلی بار ڈکوٹا ہوائی جہاز وہاں اترا ۔ اس طرح ہوائی بیڑے نے ضروری سامان رسد پونچھ پہنچانا اور واپسی پر شرنارتھیوں کو نکالنا شروع کر دیا ۔ پہلے پہل جو اشیاء ہوائی جہازوں کے ذریعے وہاں پہنچائی گئیں ۔ ان میں پہاڑی توپیں بھی تھیں ۔

بریگیڈیئر پریتم سنگھ کو پونچھ کے حفاظتی دستے کا کمانڈر بنا دیا گیا ۔ اور پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ شہر کے ارد گرد کے علاقوں

سے دشمنوں کا صفایا کیا۔ تاکہ شہر کے لوگ حفاظت سے ادھر اُدھر چل پھر سکیں۔ انہوں نے شہر کے ارد گرد فوجی چوکیاں بٹھا دیں لیکن دشمن کا بہت زیادہ زور ہو گیا۔ یہ صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ دشمن پونچھ کو تاخت و تاراج کرنے پر تلا ہوا ہے۔

اس سال ماہ فروری میں گورکھوں کی ایک بٹالین کو ہوائی جہازوں کے ذریعہ وہاں کے حفاظتی دستے کو کمک پہنچانے کے لئے بھیجا گیا۔ ادھر بریگیڈیر پریتم سنگھ نے مقامی جوانوں کی ایک فوج تیار کی جس میں سابق فوجی بھی شامل تھے۔ کچھ عرصہ کے لئے دشمن کا دباؤ کم ہو گیا لیکن اس خاموشی کے عرصہ کے دوران دشمن دلال اپنے جوانوں کو اکٹھا کر کے ہمارے محصور دستے کو شکست دینے کے لئے ایک اور حملہ منظم کر رہا تھا۔ دشمن نے مسلسل طور پر تین چار حملے کئے۔ لیکن جوانمرد ہندوستانیوں نے اس سامان رسد کی مدد سے جو انہیں ہوائی جہازوں کے ذریعہ بھیجا جاتا تھا۔ دشمن کو روکے رکھا۔ دشمن ہماری ایک بھی چوکی پر قبضہ نہ کر سکا۔

ہوائی امداد کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا۔ دشمن نے جب پہلی بار ۱۳ء۳ انچ کی ہاوٹزر توپوں کو استعمال میں لانا شروع کیا تو پونچھ کی جنگ نازک شکل اختیار کر گئی تھی۔ چونکہ حملہ آوروں کے پاس پہاڑی توپیں تھیں۔ اس لئے ہوائی میدان دشمن کی آتشباری کی زد میں آ گیا۔ چنانچہ محافظ دستے کو ہوائی جہازوں کے ذریعہ جو سامان رسد آتا تھا۔ وہ بھی بند ہو گیا۔ تب یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ دشمن کی آتشباری کے جواب میں جنگی توپوں کا انتظام کیا جائے۔ ہندوستانی ہوائی ہیڈ نے دشمن کی آتشباری کی زد میں آنے کا خطرہ مول لیتے ہوئے ۲۵ پونڈ وزنی گولے برسانے والی توپیں پونچھ کے ہوائی میدان میں پہنچائیں۔ بریگیڈیر پریتم سنگھ بذات خود ہوائی جہاز کو ملنے کے لئے ہوائی اڈے پہ گئے تھے۔ وہاں دشمن کی ایک گولی سے وہ زخمی ہو گئے۔ لیکن پھر بھی کام کرتے رہے۔

ان توپوں کی مدد سے بریگیڈیر پریتم سنگھ نے دشمن کو ہوائی میدان کے نزدیک سے دور بھگا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اپریل کے تیسرے ہفتے میں انہوں نے ایک ہلہ بول دیا۔ کیرٹی دھرم شال نامی گاؤں پر قبضہ کر لیا گیا۔ ان کے قبضہ میں وسیع علاقہ ہو جانے سے ڈکوٹا ہوائی جہازوں نے بھی ماہ مئی کے شروع میں وہاں اترنا اور وہاں سے شرنارتھیوں کو لے جانا شروع کر دیا۔ اس سے پہلے یہ جہاز وہاں نہیں اتر سکتے تھے۔

دریں اثنا ہزاروں شرنارتھی پونچھ سے بذریعہ ہوائی جہاز نکالے جا چکے تھے۔ لیکن پھر بھی باقی ماندہ لوگوں کے لئے وہاں خوراک کا سامان کافی نہ تھا۔ چنانچہ فاقہ کشوں کے لئے خوراک حاصل کرنے کے مقصد سے ان علاقوں پر دھاوے بولے گئے جو دشمن کے قبضہ میں تھے۔ روزمرہ دشمن سے ٹکر لینے کے باوجود بھی اس محافظ دستے نے شرنارتھیوں کی حفاظت کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ ہمارے سپاہیوں نے رضاکارانہ طور پر اپنے راشن کا کچھ حصہ بھی شرنارتھیوں کو دے دیا اور جو چھ ہزار بچے وہاں تھے۔ ان کے لئے دودھ کا اپنا سارے کا سارا راشن بھی دے دیا۔ کمان اور حکومت کی طرف سے شرنارتھیوں کے لئے دودھ کے ڈبے اور سامان خوراک بھی بھیجا جاتا تھا۔ پونچھ میں جو فوجی ڈاکٹر تھے۔ انہوں نے شہریوں میں پھیلی ہوئی بیماریوں کا انسداد کرنے کے لئے دن رات محنت سے کام کیا۔

ہمارے مورچے مضبوط ہو گئے۔ ماہ جون میں ایک قافلہ راجوری سے اور دوسرا پونچھ سے روانہ ہوا۔ یہ دونوں دستے پونچھ میں ایک دوسرے سے مل گئے۔ اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ دشمن کے آدمیوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ چنانچہ اس نے کچھ عرصہ کے لئے اس شہر پہ حملے کرنے سے پرہیز کیا۔ البتہ یہ خاموشی دیر تک جاری نہیں رہی۔ اور اگست میں تو دشمن نے ایک زبردست حملہ کیا جس میں اس نے محافظ دستے کے خلاف فیلڈ توپیں۔ پہاڑی اور طیارہ شکن توپیں بھی استعمال کیں۔

آج پونچھ میں لگ بھگ ۱۰ ہزار شرنارتھی ہیں۔ لیکن دشمن کے ہاتھوں سے ۴ ہزار مربع میل زرخیز زمین ہمارے قبضہ میں آ جانے سے یہ امید ہو گئی ہے۔ کہ یہ شرنارتھی اب اپنے پاؤں پہ خود کھڑے ہو سکیں گے۔ دشمن بھمبر کی طرف پیچھے ہٹ گیا ہے اور شہر سے ۴ میل کے اندر اندر کسی مقام پر بھی موجود نہیں ہے۔

انٹر ڈومینین کانفرنس



پاکستانی وفد
جس نے کانفرنس
میں شرکت کی۔
وفد کی رہنمائی
مسٹر غلام محمد
وزیر خزانہ حکومت
پاکستان نے کی
(تصویر میں دائیں
جانب سے تیسرے)



ی میں
یں جو
ومینین
نس ہوئی
میں شری
گوپالاسوامی
ر (تصویر
بائیں جانب
پانچویں)
ہند وفد کی
ائی کی۔

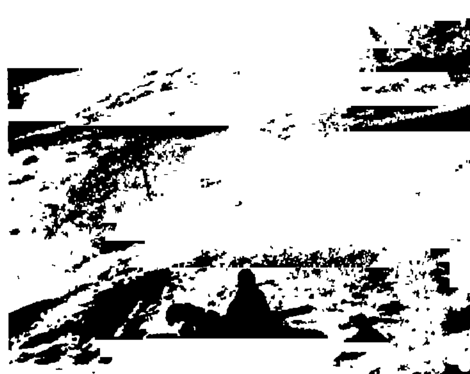
محاذِ کشمیر





اوپر (دائیں) بریگیڈیر پریتم سنگھ جنھوں نے پونچھ کے چالیس ہزار شرنارتھیوں کو دشمن کی بربریت اور بھوک کے چنگل سے بچایا (پوری کہانی اس شمارہ میں ملاحظہ فر مائیں — اور اس پر قبضہ کرنے کے بعد شام کی خاموش اور خنک فضا میں ہمارے بہادر سپاہی قومی جھنڈے کی سلامی اتار رہے ہیں۔ نیچے دائیں منہمد ندیوں اور خطرناک سڑکوں کو پار کر کے ٹینک کے سپاہی کچھ لمحوں کے لئے آرام کرتے ہیں اور بندوقوں وغیرہ کو دیکھ بھال لیتے ہیں۔





اوپر — صوبہ جموں میں ہندوستانی فوج کے کمانڈر میجر جنرل آتما سنگھ، بریگیڈیر یادوناتھ سنگھ کو اُن کے ماتحت افسروں اور جوانوں کی اُس بہادری کے لئے مبارکباد دے رہے ہیں جو انھوں نے مینڈھر کے قریب دکھائی جہاں دشمن نے زبردست حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

انٹر ڈومینین کانفرنس



پاکستانی وفد
جس نے کانفرنس
میں شرکت کی۔
وفد کی رہنمائی
مسٹر غلام محمد
وزیر خزانہ حکومت
پاکستان نے کی
(تصویر میں دائیں
جانب دوسرے)



ی میں
یں جو
ومینین
س ہوئی
میں شری
کو پالاسوامی
ر (تصویر
بائیں جانب
پانچویں)
نہ وفد کی
ائی کی۔

محاذ کشمیر





اوپر (دائیں) بریگیڈیر پریتم سنگھ جنھوں نے پونچھ کے چالیس ہزار شہریوں کو دشمن کی بربریت اور بھوک کے چنگل سے بچایا (پوری کہانی اس شمارہ میں ملاحظہ
بائیں۔ سوراس پر قبضہ کرنے کے بعد شام کی خاموش اور خنک فضا میں ہمارے بہادر سپاہی قومی جھنڈے کی سلامی اتار رہے ہیں۔ نیچے دائیں منجمد ندیوا
خطرناک سڑکوں کو پار کر کے ٹینک کے سپاہی کچھ لمحوں کے لئے آرام کرتے ہیں اور بندوقوں وغیرہ کو دیکھ بھال لیتے ہیں۔





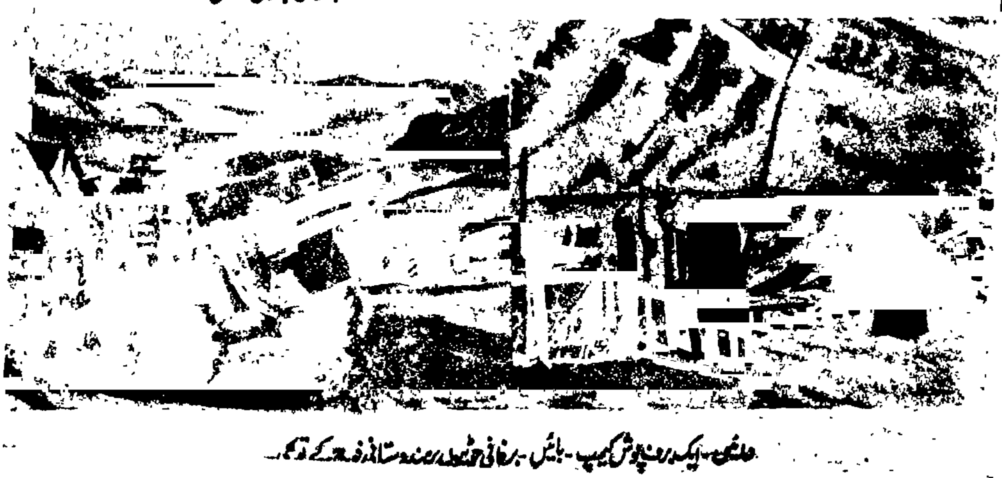
اوپر۔ صوبہ جموں میں ہندوستانی فوج کے کمانڈر میجر جنرل آتما سنگھ، بریگیڈیر یادوناتھ سنگھ کو ان کے ماتحت افسروں اور جوانوں کی اس بہادری کے لئے مبارکباد دے رہے ہیں جو انھوں نے مینڈھر کے قریب دکھائی جہاں دشمن نے زبردست حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

محاذ کشمیر فن کار کی نظروں میں

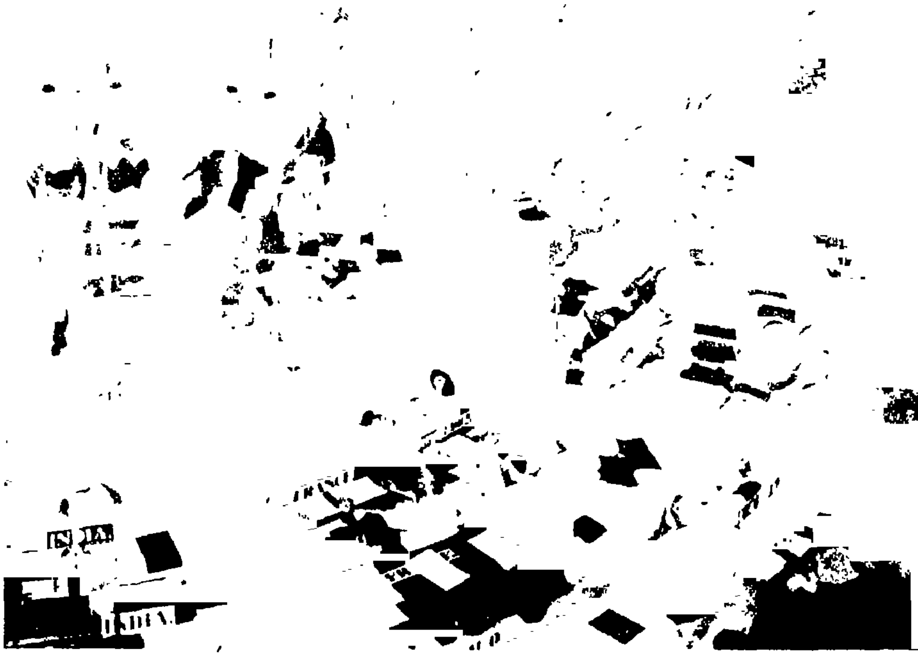




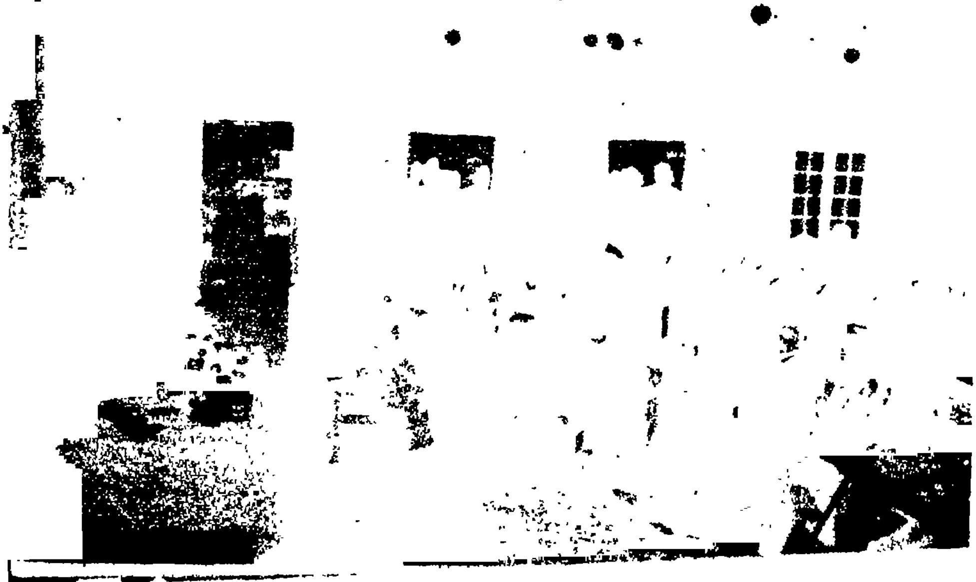
(دائیں) کنول کرشن کی بنائی ہوئی لانس نائیک لال بہادر رانا کی تصویر جنھوں نے دشمنوں کو کاری نقصان پہنچایا (اوپر) سپاہی گوردیو سنگھ جنھوں نے ملک کی عزت اور اپنے فرض کے لئے جان کی بازی لگائی



دائیں۔ ایک برف پوش کیمپ۔ بائیں۔ برفانی خطے میں ہندوستانی فوج کے ٹرک۔



وزیراعظم
پنڈت نہ
جواہر لال
بین الاقوا
ہوا بازی
کی جنوب
مشرقی ایشیا
کی علاقا
کانفرنس
میں افتتا
تقریر کر
رہے ہیں



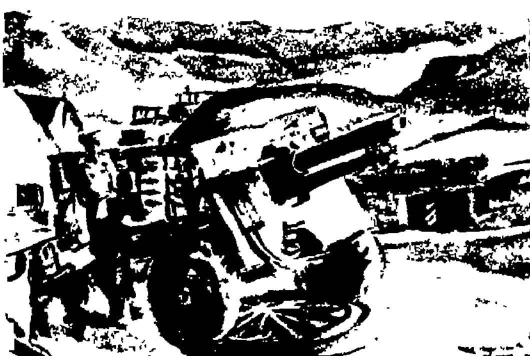
ی
ل
ے
ں
لسہ
یت
اتی
ہر
یا

محاذ کشمیر فن کار کی نظروں میں





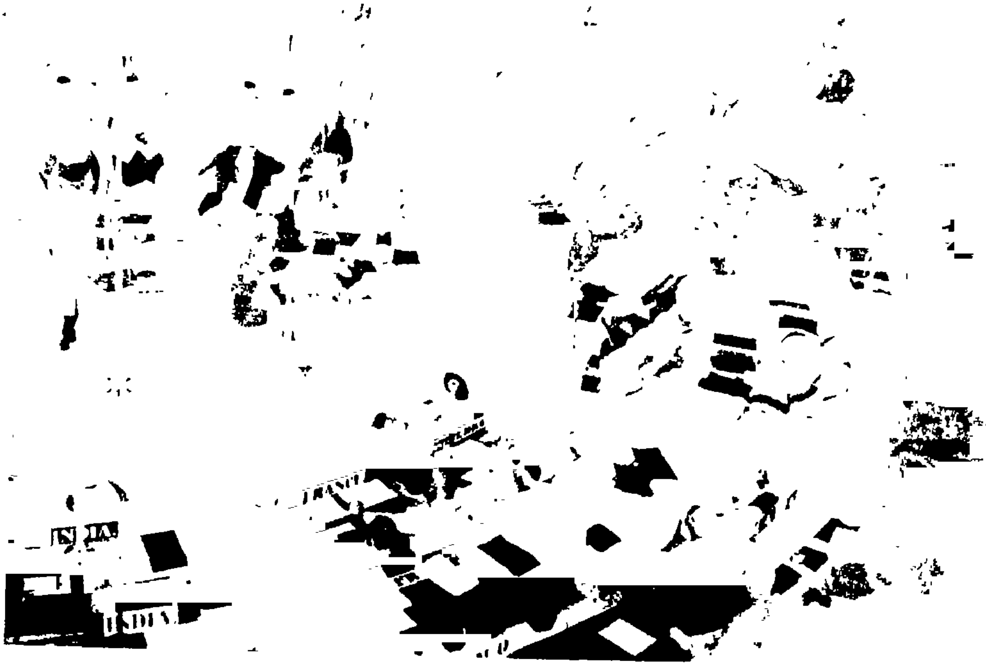
(دائیں) کنول کرشن کی بنائی ہوئی لانس نائیک لال بہادر رانا کی تصویر جنھوں نے دشمنوں کو کا[فی] نقصان پہنچایا (اوپر) سپاہی گوردیو سنگھ جنھوں نے ملک کی عزت اور اپنے فرض کے لئے جان کی بازی لگائی

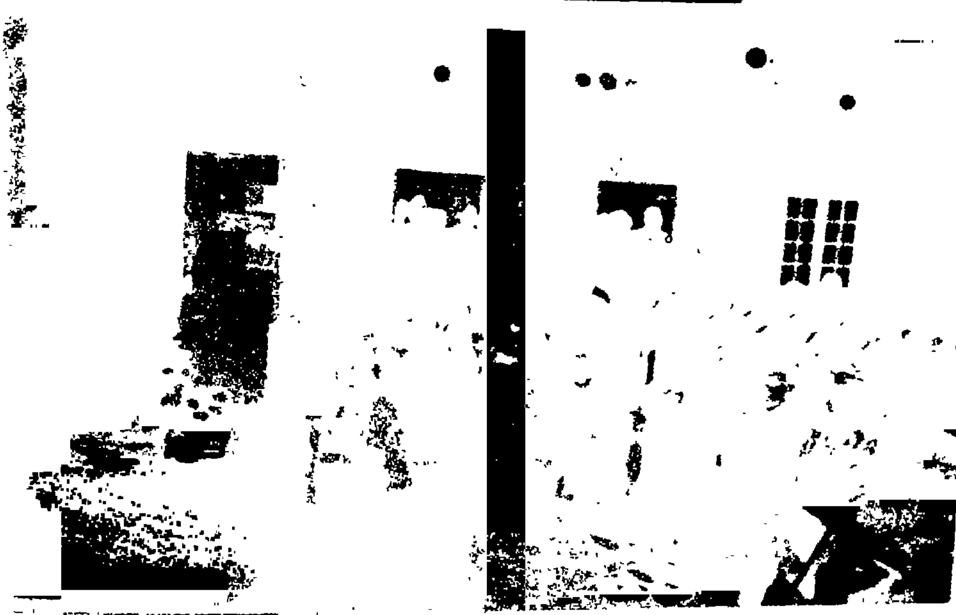




دائیں - ایک برف پوش کیمپ - بائیں - برفانی چوٹیوں پر ہندوستانی فوج کے توپچی۔

وزیرا
ہندپنڈ
جواہرلا
میں ۱۹۵
ہوباز
کی جنو
مشرق
کی علا
کانفر
میں
تقر





پاشی
سنٹرل
بڑ کے
سویں
اجلاس
پنڈت
ہرلال افتتاحی
تقریر کر
رہے ہیں

کشمیر میں ہندوستانی فوجی انجنیئروں کے کارنامے

اُڑی میں ایک اول درجہ کا زمین دوز ہسپتال

ایک فوجی مبصر رقمطراز ہے۔ کہ سطح سمندر سے ۱۲ ہزار فٹ بلند پہاڑیوں پر ایک ایسی سڑک کی تعمیر جس پر موٹر گاڑیاں چل سکتی ہیں۔ اور ان علاقوں میں جن تک رسائی کبھی ناممکن سمجھی جاتی تھی۔ ایسی گرم جھونپڑیوں کا ہونا جن پر گولہ باری کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور ایسے زمین دوز ہسپتالوں کی تعمیر جن میں ہر قسم کے علاج کا بندوبست ہے۔ ان کارناموں میں سے ہیں۔ جو ہندوستانی فوج کے انجنیئروں نے کشمیر کی سرزمین پر سرانجام دئے ہیں۔

جب زوجیلا تک سڑک تعمیر کرنے کی پوری کہانی لکھی جائے گی۔ تب معلوم ہوگا۔ کہ ہندوستانی سیپرز اور مائینرز نے مشکلات کے باوجود کس قدر کام سرانجام دیا ہے۔ سرنگیں بچھانے اور ہٹانے کے علاوہ انہیں پل بے ستون تعمیر کرنے دشمن کے لئے پھندے تیار کرنے اور سڑک کے ساتھ ساتھ تمام کھائیوں کو بھرنے کا کام بھی کرنا پڑا۔ انہوں نے ایسے علاقوں میں ہوائی اڈے بھی تعمیر کئے۔ جن تک ابھی تک رسائی مشکل تھی۔

ہمارے انجنیئروں نے محاذ کشمیر کے مختلف حلقوں میں جو کام کیا۔ اس کا حال نیچے درج کیا جاتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہندوستانی فوج کو جو کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں۔ ان میں انجنیئروں کا کس قدر حصہ ہے۔

زوجیلا کا علاقہ۔ یہاں کی سڑک اس بات کی شاہد ہے۔ کہ ہمارے انجنیئر بہت قابل اور ہوشیار ہیں۔ ہمارے سیپرز رات کے وقت یا دن کے وقت برفباری میں جب دشمن ان علاقوں کو بھی طرح دیکھ نہیں سکتا تھا گولیوں کی بوچھاڑوں کے باوجود کام کرتے رہتے تھے۔ دشمن کی ہائٹزر توپوں اور ہلکی مشین گنوں اور مارٹروں کی گولہ باری میں ہمارے انجنیئروں نے ایک درجن سے زائد پل تعمیر کئے۔ ان میں سے دو پل تو ایسے تھے جو ۱۱۲۰ فٹ کی بلندی پر بنائے گئے۔ چونکہ ہمارے انجنیئروں کے پاس منجمد کرنے والی مشینیں اور سامان نہیں تھا۔ اس لئے اس کام میں انہیں بہت دقت اٹھانی پڑی۔ ایک جگہ ایک بڑے بھاری گلیشیر سے بچنے کے لئے ہمارے سیپروں کو ایک چٹیل پہاڑی کو کاٹ کر راستہ بنانا پڑا۔

اڑی کا علاقہ۔ اس علاقہ میں ایک فیلڈ کمپنی نے ۳۰ سے ۴۰ فٹ لمبے پل تیار کئے۔ ایسا ایک پل انہوں نے ایک رات صرف ۲ گھنٹوں کے اندر اندر ہی تیار کر لیا۔ جب وہ پل بنا رہے تھے۔ اس وقت دشمن اپنے توپخانے سے ان پر گولہ باری کر رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ پل تعمیر کرتے رہے۔ اگلے علاقوں میں تو سیپر اکثر ۱۲ ہزار فٹ کی بلندیوں تک کام کرتے رہتے ہیں۔

یہاں اتنی اونچائی پر ایک عجیب و غریب زمین دوز ہسپتال ہے۔ جس میں ہر قسم کے علاج کا بندوبست ہے۔ اور کمروں کو گرم رکھنے کا بھی انتظام ہے۔ اس ہسپتال کی عمارت پر برف یا گولہ باری کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

یہاں مریضوں کے آرام کے لئے ہر قسم کی زمانہ جدید کی سہولتوں کا بندوبست بھی کیا گیا ہے۔ ایسی جھونپڑیوں کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ جو برف اور گولہ باری سے محفوظ ہوں گی۔ اور ان میں کمروں کو گرم رکھنے کا انتظام بھی ہوگا۔

تیتھوال کا علاقہ۔ اس علاقے میں پہلے سے تیار شدہ جھونپڑیاں تعمیر کی جا رہی ہیں۔ علاوہ ازیں ۲۸۰ جھونپڑیاں بھی بنائی جا رہی ہیں۔ جو برفباری اور گولہ باری سے محفوظ ہوں گی ۱۰۲۰۰ فٹ بلند پہاڑیوں پر ایک نئی سڑک تیار کی گئی ہے جس پر موٹر گاڑیاں آ جا سکتی ہیں۔

نوں کے مظالم سے آزاد فوج میں پھوٹ

ایک فوجی نمائندے نے بتایا کہ مینڈھر کے علاقہ میں ہندی ...انوں نے لوگوں سے جو ظالمانہ سلوک کیا اس سے مقامی مسلمانوں "آزاد کشمیریوں" میں نااتفاقی پیدا ہوگئی ہے۔ اس کے نتیجہ کے طور پر ...یش تعداد آدمیوں نے نام نہاد "آزاد" فوج کو چھوڑ دیا ہے۔

حال ہی میں ہندوستانی فوج نے راجوری سے پونچھ کی طرف پیشقدمی کی اس سے پاکستان کی قسم پر کام کرنے والی آزاد فوج کے آدمیوں کو بہت سے فوجی مقام چھوڑنے پڑے۔ اس پسپائی کے دوران مینڈھر میں بریگیڈ ہیڈ کوارٹرز کا قلعہ بھی چھوڑ گئے لیکن سب سے اہم تو وہ نقصان تھا جو پاکستانی آزاد فوج کو شہری آبادی میں اپنی ساکھ کھونے سے ہوا۔

مینڈھر تحصیل میں سندوت گاؤں کے دو نمبرداروں دلاور علی خان اور اکبر علی خان نے کمانڈنگ افسر لفٹیننٹ کرنل ہوشیار سنگھ کے سامنے تقریباً تین سو شہری پیش کئے۔ ان دو نمبرداروں نے "بریگیڈ ہیڈ کوارٹرز" پر قبضہ کرنے کے سلسلہ میں بہت کام کیا۔ تین سو شہریوں نے کہا کہ ہندوستانی دستوں کی بروقت آمد سے انہیں حملہ آوروں کی سختیوں سے نجات ملی ہے اور وہ اطمینان کا سانس لینے کے قابل ہوئے۔ انہوں نے ہندوستانی فوج کے لئے اپنی امداد اور وفاداری کا حلف اٹھایا۔ ہندوستانی فوجی افسروں نے انہیں یقین دلایا کہ انہیں دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھا جائے گا اور انہیں متعلقہ علاقوں میں بحال کیا جائے گا۔

جب پاکستانیوں اور آزاد فوج کے آدمیوں نے دیہاتیوں کے ہاں اپنے قیام کا انتظام کر لیا تو پٹھانوں نے مسلمان عورتوں کی عصمت کو اپنی سنگدلیوں کا موضوع بنایا۔ گزشتہ اپریل میں ایک مرتبہ پٹھان ۱۳ مسلمان کنواری لڑکیوں کو زبردستی اٹھا لے گئے۔

حملہ آوروں نے جب مسلمان شہریوں پر ایسے ستم ڈھائے تو اس سے ان میں بہت تلخی پیدا ہوئی۔ جب ہندوستانی دستوں کی پیش قدمی کی خبر آئی تو مقامی لوگوں اور "آزاد کشمیریوں" میں کھلم کھلا لڑائی شروع ہو گئی۔

حیدرآباد میں پاکستان کا فوجی اسلحہ پکڑا گیا۔

پولیس کارروائی کے دوران میں حیدرآبادی فوج نے گولہ بارود کے کئی صندوق ہندوستانی فوج کے حوالے کر دئے تھے ان میں سے بہت سے صندوقوں پر پاکستان کے آرڈیننس ڈپوؤں کے پتے لکھے ہوئے تھے۔

آرڈیننس ڈپوؤں میں بارود کی شناخت کرنے والوں نے بکسوں پر لگی ہوئی مہروں کا آخری معائنہ کیا ہے جس سے ثابت ہوگیا ہے کہ درحقیقت یہ بارود وغیرہ پچھلے سال اپریل اور اگست کے درمیان پاکستان کے مالیر اور درگہ روڈ ڈپوؤں سے بھیجا گیا تھا اور وہاں ان کا معائنہ بھی کیا گیا تھا۔

گولہ بارود کے اس سامان کے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں۔

۲۵ پاؤنڈ وزنی گولوں کے ایک سو بکس جنہیں چار چار گولے تھے۔ ان صندوقوں پر "کے ٹی ایم" کی مہریں ثبت تھیں۔

۲۵ پاؤنڈ وزنی گولوں کے ۱۲۴ صندوق جن پر "ڈی آر ڈی" کی مہریں لگی ہوئی تھیں ہر صندوق میں چار چار گولے تھے۔

۲ انچ مارٹر توپوں کے دھماکے سے چلنے والے بموں کے ۱۴۴ صندوق تھے جن پر "ڈی آر ڈی" کی مہریں لگی ہوئی تھیں ہر صندوق میں اٹھارہ ۱۸ اٹھارہ بم تھے۔

بارود سے متعلق ہندوستان کے فوجی محکمہ کی طرف سے جنوری ۱۹۴۸ء میں جو پمفلٹ شائع کئے گئے تھے ان کے مطابق "کے ٹی ایم" مالیر ایمیونیشن ٹرانزٹ ڈپو کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور "ڈی آر ڈی" درگہ روڈ ڈپو کے لئے لکھا جاتا ہے جو کراچی کے نزدیک ہی ہے۔

دونوں ڈومینیوں میں آرڈیننس سٹور اور بارود وغیرہ کو بند کرنے اور اس پر نشان لگانے کے وہی طریقے چالو ہیں جو ملک کے بٹوارے سے پہلے تھے ان میں بہت ہی کم تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ صندوقوں پر جو مہریں لگی ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے کس ڈپو سے بارود بھیجا گیا تھا۔

ہزاروں کشمیری مسلمانوں نے پاکستانیوں کا ساتھ چھوڑ دیا

انہیں جبراً آزاد کشمیر فوج میں شامل کیا گیا تھا

دشمن کے جھوٹے پروپیگنڈا کی قلعی کھل گئی۔ ہزارہا کشمیری مسلمان نام نہاد آزاد مجاہدوں کو چھوڑ کر ہندوستانی فوج کے کیمپوں میں چلے آ رہے ہیں۔ ایک فوجی مبصر جو رام گڑھ، مینڈھر اور پونچھ کے علاقوں کا دورہ کر رہا ہے۔ اطلاع دیتا ہے کہ قلعہ رام گڑھ اور تھانہ منڈی کے درمیانی علاقہ سے تین ہزار سے زائد مسلمان ایک گروہ کی شکل میں آزاد فوجوں کو چھوڑ کر ہمارے کیمپ میں آ چکے ہیں۔ کئی ہزار دیگر مسلمان ہمارے فوجی کمانڈروں کے ساتھ اپنے نمایندوں کی معرفت بات چیت کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ پرامن شہریوں کی طرح رہنا چاہتے ہیں۔ ان کو واپس آنے کی اجازت دی جائے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ پٹھان قبائلی پاکستانی اشتعال انگیز اور مقامی سر پھرے لوگ علاقہ کے مسلمانوں کے دلوں میں فرقہ وارانہ جذبات بھڑکاتے ہیں۔ اور ان کو زبردستی شمشیر آزاد فوج میں شامل ہونے پر مجبور کرتے ہیں۔ لیکن پیشقدمی کرنے والی ہندوستانی فوجیں اگلے علاقوں اور ان علاقوں میں جن کو دشمن خالی کر کے بھاگ گئے۔ ہندوستانی ہوائی جہازوں سے جو اشتہار گرائے جاتے ہیں۔ ان کا غیر جانبدارانہ اور بیس و پیش میں پڑے ہوئے خوف زدہ لوگوں پر بہت اچھا اثر پڑ رہا ہے۔

حملہ آوروں نے اپنے قبضہ کے دوران میں مقامی مسلمانوں سے جو وحشیانہ سلوک کیا ہے۔ اس سے وہ اس قدر بیزار ہو چکے ہیں کہ اب وہ کھلم کھلا دشمن کے خلاف اظہار نفرت کرنے سے نہیں جھجکتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے اس یقین کا کھلے بندوں اظہار کرتے ہیں کہ آزاد کشمیری۔ ہندوستانی فوجیوں کی ہمسری کرنا تو کجا ان کے نقش پا کی برابری بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

اس فوجی مبصر کو گیارہ قیدیوں کے ایک گروہ سے ملاقات کرنے کا موقعہ ملا جن میں سے تین بوڑھے آدمی تھے۔ اور باقی نوعمر لڑکے تھے۔ ان کے جسم پر سوتی کپڑے تھے۔ اور وہ ٹھیک ٹھاک رائفل اٹھانے کے قابل نہ تھے۔ یہ لوگ صوبہ جموں کے پہاڑوں کے کسان گھرانوں کے افراد تھے۔ ان میں سے ایک بوڑھے نے بتایا کہ دشمن کو فوج کے لئے سپاہیوں کی قلت تھی۔ اس لئے حال ہی میں یہ حکم جاری کیا تھا۔ کہ مقبوضہ علاقہ کے ہر ایک کو اپنے تندرست و توانا افراد کو فوج میں بھرتی کرانا چاہئے۔ حکم کی تعمیل سے انکار یا اس کی خلاف ورزی کرنے والے برتر کیا جاتا تھا یا اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا جن مرد اور عورتوں کو جبراً بیگار میں دھر لیا جاتا ہے۔ انہیں کبھی کوئی نہیں دی جاتی تھی۔ ہم لوگوں سے خوردنی اجناس اور دیگر اشیا زبردستی چھین لی جاتی تھیں۔ اور ان کی قیمت کی بجائے اس سامان ورسد کے لئے شکریہ کی چٹھیاں دے دی جاتی۔

نوعمر لڑکوں نے اپنی داستان سناتے ہوئے بتایا کہ کو کس طرح لڑنے پر مجبور کیا گیا۔ انہوں نے کہا "حقیقت تو یہ کہ ہمیں دھوکا اور فریب دیا گیا تھا۔ پہلے ہمیں قلیوں کا کام دیا۔ پھر ہمیں دور مقامات پر لے جا کر فوجی تربیت دی گئی۔ تین ہفتوں تک سخت نگرانی میں رکھنے کے بعد ہمیں تربیت یافتہ سپاہی قرار دے کر محاذِ جنگ پر بھیج دیا گیا"۔ ایک لڑکے نے کہا "میں گذشتہ چھ ماہ سے کپتان محمد فیروز کا اردلی رہا ہوں۔ مجھے ایک پائی بھی تنخواہ یا اجرت نہیں دی گئی۔ مجھے صرف معمولی قسم کی خوراک دی گئی"۔

تین بوڑھے جو جبراً والنٹیر بنائے گئے تھے۔ واپس بھاگ ہوئے حملہ آوروں کے ساتھ نہ دوڑ سکے۔ اس لئے پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ بیچارے زار زار روتے ہوئے بتا رہے تھے کہ ان کی چیخ و پکار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کے اعزا و اقربا کو آزا

کشمیری جبراً ان سے چھین کر لے گئے۔ ان بوڑھوں کے رخساروں پہ بہتے ہوئے آنسو اور ان کے انداز بیان میں خلوص پایا جاتا تھا۔ ان لوگوں نے دعا کی۔ کہ ہندوستانی فوج کو جلد کامیابی حاصل ہو۔ انہوں نے پاکستانیوں اور آزاد کشمیریوں کو گالیاں دیں۔ جنہوں نے ان کا خانہ خراب کر دیا۔

واپس آنے والے مسلم دیہاتیوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ ان لوگوں کو ان کے قدیم گھروں میں پھر سے آباد کیا جا رہا ہے۔

دہلی میں یونیورسٹی کمیشن کا اجلاس

۶ دسمبر ۱۹۴۸ء کو آنریبل مولانا ابوالکلام آزاد وزیر تعلیم ہندسرکار نے نئی دہلی میں یونیورسٹی کمیشن کے اجلاس کا افتتاح کیا۔

دسمبر ۱۹۴۶ء میں انٹر یونیورسٹی بورڈ نے اپنے اجلاس میں ایک تجویز پاس کی تھی جس کی تعلیم کے مرکزی مشاورتی بورڈ نے تائید کی تھی۔ حال ہی میں ہندسرکار نے اس تجویز کے مطابق یہ کمیشن مقرر کیا تھا۔ تاکہ یونیورسٹی تعلیم اور یونیورسٹیوں میں ریسرچ کے کام کے حالات و امکانات کے بارے میں تحقیقات کر کے رپورٹ پیش کرے۔

وزیر تعلیم نے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ پیشتر ازیں سائمن کمیشن کے سلسلہ میں سارے ہند کا تعلیمی سروے کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے کمیشن نے یونیورسٹی تعلیم کے بارے میں پوری تحقیقات کی تھی۔ لیکن اول الذکر تحقیقات وسیع نوعیت کی نہ تھی اور موخر الذکر صرف ایک ہی یونیورسٹی سے متعلق تھی۔ اب چونکہ ملک کی تاریخ کا ایک نیا باب کھل چکا ہے۔ اس لئے اعلےٰ تعلیم کا مطالعہ اور اصلاح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ یونیورسٹی تعلیم کے اغراض و مقاصد کا بغور مطالعہ کرنے اور یونیورسٹیوں کے فرائض کی وضاحت کی جانی چاہئیے۔ مجھے امید ہے کہ مشہور ماہرین تعلیم کی مدد سے جنھوں نے میری دعوت پر اس کمیشن میں شمولیت قبول کی ہے یہ بہت بڑا کام مقابلتاً تھوڑے عرصہ میں پورا کیا جا سکے گا۔

سیاسی مصیبت زدگان کو مرکزی حکومت کی طرف سے خاص رعایت

(بسلسلہ صفحہ ۱۷)

نے اعلان کر دیا ہو۔ مرکزی یا صوبائی لیجسلیچر کے کسی ممبر کا سرٹیفکیٹ یا کسی معزز شخص کی طرف سے کسی مجسٹریٹ درجہ اول کے روبرو پیش کیا گیا ایسا حلفی بیان جس میں امیدوار کے قومی تحریکوں میں حصہ لینے کے بارے میں واقعات کی تصدیق کی گئی ہو۔ اور جس کے نتیجہ کے طور پر وہ پہلے اس قسم کے کسی امتحان میں شامل ہونے سے رہ گیا ہو بھیجنا چاہیئے۔

۳۔ درخواستیں۔ جو امیدوار اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کا دعویدار ہو۔ اسے اپنی درخواست صوبائی حکومت یا صوبہ کے چیف کمشنر یا ہندیونین میں شامل ہو چکی ریاست کی حکومت جہاں اس کی عام طور پر رہائش ہو کی معرفت فیڈرل پبلک سروس کمیشن یا کسی دیگر ایسی اتھارٹی کو بھیجنی چاہیئے۔ جس کو اس امتحان کے بارے میں جاری کئے گئے اعلان کی رو سے داخلہ کی درخواستیں دی جانی چاہئیں۔

عوام کی رائے براڈکاسٹنگ کے معیار کی کسوٹی ہے

(بسلسلہ صفحہ ۴)

کے ادارے میں جگہ ملنی چاہیئے۔

میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اس سروس کا زیادہ سے زیادہ اور بہترین فائدہ اٹھائیں۔ اگر سننے والوں کی تعداد بڑھتی رہے۔ اور دیہات اور شہروں کے عوام سے ہمارا براہ راست رابطہ قائم ہو جائے۔ تو ہم اسے بڑا بھاری صلہ سمجھیں گے۔ حکومت مدراس سے میں خاص طور پر یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں عوام کے لئے ریڈیو سیٹ لگائیں۔ تاکہ صنعتی علاقوں اور دیہات کے مزدوروں سے ہمارا رابطہ بڑھتا رہے۔ ساتھ ہی میں بیزواڑہ ریڈیو سٹیشن کی کامیابی کے لئے تہ دل سے دعا کرتا ہوں۔ جے ہند

پاکستان کی طرف سے کشمیر کمیشن کی اپیل کی خلاف ورزی

کشمیر میں مسلسل جارحانہ سرگرمیاں

۱۰ جولائی کو دہلی میں اپنی آمد پر اقوام متحدہ کے کشمیر کمیشن نے ہندوستان اور پاکستان سے اپیل کی تھی کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کہیں یا کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس سے جموں اور کشمیر کے حالات میں مزید بگاڑ پیدا ہو۔

اس کے بعد ہندوستان نے ہر ایسے قدم سے احتراز کیا جس سے حالات بگڑنے کا احتمال تھا۔ البتہ اپنی حفاظت کو ہندوستانی فوج نے ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ اس کے برعکس ۱۰ جولائی سے ۳۰ نومبر تک پاکستان اور "آزاد" کشمیر کے دستوں نے پے در پے جموں اور کشمیر کے محاذ پر ہندوستانی دستوں کے ٹھکانوں پر حملے کئے۔ انہیں مار بھگانے کی کوشش کی اور ان حملوں سے تین علاقوں میں انہیں کچھ کامیابی بھی ہوئی۔

جولائی کے وسط میں پاکستان اور "آزاد کشمیر" کی فوج نے زوجیلا کے علاقہ میں اپنی طاقت بڑھائی۔ زوجیلا وادئ کشمیر کا شمال مشرقی دروازہ ہے۔ دشمن نے جارحانہ کارروائی سے ہندوستانی دستوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا اور ہندی دستوں نے درہ زوجیلا میں نئے ٹھکانے بنائے۔ اسی ماہ کے دوران سورو اور پدم کے علاقوں میں بھی دشمن نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ دیہات میں لوٹ مچائی اور فصلوں کو تباہ کر دیا۔ وہ ان علاقوں سے لوٹ مار کا مال کرگل میں اپنے حفاظتی دستہ کے لئے لے گئے۔ حال ہی میں ہمارے دستوں نے اس بڑھتی ہوئی دہشت کی روک تھام کی۔ اور لیہہ اور زوجیلا میں اپنے ٹھکانوں کو محفوظ کیا۔

۲۱ جولائی کو اوڑی چکوٹھی کے علاقہ میں پاکستانی حملہ آوروں نے پانڈو میں ہمارے ٹھکانوں پر زبردست حملہ کیا اور ہمارے دستے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔ اس کے فوراً بعد ہی دشمن نے چکوٹھی کے جنوب میں ہمارے ٹھکانوں پر حملہ کیا لیکن ہمارے دستوں نے اسے کامیاب نہ ہونے دیا۔

ماہ اگست کے شروع میں پاکستان اور "آزاد کشمیر" کی فوجوں نے سکارڈو میں ریاست کے چھوٹے سے حفاظتی دستہ پر حملہ کیا اور انہیں مغلوب کر دیا۔ سکارڈو کے قلعہ پر قبضہ جمانے کے بعد دشمن نے وادئ لداخ کے صدر مقام لیہہ پر دو طرفہ حملہ کیا۔ اور بودھوں کے اس قصبہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔

۱۱ اکتوبر کو چکوٹھی سے تین میل مشرق کی طرف دشمن کی جارحانہ کارروائی کی وجہ سے دونوں فوجوں میں جھڑپ ہوئی۔ جس کی نوبت دست بدست لڑائی تک پہنچ گئی۔ ہمارے جوانوں نے سنگینوں سے حملہ کیا۔ دشمن مقابلہ کی تاب نہ لا کر میدان چھوڑ گیا۔

۱۳ اکتوبر کو پاکستان اور آزاد کشمیر کی فوجوں نے ٹیٹھوال کو فتح کرنے کے لئے پوری طاقت سے حملہ کیا۔ ایک دن میں دشمن نے پچیس پچیس پونڈ کے ۳۷۰۰ گولے پھینکے۔ ۳۲۰ دھانے کی دور مار توپ سے گولے برسائے۔ اور بھاری تعداد میں مارٹر بم پھینکے۔

نومبر کے شروع میں دشمن نے اوڑی کے شمال اور جنوب میں اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ اور ہمارے دستوں کو ٹھکانوں سے ہٹانے کے لئے لگاتار کوشش کی گئی۔ لیکن ہمارے دستوں کی مزاحمت سے دشمن کو منہ کی کھانی پڑی۔

پچھلے دو ماہ کے دوران "آزاد کشمیر" کے دستے پونچھ شہر کے ارد گرد اپنی طاقت بڑھاتے رہے۔ یہ شہر ہمارے حفاظتی دستے کے پاس ہے۔ دشمن اس پر قبضہ کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ جب دشمن کا دباؤ بڑھ گیا۔ تو ہندی دستوں نے اپنی کارروائی تیز کی۔ اور حال ہی میں اس علاقہ میں جو فوجی کارروائی ہوئی۔ وہ اس سلسلہ میں تھی۔

جموں پاکستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ پاکستان اور آزاد کشمیر کے دستے لگاتار حملے کرتے رہے۔ بھمبر کے علاقہ میں دشمن

تیسرے درجہ میں لمبے سفر کرنے والے مسافروں کے لئے سہولتیں

ریلوے کی مرکزی مشاورتی کونسل کے اہم فیصلے

آنریبل شری این گوپال سوامی آئنگر وزیر ریلوے اور ٹرانسپورٹ کی زیر صدارت ۴ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ریلوے کی مرکزی مشاورتی کونسل کا اجلاس ہوا جس میں علاوہ دیگر معاملات کے مندرجہ ذیل اہم معاملات پر بھی غور کیا گیا۔ ریلوے ایڈمنسٹریشن پر ہرجانہ اور معاوضہ کے دعووں کا فیصلہ۔ ریل کے ڈبوں پر ریلوے سفر کے نئے درجہ بندی کے مطابق نشان لگوانا۔ اور ریلوے ٹائم ٹیبل کی ہندوستانی زبانوں میں اشاعت۔

ہرجانہ کے دعووں کے فیصلہ کرنے کے لئے جو کارروائی تجویز کی گئی ہے۔ کونسل کے سامنے اس کی وضاحت کی گئی یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے ان عارضی تجاویز پر عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔ اس تاریخ کے بعد مال کی حوالگی کے وقت ۵۰ روپیہ تک کے دعوے کا خاص شرائط کے تحت سٹیشن ماسٹر اور کلیم انسپکٹر ہی فیصلہ کر دیا کریں گے۔ جن دعووں کے متعلق ریلوے پر واضح ذمہ داری پڑتی ہو۔ اور وہ تین ماہ سے زائد عرصہ سے معرض التوا میں چلے آ رہے ہوں انکا فوراً فیصلہ کر دیا جائے گا۔ سارا مال گم ہو جانے کی صورت میں اگر گم شدہ مال کے بکنگ سے ایک سال تک اس کا کوئی سراغ نہ ملا ہو تو بلا کسی مزید تحقیقات کے دعوے کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اگر کسی مال کا چھ ماہ تک سراغ نہ ملے اور دعوی کنندہ یہ منظور کرے کہ اگر بعد میں اس مال کا سراغ مل گیا۔ تو وہ وصول شدہ رقم واپس کر دے گا تو اس کے دعوے کا فیصلہ کر دیا جائے۔ ۲۰۰ روپیہ تک کے زیر غور دعووں کے فیصلہ کا بھی ضابطہ کو بہتر بنایا جا رہا ہے۔

ریلوں کے نئے درجوں کے نشان لگوانے کے متعلق کونسل نے یہ فیصلہ دیا۔ کہ نشان اس طور سے لگائے جائیں۔ کہ ان پڑھ لوگ بھی ان کو سمجھ سکیں۔ نئے نشان اعلیٰ۔ درمیانہ اور عام درجوں پر بالترتیب ایک۔ دو اور تین سیدھی لکیریں لگا کر بنائے جا

کونسل نے کھانے کے کمروں کے نام اب اس طرح م کرنا منظور کیا۔ "ویجی ٹیرین یعنی وشنو کھانا اور غیر وشنو کھانا نان ویجی ٹیرین ریفرشمنٹ روم۔ ویجی ٹیرین ریفرشمنٹ روم نباتی غذا ہی مہیا کریں گے۔ لیکن نان ویجی ٹیرین ریفرشمنٹ روم نباتی اور غیر نباتی دونوں قسم کی غذا مہیا کریں گے۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے سٹیشنوں پر جن سے غیر ملکی سیاحوں کے گزرنے کا امکان ہو۔ وہاں ہونگے۔ جو نباتی اور غیر نباتی دونوں قسم کے مغربی طرز کے کھانے مہیا

کونسل نے لمبے سفر والے تیسرے درجے کے مسافرو کچھ سہولتیں مہیا کرنا بھی منظور کیا۔ مثلاً جہاں سے گاڑی ر ہوتی ہے۔ اس سٹیشن پر لمبے سفر والے مسافروں کے لئے ڈبے مقرر کر دیئے جائیں گے۔ ان کو ٹکٹ خریدنے کی سہولتیں دی جائیں گی۔ نیز راستہ میں سٹیشنوں پر کھانا حا کرنے کی سہولت دی جائیگی۔ اس امر پر بھی غور کیا گیا۔ کہ سفر والے تیسرے درجہ کے مسافروں کے لئے نشستیں کرنے کا سسٹم رائج کیا جائے۔ لیکن اسے فی الحال ناقابل خیال کیا گیا ہے تاہم یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ اگر موجودہ انتظام طور پر نہ چل سکا۔ اور اس سے متوقع نتائج حاصل نہ ہوئے اس معاملہ پر غور کیا جائے گا۔

ریلوے ٹائم ٹیبل شائع کرنے کے بارے کونسل فیصلہ کیا۔ کہ سارے ہند کے لئے جو ٹائم ٹیبل شائع کیا وہ انگریزی اور ہندی میں شائع کیا جائے۔ اس کے علا مختلف ریلوں کے منتظمان انگریزی یا کم از کم ایک مقامی زبان شائع کیا کریں۔

ماسکو میں اودے شنکر کی آمد

"کلپنا" کے متعلق روسی تاثرات

ماسکو آرٹ تھیٹر کے جشن طلائی کے موقعہ پر غیر ممالک سے ثقافتی رابطہ رکھنے والی سوویت سوسائٹی نے دیگر مشہور فن کاروں کے ساتھ اودے شنکر کو بھی اس جشن میں شرکت کے لئے مدعو کیا تھا۔ ماسکو آرٹ تھیٹر کا پچاسواں جشن ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو منعقد ہوا تھا۔ لیکن اودے شنکر کو دعوت دیر سے بھیجی گئی۔ اور اس سال برف باری بھی ذرا وقت سے پہلے ہی شروع ہو گئی۔ اس لئے اودے شنکر ۲ نومبر سے پہلے ماسکو نہیں پہنچ سکے۔ اگرچہ پہلے یہ دعوت صرف اودے شنکر کو ہی بھیجی گئی تھی۔ لیکن گفت و شنید کے بعد اودے شنکر کی دھرم پتنی اور ان کے بچہ کو بھی اودے شنکر کے ساتھ آنے کا بلاوا دیا گیا۔

ہندوستانی سفارت خانہ کئی مہینے سے ماسکو میں اودے شنکر کی آمد کی توقع کر رہا تھا۔ گذشتہ جون کی ایک شب کو مسز دیال نے سنگیت کی جو مجلس منعقد کی تھی۔ اس سے ہندوستان کے متعلق سوویت رویے کی سرد مہری بہت کم ہو گئی تھی۔ اور ان دونوں ملکوں میں ثقافتی رابطہ پیدا ہونے کے امکان بڑھ گئے تھے۔ ہندوستانی سفارت خانہ روسی مصنفین اور فن کاروں کی خاطر باقاعدہ ہر مہینہ "شب ہائے ہند" منعقد کرنے کی تجویز کر رہا تھا۔ اور روسی مصنفین اور فن کاروں سے تعلقات پیدا کرنے کے لئے ثقافتی رابطے کی آل یونین سوسائٹی کی اعانت کا منتظر تھا۔ ابھی یہ سوسائٹی اس تجویز پر غور کر ہی رہی تھی کہ اودے شنکر کی آمد نے ہند اور روس کے ثقافتی تعلقات بڑھانے کی تحریک میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا۔

اودے شنکر امریکہ جا رہے تھے۔ اور ان کے ساتھ سازندے اور ہمراہی نہیں تھے۔ اس وجہ سے وہ یہاں اپنے رقص کی نمائش نہ کر سکے۔ اگر وہ یہاں رقص کر سکتے۔ تو اس کا بہت اچھا اثر پڑتا۔ لیکن ان کے ہمراہ صرف فلم کلپنا کی ایک کاپی تھی۔ اس فلم میں ہندوستان کے مختلف علاقوں کے رقص دکھائے گئے ہیں۔ ان رقصوں میں انہوں نے اپنی طرف سے کچھ تغیر و تبدل بھی کیا ہے۔ سوسائٹی نے شری اودے شنکر اور شریمتی اودے شنکر کا پرجوش استقبال کیا۔ اور اپنے ہال میں ان کی فلم کی نمائش کا بھی انتظام کیا۔ جگہ کی قلت کی وجہ سے سوسائٹی صرف بڑے بڑے مصنفین اور فن کاروں کو ہی بلا سکی۔ فلم سازی کے ڈائریکٹر گون سیعف مشہور فلم ساز گراسی موف بیردہ سیمین کی مشہور ایکٹریس مکاروا۔ مشہور نغمہ گر شیورین مجلداوبی کے مدیر ارمی لوف اور سنگیت ناچ کی مشہور رقاصہ اولانووا اس فلم کی نمائش دیکھنے کے لئے آئے۔ جنوب مشرقی ایشیا ڈویژن کے افسر اعلیٰ اور وزارت خارجہ کے افسر بھی اس صحبت میں شریک ہوئے۔

فلم کی نمائش سے قبل شریمتی اودے شنکر نے بنگالی میں ایک مختصر سی تقریر کی جس میں انہوں نے کہا کہ ہند اور روس کے تعلقات کا ابتدائی دور ختم ہو چکا ہے۔ اور امید ہے کہ ان دونوں ملکوں کا ناطہ اور گہرا ہو جائے گا۔ شریمتی اودے شنکر کی تقریر کا روسی ترجمہ بھی سنایا گیا۔

فلم سے پہلے روسی زبان میں فلم کا خلاصہ بیان کیا گیا۔ لیکن دوران نمائش میں بھی خاص خاص نکات کو روسی زبان میں سمجھایا گیا۔ دوران نمائش میں فلم کا تاثر ایک سا نہیں تھا۔ کیونکہ فلم کی فنی خصوصیت اور انتہائی انفرادیت کی وجہ سے روسی فن کار رقص کی تکنیک پر زیادہ غور کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور ایسا محسوس کر رہے تھے کہ فلم میں کہانی کا عنصر اس غور و خوض میں رکاوٹ بن رہا ہے۔ دوران نمائش میں کچھ لوگوں کی زبانی یہ سنا گیا۔ کہ فلم میں ضابطہ اور قاعدہ کی بڑی سخت پابندی کی گئی ہے۔ بعد میں فلم سازی کے ڈائرکٹر گون سیعف نے ایک چھوٹی سی تقریر کی۔ اس میں انہوں نے کہا کہ سوویت یونین ہندوستانی فنون لطیفہ اور تمدن میں گہری

دلچسپی لیتی ہے۔ اور اگر میں نے اس فلم کے متعلق اپنی صحیح رائے کا اظہار نہ کیا۔ تو یہ ہندوستان سے دوستی نہیں ہوگی۔ فلم میں لوک پرچھائیں کا اظہار بڑی خوبی سے کیا گیا ہے۔ لیکن فلم ساز نے بدیشی ذرائع سے فائدہ اٹھانے کی جو کوشش کی ہے۔ اس سے فلم کی ہم آہنگی میں فرق پڑا ہے۔ اور اس کے مجموعی اثر میں بے ربطی پیدا ہوگئی ہے۔ اس وجہ سے میرا یہ خیال ہے کہ یہ فلم ہندوستان کے عوام کے جذبات سے شاید پوری طرح میل نہیں کھاتا۔

دوسرے دن ہندوستانی سفارت خانہ میں ماسکو میں مقیم غیر ملکی سفرا، اخبار نویسوں اور چند ایسے فن کاروں کو جنہوں نے یہ فلم [illegible] سوسائٹی کے ہال میں فلم دیکھنے کی دعوت دی گئی۔ سفارت خانہ میں اس فلم کی نمائش بڑی کامیاب رہی۔ کوئی دو سو مہمان آئے تھے۔ ان میں ۲۷ سفیر شامل تھے۔ امریکہ، رومانیہ، پولینڈ، اٹلی، ہالینڈ، چیکوسلواکیہ، ڈنمارک، ایران اور افغانستان کے سفیر بھی یہ فلم دیکھنے آئے۔ شام، فن لینڈ، سیام، آسٹریا اور مصر کے نمائندہ وزیر بھی اس مجلس میں شریک ہوئے۔

ایلچیوں اور اخبار نویسوں پر اس فلم کا بہت اچھا اثر پڑا۔ بعض نے تو یہ رائے ظاہر کی کہ نہ صرف رقص اچھے تھے۔ بلکہ فلم بھی اعلیٰ درجہ کا تھا۔ یورپ کے رہنے والوں کے دل میں ہندوستان کے بارے میں بدیشی پن کا جو احساس ہے۔ اس کو چھوڑتے ہوئے فلم کا سب پر بڑا اچھا اثر پڑا۔ بہتوں کو تو پہلی بار یہ معلوم ہوا تھا کہ ہندوستان میں ایسے فلم اور عام فلم تیار ہوتے ہیں۔

روسی مہمان فلم کو دوسری بار دیکھ کر پہلے کی طرح نکتہ چیں نہ تھے۔ اور فلم سازی کے ڈائرکٹر گون سیف نے تو اس بار مختلف رائے کا اظہار کیا۔ کئی دوسرے فن کاروں نے بھی فلم کے بارے میں اچھی رائے ظاہر کی۔ یہ محسوس کیا گیا کہ روسی ناظرین پہلی جب فلم دیکھنے آئے۔ تو اس وقت وہ غیر ملکی فلموں کے بارے میں سرکاری روسی نکتۂ نگاہ کا اظہار کر رہے تھے۔ وہ اس فلم کے بارے میں پہلے ہی ایک رائے قائم کر چکے تھے۔ لیکن دوسری بار فلم دیکھنے کے بعد انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ ہر غیر روسی چیز لازمی پر رواجی اور رسمی نہیں ہوتی۔ اور اگر وہ ضابطہ اور قاعدہ کی پابند بھی ہو۔ تو بھی یہ ضروری نہیں کہ اسے نظر انداز کیا جائے۔ انہوں نے پہلی بار ہندوستانی فلم دیکھا تھا۔ اور اگر انہیں ایسے فلم دیکھنے کے مواقع ملیں۔ تو یقیناً وہ ہندوستانی فنون لطیفہ اور تمدن کو سمجھنے لگیں گے۔ اور مارکسی اقدار کے مطابق پہلے سے قائم کئے ہوئے تخیل کو نظر انداز کر دیں گے۔ فلم براہ راست آنکھوں کو دعوتِ نظارہ دیتے ہیں۔ اور ان کا اثر بڑا کامیاب ہوتا ہے۔ اس لئے روس کے سامنے ہندوستانی تہذیب و تمدن کو پیش کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ایسی ایک اور کوشش جیسی کہ اودے شنکر نے کی۔ غالباً کوئی دیرپا اثر نہیں چھوڑ سکتی۔ لیکن متواتر اس قسم کی کوششوں کو جاری رکھا گیا تو اس سے ہندوستان کو بڑا فائدہ پہنچے گا۔

ہندوستان سے امریکہ جانے والی ہوائی ڈاک ۳۰ گھنٹے جلد پہنچ جایا کرے گی

۱۶ - نومبر سے ہندوستان سے امریکہ جانے والی ہوائی ڈاک کلکتہ دہلی اور بمبئی سے یہاں امریکن ایرویز اور ٹرانس ورلڈ ایر کے ہوائی جہازوں میں بھیجی جایا کرے گی۔ ان نئے انتظامات کی وجہ سے اب ہوائی ڈاک پہلے سے تقریباً ۳۰ گھنٹے جلد امریکہ پہنچ جایا کرے گی۔

بہار، اڑیسہ، آسام، مغربی بنگال میں جو چٹھیاں ڈالی جائیں گی۔ انہیں دہلی سے امریکن ایرویز سروس کے ہوائی جہازوں میں بھیجا جائے گا۔ اور مدراس، سی پی اور بمبئی کی ڈاک ٹرانس ورلڈ ایرلائن سروس کے ہوائی جہاز لے جایا کریں گے۔

محصول ڈاک میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ جو چٹھیاں امریکہ بھیجنی مقصود ہوں ان پر ہندوستان سے برطانیہ و امریکہ کے

ہندوستان سے امریکہ لکھا ہونا چاہئے۔

پیٹنٹ کے طریقہ میں اصلاح کی ضرورت

تحقیقاتی کمیٹی نے اپنا کام شروع کر دیا

حال ہی میں بخشی ٹیک چند کی زیر صدارت نئی دہلی میں پیٹنٹس کی تحقیقاتی کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ اس کمیٹی کے سامنے جو سرکاری یادداشت پیش کی گئی ہے۔ اس میں ہندوستان میں پیٹنٹ اور نقشوں کے طریقہ کے بارے میں متعدد سوالات پوچھے گئے ہیں۔ کیا ہندوستانی پیٹنٹ کا طریقہ ایک قومی طرز عمل کا مظہر ہے۔ یادداشت میں اس سوال کا جواب نفی میں دیا گیا ہے۔

دیگر امور کے علاوہ تحقیقاتی کمیٹی ان تمام امور کے بارے میں رپورٹ تیار کرے گی۔ جو انڈین پیٹنٹ سسٹم کو قومی مفاد کے موافق بناتے ہیں۔ اس موضوع پر کمیٹی نے ایک مفصل سوال نامہ تیار کیا ہے۔ جو مختلف تجارتی انجمنوں، صنعتی جماعتوں، کھوج کے اداروں، سرکاری محکموں، پیٹنٹ کے ایجنٹوں وغیرہ کو بھیجا جائے گا۔ اس سوال نامہ کے جواب کے لئے دو ماہ کی مہلت دی جائے گی۔ دریں اثنا کمیٹی کا سیکرٹری سرکردہ تحقیقاتی اور صنعتی اداروں کا دورہ کرے گا۔ اور صنعت کے ماہروں، موجدوں، سائنس دانوں، اجارہ داروں وغیرہ سے ملے گا۔ اور متعلقہ امور پر تبادلہ خیالات کرے گا۔ کمیٹی کا سیکرٹری کمیٹی کا رکن بھی ہے۔ اور ۴۴ سال سے زیادہ عرصہ کے لئے پیٹنٹس اور ڈیزائنز کا کنٹرولر رہ چکا ہے۔ جہاں کمیٹی کے ارکان موجود ہوں۔ تو وہ بھی بات چیت میں حصہ لے سکیں گے۔ سوال نامہ کا جواب موصول ہو جانے کے بعد متعلقہ نمائندوں سے باقاعدہ پوچھ گچھ ہوگی۔ اس کام کے لئے کمیٹی کے ارکان ملک کے اہم مرکزوں کا دورہ کریں گے۔

پہلے اجلاس میں کمیٹی کے ارکان نے ہندوستان میں پیٹنٹ کے قوانین۔ ان کے نقائص خصوصاً طبی اور غذائی اشیاء کے پیٹنٹس کے غلط استعمال کے معاملوں پر بحث کی۔ سرکاری یادداشت میں پیٹنٹ سسٹم کے لئے جو اصلاح تجویز کی گئی ہے۔ اس پر بھی غور ہوا۔

یادداشت میں کہا گیا ہے۔ کہ مغربی ممالک میں پیٹنٹ سسٹم صنعتی اداروں کی پشت و پناہ رہا ہے۔ کئی سال سے اس مسئلہ پر مباحثہ ہو رہا ہے۔ کہ آیا پیٹنٹ سسٹم عوامی مفاد کے لئے مفید ہے۔ یا نقصان دہ۔ لیکن ہمیشہ ایک ہی جواب ملا کہ پیٹنٹ سسٹم نئی صنعتوں اور ایجادوں کے حق میں کارآمد ہے۔ آج کل مختلف ممالک میں پیٹنٹ کے جو طریقے رائج ہیں۔ انہیں مکمل یا بے عیب نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اگر اسے مناسب طور پر استعمال کیا جائے۔ تو یہ صنعتی ترقی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

ہر تہذیب یافتہ ملک میں پیٹنٹ سسٹم کی اہمیت کو پہچانا جاتا ہے۔ برطانیہ، امریکہ، روس، فرانس، جاپان اور جرمنی میں اس طریقہ سے بہت سے فائدے اٹھائے گئے ہیں۔

ہندوستان کی صورت حال نہ صرف امریکہ، برطانیہ اور روس ایسے ممالک کے مقابلہ میں عجیب ہے۔ بلکہ صنعتی طور پر کمتر ملک ہالینڈ کے مقابلہ میں بھی عجیب ہے۔ نوے سال سے زیادہ عرصہ سے یہ سسٹم ہندوستان میں رائج ہے۔ لیکن ابھی تک اسے اس سنجیدگی سے نہیں دیکھا جاتا جو اس کا حق ہے۔ اور اس کی وجہ سے آج تک کچھ ہوا ہے۔ تو اس کا فائدہ غیر ملکی موجد یا صنعتی ماہر نے اٹھایا ہے۔ اس سسٹم کے بارے میں تو یہاں تک کہا گیا ہے۔ کہ غیر ملکی لوگوں نے ہندوستان کی صنعتی ترقی کو روکنے کے لئے اسے استعمال کیا۔ سال ۱۹۴۶ء میں کل ۲۶۱۰ پیٹنٹس میں سے ۲۳۴۴ غیر ملکی لوگوں کے حق میں رجسٹر ہوئے۔

یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ ہندوستان میں ایجادوں کی حفاظت کے لئے پہلا قانون ۱۸۵۶ء میں بنا۔ یہ قانون پیٹنٹس کے انگریزی قانون پر مبنی تھا۔ اس کے بعد اس قانون میں جو بھی تبدیلی ہوئی۔

مزدوروں کی فلاح کے لئے سہولتوں کا فقدان

چمڑے کے صنعتی حالات میں اصلاح کی ضرورت

چمڑے کی اشیا بنانے اور چمڑا رنگنے کے کارخانوں کی صنعتی کمیٹی کے پہلے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے مرکزی وزارت محنت کے جائنٹ سیکرٹری شری کے این سبرامنین نے ۲۰ دسمبر کو کونسل ہاؤس لکھنؤ میں کہا کہ دنیا کے ہر حصہ میں مزدور بے چین اور بے قابو ہو رہے ہیں۔ اور ان کی بے چینی باقی حلقوں پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کارخانہ دار کو مزدور کی بے صبری ناگوار گزر سکتی ہے۔ لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے۔ کہ جنگ کے طویل عرصہ کے دوران مزدور نے مثالی بردباری سے کام لیا اور جنگ کے بعد کے غیر معین حالات میں بھی مزدور نے صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔

شری سبرامنین نے کہا۔ کہ چند سال پہلے مزدوروں کے مسائل پر غور و خوض کرنے کے لئے انڈین لیبر کانفرنس اور سٹینڈنگ لیبر کمیٹی ہی قومی جماعتیں تھیں۔ اگرچہ اکثر مسائل ایسے ہیں۔ جو سب صنعتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر بھی ہر صنعت کے کچھ اپنے مخصوص مسائل بھی ہیں۔ جن کے موثر حل کے لئے ایک الگ جماعت کی ضرورت ہے۔ اس اصول کی بنا پر بین الاقوامی ادارہ محنت نے متعدد صنعتی کمیٹیاں قائم کی ہیں جو کامیابی سے کام کر رہی ہیں۔ ہندوستان کی صنعتی کمیٹیاں ایک طرح سے بین الاقوامی ادارہ کی کمیٹیوں کا لازمی جزو ہیں

حالات محنت کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کے بعد ملک میں صنعتی کمیٹیوں کا قائم کیا جانا اور بھی ضروری ہو گیا۔ اس رپورٹ میں چمڑے کی صنعت کے بارے میں کہا گیا ہے۔ کہ مزدوروں کی اجرتیں بہت تھوڑی ہیں۔ کام کرنے کے حالات غیر تسلی بخش ہیں۔ کپڑے دھونے کی سہولتیں بہت کم ہیں۔ حفاظتی سامان بہت ناکافی ہے۔ اور طبی آسانیاں قریب قریب مفقود ہیں۔ صنعت کے ایسے حالات میں اصلاح کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

صنعتی سمجھوتہ کی قرارداد میں نیا اہتمام کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی صنعتی کمیٹیوں کا قائم کیا جانا کافی اہم ہے۔ حکومت صنعتی سمجھوتہ کی قرارداد کو منظور کر چکی ہے۔ اس قرارداد میں ایک مرکزی مشاورتی کونسل قائم کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ اور کونسل کے زیر اثر ہر بڑی صنعت کے لئے کمیٹیاں قائم کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔ مختلف مسائل کے لئے ان کمیٹیوں کے ماتحت ذیلی کمیٹیاں ہوں گی۔ مرکزی مشاورتی کونسل میں صنعتی تعلقات کے مسائل پر مجموعی طور پر غور ہوگا۔

صنعتی سمجھوتہ کی قرارداد میں جس اہتمام کی سفارش کی گئی ہے۔ اسے پورا ہونے کچھ عرصہ لگے گا۔ جو صنعتی کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں۔ انہیں اس اہتمام کے موافق بنانا ہوگا۔

موجودہ صنعتی کمیٹی کا قیام دیگر ایسی کمیٹیوں کی طرح کافی بر محل اور معقول ہے۔ کارخانہ داروں اور مزدوروں کے مسائل کو سلجھانے کے لئے ایک ثلاثہ صنعتی کمیٹی ہی ضروری خدمت انجام دے سکتی ہے۔ کیونکہ اس کمیٹی کے ذریعہ متنازعہ امور کو باہمی تبادلہ خیال سے آسان کیا جا سکتا ہے۔ مناسب اجرتیں اور کام کرنے کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے بھی یہ کمیٹی بہت مفید رہے گی۔ چمڑے کی صنعت کم از کم تنخواہوں کے قانون کے زیر اثر ہے۔ کارخانہ داروں اور صوبائی حکومتوں کو اجرتوں کے تقرر کے لئے مناسب برتاؤ سے کام لینا چاہئے۔ متنازعہ امور کو باہمی بات چیت سے نپٹا لینے سے عام فضا میں خوشگواری پیدا ہوگی۔ اور ملک کی رفتار ترقی میں باقاعدگی رہے گی۔

جن ممالک کا سکہ آسانی سے مل جاتا ہے۔ ان ممالک سے مندرجہ ذیل اشیاء منگوانے کے لئے ہند سرکار نے انہیں کھلے عام

لائسنس [illegible] ۔ طباعت کی روشنائی اور دھات کے لیمپ۔

مزدوروں کی فلاح وبہبودی کا کام

مکانات مہیا کرنے کو مقدم ترجیح دی جائے

بین الاقوامی ادارہ محنت کی ایشیائی علاقہ کی کانفرنس سال ۱۹۵۰ء میں ہو رہی ہے۔ اس سلسلہ میں صلاح کاری کے لئے دہلی، بمبئی اور مدراس میں کانفرنسیں ہوں گی۔ ۲۹ نومبر کو ادارہ کے مشن نے حکومت مزدوروں اور کارخانہ داروں کے نمائندوں سے مزدوروں کی فلاح کے مسائل پر بات چیت کی۔ مشن کے ممبر مسٹر جان ایس۔ فاکس کا سواگت کرتے ہوئے وزارت محنت کے جائنٹ سیکرٹری مسٹر کے سبرامنیم نے انڈین فیکٹریز ایکٹ ۱۹۴۸ء کا حوالہ دیا۔ اس میں مزدوروں کے لئے صاف ہوا، گرمی مصنوعی ٹھنڈک، مناسب روشنی اور صفائی، کینٹین اور آرام کے کمروں کے بارے میں دفعات شامل کی گئی ہیں۔ اس ایکٹ کے علاوہ مزدوروں کے سرکاری بیمہ، زچگی میں سرکاری امداد اور مکانوں کے بارے میں بھی قانون پاس کئے گئے ہیں۔ مسٹر فاکس کی رپورٹ میں جن ضرورتوں کا ذکر ہے۔ وہ ان تدابیر سے پوری ہو جائیں گی۔

کارخانوں کا معائنہ۔ اس رپورٹ کے مختلف عنوانات پر بحث کی گئی۔ مثلاً صحت وصفائی، طبی سہولیات، کینٹین، بچوں کی پرورش گاہیں۔ اور دن کے وقت ان کی دیکھ بھال کے انتظامات، مکانات، تفریح وآرام کی سہولیات نظم ونسق اور مالیات۔ یہ تسلیم کیا گیا کہ اگرچہ صفائی اور طبی سہولتوں کے کم از کم معیار مقرر کرنے کے لئے قانون بنائے گئے ہیں۔ لیکن یہ محسوس کیا گیا کہ ان قوانین کے نفاذ کے باوجود ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے اس سلسلہ میں اس ماہ کے دوران میں ایشیا بھر کے مزدوروں کے مفاد کی نگرانی کرنے والے عملہ کے نمایندوں کی ایک کانفرنس لنکا میں ہوئی تھی۔ جس میں اس کام کے بارے میں پیش آنے والی مشکلات پر غور کیا گیا تھا۔ لیبر انسپکٹروں کو دوسرے ممالک کی طرح مزدوروں اور مالکوں دونوں کا معتبر مشیر بنانے کے لئے دونوں مفاد کو باہمی تعاون کرنے کی تجویز کی گئی۔ قانون کو سختی سے لاگو کرنے کے خطرات پر بھی غور کیا گیا۔ خاص کر عورتوں اور کم سن مزدوروں کے تحفظ کے لئے مقررہ قوانین کے سختی سے نافذ کئے جانے سے ایسے مزدوروں کو کام پر لگانے کے امکانات ہی گھٹ جانے کا خدشہ ظاہر کیا گیا۔

تفریح وآرام کی سہولتیں۔ مزدوروں کے نمایندوں نے یہ مطالبہ کیا کہ ناشتہ اور ہلکی غذا مہیا کرنے کے انتظامات کئے جانے چاہئیں۔ لیکن یہ خیال ہے۔ کہ ان کے اخراجات اتنے مہنگے نہ ہوں۔ کہ مزدور انہیں برداشت ہی نہ کر سکیں۔ صنعتی مزدوروں کے لئے مکانات مہیا کرنا سب سے مشکل مسئلہ ہے۔ اگرچہ بعض غیر سرکاری کارخانے مزدوروں کے لئے ٹاٹا نگر جیسی الگ بستیاں بنا دیتے ہیں۔ یہ مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔ کیونکہ شہروں کی آبادی بہت ہے اور عمارتی سامان کی قلت اس کی راہ میں بھاری رکاوٹیں ہیں کانفرنس میں یہ رائے ظاہر کی گئی۔ کہ مزدوروں کو مکانات مہیا کرنے کے کام کو مقدم ترجیح دی جائے۔ مزدوروں کے لئے آرام و تفریح کے اسباب مہیا کرنے پر زور دیا گیا۔ مزدوروں کی فلاح و بہبودی کے لئے جو سہولتیں مہیا کی جائیں۔ ان کے اخراجات حکومت اور کارخانہ دار کس تناسب سے برداشت کریں۔ یہ سوال کافی غور طلب تھا۔ یہ محسوس کیا گیا کہ اگر کوئی قانون نافذ کر کے کارخانہ داروں پر ان کاموں کے لئے ٹیکس لگایا جائے۔ تو اس کا اطلاق سرکاری کارخانوں پر بھی ہو۔ مزدور نمایندوں نے یہ واضح کر دیا۔ کہ جب تک انہیں ایسی اجرتیں نہ دی جائیں۔ جو ان کی ضروریات زندگی کو پورا کر سکیں۔ وہ کینٹین اور مزدور کی فلاح کی دیگر سکیموں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے کچھ بھی ادا کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

غیر کاشت شدہ زمینوں کو زیر کاشت لانے کا پنج سالہ منصوبہ

ابتدائی تفاصیل پر بحث کرنے کے لئے بمبئی میں کانفرنس

مرکزی وزارت زراعت ایک ایسے منصوبہ پر غور کر رہی ہے جس سے پانچ سال کے عرصہ میں بڑے ٹریکٹروں سے غیر کاشت شدہ ساٹھ لاکھ ایکڑ زمین کی کاشت کی جائے گی۔ اندازہ ہے کہ اس سے ملک کے اناج کی پیداوار میں سالانہ بیس لاکھ ٹن کا اضافہ ہوگا۔

اشیائے خوردنی کی پالیسی کمیٹی نے اس معاملہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ سفارش کی تھی۔ کہ قریباً نوے ہزار ایکڑ زمین کو سات ماہ کے عرصہ میں زیر کاشت لایا جائے۔ زراعت کے افسروں نے مشینری اور ضروری سامان کی رسد کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا کہ ساٹھ لاکھ ایکڑ زمین کو زیر کاشت لانے کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانا زیادہ مناسب ہوگا۔ اس سال صوبجات متحدہ و صوبجات متوسط میں چھتیس ہزار ایکڑ زمین کو زیر کاشت لانے کا تجربہ کافی حوصلہ افزا رہا ہے۔ اس کاشت سے بہت اچھی فصل ہوئی جس سے تجربہ کی لاگت بھی وصول ہو گئی۔

غیر ممالک سے بڑی تعداد میں ٹریکٹر اور دیگر ضروری مشینری منگوانے کا اہتمام ہو رہا ہے۔ اگر مقررہ مشینری مل گئی تو ۵۰-۱۹۴۹ء میں پانچ لاکھ ایکڑ زمین ۵۱-۱۹۵۰ء میں دس لاکھ ایکڑ زمین اس کے بعد تین سال تک ہر سال پندرہ لاکھ ایکڑ زمین کو زیر کاشت لایا جا سکے گا۔ زمین کی کاشت یا ابتدائی کھیتی باڑی مرکزی حکومت کے ذمہ ہوگی۔ اس کے بعد فصل تیار کرنے کا کام اور کاشتکاروں کی آبادی صوبائی یا ریاستی حکومتوں کے ذمہ ہوگا۔ ہندوستان کے مسئلہ خوراک کو حل کرنے کا یہی ایک راستہ ہے کہ زائد زمینوں کو زیر کاشت لایا جائے۔ کیونکہ بہتر بیجوں یا کھاد کے استعمال سے فصل میں اضافہ کی گنجائش محدود ہے۔

مرکزی وزارت زراعت کے ایک افسر اور صوبائی حکومتوں کے افسروں کے درمیان اس سلسلہ میں ابتدائی بات چیت ہو چکی ہے۔ کہ ہر سال کتنے علاقہ کو زیر کاشت لایا جائے۔ اور اس کے بعد فصل تیار کرنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔

ضروری باتیں۔ زمین کو زیر کاشت لانے کے سلسلہ میں پہلا کام یہ ہے۔ کہ اس مقصد کے لئے زمین کی حدبندی کی جائے۔ کاشت کے لئے ایک خاص علاقے کو ترجیح دینے کے لئے دو شرائط ہیں۔ اوّل یہ کہ قطعہ زمین بڑا ہو۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ دس ہزار ایکڑ سے زیادہ ہو۔ دوم یہ کہ زمین ایسی ہو۔ جس پر درختوں کی بہتات نہ ہو۔ تاکہ کم خرچ سے اسے کاشت کے قابل بنایا جا سکے۔ یہ بھی دیکھنا ہوگا۔ کہ جن علاقوں میں فصل تیار کرنے کے بارے میں تسلی بخش انتظام ہو چکا ہو۔ وہاں ابتدائی کاشت کا کام پہلے شروع کیا جائے۔

بڑا مسئلہ غیر ممالک سے کاشت کے ٹریکٹر حاصل کرنے کا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ڈالر کے ضروری تبادلہ کے لئے امریکہ کے کارخانہ داروں اور بین الاقوامی بنک سے رجوع کرنا پڑے۔

پاکستان کی طرف سے کشمیر کمیشن کی اپیل کی خلاف ورزی

(بسلسلہ صفحہ ۲۵)

کی سرگرمیاں بہت تیز رہیں۔ ۵ نومبر کو بھمبر سعد آباد کی سڑک سے مشرق کی طرف اور اکھنور سے ۲۵ میل جنوب مغرب کی طرف دشمن نے ہمارے ٹھکانوں پر پچیس پچیس پونڈ کے ۲۰۰ گولے پھینکے۔ اسی دن چھمب کے علاقہ میں دشمن کے ۴۰۰ آدمیوں نے ہمارے ٹھکانوں پر حملہ کیا۔

مذکورہ بالا واقعات سے صاف طور پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ اقوام متحدہ کے کشمیر کمیشن نے احتیاط برتنے کے لئے جو اپیل کی تھی۔ پاکستان نے اس کا احترام نہیں کیا۔

بناسپتی تیلوں سے کیمیائی اشیا

سائنسی اور صنعتی تحقیق کے رسالہ میں اہم معلومات

رسالہ "سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ" کی دسمبر ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں ڈاکٹر بی۔ ایل گلاٹی ڈائریکٹر شعبہ پیمائش ارضی سروے آف انڈیا ڈیرہ دون نے ایک مضمون حوالہ قلم کیا ہے۔ اس میں امر پر زور دیا گیا ہے۔ کہ ہند میں بہت سی موج پیما مشاہدہ گاہیں قائم کی جانی چاہئیں۔ آپ نے بتایا ہے۔ کہ ہند پاکستان برما اور سیام کے کراچی سے لے کر کوہ ہلاک تک ساڑھے چھ ہزار میل لمبے ساحل سمندر پر مدوجزر اور سمندری موجوں کا مشاہدہ کرنے کے لئے صرف تین موج پیما اسٹیشن ہیں۔ اس کے مقابلے میں امریکہ میں ایک سو ایسے اسٹیشن ہیں ان میں ۴۶ ابتدائی قسم کے ہیں۔ ڈنمارک جیسے چھوٹے ملک میں بھی جس کا ساحل صرف ۵۰۰ میل ہے۔ دس موج پیما مشاہدہ گاہیں ہیں۔ اور ہالینڈ میں ۹۰ ایسی مشاہدہ گاہیں ہیں۔ ڈاکٹر گلاٹی نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ مندرجہ ذیل بندرگاہوں پر موج پیما مشاہدہ گاہیں قائم کی جانی چاہئیں تو کلسی یا کنڈلا یا مانڈوی، پوربندر یا ویراوال، کاروار، رتناگری، بے پور کوچین، ٹیوٹی کورن۔ ناگاپٹم، دھرا لوایا جزیرہ شارت، پورٹ بلیر اور منی کوے۔

واضح رہے کہ ہند میں اس وقت صرف بمبئی اور کدار پور ہی میں موج پیما مشاہدہ گاہیں قایم ہیں۔ ہاں ایک مشاہدہ گاہ کراچی میں بھی ہے جن کو سمندر کی لہروں کے مدوجزر کے بارے میں ٹھیک ٹھیک پیشنگوئیاں کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔

بناسپتی تیلوں سے کیمیائی اشیا تیار کرنا۔ رسالہ کی اسی اشاعت میں ایک مضمون میں ہند کے بناسپتی تیلوں مثلاً ارنڈی، مونگ پھلی، مہوہ، بنولہ وغیرہ کے تیلوں کو کھانے پکانے کے لئے استعمال کرنے کے علاوہ ان سے صابن اور دیگر ٹیکسائل ضروریات میں استعمال کی جانے والی کیمیائی اشیا تیار کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ان تیلوں میں گندھک کے تیزاب اور گندھک کی آمیزش والے دیگر تیزابوں کی ملاوٹ سے سلفونیٹ تیار کئے جا سکتے ہیں۔ اور جو تجربات کئے گئے ہیں۔ وہ نہایت کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔

ہیرے کی خاصیتیں۔ ایک اور مضمون میں ہیرے کی خاصیتیں بتائی گئی ہیں۔ اور مختلف صنعتوں میں اس کو کاٹنے والے اوزاروں میں استعمال کرنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ اس کی تفاصیل کے بارے میں دہلی یونیورسٹی کی فزکس لیبارٹری میں تجربات کئے گئے ہیں۔ ایکس رے کی تیز شعاعوں کا استعمال کرنے کا عام طریقہ چونکہ بہت مہنگا پڑتا ہے اس لئے جو نیا طریقہ اس مضمون میں بتایا گیا ہے۔ وہ اپنی سادگی اور آسانی سے حاصل ہو سکنے والے آلات کی وجہ سے بہت اچھا ثابت ہوا ہے۔

اس رسالہ کے افتتاحیہ مضمون میں ملک میں سائنس کی ترقی کے لئے اعلیٰ قابلیت کے طلبا کے انتخاب اور ان کو تربیت دینے کے اہم سوال پر بحث کی گئی ہے۔ اور دوسرے ملکوں میں اس مقصد کے لئے اختیار کئے جانے والے طریقوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ خاص کر امریکہ میں نوجوان مردوں اور عورتوں کو سائنس کی نشوونما اور ریسرچ کے لئے تربیت دینے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ہندوستان میں بھی یونیورسٹی تعلیم سے پہلے ہی اعلیٰ دماغ والے لوگوں کو چن لیا جائے۔ اور ہونہار نوجوانوں کو سائنسی کاموں کو زندگی کا پیشہ بنانے کے لئے تعلیم دی جائے۔ اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف شوگر ٹیکنالوجی کانپور میں سائنس کے نئے طریقوں سے مصری اور مٹھائیاں بنانے کی تربیت کا اہتمام ہوا ہے۔ اس تربیت کے متعلق پورے حالات کیمسٹ انچارج۔ شوگر کینڈی ریسرچ اسکیم، ماں گاؤں ضلع ناسک سی پی [illegible] مفت منگوا سکتے ہیں۔

پوربی پنجاب۔ اس صوبہ کے مندرجہ ذیل دس شہروں میں یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے راشننگ سسٹم جاری کر دیا جائے گا۔ انبالہ امرتسر، بٹالہ، دھرم سالہ، فیروز پور، گورداسپور، ہوشیار پور، جالندھر لدھیانہ اور پٹھان کوٹ۔ صوبائی حکومت نے ہر قسم کے چارہ کو صوبہ سے باہر بھیجنے پر پابندی لگادی ہے۔

مدراس۔ حکومت مدراس نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ ضلع گنتور میں بھوک کی وجہ سے کچھ اموات ہوئی ہیں۔ وزیر خوراک نے چاولوں کی بوریوں میں کنکر پتھر ملانے والوں کو شدید وارننگ دی ہے۔

کوچین۔ حکومت نے نمک تیار کرنے کا کام زور شور سے شروع کر رکھا ہے۔ نمک کی قیمت گھٹانے اور نمک تقسیم کرنے کے سرکاری اجارہ کو ختم کرنے کے معاملہ پر غور کیا جا رہا ہے۔

کشمیر۔ وزیر مالیات مرزا افضل بیگ نے ایک ملاقات میں بتایا ہے کہ حکومت اس سال میں ہی ۳۶۲۵ ایکڑ غیر مزروعہ اراضی کو زیر کاشت لانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ خوراک کی قلت کو دور کرنے کے لئے حکومت جموں و کشمیر ۱۱۲۵۰ ایکڑ اراضی پچھلے برس میں زیر کاشت لا چکی ہے۔

میسور۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ریاست میں چاول کی شدید قلت ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس برس ایک لاکھ ساٹھ ہزار ٹن اناج کی قلت رہے گی۔ پچھلے برس ۸۰ ہزار ٹن کی قلت تھی۔

سروہی۔ اس ریاست کے علاقوں میں اناج کی شدید قلت کے پیش نظر ہند سرکار نے دو ہزار دو سو ٹن گندم، جو اور چنے اس ریاست کو بھیجے ہیں۔

ریلوے کی نقل وحرکت سے متعلق عملے کی تنخواہ اور بھتہ میں اضافہ

ریلوے کی نقل وحرکت سے متعلق عملے کی تنخواہ اور بھتے کے بارے میں حکومت کے آخری فیصلوں کی رو سے حکومت کو ہر سال مرکزی تنخواہ کمیشن کی آزمائشی سفارشات کے اخراجات پر ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ اور ۱۹۴۷ء کے سکیل سے قریباً سوا دو کروڑ روپیہ زیادہ خرچ کرنا ہوگا۔

گذشتہ ماہ جولائی میں تنخواہوں کی معقول بنیادی حد مقرر کرنے کے لئے ریلوے بورڈ نے ایک ڈیپارٹمنٹ کمیٹی مقرر کی تھی اس کمیٹی نے تنخواہ کی بنیادی حد اور رننگ الاؤنس کے بارے میں جو سفارشات کی تھی۔ حکومت نے اپنے آخری فیصلوں میں ان میں کچھ اور اضافہ کیا ہے۔ جس سے کمیٹی کے اندازہ سے پچاس لاکھ روپیہ زیادہ کا خرچ ہوگا۔ نئی تنخواہوں سے پہلے ملازموں کو جو منافع ہوگا وہ یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے دیا جائیگا لیکن تنخواہوں کا تقرر گریڈ اور متعلقہ نکات کے بارے میں حکومت کے فیصلہ کا اطلاق یکم جنوری ۱۹۴۷ء سے ہوگا۔ ریلوے کی نقل وحرکت سے متعلق ملازموں کے بھتے کے قواعد کو از سر نو ترتیب دی گئی ہے۔ نئے سکیل کا اطلاق ان تمام ملازموں پر ہوگا جو ۱۹۳۱ء کے بعد ملازم ہوئے۔ ۱۹۳۱ء سے پہلے کے ملازموں کی تنخواہ موجودہ سکیل کے مطابق رہیگی اور ان کا بھتہ بھی موجودہ قواعد کے مطابق ہوگا بشرطیکہ وہ نئے سکیل منظور نہ کرلیں۔

ڈاک اور مزدوری ایکسپریس گاڑیوں میں کام کرنے والے ڈرائیوروں اور گارڈوں کو اے گریڈ میں رکھا گیا ہے۔ نیز تھرڈ مسافر گاڑیوں کے ان ملازموں کو بی گریڈ میں اور باقی کو سی گریڈ میں رکھا گیا ہے۔

وزارت تجارت کے اعلان نمبر ۲۳۔ آئی۔ ٹی۔ او۔ ۴۳ مورخہ یکم جولائی ۱۹۴۳ء جو ۲۰ نومبر ۱۹۴۸ء کے گزٹ آف انڈیا میں پھر شائع کیا گیا۔ اس میں غلطی سے چند اشیاء کے نام کھلے عام لائسنس نمبر ۱ سے متعلقہ ضمیمہ میں درج ہونے سے رہ گئے ہیں اس لئے اب واضح کر دیا جاتا ہے کہ ربڑ کے ٹائیروں، ٹیوبوں۔ اور لوہے و فولاد کے پیچیدہ رکیل اور بائیسکلوں میں استعمال کئے جانے والے پرزوں کے سوا بائیسکلوں کا سامان (جس میں موٹر سائیکل شامل نہیں ہیں) اور ایکس رے فلمیں قسکل سے حاصل ہو سکنے سکہ کے ممالک اور آسانی سے حاصل ہونے والے سکہ کے ممالک سے ہند میں درآمد کرنے کی کھلے عام لائسنس نمبر ۱ کے ماتحت اجازت ہے۔

شرنارتھیوں کو آباد کرنے کے لئے گھریلو دستکاریاں

صوبوں اور ریاستوں کے لئے مفصل ہدایات

ہند سرکار نے تمام صوبائی، بڑی بڑی ریاستوں اور ریاستی
ں کو شرنارتھیوں کی آبادکاری کے لئے چھوٹی چھوٹی صنعتوں
یلو دستکاریوں کی فوری تنظیم کے لئے مفصل ہدایات روانہ کی ہیں
تمام صوبائی اور ریاستوں کی حکومتوں سے درخواست کی گئی
کہ وہ اس وقت کا انتظار نہ کریں جب ان کی گھریلو دستکاریوں
متعلق طویل المیعاد سکیمیں تیار ہو جائیں۔ بلکہ انہیں چاہئے کہ وہ
رتھیوں کو چھوٹے پیمانے پر ایسی صنعتیں جاری کرنے کے لئے پوری
بہم پہنچائیں جن کے لئے قلیل سرمایہ کی ضرورت پڑتی ہے۔
دہ صورت حالات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسی گھریلو دستکاریاں
ع کرنے کے لئے بھی فوری کارروائی کی جائے۔ جو پہلے صرف
علاقوں میں رائج تھیں۔ جو اب پاکستان میں چلے گئے ہیں۔ اور
شرنارتھی دکانداروں کو جو پاکستان میں عمر بیوپاری کا روبار کیا کرتے
گھریلو صنعتوں کو جاری کرنے کے لئے تربیت دیں۔
امداد باہمی کے اصول پر صنعتی انجمنیں۔ جو ٹھوس تجاویز پیش
ئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ شرنارتھی کیمپوں میں ورکشاپوں
ے لئے سامان اور اوزار مہیا کئے جائیں۔ تاکہ شرنارتھی اپنے آپ کو
ملف نفع بخش کاموں پر لگا سکیں۔ مثلاً اینٹیں بنانا۔ معماری
لمان کا کام، لوہار، کپڑا بننا، رنگریزی اور کپڑے چھاپنا۔ بلاک بنانا
یاں، اور قالین بننا عام کیمیائی اشیاء مثلاً فینائل۔ دانتوں کا
ن۔ بوٹ پالش۔ دستانی۔ دھاتوں کا پالش وغیرہ تیار کرنا جن
رنارتھی کیمپوں میں بارکیں ہیں۔ ان کو ایسی ورکشاپوں میں تبدیل
دیا جائے۔ جو آئندہ کچھ مدت تک یا لوری جا سکیں۔ صوبائی
ر ریاستی حکومتوں سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ امداد باہمی کے اصولوں
مبنی صنعتی انجمنوں کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور جہاں کہیں ضرورت
۔ قرضے اور سرکاری محکموں کے ذریعہ ٹھوس عملی سکیمیں مہیا کرکے

ان کی مدد کریں۔ نیز ماہرانہ مشورہ اور نگرانی۔ خام مال مہیا کرنے۔ بجلی
سپلائی کرنے۔ کارخانوں کے لئے جگہ اور دیگر ضروری سہولتیں مہیا
کرنے کی شکل میں بھی امداد بہم پہنچائیں۔
مرکز کے ماتحت صنعتی شہر کی تعمیر۔ مختلف حکومتوں کے
نام ایک مراسلہ میں مرکزی وزارت امداد و بحالیات نے بتایا ہے۔
کہ مرکزی حکومت نے ایک آزمائشی سکیم منظور کی ہے۔ اس سکیم
کے مطابق دہلی سے ۸۰ میل کی دوری پر واقع نیلوکھیڑی کے مقام
پر گھریلو دستکاریوں اور چھوٹی صنعتوں کا ایک نیا شہر تعمیر کیا جائے
گا۔ اس سکیم کے مطابق اب تک کافی کام ہو چکا ہے۔ اور توقع ہے
کہ اس جگہ دس ہزار شرنارتھی بسائے جائیں گے۔ صوبائی حکومتوں
سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ بھی اسی قسم کی نو آبادیاں موجودہ شرنارتھی کیمپوں
یا دیگر مقامات پر قائم کرنے کے سوال پر غور کریں۔
شرنارتھی کے لئے موزوں دستکاریاں۔ وزارت امداد و
بحالیات نے مختلف حکومتوں کی آسانی کے لئے ان کو ایک جامع
بیان بھیجا ہے۔ اس میں سولہ قسم کی ایسی گھریلو دستکاریوں کی فہرست
دی گئی ہے۔ جو شرنارتھیوں کے لئے موزوں ہیں۔ اس بیان میں ہر ایک دستکاری
اور صنعت پر کل لاگت۔ اسے چلانے کے لئے درکار سرمایہ۔ اس سے آمدنی کا
اندازہ اور ہر ایک صنعت کی علاقہ میں منافع بخش طور پر چلنے کی جو گنجائش ہو سکتی ہے۔
یہ تمام تفاصیل دی گئی ہیں۔ اس فہرست میں مندرجہ ذیل سولہ صنعتیں ہیں۔ ہر ایک
قسم کے برش تیار کرنا۔ سوت اور سن کے رسے بنانا۔ سوت اور سن کے جال تیار
کرنا۔ تانبے اور پیتل کے گھریلو برتن بنانا۔ سرلیش۔ کھیلوں کا سامان۔ دریاں۔
لکڑی اور ٹین کے کھلونے۔ قینچے۔ چاقو، چھریاں اور جراحی کے اوزار۔ مٹی کے
برتن بنانا اور کوزہ گری۔ رنگریزی۔ سوتی کپڑے چھاپنا۔ سوتی ریشمی اور اونی
کپڑے بننا۔ خوشنما فیتے بننا۔ فولاد اور لوہے کے ٹرنک۔ بالٹیاں۔ رہٹ اور
اس سے متعلقہ اشیاء تیار کرنا۔ کشیدہ کاری، درزی اور کپڑے سینا۔

بے گھر فوجیوں کے لئے مکانات

دس لاکھ سابق فوجی کیمپوں میں پناہ گزین ہیں

ہندوستانی فوجی ملازموں کو آج سب سے زیادہ پریشان کرنے والا مسئلہ ان کے گھروں کا ہے۔ مغربی پنجاب سے آنے والے دس لاکھ سے زائد سابق فوجی اس وقت شرنارتھی کیمپوں میں ہیں۔ وہ اپنے گھروں اور زمینوں کا تصور باندھتے ہیں۔ جو ان سے چھن گئے ہیں۔ اور حیران ہیں۔ کہ حکومت کب انہیں مکانات مہیا کرے گی۔

ہندوستان میں فوجی ملازمت ہمیشہ سے پشت در پشت چلی آئی ہے۔ اور قدرتی بات ہے۔ کہ سابق فوجی ملازموں کی تشویش و پریشانی کا اثر ان کے لڑکوں پر جو اس وقت فوجی ملازم ہیں بہت گہرا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ کئی ہزار فوجی ملازم ایسے ہیں جن کا سب کچھ اس وسیع نقل مکانی کے دوران میں چھن گیا۔ اور وہ لوگ فوجی ملازمت کی ضروریات کی وجہ سے اب تک اس قابل بھی نہیں ہوسکے ہیں۔ کہ وہ چھٹی لے کر شرنارتھی کیمپوں میں اپنے رشتہ داروں کو ڈھونڈ سکیں۔ اور ان کو از سر نو آباد کر سکیں۔

فوجی سپاہی کو دیگر سب چیزوں سے اپنا گھر اور زمین زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی ایک جگہ ہے۔ جہاں وہ کبھی کبھی جنگی مہموں اور سپاہیانہ زندگی کی کوفتوں سے آرام پانے اور تھکاوٹ دور کرنے کے لئے جا سکتا ہے۔

گزشتہ کئی ماہ سے ہمارے فوجی بہت مصروف رہے ہیں ان کو اتنی فرصت نہیں ملی۔ کہ وہ جائیدادوں کے دعوے درج کرا سکتے۔ یا جائیدادوں کی نیلامی پر حاضر ہوسکتے۔ سول حکومت فوجی ملازموں کا کافی خیال رکھتی ہے۔ لیکن اس کے لئے بھی یہ ممکن نہیں ہوسکا۔ کہ وہ ہمیشہ ان کے لئے خاص انتظامات کرسکے۔ اس لئے فوجی ملازموں کو گھبراہٹ ہوئی اور وہ محسوس کرنے لگے۔ کہ ان کے دعوے نظر انداز کئے جا رہے ہیں۔ کیونکہ بہت سی حالتوں میں اپنے جائز مطالبات کی پیروی کرنے کے لئے وہ خود موقعہ پر حاضر نہ ہوسکے تھے۔ سفر کار کمانڈر انچیف جنرل سر رائے بوشر کے ایما پر آرمی ہیڈ کوارٹر میں ایک علیحدہ ادارہ قائم کیا گیا۔ اور دس لاکھ سابق فوجیوں اور ۳۵ ہزار فوجی ملازموں کی بحالی کا کارِ عظیم اس کے سپرد کیا گیا۔

یہ ادارہ خالصتاً ایک فوجی ادارہ ہے۔ اور یہ وزارت امداد و بحالی میں دفاعی فوجوں کی نمایندگی کرے گا۔ اس کا سب سے بڑا فرض یہ ہوگا۔ کہ بے گھر فوجی اور سابق فوجی ملازمین کی امداد و بحالی کے کام کے ساتھ رابطہ قائم کرے۔ اور جب وزارت امداد و بحالیات یا امداد و بحالی کے دیگر ادارے اپنی اسکیمیں تیار کریں۔ تو اس وقت وہ فوجی ملازموں کی نمایندگی کرے گا۔ نیز جب ان سکیموں پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ تو اس وقت وہ فوجی ملازمین کے مفاد کی نگہداشت کرے گا۔

اس ادارہ کا یہ بھی فرض ہوگا۔ کہ وہ فوجی ملازموں اور فوجیوں کے کنبوں سے ملاقاتیں کرے۔ نیز شہری امداد و بحالی کے افسروں اور اداروں سے میل جول قائم کرے تاکہ بے گھر فوجی ملازموں اور ان کے لواحقین کے مفاد کا پورا خیال رکھا جائے۔ یہ ادارہ وزارت محنت اور روزگار کی تبادلہ گاہوں سے بھی تعلق قائم کرے گا تاکہ بے حال سابق فوجی ملازموں کو جلد از جلد پھر سے روزگار مہیا کیا جائے۔

اس ادارہ کے کارکن اعلےٰ ایک بریگیڈیر ہیں۔ جنہیں وزارت امداد بحالیات کے ڈپٹی سیکرٹری کے عہدہ پر متعین کیا گیا ہے۔ شروع میں دو لفٹیننٹ کرنل اور چھ میجر اس کام میں ان کا ہاتھ بٹائیں گے۔ ان کے دفاتر نئی دہلی، جالندھر، گورداسپور، فیروزپور، حصار، انبالہ اور پٹیالہ میں ہوں گے۔

اس نئے ادارہ کے رکن اعلےٰ بریگیڈیر بخشی پریتم سنگھ ایک تجربہ کار ایڈمنسٹریٹر اور سپاہی ہیں۔ آپ پچھلی دو بڑی لڑائیوں میں حصہ لے چکے ہیں۔ بہت سے موجودہ فوجی ملازم ان کو ۱۹۲۵ء سے پہلے اپنے ریکروٹنگ افسر کے طور پر جانتے ہیں۔

مختصر خبریں

سفیر روپ چند نے مشہور مسلم خانقاہ کی زیارت کی

افغانستان میں ہندوستان کے سفیر شری روپ چند اور مسز روپ چند نے حال ہی میں افغانستان کے شمالی صوبوں کا دورہ ختم کیا ہے۔ اس دورہ کے لئے افغان حکومت نے خاص انتظامات کئے تھے۔ انہوں نے مزار شریف، بلخ، کا ندوز، پلے خمری اور خان آباد کا دورہ کیا۔ لوگوں نے ہر جگہ ان کا پرجوش استقبال کیا۔ مزار شریف میں شری روپ چند اور ان کی بیٹی حضرت علی کی خانقاہ پر گئے۔ مقامی رواج کے مطابق شری روپ نے مقبرے پر ایک خوبصورت مخملی چادر چڑھائی۔ انہوں نے مزار اور غربا کی بہبود کے لئے ایک ہزار روپیہ دیا۔ اس کے بعد مجاور نے شری روپ چند کے کہنے پر قرآن شریف کی آیات کی تلاوت کی۔ ساتھ سفیر اور ان کی بیٹی نے بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہوکر نوع انسان کی خوشحالی کے لئے دعا کی۔

بین الاقوامی لیبر آفس کا مشاورتی وفد

انٹرنیشنل لیبر آفس نے وفد کی جو کانفرنس ۲۶ - نومبر انجمن ہائے امداد باہمی کے افسروں، کارکنوں - اور نمائندوں کے ساتھ شروع ہوئی تھی - وہ ۲۷ نومبر کو ختم ہوگئی - اس کانفرنس میں انجمن ہائے امداد باہمی کی تنظیم و ترقی پر بحث مباحثہ کیا گیا - مسٹر ایس - کے - سین جو اس وفد کے ممبر ہیں کی رپورٹ پر تفصیل وار غور کیا گیا - اور ۱۹۵۰ء میں چین میں منعقد ہونے والی ایشیا کی علاقائی کانفرنس میں پیش کرنے کے لئے قابل قدر تجاویز تیار کی گئیں -

یونیسکو کانفرنس بیروت میں ہند کی تجویز

یونیسکو کے پروگرام کمیشن کے اجلاس میں ایک بحث کے دوران میں ہندوستانی وفد کے ممبر مسٹر ہمایوں کبیر نے تجویز پیش کی - کہ ممبر ممالک میں تاریخ اور جغرافیہ کی تعلیم کی ازسرنو اس طرح تجدید کی جائے - جس سے نوع انسان کی ترقی کے کام میں تعاون کے جذبات کو نمایاں طور پر ذہن نشین کرایا جا سکے - نوع انسان کی ترقی کے کام میں فنون لطیفہ نے جو امداد دی ہے اس پر خاص طور پر زور دیا جائے - اور مختلف ممالک کے مابین فنون لطیفہ کے نادر نمونوں کے باہمی تبادلہ کی اہمیت جتائی جائے یہ دونوں تجاویز مناسب غور و خوض کے لئے متعلقہ سب کمیشن کے سپرد کردی گئیں -

برطانیہ اور ہندوستان دونوں کے نمایندوں نے یہ تجویز پیش کی - کہ پسماندہ ممالک کی تعلیمی ترقی کا کام یونیسکو کو اپنے ذمہ لینا چاہیئے اس تجویز کو تعلیم - سائنس اور معاشیات کی تعمیر نو کے سب کمیشن نے متفقہ طور پر منظور کر لیا

برمی شہریوں کے ہند میں داخلہ پر پابندیاں

ہند سرکار نے فیصلہ کیا ہے - کہ یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے برما کے شہریوں کو انڈین پاسپورٹ رولز ۱۹۲۱ء اور اجنبی لوگوں کی رجسٹریشن کے قواعد ۱۹۳۹ء کے ماتحت کر دیا جائے - اس تاریخ کے بعد ہند میں داخل ہونے والے برمیوں کو ہند میں داخل ہونے کا جائز پاسپورٹ اور پروانہ راہداری حاصل کرنا پڑے گا - ہند پہنچنے پر ان کو اپنے نام غیر ملکیوں کے طور پر درج کرانے پڑیں گے - نیز اندراج نام اور رہائش کے اجازت نامے حاصل کرنے ہوں گے جو برمی لوگ پہلے ہند میں رہتے ہیں - ان کو بھی یکم جنوری ۱۹۴۹ء کے بعد دو ماہ کے عرصہ میں اپنے نزدیکی رجسٹرنگ افسر (سپرنٹنڈنٹ پولیس) کے پاس حاضر ہوکر اپنے پاسپورٹ اور شناختی کاغذات پیش کرنے ہوں گے - ۲۸ فروری ۱۹۴۹ء اندراج کیلئے آخری تاریخ ہے - لیکن انہیں رہائش کی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے

ریلوے سٹیشنوں پر مال اور پارسلوں کی کثرت و زیادتی

بہت سے بڑے بڑے ریلوے سٹیشنوں کے مال گوداموں میں پارسل وغیرہ کی جو کثرت و زیادتی اس وقت موجود ہے - وہ اس لئے ہے کہ مال بھیجنے والے اپنے مال اور پارسلوں کو اٹھانے میں بہت دیر کر دیتے ہیں - مال بھیجنے والوں کو اس تاخیر سے گریز کرنے میں امداد دینے کے لئے ریلوں کی طرف سے ایک ایسا قاعدہ

جاری کیا جا رہا ہے جس سے مال بھیجنے کی اطلاع مال پانے والے کو فوراً ہی دیدی جائے گی۔ اگرچہ ایسی اطلاع موصول نہ ہونے سے کوئی مال پانے والا اس ہرجانہ اور جرمانہ سے نہیں بچ سکیگا جو اس سے دیگر صورت میں وصول کئے جانے ہونگے۔

شرنارتھی ملازموں کے لئے عمر کی قیود میں رعایت

ہند سرکار نے ملازمت کے لئے شرنارتھیوں کے بارے میں عمر کی قیود میں رعایت کر دی ہے مرکزی حکومت کے ماتحت مصدقہ شرنارتھی اس سے مستفید ہو سکیں گے۔ وہ شرنارتھی بھی، جو ٹرانسفر بیورو کے ذریعہ ملازم نہیں ہوئے تسلی بخش ثبوت مہیا کرنے پر اس رعایت کا فائدہ اٹھا سکیں گے۔ یعنی انھیں رجسٹریشن سرٹیفکیٹ یا کسی گزیٹڈ افسر کے سرٹیفکیٹ یا علاقے کے ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ کے سرٹیفکیٹ سے اپنے مصدقہ شرنارتھی ہونے کا ثبوت دینا ہوگا۔

بناسپتی گھی کی نئی قیمتیں

چونکہ بناسپتی گھی پر محصول چونگی ۸۰ روپے فی ٹن بڑھا دیا گیا ہے۔ نیز ٹین کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اور بناسپتی گھی تیار کرنے کا خرچ بھی بڑھ گیا ہے۔ اس لئے ہند سرکار نے بناسپتی کے بڑے سائز کے ڈبوں کی قیمتوں پر نظر ثانی کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ بناسپتی کی کنٹرول قیمتوں کو حسب ذیل طریق پر بڑھا دیا جائے۔ ۳۶ پونڈ اور اس سے زیادہ وزن کے ڈبوں کی صورت میں بمبئی شہر کے لئے چھ پائی فی پونڈ کے حساب سے اور باقی ملک کے لئے ۹ پائی فی پونڈ کے حساب سے قیمت بڑھا گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی فیصلہ کیا گیا کہ چھوٹے سائز ڈبوں کی قیمتوں میں اس طرح کمی کر دی گئی ہے۔ کہ دس کے ڈبے کی موجودہ قیمت میں چھ آنے کمی ہو جائے گی۔

ہند کے فنون لطیفہ کی نمائش کو وزیراعظم کا تحفہ

ہند کے وزیراعظم پنڈت جواہرلال نہرو نے فنون لطیفہ کی نمائش کو شری کرشن اور پانڈوؤں کی تصاویر کا وہ مجموعہ دیا ہے۔ جو انہیں انڈونیشیا کے صدر ڈاکٹر سوکارنو نے پیش کیا تھے۔ اس نمائش کی مقبولیت کا یہ عالم ہے۔ کہ ایک ماہ میں ۔ اشخاص اسے دیکھنے گئے۔ خود وزیراعظم بھی گذشتہ دو ہفتوں میں دو بار نمائش میں گئے۔ نمائش دیکھنے والے دیگر سرکردہ اصحاب میں سردار بلدیو سنگھ، شری جے رام داس دولت رام، مولانا ابوالکلام آزاد اور آچاریہ کرپلانی کے نام قابل ذکر ہیں۔ نمائش کی مقبولیت سے ظاہر ہے۔ کہ لوگوں کو ہند کے عہد قدیم معاشی اور فنی علوم میں تعلیم دینے اور ان میں اپنے اس ورثہ پر فخر کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کا مقصد پورا ہو رہا ہے۔

ہندوستانی فوجیں کرگل پر قابض ہو گئی ہیں

ہندوستانی فوجوں نے دراس کے آس پاس بچے کھچے حملہ آوروں کا صفایا کرنے کے بعد ۲۳ نومبر کی صبح کو کرگل میں اپنی مضبوط چوکیاں بنالیں۔ اب کرگل سے دشمن کا مکمل صفایا ہو چکا ہے۔

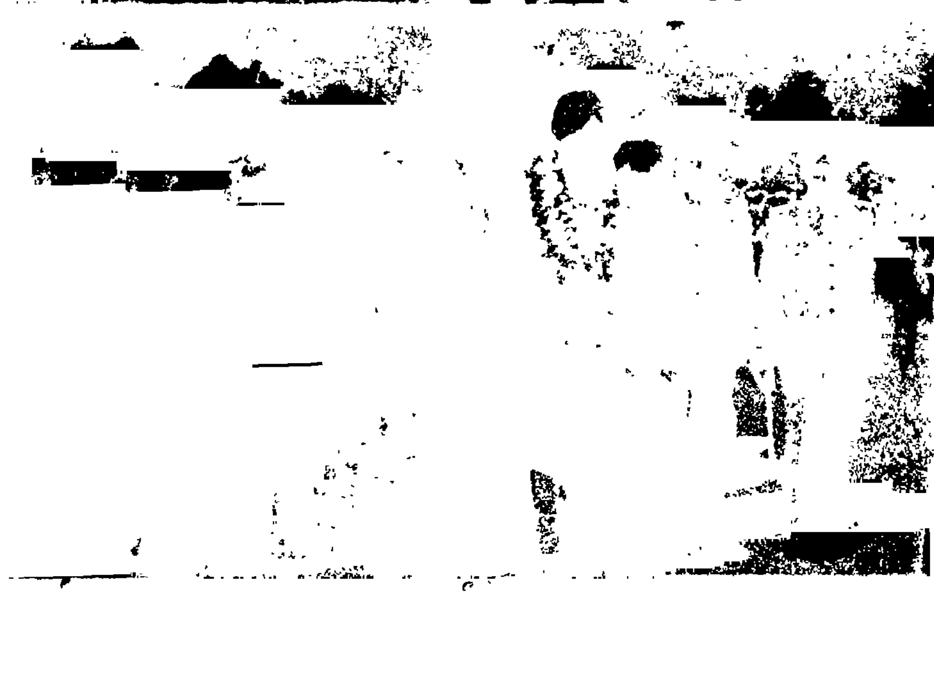
مئی ۱۹۴۸ء سے اس علاقے میں دشمن کی سرگرمیاں بہت تیز رہی ہیں کیونکہ ان دنوں حملہ آور بڑی تعداد میں گلگت سیکارڈو۔ کرگل کی سڑک کے ذریعہ وادی لداخ اور درہ زوجی کے علاقہ میں دور تک گھس گئے تھے اور اس طرح لداخ اور وادی کشمیر کو بہت خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ ماہ جون کے شروع میں دراس اور کرگل کے مقامات پر جو ریاستی فوج کی حفاظتی چوکیاں تھیں۔ دشمن نے حملہ کر کے قبضہ کر لیا تھا۔

مینڈھر، پونچھ اور جھنگڑ کے علاقوں میں ہماری اور دشمن کے آدمی توپخانوں سے گولہ باری کر رہے ہیں۔

حملہ آور جموں کے علاقے کے اندر میراں صاحب جنوب مشرق میں گیارہ میل تک داخل ہو گئے تھے۔ جب ہماری فوجوں نے ان سے ٹکر لی تو وہ اپنے بیس ساتھیوں اور کچھ زخمیوں کو وہیں چھوڑ کر پاکستان کے علاقہ میں بھاگ گئے۔

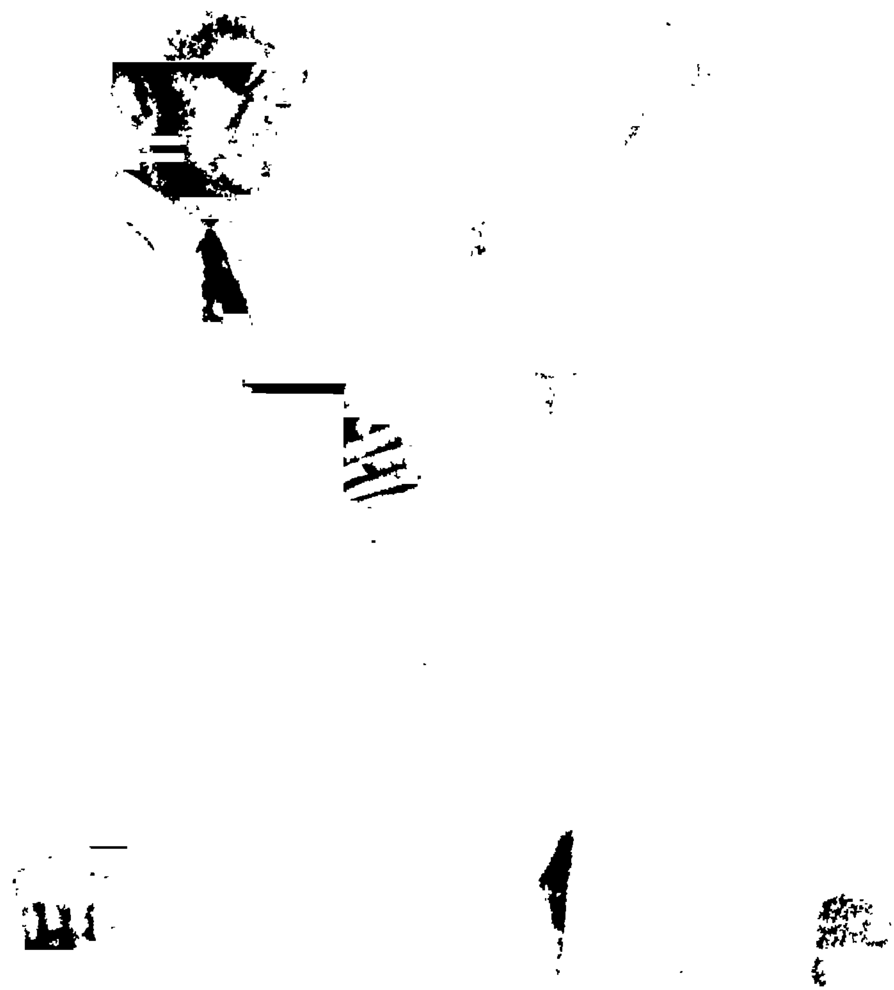


میلہ
ا ہوشیارپور
پروننگ میلہ
مشرقی
پنشن یافتہ
سرے
ان کی۔
ہند کے
سردار بلدیو سنگھ
سنگھ اور
دوسرے
را ہ
معائنہ کیا



مرکزی اطلا[illegible]

رجسٹرڈ نمبر ڈی ۲۶



وزیراعظم ہند آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو اور پاکستان کے وزیراعظم آنریبل مسٹر لیاقت علی خان باتیں کر رہے ہیں۔ یہ تصویر اس موقعہ پر لی گئی ہے
پنڈت نہرو نے پیرس میں ایک دعوت کا اہتمام کیا تھا۔

[illegible]lished by A. S. Iyengar, Principal Information Officer, Government of India. Printed in India by L. Labha Ram (Manager) at the Mufid-i-'Am Press, [illegible] Road, Delhi. All communications to be addressed to Press Information Bureau, Government of India, New Delhi, and NOT to the Printers.

ملحق الخارطات



بائیں ہو وزیر اعظم ہند گاندھی نگر (جے پور) میں انڈین نیشنل کانگرس کے ۵۵ ویں اجلاس میں تقریر کر رہے ہیں کانگرس کے صدر پیچھے بیٹھے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ (نیچے) ۲۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو پیش ہوکوں نے گاندھی نگر میں پنڈت نہرو اور سردار پٹیل کو سلامی دی۔ اس موقعہ پر پنڈت نہرو نے ایک تقریر بھی کی۔

(سرورق) حال ہی میں پنڈت نہرو سرکاری دورہ کے دوران میں نظام حیدر آباد سے ملاقات کرنے گئے تھے آپ کی یہ تصویر ہز ایگزالٹڈ ہائی نس نظام حیدر آباد اور میجر جنرل جے این چودھری کے ساتھ اسی موقعہ پر لی گئی۔

مرکزی اطلاعات کیا ہے؟

مرکزی اطلاعات اخبارات کی سہولت اور امداد کے لئے ہے اور اس کا مقصد حکومت ہند کی خاص خاص کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔ یہ رسالہ عوام میں تقسیم نہیں ہوتا مگر ایسے لوگوں اور اداروں کو بھیجا جا سکتا ہے جو پبلک کو معلومات فراہم کرنے کا کام کرتے ہیں۔

مرکزی اطلاعات میں عنوانات اور جلی عبارتوں کا مقصد پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے ان سے لازماً سرکاری نقطۂ خیال کا اظہار مقصود نہیں۔

مرکزی اطلاعات میں باہر کے مضامین شامل نہیں کئے جاتے۔ اس کا ہر مضمون حوالہ دئے بغیر نقل کیا جا سکتا ہے۔

(ایڈیٹر :- اے۔ ایس۔ آئنگر، پرنسپل انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا)

خاص مضامین

جلد ۱۷ نمبر ۲ ۱۵ جنوری ۱۹۴۹ء

تاریخ کا اصلی مقصد حقیقت اور سچائی کی تلاش ہے

ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن کے جشن نقرئی پر مولانا آزاد کی تقریر

انڈین ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن کے جشن نقرئی پر آنریبل مولانا ابوالکلام آزاد نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا "حالانکہ پچیس برس کی مدت زیادہ نہیں ہوتی۔ لیکن اتنی تھوڑی مدت کے اندر ہی ہسٹاریکل کمیشن نے تاریخی تحقیقات میں جو نئی سرگرمی پیدا کر دی۔ اس کی قدر و قیمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا آزاد نے فرمایا۔ کہ ہماری تاریخ کے کئی ایسے ادوار ہیں۔ جو تحقیق اور تلاش کی گنجائش رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک برٹش حکومت کا دور بھی ہے۔ اس دور کے حالات جو اجنبی مورخوں کے قلم سے نکلے ہیں۔ وہ اسے ہندوستان کے امن و ترقی اور خوش حالی کا عہد زرین ظاہر کرتے ہیں۔ دوسری طرف ہندوستانی مورخ ہیں جن میں سے بہتوں نے اس عہد کے صرف تاریک پہلو کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے۔ جب کہ اس عہد کے واقعات کو ایک بے لاگ مورخ کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے"

۲۳ دسمبر ۱۹۴۸ء کو انڈین ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن کے جشن نقرئی کے موقعہ پر آنریبل مولانا ابوالکلام آزاد نے کمیشن کے صدر کی حیثیت سے جو تقریر کی۔ اس کا مضمون حسب ذیل ہے۔

دوستو! میرے لئے یہ نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ ایک ایسے موقعہ پر جبکہ انڈین ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن اپنی زندگی کے پچیس برس پورے کر چکا ہے۔ اور اس کی سالگرہ منائی جا رہی ہے۔ میں آپ لوگوں کا یہاں خیر مقدم کروں۔ ان پچیس برسوں کے اندر کمیشن نے جو قیمتی کام سرانجام دئے ہیں۔ ان کی مختصر رپورٹ آپ کو اس یادگاری رسالہ میں ملے گی۔ جو اس موقعہ کے لئے ہمارے ڈائرکٹر آف آرکیوز نے تیار کیا ہے۔ اور جو یقین ہے۔ کہ آپ کے ہاتھوں تک پہنچ چکا ہوگا۔ قدرتی طور پر اس وقت ہمارے دماغ میں اپنے ان ساتھیوں کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔ جو اس تمام مدت کے اندر کمیشن کے ممبر رہ چکے ہیں۔ لیکن اس وقت ہم میں موجود نہیں ہیں۔ میں ان سب کی خدمتوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ان دوستوں کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ جو کمیشن کے نئے ممبر چنے گئے ہیں۔ ہمارے لئے اس موقعہ پر خوشی کی ایک خاص بات یہ بھی ہے۔ کہ بعض دوسرے ملکوں کے نمایندے بھی اس اجلاس میں شریک ہوئے ہیں۔ تاریخ کا اصلی مقصد حقیقت اور سچائی کی تلاش ہے۔ اور سچائی کی تلاش نوع انسانی کا ایک عالمگیر اور مشترکہ مقصد ہے۔ مختلف ملکوں کے نمایندوں کی یہاں موجودگی اس حقیقت کو نمایاں کر رہی ہے۔ کہ یہ کام تمام ملکوں اور قوموں کی آپس کی مددگاری اور باہمی سازگاری کے ساتھ ہی انجام پا سکتا ہے۔ قوم نسل اور مذہب کے اختلافات اس پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتے۔

اگر ہم تاریخ کا پیمانہ ہاتھ میں رکھ کر دیکھیں تو پچیس برس کی مدت کوئی بڑی مدت نہیں ہے۔ تاہم انڈین ہسٹاریکل کمیشن نے اتنی تھوڑی مدت کے اندر جو ایک نئی سرگرمی تاریخی تحقیقات کے لئے پیدا کر دی۔ اس کی قدر و قیمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کمیشن کی سرگرمی کے اثرات صرف ہندوستان کے اندر ہی سمٹے نہیں رہے۔ ہندوستان سے باہر بھی پہنچے۔ اور دوسرے ملکوں کے علمی حلقوں کو بھی اس طرف نئی توجہ پیدا ہو گئی۔ یہ جو کچھ ہوا بلاشبہ اپنی قدر و قیمت رکھتا ہے۔ لیکن ہمیں ...

کرنا چاہئے۔ کہ کام کا میدان بہت زیادہ وسیع ہے۔ اور اب تک جو کچھ کیا گیا ہے۔ وہ محض کام کی ابتدا ہے۔ ہمیں چاہئے۔ کہ اپنی سرگرمیوں کو نئے سرے سے اور نئی لگن سے شروع کریں۔ اور کوشش اور ہمت کے نئے قدم اٹھائیں۔

کمیشن کے ممبروں اور اس کی تاریخی تحقیقات میں حصہ لینے والوں کی توجہ اس وقت تک تاریخ ہند کے عام مطالعہ اور تحقیقات ہی کی طرف رہی ہے۔ اس بات کی کوشش نہیں کی گئی ہے۔ کہ کسی خاص ٹھہرائے ہوئے نقشے کے ماتحت مضمونوں کو چنا جائے اور کام کے لئے کوئی ترتیب اختیار کی جائے۔ بلاشبہ عام تحقیقات کا دروازہ بھی کھلا رہنا چاہئے۔ کیونکہ ہر شخص اپنے ذوق اور پسند کے مطابق کوئی خاص مضمون یا کوئی خاص زمانہ چن لیتا ہے۔ اور وہی مضمون اس کے لئے موزوں ہوتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہماری تحقیقات کی قدر و قیمت اور زیادہ بڑھ جائے گی۔ اگر ہم آئندہ کے لئے اپنی تحقیقات کا ایک نقشہ بنالیں۔ اور ان مضمونوں پر خاص طور پر توجہ کریں۔ جن کی تحقیقات تاریخ ہند کے مواد کی تکمیل کے لئے زیادہ ضروری ہے۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ پچھلے سو برس کی مسلسل تحقیقات کے بعد بھی تاریخ ہند کے متعدد خلا ایسے رہ گئے ہیں۔ جن کے بھرنے کے لئے کافی مواد ہمیں میسر نہیں آیا ہے۔ اور تاریخ کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان کے لئے خاص طور پر کوششیں کی جائیں۔ یہ کام جبھی انجام پاسکتا ہے۔ کہ ہماری آئندہ کوششیں کسی پروگرام کے ماتحت جاری رہیں۔ اور عام تحقیقات کے ساتھ خاص تحقیقات پر بھی پوری توجہ کی جائے۔ میں مثال کے طور پر تاریخ ہند کے چند زمانوں کی طرف آپ کو توجہ دلاؤں گا۔ جن پر ابھی تک پوری روشنی نہیں پڑی ہے۔ اور ہمارا موجودہ تاریخی سامان ان کے لئے کافی معلومات پیش نہیں کر سکتا۔

ہماری تاریخ کی کہانی پرانے زمانے کے دھندلکے میں بہت دور تک جاتی ہے۔ اور موہنجو دارو کے انکشاف نے اسے قطعی طور پر کم از کم پانچ ہزار برس پیچھے تک پہنچا دیا ہے۔ اب یہ بات طے شدہ ہے۔ کہ سنہ مسیحی سے تین ہزار برس پہلے دریائے سندھ کی وادیوں میں ایک مکمل شہری زندگی اور شہری تہذیب موجود تھی۔ لیکن اس عہد کی تہذیب میں اور دکھنی ہند میں کوئی تعلق تھا یا نہیں۔ اور مغربی ایشیا کے ملکوں کی تہذیب سے یہ کوئی خاص تعلق رکھتی تھی یا نہیں۔ یہ سوال قدرتی طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ اور ابھی تک ان پر ایسی روشنی نہیں پڑی ہے۔ جس سے ایک صاف جواب مل گیا ہو۔ لڑائی سے پہلے امریکن آئیل کمپنی نے بحرین اور کویت کے علاقہ میں جو کام شروع کیا تھا۔ تو اس علاقہ میں بے شمار ٹیلے دریافت ہوئے تھے۔ جو دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ ٹیلے جب کھود دیے گئے۔ تو اندر سے پختہ قبریں نکلیں جن میں لاشیں دفن کی گئی تھیں۔ اور لاشوں کے ساتھ زندگی کی ضرورتوں کے کچھ سامان بھی دفن کر دئے جاتے تھے۔ ان چیزوں کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ قبریں ایک بہت ہی پرانے زمانہ کی آبادی کا نشان دیتی ہیں۔ اور اس عہد کی تہذیب کی بھی کہانی سنا رہی ہیں۔ خیال کیا گیا ہے۔ کہ اس آبادی کا زمانہ دو ہزار برس قبل مسیح سے بھی زیادہ پرانا ہے۔ جن لوگوں نے ان قبروں سے نکلی ہوئی چیزوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ان میں سے بعض کا خیال ہے۔ کہ ان میں ایسی علامتیں موجود ہیں جو ہندوستان کے دکنی اور مغربی ساحل اور خلیج فارس کے باہمی تعلقات کی خبر دیتی ہیں۔ اگر یہ خیال صحیح ہے۔ تو اس سے ہندوستان کی پرانی تاریخ کے لئے تحقیقات کا ایک نیا گوشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ ہندوستان کے مورخ اس کی تحقیقات میں دلچسپی لیں۔

ہندوستان اور مغربی ایشیا کے پرانے تعلقات کا کھوج لگانے کے لئے اس کی بھی ضرورت ہے۔ کہ مصر عراق اور شام کے قدیم آثار کا مطالعہ کیا جائے۔ جنہوں نے اب خاص علموں کی شکل اختیار کرلی ہے۔ یہ کام بھی ابھی تک انجام نہیں پایا ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ کچھ لوگ اس کام کے لئے وقف ہوں۔

ہندوستان کی تاریخ کا ایک دوسرا زمانہ جو مزید تحقیق اور تلاش کی گنجائش رکھتا ہے۔ دسویں صدی مسیحی کے بعد کا زمانہ ہے۔ یہی زمانہ ہے۔ جب افغانستان میں غزنوی حکومت کی بنیاد پڑی۔ اور ہندوستان کے شمال مغربی حصے تک اس کا اقتدار پھیل گیا

اس زمانے میں ملک کی سیاسی اور معاشرتی حالت کیا تھی۔ اور ملک کے مختلف حصوں میں باہمی تعلقات کیا تھے۔ اس کی پوری تصویر ابھی تک ہمارے سامنے نہیں آتی ہے۔ اور بہت سے تاریخی الجھاؤ ہیں جو ابھی تک سلجھائے نہیں جا سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے وہ تمام فارسی تاریخیں بھی ہمیں نہیں مل سکیں جن کے نام بعض کتابوں میں ملتے ہیں۔ اور جو اس عہد کے حالات سے تعلق رکھتی تھیں۔ خواجہ ابوالفضل کی نسبت بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس نے غزنوی خاندان کی تاریخ تیس جلدوں میں لکھی تھی لیکن ہمیں اس کتاب کا بچا کھچا حصہ جو ملا ہے۔ وہ ایک ناقص ٹکڑے سے زیادہ نہیں ہے۔ اور صرف سلطان مسعود کے ابتدائی زمانے سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر پوری کتاب نکل آتی۔ تو ممکن ہے۔ کہ اس عہد کے ہندوستان کے حالات پر بھی کافی روشنی پڑتی۔ لیکن بہرحال اس زمانے کے حالات کے لئے اب کچھ نیا سامان بھی نکلنے لگا ہے۔ اور امید ہے۔ کہ تلاش و تحقیق کے بعد اور زیادہ وسائل مہیا ہو جائیں۔ ضرورت ہے۔ کہ ہمارے مورخ اس عہد کی تحقیقات پر خاص توجہ مبذول کریں۔

مغل شہنشاہی کا زمانہ نسبتاً قریب کا زمانہ ہے لیکن پھر بھی اس زمانے کو جس طرح روشنی میں آنا تھا ابھی تک نہیں آسکا ہے۔ اس عہد کا تاریخی مواد جو ملک میں تیار ہوا تھا ابھی تک بکھرا ہوا ہے۔ اور اس کا بڑا حصہ گمنامی کے گوشوں میں پڑا ہے۔ اجنبی مورخوں نے اس زمانہ کا جو نقشہ بنایا ہے۔ وہ بہت حد تک پریشان اور ناہموار ہے۔ اور معاملہ کی الجھنوں کو صاف کرنے کی جگہ نئی الجھنیں پیدا کر رہا ہے۔ میں مثال کے طور پر معاملہ کے صرف ایک پہلو کی طرف آپ کو توجہ دلاؤں گا۔

اس زمانے پر تمام انگریزی مورخوں نے لکھا ہے۔ کہ مرکزی حکومت کے زوال کی وجہ سے تمام ملک میں بدامنی اور بے انتظامی کی حالت پیدا ہو گئی تھی۔ اور ہر طرف افراتفری چھا گئی تھی۔ لیکن پھر بھی مورخ ہیں۔ جو اس عہد کے مختلف حکمرانوں کے حالات لکھتے ہوئے ہمیں بتلاتے ہیں۔ کہ ان کا زمانہ حکومت اپنے اپنے حلقوں میں امن اور انتظام کا بہترین زمانہ تھا۔ علی وردی خان، اہلیا بائی اور ظالم سنگھ کے حالات ان تاریخوں میں پڑھئے تو امن اور انتظام کی ایک مکمل تصویر آپ کے سامنے آ کھڑی ہو۔ حیدر علی کو ایک طرف ظالم اور خونخوار دکھایا گیا ہے۔ دوسری طرف اس کے عہد کے امن و انصاف کی بھی کہانیاں سنائی گئی ہیں۔ اس عہد کی تجارتی زندگی کے جو واقعات ہمارے علم میں آتے ہیں۔ وہ بھی وقت کی عام تصویر کے ساتھ جوڑ نہیں سکتے۔ بہرحال اس عہد کے حالات جس حد تک اور جس طریقہ سے قلمبند کئے گئے ہیں۔ تاریخ نگاری کے صحیح معیار پر پورے نہیں اترتے اور ضروری ہے۔ کہ اس کی نئے سرے سے دیکھ بھال کی جائے۔

ایک دوسرا دور بھی ہماری خاص توجہ کا محتاج ہے۔ اور ہمارے انڈین ہسٹاریکل کمیشن کے لئے تحقیقات کا سب سے بڑا میدان وہی ہے۔ یعنی برٹش حکومت کا دور۔ اس دور کے حالات اجنبی مورخوں کے قلم سے نکلے ہیں۔ وہ اسے ہندوستان کے امن و ترقی اور خوشحالی کا عہد زرین ظاہر کرتے ہیں۔ دوسری طرف ہندوستانی مورخ ہیں جن میں سے بہتوں نے اس عہد کے صرف تاریک پہلو ہی کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ پچھلے پچاس برس کا زمانہ ملک کی سیاسی کشمکش کا زمانہ تھا۔ قدرتی طور پر اس کی تلخیوں سے ہمارے دل و دماغ متاثر رہے تھے۔ اس صورت حال کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جس طرح برطانوی شہنشاہی کے مداحوں کو تصویر کا صرف ایک ہی رخ نظر آتا تھا۔ ہمیں بھی صرف اس کا دوسرا ہی رخ نظر آتا۔ مگر اب وہ حالات ختم ہو چکے ہیں۔ اور وقت آگیا ہے۔ کہ اس عہد کے واقعات کو ایک بے لاگ مورخ کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ ضروری ہے۔ کہ ہمارے اہل قلم نئے سرے سے اس کام کو شروع کریں۔

میں چند الفاظ نیشنل آرکیوز کی نسبت بھی کہوں گا۔ سرکاری کاغذوں کا یہ ذخیرہ دراصل تاریخ کا قیمتی سامان ہے۔ اور ہسٹاریکل کمیشن ہی کے ذریعہ اسے ٹھیک طور پر کام میں لایا جا سکتا ہے لیکن ہمیں تسلیم کرنا چاہئے۔ کہ ابھی تک ہمارا یہ ذخیرہ نہ تو اچھی طرح اکٹھا ہوا ہے۔ اور نہ ٹھیک طریقہ پر ترتیب دیا جا سکا۔ بہت سا کام ہے۔ جو اس سلسلہ میں انجام دینا چاہئے۔ ہمارا

۴۲ ایسی سندیں فرمان، اور سرکاری نوشتے پرائیویٹ قبضوں
کرتا میں بکھرے ہوئے ہیں۔ اور کیڑوں کی غذا بن رہے ہیں ضروری
تک ہے کہ ان کے اکٹھے کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔ اس کے
کرا علاوہ خود برٹش عہد کا تمام ذخیرہ بھی ایک جگہ نہیں ہے۔
اور مختلف صوبوں اور ریاستوں میں بکھرا ہوا ہے۔ اس بات
پر بھی ہمیں غور کرنا ہے۔ کیونکہ انہیں کسی ایک مرکز میں اکٹھا
والے کیا جائے۔ پھر ان کی دیکھ بھال اور جانچ کا کام بجائے خود ایک
تحقہ بڑا بوجھل کام ہے۔ اور بے شمار آدمیوں کی محنت اور کافی وقت
گر کا محتاج ہے۔ ان کاموں کے ساتھ کاغذات کی حفاظت کا
او مسئلہ بھی کچھ کم اہم نہیں ہے۔ موجودہ زمانے میں جب تک
کا سائنٹیفک طریقے کام میں نہ لائے جائے۔ موسم کے اثرات
اور کیڑوں کے دست برد سے یہ ذخیرہ محفوظ نہیں رہ سکتا۔
ایک اہم کام کاغذات کی فہرستوں کا تیار کرنا ہے جب
تک فہرستیں موجود نہ ہوں۔ کاغذات کے مطالعہ کا کام ٹھیک
طریقہ پر انجام نہیں دیا جا سکتا۔ یہ کام اگرچہ شروع ہو چکا
ہے۔ اور ہو رہا ہے لیکن میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ اس تیزی
کے ساتھ نہیں ہو سکا جتنی تیزی اس طرح کے کاموں کے لئے
ضروری تھی ہمیں اس طرف بھی پوری توجہ کرنی پڑے گی۔

میں آپ کو یقین دلاؤں گا۔ کہ گورنمنٹ ان کاموں کی
ضرورت سے بے خبر نہیں ہے۔ اور ایجوکیشن منسٹری نے یہ سارے
کام اپنے سامنے رکھے ہیں۔ لیکن ملک کی مالی حالت جن مشکلوں
میں گھری ہوئی ہے۔ انہیں دیکھتے ہوئے یہ کہنا مشکل ہے کہ
ہم ان تمام کاموں کو فوراً انجام دے سکیں گے یا نہیں بہت
ممکن ہے کہ کچھ دن اور انتظار کرنا پڑے۔ لیکن امید ہے۔
کہ بہت زیادہ دنوں تک انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔

اس ڈیپارٹمنٹ سے جو مجموعے شائع کئے جاتے ہیں
ان کی چھپائی کا کام پچھلے دنوں بہت کچھ رہ گیا تھا لیکن
مالی مشکلات کے باوجود انہیں تیزی کے ساتھ آگے
بڑھایا جا رہا ہے۔ ایئر کنڈیشن پلانٹ کو لگانے کا کام بھی بہت
جلد شروع ہونے والا ہے۔ اس سے کاغذات کی حفاظت کی
طرف سے ہمیں اطمینان ہو جائے گا۔

دوستو میں پھر ایک مرتبہ آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔
اور امید کرتا ہوں۔ کہ آپ کا یہ اجتماع اپنے مقصد میں پوری
طرح کامیاب ہوگا۔

نوشہرہ کے جنوب مغرب میں دشمن کا بھاری نقصان

صوبہ جموں میں نوشہرہ کے جنوب مشرقی علاقہ میں ہندوستانی
فوج پر دشمن نے پھر توپوں سے حملہ کیا۔ یہ حملہ ۲۱ دسمبر کی دوپہر
کو ہوا۔ جس سے ہندوستانی دستہ کے دس جوان مارے گئے۔ دس
زخمی ہوئے۔ اور دو لاپتہ ہیں۔

۲۳ دسمبر کو نوشہرہ کے جنوب مغرب میں دشمن کے ایک
گروہ اور ہندوستانی گشتی دستہ میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس تصادم
میں دشمن کے ۱۵ آدمی مارے گئے۔ اور زخمی ہوئے۔

جھنگڑ کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں دشمن برابر
حملے کر رہا تھا۔ شمال مشرق کی طرف جانے والے دشمنوں کے
دستوں پر ہمارے توپ خانے کی طرف سے گولہ باری کی گئی۔
جس سے دشمن کو بہت نقصان ہوا۔

مینڈھر کے علاقہ میں دشمن کبھی کبھی چھپ چھپ کر
رات کو حملے کرتا ہے۔ وادئ سوران میں پونچھ کے جنوب مشرقی
علاقوں میں حالات تیزی سے ٹھیک ہو رہے ہیں۔ اور ریاستی
پولیس کے آدمی پھر سے تعینات کر دئے گئے ہیں۔ گاؤں
کے جو لوگ گھر چھوڑ گئے تھے۔ وہ اب بڑی تعداد میں واپس آ رہے ہیں۔

اڑی چکوٹھی کے علاقہ میں ہندوستانی توپ خانہ کے
جوان دشمن کی حرکتوں کی برابر دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ انہوں
نے چکوٹھی کے شمال مشرق کی طرف دشمن کے گشتی دستوں پر
حملے کئے۔ ٹیتھوال کے علاقہ میں بھی دشمن ابھی حملے کر رہا ہے۔
دشمن کے آدمیوں نے ہمارے اگلے مورچوں تک پہنچنے کی کوشش کی۔
لیکن ہمارے توپ خانے نے اسے ناکام بنا دیا۔

تعلیم کا مقصد نوجوانوں کو خدمتِ ملک کے اہل بنانا ہے

آزاد ہند میں تعلیم کی ترقی

وزارت تعلیم نے حال ہی میں ایک کتابچہ چھپوایا ہے جس میں اگست ۱۹۴۷ء سے اگست ۱۹۴۸ء تک آزاد ہند میں تعلیم کی ترقی پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ کتابچہ میں ان اقدامات کی تفصیل دی گئی ہے، جو مرکزی حکومت اور صوبوں اور ریاستوں کی حکومتوں نے زیر نظر سال میں تعلیم کی ترقی کے لئے اٹھائے ہیں۔

کتابچہ کے پیش لفظ میں حکومت ہند کے تعلیمی مشیر ڈاکٹر تاراچند نے لکھا ہے "۱۵ اگست ۱۹۴۷ء محض اس لئے اہم نہیں ہے کہ اس دن ہندوستان نے آزادی حاصل کر لی بلکہ یہ اس لئے زیادہ اہم ہے کہ اس دن سے ہند کو قومی ایوان تعمیر کرنے کیلئے عوام کی رائے اور ارادہ پر اس کا سنگ بنیاد رکھنے کا حق ملا۔ اس وقت سے پہلے کہ جب عوام کی رائے اور ارادے ہمیشہ کے لئے ایک طاقت بن جائیں۔ یہ ضروری ہے کہ عوام کو صحیح طریقہ کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ صحیح حقوق کی مانگ کریں، نیک مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں"۔

ہند میں تعلیم کے مسئلہ کو از سر نو جانچنے کیلئے۔ تمام بچوں کی بنیادی اور ضروری تعلیم کے لئے سہولتیں میسر کرنے کے لئے اور تعلیم کا ایک ایسا طریقہ اختیار کرنے کے لئے جو ملک کے نوجوانوں کو ترقی پسند ملک میں اپنا حصہ لینے کے اہل بنائے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد نے ۱۶ اور ۱۷ جنوری ۱۹۴۸ء کو آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس منعقد کرنے کا اہتمام کیا۔

اس کانفرنس نے مندرجہ ذیل تین کمیٹیاں بنانے کی سفارش کی۔

(۱) ذریعہ تعلیم سے متعلقہ کمیٹی۔ صدر ڈاکٹر تاراچند۔ (۲) سیکنڈری تعلیم سے متعلقہ کمیٹی۔ صدر ڈاکٹر تاراچند۔ اور (۳) مالی کمیٹی۔ آخری کمیٹی کے صدر بمبئی کے وزیر اعظم مسٹر بی جی کھیر مقرر کئے گئے۔ اس کمیٹی کا مقصد بنیادی تعلیم کے منصوبوں کو عمل میں لانے کے لئے رقوم کا جمع کرنا تھا۔

کتابچہ میں اُن سفارشات کی تفصیل دی گئی ہے۔ جو ان کمیٹیوں نے پیش کی ہیں۔

حکومت ہند کے مشیر تعلیم نے کتابچہ کے پیش لفظ میں اسی بات پر زور دیا ہے۔ کہ قومی تعلیم کی تنظیم اور ترقی کیلئے ہندوستان جیسے ملک میں سب سے اہم چیز اشتراک عمل ہے۔

یہ ضروری ہے کہ ملک کی ہر ایک ترکیبی اکائی میں مقامی اختلافات پر غور کیا جائے۔ لیکن ان بنیادی اصولوں میں فرق نہیں آ سکتا۔ جن پر ملک کی قومی تعلیم کے طریقہ کار کا ڈھانچہ تیار کیا جاتا ہے۔ تاہم یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ادارہ بھی ہونا چاہئے۔ جو منصوبے تیار کرے اور انہیں عملی ترقی دینے میں اشتراک پیدا کرے۔ یہ ہندوستان کی ثقافتی وحدت کو برقرار رکھنے کے لئے ہی ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اس سے کسی کام خصوصاً فنی اور اعلیٰ تعلیم میں اعادہ ہونے کا احتمال بھی نہ رہے گا۔

ہندوستانی فنون لطیفہ کی نمائش

ہندوستانی فنون لطیفہ کی جو نمائش گورنمنٹ ہاؤس نئی دہلی میں دکھائی جا رہی ہے ۔ اسے بہت زیادہ لوگ روزانہ دیکھنے جاتے ہیں۔ اس وقت تک قریباً اڑسٹھ ہزار لوگ یہ نمائش دیکھ چکے ہیں ۔

ملک میں اس کی مقبولیت کے پیش نظر وزارت تعلیم نے ہز ایکسلنسی گورنر جنرل کی منظوری سے اس کی میعاد مارچ ۱۹۴۹ء کے آخر تک بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے ۔

ہند میں بشریات سے متعلقہ تحقیق

پانچ سالہ پروگرام کی تفصیل

بشریات کی تحقیق ہند میں باضابطہ طور پر ۱۹۴۵ء میں شروع ہوئی۔ اسی سال ایک پانچ سالہ سکیم مرتب کی گئی جس کے تحت تحقیقات کے لئے بشریات کو تین حصّوں میں تقسیم کیا گیا۔ طبیعیاتی بشریات کے سلسلے میں قبل از تاریخ کے ڈھانچوں کی تحقیق کی جارہی ہے۔ حیوانیت سے متعلقہ تحقیق سے لوگوں کی صحت کے معیار کو بہتر بنانے میں مدد مل جاوے گی۔ اور موروثی مجرموں کی تعداد کو بڑھنے سے روکا جا سکے گا۔

حکومت ہند نے اس صدی کے آغاز میں بشریات سے متعلقہ تحقیق شروع کی تھی۔ لیکن کئی وجوہات کی بنا پر اس تحقیق کو چھوڑ دینا پڑا۔ اور ۱۹۱۶ء میں جب حیوانیات کی تحقیق از سرِ نو شروع کر دی گئی۔ اس وقت بھی بشریات کی تحقیق کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی۔ بشریات کی تحقیق باضابطہ طور پر دسمبر ۱۹۴۵ء میں شروع ہوئی۔ اور ایک پانچسالہ منصوبہ تیار کیا گیا۔ جس کے تین حصّے تھے۔ (۱) طبیعیاتی بشریات۔ (۲) حیوانیات سے متعلقہ تحقیق۔ اور (۳) ثقافتی تحقیق۔

طبیعیاتی بشریات۔ اس عنوان کے تحت جو پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں انسانی آبادی سے پہلے کے باقیات جن کے نمونے چین، جنوبی افریقہ اور جاوا سے ملے ہیں۔ ان کی تحقیق مطلوب ہے۔ موہنجو دارو، ہڑپہ، ٹیکسلا، اجین اور دوسرے قبل از تاریخ مقامات سے جو انسانی باقیات ملے ہیں۔ ان کی تحقیق بھی کی جائے گی۔ اور موجودہ انسانی ڈھانچوں کا بھی ایکس رے کی مدد سے مطالعہ کیا جائے گا۔

ہندوستانیوں کی ہڈیوں کے متعلق بھی ایک باضابطہ تحقیق کی ضرورت ہے۔ تاکہ ان کا مقابلہ دنیا کی دوسری نسلوں اور قدیم نسلوں سے کیا جائے۔ اس سے یہ معلوم ہو جائے گا۔ کہ مختلف ماحول کا انسانی ڈھانچوں پر کس حد تک اثر پڑتا ہے۔

حیوانیات سے متعلقہ تحقیق۔ حیوانیات سے متعلقہ تحقیق اس سبب سے اہم ہے کہ اس سے لوگوں کی صحت کا معیار بہتر کیا جا سکتا ہے۔ آبائی نقائص پر قابو کیا جا سکتا ہے۔ اور موروثی مجرموں کی تعداد میں کمی واقع کی جا سکتی ہے۔

اس عنوان کے تحت پانچسالہ پروگرام میں حسب ذیل چیزوں کی تحقیق کی جائے گی۔

(۱) پیدائش کی رفتار۔ آب و ہوا اور دیگر وجوہات کی وجہ سے مختلف لوگوں میں فرق، جنسی تناسب میں اختلافات، مختلف نسلوں کی خصوصیات، نفسیاتی فرق۔

(۲) موروثی نقائص اور چال چلن کے اثرات، کند ذہنی وغیرہ۔

(۳) موجودہ علم کی روشنی میں شادی کے مختلف رسوم کی تحقیق۔

ثقافتی تحقیق۔ قدیم نسلوں، پرانے قبیلوں اور مختلف ترقی پسند گروہوں کے طریق زندگی کی تحقیق سے ایسی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں جن کی وجہ سے آج کل بعض لوگوں میں فرقہ وارانہ یا نسلی نفرت پائی جاتی ہے۔

محکمہ بشریات نے فی الحال قبائلیوں کی طرز زندگی کی تحقیق کو فوقیت دی ہے۔

اس عنوان کے تحت حسب ذیل مضامین کی تحقیق کی جائے گی

(۱) ابتدائی اقتصادیات۔ (۲) ابتدائی حرفیات اور آرٹ۔ (۳) ابتدائی لسانیات (۴) لوک کہانیاں (۵) ابتدائی نفسیات۔ (۶) ابتدائی جرم اور قبائلی قانون۔

چنانچہ اس سلسلہ میں اس وقت تک قابل قدر کام کیا گیا ہے۔ اور ہڑپہ سے جو ڈھانچے لائے گئے تھے۔ ان کی پھر سے مرمت کی گئی ہے۔ اور تحقیق جاری ہے۔

ہندوستان کے ابتدائی قبائل کے نسلی اور ثقافتی تعلقات کی چھان بین کرنے کے لئے ایک جامع رپورٹ بنانے کی تیاری کی جارہی ہے۔

ڈاکٹر ویریر ایلوین کی قیادت میں ایک پارٹی اڑیسہ کی پہاڑیوں پر چلی گئی تھی۔ جہاں انہوں نے لانجیا ساورک قبیلے کے مذہب کی تحقیق کی۔

مئی ۱۹۴۷ء اور پھر ۱۹۴۸ء میں محکمہ بشریات کے ڈائریکٹر ڈاکٹر بی۔ ایس۔ گوہا ماہروں کی ایک پارٹی کے ہمراہ حیدرآباد بھی گئے۔ اس پارٹی نے وہاں کے لوگوں کے سماجی اور نفسیاتی حالات کا مطالعہ کیا جس سے وہاں کی حکومت کے کئی ایک مسائل حل ہوگئے۔

۱۹۴۸ء کی ابتدا میں ڈاکٹر گوہا محققوں کی ایک پارٹی کے ہمراہ جزائر انڈمان چلے گئے۔ جہاں پر قبائلیوں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی تحقیق کی گئی۔

محکمہ بشریات خاص خاص کاموں کے لئے طلبا کو ٹریننگ دے رہا ہے۔ اور ممکن ہے۔ انہیں اعلیٰ تربیت کے لئے یورپ بھیج دیا جائے گا۔

ہندوستان میں بجلی کی قلت کو دور کرنے کے اقدام

ہندوستان میں پن بجلی کی ترقی کے بارے میں مرکزی ٹکنیکل بورڈ نے ایک رسالہ شائع کیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ بحالات موجودہ ہندوستان میں کل پانچ لاکھ کلوواٹ بجلی تیار ہوتی ہے۔ اور یہ ملک کی امکانی قوت کا ۱۰۵ فیصدی حصّہ ہے۔ اندازہ ہے۔ کہ ہائیڈرو الیکٹرک کے بڑے منصوبوں کی تکمیل کے بعد مزید ایک کروڑ چالیس لاکھ کلوواٹ بجلی تیار ہو سکے گی۔

محکمہ زراعت کی طرف سے ہر دلعزیز رسالے شائع کرنے کے سلسلہ میں یہ پانچواں رسالہ ہے۔ اور اس میں ہندوستان میں پن بجلی کے ماضی، حال اور مستقبل کے حالات کی تفصیل درج ہے۔

ہندوستان میں پن بجلی کا سب سے پہلا پلانٹ ۱۸۹۸ء میں دارجلنگ میں نصب کیا گیا۔ امریکہ میں بجلی کا سب سے پہلا پلانٹ ۱۸۸۲ء میں اور کینیڈا میں ہندوستان کی نسبت سال بعد بجلی کا پہلا پلانٹ نصب ہوا۔ لیکن آج کینیڈا میں ہندوستان سے پندرہ گنا زیادہ بجلی تیار ہو رہی ہے۔ نیوزی لینڈ میں کل دس لاکھ لوگ بستے ہیں۔ لیکن نیوزی لینڈ کے بجلی کے پلانٹ ہندوستان کے برابر بجلی تیار کر سکتے ہیں۔ حالانکہ ہندوستان کی آبادی ۳۴ کروڑ ہے۔

ظاہر ہے۔ کہ ہندوستان میں بجلی کی موجودہ حالت بہت ناکافی ہے۔ ملک کے دیہات میں تو بجلی نہ ہونے کے برابر ہے مثال کے طور پر کلکتہ اور بمبئی کی مشترکہ آبادی ملک کی کل آبادی کا ایک فیصدی حصّہ ہے۔ لیکن ملک میں تیار ہونے والی کل بجلی کا نصف حصّہ ان دو شہروں میں استعمال ہو رہا ہے۔ باقی نصف ملک کی ۹۹ فیصدی آبادی کے لئے ہے۔

زیر عمل اور زیر غور منصوبوں کی تکمیل کے بعد ہندوستان میں پن بجلی تیار کرنے کے ذرائع دنیا بھر میں تیسرے درجہ پر ہوں گے۔ اس سلسلہ میں پہلا درجہ امریکہ اور دوسرا درجہ روس کا ہے۔

ہندوستان میں پن بجلی تیار کرنے کے ذرائع کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ ہندوستان کی ریلوں کے لئے آج کل جتنی بجلی استعمال ہوتی ہے۔ اتنی بجلی صرف کوسی کے ایک منصوبہ کے مکمل ہو جانے پر تیار ہو سکے گی۔ ہندوستان کی ریلوں کے لئے ہر سال ۷۰ لاکھ ٹن کوئلہ استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ ملک بھر میں استعمال ہونے والے کوئلہ کا تیسرا حصّہ ہے۔

ہندوستان میں زیر عمل منصوبوں کی تکمیل کے بعد بجلی کے آلات اور ساز و سامان تیار کرنے کے لئے بہت سے کارخانے کھولے جائیں گے۔ جس سے ملک کی صنعتی حالت میں ایک مفید تبدیلی ہوگی۔

سیاسی مصیبت زدوں کی امداد

سابق سرکاری ملازموں کو ہند سرکار کی طرف سے مراعات

ان سابق سرکاری ملازموں اور سابق پنشن خوروں کو امداد دینے کے سوال پر ہند سرکار نے غور کیا ہے جنہیں ملک کی آزادی حاصل کرنے کے لئے قومی تحریکوں میں ان کی وطن پرورسرگرمیوں کی وجہ سے سزا دی گئی تھی۔ حکومت مسرت سے مندرجہ ذیل فیصلوں کا اعلان کرتی ہے۔

۱۔ جن لوگوں کو قومی تحریکوں میں حصہ لینے کی وجہ سے ملازمت سے ہٹا دیا گیا یا برطرف کر دیا گیا تھا۔ وہ اب اس قسم کی تاریخ برطرفی سے ایسی پنشن یا گریجوایٹی حاصل کرنے کے حقدار ہوں گے۔ جو انہیں اس وقت خرابیٔ صحت کی بنا پر ملازمت سے الگ ہونے کی صورت میں حاصل کرنے کا حق ہوتا۔ جن لوگوں کو معاوضہ کا ایسا الاؤنس عطا کیا گیا تھا۔ جو اس تاریخ کو ان کے اصل حق سے کم ہے ان کے اس الاؤنس میں اسی قدر اضافہ حاصل کرنے کا حق ہوگا۔

۲۔ پنشن یافتہ سول ملازمین جن کی پنشنیں ان کے قومی تحریکوں میں حصہ لینے کی وجہ سے ضبط کر لی گئی تھیں۔ ان کی پنشنیں تاریخ ضبطی سے پھر بحال کر دی جائیں گی۔

جن سابق سرکاری ملازمین نے اپنی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا تھا خواہ وہ استعفیٰ رضا کارانہ تھا۔ یا ان کو مستعفی ہونے پر مجبور کیا گیا تھا۔ اگر وہ یہ ثابت کر دیں کہ اس استعفے سے پہلے یا اس کے فوراً ہی بعد وہ درحقیقت قومی تحریکوں میں حصہ لیتے رہے تھے۔ اور ان کا استعفیٰ اسی غرض کے لئے تھا۔ اور اس استعفے سے کوئی دوسری غرض وابستہ نہ تھی ان کو بھی امداد مذکورہ (۱) کا فائدہ حاصل ہو سکے گا۔

جو سابق سرکاری ملازم یا سابق سرکاری پنشن خوار اس وقت زندہ نہیں ہیں۔ ان کے ورثا اور پسماندگان کے ایسے امداد حاصل کرنے کے دعوے قبول نہیں کئے جائیں گے۔ جو ان کو اس وقت زندہ ہونے کی صورت میں حاصل کرنے کا حق پہنچتا۔ لیکن یہ پابندی ان زیر غور مطالبات پر لاگو نہ ہو گی جو ایسے سابق سرکاری ملازموں یا پنشن خواروں کی طرف سے داخل کئے گئے ہوں گے جنہوں نے اپنا معاملہ خود پیش کیا تھا لیکن ان احکام کے جاری ہونے سے پہلے وہ وفات پا گئے۔ موخر الذکر مطالبات کا فیصلہ مذکورہ بالا ہدایات کے مطابق کیا جائیگا۔ امداد حاصل کرنے کی درخواستیں سائل اپنی متعلقہ حکومت کو بھیجیں۔ سائل کے حق کے بارے میں مناسب اور معقول تحریری شہادت درخواست کے ہمراہ شامل کر دی جائے۔

جنرل اسمو سٹالین کی سالگرہ کے موقعہ پر پنڈت نہرو کا پیغام

۲۱ر دسمبر ۱۹۴۸ء کو جنرل اسمو سٹالن کے ۶۹ویں یوم پیدائش کے سلسلہ میں وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو اور جنرل موصوف کے درمیان پیغامات کا تبادلہ ہوا۔ وزیر اعظم کا پیغام ہندی زبان میں اور جنرل اسمو کا جواب روسی زبان میں تھا۔ ان پیغامات کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا گیا۔ یہ پیغامات درج ذیل ہیں۔

وزیر اعظم کی طرف سے۔ "میں آپ کی سالگرہ کی تقریب پر اپنی اور اپنے ملک کے لوگوں کی طرف سے پرخلوص شبھ کامنائیں بھیجتا ہوں اور امید ہے کہ آپ قبول فرمائیں گے۔"

جنرل اسمو کا جواب: "مسٹر پرائم منسٹر۔ براہ کرم میری سالگرہ کی تقریب پر اپنی شبھ کامناؤں کا میری طرف سے شکریہ قبول فرمائیں۔

جنرل سیکرٹری کے بیان میں نامناسب الزامات

ریلوے بورڈ کی طرف سے آل انڈیا ریلوے مینز فیڈریشن کو جواب

ریلوے بورڈ کی طرف سے آل انڈیا ریلوے مینز فیڈریشن کے سیکرٹری کی اس نکتہ چینی کا جواب دیا گیا ہے۔ جو فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری نے حکومت کے حالیہ فیصلوں پر کی۔ وزارت ریلوے نے ریلوں کی نقل و حرکت سے متعلق عملے کی تنخواہوں اور بھتے میں جو اضافہ کیا ہے۔ وہ بہت حد تک تنخواہ کمیشن اور ڈیپارٹمنٹ کمیٹی کی سفارشات پر مبنی ہے۔

فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری نے ریلوے بورڈ پر یہ الزام لگایا ہے کہ رننگ سٹاف پے اینڈ الاؤنس کمیٹی کی رپورٹ پر فیصلے کرنے کے سلسلہ میں تاخیر برتی گئی ہے۔ یہ رپورٹ ۱۵۔ اگست ۱۹۵۹ء کو ریلوے بورڈ کو ملی۔ اور اس کے بعد وزارت ریلوے متواتر اس پر غور کرتی رہی۔ ملک بھر کی ریلوں کی نقل و حرکت سے متعلق عملے کی تنخواہ اور بھتے میں ضروری اصلاحات کرنے کا معاملہ پیچیدگیوں سے پر تھا۔ چنانچہ پچھلے کئی سال سے یہ مسئلہ ریلوے ایڈمنسٹریشن کے زیر غور رہا۔ ان حالات یہ کہنا غلط ہے کہ ریلوے بورڈ نے تاخیر سے کام لیا۔

فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری نے ریلوں کی نقل و حرکت سے متعلق عملے کے بارے میں کہا ہے کہ کچھ طبقوں سے کوتاہی برتی گئی ہے۔ قانونی قواعد کی رو سے ریلوں کے جس عملے کو بھتے کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔ اس کی رو سے سیکرٹری کا الزام غلط ہے۔ ان قواعد کے مطابق ڈرائیور، فائرمین، آگوالے، گارڈ اور بریکس مین بھتے کے حقدار ہیں۔ چلتی گاڑیوں کے چیکرز، ٹکٹ اور ٹکٹ ایگزامینرز ریلوں کی نقل و حرکت سے متعلق عملہ میں شامل نہیں۔

حکومت کے پریس کمیونک میں اختصار سے کام لیا گیا۔ اور ریلوں کی نقل و حرکت سے متعلق عملے کے بڑے درجوں کی تنخواہ اور بھتے کا ذکر ہی کیا گیا۔ در حقیقت رننگ سٹاف پے اور الاؤنس کمیٹی کی حسب ذیل سفارشات بھی منظور کی گئی ہیں۔ اور ریلوے ایڈمنسٹریشن کو اس سلسلہ میں مطلع کر دیا گیا ہے۔

(۱) بجلی سے چلنے والی ریل گاڑیوں کے ڈرائیوروں کی تنخواہ کا خاص سکیل مقرر کیا گیا ہے۔ (۲) رننگ سٹاف کے الاؤنس کے مجوزہ قواعد منظور کر لئے گئے ہیں۔

(۳) رننگ سٹاف کی بھرتی کے مجوزہ طریقہ کو منظور کیا گیا ہے۔

(۴) غیر تربیت یافتہ کلینر کو فائرمین، شنٹر اور ڈرائیور کی طرح بتدریج ترقی مل سکے گی۔

آگوالے کو فائرمین کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ اور اس کی تنخواہ کا سکیل پہلے سے بڑھا دیا گیا ہے۔

فیڈریشن کے سیکرٹری نے اعتراض کیا ہے۔ کہ میلوں کے حساب سے رننگ الاؤنس دینے کا نیا طریقہ شروع کیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک عرصہ سے ہندوستانی ریلوں میں یہ طریقہ رائج ہے۔ البتہ مختلف ریلوں میں ایک ہی درجے کے عملے کے معاوضہ میں جو تفاوت برتی جاتی ہے۔ اسے کم کرنے کے لئے نئے طریقے سے قواعد بنانے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس سے متعلقہ ریلوے عملہ کو بہت فائدہ ہوگا۔ جہاں پہلے سب سے چھوٹے گریڈ کے ڈرائیور کو زیادہ سے زیادہ ۱۵ سے ۲۴ روپے تک معاوضہ ملتا تھا۔ وہاں اب اسی ڈرائیور کو نئے قواعد کے مطابق ۲۰۰ سے ۲۵۰ روپے تک معاوضہ ملے گا۔ جہاں پہلے سب سے بڑے گریڈ میں کم سے کم معاوضہ ۶۴ روپے تھا۔ وہاں اب یہ معاوضہ ۴۴ روپے ہوگا۔

فیڈریشن کے سیکرٹری نے فائرمین کو تربیت یافتہ ملازموں کے درجہ میں شامل کرنے کا پھر مطالبہ کیا ہے۔ لیکن ان کا معاملہ بڑھئی اور لوہار سے نہیں ہو سکتا۔ ہر کام کے لئے ہنر اور تربیت کا ہونا تو ضروری ہے۔ لیکن ایک فائرمین کا کام ایک معمار کے کام کی طرح نہیں ہو سکتا۔

زرعی مزدوروں کی اُجرتیں بڑھانے کی ضرورت

نئی دہلی میں مشاورتی کمیٹی کا اجلاس

۱۸ دسمبر کو نئی دہلی میں بین الاقوامی ادارۂ محنت کے نمائندوں مزدوروں اور مالکوں کی جماعتوں کے نمایندوں اور ماہروں کی ایک کانفرنس میں زرعی مزدوروں کے مسائل پر غور و خوض کیا گیا۔ بین الاقوامی ادارۂ محنت کی مجلس انتظامیہ کے صدر اور وزارت محنت کے سیکریٹری شری ایس۔ لال نے اس کانفرنس کی صدارت کی۔

اس کانفرنس کی کارروائی کی بنیاد پر بین الاقوامی ادارہ محنت کی طرف سے ایک قرارداد تیار کی جائے گی جس پر ایشیا کی علاقہ واری کانفرنس کے سلسلہ میں ہونے والے اگلے اجلاس میں غور ہوگا۔

کانفرنس میں متعدد مسائل پر غور کیا گیا۔ جن میں حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔ زرعی مزدوروں کی اُجرتیں بھرتی۔ اجرتوں کی ادائیگی۔ اجرتوں کا معیار۔ وقفہ مجرائی۔ اجرتوں کو باقاعدہ اور باضابطہ بنانے کے انتظام۔ اور کم سے کم اُجرتیں۔ کسان کے معاوضے کے سلسلہ میں حسب ذیل نکات پر غور ہوا۔ تنخیری ملکیت کی پیداوار اور آمدنی۔ آدمیوں کی تعداد دو گنا۔ اور پیشہ کا تحفظ۔ کھیتی باڑی کے طریقے۔ ورسامان سگان داری۔ کسان کا قرضہ۔ معاشی خطرے۔ خرید و فروخت اور تقسیم۔ امداد باہمی اور تعلیم اور کھیتی باڑی میں تھوڑی آمدنی کے اسباب۔

شری ایس۔ لال نے اپنی تقریر میں کہا کہ بین الاقوامی ادارہ محنت نے ایشیا کے خاص مسائل کی طرف متوجہ ہونے سے اپنی پالیسی میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ ایشیا کے ممالک میں محنت مشقت کرنے والوں میں اکثریت زرعی مزدوروں کی ہے۔ ہندوستان کی محنت مشقت کرنے والی آبادی کا ۵ فیصدی حصہ زرعی مزدوروں پر مشتمل ہے۔ ان مزدوروں کی سماجی اور معاشی حالت میں اصلاح کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ حکومت ہند کے رجسٹر قوانین میں کم سے کم اجرتوں کا قانون شامل ہے۔ ملک کے کچھ علاقوں میں بیگار کا رواج ہے جسے ختم کرنا ابھی باقی ہے۔ حکومت ہند کی طرف سے لیبر کے مختلف قوانین کا جائزہ لینے کے لئے ایک خاص افسر مقرر کیا جا چکا ہے۔ زرعی مزدوری کا مسئلہ لگان داری۔ زمینداری۔ بنجر زمینوں کی کاشت اور زرعی اشیاء کی قیمتوں کے مسئلے سے متعلق ہے شری ایس لال نے کہا کہ اسے حل کرنے کے لئے تمام متعلقہ نمایندوں کو مل کر غور کرنا ہوگا۔ تاکہ کاشت اور پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو۔

کانفرنس میں حسب ذیل اشخاص بھی شامل ہوئے پروفیسر این جی رنگا۔ شری ٹی۔ ایس۔ بی شیواسوامی۔ آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگرس کے شری منک گاندھی۔ اور شری بشمبر دیال تریپاٹھی زراعت اور محنت کی مرکزی وزارتوں کے نمایندوں نے بھی کانفرنس میں شرکت کی۔

مسلح افواج کی اکاڈیمی۔ ڈیرہ دون میں فوجی شعبہ کا نصاب

افواج ہند میں مستقل کمیشن کے لئے ساتویں ملٹری ونگ کا نصاب مسلح افواج کی اکاڈیمی میں آئندہ ماہ جولائی سے شروع ہوگا۔

درخواست کنندگان غیر شادی شدہ اور ہندوستانی قومیت یا نیپال کے گورکھے ہوں۔ اگر امیدوار غیر فوجی ہوں تو ان کی عمر یکم جولائی ۱۹۵۴ء کو ۱۸ اور ۲۱ سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔ فوج اور بحری بیڑے کے عملہ والوں کے لئے عمر کی حد ۲۴ سال ہے۔ صرف اشخاص درخواست دے سکتے ہیں جنھوں نے میٹریکولیشن کا امتحان پاس کیا ہو یا ان کے پاس میٹرک کی مساوی کوئی اور سند ہو۔ وہ اشخاص بھی جو ایسے امتحان میں بیٹھے ہوں لیکن ان کے امتحان کا نتیجہ ابھی نہ نکلا ہو درخواست دے سکتے ہیں۔

شرنارتھی کیمپوں میں راشن بڑھا دیا گیا
بمبئی کے مضافتی دیہات میں راشننگ

امریکہ میں ۱۹۴۹ء کی فصل گندم کے بارے میں یہ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ یہ پچھلے دس برسوں کی اوسط پیداوار سے بہت زیادہ ہے۔ برطانیہ نے ارادہ ظاہر کیا ہے کہ وہ سٹرلنگ کے عوض سوویٹ روس سے اناج خریدے گا۔ خواہ روس قدرے مہنگے بھاؤ پر ہی کیوں نہ سودا کرے۔ ہند سرکار نے شرنارتھی کیمپوں میں خوراک کا راشن بڑھا دینے کی منظوری دے دی ہے۔ یکم جنوری ۱۹۴۸ء سے اب تک سوا گیارہ لاکھ ٹن گندم، ایک لاکھ اسٹھ ہزار ایک سو ٹن آٹا درآمد کیا جا چکا ہے۔ یہ حکومت ہند کے خوراکی بلیٹن کی خاص خاص باتیں ہیں۔ تفصیل مندرجہ ذیل مضمون میں دیکھئے۔

ہند سرکار کا تازہ خوراکی بلیٹن مظہر ہے۔ کہ امریکہ میں سال ۱۹۴۹ء کی فصل گندم کے بارے میں ابتدائی اندازے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس سال میں گندم کی پیداوار ایک ارب چھبیس کروڑ اٹھانوے لاکھ آٹھ ہزار بشل ہوگی۔ یہ پیداوار پچھلے دس برسوں کی اوسط پیداوار سے بہت ہی زیادہ ہے۔ اگر بہت ہی زیادہ مقدار برآمد نہ کی جا سکی۔ تو امریکہ میں گندم کی بہتات ہو جائے گی۔ رائٹر کی ایک اطلاع سے پتہ چلتا ہے۔ کہ برطانیہ اور مصر نے تبادلہ اناج کا ایک باہمی معاہدہ کیا ہے۔ جس کی رو سے برطانیہ ۳ لاکھ ٹن گندم اور مکی مصر کو دیگا اور اس کے عوض مصر سے ایک لاکھ بہتر ہزار ٹن چاول لے گا۔ یہ چاول مصر کے پاس فالتو ہیں۔ اور برطانیہ انہیں ملایا اور ایشیا میں دیگر برطانوی ذمہ داری کے علاقوں کو بھیجے گا۔ مغربی کرۂ ارض کے ممالک میں اناج کی فراوانی ہے۔ لیکن وہ ممالک اناج کی قیمت ڈالروں میں طلب کرتے ہیں۔ اس لئے برطانیہ نے حال ہی میں یہ ارادہ ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ سٹرلنگ کے عوض سوویٹ روس سے اناج خرید کرے گا۔ خواہ روس قدرے مہنگے بھاؤ پر ہی کیوں نہ سودا کرے۔

دنیا کی آبادی میں اضافہ۔ برطانیہ کے وزیر زراعت نے لنکاشائر میں تقریر کرتے ہوئے بتایا ہے۔ کہ ہر برس دنیا کی آبادی میں تقریباً دو کروڑ سے ڈھائی کروڑ نفوس کا اضافہ ہو رہا ہے لیکن خوراک کی پیداوار اسی رفتار سے نہیں بڑھ رہی ہے۔ اس کا آخری حل یہی ہے۔ کہ دنیا کے تمام ممالک میں اناج کی پیداوار بڑھائی جائے۔

احمد آباد کے مل مالکوں کی فیاضی۔ شری کستور بھائی لال بھائی صدر گجرات قحط ریلیف کمیٹی نے گجرات کے اضلاع میں خوراک کی نایابی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ احمد آباد کے مل مالکوں نے ۱۵ لاکھ روپیہ کی رقم کمیٹی مذکورہ کے حوالے کی ہے۔ جسے غریبوں کی امداد کے لئے خرچ کیا جائے گا۔ گجرات کے قحط زدہ لوگوں کو امداد بہم پہنچانے کے لئے ہند سرکار اور وزیر داخلہ بمبئی سرکار کی طرف سے فوری امداد حاصل ہونے کی وجہ سے اتنی تھوڑی مدت میں ہی بہت کچھ کیا جا سکا ہے۔ بمبئی میں جہازوں سے مال اتارنے والے مزدوروں کی ہڑتال اور باد و باراں کے طوفان نے گجرات اور بڑودہ میں قحط کی مشکلات کو بڑھایا ہے۔ اگر صورت حالات زیادہ نازک ہوئی۔ تو اس کی ذمہ داری ہڑتالیں کرانے والوں پر ہوگی۔

ہند میں گنے کی فصل۔ ہند یونین کا جس میں حیدرآباد بھی شامل ہے۔ سال ۱۹۴۸-۴۹ء کی گنے کی فصل کے متعلق اندازہ یوں ہے۔ کہ سال ۱۹۴۷-۴۸ء کے مقابلہ اس برس کے رقبہ زیر کاشت میں چار اعشاریہ تین فیصدی کا اضافہ ہوا ہے۔ اب رقبہ زیر کاشت چھتیس لاکھ سولہ ہزار ایکڑ ہے۔

شرنارتھی کیمپوں میں راشن بڑھا دیا گیا۔ ہند سرکار نے ہندوستان کے شرنارتھی کیمپوں میں خوراک کا راشن بڑھانے کی منظوری دے دی ہے جس کی وجہ سے ایک سال میں پانچ اعشاریہ چار کروڑ روپیہ کے زائد اخراجات برداشت کرنے پڑیں گے۔ ڈاکٹروں نے یہ مشورہ دیا تھا کہ شرنارتھیوں کو روزمرہ اعلیٰ درجہ کے حیاتین اجزا خوراک میں دئے جانے چاہئیں۔ اس کے علاوہ حیاتین کی ٹکیاں اور کیلشیم لیکٹیٹ بھی شرنارتھیوں کو دیا جائے گا۔

مشرقی پنجاب میں خوراک کی قلت۔ ہند میں مونگ پھلی کی کاشت پچھلے برس کی نسبت سے ایک اعشاریہ پانچ فی صدی کم ہوئی ہے۔ ۴۹-۱۹۴۸ء کے رقبہ زیر کاشت کا اندازہ چوبیس لاکھ ستر ہزار ایکڑ ہے۔ مشرقی پنجاب میں قلت خوراک کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومت نوے ہزار ٹن اناج غیر ممالک سے درآمد کرنے کا انتظام کر رہی ہے۔ اگر اتنی مقدار میں اناج حاصل ہو گیا تو حکومت جبری راشننگ منسوخ کر دے گی۔

غیر ممالک سے درآمد ۲۴ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ختم ہونے والے ہفتہ کے دوران میں انیس ہزار ایک سو ٹن گندم۔ دو ہزار چار سو ٹن آٹا۔ اٹھائیس ہزار ایک سو ٹن چاول۔ پانچ ہزار سات سو ٹن جو غیر ممالک سے ہند میں درآمد کئے گئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یکم جنوری ۱۹۴۸ء سے لے کر اب تک سوا گیارہ لاکھ ٹن گندم۔ ایک لاکھ اکسٹھ ہزار ایک سو ٹن آٹا۔ ساڑھے آٹھ لاکھ ٹن سے زائد چاول۔ تقریباً تین لاکھ ٹن مکی۔ اور ساڑھے تین ہزار ٹن زائد دیگر اناج ہند میں درآمد کئے جا چکے ہیں۔

بمبئی کے مضافاتی دیہات میں راشننگ۔ اعلان مظہر ہے کہ بمبئی کے مضافاتی اضلاع کے ۷۴ دیہات تمام اناجوں کا راشننگ نافذ کر دیا گیا ہے۔ بلگام۔ دھارواڑ بیجاپور کے اضلاع میں جوار، باجرہ اور چاول کی فصلوں کو نقصان پہنچانے والی ٹڈیوں کو ناش کرنے کے لئے جراثیم کش دوائیں استعمال کی جا رہی ہیں۔ اس طرح بائیس لاکھ روپیہ قیمت ایک لاکھ اٹھانوے ہزار ٹن دھان صرف بائیس ہزار ایکڑ رقبہ میں یہ دوائیں استعمال کرنے سے بچائے گئے ہیں۔

پوربی پنجاب میں سرکاری منافع بازی۔ حکومت پوربی پنجاب کا ایک اعلان بتاتا ہے کہ یہ خبر بالکل غلط ہے کہ حکومت راشن کی گندم پر منافع بازی کر رہی ہے۔ حکومت کی قیمت خرید ۱۵ روپیہ چار آنہ فی من بیٹھتی ہے۔ اور اسی پر حکومت لوگوں کو تقسیم کرنے کے لئے اپنے گوداموں سے گندم جاری کرتی ہے۔ بلکہ غیر ممالک کی گندم کی قیمت خرید انیس روپیہ فی من آپڑتی ہے۔ لیکن وہ بھی حکومت سوا ۱۵ روپیہ فی من کے حساب سے ہی دے رہی ہے۔ اس طرح نقصان ہوتا ہے مرکزی اور صوبائی حکومت اسے بالترتیب ۳ اور ایک کی نسبت سے برداشت کرتی ہیں۔

گرم سمندر کی مچھلیوں کے لئے پرورش گاہ

یو۔این۔ساد کے جنرل سیکرٹری نے جائزہ حیوانات ہند کے ڈائرکٹر ڈاکٹر ایس۔ ایل۔ ہورا کو اس امر کی دعوت دی ہے کہ سمندر کے گرم پانی میں رہنے والی مچھلیوں کی پرورش گاہ سے متعلق ایک مقالہ تیار کریں۔ وسائل کے استعمال اور تحفظ کے سلسلہ میں سائنٹیفک کانفرنس کی ابتدائی کمیٹی کے مشورہ سے ڈاکٹر ایس۔ ایل۔ ہورا کو مدعو کیا گیا ہے۔ یہ سائنٹیفک کانفرنس اقوام متحدہ کی اقتصادی اور سماجی کونسل کے ایما سے مئی۔ جون ۱۹۴۹ء میں امریکہ میں منعقد ہوگی۔

اس سائنٹیفک کانفرنس کا مقصد ان خاص اصولات فن کی وضاحت کرنا ہے، جنہیں وسائل کی بہم رسانی کے کام کی ترقی کے لئے کام میں لایا جائیگا اور یہ کام موجودہ وسائل کے تحفظ سے یا سابقہ غیر مستعمل وسائل کو کارآمد بنا کر سرانجام دیا جائے گا۔

مستحق لوگوں کے ہندوستان آنے کیلئے پرمٹ حاصل کرنے کا طریقہ

مدتِ قیام میں توسیع کردی گئی

اگرچہ پرمٹ سسٹم کے بارے میں وقتاً فوقتاً اعلانات جاری کئے جا چکے ہیں پھر بھی عوام کی طرف سے وزارت امداد بحالیات کے دفتر میں روزانہ بہت سی درخواستیں آتی ہیں جن میں پرمٹ کے متعلق تفصیلات دریافت کی جاتی ہیں۔ اس لئے عوام کی اطلاع کے لئے صحیح طریقہ کا مکرر اعلان کیا جاتا ہے۔

(۱) پرمٹ کا سسٹم صرف ہند اور مغربی پاکستان کے درمیان جاری ہے۔

(۲) ہندوستان کے جو شہری پاکستان جانا چاہیں انھیں اپنے پرمٹ کے لئے پاکستان ہائی کمشنر مقیم نئی دہلی پاکستانی ڈپٹی ہائی کمشنر مقیم جالندھر یا حکومت پاکستان کے پرمٹ آفیسر بمبئی کے ہاں درخواستیں دینی چاہئیں اس سلسلہ میں مزید معلومات انھیں دفاتر سے ملیں گی۔

مغربی پاکستان سے ہند آنے کے لئے پرمٹ۔

(۳) مغربی پاکستان سے ہند آنے کے لئے چار قسم کے پرمٹ ملتے ہیں۔

(۱) **عارضی آمد کے لئے پرمٹ** ۔ یہ پرمٹ ہندوستانی ہائی کمشنر مقیم کراچی یا ہندوستانی ڈپٹی ہائی کمشنر مقیم لاہور جاری کرتا ہے۔ جو لوگ آنا چاہئیں وہ خود دستی درخواست دے کر مندرجہ بالا افسران سے پرمٹ لے سکتے ہیں۔

(۲) **ہندوستان میں دوبارہ بسنے یا مستقل واپسی کے پرمٹ** ۔ یہ پرمٹ ہندوستانی ہائی کمشنر یا ڈپٹی ہائی کمشنر درخواست کنندہ کی جانچ پڑتال کے بعد اور جس ریاست یا صوبہ میں درخواست کنندہ رہنا چاہتا ہو وہاں کی حکومتوں سے استفسار کے بعد جاری کرے گا۔

(۳) **مستقل پرمٹ** ۔ ان سرکاری افسروں اور تاجروں کو جنھیں بار بار اپنے فرائض کی انجام دہی یا تجارتی اغراض کی وجہ سے دونوں ڈومینینوں کے درمیان سفر کرنا پڑتا ہے مستقل پرمٹ دئے جاتے ہیں۔ یہ پرمٹ ہندوستانی ہائی کمشنر یا ڈپٹی ہائی کمشنر کے دستخطوں سے جاری کئے جاتے ہیں۔

(۴) **ہندوستان واپس جانے کے لئے پرمٹ** ہندوستانی ہائی کمشنر یہ پرمٹ اس وقت جاری کرتا ہے جبکہ اسے اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ جو درخواست کنندہ اپنے آپ کو ہندوستان کا باشندہ قرار دے رہا ہے۔ وہ پاکستان صرف عارضی طور پر آیا ہے۔ یا ہائی کمشنر متعلقہ ریاست یا صوبہ سے اس کے متعلق استفسار کرنے کے بعد یہ پرمٹ جاری کرتا ہے۔ جو ہندوستانی باشندے پاکستان عارضی طور پر جاتے ہیں اگر وہ اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر یا کلکٹر سے اس بات کی تصدیق کرا لائیں کہ وہ ہندوستانی باشندے ہیں اور عارضی طور پر ہندوستان سے جا رہے ہیں۔ تو پھر انھیں غالباً اپنے دورہ کے اختتام پر ہندوستان واپس جانے کے لئے پرمٹ لینے میں مشکل پیش نہ آئے۔ یہ تصدیق نامے ان لوگوں کو دئے جاتے ہیں جو ہندوستان سے جاتے ہیں۔ درخواست کنندہ کے خاندان کا کوئی فرد جو اب پاکستان میں ہے اور درخواست کنندہ کے ساتھ ہندوستان واپس جانا چاہتا ہو اس کے لئے ایک اور تصدیق نامہ اس امر کا لیا جائے کہ یہ شخص یا اشخاص ہندوستانی باشندے ہیں اور وہ ہندوستان سے تخلیہ کر کے نہیں گئے اور ان کی واپسی پر کوئی اعتراض نہیں۔ تصدیق نامے میں ان افراد کے نام عمریں درخواست کنندہ سے رشتہ اور نشان شناخت درج ہونے چاہئیں۔ جو آدمی عارضی طور پر پاکستان جا رہا ہو اسے "کوئی اعتراض نہیں" کا تصدیق نامہ دیا جائے اس پر درخواست کنندہ کا فوٹو بھی ہونا چاہئے

جو درخواست کنندہ اپنے خرچ پر حاصل کرے گا۔

مستحق لوگوں کی مدت قیام میں توسیع

(۴) جو لوگ عارضی طور پر ہندوستان آئیں انھیں اپنے پرمٹ کی میعاد سے قبل پاکستان چلے جانا چاہیئے پرمٹ کی میعاد میں توسیع کے لیئے درخواستیں متعلقہ ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو دی جائیں اور درخواست وہ شخص دے جسے پرمٹ دیا گیا ہے۔ اگر کوئی آدمی حقیقت میں مستحق ہے تو سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ۲۰ دن کی توسیع دینے کا اختیار ہے مزید توسیع کیلئے متعلقہ ہندوستانی ہائی کمشنر یا ڈپٹی ہائی کمشنر کو درخواست دی جائے۔

(۵) ۱۰ ستمبر ۱۹۴۸ء سے قبل جو لوگ عارضی پرمٹ لے کر ہندوستان آئے تھے۔ اور اب مستقل پرمٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں انھیں اپنے ضلع کے کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر کے ذریعہ ہندوستانی ہائی کمشنر یا ڈپٹی ہائی کمشنر کو درخواست بھیجنی چاہیئے۔

(۶) جو لوگ عارضی پرمٹ لے کر ستمبر ۱۹۴۸ء کے بعد آ[ئے] ان کی درخواستیں قطعی ناقابل قبول ہوں گی۔

منظور شدہ مدت سے زیادہ ٹھہرنے والے لوگو[ں]

[کو] سزا دی جائے گی۔ (۷) کسی صورت میں بھی ایسے آد[می] جو عارضی پرمٹ لے کر آیا ہو یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ اس [کی] جتنی توسیع کے لیئے درخواست دی ہے وہ ضرور منظور ہ[و] اگر اسے اپنی درخواست کا جواب نہ ملے تو منظور شدہ مد[ت کے] اندر اندر پاکستان واپس جانے کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جو [لوگ] منظور شدہ مدت کے بعد ٹھہریں گے۔ ان پر آرڈیننس کے [تحت] مقدمہ چلایا جا سکتا ہے اور انھیں پاکستان واپس بھیجا جا[ئے گا]

(۸) پرمٹ کے بارے میں جو کچھ پوچھنا ہو متعلقہ صو[بائی] یا ریاستی افسروں سے دریافت کیا جائے۔

مرکب کھاد کی پیداوار بڑھانے کا عزم

مرکب کھاد کی پیداوار کو فروغ دینے والی مرکزی کمیٹی نے اپنے دو روزہ اجلاس منعقدہ حیدرآباد میں جو فیصلے کئے ہیں۔ ان میں حسب ذیل اہم فیصلے شامل ہیں۔

ہند کے دیہات اور شہروں کے کوڑے کرکٹ سے مرکب کھاد کی پیداوار کو بہت زیادہ بڑھانے کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ مرکب کھاد پیدا کرنے کے صوبہ وار اندازے مقرر کئے گئے میونسپل کمیٹیوں کو قانون کے ذریعہ کھاد کا جائز استعمال کرنے پر مجبور کرنے اور کھاد کی پیداوار کی موجودہ حالت کا مطالعہ کرنے کیلئے نمونہ کے دیہات کا سروے کرانے کی سفارش کی گئی۔

اس کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ۳۱ مارچ ۱۹۵۰ء تک مرکب کھاد کی موجودہ تیس لاکھ ٹن سالانہ پیداوار کو بیند[رہ] لاکھ ٹن سالانہ تک پہنچا یا جائے۔ شریمتی میراں بہن نے کانفرنس میں اس بات پر زور دیا کہ مرکب کھاد تیار کرنے کے سائنٹیفک پہلوؤں اور اس کے فوائد دیہاتی کسانوں پر واضح کرنے کے لئے صوبائی حکومتیں زیادہ توجہ دیں۔

پاکستان سے ہند کو روئی کی برآمد

ہند اور پاکستان کی حکومتوں کے مابین اکتوبر ۱۹۴۸ء میں معاہدہ کراچی میں ہوا تھا جس کے ماتحت حکومت پاکستان نے تین لاکھ ساٹھ ہزار گانٹھ روئی ۳۱ جنوری ۱۹۴۹ء تک کے عرصہ میں ہند کو برآمد کرنا منظور کیا تھا۔

اس معاہدہ کے تھوڑے دنوں بعد حکومت پاکستان نے ایک سرکاری اعلان شائع کیا تھا جس میں [موجودہ] فصل کے بارے میں اپنی روئی کی برآمد پالیسی کا اعلان کیا تھا۔ اس میں حکومت پاکستان نے لکھا تھا کہ اگر ہند [کو] "برآمد" یعنی ان کی خرید سے قطعی قطع نظر ۳۱ جنوری ۴۹ء تک تین لاکھ پچیس ہزار گانٹھ سے کم ہو گی۔ تو اس مقدار [اور] حقیقی برآمد شدہ مال کے مابین جو فرق ہو گا۔ وہ منسوخ [سمجھا جا] سکے گا۔ حال ہی میں دہلی میں جو انٹر ڈومینین کانفرنس [ہوئی] تھی اس میں پاکستان کی ہند کو روئی کی برآمد کے معاملہ [پر خاص] طور پر زیر بحث لایا گیا اب کراچی معاہدہ کے مطابق روئی کی برآ[مد]

ہندوستان اور پاکستان میں سامان لانے لیجانے کا سمجھوتہ

متفقہ قواعد کا اعلان

ہندوستان اور پاکستان میں مسافروں کے ذاتی سامان لانے لے جانے کے بارے میں دونوں حکومتوں نے حسب ذیل قاعدے طے کئے ہیں ۔

ذاتی سامان کے بارے میں مراعات وغیرہ ۔

(۱) مسافروں کے ساتھ آنے جانے والے مصدقہ سامان پر کوئی محصول نہیں ہوگا ۔

(۱) مصدقہ سامان میں پہننے کے کپڑے اور دیگر ذاتی اور گھریلو سامان شامل ہیں بشرطیکہ یہ سامان متعلقہ مسافر یا اس کے ساتھ سفر کرنیوالے ان کے افراد کنبہ کے ذاتی استعمال کے لئے ہو اور وہ کسی دوسرے شخص تک پہنچانے یا تحفہ کے طور پر دینے کے لئے نہ ہو مسافر کی حیثیت کے مطابق سونے کے زیورات یا ایسے زیورات جن میں زیادہ طور پر سونا ہو ذاتی سامان میں بلا محصول لے جانے کی اجازت ہوگی ۔

(۲) مصدقہ سامان میں حسب ذیل اشیا شامل نہیں ہونگی۔

آدھے پائینٹ سے زیادہ شراب ۔ کھلی یا بند بوتل میں دو اونس سے زیادہ عطر الکحل ۔ پچاس سے زیادہ سگار پچاس سے زیادہ سگریٹ ۔ دو سو سے زیادہ بیڑی ۔ چار اونس سے زیادہ بنا ہوا تمباکو دس تولے سے زیادہ نسوار ۔ پیانو ۔ ریڈیو ۔ بگھی ۔ موٹر کار ۔ موٹر سائیکل ۔ ریفریجیٹر ۔ کپڑے کے تھان یا دیگر سامان کپڑا ۔ ہتھیار اور اسلحہ ۔

(۳) لینڈ کسٹمز آفیسر کے اختیار میں ہوگا کہ وہ ایسے مصدقہ سامان کو محصول سے مستثنیٰ کر دے جو متعلقہ چونگی محصول پر مسافر کے پہنچنے سے ایک مہینہ پیشتر یا بعد پہنچا دیا جائے ۔

مسافر کے ذاتی استعمال میں کام آنے والے اور اس کے پیشہ سے متعلق آلات اور سازو سامان پر کوئی محصول نہیں ہوگا ۔ اس قسم کے سامان میں کاریگر کے ہتھیار ڈاکٹر کا سامان اور سرجن کے آلات شامل ہیں ۔

(۵) ۔ وہ سامان جو خشکی کے راستہ پاکستان بھیجا گیا ہو اور پھر مسافر اسے واپس ہندوستان لے آئے محصول سے مستثنیٰ ہوگا ۔ بشرطیکہ اس کی برآمد اور دوبارہ درآمد کا درمیانی عرصہ چھ ماہ سے زیادہ نہ ہو ۔ چنانچہ پاکستان جانے والا ایک مسافر اگر کسی ایسی شے کی برآمد کرتا ہے جس پر ہندوستان میں محصول درآمد لگتا ہے (اس میں وہ ہتھیار اور اسلحہ شامل ہے جو وہ قانونی طور پر رکھ سکتا ہو) اور اگر پاکستان جانے سے پیشتر وہ اسے ہندوستان میں دوبارہ درآمد کرنے کی اطلاع دے دیتا ہے تو چونگی کی چوکی کے کسٹمز افسر کی جانب سے ایک سند برآمد مل جائے گی جس میں باہر جانے والی شے کے سارے حالات درج ہونگے ۔ اس کے بعد چھ ماہ کے عرصہ کے اندر جب اس شے کی دوبارہ درآمد کی جائے تو کسٹمز افیسر وہ سند دیکھ کر اور متعلقہ شے کے بارے میں اطمینان ہو جانے کے بعد اسے محصول سے مستثنیٰ کر سکتا ہے ۔

(۶) اس ہتھیار اور اسلحہ کا محصول واپس کر دیا جائے گا ۔ جو ایسا مسافر عارضی استعمال کے لئے ہندوستان میں لایا ہو بشرطیکہ درآمد اور دوبارہ برآمد کا درمیانی عرصہ چھ ماہ سے زیادہ نہ ہو ۔ اس کے لئے مسافر کو درآمد کا محصول ادا کرتے وقت کسٹمز آفیسر سے یہ درخواست کرنی ہوگی کہ وہ اس سامان کو دوبارہ برآمد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ۔

(۷) سرکاری افسروں کو خواہ وہ ڈیوٹی پر ہوں یا رخصت پر پاکستان کی چونگی کی چوکیوں سے ادھر ادھر اپنا سامان لے جانے کی کھلی اجازت ہوگی۔ اس کے لئے انھیں حسب ضرورت اپنے محکمہ کے افسر اعلیٰ یا سیکرٹری کی سند پیش کرنی ہوگی۔

طریق محصول (۸) پاکستان سے گذر کر ہندوستان ڈومینین کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں سفر کرنے والے مسافروں کے سامان کی پڑتال نہیں ہوگی بشرطیکہ وہ گارڈ کی حفاظت میں رکھا ہو۔ دوران سفر یہ سامان اتارنے کی اجازت نہ ہوگی۔ خواہ متعلقہ مسافر کسی درمیانی اسٹیشن پر اپنا سفر ختم کردے۔ اگر اس سامان پر ابتدائی اسٹیشن سے محصول کی مہر لگوائی جائے تو دوران سفر اس کی پڑتال نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ وہ مسافروں کے ساتھ جو دیگر سامان ہوگا وہ پڑتال سے مستثنیٰ نہیں ہوگا۔

۹- (الف) سامان کی بکنگ کے وقت سرحدی چوکیوں کے علاوہ چونگی کی جن دیگر چوکیوں پر محصول کی پڑتال کا اہتمام کیا جائے گا ان کے متعلق عنقریب اعلان کردیا جائے گا۔

ان چوکیوں پر ایسے اشتہار آویزاں ہونگے جن میں یہ بتایا جائے گا کہ کونسی اشیا پر محصول لگتا ہے اور محصول کا کیا نرخ ہے اور کونسی اشیا ممنوع ہیں۔ سامان کی بکنگ کرانیوالے مسافروں کو ایک خاص فارم پر کرنا ہوگا۔

(ب) سرحدی چوکیوں کے علاوہ ہندوستان یا پاکستان کے دیگر مقاموں کو جانے والا ایسا سامان حسب حالات ریلوے یا جہاز کے مسافروں کی حفاظت میں دے دیا جائے گا اور ہندوستان یا پاکستان کی سرحدی چوکیوں پر اس کی پڑتال نہیں ہوگی۔ اس سامان کا قابل ادائیگی محصول ہندوستان یا پاکستان کے مقام مقصود کی چونگی پر وصول کیا جائے گا۔

(ج) ہندوستان یا پاکستان کے دوسرے مقاموں کو بکنگ کے تحت جو سامان بھیجا جائیگا۔ خواہ وہ ریلوے کے افسروں کی حفاظت میں ہو یا جہاز کی۔ اس کی ہندوستان اور پاکستان کی سرحدی چوکیوں پر پڑتال ہوگی۔

(۱۰) ہندوستان اور پاکستان کی سرحدی چوکیوں پر اس سامان کی پڑتال ہوسکے گی جو بک نہ ہوگا۔ کسٹمز افسر مسافروں کو نوٹس پیپر کی نقل دکھائے گا۔ اور مسافروں کے سامان کی تفصیل حاصل کرے گا عام طور پر زبانی طور پر سامان کی تفصیل بتا دینی کافی ہوگی۔ کسٹمز افسر کے اختیار میں ہے کہ وہ اس تفصیل کے لئے ایک اقرار نامہ حاصل کرے۔

(۱) سامان سے اگر ایسی اشیا ملیں جن کی ممانعت ہو یا محصول ہوں تو ان کے بارے میں حسب ذیل کارروائی

(الف) مراعات کی حد سے زیادہ غیر ممنوع قابل محصو اشیا کا محصول وصول کرنے کے بعد انھیں گذرنے کی اجا دیدی جائے گی۔ بشرطیکہ ان پر تجارتی کنٹرول کی پابندیوں نہ ہوتا ہو۔ اگر دیدہ دانستہ طور پر حکومت سے دھوکا کرنے کوشش کی گئی ہو تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے ایسی حالتوں میں متعلقہ سامان کو روک لیا جائے گا اور مس کو اس کی رسید دیدی جائے گی۔

(ب) مراعات کی حد سے زیادہ ممنوع اشیا روک لی جا اور مسافر کو ان کی رسید دیدی جائے گی۔ اگر ممنوع اش بارے میں پہلے سے اطلاع کردی جائے تو ان کے خلاف قانونی کارروائی نہیں کی جائے گی اور یہ اشیا مسافر یا ا کسی نمائندہ کی طرف سے مطالبہ کرنے پر واپس کردی ان کے بارے میں قانونی کارروائی ہوسکے گی۔

(ج) جب بھی کوئی اشیا روک لی جائیں گی تو ان کے کو ہمیشہ بتا دیا جائے گا کہ ان کی واپسی کے لئے کہاں درخ کی جائے۔

(د) کسی شخص کے خلاف قانونی کارروائی کرنیکا ارادہ ہو افسر سامان کے مالک سے ایک بیان لے گا اور مزید ا کے لئے سپرنٹنڈنٹ یا اسسٹنٹ کنٹرولر کو تحریری رپ دے گا۔ اس کے بعد قواعد محصول کے مطابق کارروا جائے گی۔

(۱۱) سامان کی پڑتال صرف انسپکٹر یا اس بڑے درجہ والا کسٹمز افسر کرسکے گا۔

وزیراعظم حیدرآباد میں

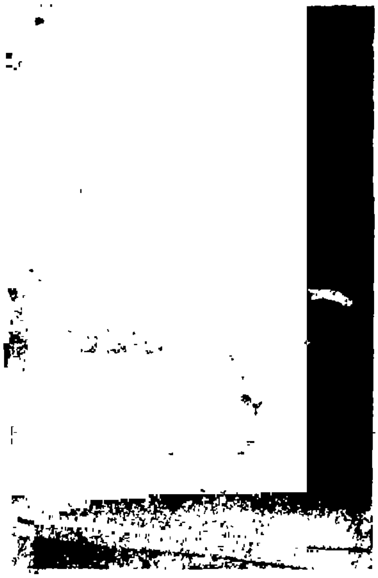


ریٹ
معلق
ظم نے
ین کھوڑ
ایک پریڈ
یلا یا میں)
تصویر
لور نیچر
ھری آپ
ہ ہیں۔
ر آباد میں
ہے تاریخی فتح
لے پنڈال
ں لوگوں سے
ر میں تقریر کی)۔



آزاد ہند میں کانگر

صویر میں پنڈت نہرو سردار پٹیل اور مولانا آزاد اس پنڈال پر بیٹھے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔
تمام کے ساتھ صدر کانگریس کے لئے گاندھی نگر میں بنایا گیا تھا۔





(اوپر) پنڈت جواہرلال نہرو گاندھی نگر میں کانگریس کی سبجکٹ
(نیچے) کانگریس کے اجلاس کے دوران میں پنڈت نہرو او
پر کیا گیا تھا تصویر میں نمائش کا وہ حصہ نظر آ رہا



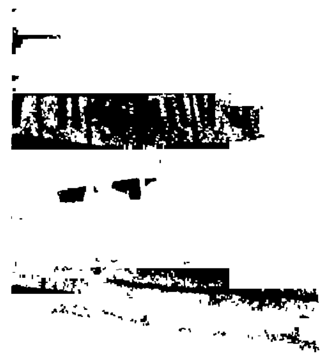


۲۲۔ دسمبر کو پنڈت نہرو کانگریس کے پریزیڈنٹ ڈاکٹر پٹابھی سیتا رامیہ کے خیمے میں تشریف لے گئے۔ یہ خیمہ خاص کانگریس پریزیڈنٹ کے لئے نصب کیا گیا تھا۔

پہلا اجلاس

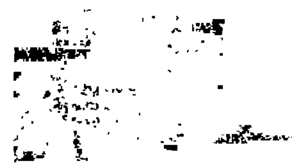
(نیچے) بندے ماترم کے گانے جانے پر پنڈت جواہر لال نہرو، مولانا آزاد، شری آصف علی
ڈاکٹر سیتا رامیہ اور دیگر اصحاب احترام کے لیے کھڑے ہیں۔





بجے ہیں کرسی صدارت پر ڈاکٹر سیتا رامیہ بیٹھے ہیں۔
اس نمائش کا بھی معائنہ کیا جس کا اہتمام اس موقع
قم کستور با بھون " رکھا گیا تھا۔





نائب وزیر اعظم سردار پٹیل کانگریس کی سبجکٹس کمیٹی میں تقریر کر رہے ہیں۔ ان کے قریب پنڈال پر کانگریس
پریزیڈنٹ ڈاکٹر پٹا بھی سیتا رامیہ بیٹھے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

گورنر جنرل ہند شری راجگوپال آچاریہ علی گڑھ میں



حال ہی میں علیگڈھ یونیورسٹی کے ایک خاص کنووکیشن میں شری راجگوپال آچاریہ کو ڈاکٹر آف لا کی اعزازی ڈگری دی گئی۔ اس موقعہ پر انھوں نے یونین ہال میں طلبا اور دیگر اصحاب کے سامنے ایک تقریر بھی کی۔ (تصویر میں) یونین ہال میں گورنر جنرل سے تشریف لیجانے پر ان پر کچھ منٹ تک پھولوں کی بارش ہوتی ہے۔



صویر میں گورنر نرل نے کنووکیشن کے موقع پر تقریر رتے ہوئے طلبا و یاد دلایا کہ ستقبل کے ہندوستان میں نھیں ایک اہم پارٹ ادا کرنا ہے۔

تیرہ لاکھ شرنارتھیوں کی آبادکاری

ہند سرکار کی طرف سے سولہ کروڑ اٹھاون لاکھ روپیہ کی امداد

ہند سرکار کی وزارت امداد و بحالی کے تازہ ترین اعداد و شمار مظہر ہیں کہ اب تک قریباً تیرہ لاکھ شرنارتھیوں کو تخلیہ کنندگان کے مکانوں یا دوسری جگہوں میں رہنے کے لئے جگہ دی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ ہند سرکار نے صوبوں اور ریاستوں میں مزید سات لاکھ پچاس ہزار شرنارتھیوں کے لئے مکانات بنانے کے منصوبوں کی منظوری دے دی ہے یا عنقریب دے دی جائے گی

گذشتہ اکتوبر میں ہند سرکار نے تمام صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو لکھا تھا کہ وہ مسلم تخلیہ کنندگان کے مکانوں کی تعداد کا اندازہ کرنے کے بعد شہری شرنارتھیوں کو بسانے کے لئے منصوبے بھیجیں۔ اس فرمائش کے جواب میں مختلف صوبائی اور ریاستی حکومتوں نے اپنے اپنے منصوبے بھیجے اور اس کے بعد کچھ سرکاری نمائندوں سے ان پر بحث ہوئی صوبائی اور ریاستی حکومتوں نے اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مرکز سے مالی اور عمارتی سامان کی امداد مانگی اور اس سلسلہ میں کچھ اہم فیصلے ہو چکے ہیں۔

مکانات کے جن منصوبوں کو ہند سرکار کی منظوری مل چکی ہے ان پر ہند سرکار کا قریباً سولہ کروڑ اٹھاون لاکھ روپیہ خرچ آئیگا۔ اس خرچ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

مشرقی پنجاب سات کروڑ۔ صوبجات متحدہ تین کروڑ۔ صوبجات متوسط دو کروڑ بانوے لاکھ۔ راجستھان تیس لاکھ۔ جے پور ایک کروڑ۔ جودھپور چھبیس لاکھ۔ اجمیر پچاس لاکھ۔ متیسہ یونین پینتالیس لاکھ کانڈلا ایک کروڑ دس لاکھ۔ سعھیہ بھارت یونین پانچ لاکھ

مکانات کے منصوبوں کی تفصیلات ابھی تک صوبوں اور ریاستوں کے مکمل منصوبے موصول نہیں ہوئے ساڑھے سات لاکھ شہری شرنارتھیوں کو بسانے کے منصوبے ابھی زیر تکمیل ہیں۔ اس کے لئے ہند سرکار کی منظوری مل چکی ہے یا ملنے والی ہے۔ ان میں سے اکثر حالتوں میں شرنارتھیوں کے لئے دکانیں بھی مہیا کی گئی ہیں۔ ذیل میں کثیر التعداد شرنارتھیوں کے علاقہ کی مختصر صورت حال درج کی جاتی ہے۔

دہلی - دو ہزار مکانات تیار ہو چکے ہیں اور عنقریب شرنارتھیوں کو دیئے جائینگے۔ ان کے علاوہ سولہ سو مکان زیر تعمیر ہیں۔

مشرقی پنجاب۔ چار ہزار مکان بن چکے ہیں اور ان میں سے اکثر شرنارتھیوں کو آسان قسطوں پر دیئے جا چکے ہیں۔ چھ ہزار قطعات اراضی کی عنقریب فروخت ہوگی۔ فرید آباد میں تعمیر کے لئے سروے ہو رہی ہے۔

پٹیالہ۔ راجپورہ میں ساٹھ ہزار شرنارتھیوں کے لئے ایک قصبہ کی تعمیر ہوگی۔ اس قصبہ میں کوروکشیتر کیمپ کے شرنارتھی بسائے جائیں گے۔ تعمیر کا ابتدائی کام شروع ہو چکا ہے۔

یوپی - مظفر گڑھ - ڈیرہ دون - مودی نگر اور لکھنؤ میں چار قصبوں کی تعمیر

(۲) آٹھ فوجی کیمپوں میں رہنے سہنے کا مناسب انتظام۔

(۳) مختلف اضلاع میں مکان اور دکان کے مشترکہ نمونہ کی بارہ ہزار عمارتیں۔

(۴) دو ہزار پکے مکان اور

(۵) چھ ہزار سٹال۔ یہ سب زیر تعمیر ہیں۔

راجستھان - اودے پورہ میں ۲۲۵۰۰ شرنارتھیوں کا ایک قصبہ زیر تعمیر ہے۔ اس قصبہ کا نام پرتاپ نگر رکھا گیا ہے۔ مکانوں کی آدھی تعداد قریب الاختتام ہے۔

جے پور۔ قریباً ڈھائی ہزار مکان بنائے جائیں گے۔ دو ہزار حکومت کی طرف سے اور پانچسو امداد باہمی کی انجمن

طرف سے۔

متیہ یونین چودہ سو نئے مکان اور تخلیہ کنندگان کے ایک سو مکانوں کی مرمت کا کام ہو رہا ہے۔

بہار۔ مشترکہ مکان دکان کی تین سو عمارتوں کی اسکیم پر عمل ہو رہا ہے۔ اس اسکیم پر چھ لاکھ روپیہ سے زیادہ خرچ ہوگا۔

جن شرنارتھیوں کے لئے تخلیہ کنندگان کے مکانوں یا دوسری جگہوں پر رہنے کا انتظام کیا جا چکا ہے ان کا اندازہ کرکے لئے مختلف صوبائی اور ریاستی حکومتوں نے اپنے منصوبے تیار کئے۔ مختلف صوبوں اور ریاستوں میں شہری شرنارتھیوں کے لئے مکانات کے منصوبوں کی روداد حسب ذیل ہے۔

مقام	شرنارتھی جن کو جگہ دی جا چکی ہے	منصوبوں کے مختصر حالات
دہلی	۱۱۳۰۰۰	مکانات ۳۶۴۸ قطعات ۴۷۵۰ قصبے دو (کالکاجی اور شیخ سرائے) مرمت شدہ بارکیں ۔ ۶۰۰
مشرقی پنجاب	۱۰۰۰۰۰	مکانات ۴۰۰۰ قطعات ۶۰۰۰ قصبہ ایک (فریدآباد)
پٹیالہ اور ریاستہائے مشرقی پنجاب	۶۰۰۰۰	قصبہ ایک (راجپورہ)
صوبجات متحدہ	۱۲۶۰۰۰	مکانات ۱۴۰۰۰ توسیع شدہ قصبے ۴ فوجی کیمپوں میں ۵۲۰۰ کمرے
صوبجات متوسط	۵۶۰۰۰	قصبے دو فوجی بارکوں کی مرمت سے ۱۰۰۰ کمرے۔
راجستھان	۲۱۰۰۰	قصبہ ایک ۲۳۵۰ کمرے مکانات ۳۰۰
جے پور	۱۵۰۰۰	مکانات ۱۰۰۰

مقام	شرنارتھی جن کو جگہ دی جا چکی ہے	منصوبوں کے مختصر حالات
جودھپور	۶۰۰۰	مکانات ۱۰۰۰
اجمیر	۱۲۰۰۰	مکانات ۲۰۰۰
متیہ یونین	۸۴۰۰	مکانات ۱۴۰۰
کانڈلہ	۲۴۰۰۰	مکانات ۴۰۰۰
بمبئی	۱۸۰۰۰	قصبہ۔ ایک کلیان (فوجی کیمپ)
بہار	۱۸۰۰	مکانات ۳۰۰
مدھیہ بھارت	۲۴۰۰۰	مکانات ۴۰۰۰

شرنارتھیوں کو الاٹ کئے گئے مکان

ہند سرکار نے واجبی کرایہ مقرر کر دیا۔

تمام متعلقہ لوگوں کی آگاہی کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہند سرکار نے مغربی پاکستان سے آنے والے شرنارتھیوں کے لئے نئی دہلی کے شمالی توسیع کے علاقہ میں جو مکانات تعمیر کرائے ہیں۔ ان کا پہلے تین برسوں کے لئے عارضی کرایہ حسب ذیل مقرر کیا گیا۔

ایک کمرہ والے مکان کا کرایہ سال ۱۹۵۰ء تک ستو روپیہ ۹ آنے۔ دو کمرہ والے مکان کا کرایہ سال ۱۹۵۰ء تک ستائیس روپیہ چھ آنے۔ یہ کرایہ اقتصادی نکتہ نگاہ سے "نہ منافع نہ نقصان" کے اصول پر مقرر کیا گیا ہے۔ لیکن اس پر بعد میں اس وقت نظر ثانی کی جائے گی جب تعمیر کا سارا کام ختم ہو جانے کے بعد تعمیرات پر حقیقی صرفہ کے اعداد و شمار حاصل ہو جائیں گے۔

جن لوگوں کو یہ مکان الاٹ کئے گئے ہیں ان سب کو کرایہ نامے تحریر کرنے پڑیں گے جس روز سے مکان کا قبضہ حاصل کیا جائے گا اسی روز سے کرایہ شمار کیا جائے گا۔

ہند کے بحری جہاز "دہلی" کا دورہ ماریشس

جزیرہ کے ہندوستانیوں کی طرف سے شاندار خیر مقدم .

ہند کا بحری جہاز "دہلی" جس پر آزاد ہند کا سہ رنگا جھنڈا لہرا رہا ہے - ۲۴ مئی ۱۹۴۹ء کی صبح آٹھ بجے یہاں پہنچا ساحل سمندر پر کھڑے ہوئے ہزارہا لوگوں نے اس کا پرجوش خیر مقدم کیا - ان میں سے سینکڑوں لوگ بڑی خوبصورتی سے سجائی ہوئی چھوٹی اور بڑی کشتیوں میں سوار تھے - فضا تالیوں کی آواز سے گونج اٹھی - ہزاروں لوگوں نے بیک آواز نعرے لگائے - اور اسے ہندوستان کا "محافظ امن" کہہ کر سواگت کیا -

بہت سویرے سے ہی جزیرہ کے مختلف حصوں سے ہزاروں مرد - عورتیں اور بچے جوق در جوق پورٹ لوئیس کی جانب کھنچے آتے دکھائی پڑ رہے تھے - جس وقت کموڈور براؤن نے ساحل پر قدم رکھا - اس وقت تک شہر کو جانے والے سارے راستہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی اور ایک دوسرے کے پیچھے دونوں جانب دس دس قطاریں بندھ گئی تھیں -

جب جہاز بندرگاہ میں داخل ہوا - اس وقت ہندوستانی کمشنر شری دھرم یش دیو ہز ایکسیلنسی گورنر ماریشس کے ایڈی کانگ میجر ڈونلڈسن کے ہمراہ تختہ جہاز پر گئے میجر موصوف جہاز کو خوش آمدید کہنے کا پیغام لے کر گئے تھے - تھوڑی دیر بعد ماریشس کے علاقہ میں فوجوں کے کمانڈنگ افسر اور گورنر کے بحری ایڈی کانگ بھی کموڈور کا استقبال کرنے اور انہیں ساحل پر لے جانے کے لئے جہاز پر گئے۔

کموڈور اپنی کشتی میں ہندوستانی کمشنر بحری اور فوجی افسروں کے ہمراہ جب ساحل پر پہنچے تو ان کے اعزاز میں گیارہ توپوں کی سلامی دی گئی - نوآبادی سکریٹری پورٹ لوئیس کے میئر - ڈپٹی میئر پورٹ لوئیس میونسپل کونسل کے ممبروں اور کمشنر پولیس نے کموڈور کو خوش آمدید کہا - گارڈ آف آنر [illegible] کے دستے نے آپ کو گارڈ آف آنر پیش کیا -

اس کے بعد کموڈور براؤن ہز ایکسیلنسی گورنر سے ملاقات کرنے کے لئے موٹر میں پورٹ لوئی کے گورنمنٹ ہاؤس میں گئے - جس موٹر کار میں آپ اور ہندوستانی کمشنر جا رہے تھے - جب وہ بازاروں سے گذری تو لوگوں کے ہجوم نے جو صبح سے ہی بڑے صبر سے ان کے انتظار میں کھڑے تھے - پرزور تالیوں سے ان کا سواگت کیا - فضا "جے ہند" "مہاتما گاندھی کی جے" اور "پنڈت نہرو کی جے" کے نعروں سے گونج اٹھی -

گورنر سے ملنے کے بعد کموڈور براؤن پورٹ لوئی کے میئر سے رسمی ملاقات کرنے کے لئے ٹاؤن ہال گئے - جہاں میئر - ڈپٹی میئر اور میونسپل کونسل کے ممبروں نے آپ کا استقبال کیا - ان سب سے آپ کا تعارف کرایا گیا -

کموڈور اور ان کے ساتھی افسروں کو گورنر اور لیڈی کنہیر فورڈ نے گورنمنٹ ہاؤس میں ٹھہرایا ہے دیگر کچھ افسروں کو ہندوستانی کمشنر نے اپنی جائے سکونت پر ٹھہرایا -

شرنارتھی وکیلوں کی بحالی

ہند سرکار نے صوبائی حکومتوں کو لکھا تھا کہ وہ شرنارتھی وکیلوں کی بحالی کے لئے مناسب آسانیاں مہیا کریں - اس کے جواب میں حکومت مدراس نے شرنارتھی وکیلوں کو یہ رعایت دی ہے کہ مدراس میں پریکٹس کرنے والے شرنارتھی وکیلوں سے تجدید سند کے سلسلہ میں پہلے سال کے لئے پچیس روپے کی فیس نہیں لی جائے گی -

مدراس ہائیکورٹ میں پریکٹس کرنے کے لئے کوئی ایسی پابندی نہیں کہ پریکٹس کرنے والا وکیل مدراس میں ہی سکونت رکھتا ہو کوئی بھی شخص جس نے ہندوستان کی کسی قائم شدہ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی ہو صوبہ مدراس میں ایڈوکیٹ بن سکتا ہے -

ہندوستان کے دیہات میں بجلی مہیا کرنے کے مسائل

منتخبہ علاقوں کے لئے معمولی ابتداء موزوں ہو گی۔

ہندوستان کے دیہات میں بجلی مہیا کرنے کا مسئلہ درحقیقت ہندوستان کی ۸۹ فیصدی آبادی کو بجلی سے فیضیاب کرنے کا مسئلہ ہے۔ یہ نتیجہ سنٹرل الیکٹریسٹی کمیشن کے تازہ ترین پمفلٹ میں ظاہر کیا گیا ہے جس کا نام ہند میں دیہات کو بجلی مہیا کرنے کے کچھ پہلو ہے۔

اس کام کی حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کے دیہاتی قصبہ کو بجلی پہنچانے کے لئے دوم درجہ کی اور کم والٹس کی ۱ لاکھ میل لمبی لائنوں اور دس سے تین ہزار تک انجینیروں کی تعلیم و تربیت کی ضرورت پڑے گی۔ اس کے علاوہ کاریگروں اور تجربہ کار مزدوروں کے ایک بڑے لشکر کی فراہمی اور ۶ سو سے سو کروڑ روپیہ کی بھی ضرورت ہو گی۔

چونکہ ایسی وسیع کل ہند منصوبہ بندی صریحاً ناممکن ہے اس لئے فی الحال یہ تجویز کیا گیا ہے کہ دیہات کو بجلی مہیا کرنے کی اسکیموں میں سے صرف چند چیدہ رقبوں کے لئے غور و خوض کرنا چاہیئے۔ ان اسکیموں کی کامیابی کے لئے تعمیر کے کام میں مقامی اسباب کا استعمال، ضرورت کے عام سامان کو بڑے پیمانے پر بنانا۔ سادہ اور معیاری تعمیر وغیرہ تجویز کی گئی ہیں۔ چوبی کھمبوں کے استعمال کے لئے بہت زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ تقریباً ۵ ہزار میل لمبی لائنیں بنانے کے لئے سال میں ان کی کافی مقدار دستیاب ہو سکتی ہے۔

دیہات کو بجلی مہیا کرنے کی اسکیموں کے لئے سرکاری قرضے اور روپیہ کی امداد بھی ضروری خیال کی جاتی ہیں۔ کیونکہ اس کے ساتھ ہی تعمیر اور معیار کے معاملہ کی چھان بین اور صوبائی تجربہ کو یکجا جمع کرنے کا کام بھی تجویز کیا گیا ہے۔

پمفلٹ میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے۔ کہ دیہات کو بجلی مہیا کرنے کا مرحلہ ہندوستان کی بہ نسبت دوسرے ملکوں میں زیادہ سہل ہے۔ مثلاً انگلستان کی ۸۰ فیصدی آبادی شہری ہے۔ اور دیہات کو بجلی مہیا کرنے کا یہ مطلب ہوا کہ صرف ۲۰ فیصدی آبادی کو بجلی کی **

** آسانیاں بہم پہنچائی ہیں۔ اسی طرح امریکہ میں بھی دیہاتی علاقوں کی صرف ۴۴ فیصدی آبادی کے لئے تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔

ہندوستان میں اشیا کی تھوک قیمتوں کا انڈکس

صنعتی خام مال کی قیمتوں میں اضافہ

اقتصادیات کے مشیر کا انڈکس مظہر ہے۔ کہ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ختم ہونے والے ہفتہ کے دوران ہندوستان میں اشیا کی تھوک قیمتوں میں اعشاریہ سات فیصدی کا اضافہ ہوا۔ جو انڈکس ۳۸۵٫۱ سے زیادہ نہیں بڑھا تھا۔ اس میں گذشتہ ہفتہ کی نسبت ۱۰٫۲ فیصدی کا اضافہ ہوا پچھلے سال کے اسی ہفتہ کی نسبت ۲۰٫۲ فیصدی زیادہ رہا۔

زیر جائزہ ہفتہ کے دوران اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں ایک اعشاریہ چار فیصدی اضافہ ہوا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ تمام مرکزوں پر گندم کی قیمتوں میں بارہ فیصدی اضافہ ہوا۔

"صنعتی خام مال" کے زمرہ میں حسب ذیل اضافے ہوئے کپاس میں تین فیصدی، خام پٹ سن دو فیصدی، ریشم ۲ فیصدی اور لاکھ ۳ فیصدی۔ لیکن حسب ذیل اشیا کی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی۔ خام سینگا نیز منفی سات فیصدی، کھالیں منفی چار فیصدی۔ نتیجتاً صنعتی خام مال کا انڈکس ایک اعشاریہ تین فیصدی بڑھ کر ۴۶۱٫۸ ہو گیا۔

ادھ بنے مال کے انڈکس میں اعشاریہ ۲ فیصدی اضافہ ہوا۔ اور انڈکس ۲۸۰٫۴ تک پہنچ گیا۔ بھیڑ کی کھالوں کی قیمت میں دس فیصدی اور چمڑے کی قیمتوں میں ۲ فیصدی اضافہ ہوا لیکن عمارتی لکڑی اور نارے کے سوت میں منفی دو فیصدی کمی ہوئی۔

تیار شدہ مال کی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی اور انڈکس ۳۴۳٫۱ رہا اس کمی کا سبب شیشے کی قیمتوں کا تین فیصدی کم ہو جانا تھا۔

متفرق میں پان کے پتوں کی قیمتوں میں مثبت سات فیصدی اضافہ ہوا اور متفرق کے زمرہ کا انڈکس اعشاریہ ۶ فیصدی بڑھ کر ۵۳۶٫۵ ہو گیا۔

ریاست جے پور میں مرکب کھاد تیار کرنے کی جامع سکیم

ایک لاکھ روپیہ کی رقم وقف کر دی گئی

پچھلے ہفتہ جے پور میں شری جے رام داس دولت رام وزیر خوراک و زراعت کی زیرِ صدارت آل انڈیا کھاد کانفرنس کا اجلاس ہوا۔ اس میں دیگر حاضرین کے علاوہ سر دی۔ ٹی کرشنم آچاری دیوان ریاست جے پور، شریمتی میراں بہن اور مختلف صوبائی اور ریاستی حکومتوں کے نمائندے شامل ہوئے۔ شری دولت مل بھنڈاری وزیر ترقیات ریاست جے پور نے صدر استقبالیہ کمیٹی کے فرائض سرانجام دئے۔ اور مہمانوں کا سواگت کیا۔ آپ نے جے پور میں قلت خوراک کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ فصلوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے کھاد حاصل کرنے کے ذرائع کو مجتمع کرنے کی فوری ضرورت ہے۔ تاکہ ریاست کو خوراک کے معاملے میں خود مکتفی بنایا جا سکے۔

شری جے رام داس دولت رام نے اپنی تقریر میں کہا۔ اگرچہ ہم اس وقت جے پور میں آزادی کی لڑائی میں فتح حاصل کرنے کی تقریب منا رہے ہیں تاہم ہمیں ابھی خوراک حاصل کرنے کی جدو جہد میں فتح حاصل کرنا باقی ہے۔ خوراک کا مسئلہ ایسا ہے کہ اسے صرف مرکزی حکومت ہی دوسرے ممالک سے اناج خرید کر حل نہیں کر سکتی۔ اس کا حل سب کی مشترکہ کوششوں سے ہی ہو سکے گا۔" آپ نے کہا کہ ہند میں خوراک کی حالت دن بدن زیادہ نازک ہوتی جا رہی ہے۔ آبادی بڑھتی جا رہی ہے۔ اور قابل کاشت رقبہ اراضی کی قلت ہے۔ اس پر پاکستان سے وسیع تعداد میں شرنارتھیوں کی آمد اور دیگر کئی وجوہات کے باعث مشکلات میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ لیکن اس پر قابو پانا ضروری ہے۔ اس لئے خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے مقامی ذرائع کو استعمال میں لایا جائے۔ زمین کی زرخیزی کو قائم رکھنے کے لئے کوڑا کرکٹ سے تیار کی ہوئی کھاد بہترین خیال کی جاتی ہے۔ کیمیائی کھاد بھی خواہ عارضی فائدہ کے لحاظ سے اچھی ہو۔ تو بھی وہ مٹی کو اچھی حالت میں نہیں رکھ سکتی ہے۔ چونکہ اس معاملہ پر کانفرنس میں اختلاف رائے تھا لہذا اس مسئلہ پر مزید کھوج اور چھان بین کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

ریاست جے پور کے دیوان نے کانفرنس کے حاضرین کو بتایا کہ دو برس سے ریاست میں دیہات سدھار کا کام کیا جا رہا ہے جس میں کوڑے کرکٹ سے کھاد تیار کرنے کا کام ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ راجپوتانہ کے کاشتکاروں کے لئے کوڑے کرکٹ سے کھاد تیار کرنے کا کام ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس سے زرخیز مٹی کو ہوا کے زور سے کٹ کر اڑ جانے سے بچایا جاتا ہے۔

شری دولت مل بھنڈاری نے کہا۔ کہ کوڑے کرکٹ سے کھاد تیار کرنے کے کام کو ترقی دینے کے لئے ایک خاص کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ اس کمیٹی میں ریاست کے تمام محکموں کے اعلیٰ افسران شامل ہیں۔ کھاد تیار کرنے کی وسیع سکیموں کو چلانے کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی رقم وقف کر دی گئی ہے۔

سیاسی پنشن خوار شرنارتھیوں کی پنشنیں

پاکستان سے جو سیاسی پنشن خوار شرنارتھی بن کر ہند آ گئے ہیں۔ ان کی سیاسی پنشنوں کی ادائیگی کے لئے ہند سرکار نے ضابطہ مقرر کر دیا ہے۔ یہ ضابطہ وہی ہے جو صوبائی اور مرکزی حکومت کے عام سول پنشن خوار شرنارتھیوں کے لئے مقرر کیا جا چکا ہے۔ ہند اور پاکستان کی حکومتوں نے باہمی فیصلہ کیا ہے۔ کہ دونوں ڈومینینوں کی تمام صوبائی حکومتیں پنشنوں کے متعلقہ کاغذات کو جلد از جلد متعلقہ ڈومینین کو منتقل کرنے کے لئے فوری کارروائی کریں۔

معلوماتی فلموں کے ذریعہ عوام کی تعلیم

مدراس میں شری دیواکر کی تقریر

معلوماتی فلموں کی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے وزیر نشر و اطلاعات آنریبل شری آر۔ آر۔ دیواکر نے کہا۔ کہ آزاد ہندوستان کی جمہوریت ابھی عہد طفولیت میں ہے۔ اور عوام کی تعلیم ملک کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد عوام حکومت اور ملک کے مسائل پر غور و خوض کرنے کے قابل ہوں گے۔ انہیں اپنی اور اپنے نمائندوں کی ذمہ داری سے آگاہی ہوگی۔ آزاد ہندوستان میں ہر شخص کو عقیدہ اور خیال کی آزادی ہے لیکن ہر شخص کو ملک کی بہتری کے لئے کوشش کرنی ہے۔ ملک کی ترقی کا دار و مدار ہر شخص کے عمل پر ہے۔ ہر شخص میں ملک کی بہبود کا جذبہ ہونا چاہئے۔ ہندوستانی عوام کی اکثریت تعلیم سے بے بہرہ ہے۔ صحیح طور پر اچھائی اور برائی کی پرکھ کرنے کے لئے تعلیم سے بہرہ ور ہونا ضروری ہے۔ معلوماتی فلم ان پڑھ عوام میں تعلیم کے لئے شوق پیدا کرنے کے لئے بڑا اچھا ذریعہ ہیں۔ ہندوستان میں معلوماتی فلموں سے بہت کم کام لیا جاتا ہے۔ حالانکہ روس، امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ میں نہ صرف حکومت اس سے کئی کام لیتی ہے۔ بلکہ سرکردہ ادارے بھی عوام تک پہنچنے کے لئے معلوماتی فلم سے کام لیتے ہیں۔ روزمرہ کی زندگی افسانہ اور رومان سے کچھ کم دلچسپ نہیں۔ اور ڈاکومینٹری فلم میں زندگی کے حقائق کو نہایت دلپذیر رنگ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

آنریبل شری آر۔ آر۔ دیواکر نے کہا کہ حکومت ان مشکلات کو دور کرنے کی پوری کوشش کرے گی۔ جو ڈاکومینٹری فلم تیار کرنے کی راہ میں حائل ہوتی ہیں۔ لیکن ہنرمند اور متمول لوگوں کو اس اہم کام کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اور ملک کی خدمت کے جذبہ سے نئی اختراعیں کرنی چاہئیں۔ اور معلوماتی فلم کو مقبول عام بنانا چاہئے۔ معلوماتی فلموں کی نمائش کا اہتمام مدراس کی تامل ناد کانگریس کمیٹی نے کیا تھا۔

ٹڈیوں کے خطرہ پر قابو پا لیا گیا

بمبئی میں انسدادی تدابیر کی کامیابی

کیڑے مار دواؤں کو ہوشیاری سے استعمال میں لانے کے باعث بمبئی کے اضلاع بلگام۔ دھارواڑ۔ اور بیجاپور میں گھاس کی ٹڈیوں کی وبا پر قابو پا لیا گیا ہے۔ یہ ٹڈی دل دھان۔ جوار اور باجرہ کی فصل کو کافی نقصان پہنچا رہا ہے۔ اب ۲۴ ہزار ایکڑ رقبے جہاں پر کیڑے مار دوا چھڑکی گئی۔ ۱۹۰۸۰۰ ٹن دھان کی مزید پیداوار کی امید ہے۔ اور اس دھان کی قیمت ۲۲ لاکھ روپیہ ہوتی ہے۔

ضلع بلگام میں چاول کی ٹڈیاں دھان کی فصل کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی رہی ہیں۔ اور ۱۹۴۸ء کے برسات میں اس طوفان نے وبائی شکل اختیار کر لی تھی۔ اس سال صرف ضلع بلگام میں چاول کے ۱۲ ہزار ایکڑ رقبہ اور جوار کے ۲۷ ہزار ایکڑ رقبہ اور ضلع دھارواڑ میں ۱۲ ہزار ایکڑ جوار کی زمین پر اثر پڑا۔ گزشتہ فصل خریف میں گھاس کی ٹڈیوں کی وبا ایسی خطرناک تھی۔ کہ مناسب انسدادی تدابیر کے اختیار نہ کرنے سے جوار کی آدھی فصل ضائع ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اس کے علاوہ دکن کی بغیر پر کی ٹڈیاں ناسک اور بیجاپور کے ضلعوں میں غلہ کے اجناس کو کافی نقصان پہنچاتی رہی ہیں۔

حکومت بمبئی نے حکومت ہند کے مشورے سے اس بلا کو دور کرنے کے لئے ایک اسکیم تیار کی تھی جس کا نتیجہ بہت کامیاب رہا۔ ان کیڑے مار دواؤں میں بینزین اور ہیکسا کلورائڈ بھی ہوتی ہے۔ اور یہ زمین کے ایک بہت بڑے رقبہ سے ٹڈیاں دور کرنے کیلئے نمایاں کامیابی سے استعمال کی گئیں۔ جب کاشتکاروں نے ان انسدادی تدابیر کو بہت سودمند پایا۔ تو ان کیڑے مار دواؤں کی تہائی قیمت برداشت کرنے پر رضامند ہو گئے ہیں۔ ان اخراجات کا باقی حصہ حکومت ہند اور حکومت بمبئی مساوی طور پر برداشت کریں گی۔

صنعتی مقاصد کے لئے اختراعات

پیٹنٹ انکوائری کمیٹی کا سوال نامہ

ابھی دنوں حکومت ہند نے ہندوستان میں پیٹنٹ کے طریقہ کے متعلق تحقیقات کرنے اور ان کی اصلاح کے لئے سفارش کرنے کے لئے جو پیٹنٹ انکوائری کمیٹی قائم کی ہے اس نے ایک جامع سوال نامہ شائع کیا ہے۔ اس سوال نامہ میں ایک اہم بات یہ پوچھی گئی ہے کہ کیا ہندوستان کا موجودہ پیٹنٹ سسٹم صنعتی مقاصد کے لئے ایجاد و اختراع کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس سوال نامہ میں مناسب عنوانوں کے ماتحت سو سے زیادہ باتیں پوچھی گئی ہیں۔ اور پیٹنٹ سسٹم کے متعلق کل اہم پہلوؤں کو سامنے رکھا گیا ہے۔ مثلاً کچھ عنوان میں "پیٹنٹ اور تحقیقات" "پیٹنٹ حقوق کا غلط استعمال" "اغذیہ و ادویہ کا پیٹنٹ" "پیٹنٹ کے ایجنٹ" اور "نیشنل پیٹنٹ ٹرسٹ" وغیرہ اس سوال نامہ میں جو باتیں پوچھی گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

کیا ہندوستان میں پیٹنٹ سسٹم کی کافی اشاعت ہوئی ہے۔ اگر نہیں تو پھر کامیاب اشاعت کے لئے کیا اقدام اختیار کئے جائیں

کیا ہندوستان کا موجودہ قانون پیٹنٹ کرانے کا آسان طریقہ بہم پہنچاتا ہے۔

کیا موجودہ قانون کے مطابق متعلقہ پارٹیاں مناسب معاملوں میں پیٹنٹ کرنے کے خلاف کارروائی کر سکتی ہیں۔

کیا ہندوستان میں یہ نظام موجود کو اس قدر حفاظت بہم پہنچاتا ہے کہ ہندوستان میں پیٹنٹ کرانا مفید سمجھا جائے۔

کیا پیٹنٹ کے ساتھ یہ اصول بھی بنایا جائے کہ مناسب حادثہ پر ہر ایک آدمی کو اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی جائے

ہندوستان میں پیٹنٹ سسٹم نے تحقیقات کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ یا اس میں رخنہ اندازی کی ہے۔

کیا پیٹنٹ کرانے والوں نے ہندوستان میں اس سسٹم سے غلط فائدہ اٹھایا ہے۔

کیا وہ غیر ملکی کمپنیاں جنہوں نے ہندوستان میں پیٹنٹ کرائے ہیں ان کے استعمال پر غیر معقول شرائط عاید کرتی ہیں۔ یا بہت زیادہ معاوضہ وصول کرتی ہیں۔

موجد، کارخانہ دار اور عام آدمی کے نقطۂ نگاہ سے اس سسٹم میں کیا خرابیاں ہیں۔

جو تحقیقات عوامی روپے سے کی گئی ہو کیا اس کے استعمال کی آزادانہ اجازت دی جائے۔ یا اسے بھی پیٹنٹ کے ذریعہ مخصوص کیا جائے۔

کیا ہندوستانی پیٹنٹوں کی فوری مناسب اشاعت ہوئی ہے۔

کیا ہندوستان میں نیشنل پیٹنٹ ٹرسٹ قائم کرنے کی ضرورت ہے

حکومت پیٹنٹ کرانے والے کو اس کے استعمال میں کیا مدد دے سکتی ہے۔

کیا اس نظام کو ملحقہ ریاستوں میں بھی نافذ کیا جائے۔

کیا ہندوستان صنعتی ملکیت کے بین الاقوامی میثاق میں شرکت کرے۔

سوال نامہ کی کاپیاں بلا قیمت سیکرٹری پیٹنٹ انکوائری کمیٹی وزارت صنعت و رسد جیسلمیر ہاؤس مان سنگھ روڈ نئی دہلی سے مل سکتی ہیں۔

فوجیوں کے لئے ویلفیئر فنڈ کی رقم تیرہ ہزار روپیہ تک پہنچ گئی

میجر جنرل کے۔ ایس تھمیا نے حال ہی میں کشمیر میں لڑنے والے ہندوستانی دستوں کی بہبود کے لئے ویلفیئر فنڈ شروع کیا تھا اس فنڈ کی رقم تیرہ ہزار روپیہ ہو گئی ہے۔

ہند اور لنکا کے مابین فضائی معاہدہ

آج آنریبل مسٹر رفیع احمد قدوائی وزیر رسل و رسائل نے حکومت ہند کی طرف سے اور ہز ایکسیلنسی مسٹر ایم۔ ڈبلیو۔ ایچ۔ ڈی سلوا ہائی کمشنر لنکا مقیم ہند نے حکومت لنکا کی طرف سے فضائی ٹرانسپورٹ کے ایک معاہدہ پر دستخط کئے۔ اس معاہدہ کی بات چیت ماہ اکتوبر ۱۹۴۸ء میں لنکا اور ہند کے نمایندوں کے مابین ہوئی تھی۔ یہ معاہدہ بھی اسی طرح کا ہے جو حکومت ہند نے اس ضمن میں برطانیہ اور دوسری حکومتوں کے ساتھ کئے ہیں۔ اس کی دفعات میں جن میں دونوں ممالک کے درمیان فضائی آمد و رفت کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔ اس معاہدہ میں آمد و رفت کی تقسیم، ہوائی بندرگاہوں کے استعمال، مسافروں اور سامان کے کرایہ پر کنٹرول، اور دونوں ممالک کے اعداد و شمار اور اطلاعات کے سلسلے میں تبادلہ کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے۔ نیز معاہدہ پر عمل درآمد سے پیدا ہونے والے جھگڑوں کے تصفیہ اور اس کی تاویل وغیرہ کے لئے دفعات رکھی گئی ہیں۔ معاہدہ کے ضمیمہ میں فریقین کے ہوائی جہازوں کے آنے جانے کے لئے مقررہ ہوائی راستوں کا بیان کیا گیا ہے۔ حکومت لنکا کے ہوائی جہازوں کو مندرجہ ذیل راستوں کو استعمال کرنے کا حق دیا گیا ہے۔

کولمبو یا کنکیسنتورائی سے ترچناپلی

کولمبو " " " مدراس

کولمبو " " " ٹریونڈرم

کولمبو، ترچناپلی یا مدراس بمبئی اور اس سے آگے حکومت ہند کے ہوائی جہازوں کو مندرجہ ذیل راستوں پر آنے جانے کا حق ہوگا۔

بمبئی سے کولمبو اور اگر چاہیں تو اس سے آگے۔

مدراس سے کولمبو " " " " "

ترچناپلی سے کولمبو یا کنکیسنتورائی۔

ٹریونڈرم سے کولمبو یا کنکیسنتورائی۔

انتہائی مشکل حالات میں ہندی دستوں کی کامیابی

جموں کی بل بتراگ بل سپانڈر، چھوٹا قاضی بیر گنگلی۔ لیڈی گلی اور سب سے زیادہ زوجیلا کے دشوار گذار راستوں میں سامان لانے اور لے جانے کے لئے ٹٹوؤں اور خچروں کے دستے اور راستے کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے ہندوستانی انجینیروں کی کمپنی نے جو گرانقدر کام کیا ہے میجر جنرل کے۔ ایس تھمیا جنرل آفیسر کمانڈنگ نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔

بار برداری کا دستہ حال ہی میں بغرض آرام سرینگر پہنچا۔ گزشتہ ہفتہ کو شہر میں اس کی پریڈ ہوئی۔ کمپنی کے افسروں اور جوانوں کو خطاب کرتے ہوئے جنرل تھمیا نے کہا کہ وہ اپنے سنہری کارنامے پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ اس کمپنی کا جب ایک دستہ زوجیلا کے علاقہ میں گھر گیا تھا۔ تو کمپنی کے جوانوں اور افسروں نے زوجیلا سے کرگل تک اپنے دستے کی امداد کی۔ اس وقت برف کے ایک شدید طوفان سے سامنا تھا۔ لیکن ہندوستانی جوانوں نے ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ اس کارروائی کے دوران ہندوستانی جوان تیس میل لمبے راستہ پر کام کرتے رہے۔ وہ خطرناک پہاڑیوں پر چڑھتے اور برف کے میدانوں سے گزرے۔ اور ایک دن میں تین تین اور چار چار برفانی نہروں کو پار کرتے رہے۔ سخت ترین مشکلات کو عبور کرنے کا یہ کارنامہ ان کی اعلیٰ روایات اور احساس نظم و ضبط کی روشن مثال ہے۔

ایک دوسرے اعلان میں جنرل تھمیا نے رائل انڈین انجینیرز کی کمپنی کے کام کی تعریف کی ہے۔ جنرل موصوف نے کہا کہ اس وادی میں انہیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ کشمیر کے ناقابل برداشت موسم میں انہیں کڑی مشکلات سے سامنا تھا۔ لیکن انہوں نے ہر قسم کی مشقت کو جھیلا۔ سڑکوں کی تعمیر کے سلسلہ میں انہوں نے نئے معیار قائم کئے ہیں۔ سردی میں مدراس کے ان آدمیوں نے جو کام کیا۔ وہ ان کے مصمم ارادہ اور جذبہ خدمت کا مظہر ہے۔

مالیر کوٹلہ میں مسلم شرنارتھیوں سے بدسلوکی کی جھوٹی داستان

ہندسرکار کی توجہ اخبار "زمیندار" لاہور کی اشاعت مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۸ء میں شائع شدہ ایک بیان کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ جو میجر جنرل عبدالرحمان ڈپٹی ہائی کمشنر پاکستان مقیم جالندھر سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس بیان میں ڈپٹی ہائی کمشنر پاکستان کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ انھوں نے مالیر کوٹلہ کا دورہ کرنے کے بعد یہ رائے ظاہر کی کہ

" مالیر کوٹلہ اور نواحی سکھ ریاستوں میں مسلم شرنارتھیوں پر مظالم ڈھائے گئے ہیں اور ان میں سے قریباً تین ہزار افراد کا مذہب جبراً تبدیل کر لیا گیا "۔

اس بیان میں اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ میجر جنرل عبدالرحمان نے ہز ہائی نس نواب مالیر کوٹلہ اور ریاست کے انتظامیہ افسروں سے ملاقات کی اور ان سے شکایت کی۔ کہ سکھ اور ہندو ان مسلمانوں کو دہشت زدہ اور پریشان کر رہے ہیں۔ اور ان مسلمانوں کے دو نمائندوں نے خود میجر جنرل عبدالرحمان سے ملاقات کی اور ان سے درخواست کی کہ وہ دہلی جاکر پاکستان کے ہائی کمشنر سے صلاح مشورہ کریں۔ یہ معلوم نہیں کہ آیا پاکستان کے ڈپٹی ہائی کمشنر نے ایسا کوئی بیان دیا ہے۔ یا نہیں۔

ہندسرکار نے اس امر کی تصدیق کر لی ہے۔ کہ یہ بیان قطعی بے بنیاد ہے۔ جالندھر میں مقیم پاکستان کے ڈپٹی ہائی کمشنر نے مالیر کوٹلہ میں مسلم نکاسیوں کے کیمپ کا دورہ ۱۶ ر اکتوبر کی صبح کو کیا تھا۔ پٹیالہ اور مشرقی پنجاب کی ریاستوں کی یونین کے دو ذمہ دار افسر اس دورہ میں ہر وقت ان کے ساتھ رہے۔ کسی ایک بھی شخص نے غیر مسلم آبادی کی طرف سے زیادتی کی کوئی شکایت نہ کی تھی حقیقت یہ ہے کہ مالیر کوٹلہ کے رہنے والے مسلمانوں کے ایک مسلم نمائندے نے اپنے ساتھی مسلمانوں کی طرف سے اس موقع پر حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا تھا۔

" فضا بالکل پرامن اور شانت رہی ہے۔ حتیٰ کہ کیمپ سے باہر کے زمینداروں نے غریب اور مفلس مسلم نکاسیوں کو خوراک کے لئے اناج وغیرہ مہیا کرکے مدد دی ہے۔ ہمارے تعلقات بہت اچھے ہیں "۔

ڈپٹی ہائی کمشنر پاکستان نے کیمپ میں بہت سے نکاسیوں سے پوچھا تھا کہ کیا سب لوگ اپنی لڑکیاں اور عورتیں اپنے ہمراہ لے آئے ہیں۔ اور ان سب نے بتایا۔ کہ کوئی بھی مسلمان لڑکی یا عورت پیچھے نہیں رہ گئی ہے۔ عام مسلمانوں نے ڈپٹی ہائی کمشنر کے سامنے اظہار اطمینان کیا تھا اور اس بات پر زور دیا تھا۔ کہ وہ سب حسب معمول زندگی بسر کر رہے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ۱۶- اکتوبر کو ریاست کے مہمان خانہ میں مسلم نمائندوں کی طرف سے ڈاکٹر عبدالشکور نے کہا تھا۔

" ہم یہاں کمل آہنگی کے ساتھ رہتے رہے ہیں۔ اور دوسرے فرقوں کے ساتھ ہمارے تعلقات نہایت خوشگوار رہے ہیں۔

کشمیر کے متعلق حضرت ملّاں شور بازار کا بیان

ہندوستان اور پاکستان کے اخباروں میں افغانستان کے حضرت ملاں شور بازار کے متعلق جو خبریں چھپی ہیں ان میں حضرت صاحب کی طرف کچھ بیانات منسوب کئے گئے ہیں ان کی طرف یہ منسوب کیا گیا ہے۔ کہ قضیہ کشمیر میں افغانستان پاکستان کا پوری طرح حامی ہے۔ افغانستان کشمیر کی جنگ کو جہاد سمجھتا ہے۔ اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد افغانستان اس سلسلہ میں پاکستان کے ساتھ شامل ہوجائے گا۔ حضرت ملاں شور بازار نے ان کی تردید کی ہے۔

سپاہی کی شادی میں اُسکی معذوری مانع نہ ہوگی

وزیر دفاع کی "فلیگ ڈے" فنڈ کمیٹی نے دس ہزار روپیہ کی ابتدائی رقم "انڈین سیلرز، سولجرز اینڈ ائیرمینز بورڈ" کو دینی منظور کرلی ہے تاکہ یہ بورڈ سبکدوش معذور سپاہیوں کی شادی کا بندوبست کرسکے۔

مسلح افواج کے ان سپاہیوں کے دلوں میں جن کی ٹانگ یا بازو جنگ کشمیر میں یا کہیں اور نبرد آزما ہونے کی صورت میں زخموں کی وجہ سے کاٹ دیئے گئے ہیں اس بات کے خطرات پیدا ہوگئے تھے کہ یہ معذوری ان کی شادی کے حالات میں مانع نہ ہو۔ لہٰذا انہوں نے حال ہی میں بورڈ سے احتجاج کیا تھا۔

"فلیگ ڈے" کے چندے کی منظور شدہ رقم میں سے شادی کے خواہشمند سابق سپاہی کو شادی کی تقریب پر خرچ کرنے کے لئے کوئی رقم نہ دی جائے گی بلکہ ضلعوں کے "سیلرز، سولجرز اینڈ ایرمینز بورڈوں" کو سفر خرچ یا اخباروں میں اشتہارات وغیرہ کے ضروری اخراجات کے لئے دی جائے گی۔ یہ بورڈ موزوں سبکدوش سپاہیوں کے رجسٹر بھی رکھیں گے اور مقامی غیر فوجی حکام کی رائے سے شادی کے خواہشمندوں کی موثر طریقہ سے امداد کرنے کی کوشش کریں گے۔

شکر کی پیداوار اور ذخیرہ کا نقشہ

ڈائرکٹر صاحب انڈین انسٹی ٹیوٹ آف شوگر ٹیکنالوجی کانپور کو شکر کی پیداوار کے قواعد مجریہ ۱۹۳۹ء کی رو سے جو نقشے مہیا کئے گئے ہیں ان کی بنا پر ۱۵ نومبر ۱۹۴۸ء کو ختم ہونے والے پندرہ دن میں ہندوستان کی (بشمول حیدرآباد) شکر کی مرکزی فیکٹریوں میں شکر کا بقایا ذخیرہ ۶۰۸۹۰۰۰ من پیداوار ۱۳۱۰۰۰ من۔ نکاسی ۶۳۷۰۰۰ من اور موجودہ ذخیرہ ۵۵۸۱۰۰۰ من تھا۔ اور پچھلے سال کی اسی مدت کے اعداد و شمار ۴۶۴۶۰۰۰ من بقایا ذخیرہ۔ ۹۸۰۰۰ من پیداوار۔ ۶۶۲۰۰۰ من نکاسی اور ۳۰۸۴۰۰۰ من موجودہ ذخیرہ پر مبنی تھے۔ مدت زیر تبصرہ کے اعداد و شمار ۱۱۸ فیکٹریوں کے متعلق ہیں۔ جو گنا پیلنے کی کل طاقت کا ۸۷ء۹۰ فیصدی حصّہ ظاہر کرتے ہیں۔ جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت کے اعداد ۱۱۶ فیکٹریوں کے متعلق تھے۔ جو گنا پیلنے کی کل طاقت کا ۸۷ء۸ فیصدی حصّہ ظاہر کرتے تھے۔

یکم نومبر ۱۹۴۸ء سے اب تک ۱۳۱۰۰۰ من شکر کی پیداوار کی اور ۶۳۷۰۰۰ من شکر کی نکاسی کی اطلاع ملی ہے اس کے مقابلے میں پچھلے سال کی اسی مدت میں شکر کی پیداوار ۰۰۰... من اور شکر کی نکاسی ۷۷۵۰۰۰ من تھی۔

پونچھ میں کرسمس کا تہوار

ایک فوجی مشاہد لکھتا ہے کہ اس امر کے اطمینان کے لئے کہ ہندوستانی فوجیں کرسمس کے تہوار پر سردی سے محفوظ رہیں۔ ۳۴ ہزار گرم کمبل ہوائی جہازوں کے ذریعہ پونچھ پہنچائے گئے۔ کیونکہ قرب و جوار کے پہاڑوں پر برفباری شروع ہوگئی ہے اس لئے گرم کمبلوں کی انہیں سخت ضرورت تھی۔

اس سال کرسمس کے تہوار پر بڑی رونق ہوئی۔ کیونکہ "بلیک آؤٹ" کی پابندی ہٹالی گئی۔ کچھ عرصہ پہلے تو کھلی جگہ پر سگرٹ کا سلگانا بھی خطرناک خیال کیا جاتا تھا لیکن آج پونچھ میں بجلی کی روشنی بے شمار چمکتے ہوئے ستاروں کی مانند میلوں دور سے دکھائی دیتی ہے۔

دنیا کے اس حصّے میں رسل و رسائل کا وہی ذریعہ ہے جو کبھی مغلوں کے وقت میں تھا۔ لیکن آج صرف ہمارے دشمن کے سگنل کے تار اور دشمن کی مشین گنوں کے ہزاروں کارتوس اور بموں کے ہزاروں خول ہی وقت کی رفتار کا پتہ دیتے ہیں۔

جب ایک تھکا ماندہ مسافر ان دشوار گزار پہاڑی خم سے ہوکر جن کو پونچھ کی فوج سے وصل قائم کرنے کے لئے ہمارے فوجیوں نے روندا تھا پونچھ پہنچتا ہے تو بے سان و گمان روشنی کی چمک سے جس کا اسے خیال بھی نہ تھا اس کی ہمت بندھتی ہے کہ کرسمس کا تہوار منانے کے لئے پونچھ ایک مثالی مقام ہے۔

شہری شرنارتھیوں کی بحالی کے لئے قرضے

حکومت کی پالیسی کا اعلان

ہندسرکار نے ان اصولوں کی وضاحت کردی ہے جن
ہ تحت صوبائی اور ریاستی حکومتیں شہری شرنارتھیوں کی بحالی
ے لئے قرضے دینگی -

ہندسرکار نے صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو جو مراسلہ بھیجا ہے
ں میں گذشتہ فیصلہ کو دھرایا گیا ہے کہ قرضے زیادہ تر امداد باہمی
ی انجمنوں کو ملنے چاہئیں - اس طریقہ سے قرضے کی رقوم سے
رنارتھیوں کی ایک کثیر تعداد کو فائدہ پہنچے گا - اور روپے
موزوں طور پر استعمال کیا جائے گا - اس پالیسی سے حکومت
قرضہ واپس لینے میں بھی آسانی رہے گی جہاں کسی وجہ سے
جازت دے دی گئی ہے کہ شرنارتھیوں کے گروھوں کو قرضے
لئے جائیں - ان کی واپسی کے لئے شرنارتھیوں کی مشترکہ ذمہ داری
ہوگی - ہندسرکار کی طرف سے یہ بھی اجازت دی گئی ہے کہ
اص خاص حالتوں میں - سامان آلات اور مشینیں بھی شرنارتھی
فراد کو قرضے کے طور پر دی جا سکتی ہیں -

ہندسرکار نے اس بات پر زور دیا ہے کہ قرضہ دیتے
ت دیگر انجمنوں کی نسبت سامان تیار کرنے والوں کی انجمنوں
ترجیح دی جائے - اور عام حالتوں میں دیگر انجمنوں کو قرضہ
مقررہ سرکاری رقم کے پچاس فی صدی حصہ سے زیادہ
یں ملنا چاہیئے -

صوبائی اور ریاستوں کی حکومتوں سے کہا گیا ہے کہ وہ
خود امداد باہمی کی انجمنوں کے لئے اسکیمیں تیار کریں اور انھیں
عملی جامہ پہنانے کے لئے متعلقہ انجمنوں کو زمین - خام مال -
بجلی نقل و حرکت وغیرہ کے بارے میں ہر طرح کی ضروری امداد
دی جائے - جہاں ضرورت ہو وہاں ٹیکنیکل امداد اور جانچ پڑتال
کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں -
امداد باہمی کی انجمنوں کی یونین قائم کرنے کی بھی کوشش ہونی چاہئے -

جن ریاستوں یا ریاستی یونینوں میں امداد باہمی کے محکمے
نہیں ہیں ان سے کہا گیا ہے کہ وہ جلد از جلد امداد باہمی کی انجمنوں
کے لئے علاقوں میں انتظامیہ ادارے قائم کریں -

ہندسرکار کی طرف سے حسب ذیل سفارشات بھی کی گئی ہیں
مختلف حکومتوں کی امداد کے لئے قرضے کی درخواستوں کی
پڑتال کے لئے مشاورتی کمیٹیاں بنائی جائیں - شرنارتھیوں کو
صرف ایسے کام کے لئے مالی امداد دی جائے جو متعلقہ صوبہ یا
ریاست کی معاشی صورت کے موافق ہو - ایک انجمن امداد باہمی کو
اس کے ممبروں کے چندہ کی کل رقم سے زیادہ قرضہ نہ دیا جائے
اور کوئی قرضہ ڈھائی ہزار سے زیادہ نہ ہو -

شرنارتھی وکیلوں کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ مشترکہ لائبریریوں
کی تنظیم کریں یا قرضے کی رقوم ملنے تک آپس میں مل کر سالسٹروں
کے طریقہ پر کام کریں -

نیشنل ایمپلائمنٹ سروس کی فائدہ مندی کو تسلیم کرتے ہوئے صوبجات متوسط و برار کی حکومت نے تمام میونسپل کمیٹیوں
اور جن پد سبھاؤں کے نام ایک حکم جاری کیا ہے کہ وہ اپنے دفتروں کی تمام عارضی اور مستقل خالی آسامیوں کے لئے متعلقہ حلقہ
میں روزگار کی تبادلہ گاہ کو مطلع کریں -

صوبائی حکومت کے تحت آسامیوں کے متعلق تقرر کرنے والے حکام کو احکامات جاری کر دئے گئے کہ پبلک سروس کمیشن
کی سفارش سے یا مقابلہ کے امتحان سے پُر کی جانے والی اسامیوں کے علاوہ دیگر اسامیوں کے لئے روزگار کی تبادلہ گاہوں سے رجوع

روزگار کی تبادلہ گاہوں نے ۵ لاکھ آدمیوں کو روزگار پر لگایا

ہنرمند کاریگروں کی کمی

ہندوستان کی ۵۴ روزگار کی تبادلہ گاہوں نے ۱۹۵۶۸ بے روزگاروں کو جن میں ۳۴۶ عورتیں تھیں۔ روزگار پر لگایا اکتوبر ۱۹۴۸ء میں روزگار پانے والوں کی تعداد ۱۸۵۳۵ اور نومبر ۱۹۴۷ء میں ۱۵۷۹۷ تھی۔ یعنی جب سے روزگار مہیا کرنے کا ادارہ قائم ہے اب تک ۵۱۲۹۲۸ افراد کے روزگار کا انتظام کیا گیا۔ گزشتہ ماہ نومبر میں روزگار پانے والوں کی اس تعداد میں پاکستان سے آئے ہوئے ۴۴۹۱ شرنارتھی بھی شامل ہیں۔ لہٰذا روزگار کی اس تنظیم کے ذریعہ کام حاصل کرنے والے شرنارتھیوں کی مجموعی تعداد ۷۸۱۷۷ ہوتی ہے۔ اس مہینے میں ۱۵ فیصدی سبکدوش فوجیوں، ۲۱ فیصدی شرنارتھیوں اور ۶۴ فیصدی دیگر لوگوں کے لئے روزگار کا انتظام کیا گیا۔

نومبر ۱۹۴۸ء کے ختم تک ہندوستانی ریاستوں میں ۱۸۸۷۲ درخواست کنندگان کو روزگار پر لگایا گیا۔

روزگار پر لگانے کے کام کی ترقی کے سلسلہ میں بہت سے علاقوں سے اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ مدراس اور مغربی بنگال میں گزشتہ مہینے کے مقابلہ میں اس مہینے روزگار پانے والوں کی تعداد میں بالترتیب ۱۶۲۷ اور ۵۰۱ کا اضافہ ہوا۔ آسام اور بہار سے بھی معقول اضافہ کی اطلاع ملی۔

ملک بھر میں ہنرمند کاریگروں یعنی مشین سازوں، خراد کا کام کرنے والوں، میکانکی نقشہ نویسوں، ڈھلائی کا کام کرنے والوں فٹروں اور میکانکی انجنیئروں کی کمیابی بدستور جاری ہے۔ تمام تبادلہ گاہوں سے اسٹینو گرافروں کی کمی کی بھی اطلاع ملی۔ ہاوڑہ سے ربر اور پٹ سن کے کارخانوں میں کام کرنے والے ہنرمند کاریگروں کی قلت کی بھی خبر ملتی ہے۔ اجمیر، اننت پور، کالی کٹ، کلکتہ، دہلی، کانپور اور ویلور میں سند یافتہ استادوں کی کمی ہے۔ بمبئی کی گودیوں میں بوائلر کا کام اور مشینیں نصب کرنے کا کام کرنے والوں کی مانگ بہت زیادہ بڑھ گئی۔ اور مناسب تجربہ کار آدمی نہیں آتے۔ دھنباد میں چند موقعوں پر دایہ خانوں کے لئے نرسیں نہ مل سکیں۔ کیونکہ موزوں امیدوار موجود نہ تھیں۔ بمبئی کی خالی آسامیوں کو پُر کرنے کے لئے عورتیں دستیاب نہ ہوئیں کیونکہ عورتیں ایسی نوکری قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ تھیں۔

اس مہینے ۵۹۸۵ آدمیوں کو جن میں ۳۸۲۵ سبکدوش فوجی اور ۲۱۶۰ شرنارتھی بھی شامل ہیں، منتخب کرکے فنی پیشہ ورانہ تربیت پر لگایا گیا۔

اس مہینے کے آخر تک ۱۵۶۹ سبکدوش فوجیوں کو ۱۳۸۸۹ شرنارتھیوں کا انتخاب کرکے تربیت کے مرکزوں پر لگایا گیا۔ اس مہینے ۱۷۴۰۸ آدمی تربیت پا رہے تھے۔ اس تعداد میں ۸۶۹۸ سبکدوش فوجی اور ۸۷۱۰ شرنارتھی بھی شامل ہیں جن میں ۳۱۰ عورتیں اور لڑکیاں ہیں۔

وزارت زراعت کے محکمہ اقتصادیات اور اعداد و شمار کے حساب کے مطابق ہند یونین، جس میں حیدرآباد بھی ہے، کی سال ۴۹-۱۹۴۸ء کی چاول کی فصل کے متعلق پہلی پیشینگوئی مظہر ہے۔ کہ سال ۴۸-۱۹۴۷ء کے پانچ کروڑ پینتیس لاکھ ہزار ایکڑ رقبہ زیر کاشت کے مقابلہ میں سال ۴۹-۱۹۴۸ء میں پانچ کروڑ تینتیس لاکھ چھ ہزار ایکڑ اراضی میں چاول کی فصل بوئی گئی۔ جو صفر اعشاریہ پانچ فی صدی کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔ رقبہ زیر کاشت میں مذکورہ کمی زیادہ تر پچھمی بنگال، مدراس، بمبئی، پوربی پنجاب حیدرآباد میں کاشت کے وقت ناکافی اور بے وقت بارشوں کی وجہ سے ہوئی۔ یہ پیشینگوئی عمومی طور پر ماہ ستمبر کے آخر یا اکتوبر کے آغاز تک کے عرصہ کے بارے میں ہے۔ اس وقت تک فصل کی حالت عام طور پر تسلی بخش بیان کی جاتی تھی۔

ہندوستان سے خام پٹ سن کی برآمد

ہندوستان کے کارخانوں میں خام پٹ سن کے ذخیرہ کی کمی

ہندوستان نے ۱۸ نومبر اور ۴ دسمبر ۱۹۴۹ء کے درمیان خام پٹ سن کی ۹۴۶۵۵ گانٹھیں باہر بھیجیں۔ اگرچہ اسے اپنی ضروریات کے لئے پاکستان سے خام پٹ سن حاصل کرنے میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس مقدار میں ۴۱۸۹۰ گانٹھیں ہندوستان میں پیدا شدہ خام پٹ سن کی اور ۵۲۷۶۵ گانٹھیں پاکستان سے آئی ہوئی پٹ سن کی تھیں۔

حکومت ہند نے کلکتہ سے سمندر پار ملکوں کو بھیجنے کے لئے پاکستانی پٹ سن کی نقل و حرکت اور برآمد کے سلسلہ میں کوئی پابندی نہیں لگائی۔ اپنی ضروریات کے بڑے حصے کو پورا کرنے کے لئے ہندوستانی کارخانوں کا انحصار پاکستان سے پٹ سن کی رسد پر ہے۔ لیکن ہندوستان کے کارخانوں میں کام آنے کے لئے پاکستان سے پٹ سن کی درآمد اب تک مایوس کن ہے۔ اب تک ۱۴ لاکھ سے زیادہ گانٹھیں موصول نہیں ہوئیں۔ جو ان پچاس لاکھ گانٹھوں کا تیسرا حصہ ہے جس کا معاہدہ کراچی کے تحت پاکستان نے وعدہ کیا تھا۔ مشرقی پاکستان سے پٹ سن کی موجودہ آمد معمول سے بھی کم ہے۔ اور خصوصاً سال کے ان تین ماہ میں جن کا تعلق فصل کی نقل و حرکت کے بہترایام سے ہے۔ پاکستان کی فصل کا اندازہ انٹر ڈومینین کانفرنس میں اس کے نمایندہ کے بیان کے مطابق ساٹھ لاکھ گانٹھیں ہے۔ اور اس میں پچھلے موسم کا بقایا بھی شامل ہے۔ ہندوستان کے پٹ سن کے کارخانوں کے ذخیرے میں اضافہ کی صورت اور پٹ سن کے مال کی موجودہ پیداوار کو قائم رکھنے کا انحصار پاکستان کے اپنی ذمہ داریوں کو وقت پر پورا کرنے پر ہے۔

ہندوستانی کارخانوں میں پٹ سن کی بہم رسانی بہت سست ہے۔ جبکہ خام پٹ سن سے بھری ہوئی ریل کی گاڑیاں روزانہ کلکتہ آتی ہیں۔ اور ہندوستانی حکام کی مزاحمت کے بغیر گزر جاتی ہیں۔ پٹ سن کی یہ نقل و حرکت ہندوستان کے لئے نہ صرف مناسب رسد حاصل کرنے میں دقت کا باعث ہے۔ بلکہ اس سے حکومت کو باربرداری کی دقتوں سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔

پٹ سن کا خاص کوٹہ۔ ہندوستانی کارخانوں میں ذخیرے کی کمی اور ہندوستانی کارخانوں کی صنعت کے لئے پاکستان سے خام پٹ سن کی درآمد میں سست رفتاری کے باوجود ہندوستان میں پیدا ہونے والی پٹ سن پر حکومت نے برآمد کی جو پابندی عائد کر دی تھی۔ اب سلطنت برطانیہ، جرمنی اور آسٹریلیا کے سلسلہ میں ہٹالی گئی ہے۔ ماہ اکتوبر میں حکومت ہند نے سلطنت برطانیہ کے لئے ۵ ہزار گانٹھیں۔ جرمنی میں واقع بیزونیا کے لئے ۱۱۲۰۰ گانٹھیں (۲ ہزار ٹن)۔ اور آسٹریلیا کے لئے پانسو ٹن (۲۸۰۰ گانٹھیں) کا خاص کوٹا مقرر کر دیا تھا۔ کارخانوں میں اس وقت صرف تین مہینے کے لئے مال موجود ہے۔ جبکہ معمولی حالات میں اس کے پاس سات آٹھ مہینے کے لئے مال موجود ہوتا تھا۔ انڈین یونین میں تمام پٹ سن کی پیداوار کا تخمینہ ۲۰ لاکھ گانٹھوں کا لگایا گیا ہے۔ اور یہ پیداوار کارخانوں کی ضروریات کے لئے جس کا اندازہ ۶۳ لاکھ گانٹھوں کا ہے۔ بالکل ناکافی ہے۔ لہٰذا ان حالات میں سمندر پار کے ملکوں کو ہندوستان سے پٹ سن برآمد کرنے کی مقدار بہت محدود ہے۔

وزارت دفاع کی طرف سے غیر ملکی زبانوں کا ایک سکول قائم کیا جا رہا ہے۔ جہاں سرکاری افسر غیر ملکی زبانیں سیکھ سکیں گے
شروع شروع میں فرانسیسی، روسی [illegible]

درآمد کے مقابلہ میں ہندوستان سے کم قیمت کی اشیا بھیجی گئیں

گذشتہ ششماہی میں ہندوستان کی بحری تجارت

ستمبر ۱۹۴۸ء کو ختم ہونے والی ششماہی کے دوران ہندوستان سے سمندر کے راستہ جو اشیا غیر ممالک کو بھیجی گئیں ان کے مقابلہ میں ستو کروڑ چورانوے لاکھ روپیہ زیادہ کی اشیا منگوائی گئیں۔ گذشتہ برس اس ششماہی میں اٹھارہ کروڑ بہتر لاکھ روپیہ زیادہ کی اشیا منگوائی گئی تھیں۔

ستمبر ۱۹۴۸ء کو ختم ہونے والی ششماہی کے دوران سمندر کے راستے ہندوستان سے کل ۳۰۹ کروڑ ۵۷ لاکھ روپے کی اشیا غیر ممالک کو بھیجی گئیں۔ اور چار کروڑ ستر لاکھ روپیہ کی اشیا کی دوبارہ برآمد کی گئیں۔ ان کے مقابلہ میں ۲۳۲ کروڑ ۴۴ لاکھ روپے کی اشیا کی درآمد ہوئی۔

حسب ذیل اشیا غیر ممالک کو بھیجی گئیں۔ پٹ سن۔ چائے۔ کپاس۔ تیل۔ کھال۔ حسب ذیل اشیا غیر ممالک سے منگوائی گئیں۔ مشینری۔ اناج۔ دالیں اور آٹا۔ کپاس۔ تیل۔ دھات اور کچی دھات۔ موٹر گاڑیاں۔ کیمیائی اشیا۔ ادویات اور رنگ۔

گذشتہ برس کی اس ششماہی کے مقابلہ زیر جائزہ ششماہی میں برطانیہ نے ہندوستان سے نو کروڑ تینتالیس لاکھ روپیہ کم کی اشیا منگوائیں۔ زیر جائزہ ششماہی میں پاکستان نے ہندوستان سے پچیس کروڑ تیرانوے لاکھ روپے کی اشیا منگوائیں۔ ہندوستان سے مال منگوانے والے ممالک میں پاکستان دوسرے درجہ پر رہا۔ زیر جائزہ ششماہی میں مصر نے ہندوستان سے جو مال منگوایا۔ وہ گذشتہ برس کی اس ششماہی سے چار گنا رہا۔ فرانس اور اٹلی کے حصوں میں بھی اضافہ ہوا۔ لیکن بلجیم اور چین کے حصوں میں نسبتاً کمی ہوئی۔

پچھلے سال کی اس ششماہی کی نسبت زیر جائزہ ششماہی میں برطانیہ سے چار کروڑ ایک لاکھ اور اٹلی سے چار کروڑ بارہ لاکھ روپیہ کی زیادہ اشیا منگوائی گئیں۔ اس کے برعکس امریکہ سے تیرہ کروڑ اٹھانوے لاکھ روپیہ کم کی اشیا منگوائی گئیں۔ زیر جائزہ ششماہی میں آسٹریلیا سے چودہ کروڑ اٹھارہ لاکھ روپے کا مال منگوایا گیا۔ گذشتہ سال کی اس ششماہی میں آسٹریلیا سے چار کروڑ اکتیس لاکھ روپے کا مال منگوایا گیا تھا۔ برما سے درآمد کے حصّہ میں نو کروڑ چھیانوے لاکھ روپیہ کے مال کا اضافہ ہوا۔ پاکستان سے زیر جائزہ ششماہی میں نو کروڑ چھیانوے لاکھ روپیہ کا مال منگوایا گیا۔

تلوں کی فصل کا پہلا اندازہ

وزارت زراعت کے شعبۂ اقتصادیات اور اعداد و شمار نے ہندوستان مشمولہ ریاست حیدرآباد کے متعلق ۱۹۴۸-۴۹ء میں تلوں کی فصل کا جو پہلا اندازہ لگایا ہے۔ اس کے مطابق زیر کاشت رقبہ ۱۱ لاکھ ۹۷ ہزار ایکڑ ہے۔ جو سال ۱۹۴۷-۴۸ء کے مقابلے میں بقدر ۴۶ء۴ فی صدی کم ہے۔

یہ کمی بالخصوص سوراشٹر اور جوناگڑھ میں واقع ہوئی ہے۔ اس کی وجہ تخم ریزی کے وقت ناسازگار موسمی حالت بیان کی جاتی ہے۔

متذکرہ بالا اندازہ عموماً ماہ جولائی کے آخر یا اگست کے شروع سے متعلق ہے۔ اس وقت تک فصل کی حالت عام طور اچھی بیان کی جاتی تھی۔

ہندوستان اخوتِ انسانی کا علمبردار ہے

ڈاکٹر رؤف کا میمو اور مانڈلے کا دورہ

ہندوستانی سفیر ڈاکٹر رؤف اپر برما کے دو اہم شہروں میمو اور مانڈلے کا دورہ کرکے ۱۲ دسمبر کو واپس رنگون پہنچ گئے۔ ہندوستانیوں اور برما کے مشہور لوگوں نے جن میں سرکاری ملازم اور غیر سرکاری لوگ دونوں شامل تھے۔ ڈاکٹر رؤف کا پرجوش استقبال کیا۔ ان کی خدمت میں سپاس نامے پیش کئے گئے۔ جن میں ان کی تعریف کی گئی تھی۔

میمو کے ایک عام جلسہ میں جس میں ایک ہزار ہندوستانی شریک تھے۔ ان کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ اس میں کہا گیا۔ "ہمیں یقین ہے۔ کہ آپ اپنے زمانہ سفارت میں برما اور ہندوستان کے لوگوں میں دوستی اور ہمدردی کی فضا پیدا کر دیں گے۔ اور ان دونوں بڑی اقوام کے درمیان اتحاد اور ایکتا پیدا کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ اور ہمیں اس بات کا بھی یقین ہے۔ کہ آپ کی رہنمائی میں برما کے ہندوستانی اور برما کے عوام کو اس تہذیبی اور ثقافتی اتحاد کا احساس ہو جائے گا۔ جو ڈھائی ہزار برس سے چلا آتا ہے۔"

مانڈلے کے ہندوستانیوں نے ہندوستانی سفیر کو بتایا۔ کہ اس وقت جبکہ ملک کے دوسرے حصوں میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ برما کی اس پرامن راجدھانی میں رہنے والے لوگ اتحاد اور ایکتا سے رہے۔

ڈاکٹر رؤف کو بتایا گیا۔ کہ وہ برما کے ہندوستانیوں کے لئے ایک ایسے سرکاری نمائندے کی حیثیت ہی نہیں رکھتے۔ جسے ہمارا مکمل اعتماد اور محبت حاصل ہے۔ بلکہ وہ ایک ایسے مقصد کے نمائندے ہیں جو تمام دنیا کو عزیز ہے۔ اور وہ مقصد ہے اخوت انسانی۔

ہندوستانی سفیر نے ان سپاس ناموں کا انگریزی اور اردو میں جواب دیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ اگرچہ مجھے ہندوستان کا سفیر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ لیکن میں یہاں ہر ایک امیر و غریب ہندوستانی کی خدمت کے لئے ہوں۔

انہوں نے کہا۔ کہ یہاں کے ہندوستانیوں ہی میں میل جول اور ایکتا نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ انہیں چاہئے۔ کہ وہ یہاں جن لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی اتحاد اور محبت سے رہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ آپ لوگوں کو ان بنیادوں کو سمجھنا چاہئے۔ جن پر ہندوستان اور برما کی دوستی کی بنیادیں سینکڑوں برس سے قائم ہیں۔ آپ لوگوں کو دوراندیش ہونا چاہئے۔ اور اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس سے آپ کی وسعت خیالی پر کوئی اثر نہیں پڑنا چاہئے۔ کیونکہ آج کل کے حالات و واقعات گذشتہ جنگ کا نتیجہ ہیں۔ ڈاکٹر رؤف نے ہندوستانیوں سے کہا۔ کہ دونوں ممالک کے لیڈر آپس میں دوستی کا اظہار کر رہے ہیں۔ آپ کو بھی اس کا آئینہ دار ہونا چاہئے۔

آخر میں ڈاکٹر رؤف نے ہندوستانی مردوں اور عورتوں سے کہا۔ کہ آپ کو یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہئے۔ کہ آپ ایک ایسے ملک کے نمائندہ ہیں۔ جس نے عظیم الشان لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ ایسے لوگوں کو جن کی دنیا عزت کرتی ہے۔ آپ کو یہاں آزاد ہند کے باشندوں کی طرح رہنا چاہئے۔ جو دنیا میں امن اور اخوت کا علمبردار ہے۔ اور ان کے حصول کے لئے پوری کوشش کر رہا ہے۔

کپڑے اور سیمنٹ کی نقل و حرکت میں تیزی

ماہ نومبر میں ۲۵۰ سپیشل ریل گاڑیاں چلائی گئیں

گذشتہ ماہ بمبئی میں باد و باران کا جو طوفان آیا تھا اس کی وجہ سے ریلوں کی آمد و رفت پر سخت کڑی پابندیاں لگا دی گئی تھیں۔ اس کے باوجود بمبئی کے علاقہ سے ملک کے مختلف مقامات کو کپڑے اور سیمنٹ کی روانگی میں کافی اضافہ ہوا۔ ماہ اکتوبر کے متعلقہ اعداد و شمار سے مقابلہ کیا جائے تو کپڑے کی روانگی ایک لاکھ باون ہزار پانچ سو چھبیس گانٹھوں سے بڑھ کر ایک لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو سینتالیس گانٹھیں ہو گئی۔ اور سیمنٹ کی روانگی تینتالیس ہزار تین سو اٹھائیس ٹن سے بڑھ کر سینتالیس ہزار آٹھ سو چار ٹن ہو گئی۔

اس ماہ کے دوران میں ہندوستانی ریلوں نے تقریباً ۲۵۰ اسپیشل ٹرینیں چلائیں۔ ۶۶ ٹرینیں درآمد شدہ اناج لے کر گئیں۔ ۱۳ ریل گاڑیاں کلکتہ اور بمبئی کی بندرگاہوں سے خام مال لے کر ملک کے دوسرے علاقوں کو گئیں۔ ۱۲ ٹرینیں کارخانوں سے سیمنٹ، ۱۱ ریل گاڑیاں ٹاٹا نگر سے لوہا اور فولاد لے کر۔ ۲۵ ریل گاڑیاں صوبہ سی پی سے مینگانیز برآمد کرنے کی غرض سے کلکتہ اور وزیگاپٹم لے گئیں۔ ۹ ریل گاڑیاں او۔ ٹی ریلوے سے کھانڈ لے کر گئیں۔

مختلف اشیا کی نقل و حرکت میں زیادہ آسانی پیدا کرنے کے لئے حسب ذیل اشیا کو ایک خاص اقدام کے طور پر بلند درجہ میں کر دیا گیا۔

۱۔ طبی ادویات اور سامان۔ ہسپتالوں کا سامان اور انگریزی دوائیاں۔ ترجیحی درجہ دوئم۔ (ای) سے درجہ اوّل (ایچ) میں کر دی گئیں۔

۲۔ اخباروں کا کاغذ۔ درجہ سوئم (بی) سے درجہ دوئم (سی)

۳۔ دیا سلائی کے کارخانوں کا خام اور تیار شدہ مال درجہ سوئم (سی) سے درجہ اوّل (اے) میں کر دیا گیا لیکن اس صورت میں کہ درجہ دوئم (سی) کے ماتحت مال بھیجنے کی پرائیویٹی ڈیل سکے

۴۔ کھانڈ درجہ دوئم (اے) سے درجہ اول (بی) بمبئی کی بندرگاہ سے مال کی بھیڑ ہٹانے کے لئے خاص اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

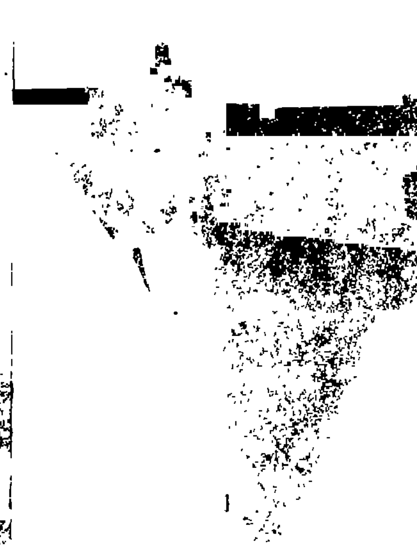
بمبئی میں روئی کی آمد ماہ اکتوبر کی ۴۴۷۲۲ گانٹھوں سے کم ہو کر ماہ نومبر میں ۳۰۱۴۷ گانٹھیں ہو گئی۔ ماہ نومبر کے آخر میں ایسٹ انڈین ریلوے پر تمام قسم کے مال اور اشیا کی لوڈنگ کھول دی گئی۔

ریلوں کے حادثے

ریلوں کے چیف گورنمنٹ انسپکٹر کی رپورٹ بابت ۱۹۴۷ء-۴۸ء میں بتایا گیا ہے کہ ۲۱ ایسے حادثے ہوئے جن کی سرکاری انسپکٹروں نے باضابطہ تفتیش کی۔ ان ۲۱ حادثوں میں ۵ مسافر گاڑیوں کے ٹکرانے ۱۲ ریلوں کے پٹڑی سے اتر جانے ۲ آگ لگنے اور ۲ مختلف قسم کے تھے۔ مسافر گاڑیوں کے یہ ۵ حادثے اسٹیشن کے عملے یا ریلوں کے چلانے والوں کی غفلت کے باعث ہوئے۔

ریلوے انسپکٹوریٹ کو جو وزارت مواصلات کے تحت ہے مستعمراتی تقسیم کی وجہ سے از سر نو ترتیب دینا پڑا۔ چنانچہ بیکانیر سٹیٹ ریلوے اور جودھ پور ریلوے براہ راست چیف گورنمنٹ انسپکٹر کے تحت میں آ گئیں۔ ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو اس انسپکٹوریٹ کے دائرہ اختیار میں ۳۴۰۰ میل ریلوے لائن تھی۔

(دائیں) پیرس میں پنڈت نہرو نے ادارہ اقوام متحد کے سیکریٹری جنرل مسٹر ٹریگوی لی سے ملاقات کی (تصویر میں) پنڈت نہرو مسٹر لی سے مصافحہ کر رہے ہیں





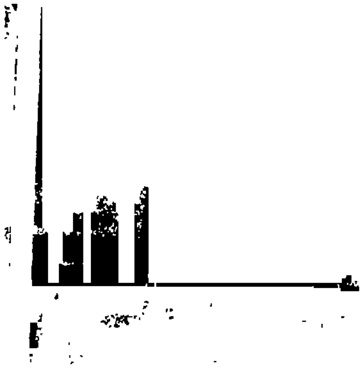
(اوپر) ادارہ اقوام متحدہ کی تعلیمی سماجی اور ثقافتی مجلس میں ہندوستا
وفد کے لیڈر ڈاکٹر رادھا کرشنن یونیسکو کے کھلے اجلاس کی نامینیش
کمیٹی کی صدارت کر رہے ہیں۔

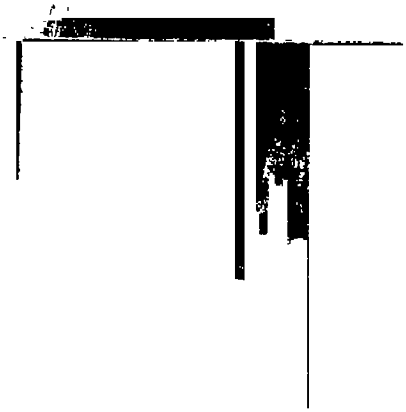


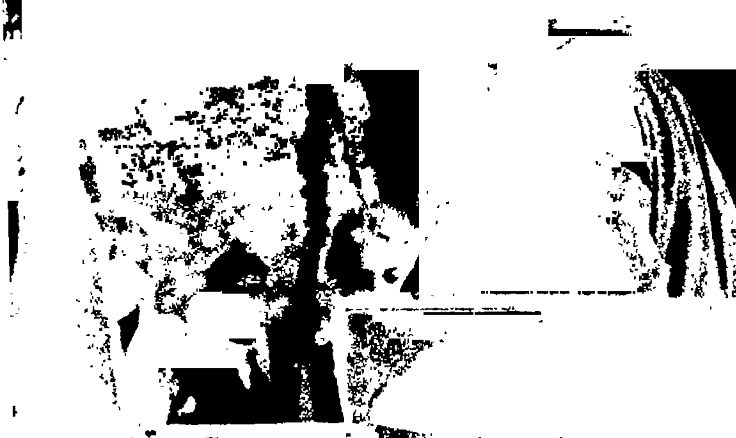


پنڈت جواہرلال نہرو حیدرآباد سٹیٹ کانگرس کے صدر سوامی رامانند تیرتھ اور دیگر اصحاب کے ساتھ یہ تصویر آپ کے حالیہ دورہ حیدرآباد کے موقعہ پر لی گئی

رجسٹرڈ نمبر ڈی ۲۷







آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو نیویارک کے مشہور سائنسدان مسٹر چارلس برنگم سے بات چیت کر رہے ہیں۔ یہ تصویر الہ آباد کے گورنمنٹ ہاؤس میں لی گئی ہے جہاں یو پی کی گورنر نے انڈین سائنس کانگرس کے ۳۶ ویں اجلاس کے نمائندوں کے اعزاز میں ایک دعوت دی تھی۔ (نیچے) وزیر اعظم انڈین سائنس کانگرس کے ۳۶ ویں سالانہ اجلاس کا افتتاح کر رہے ہیں۔

سرورق

وزیر اعظم ہند نے حال ہی میں کلکتہ کا دورہ کیا۔ وہاں پر انھوں نے ہند کی مہابودھی سوسائٹی کے صدر کو مہاتما بدھ کے خاص پیروکاروں کی قدیم یادگاریں پیش کیں۔ یہ یادگاریں سو سال پہلے ہند سے لے جا کر لندن میوزم میں رکھ دی گئیں تھیں۔ اس کے علاوہ کلکتہ میں وزیر اعظم کو گاندھی جی کی ایک قد آدم تصویر پیش کی گئی اور انھوں نے گاندھی جی کی یادگار میں بنائے گئے گاندھی گھاٹ کا رسم افتتاح بھی ادا کیا۔



مرکزی اطلاعات کیا ہے؟

مرکزی اطلاعات اخبارات کی سہولت اور امداد کے لئے ہے اور اس کا مقصد حکومت ہند کی خاص خاص کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔ یہ رسالہ عوام میں تقسیم نہیں ہوتا مگر ایسے لوگوں اور اداروں کو بھیجا جا سکتا ہے جو پبلک کو معلومات فراہم کرنے کا کام کرتے ہیں۔

مرکزی اطلاعات میں عنوانات اور جلی عبارتوں کا مقصد پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے ان سے لازماً سرکاری نقطۂ خیال کا اظہار مقصود نہیں۔

مرکزی اطلاعات میں باہر کے مضامین شامل نہیں کئے جاتے۔ اس کا ہر مضمون حوالہ دئے بغیر نقل کیا جا سکتا ہے۔

(ایڈیٹر:- پی ایل شرما پرنسپل انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا)

خاص مضامین

جلد ۱۷ نمبر ۳ یکم فروری ۱۹۴۹

ہندوستان میں تعلیم کی ترقی

بنیادی اور سماجی تعلیم کی اسکیمیں

آزادی کے فوراً بعد جس جوش اور عزم سے تعلیمی ترقی کا پروگرام مرتب کیا گیا تھا۔ اس کو ملک کے اقتصادی بحران کی وجہ سے عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا۔ لیکن نیا سال زیادہ امید افزا ہے۔ اگلے سال کے بجٹ میں آزادی سے قبل کے بجٹ سے دوگنی رقم تعلیم کے لئے خرچ کی جائے گی۔ بنیادی تعلیم مفت اور لازمی قرار دی جائے گی۔ افراطِ زر کے باوجود تعلیم بالغان کی سکیم کے لئے اگلے سال کے بجٹ میں ایک خاص مد رکھی گئی ہے۔ اور یہ طے پایا ہے۔ کہ ابتدائی تعلیم کا ذریعہ مادری زبان ہو۔

جمعہ ۷ جنوری ۱۹۴۹ء کو وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد نے الہ آباد میں سنٹرل ایڈوائزری بورڈ آف ایجوکیشن کے پندرہویں جلسے میں اس کے صدر کی حیثیت سے جو تقریر کی۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

دوستو!

ایک سال پہلے ہم دہلی میں ملے تھے۔ پچھلے سال آزادی کے بعد تعلیم کے مرکزی مشاورتی بورڈ کا پہلا جلسہ ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ ہم اس وقت بڑے پرجوش تھے۔ اور تعلیمی ترقی کے پروگرام کو جلد سے جلد جامۂ عمل پہنانا چاہتے تھے۔ لیکن جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ ملک کی اقتصادی حالت کو اچانک ایک بحرانی دور سے سامنا کرنا پڑا۔ اور اس حالت کے زیادہ نازک ہونے پر مجھے اپنی مرضی کے خلاف تعلیمی ترقی کی رفتار کو کم کرنا پڑا۔ لیکن میں نے یہ طے کر لیا ہے۔ کہ حالات کے سدھرتے ہی ترقی کے پروگراموں میں تعلیمی ترقی کو درجۂ اولیت حاصل ہوگا۔

لیکن اس کفایت کے باوجود میں یہ بتاتے ہوئے مسرت محسوس کرتا ہوں۔ کہ نیا سال زیادہ امید افزا ہے۔ اگلے سال کے بجٹ میں آزادی سے قبل کے بجٹ سے دوگنی سے بھی زیادہ رقم تعلیم کے لئے رکھی جائے گی۔

بنیادی تعلیم۔ قومی حکومت کا سب سے پہلا اور اہم کام یہ ہے۔ کہ عام تعلیم مفت اور لازمی قرار دی جائے۔ آپ نے اپنے پچھلے جلسہ میں اس پر زور بھی دیا تھا۔ آنریبل بی۔ جی کھیر کی زیر صدارت ماہرین کی جو کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ اس نے اپنی رپورٹ میں یہ لکھا تھا۔ کہ سولہ سال میں دو پانچ پانچ سال کی سکیموں اور ایک چھ سالہ سکیم کے ذریعہ ملک بھر میں تعلیم عام کی جا سکتی ہے۔ کمیٹی نے ان سکیموں کے مالی اخراجات بھی بتائے ہیں۔ اور یہ تجویز کی ہے۔ کہ مرکز ان اخراجات کا تیس فیصدی ادا کرے۔

وزارت تعلیم نے اس عارضی رپورٹ کو منظور کر لیا ہے۔ اور اس بات کی کوشش کی ہے۔ کہ آئندہ سال کے بجٹ میں ان اخراجات کی گنجائش رکھی جائے۔ لیکن ان اقتصادی حالات کے پیش نظر جن کا تذکرہ میں پہلے کر چکا ہوں۔ پوری رقم کی گنجائش نہیں نکالی جا سکے گی۔ مارچ سے قبل پھر غور کیا جائے گا۔ اور یہ دیکھا جائے گا۔ کہ کس قدر گنجائش نکالی جا سکتی ہے۔ بہرحال حکومت نے استادوں کی تربیت کے لئے رقم رکھی ہے۔ تاکہ جیسے ہی اقتصادی حالت سدھر جائے ہم بنیادی تعلیم کے پروگرام کو جامۂ عمل پہنا سکیں۔

مجلسی تعلیم۔ تعلیم بالغان بھی بنیادی تعلیم جیسی ہی ضروری ہے۔ اور مجھے آپ کو یہ بتاتے ہوئے بھی خوشی ہوتی ہے۔ کہ افراطِ زر کے باوجود ہم نے تعلیم بالغان کی سکیم کے لئے اگلے سال

کے بجٹ میں ایک مد رکھی ہے۔

صوبہ دہلی میں بنیادی تعلیم اور سماجک تعلیم دونوں کے پروگراموں پر عمل شروع کر دیا گیا ہے۔ دہلی میں جنگ کے بعد تعلیمی ترقی کا بورڈ قائم کر دیا گیا۔ اور تربیت یافتہ استادوں کی قلت کو دور کرنے کے لئے مغربی پنجاب کے شرنارتھی استادوں کو لینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور یہ طے کیا گیا۔ کہ انہیں جامع ملیہ میں ایک مختصر سا کورس پڑھایا جائے۔ جس سے ان کا علم تازہ ہو جائے۔ یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو ۷۴ سکول کھولے گئے اور ۲ نومبر ۱۹۴۸ء سے ۷۵ اور سکول کھل گئے۔ اور امید ہے ۱۹۴۹-۵۰ء کے مالی سال کے اختتام تک دہلی کے سارے علاقے میں ایسے سکول کھل جائیں گے۔

یہ تجویز بھی ہمارے سامنے ہے۔ کہ سماجک تعلیم کے لئے وقتاً فوقتاً تعلیمی میلے منعقد کئے جائیں۔ ان میں بڑے بڑے لوگ تقریریں کیا کریں گے۔ انہیں ڈراموں میں حصہ لینے اور ڈرامے تیار کرنے کے لئے بھی ابھارا جائے گا۔ لوگوں کو تعلیمی فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ ریڈیو سنانے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ ایسے دو تعلیمی میلے منعقد بھی کئے جا چکے ہیں۔ اور گاؤں کے مردوں۔ عورتوں اور بچوں نے ان کا حوصلہ افزا استقبال کیا ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ دوسرے صوبوں میں بھی ایسے میلوں کا انتظام کیا جائے گا۔ اور کم سے کم مہینے میں ایک میلہ ضرور منعقد کیا جائے گا۔

سائنسی تعلیم اور سمندر پار تعلیم کے لئے وظیفے۔ اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے میں نے ایک کمیٹی ڈاکٹر بی سی رائے کی زیر صدارت قائم کی تھی۔ اور سائنٹیفک مین پاور کمیٹی کو بھی یہ کام سونپا تھا۔ دونوں کمیٹیوں نے یہ سفارش کی ہے۔ کہ ٹیکنیکل تعلیم کے لئے ملک میں اداروں کو زیادہ مضبوط بنایا جائے۔ اور اعلیٰ معیار کی تعلیم کے لئے نئے ادارے کھولے جائیں۔ اس طرح رفتہ رفتہ طلبا کو باہر بھیجنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

حکومت نے عمومی طور پر ان سفارشوں کو مان لیا ہے۔ اور طلبا کو دوسرے ملکوں میں تعلیم کی غرض سے وظیفے دینے کی ایک نئی سکیم مرتب کی ہے۔

تعلیمی ضروریات کے اخراجات۔ جب ہم اپنے تعلیمی اخراجات کا دوسرے ممالک سے موازنہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں یہ احساس ہوتا ہے۔ کہ ہم نے ابھی قومی تعلیم کا آغاز بھی نہیں کیا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ پچھلے بجٹ میں تعلیم کے لئے جو روپیہ رکھا گیا وہ کل بجٹ کے ایک فیصدی سے بھی کم تھا۔ اگر صوبوں کے خرچ کو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو گویا کل ہندوستان نے ۵ فیصدی سے کچھ زیادہ رقم تعلیم پر خرچ کی ہے۔ اگرچہ سنہ ۱۹۴۹-۵۰ء کے بجٹ میں زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ لیکن وہ بھی میری توقعات سے کم ہے۔ برطانیہ میں بجٹ کی سات فیصدی سے زیادہ رقم تعلیم پر خرچ کی جاتی ہے۔ اس رقم میں میونسپل کمیٹیاں وغیرہ تقریباً چار فیصدی کا اور اضافہ کرتی ہیں۔ کوئی شخص نہیں کہہ سکتا۔ کہ برطانیہ کو مالی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا۔ لیکن برطانیہ نے ان مشکلات کے باوجود اپنے تعلیمی پروگرام کو نہیں روکا۔ مجھے امید ہے۔ کہ ہندوستان میں بھی تعلیمی ترقی کو مالی مشکلات کی وجہ سے نہیں روکا جائے گا۔

یونیورسٹی کی تعلیم۔ یونیورسٹی کی تعلیم بھی کم اہم نہیں۔ اس مقصد کے لئے ہم نے ایک یونیورسٹی کمیشن قائم کر دیا ہے۔ ہمیں خوشی ہے۔ کہ اس کمیشن کے لئے پروفیسر سر واپدی رادھا کرشنن جیسا ماہر تعلیم ملا ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ یہ کمیشن سال کے اختتام سے پہلے اپنی رپورٹ پیش کر دے گا۔

ذریعہ تعلیم۔ تقریر ختم کرنے سے قبل میں آپ کی توجہ ملک کے ایک اور اہم مسئلہ کی طرف مبذول کراؤں گا۔ آپ نے سفارش کی تھی۔ اور حکومت ہند نے یہ سفارش منظور کر لی تھی۔ کہ ابتدائی تعلیم کا ذریعہ مادری زبان ہو۔ سارے صوبوں نے اس اصول کو مان لیا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ آپ اس بات سے متفق ہوں گے۔ کہ ابھی صرف عمومی اصول ہی طے کیا ہے۔ لیکن اس کی تفصیلات طے کرنے اور انہیں عملی جامہ پہنانے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ جہاں طالب علم کی مادری زبان اور سرکاری زبان ایک ہے۔ وہاں کوئی مشکل نہیں۔ لیکن جہاں اختلاف ہے۔ وہاں کئی جگہ شبہات پیدا ہوئے ہیں۔ یہ بات واضح نہیں کی گئی کہ کس سرکاری زبان کو کس موقعہ پر ثانوی زبان کا درجہ دے کر داخل نصاب کیا جائے۔ اور نہ ہی یہ بات صاف طور پر بتائی گئی ہے۔

(بقایا صفحہ ۸۰ پر)

اپنے اندر شہریت کا جذبہ پیدا کرو اور خود غرضی کو ختم کردو

دہلی یونیورسٹی کے سالانہ کانووکیشن پر گورنر جنرل کا طلبا سے خطاب

دہلی یونیورسٹی کے سالانہ کنووکیشن پر چانسلر کی حیثیت سے گورنر جنرل نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ زندگی سے نبرد آزما ہونے میں ہی عظمت اور شوکت ہے۔ عمل نتائج سے بے نیاز ہو کر کرنا چاہیئے۔ نتائج کی اتنی اہمیت نہیں ہوتی جتنی جدوجہد کے طریقوں کی ہوتی ہے۔ غیر ملکی اقتدار کے ساتھ ساتھ نوکر شاہی طرز حکومت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب ہم میں سے ہر ایک بشر کو اپنے فرائض کا احساس ہونا چاہیئے۔ اور انہیں بجالانا چاہیئے۔ شہریت محض ایک پیدائشی حق ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسی طرز معاشرت بھی ہے۔ جو تربیت اور جذبات کی صحیح پرداخت سے بنتی ہے۔

ہز ایکسیلنسی راجگوپال آچاریہ گورنر جنرل ہند نے دہلی یونیورسٹی کے چانسلر کی حیثیت سے ۱۵ جنوری کو سالانہ کانووکیشن کے جلسہ میں تقریر کی۔ آپ نے کہا:-

آج کے جلسہ کی کارروائی کا بوجھ وائس چانسلر صاحب نے اپنے اوپر لے کر مجھے اس سے بچایا ہے۔ اس کے لئے میں ان کا ممنون ہوں۔ ہماری خوش قسمتی ہے۔ کہ سر موریس گائر جیسے قابل شخص نے اس اہم اور روز افزوں ترقی کرتی ہوئی یونیورسٹی کا پھر ایک برس کے لئے انتظامیہ رکن اعلیٰ بننا قبول کیا۔ ورنہ اس عمر میں اتنی بڑی شہرت حاصل کر چکنے کے بعد ہر کوئی بشر اس طرح کا سخت کام رضا کارانہ طور پر کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جاتا ہے۔ ہم نے اعلیٰ عہدوں کے تقرر کے لئے انتخاب کا جمہوری طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہم ایسے حالات بھی پیدا کریں۔ جن سے بہتر اور قابل ترین اشخاص کو ان عہدوں کے لئے کشش پیدا ہو جائے ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ جو لوگ شہری نظم و نسق کے لئے موزوں ترین ہوتے ہیں۔ وہ انتخابی طریقوں کے جھنجھٹ سے بچنے کے لئے الگ رہتے ہیں۔ اور مقامی اداروں کے معاملات کو چلانے کی ذمہ داری تیسرے اور چوتھے درجہ کے لوگوں پر چھوڑ دیتے ہیں۔ ہماری یونیورسٹیوں کی بھی یہی حالت نہیں ہونی چاہیئے۔ مجھے امید ہے۔ کہ میرے ان الفاظ کو اسی جذبہ سے سمجھا جائے گا جس کے تحت میں نے یہ الفاظ کہے ہیں۔

ناکامیاں اور کامیابیاں: آچاریہ جی نے ۱۸۹۷ء میں اپنے ان جذبات کا ذکر کیا۔ جو بی اے کی ڈگری حاصل کرتے وقت ان کے دل میں موجزن تھے۔ اس کے بعد آپ نے طلبا کو آشیر آباد دیتے ہوئے کہا۔ پرماتما کی رحمت آپ کے شامل حال ہو۔ اور آپ کو کامیابی کا ہر موقع نصیب ہو۔ یاد رکھئے زندگی سے نبرد آزما ہونے میں ہی عظمت اور شوکت ہے۔ عمل نتائج سے بے نیاز ہو کر کرنا چاہیئے۔ میں یہ الفاظ ایک ایسے آدمی کی حیثیت سے بول رہا ہوں۔ جسے بڑی آزمائشوں اور ناکامیابیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور جس نے بہت سی کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ فی الواقعی نتائج خواہ کچھ ہوں ان کی اتنی اہمیت نہیں ہوتی۔ جتنی آپ کی جدوجہد کے طریقوں کی ہوتی ہے۔ پرماتما نے ہند میں رہنے والے ہم سب لوگوں کو ایک نادر موقع بخشا ہے تاکہ ہم یہ ثابت کر سکیں کہ ہم کتنے اچھے اور نیک بننے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ ہم نیک انسانوں کی اولاد ہیں۔ اور نیکی ہمیں ورثہ میں ملی۔

کاش ہم ۲۵ برس پہلے آزاد ہو جاتے۔ ہم نے اخلاق عالم کی تاریخ کے بدترین دور میں آزادی حاصل کی ہے۔ کاش یہ

آزادی ہمیں ۲۵ برس پہلے نصیب ہوئی ہوتی - اس صورت میں ہماری حالت آج سے بہت اچھی ہوتی - ہمیں آزادی اس وقت حاصل ہوئی ہے - جب دنیا بہت سے پہلوؤں سے تنزل کی طرف جارہی ہے لیکن ہم ہر چیز اپنی خواہش کے مطابق ہی حاصل نہیں کرسکتے - ہماری راہ میں مشکلات ہیں - اور ہمیں نئے سرے سے کام شروع کرنا ہے - ظاہر ہے کہ ہمیں اپنے تعلیمی نظام میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا پڑے گا - کہ لوگوں کے اندر اخلاقی اور روحانی بیداری پیدا کی جائے - خواہ اس میں طوالت ہی کیوں نہ پیش آئے - یہ کام سکولوں اور کالجوں کے نصاب تعلیم میں اخلاقیات پر لیکچروں کی شمولیت سے نہ ہوسکے گا - بلکہ یہ کام ایسی سرگرمیوں کو منظم کرنے اور ایسا ضبط پیدا کرنے سے ہوگا - جو نوجوانوں کے دلوں میں سچائی اور نیکی کے لئے عزت اور توقیر کے جذبات بیدار کرکے ان کو جھوٹ اور برائی سے متنفر کردے - نصیحتوں کی بہ نسبت تھوڑا سا عمل بدرجہا بہتر ہے - اس کا یہ مطلب ہے کہ سکولوں اور کالجوں میں ایسے مرد اور عورتیں ہونی چاہئیں - جن کی روزمرہ زندگی لڑکوں اور لڑکیوں کے نو واثر دلوں میں روشن خیالی اور عمل کے جذبات پیدا کرے - استادوں اور معلموں کا انتخاب کرتے وقت ان کی علمی قابلیت کے ساتھ ساتھ ان کی عادات واطوار اور خیالات وعمل کا بھی خاص دھیان رکھا جائے - صحبت کا برا یا اچھا اثر دور رس ہوتا ہے - ہم فطرتاً نقال ہوتے ہیں نہ صرف اوائل عمر میں ہی جب ہم دوسروں کے اثرات جلد قبول کرلیتے ہیں - بلکہ ہم زندگی بھر خود بخود ہی دوسروں کی ان عادات واطوار کی نقل کرتے رہتے ہیں - جن کو ہم اچھا خیال کرتے ہیں -

مجلسی مسرت کی کنجی - مجلس مسرت کی کنجی یہ ہے - کہ مرد اور عورتیں ہر وقت خود بخود ہمدردی اور بے غرضی سے کام کریں اور غیر مجلسی رویہ سے پرہیز کرنے کے عادی بن جائیں - جھوٹ بولنے چوری کرنے دھوکہ وفریب کرنے - ظلم اور حیوانی خواہشات کا شکار بننے سے ہمیں ایسی ہی حقارت پیدا ہونی چاہئے جیسی ہمیں گندگی اور ناپاکی سے ہے - جسمانی صفائی کی طرح دل کی صفائی بھی اہم اور ضروری ہے -

شہریت اور حب الوطنی - غیر ملکی اقتدار کے ساتھ ساتھ نوکرشاہی طرز حکومت کا خاتمہ ہوچکا ہے - اب ہم میں سے ہر ایک بشر کو اپنے فرائض کا احساس ہونا چاہئے اور انہیں بجا لانا چاہئے - قومی آزادی حاصل ہوجانے سے سرگرم حب الوطنی کی ضرورت ختم نہیں ہوتی - لیکن اب سچی حب الوطنی یہ ہے - کہ خود غرضی کو دور کرنے کے لئے جہاد کے جذبہ سے کام لیا جائے - پہلے جس طرح غیر ملکی حکومت کو ختم کرنے کا خیال ہر وقت ہمارے پیش نظر رہتا تھا - اسی طرح اب تمام مردوں اور عورتوں کو ملک کی بھلائی و بہبودی کا خیال سب سے مقدم رکھنا چاہئے شہریت محض ایک پیدائشی حق ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا طرز معاشرت بھی ہے - جو تربیت اور جذبات کی صحیح پرداخت سے بنتا ہے -

شہریت کے بغیر آزادی اور جمہوریت محض ابتری اور سراج بن جاتی ہے - شہریت کے کلچر سے میری مراد انفرادی چال چلن کا ایک ایسا سانچہ ہے - جس کی مدد سے ہی جمہوریت مجلسی مسرت پیدا کرسکتی ہے - ہم نے غیر ملکی حکومت کو مٹا دیا ہے - لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں - کہ قانون کے احترام میں کمی ہونے دی جائے - یا حکومتوں اور عدالتوں کے اختیارات گھٹا دئے جائیں -

بدی زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی - دنیا میں کہیں بھی دیکھیں بدی صرف تھوڑی دیر تک ہی زندہ رہتی ہے اور کچھ وقت کے بعد نیکی اس پر غالب آجاتی ہے - ہمارے ملک میں بھی ایسے ہی ہوگا - میرے نوجوان دوستو یقین رکھ پرماتما پر بھروسہ کرو - اور بہادر بنو - شہریت کا کلچر پیدا کرنے کے لئے کام کرو - کسی خارجی دباؤ کے بغیر اپنے دلوں کی آواز پر ہی قانون کا احترام کرنے والے لوگوں کی طرح سوچو اور عمل کرو - میری نیک خواہشات آپ سب کے ساتھ ہیں - دہلی تاریخی اور عظیم الشان جگہ ہے - یہ دنیا بھر کے اہم مقامات میں ہوتا ہے - آپ کی یونیورسٹی ہند کے دارالسلطنت میں وا

کشمیر میں حالات پرامن ہونے پر رائے شماری کی جائیگی

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ناظم مقرر کرینگے

متحدہ اقوام کے کمیشن نے ہندوستان اور پاکستان میں بیک وقت ۷ جنوری کو جو اعلانیہ شائع ہونے کے لئے جاری کیا ہے اس کی خاص باتیں یہ ہیں۔ (۱) رائے شماری کے لئے ایک ایسے منتظم کا تقرر جو ایک بڑی بین الاقوامی شخصیت کا مالک ہو۔ (۲) اگست ۱۹۴۸ء کی تجویز کے دونوں حصوں پر عمل کے بعد جب کمیشن کو یہ اطمینان ہو جائے۔ کہ ریاست میں حالات پرامن ہیں تب وقت کمیشن ہندوستان کے ساتھ ہندوستانی اور ریاستی فوج کے ہٹانے کی بابت گفتگو کرے گا (۳) کمیشن ہندوستان و پاکستان کے دو تحتی کمیشن بنائے گا۔ جن کا مقصد ریاست کے اُن باشندوں کو اپنے وطن واپس بھیجنا ہوگا۔ جہاں سے وہ فسادات کی وجہ سے بھاگ گئے تھے۔ اگست کی تجویز کے تیسرے حصہ کے مطابق دونوں حکومتیں آئندہ تفصیلات کے متعلق طے کرینگی

ادارہ اقوام متحدہ کے کمیشن نے ہندوستان اور پاکستان میں بیک وقت ۷ جنوری کو جو کمیونک شائع ہونے کے لئے جاری کیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔ اس کمیونک میں وہ قرارداد بھی شامل ہے جو اس کمیشن نے ۵ جنوری کو لیک سکسیس میں اپنے جلسہ میں منظور کی تھی ہندوستان اور پاکستان کی حکومتوں نے کشمیر کمیشن کو مطلع کیا ہے کہ انہیں وہ اصول منظور ہیں۔ جو کمیشن نے جموں اور کشمیر میں رائے شماری کرانے کے متعلق پیش کئے ہیں تاکہ اس طرح وہاں کے باشندے اپنے مستقبل کے متعلق اپنے فیصلہ کا اظہار کر سکیں۔ یہ اصول کمیشن کی اس قرارداد میں ضمیمہ کے طور پر شامل ہیں۔ جو اس نے ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کو منظور کی تھی۔ اور جس کے ذریعہ کشمیر میں جنگ بند کرنے اور عارضی صلح کرنے کی تجویز کی گئی تھی۔ دونوں حکومتوں نے کمیشن کی آخری تجاویز کو منظور کر لینے کے بعد یکم جنوری کو رات کے گیارہ بج کر ۵۹ منٹ پر اپنی اپنی فوجوں کو کشمیر میں لڑائی بند کر دینے کا حکم دے دیا۔

دونوں حکومتیں اپنے اس اقدام پر تعریف کی مستحق ہیں۔ کمیشن نے لیک سکسیس میں ۵ جنوری کو باتفاق رائے حسب ذیل قرارداد منظور کی۔

ہندوستان اور پاکستان نے علی الترتیب ۲۳ دسمبر اور ۲۴ دسمبر کو مندرجہ ذیل اصولوں کو بذریعہ تحریر تسلیم کر لیا ہے۔

(۱) اس سوال کا فیصلہ کہ جموں اور کشمیر کی ریاست ہندوستان کے ساتھ رہے گی یا پاکستان کے ساتھ ایک آزاد اور غیر جانبدار رائے شماری کے ذریعہ کیا جائے۔ اور یہ رائے شماری جمہوری طریقہ پر ہوگی۔

(۲) یہ رائے شماری اس وقت ہوگی جب کمیشن یہ دیکھ لے گا کہ جنگ بند کر دی گئی ہے۔ اور التوائے جنگ کا معاہدہ مکمل ہو گیا ہے

(۳) (الف) ادارہ اقوام متحدہ کا جنرل سیکرٹری کشمیر کمیشن کی رائے سے ایک ایسے شخص کو رائے شماری کا انتظام کرنے کے لئے مقرر کرے گا۔ جو بین الاقوامی شہرت کا مالک ہو۔ اور جس پر سب کو اعتماد ہو۔

(ب) رائے شماری کو جمہوری اور غیر جانبدار طریقہ پر عمل میں لانے کے لئے مہتمم رائے شماری تمام ضروری اختیارات ریاست جموں و کشمیر کی حکومت سے حاصل کرے گا۔

(ج) رائے شماری کا یہ مہتمم اس کا بھی مجاز ہوگا۔ کہ وہ اپنی پسند کے مطابق مددگاروں مشاہدین یا عملہ کا تقرر کرے۔

(۴) (الف) اگست ۱۹۴۸ء کی تجویز کے دونوں حصوں پر عمل ہونے کے بعد جب کمیشن کو یہ اطمینان ہو جائے۔ کہ ریاست میں حالات پرامن ہیں۔ اس وقت کمیشن حکومت ہند کے ساتھ ہندوستانی اور ریاستی فوج کے ہٹانے کی بابت گفتگو کرے گا۔ اور اس میں ریاست کے

تحفظ اور رائے شماری میں آزادی کا خاص خیال رکھا جائے گا۔

(ب) ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے دوسرے حصّہ کے الف (۲) میں جس علاقہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں سے فوج ہٹانے کا فیصلہ کمیشن اور رائے شماری کا مہتمم مقامی افسروں سے مشورہ کرکے کرے گا۔

(۵) ریاست کے تمام فوجی و غیر فوجی افسران اور سیاسی پارٹیوں کو رائے شماری کے مہتمم سے اشتراک کرنا پڑے گا۔

(۶) الف۔ تمام شہری جو ریاست سے باہر فسادات کی وجہ سے چلے گئے تھے۔ پھر بلائے جائیں گے۔ اور ان کو اپنے شہری حقوق کے استعمال کی آزادی ہوگی۔ اور اس مقصد کے لئے دو تحتی کمیشن قائم کئے جائیں گے۔ ایک میں پاکستان کے نمائندے ہوں گے۔ اور دوسرے میں ہندوستان کے نمائندے ہوں گے یہ کمیشن رائے شماری کے مہتمم کی ہدایت سے کام کریں گے۔ اور اس شرط کو پورا کرنے کے لئے پاکستان اور ہندوستان کے تمام ذمہ داران جو ریاست میں موجود ہیں۔ وہ کمیشن کے ساتھ تعاون کریں گے۔

(ب) تمام دوسرے اشخاص جو ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو یا اس کے بعد ریاست میں بغیر کسی جائز کام کے داخل ہوئے ہیں۔ ان سے ریاست کے چھوڑنے کے لئے کہا جائے گا۔

ریاست جموں و کشمیر کے تمام ذمہ داران رائے شماری کے منتظم کے ساتھ اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کریں گے۔ کہ (ل) رائے شماری میں کسی قسم کا دباؤ، اشتعال، لالچ، رشوت یا اور کوئی ناجائز طریقہ استعمال نہیں کیا جائے گا۔ (ب) ریاست میں جائز سیاسی سرگرمیوں پر کوئی پابندی نہ ہوگی۔ اور تمام رعایا کو بلا امتیاز عقیدہ و مذہب سیاست کے ہندوستان یا پاکستان سے الحاق کے متعلق اپنی رائے کے اظہار کی قطعی آزادی ہوگی۔ اور تحریر، تقریر، اجتماع اور سفر کی بھی آزادی ہوگی۔ اور لوگ جائز طور پر ریاست میں داخل بھی ہو سکیں گے۔ اور باہر بھی جا سکیں گے۔ (ج) تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا۔ (د) ریاست کے تمام حصّوں میں اقلیتوں کا تحفظ کیا جائے گا۔ (ہ) کسی قسم کا بدلہ نہ لیا جائے گا۔

(۸) رائے شماری کے منتظم کو جہاں بھی مدد کی ضرورت ہوگی وہ کشمیر کمیشن کی طرف اپنے مسائل رجوع کر سکتا ہے۔ اور کمیشن جب ضرورت محسوس کرے گا۔ وہ منتظم کو اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی ہدایت کر سکتا ہے۔

(۹) رائے شماری کے آخر میں منتظم کشمیر کمیشن اور ریاست کشمیر کو نتائج سے مطلع کرے گا۔ اور کشمیر کمیشن سلامتی کونسل کو اپنی تصدیق بھیجے گا۔ کہ آیا رائے طلبی آزادی سے ہوئی یا نہیں۔

(۱۰) ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی تجویز کے تیسرے حصّہ کے مطابق سمجھوتہ پر دستخط ہوں گے۔ جس میں منتظم کی رائے بھی شامل ہوگی۔ کمیشن نے ہندوستان اور پاکستان کو جنگ بند کرنے کے لئے سراہا ہے۔ اور اُمید کرتا ہے۔ کہ وہ جلدی ہی ہندوستان واپس جا کر اپنے فرائض کو ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء کی تجویز کے مطابق پُورا کر سکے گا۔

ہندوستان میں تعلیم کی ترقی (بسلسلہ صفحہ ۴۷)

کہ کس موقعہ پر اسے مادری زبان کی جگہ ذریعہ تعلیم کے طور پر استعمال کیا جائے۔ یہ اور اس سے متعلقہ دوسرے مسائل تفصیلی غور کے محتاج ہیں۔ ان کے قابل عمل اور مناسب حل تلاش کرنے ضروری ہیں تاکہ کسی کو شکایت کا موقعہ نہ رہے۔ حکومت ہند اس کے متعلق خود ہی کوئی فیصلہ کر سکتی تھی۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ اس بارے میں آپ کی رائے بڑی قیمتی [illegible]

روشن خیال لوگوں کی بھی نمائندگی کرتے ہیں۔

مجھے یقین ہے۔ کہ آپ اس اجلاس میں اس مسئلہ پر خاص طور پر غور کریں گے۔ اور اس اصول کو عملی جامہ پہنانے کے لئے واضح تفصیلات طے کرلیں گے۔ اس طرح آپ نہ صرف ہماری ایک بہت مشکل تعلیمی گتھی کو ہی سلجھالیں گے۔ بلکہ قومی اتحاد کے لئے بھی ایک ٹھوس قدم اٹھائیں گے۔

پناہ گزینوں کی جائیداد کے متعلق ہند اور پاکستان میں سمجھوتہ

کراچی کانفرنس کے اہم فیصلے

کراچی میں جو انٹرڈومینین کانفرنس ہوئی اُس میں کئی اہم فیصلے کئے گئے۔ دونوں مستمرات نے "زرعی زمین" اور قصباتی غیر منقولہ جائیداد" کی تصریحات پر اتفاق کیا۔ غیر منقولہ قصباتی جائیداد کو پرائیویٹ طور پر فروخت کرنے یا تبادلہ کرنے کی پوری اجازت دی گئی ہے اس سلسلے میں حکومت لوگوں کو تمام قسم کی تفصیلات سے مطلع کرے گی۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ جن زمینوں پہ ایسی کسی اسکیم کا اطلاق ممکن ہو۔ ان کو سمجھوتے میں شامل کیا جائے۔

۱۴ جنوری کو کراچی میں بین المستعمراتی کانفرنس کا اجلاس ختم ہُوا۔ اس کانفرنس کے پیش نامے میں جو سب سے زیادہ اُلجھے ہوئے اور مشکل معاملات تھے۔ وہ تخلیہ کنندگان کی جائداد سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کانفرنس کے سہ روزہ اجلاس کے دَوران میں تخلیہ کنندگان کی جائداد کے مسئلہ کو ہر زاویہ سے دیکھا گیا۔ اور تمام نکات پر خوب بحث کی گئی۔ مندرجہ ذیل عبارت سے واضح ہوگا۔ کہ بیشتر اہم مسائل پر سمجھوتہ ہُوا ہے۔ اور باقی مسئلوں کو آئندہ کانفرنس میں سلجھانے کے لئے بھی زمین تیار کی گئی۔

دونوں مستمرات نے "زرعی زمین" اور "قصباتی جائداد غیر منقولہ" کی تصریحات پر اتفاق کیا ہے۔ وہی جائداد غیر منقولہ کے متعلق ایک اسکیم پر سمجھوتہ کیا گیا ہے۔ اور ایسی جائداد کو پرائیویٹ طور پر فروخت کرنے یا تبادلہ کرنے کی پوری اجازت دی گئی ہے۔ ایسی جائداد کے مالک فروخت یا تبادلہ کا انتظام خود یا ایسی پرائیویٹ ایجنسیوں کے ذریعہ بھی کر سکینگے۔ جو اس غرض سے وجود میں آئیں گی۔ اس کے علاوہ دونوں حکومتیں جائداد کے کسٹوڈین اور دیگر لیزان افسروں کی وساطت سے جائداد کا تبادلہ کرنے کے لئے لوگوں کو تمام قسم کی تفصیلات سے مطلع کریں گے۔

دیہی غیر منقولہ جائداد کے تبادلہ کا یہ سمجھوتہ پاکستان کے صرف ان علاقوں تک محدود ہوگا۔ مغربی پنجاب، سندھ، شمال مغربی سرحدی صوبہ، بلوچستان، اور بہاولپور اور خیر پور کی ریاستیں۔ ان میں وہ ریاستیں بھی شامل ہیں۔ جو ان علاقوں سے مل چکی ہوں۔ اور ہندوستان میں اس سمجھوتہ کا اطلاق ان علاقوں پر ہوگا۔ دہلی، ہماچل پردیش، اجمیر ماروارا اور متسیہ راجستھان اور سوراشٹریہ کی ریاستی یونین (جس صورت میں یہ ۲۲ جولائی ۱۹۴۸ء کو تھیں) پٹیالہ، مشرقی پنجاب کی ریاستیں۔ بھرت پور، جے پور، جودھ پور، بیکانیر اور صوبہ یو۔پی کے سہارن پور، ڈیرہ دُون، میرٹھ اور مظفر نگر کے علاقے۔

اس کانفرنس میں یہ اصول بھی طے ہوگیا ہے۔ کہ اگر کوئی جائیداد سرکاری اغراض کے لئے حاصل کی جائے۔ تو اس کے معاوضہ کی ادائیگی کا تعین اور ٹھیکہ پر دی گئی جائیدادوں کے کرایہ کے تعین اور ادائیگی کس طریقے پر عمل میں آنی چاہئے۔

زرعی زمینوں کے متعلق پاکستان کا نظریہ یہ تھا کہ فرضی اطلاعات کی عدم موجودگی میں زرعی زمینوں کے متعلق کوئی نتیجہ خیز اور مفید بحث ممکن نہیں ہے۔ لیکن یہ فیصلہ کیا گیا کہ جن زمینوں پر ایسی کسی سکیم کا اطلاق ممکن ہو۔ ان کو سمجھوتہ میں شامل کیا جائے۔ اس معاہدہ کا اطلاق پاکستان میں شمال مغربی سرحدی صوبہ، مغربی پنجاب، سندھ، اور بلوچستان پر ہوگا۔ اور ہندوستان میں مشرقی پنجاب، دہلی، ہماچل پردیش، پٹیالہ، مشرقی پنجاب کی ریاستیں بھرت پور، الور اور بیکانیر شامل ہیں۔

منقولہ جائداد کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ ان کو ایک ڈومینین سے دوسری ڈومینین کو انے اور لے جانے کے لئے دونوں حکومتیں سہولتیں دیں۔

آخر میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ سیکرٹریٹ کے درجہ کا ایک ایسا کمیشن مقرر کیا جائے۔ جو باقاعدہ وقفوں یا ضروریات کے مطابق اپنے اجلاس کرتا رہے۔ اس کمیشن کا کام جائیدادوں کے تبادلہ، فروخت قیمتوں کی ادائیگی اور طے شدہ معاہدوں کو عملی صورت دینے کے علاوہ ایسے معاملات پر بھی غور کرنا ہوگا۔ جو دونوں مستعمرات کی طرف سے کمیشن کو سپرد کئے جائیں۔ یہ کمیشن دونوں حکومتوں کے بحالی کے محکموں کے سیکرٹریوں اور ایسے افسروں پر مشتمل ہوگا۔ جن کو کمیشن میں شامل کیا جانا ضروری ہو۔

اس کے علاوہ پناہ گزینوں اور تخلیہ کنندگان سے متعلق ایک بین المستعمراتی کونسل کا قیام بھی عمل میں لایا جائے گا۔ یہ دونوں مستعمرات کے وزراء پر مشتمل ہوگی۔ اور اس کا اجلاس بشرط ضرورت اس وقت منعقد ہوگا۔ جبکہ بین المستعمراتی کمیشن میں ایسے سوالات کو زیر بحث لائے جانے کے متعلق اتفاق نہ ہو سکے، جن کا تعلق پالیسی کے ساتھ ہو۔ اور جو تصفیہ کے لئے وزارتی درجہ کے اجلاس کے متقاضی ہوں۔

اس اجلاس میں ٹرسٹوں کی جائداد کے متعلق بھی غور کیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ اس غرض کے لئے کسی تصفیہ سے قبل فوری امور کی تحقیقات کے لئے چھ ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ فیصلہ ہوا کہ ماہ جنوری کے اختتام سے قبل یہ کمیٹی قائم کر دی جائے۔ اور یہ اپریل ۱۹۴۹ء کے اختتام سے قبل اپنی رپورٹ پیش کر دے۔

بین المستعمراتی کانفرنس میں جن دیگر امور پر فیصلہ کیا گیا۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) پاکستان سے ہند کو کپاس کی برآمد۔ یہ فیصلہ ہوا۔ کہ روئی کی جس مقدار کی فروخت اس وقت تک نہیں ہو سکی ہے اس کی فروخت کو ممکن بنانے کے لئے پاکستان فوری لائسنس جاری کرے اور جاری شدہ لائسنسوں کی موجودہ معیاد میں فروری ۱۹۴۹ء تک اضافہ کر دے۔ ہندوستان جو روئی پاکستان سے خرید کرے گا۔ اس کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم مقدار ۴۳۴۴۶۷ اور ۳۹۹۴۶۷ گانٹھیں مقرر کی گئی ہیں۔

(۲) کراچی کے راستہ ہندوستان میں پٹرول لانے کا مسئلہ۔ یہ فیصلہ ہوا کہ دونوں حکومتیں ایک ایسا پروگرام مرتب کریں گی جس کے تحت کراچی سے پٹرول اور دوسرے قسم کے تیل کی سپلائی مشرقی پنجاب کے ریلوے سٹیشنوں کو باقاعدگی سے ہوتی رہے۔ پاکستان نے منظور کر لیا ہے۔ کہ وہ پٹرول لے جانے کے لئے ویگنوں کی ضروری تعداد مہیا کرے گا۔ اور ہندوستان نے یہ تسلیم کیا۔ کہ خالی ویگن فوراً واپس کر دئے جائیں گے۔

پاکستان کی طرف سے نئے سال کا پیغام

پاکستان کے گورنر جنرل ہز ایکسیلنسی خواجہ ناظم الدین نے ہز ایکسیلنسی شری راجگوپال اچاریہ کو نئے سال کی شبھ کامناؤں کے جواب میں حسب ذیل تار بھیجا ہے۔

"نئے سال کے لئے آپ نے جو شبھ کامنائیں ہمیں بھیجی ہیں ان کے لئے میں اور حکومت پاکستان آپ کے شکر گزار ہیں۔ ہم بھی آپ کے لئے ایسے ہی جذبات رکھتے ہیں۔ ممالک عالم کو ایک مشکل حالت سے سامنا ہے۔ ایسی حالت میں نہ صرف ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں کی پر امن ترقی کے لئے بلکہ ایشیا اور مشرق وسطی کے ہمسایہ ممالک کے امن اور تحفظ کے لئے بھی ہماری حکومتوں میں تعاون ہونا ضروری ہے۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں سچے دل سے دونوں ممالک میں خیر خواہی اور تعاون کو بڑھانے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ میں آپ کی اس دعا میں شریک ہوں جو آپ نے دونوں ممالک کے لوگوں کی مسرت اور خوشحالی کے لئے کی ہے۔"

صنعتی ترقی کا انحصار زراعت پر ہے

بنجر زمین کو قابل زراعت بنانے کی اسکیم

صوبہ متوسط میں دس ہزار ایکڑ بیکار زمین کو ٹریکٹروں کے ذریعہ قابل کاشت بنایا جارہا ہے۔ اس موقعہ پر وزیر خوراک شری جے رام داس دولت رام نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہند جیسے ملک میں جہاں عوام کی اکثریت دیہات میں رہتی ہے جنتا اس وقت ہی خوشحال ہوسکتی ہے جب کہ ہمارے کھیت ہمیں پورا پھل دیں تاکہ کسان اور تمام ملک مالا مال ہوجائے۔ ہند اپنی سدا بڑھتی ہوئی صنعتی سرگرمیوں کا بوجھ اسی حالت میں برداشت کرسکے گا جب وہ پیداوار میں ترقی دے کر عوام کی قوت خرید میں اضافہ کرسکے گا۔ ملک کے بٹوارے سے ہمیں اس طرح بھی بڑا نقصان ہؤا کہ کل آبادی کا ۸۱ فیصدی حصہ ہماری ڈومینین کے سپرد کرکے ہمیں کل زیر آبپاشی رقبہ کا صرف ۶۵ فیصدی اور سارے ملک کے گندم پیدا کرنے والے زیر آبپاشی رقبہ کا صرف ۵۴ فیصدی حصہ دیا گیا ہے۔ صوبہ متوسط میں کل ۲۶ لاکھ ایکڑ رقبہ کو قابل کاشت بنایا جائے گا۔ یہ اسکیم تقریباً ۶ سال میں مکمل ہوجائے گی۔

۵ جنوری کی صبح کو صوبہ متوسط میں بھنڈاریہ کے مقام پر ہند سرکار کے خوراک اور کھیتی باڑی کے وزیر آنریبل شری جیرام داس دولت رام نے دس ہزار ایکڑ بیکار زمین کی ٹریکٹروں کے ذریعہ کھیتی باڑی کرنے کی اسکیم کا افتتاح کرتے ہوئے تقریر کی۔ اور ملک کو خوراک کے متعلق اپنی ضروریات آپ پورا کرنے کے قابل بنانے کے لئے کھیتی باڑی کے کاموں میں سائنس اور مشینی قوت کو استعمال کرنے پر زور دیا۔ آپ نے کھیتی باڑی کرنے والوں اور مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے ان افسروں، جو سرکاری سکیموں کو چلانے کے لئے ذمہ دار ہوں گے۔ دونوں سے اپیل کی۔ کہ وہ اس بہت بڑے قومی کام کو ایسے ڈھنگ سے کریں جس سے ہند کو ایک تندرست اور خوشحال ملک بنایا جاسکے۔ اس تقریر کا مکمل مضمون مندرجہ ذیل ہے:

کچھ روز پہلے میرے دوست لعد آپ کے کھیتی باڑی کے وزیر شری پاٹل نے مجھے اس موقعہ پر آنے کی دعوت دی تھی میں نے بلا جھجک اسے منظور کرلیا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ میں خود اس موقعہ پر موجود ہونے کا خواہشمند تھا۔ آج کی تقریب ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ ایک برس سے کچھ زیادہ دن گزرے ہیں۔ جب ہم نے سیاسی آزادی حاصل کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ہمارے ملک کا بٹوارہ ہوگیا تھا۔ سیاسی آزادی اور اس بٹوارے نے ہمارے ملک کو بہت بڑے کاموں سے دوچار کردیا۔ ملک کی جنتا آزادی کا پھل حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اور خاص کر آرتھک میدان میں ترقی کی خواہشمند ہے۔ جنتا کی سرکار اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے منصوبے تیار کرنے اور ان کو پورا کرنے کے لئے بے تاب ہے۔ وہ ملک کو نئے سرے سے خوشحال اور پُر مسرت بنانے کے لئے بے قرار ہے۔ لیکن لازمی طور پر اس مسرت اور خوشحالی کا ملک کی کھیتی باڑی سے پیدا ہونے والی دولت سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔

ہند جیسے ملک میں جہاں جنتا کی زیادہ تعداد دیہات میں رہتی ہے۔ اور وہیں محنت مشقت کرتی ہے۔ وہ اس وقت تک خوشحال کیسے ہوسکتی ہے۔ جب تک کہ ہمارے کھیت ہمیں پورا پھل نہ دیں۔ تاکہ کسان اور ان کے ساتھ ہی سارا دیش مالا مال ہو جائے۔ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا اور روس وغیرہ دیشوں کی کھیتی باڑی سے پیدا ہونے والی دولت نے ہی ان کے لوگوں کو خوشحال بنا کر انہیں اپنی قومی فارغ البالی حاصل کرنے کے قابل بنایا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ بچہ تندرست ہو تو یہ لازمی ہے۔ کہ ماں بھی تو تندرست ہو۔ ہندوستان جیسے ملک کی قومی اقتصادیات

ن کھیتی باڑی کو سب سے اول درجہ حاصل ہونا چاہئے کھیتی باڑی
کے میدان میں ہمارے کام کو پورا کرنے کے لئے مرکزی صوبائی اور
ریاستی حکومتوں کو پہلے سے اور زیادہ قومی توجہ، قومی قوت اور قومی
سرمایہ لگانا چاہئے۔

صرف اتنا ہی نہیں۔ کہ ہم خوراک کے متعلق اپنی ضرورتیں
آپ پوری کرنے کی منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ بلکہ صنعتی ترقی
کی بنیاد زیادہ سے زیادہ پیداوار ہونی چاہئے۔ ہندوستان ملکوں کی پیروی
نہیں کر سکتا ہے۔ جو اپنی صنعتوں کو نوآبادیاتی ملکوں کی لوٹ
کھسوٹ اور ان پر غلبہ رکھ کر زندہ رکھتے ہیں۔ ہند پینتیس کروڑ
لوگوں کا ملک ہے۔ وہ اپنی سدا بڑھتی ہوئی صنعتی سرگرمیوں کا
بوجھ اسی حالت میں برداشت کر سکے گا۔ جب وہ پیداوار میں ترقی
دے کر عوام کی قوت خرید میں اضافہ کر سکے گا۔

بٹوارے کے اقتصادی اثرات ۔ لیکن زراعت کو نشو
ونما دینے کا یہ بہت بڑا کام تبھی پورا کیا جا سکتا ہے۔ جب کھیتوں
میں کام کرنے والے کروڑوں لوگ اس کام میں پورا تعاون
کریں۔ ہم سب نے ابھی تک یہ محسوس نہیں کیا بٹوارے سے
جہاں ہم نے سیاسی آزادی حاصل کی ہے۔ وہاں اس کے ایسے
اقتصادی اثرات بھی ہم پر پڑے ہیں۔ جو سب کے سب ہمیں
فائدہ بخشنے والے نہیں ہیں۔ ملک کے بٹوارے سے ہمیں کئی ضروریات
زندگی کی قلت کا سامنا پڑا ہے۔ ہمارے ہاں خوراک، روئی، پٹ
سن اور کئی دیگر بہت ضروری اشیا کی کمی ہے۔ ان اشیا کے لئے
ہمارا منتہائے مقصود نہ صرف اپنی ضرورت آپ پورا کرنا ہونا چاہئے
بلکہ ہمیں ان چیزوں کی بہتات اور فراوانی پیدا کرنی چاہئے۔ اس
کے باوجود ہم بنیادی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے اپنا کام شروع
کر رہے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ بٹوارے کے نتیجہ کے طور پر
ان بٹے ہندوستان کی قریباً ۸۰ فیصدی آبادی کی پرورش کا
بوجھ ہند ڈومینین پر آ پڑا۔

چاول پیدا کرنے والی اراضی کا ۷۰ فیصدی اور گندم پیدا
کرنے والی اراضی کا ۶۴ فیصدی رقبہ ہمارے حصّہ میں آیا۔ جس پر
ہمیں آبادی کے ۸۷ فیصدی حصّہ کی پرورش کرنا ہے۔

ملک کے بٹوارے سے ہمیں ایک اور بڑا گھاٹا رہا ہے۔
کہ کل آبادی کا ۸۷ فیصدی حصّہ ہماری ڈومینین کے سپرد کر کے
ہمیں کل زیر آبپاشی رقبہ کا صرف ۶۵ فیصدی اور سارے ملک
کے گندم پیدا کرنے والے زیر آبپاشی رقبہ کا صرف ۴۵ فیصدی
حصّہ دیا گیا ہے۔ ہماری ڈومینین اور ریاستوں میں بھی بنجر زمینوں
کے وسیع خطّے ہمارے حصّہ میں آگئے ہیں۔ اس لئے غیر متناسب
طور پر بہت بڑے رقبہ اراضی کو موسمی حالات اور برساتی ہواؤں کی
نیرنگیوں اور رحم پر بھروسہ رکھنا پڑتا ہے۔ اگر قدرت اپنی رحمت
کے چھینٹے برسا کر برکت نہ دے۔ تو کھیتوں میں انسانی محنت و
مشقت بے ثمر ہی رہ جاتی ہے۔ اس لئے آبادی کے مقابلہ میں ملک
کے بٹوارہ سے پہلے کی نسبت زیادہ وسیع علاقوں میں ہماری
فصلوں کو غیر یقینی حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن پاکستان
کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اس کے صوبوں اور ریاستوں
میں ہماری نسبت زیادہ بڑے زیر کاشت اور زیر آبپاشی رقبے ہیں۔
اور مقابلتاً تھوڑی آبادی کی پرورش کرنی پڑتی ہے۔

ابتدائی مشکل ۔ کھیتی باڑی کے معاملہ میں ہند کو یہ
ابتدائی مشکل درپیش ہے۔ چونکہ ہمارے زرعی پیداوار کے بڑے
ذرائع یعنی قابل کاشت اراضی اور آبپاشی دونوں ہی آبادی کے
مقابلہ میں بہت ہی تھوڑے ہیں۔ اس لئے معمولی طریقوں
سے ایک یا دو برس کی محنت اور کوششوں سے کوئی فوری
تبدیلی پیدا نہیں کی جا سکتی۔ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد سے ہمارا
بڑا کام یہ رہا ہے کہ تھوڑی اراضی اور اس میں سے بھی تھوڑی
زیر آبپاشی اراضی سے مقابلتاً زیادہ بڑی آبادی کی پرورش کے
لئے خوراک پیدا کریں۔ لیکن یہ کام خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو ہمیں
اسے پورا کرنا ہی ہے۔ ہمیں خواہ کتنی ہی مشکلات کا سامنا کیوں
نہ ہو۔ ہمیں ان پر عبور حاصل کرنا ہے۔

اس کارِ عظیم کی تکمیل اور انہی مشکلات پر قابو پانے کے
لئے اس ملک میں جنتا کی سرکار آپ سب لوگوں کا تعاون حاصل
کرنا چاہتی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ صوبجات متوسط کے کھیتی
باڑی کرنے والے لوگ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ جوان کو

اس بارے میں تعاون پیش کرنے کے لئے دیا جا رہا ہے۔ آپ کے صوبہ میں زمین کے وسیع خطے ایسے ہیں۔ جو گھاس پات سے اٹے پڑے ہیں۔ اور جن سے آج نہ تو آپ کو کچھ فائدہ پہنچتا ہے۔ نہ ملک کو۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ آپ کے صوبہ میں چھ لاکھ ایکڑ زمین ایسی حالت میں پڑی ہوئی ہے۔ مرکزی حکومت آپ کی صوبائی حکومت کے پورے تعاون کے ساتھ اس وسیع بے ثمر اور بنجر زمین کو آپ کے اور ملک کے فائدہ کے لئے زیر کاشت لانے کی کوشش کر رہی ہے۔

صوبہ متوسط میں زمین کو قابل کاشت بنانے کی اسکیم۔ آج وہ سو ٹریکٹر جو دہلی سے بھیجے گئے تھے نئے کام کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ یہ ٹریکٹر آپ کے صوبہ کی گھاس سے بھری زمینوں کو ایسے کھیتوں میں تبدیل کر دیں گے۔ جن پر ہم عمدہ گیہوں اگتا ہوا دیکھیں گے۔ آپ کے صوبہ کی ۶ لاکھ ایکڑ کانس زدہ زمینیں اس ۲ کروڑ ایکڑ قابل کاشت رقبہ کا محض ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ جو ہمیں آزادی اور ملک کی تقسیم کے بعد ورثہ میں ملا۔ چنانچہ اس قابل کاشت بیکار زمین کے عظیم الشان رقبہ کو اناج کے ہرے بھرے کھیتوں میں تبدیل کرنا ایک اہم مسئلہ ہے۔ جسے حل کرنے میں کچھ سال ضرور لگیں گے۔ ہم نے اس رقبہ کے دسویں حصّہ کو قابل کاشت بنانے کے لئے ایک فوری پروگرام کی منصوبہ بندی کر لی ہے۔ صوبجات سی۔ پی۔ یو۔ پی اور بمبئی اور ریاستہائے مدھیہ بھارت۔ وندھیا پردیش اور بھوپال میں ۴۰ لاکھ ایکڑ رقبہ ترکل۔ گتا، کانس اور ہریالی وغیرہ گھاس سے اٹا پڑا ہے۔ جسے فوراً ہی کاشت کے قابل بنانا ہے۔ اس رقبہ کے علاوہ اور زمینیں بھی جو جھاڑیوں اور گھاس پات سے پاک ہیں۔ اس پروگرام میں شامل کر لی گئی ہیں۔ اور اس طرح ۲۲ لاکھ ایکڑ رقبہ کا اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ کل ۶۲ لاکھ ایکڑ رقبہ کو اس پروگرام میں شامل کرنے کا ارادہ ہے۔ اس پروگرام پر عمل درآمد اس سال کے آخر میں شروع ہو جائے گا۔ اور تقریباً ۶ سال میں مکمل ہو گا۔ چنانچہ ہر فصل میں نئی زمینوں پر ہل چلایا جائے گا۔ اور اشد ضروری خوراک کی اجناس کی پیداوار میں سال بہ سال اضافہ ہوتا رہے گا زمینوں کو قابل کاشت بنانے کی اس منصوبہ بندی کے تحت مدھیہ بھارت میں ۱۴ لاکھ ایکڑ زمین پر۔ یو۔ پی میں ۱۰ لاکھ ایکڑ زمین پر سی۔ پی میں ۹ لاکھ ایکڑ زمین پر۔ اور بمبئی۔ مشرقی پنجاب۔ بھوپال۔ وندھیا پردیش میں پانچ پانچ لاکھ ایکڑ کے رقبہ پر اور مشرقی پنجاب کی ریاستوں میں ۴ لاکھ ایکڑ زمین پر کاشت شروع کی جائے گی۔ اس تمام منصوبہ بندی کو بروئے کار لانے کے لئے بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اور فنی عملے کی فراہمی کے علاوہ تنظیمی جدوجہد بھی ضروری ہو گی۔ سرمایہ کی فراہمی کے لئے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ بین الاقوامی بنک سے قرضہ لیا جائے۔ اس عظیم الشان منصوبہ بندی کے سلسلہ میں ہم صوبائی حکومتوں سے مشورہ کر رہے ہیں۔ اور امید ہے۔ کہ آئندہ چند ہفتوں میں اس کے خاص خاص امور دہلی میں طے پا جائیں گے۔

حکومت کے مقصد۔ انسانی محنت سے اس زمین کو کاشت کے قابل نہیں بنایا جا سکتا۔ اس لئے ۶۲ لاکھ ایکڑ زمینوں کو عمدہ گیہوں کے کھیتوں میں تبدیل کرنے کے لئے ٹریکٹروں اور مشینوں کی امداد ناگزیر ہے۔ جبکہ تمام ہندوستان زیادہ خوراک کے لئے چیخ رہا ہے۔ اور ہم بھیک کا پیالہ لئے ہوئے چھوٹے بڑے درجنوں ملکوں سے اناج مانگتے پھر رہے ہیں۔ اور ہم تبادلہ زر کی دقتوں کے باوجود اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی میں سے زیادہ قیمت بھی دینے کو تیار ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں۔ کہ ہم ملک کے موجودہ کھیتوں کی پیداوار بڑھانے کی تمام کوششوں کو نظر انداز کر دیں۔ فوری نتائج حاصل کرنے کے لئے آبپاشی۔ اچھے بیج۔ اور کھاد کے بارے میں بھی کافی سرگرمی سے کام کرنا ہے۔

وزیر خوراک کی اپیل۔ اس صوبہ کی حکومت کے ان تمام منتظمین سے (خواہ وہ صدر مقام پر یا ضلعوں اور دیہاتوں میں کام کرتے ہوں) اور ان لاکھوں کسانوں سے جو اس زمین کی کاشت کریں گے۔ جس پر ہم ہل رانی کرانے والے ہیں یہ درخواست ہے کہ اس بات کا احساس کریں۔ کہ وہ ہندوستان کی سیاسی آزادی کے ثمرات حاصل کرنے کی قومی جدوجہد میں حصّہ لے رہے ہیں۔ اور اپنے ملک کی معاشی غلامی کی کڑیاں توڑنے میں اپنا حق ادا کر رہے ہیں۔ اور زیادہ خوراک پیدا کر کے ہندوستان کو صحت مند

... خوشحال بنا رہے ہیں صوبہ متوسط کے منتظمین اور کاشتکار اپنے ہی صوبہ کو ترقی دے رہے ہیں۔ اور اس زمانہ کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں جبکہ صوبہ متوسط ہندوستان کے لئے اناج کا گودام ہوگا۔ آپ کا صوبہ صنعت اور زراعت کی بہت سی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ لیکن میں اس بات کی طرف اشارہ کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ جو لوگ اس صوبہ کی حکمت عملی کو ڈھال رہے ہیں ان کے تصور میں صوبہ متوسط کو ہندوستان کے لئے اناج کا گودام بنانا بھی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ چیز ملک کی اہم صنعتوں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ اور امریکہ کی طرح آپ کی زرعی دولت بھی صنعتی ترقی کی بنیاد ہونی چاہیئے۔ کیونکہ کسی صوبہ کے دولت مند ہونے کے لئے پہلے اس کے عوام کی کثیر تعداد کو دولت مند ہونا چاہیئے لہٰذا عوام جو دیہاتوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ انہیں زرعی رسل و رسائل کی ترقی سے دولت مند ہونا لازمی ہے۔ نئی اور پرانی زمینوں پر کاشت کرکے آجکل کی پیداوار سے دگنی اور تگنی زیادہ پیداوار حاصل کرنی چاہیئے

مجھے ذرا بھی شک نہیں کہ صوبہ متوسط کے باشندے بہادر حکومت ایسی منصوبہ بندیاں کرے گی۔ اور ان پر عمل پیرا ہوگی۔ جن کے نتائج لوگوں کے لئے سود مند ہوں۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہ زرعی پیداوار صوبہ کی حکومت کا کام ہے۔ اور مرکزی حکومت اس سلسلہ میں عملی طور پر بہت تھوڑی کارروائی کرسکتی ہے خوراک کا مسئلہ جنگ کے مسئلہ کی طرح اہم ہے۔ لیکن صوبے ہی اس جنگ میں حصہ لیں گے۔ صوبوں کو اس حد تک ذمہ داری اٹھانا چاہیئے جس سے ہندوستان معاشی غلامی سے آزاد ہو جائے اور خوراک اور دوسری زرعی پیداوار کے سلسلہ میں اپنے مقصد کی طرف قدم بڑھا سکے۔ کیا میں اس موقع پر صوبہ متوسط کے کسانوں کی طرف سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ انہوں نے زرعی منصوبہ بندیوں کو مدد دینے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔

اس تقریب میں صوبہ متوسط و برار کے وزیر خوراک و زراعت آنریبل مسٹر آر کے۔ پاٹل حکومت ہند کے ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ کمشنر مسٹر ڈی۔ آر سیٹھی اور سنٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن کے چیف انجنیئر مسٹر اے۔ جی مینن موجود تھے۔ ان کے علاوہ صوبے کے دیگر حکام نے بھی شرکت کی۔

سر اکبر حیدری کا انتقال

۲۴ دسمبر ۱۹۴۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں آسام کے گورنر ہز ایکسیلنسی سر اکبر حیدری کی موت پر مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا گیا ہے۔

"گورنر جنرل کو کل رات امپھال میں سر اکبر حیدری گورنر آسام کے نہایت ہی رنجدہ انتقال کی اطلاع ملی مرحوم کے انتقال سے حکومت ہند کا ایک ایسا منتظم اٹھ گیا۔ جو نہ صرف ایک حاکم کی اعلےٰ صفات کے سبب سے بلکہ اپنی اس دوستانہ گرمجوشی کے اعتبار سے بھی ممتاز تھا۔ جو ہر مذہب اور ہر فرقہ کے لوگوں کے ایک وسیع حلقہ میں پھیلی ہوئی تھی۔

سر اکبر حیدری ۱۹۱۹ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے۔ آپ ۱۹۲۴ء میں گورنمنٹ آف انڈیا میں آئے۔ اور اس سال سے اب تک مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ مرحوم سینٹ ...

میں گورنمنٹ آف انڈیا کے ایجنٹ۔ امپیریل کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ کے سیکرٹری۔ لندن کی راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں انڈین سٹیٹس ڈیلیگیشن کے جائنٹ سیکرٹری۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں حیدرآباد ڈیلیگیشن کے مشیر۔ حکومت ہند کے لیبر ڈیپارٹمنٹ اور انڈسٹریز اینڈ سول سپلائیز ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری۔ دوران جنگ میں سلطنت برطانیہ جانے والے سپلائی مشن کے لیڈر اور وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر رہے۔ اور آخر میں آسام کے گورنر ہوئے۔ ان سب عہدوں پر آپ کے ممتاز ہونے کا سبب مسلسل محنت کی صلاحیت، معقول قوت فیصلہ اور آپ کی ہر دلعزیزی جیسے جوہروں کا مجموعہ تھا ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان بہت سے انتظامی مسائل سے دوچار ہے۔ آپ کی موت ایک نقصان عظیم ہے۔

صوبہ سی پی میں ٹریکٹروں کے ذریعہ کاشتکاری

وزیر خوراک نے کئی نئی سکیموں کا افتتاح کیا

آنریبل شری جے رام داس دولت رام وزیر خوراک و زراعت دو روز تک صوبہ سی پی کا دورہ کرنے کے بعد ۲۰ جنوری کو واپس دہلی آ گئے۔ آپ اس صوبہ میں بنجر زمینوں میں پھر سے کھیتی باڑی کرنے کی کئی اسکیموں کا افتتاح کرنے گئے تھے۔ شری ڈی۔ آر سیٹھی صدر سنٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن ہند سرکار اور شری اے۔ جی مینن چیف انجنیئر بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

اس صوبہ کو مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن نے ٹریکٹروں کے چھ دستے دیئے ہیں جن سے اس سال کے موسم گرما تک ایک لاکھ ایکڑ غیر کاشت شدہ اراضی کو زیر کاشت لایا جائے گا اندازہ ہے کہ صوبہ سی۔ پی میں خرائی کے علاقہ میں چھ لاکھ ایکڑ قابل کاشت اراضی خالی پڑی ہے۔ وزیر خوراک نے آٹھ ہزار ایکڑ اراضی کے وہ قطعات دیکھے۔ جن کو گزشتہ برس مشینوں کی امداد سے زیر کاشت لاکر وہاں فصلیں بوئی گئی تھیں اس رقبہ میں اس وقت گندم اور چنوں کی ہری بھری کھیتیاں لہرا رہی ہیں۔ بلا مبالغہ یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس رقبہ کی فصلیں دوسرے علاقوں کی فصلوں سے نسبتاً پچاس فی صدی اچھی ہوئی ہیں

پتھاریہ اور پپاریہ نام کے دو دیہات میں وزیر خوراک نے بیکار پڑی ہوئی دس ہزار ایکڑ رقبہ زمین کے قطعات میں کھیتی باڑی کرنے کی اسکیموں کا افتتاح کیا۔ دونوں مقامات پر ہزاروں دیہاتی لوگ حسرت اور تمنا بھری نظروں سے ان کارروائیوں کو دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ وزیر خوراک نے سیدھے سادے الفاظ میں کاشتکاروں کو سمجھایا کہ ہندوستان کا سب سے بڑا مسئلہ خوراک کی پیداوار بڑھانا ہے۔ ملک کو آزادی حاصل کئے تھوڑا عرصہ ہی ہؤا ہے۔ آزادی کو مضبوط بنانے کے لئے کاشتکاروں کو بہت اہم کام کرنا ہے۔ اگر ہم غیر ممالک سے بہت بھاری رقم خرچ کرکے خوراک درآمد کرتے رہے تو ہماری سیاسی آزادی بالکل بے معنی ہوگی۔ شری جے رام داس دولت رام نے لوگوں کو بتایا۔ کہ مرکزی حکومت صوبائی اور ریاستی حکومتوں سے اس بارے میں بات چیت کر رہی ہے کہ کس طرح پیداوار کو فوراً بڑھانے کے لئے یقینی وسائل اختیار کئے جائیں نیز کاشتکاروں کو بہتر بیج اور زیادہ کھاد مہیا کرنے اور بہتر ذرائع آبپاشی کا انتظام کرنے کے لئے کونسے فوری اور بڑے بڑے اقدامات کئے جائیں۔

قابل کاشت لیکن اس وقت خالی پڑی ہوئی زمینوں کے وسیع رقبوں کو زیر کاشت لانے کی اسکیموں کا ذکر کرتے ہوئے وزیر خوراک نے کہا کہ ملک میں خوراک کی فراوانی حاصل کرنے کے لئے ہمیں اس پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہوگا۔ جب دوسرے ملکوں میں آبادیوں کے اس قابل کاشت زمین کا ایک ایک مربع گز ٹکڑا بھی اناج۔ چارہ۔ سبزی یا پھل پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ تو ہندوستان موجودہ حالات میں کس طرح صبر و قناعت کر سکتا ہے۔ اس ملک میں ۹½ کروڑ ایکڑ زمین خالی پڑی ہوئی ہے۔ اور وہ انسانوں اور حیوانوں کو خوراک مہیا کرنے کے لئے انسان اور سائنس کی مدد حاصل کرنے کی منتظر ہے۔

صوبہ سی پی کی سرکار نے خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے دوسرے صوبوں کی رہنمائی کی ہے یہاں صرف ایک ہی سال کے قلیل عرصہ میں ۳۴ فی صدی پیداوار بڑھائی گئی ہے۔ یو پی اور بمبئی نے بھی اس کی پوری پیروی کرتے

ہوئے پیداوار میں کافی اضافہ کیا ہے سی پی میں جو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کی وجہ سے ہی مرکزی حکومت نے تمام صوبوں کو بنجر اور خالی پڑی زمینوں کو کاشت کرنے کے لئے ٹریکٹروں کی جو تعداد مہیا کرنا منظور کیا تھا۔ اسے اب بڑھا دیا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ موجودہ اسکیموں کے تیار ہو جانے پر سی پی ہندوستان کا سرسبز اور زرخیز خطہ بن جائے گا۔

جب تک صوبے موجودہ مشکلات پر کسی نہ کسی طرح قابو پانے کا انتظام نہ کر لیں ہند میں خوراک کی حالت خوشگوار نہیں ہو سکتی۔ اب ایسا وقت آ گیا ہے کہ مرکزی حکومت اور اس کے ذریعہ غیر ممالک سے اناج درآمد کر کے ہر ایک صوبہ اور ریاست میں خوراک کی قلت کو دور کرنے کا آسرا ترک کر دینا چاہیئے۔ تمام صوبوں اور ریاستوں کو موجودہ مقدار سے بہت زیادہ خوراک پیدا کرنی چاہیئے۔ ہند سرکار غیر ممالک سے زیادہ سے زیادہ مقدار میں خوراک بڑی بھاری رقمیں خرچ کر کے منگوانے کا طریقہ غیر معین عرصہ تک جاری نہیں رکھ سکتی۔ نہ ہی یہ ممکن ہے۔ کہ ہر سال ہر ایک اناج جس مقدار میں درکار ہو وہ غیر ممالک سے حاصل ہو سکے اب ان دشواریوں کو ختم کرنا ہو گا۔

اس سال کو ہی لیجئے۔ اگر ملک کا ہر ایک حصہ سارے ملک کا پیٹ بھرنے کی ذمہ داری سنبھالنے کو تیار نہ ہو تو صوبوں اور ریاستوں کی طرف سے مرکزی حکومت سے خوراک کی جو مقدار طلب کی جاری ہے۔ وہ بڑے بھاری خطرہ کی علامت ہے۔ مرکز سے اس سال پچھلے برس کی نسبت دو گنی خوراک طلب کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اکثر علاقوں کو ہر طرح سے خاص کوشش کرنی چاہئیں کہ وہ اپنے آپ کو خوراک کے بارے میں مرکز کا دست نگر نہ رہنے دیں۔

زراعتی تحقیق کی اہمیت اور فواید کو کاشتکاروں پر واضح کرنا نہایت ضروری ہے۔ ہر ایک صوبہ اور ریاست میں تربیت یافتہ اشخاص کے ذریعہ تحقیق کی سرکاری تجربہ گاہوں کے نتائج سے ہل چلانے والوں کو واقف رکھا جانا چاہیئے۔ امریکہ میں کسانوں کو ریسرچ کرنے والوں کے کام سے ہر قدم پر آگاہ رکھا جاتا ہے۔ غربت کو خوشحالی میں تبدیل کرنے کے لئے اسی طرح کے ضروری اقدامات ہند کے ہر ایک صوبہ کو کرنے پڑیں گے۔

شری آر کے پاٹل وزیر خوراک و زراعت سی پی اس سارے دورہ میں شری جیرام داس دولت رام کے ساتھ رہے۔ آپ نے ایک تقریر میں ہند سرکار کا شکریہ ادا کیا۔ کہ اس نے صوبہ سی پی کی اس طرح مدد کی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ آپ نے زیادہ مالی امداد کے لئے درخواست کی تاکہ نئی اسکیموں کے اخراجات برداشت کئے جا سکیں اور مزید رقبوں کو زیر کاشت لایا جا سکے۔

ریزرو بنک کے نئے گورنر

ہند سرکار نے ہز ایکسلنسی شری بی رما راؤ حال ہندوستانی سفیر مقیم امریکہ کو شری چنتامن دیش مکھ کی جگہ ریزرو بنک کا گورنر مقرر کیا ہے۔ توقع ہے کہ سر راما راؤ مارچ ۱۹۴۹ء کے آخر میں ہندوستان واپس آ جائیں گے۔ اور یکم جولائی ۱۹۴۹ء کو شری چنتامن دیش مکھ سے ریزرو بنک کی گورنری کا چارج سنبھال لیں گے۔

محکمہ شہری ہوابازی کے نئے ڈائرکٹر جنرل

انڈین پولیس سروس کے شری ڈی پی بھلہ کو ہندوستان کے محکمہ شہری پرواز کا نیا ڈائرکٹر جنرل مقرر کیا گیا ہے۔ وہ پہلے صوبجات متحدہ میں ٹرانسپورٹ کمشنر تھے اب ۱۱ جنوری سے اپنا نیا عہدہ سنبھالیں گے۔

ہندوستان کی طرف سے خلیج فارس کی ریاستوں کو خیر سگالی کا مشن

بحرین اور کویت کے حکمرانوں سے پیغامات کا تبادلہ

ہندوستان دنیا کے تمام ممالک سے دوستانہ تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر دسمبر کے مہینے میں ہندوستان سے بحرین اور کویت کو خیر سگالی کا ایک مشن بھیج دیا گیا۔ اس مشن نے والئے بحرین کو اپنے پیغام میں لکھا ہے کہ ہندوستان اور بحرین میں ایک طویل عرصے سے تعلقات رہے ہیں قرون وسطی میں بحرین، ہندوستان اور عرب کے ثقافتی تعلقات کا مرکز رہا۔ اسی طرح کے ایک اور پیغام میں ہندوستانی مشن نے والئے کویت کو لکھا ہے کہ ہمیں یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ یور ہائی نس کی حکومت کی زیر سرپرستی آپ کی رعایا اور ہندوستانی لوگوں میں مکمل ہم آہنگی اور میل جول ہے۔

ہندوستان کی طرف سے ۱۲ اور ۱۹ دسمبر ۱۹۴۸ء کے درمیان خیر سگالی کے ایک مشن نے خلیج فارس کی ریاستوں کا دورہ کیا اور والیان بحرین اور کویت سے بھی ملے۔ اس مشن میں حسب ذیل اصحاب شامل تھے۔ وزارت امور خارجہ اور تعلقات دولت مشترکہ کے جائینٹ سیکریٹری شری سی ایس جہا۔ اور علی گڑھ یونیورسٹی کے تاریخ کے پروفیسر مسٹر محمد حبیب۔

ہندوستانی مشن نے ہز ہائی نیس شیخ سر سلیمان بن حمد الخلیفہ والی بحرین کو حسب ذیل پیغام بھیجا:۔

"ہند سرکار اور ہندوستان کے لوگوں کی طرف سے ہم جناب والا کی حکومت میں تسلیمات اور خیر سگالی کا پیغام پیش کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں ہم جناب والا کو اور آپ کے عوام کو ہندوستان کی سچی دوستی کا یقین دلاتے ہیں۔

ہندوستان اور بحرین میں ایک طویل عرصے سے تعلقات رہے ہیں۔ قرون وسطی میں بحرین ہندوستان اور عرب کے ثقافتی تعلقات کا مرکز رہا۔ دونوں ممالک کی تجارتی سرگرمیوں کا بھی یہ مرکز رہا۔ بحرین سے ہندوستان میں مشہور عربی گھوڑے اور بحرین کے جواہرات آتے رہے۔ یہ تجارتی تعلقات موجودہ وقتوں میں بھی برقرار رہے ہیں۔ پچھلے ڈھائی سو سال سے ہندوستانی سوداگر خاندان خلیفہ کی زیر سرپرستی امن و امان سے تجارت کر رہے ہیں۔ پچھلے کچھ برسوں میں بحرین کے تیل کے میدانوں میں ہندوستانی لوگ بھی کام کرتے رہے اور انھوں نے بحرین کو خوشحال بنانے میں حصہ لیا ہماری یہ پختہ اور مخلصانہ رائے ہے کہ ہندوستان اور بحرین کے لوگوں کے فائدے اور خوشحالی کے لئے دونوں ممالک کے تجارتی تعلقات کو مزید ترقی ملنی چاہیئے۔

اپنے مختصر قیام کے دوران ہم یور ہائی نس کے ماتحت بحرین کی رعایا میں خوشحالی اور آسودہ خاطری کی فضا دیکھ کر بہت متاثر ہوئے ہیں۔ ہم نہایت عاجزی سے جناب والا اور آپ کے جانشینوں کی زیر سرپرستی آپ کی رعایا کی مسلسل ترقی کے لئے دعاگو ہیں"۔

اس کے جواب میں والئے بحرین نے ہندوستانی گڈول مشن کو حسب ذیل پیغام بھیجا۔

"ہند سرکار اور ہندوستان کے عوام کی طرف سے تسلیمات اور خیر سگالی کا جو پیغام آپ نے ہمیں دیا اس کے لئے ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ اس مراسلہ میں خیر سگالی اور دوستی کے بارے میں جو یقین دلایا گیا ہے اس سے ہمیں بڑی مسرت

ہوئی ہے۔

بحرین کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ ہندوستان اور بحرین میں ہمیشہ گہرے تعلقات رہے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں اور ہمارے پیشروؤں کے عہد میں ہمارے خاندان اور ہماری حکومت نے ہندوستان کے حکمرانوں سے نہایت دوستانہ تعلقات رکھے۔ ہماری یہ دلی خواہش ہے کہ ماضی کی طرح اب بھی یہ دوستانہ تعلقات قائم رہیں۔ دونوں ممالک کے لوگوں کے باہمی فائدے کے پیش نظر ہم مخلصاً طور پر یہ چاہتے ہیں کہ بحرین اور ہندوستان میں تجارت کو فروغ ملے۔

ہندوستان کے بہت سے حصوں کے لوگ ہمارے جزائر میں رہتے ہیں اور یہاں کام کرتے ہیں۔ ہم آپ کے حوالہ کو سراہتے ہیں کہ ہماری زیر سرپرستی ہندوستانی لوگ امن و امان سے تجارت کر رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں مختلف قوموں کے لوگ رہتے ہیں اور وہ ہم آہنگی سے کام کرتے ہیں۔

جب آپ ہندوستان لوٹیں تو براہ کرم ہماری طرف سے اپنی حکومت اور اپنے لوگوں کو ہماری دلی دوستی کا یقین دلائیں انھیں یہ بھی اطلاع دیں کہ ہندوستان نے دوستی کے جو پیغامات ہمیں بھیجے ہیں ہم اس کی بہت تعریف کرتے ہیں۔

۲۔ ہندوستان کی طرف سے خیرسگالی کے مشن نے ہز ہائی نس شیخ سر احمد الجابر الصباح والئے کویت کو حسب ذیل پیغام بھیجا۔

"ہند سرکار اور ہندوستان کے عوام کی طرف سے ہم یور ہائی نس کو تسلیمات اور خیرسگالی کا پیغام پیش کرتے ہیں اور آپ کو ہندوستان کی دیرپا دوستی کا یقین دلاتے ہیں۔

ہندوستان اور بحیرہ عمان کے لوگوں میں زمانہ قدیم سے ثقافتی اور تعلیمی تعلقات رہے اور موجودہ وقتوں میں ان کو برقرار رکھنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ خیالات اور سامان کا تبادلہ دونوں فریق کے لئے مفید ہے۔ قرون وسطیٰ میں جب زمین کے راستہ سامان کی نقل و حمل انتہائی مشکل تھی تو عرب جہاز راں غیر ملکی اشیا ہمارے ساحلوں تک لاتے رہے اور ہندوستان سے سامان لے جاتے رہے۔ اس سلسلہ میں بحیرہ عمان کے راستہ گھوڑوں اور جواہرات کا ہندوستان میں آنا اور ہندوستانی ریشم کا باہر جانا خاص طور پر قابل ذکر ہے حال ہی میں کویت میں پٹرول کی دریافت ہوئی ہے۔ یہ شئے نہ صرف ساری دنیا کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ کویت کے لوگوں کی خوشحالی کا بھی باعث ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ اس صنعت کو ترقی دینے کے سلسلہ میں ہندوستانی لوگ جو کام یہاں کر رہے ہیں وہ ان سے کام لینے والوں کی نظر میں تسلی بخش سمجھا جاتا ہے۔

ہمیں یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ یور ہائی نیس کی زیر سرپرستی آپ کی رعایا اور ہندوستانی لوگوں میں مکمل ہم آہنگی اور میل جول ہے اور وہ امن و امان سے تجارت کرتے ہیں۔ ہمیں بھروسہ ہے کہ مستقبل میں یور ہائی نیس اور آپ کے جانشینوں کے ماتحت اور کویت اور ہندوستان کی عظمت اور وقار کے مطابق ہندوستانی لوگوں سے برابر کا منصفانہ سلوک ہوتا رہے گا۔

اس پیغام کا شیخ صاحب نے زبانی طور پر نہایت موزوں جواب دیا۔

شاہی ہندوستانی ہوائی بیڑے کو وزیراعظم کا نئے سال کا پیغام

ہند کے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک خط میں ایئر مارشل سر تھامس ایلمہرسٹ کمانڈر انچیف اور شاہی ہندوستانی ہوائی بیڑے کے چیف آف ایئر سٹاف کو نئے سال کا مندرجہ ذیل پیغام بھیجا ہے۔

میں آپ کا ممنون ہوں گا اگر آپ ہندوستانی ہوائی بیڑے کے افسروں اور دیگر آدمیوں کو ریاست جموں اور کشمیر میں یا دوسرے مقام پر اعلےٰ خدمات انجام دینے کے لئے حکومت ہند اور میری طرف سے خراج تحسین ادا کرینگے

دونوں ڈومینینوں کے مابین ریلوے سٹورز کی تقسیم پر سمجھوتہ

کراچی میں سب کمیٹی کے جلسہ کی کامیابی

حال ہی میں نئی دہلی میں جو بین المستعمراتی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس میں ریلوے سٹورز کی تقسیم کا کام مکمل کرنے اور دیگر فیصلوں کو عملی شکل دینے کے ضروری انتظام کرنے کے لئے ایک تقسیم سب کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ اس سب کمیٹی میں دونوں مستعمرات کے تین تین نمائندے شامل تھے۔ اس کا اجلاس ۲۰-۲۱ اور ۲۲ دسمبر کو کراچی میں ہوا۔

۲۔ مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں مکمل سمجھوتہ ہوگیا ہے۔

(۱) تقسیم ملک سے پہلے گاڑیوں، ان کے نچلے ڈھانچوں اور گاڑیوں کے ڈبوں کی خرید کے لئے جو آرڈر دئے جا چکے تھے ان کی بنا پر جو سامان موصول ہوا اس کی تقسیم۔

(۲) بنگال آسام ریلوے کی تقسیم کے سلسلہ میں دریائی کشتیاں وغیرہ۔

بڑی لائن کی مال گاڑیاں۔

بڑی اور چھوٹی لائن کے ٹینک ویگن۔

چھوٹی لائن کے لوکوموٹیو انجن۔ اور مال گاڑیوں کی تقسیم۔

(۳) بنگال آسام ریلوے کے کوچنگ سٹاک اور چھوٹی پٹری کی مال گاڑیوں کی تقسیم۔ اس میں محکمہ جنگ کی مال گاڑیاں اور ٹینک ویگن شامل نہیں۔ اور ان کی ملکیت کے سوال کا فیصلہ کرنا باقی ہے۔

(۴) نارتھ ویسٹرن ریلوے کی تقسیم۔

بڑی لائن کے انجن۔ فالتو غیر متحرک بائلر۔ بڑی لائن کا کوچنگ سٹاک۔ محکمہ جاتی ٹینک ویگن۔ خاص ڈبے جس میں ریلوے بورڈ کے خاص ڈبے بھی شامل ہیں۔

(۵) نارتھ ویسٹرن ریلوے کی بڑی لائن کی مال گاڑیوں اور ٹکٹیں چھاپنے والی مشینوں کی بانٹ۔

بعض دیگر معاملات کے بارے میں آخری فیصلہ کرنے سے پہلے مزید معلومات کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ طے پایا کہ دونوں مستعمرات کے مابین تقسیم شدہ تمام ریلوے سامان اور مال و اسباب کی نقل و حرکت نہ کی جائے۔ اس مال میں لاہور کے علاقہ کے ریزرو سٹاک میں ہند کا حصّہ بھی شامل ہے۔ اسی طرح دونوں حکومتیں ایک دوسرے کو گاڑیاں، انجن اور ویگن نہیں بھیجینگے۔

۳۔ ان فیصلوں کو عملی شکل دینے کے لئے مناسب انتظام کیا گیا۔ دونوں حکومتوں کے ایک ایک نمائندہ پر مشتمل ایک کمیٹی مشینوں، کلوں، آلات اور متفرق سامان کے تبادلہ کی نگرانی کرے گی۔ دونوں حکومتوں کی ریلوں کے جنرل منیجر حساب کتاب چکانے والی مخصوص کمیٹیاں قائم کریں گے۔ این۔ ڈبلیو۔ ریلوے اور ایسٹرن بنگال ریلوے دونوں کے لئے ایک ایک کمیٹی مقرر کی جائے گی۔ جس میں ہند اور پاکستان کی حکومتوں کا نامزد ایک ایک اکاؤنٹ افسر ہوگا۔ یہ کمیٹیاں دونوں مستعمرات کی قابل ادا مختلف رقوم کی ادائیگی کا انتظام کریں گی۔ دو ایک اہم معاملات پر کوئی سمجھوتہ نہ ہوسکا۔ انہیں اگلی میٹنگ تک التوا رکھا گیا۔

سب کمیٹی کا آیندہ اجلاس ۷ فروری ۱۹۴۹ء کو کلکتہ میں ہوگا۔ جب باقی ماندہ متنازع مسائل حل کئے جائیں گے۔

مذکورہ بالا معاہدہ کی دونوں حکومتیں تصدیق کریں گی۔ تب ہی یہ مکمل تصور کیا جائے گا۔

سماٹرا میں ہندوستانی وائس قونصل کا تقرر

سماٹرا کی راجدھانی میدان میں مسٹر گوپال داس سیٹھ کو عارضی طور پر وائس قونصل مقرر کر دیا گیا ہے۔ وائس قونصل کا یہ دفتر ۶ دسمبر ۱۹۴۸ء کو کھولا گیا تھا۔

جنرل کیری آپا کا فرمان امروز

اچھے نتائج کے لئے اتحاد عمل کا ہونا ضروری ہے

فوجی عملہ کے چیف اور ہندوستانی فوج کے کمانڈر انچیف کا عہدہ سنبھالنے کے بعد جنرل کے ایم کیری آپا نے ہندوستانی فوج کے نام حسب ذیل خاص فرمان امروز جاری کیا ہے -

مہاتما گاندھی کی رہنمائی میں ہمارے لیڈروں نے جو قربانیاں کیں آج انھیں کے صلہ میں مجھے یہ عہدہ سنبھالنے کا موقع ملا ہے - یہ تقرر فوج کے جوانوں اور کمیشنڈ افسروں کی اس اعلیٰ کارروائی کا نتیجہ ہے - جو مختلف مواقع پر ان جوانوں اور کمیشنڈ افسروں نے میری کمان میں سرانجام دی ہیں - اسی کارگزاری کی بدولت آج میں اس عہدہ کے لائق سمجھا گیا ہوں -

یہ میرے لئے باعث فخر ہے کہ حکومت نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے کمانڈر انچیف کے عہدہ کے لئے مجھے انتخاب کیا - میرے ذمہ ایک بھاری اور مقدس فرض ہے - اور ملک کی خدمت میں اس فرض کو سنبھالنے کے لئے میں زندگی کی ہر چیز کو حقیر سمجھوں گا - مجھے بھروسہ ہے کہ پہلے کی طرح آئندہ بھی آپ اپنے کام کو بخوبی کرتے رہیں گے -

مجھے امید ہے کہ ہندوستانی فوج کو ایک شاندار فوج بنانے کے لئے آپ سب مل کر کام کریں گے - اچھے نتائج کے لئے اتحاد عمل کا ہونا ضروری ہے - ہم صرف پچھلی روایات یا پچھلی نیک نامی پر زندہ رہنا نہیں چاہتے - ہمیں اپنی فوج کی نیک نامی میں اضافہ کرنا چاہئے - یہ عین ممکن ہے - دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہمیں ہر وقت فوج کے ہر سپاہی کی وہ خواہ ادنیٰ ہے یا اعلیٰ بہتری کا خیال رہنا چاہئے - نظم و ضبط - اخلاقی قوت - وفاداری اور احساس فرض کے سلسلہ میں ہمیں اعلیٰ سے اعلیٰ معیار قائم کرنا چاہئے - صرف بڑے افسروں کا وفادار ہونا کافی نہیں بلکہ فوج کے ہر سپاہی کو وفادار ہونا چاہئے -

یاد رکھو کہ ملک کی فوج اور اس کا ہر چیز ٹیکس ادا کرنے والے کی ملکیت ہے اور ہم اس ملکیت کے محافظ ہیں -

ہم سب کو اس ملکیت کی نہایت دیانتداری سے دیکھ بھال کرنی چاہئے جس میں آدمی حیوان - گاڑیاں - خوراک - کپڑے اور فوجی ذخیرے شامل ہیں - ہمیں اس بات کا پورا خیال رکھنا چاہئے کہ ان میں سے کسی بھی چیز کو ذاتی یا ادنےٰ کام کے لئے استعمال نہیں کیا جانا -

میری یہ خواہش ہے کہ ہم میں سے ہر ایک "کیڈٹ پریئر" (زیر تربیت افسروں کی دعا) کے اصولوں پر چلے اور اپنی زندگی کو ان اصولوں کا ایک نمونہ بنائے -

مادر وطن کو داخلی بدامنی اور خارجی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ہم سب اس کے لئے ہمیشہ بے غرض اور اہلیت سے کام کریں گے - اپنی حکومت کا ہاتھ بٹانے کے لئے یہی ضروری ہے"

اس فرمان کے ساتھ کیڈٹ پریئر کا ضمیمہ بھی جاری کیا گیا ہے -

اپنے اندر شہریت کا جذبہ پیدا کرو اور خود غرضی کو ختم کرو (بہ سلسلہ صفحہ ۸۸)

ہونے کی وجہ سے ممتاز حیثیت رکھتی ہے - اس جگہ ہماری گزشتہ عظمت کے نشانات ہمارے گرد و پیش موجود ہیں - اور آپ اپنی آئندہ عظمت کے مرکزی خیموں کے بیچوں بیچ رہتے ہیں - اس لئے دہلی کے شایان شان ہو -

جنرل بوشر کمانڈر انچیف کے عہدہ سے سبکدوش ہوگئے

ہندوستانی فوج میں ۳۴ سال کی ملازمت

ہندوستان میں ۳۴ سال پانچ ماہ ملازمت کرنے کے بعد جنرل بوشر رائے کے بی ای، سی بی، ایم سی ۱۵ جنوری کو چیف آف دی آرمی سٹاف اور ہندوستانی فوج کے کمانڈر انچیف کے عہدہ سے الگ ہوگئے۔

آزادی کے بعد ہندوستانی فوج کے لئے جنرل بوشر نے نہایت قابل قدر فوجی اور انتظامی خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم ہوجانے کی وجہ سے جب فوج کے بھی دو حصے کرنے پڑے، تو ملک کی دفاعی مشینری بالکل بگڑ گئی۔ فوج کے دو حصے ہوجانے کا مطلب یہ تھا۔ کہ سارے کام کو نئے سرے سے شروع کیا جائے۔

سرحد کے دونوں طرف مسلم اور غیر مسلم یونٹوں کی نقل وحرکت اور تبادلہ از خود ایک بڑا کام تھا۔ اور اس کے فوراً بعد اس سے بھی بڑی ذمہ داریاں نبھانی پڑیں۔ اَن گنت شرنارتھیوں کو فرقہ دارانہ فسادات کی آگ سے نکالا گیا اور ریاست کشمیر میں قبائلی حملہ آوروں کی سرکوبی کے لئے فوجی امداد بھیجی گئی۔ ان فرائض کو سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ فوج مضبوط اور منظم بنانے کے لئے مؤثر اقدام کئے گئے۔

جنرل بوشر کی رہنمائی میں مذکورہ بالا مشکلات پر عبور حاصل کیا گیا۔ اور ان مشکلات کے باوجود فوج کی تنظیم کا کام برابر ہوتا رہا۔

اگست ۱۹۴۷ء میں جنرل بوشر نے ہندوستان کے نئے فوجی ہیڈ کوارٹرز میں چیف آف سٹاف کے اہم عہدہ کو سنبھالا اور آج سے ٹھیک ایک سال پہلے انہوں نے جنرل سر راب لاکہارٹ کے بعد کمانڈر انچیف کا عہدہ سنبھالا۔

جنرل بوشر کو سب سے پہلے ہندوستانی فوج کی غیر متعلق فہرست میں کمیشن ملا لیکن درحقیقت وہ نومبر ۱۹۱۵ء میں انڈین آرمی میں داخل ہوئے۔ اس سے پیشتر وہ فرانس میں سکاٹش رائفلز کی پہلی بٹالین میں کام کرچکے تھے۔ جب وہ ہندوستان آئے، تو انہیں کوکس رائفل ایف ایف میں متعین کیا گیا اور اس کے بعد وہ ۳۱ ویں ڈیوک آف کناٹس اون لانسرز میں تبدیل کردئے گئے۔ ۱۹۱۹ء تک وہ زیادہ طور پر ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر کام کرتے رہے۔ اور افغانستان کی مہم میں انہوں نے جو کام کیا۔ اس کے صلہ میں انہیں بہادری کا ملٹری کراس ملا۔

۱۹۲۶ء میں وہ کیمبرلے کے سٹاف کالج میں چلے گئے اور ۱۹۲۹ء میں انہیں سٹاف کا پہلا عہدہ ملا اور وہ ضلع دکن میں جی۔ ایس۔ او سوئم مقرر ہوئے۔ ایک سال بعد وہ بریگیڈ میجر ہوگئے۔ اور اس کے بعد ڈپٹی اسسٹنٹ ایڈجوٹینٹ جنرل بن گئے۔ ۱۹۳۶ء میں انہیں لیفٹیننٹ کرنل کا اعزازی عہدہ ملا۔

۱۹۳۹ء میں انہیں سام براؤنز کیولری (ایف۔ ایف) کی کمان مل گئی۔ اگلے سال وہ فیروزپور میں آرمرڈ کور ٹریننگ سنٹر نمبر ۱ کے اسسٹنٹ کمانڈنٹ ہوگئے۔ یہ سنٹر انہوں نے خود قائم کیا تھا۔ اس کے بعد ایک پورے کرنل کے طور پر انہوں نے لکھنؤ میں آرمرڈ کور سنٹر نمبر ۲ کی تنظیم کی اور اس کی کمان کی۔

بعد ازاں کچھ عرصہ کے لئے وہ آرمی ہیڈ کوارٹرز انڈیا میں اسسٹنٹ ایڈجوٹنٹ رہے۔ اور پھر ایک کرنل کی حیثیت سے وہ عراق گئے۔ جون ۱۹۴۲ء میں وہ ہندوستان واپس آئے۔ اور جنوبی فوج کے میجر جنرل انچارج آف ایڈمنسٹریشن مقرر ہوئے۔

جنوری ۱۹۴۶ء میں جنرل بوشر بنگال اور آسام کے علاقہ کے کمانڈر بن گئے۔ اور پھر اگست ۱۹۴۶ء سے چھ ماہ تک ایسٹرن کمانڈ کے جنرل آفیسر کمانڈنگ انچیف رہے۔ انہیں دنوں بنگال اور بہار میں فسادات شروع ہوئے۔ اور جنرل بوشر نے اپنے فرائض سرانجام دئے۔

ملا شور بازار کی مجوزہ زیارت سرہند کے متعلق غلط بیانی

پاکستانی اخباروں کے بیانات کی تردید میں ہند سرکار کا بیان

ہند سرکار کو پاکستان کے اخبارات میں شائع شدہ بعض ایسی خبروں پر توجہ دلائی گئی ہے۔ جن میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ہند سرکار نے حضرت صاحب شور بازار کو سرہند کی زیارت کرنے کے لئے سہولتیں دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ خبریں قطعاً بے بنیاد ہیں۔ اس بارے میں اصل واقعات حسب ذیل ہیں۔

گزشتہ نومبر میں حضرت صاحب کی طرف سے ایک درخواست موصول ہوئی تھی۔ کہ ان کو اور ان کے ہمراہ سولہ اشخاص کی پارٹی کو سرہند کی زیارت کرنے کے لئے سہولتیں دی جائیں۔ افغانستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات اور اپنی طرف سے ہر ممکن امداد دینے کی خواہش کے پیش نظر ہند سرکار نے مندرجہ ذیل سہولتیں دینے کا فیصلہ کیا۔

۱۔ کراچی پہنچنے پر حضرت صاحب نے مطلع کیا کہ ان کی پارٹی کے افراد کی تعداد سولہ سے بڑھ کر ایک سو ہو گئی۔ اس لئے اتنی ہی تعداد کے لئے انتظامات کئے گئے۔

۲۔ حضرت صاحب اور ان کی پارٹی نے پہلے پہل جو اسلحہ اپنے ہمراہ لانے کی تجویز کی تھی۔ اسے ہندوستانی قانون اسلحہ سے مستثنےٰ کر دیا گیا۔

۳۔ اس پارٹی کو محصول چنگی کی رسمی کارروائیوں سے مستثنےٰ کر دیا گیا۔

حضرت صاحب کو اطلاع دی گئی۔ کہ ان کے ساتھ ایک معزز سرکاری مہمان کا سا سلوک کیا جائے گا۔ اور ان کی پارٹی کو آرام و آسائش کی تمام سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ حضرت صاحب کو یہ بھی بتایا گیا تھا۔ کہ ان کو اور ان کی پارٹی کو سفر کرنے کی آسانیاں مہیا کی جائیں گی۔ اور ان کی حفاظت کے لئے تمام انتظامات کئے جائیں گے۔

لاہور پہنچنے پر حضرت صاحب نے ہند کے ڈپٹی ہائی کمشنر کو اطلاع دی۔ کہ ان کی پارٹی پانچ سو افغانوں پر مشتمل ہو گی۔ جن میں سے دو سو افراد مسلح ہوں گے۔ اور وہ کم از کم سات روز تک سرہند میں ٹھیرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

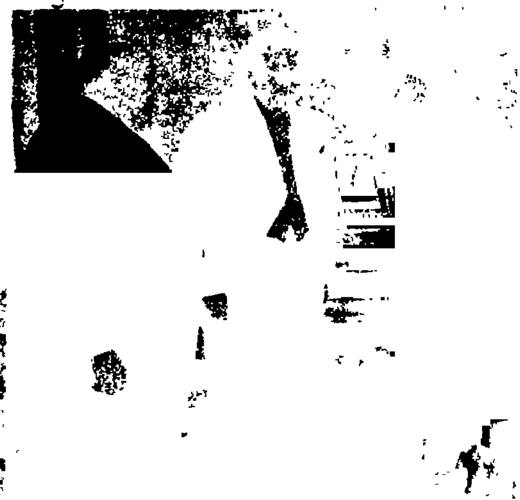
اس حقیقت کے باوجود کہ اس پارٹی کے سرہند میں تین یا چار روز سے زیادہ دیر تک ٹھیرنے کا انتظام کرنا مشکل تھا۔ ہند سرکار نے حضرت صاحب کی سرہند میں ان کے قیام کی مدت بڑھانے کی درخواست منظور کر لی۔

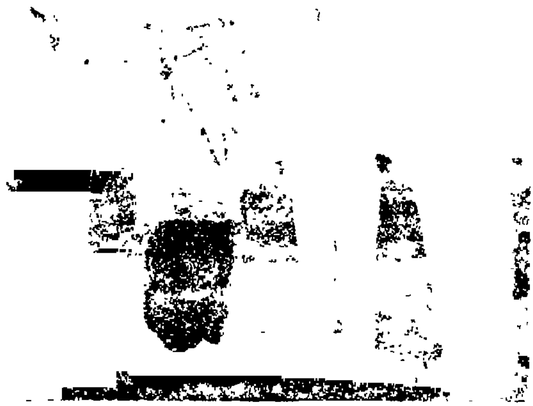
حضرت صاحب پر واضح کیا گیا۔ کہ ایک سو افغانوں کے سفر کرنے اور ٹھیرنے وغیرہ کے لئے انتظامات پہلے ہی کئے جا چکے ہیں۔ اب ان کی پارٹی اور ان کے اسلحہ کی تعداد اس قدر بڑھ جانے کی وجہ سے اتنے قلیل وقفہ کی اطلاع پر چار سو مزید اشخاص کے لئے سب انتظامات کرنا ممکن نہیں ہے۔ نیز انہیں یہ بھی بتایا گیا کہ ہند سرکار دو سو مسلح افغانوں کے ہند میں داخلہ کی اجازت نہیں دے سکتی۔

ان واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ ہند سرکار نے حضرت صاحب کے مطالبات کو پورا کرنے اور ان کو سرہند کی زیارت کے لئے آسانیاں بہم پہنچانے کے لئے اپنی طرف سے بہترین کوشش کی۔

جنوبی سیام میں ہندوستانی قونصل

جنوبی سیام میں سونگ کھلا کے مقام پر ہندوستانی قونصل خانہ جنوری ۱۹۴۹ء سے کھول دیا گیا ہے۔ شری ایس۔ آر۔ ادہ آبر قونصل مقرر کئے گئے ہیں۔





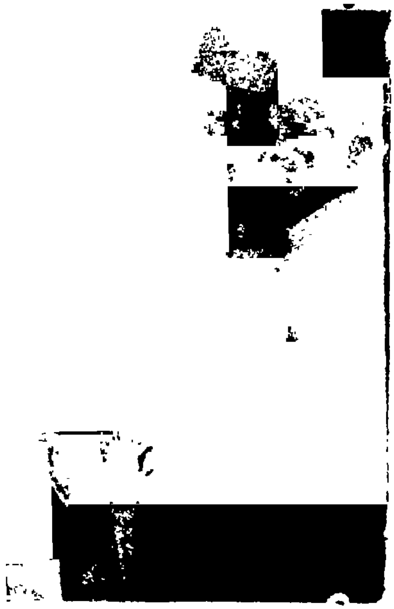


(اوپر دائیں) ڈاکٹر سید حسین نے لبنان میں پہلے ہندستانی سفیر کی حیثیت سے بیروت میں جمہوریہ لبنان کے صدر ہز ایکسیلنسی شیخ بشارالخوری کو اپنا خریطۂ تعارف پیش کیا۔
(اوپر بائیں) ہز ایکسیلنسی شری راجگوپال آچاریہ کی یہ تصویر یوگوسلاویہ کے تجارتی وفد کے ارکان کے ساتھ لی گئی ہے۔
(سامنے) یوگوسلاویہ میں ہندستانی سفیر شری راگھون ہز یوگوسلاویہ کے صدر مسٹر کلیمینٹ گوٹوالڈ کو اپنا خریطۂ تعارف پیش کر رہے ہیں

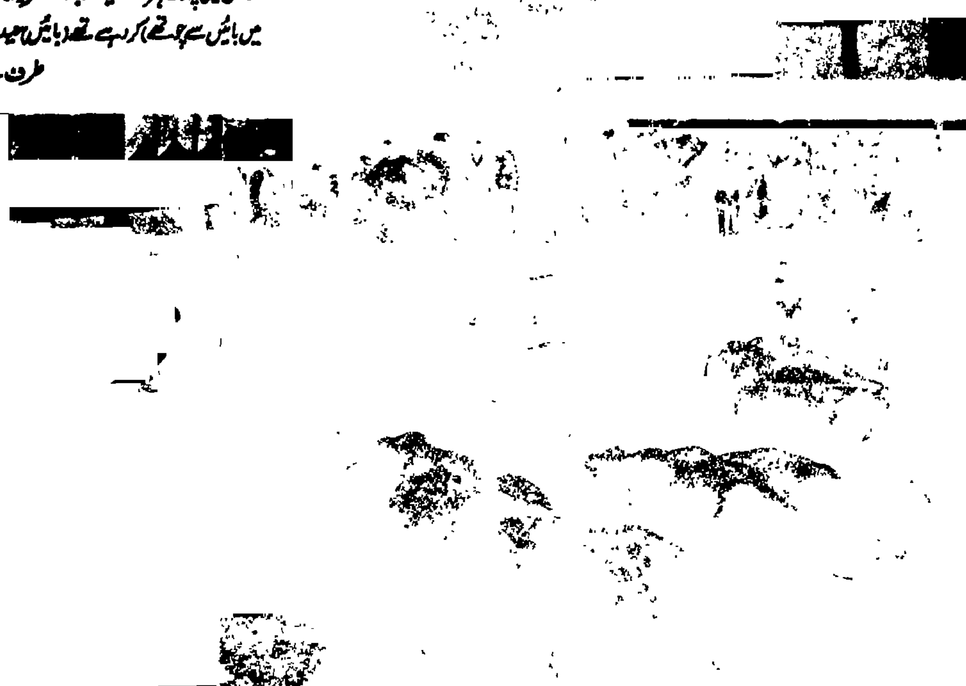
(دائیں) لیفٹیننٹ جنرل کے ایم کریاپا ہندوستانی فوج کے پہلے ہندوستانی کمانڈر انچیف
(نیچے) جنرل رائے بوشر ہندوستانی فوج کے سابق کمانڈر انچیف







(دائیں) ہز ایگزالٹڈ ہائی نس نظام حیدرآباد آنجہانی
دوران میں پنڈت نہرو سے حیدرآباد کے سرکردہ مسلم
میں بائیں سے چوتھے) کر رہے تھے (بائیں) حیدرآباد
طرف سے



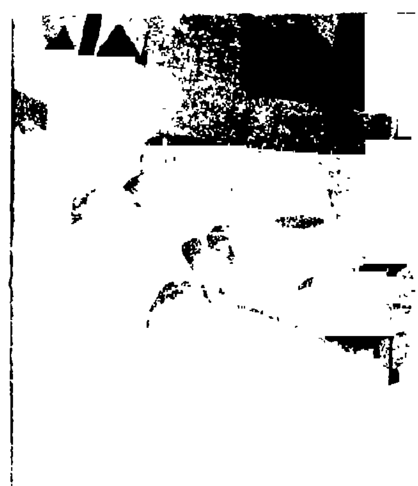
[illegible] منعقد کئے گئے تھے۔ اس موقع پر آپ [illegible] کے گرد جانے کا منظر دیکھ رہے ہیں۔ [illegible]





لال نہرو کا خیر مقدم کر رہے ہیں ۔ ء حیدر آباد کے دورہ کے
وفد ملنے آیا - وفد کے رہبر پاشا اکبر علی خان بار ایٹ لا تصویر
میں پنڈت نہرو کو اکھل نگر کے گوردوارہ منصور صاحب کی
پا پیش کیا گیا -



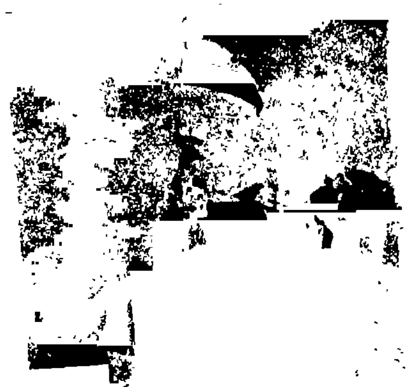




(دائیں) ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل شری راجگوپال آچاریہ اُس سپاسنامہ کا جواب دے رہے ہیں جو انہیں بمبئی میں ۹-جنوری کو جمعیت العلما ہند کی طرف سے پیش کیا گیا۔



(بائیں) بمبئی کے دورہ میں نائب وزیر اعظم سردار ولبھ بھائی پٹیل پلانی بھی تشریف لے گئے۔ یہاں انھوں نے برلا انجینئرنگ کالج کا معائنہ کیا۔ مسٹر جی، ڈی برلا ان کے دائیں طرف کھڑے ہیں۔



۵-جنوری کو نئی دلی میں وزیر صحت شریمتی راجکماری امرت کور نے عوام کو ڈاکٹری اور دیگر قسم کا علاج مہیا کرنے کے لئے [illegible]





حال ہی میں ہند کے وزیر خوراک و زراعت نے سی پی کا دورہ کیا۔ اس موقعہ پر انھوں نے یاتھر یا [illegible] کے گاؤں میں دس ہزار ایکڑ زمین کو زیر کاشت لانے کی اسکیم کا افتتاح کیا۔ تصویر میں شری [illegible] خود ایک ٹریکٹر چلاتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

اقوام متحدہ کو خطرہ

ڈچ حملہ کے خلاف امریکہ میں انڈیا لیگ کا جلسہ

۱۰ جنوری ۱۹۴۹ء کو انڈیا لیگ نے انڈونیشیا میں ڈچ حملہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے ایک جلسہ کا انتظام کیا۔ اس جلسہ کے موقعہ پر ہندوستان کے سفیر متعینہ واشنگٹن شری وی، راما راؤ نے انڈیا لیگ کے پریذیڈنٹ کو حسب ذیل پیغام بھیجا ہے۔

یہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ انڈیا لیگ جس نے آزادی ہند کی حمایت کے لئے امریکہ کی رائے عامہ کو تیار کیا تھا اب اس ملک میں ہالینڈ کے سامراجی حملہ کے خلاف اظہار ناراضی کے لئے جلسہ کا انتظام کرے۔ ۱۹۴۷ء میں جب ہالینڈ نے پہلا سامراجی حملہ کیا۔ تو اس وقت اقوام متحدہ کی مجلس امن کو اس معاملے میں دخل دینے پر آمادہ کرنے کے لئے ہندوستان نے پہل کی تھی اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہالینڈ نے اس معاہدہ پر دستخط کئے جس کہ وہ پُرامن طریقوں سے جمہوریہ انڈونیشیا کو اختیارات سونپنے کے لئے بات چیت کرے گا۔

ہالینڈ نے یہ معاہدہ توڑ دیا اور جمہوریہ کو ختم کرنے کے لئے اس نے بڑے اہتمام اور انتظام سے حملہ کیا ہے۔ حکومت ہند اور امریکن اخباروں نے واضح الفاظ میں اس حملہ کی بُرائی کی ہے۔ ہندوستان اور آزادی سے محبت کرنے والے دوسرے ممالک اس کوشش میں ایشیا میں دم توڑتے ہوئے سامراج کو زندہ کرنے کی کوششیں دیکھ رہے ہیں۔ اگر جلد ہی مجلس اقوام نے مؤثر قدم نہ اٹھایا۔ تو ایشیا میں ہی نہیں۔ بلکہ یورپ میں بھی اس کے بڑے خطرناک نتائج نکلیں گے۔

ہالینڈ مغربی یورپ کی یونین کا رکن ہے اور اسے مارشل پلان کے ماتحت مالی مدد بھی مل رہی ہے۔ ظاہر ہے۔ یونین کے ایک ممبر نے اس اقتصادی اور فوجی سلامتی سے جو اسے دی گئی ہے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا کے دوسرے حصہ میں نقص امن پیدا کیا ہے اور امن عالم کے لئے خطرہ بن گیا ہے۔

مغویہ عورتوں کی بازیابی

ہندوستان اور پاکستان کے وزرا کی مشترکہ اپیل

ہندوستان کے وزیر ریلوے آنریبل این گوپال سوامی آئنگر اور پاکستان کے وزیر مہاجرین خواجہ شہاب الدین کی طرف سے مغویہ عورتوں اور بچوں کی بازیابی کے کام کو تیز کرنے کے لئے ایک مشترکہ اپیل جاری ہوئی ہے۔ دونوں ڈومینینوں میں مغویہ عورتوں کی بازیابی کے کام کو تیز تر کرنے کے لئے حال ہی میں کراچی اور دہلی میں دونوں حکومتوں کے نمائندوں کی بات چیت ہوئی ہندوستان اور پاکستان کی حکومتیں اس مشکل مسئلہ کو حل کرنے کے لئے انتہائی کوشش کرنے اور عورتوں کی عزت و عفت پر جو حملے ہو چکے ہیں انکی تلافی کرنیکا فیصلہ کر چکی ہیں۔

نئے طرز عمل کے تحت ہر ڈومینین اپنے علاقہ میں مغویہ عورتوں کی بازیابی کے لئے خود ذمہ وار ہوگی اور دوسری ڈومینین کو ان لوگوں کے نام اور پتے کے بارے میں پوری اطلاع دے گی جو مغویہ عورتوں اور بچوں کو حراست میں رکھے ہوئے ہیں۔ مشترکہ اپیل حسب ذیل ہے۔

انسانیت کے نام پر ہم ہر ڈومینین کے لوگوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مغویہ عورتوں کی بازیابی کے کام میں متعلقہ سرکاری افسروں اور سماجی کام کرنے والوں کی امداد کریں ہندوستان اور پاکستان کے وقار پر یہ جو داغ ہے بلا تاخیر مٹا دینا چاہیئے۔ سرکاری افسروں اور سماجی کام کرنے والوں کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ عوام کی رائے ان کے حق میں ہو اور عوام اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کو پہچانیں اب تک ہمیں اپنی مشترکہ مساعی میں کچھ حد تک کامیابی ہوئی ہے لیکن اس برائی کا قلع قمع کرنے کے لئے ہمیں پوری قوت سے پھر اس کام کو شروع کرنا ہے اور اس کام کے لئے ہم ہر دو ڈومینین کے لوگوں سے تعاون کے لئے اپیل کرتے ہیں۔

ہم سرکاری افسروں اور سماجی کام کرنے والوں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنی کوششوں کو دوچند کریں اور جلد از جلد اس کام کو پورا کریں۔

ہندوستان میں رہنے والے افغانوں کے لئے نئے احکام

ہندوستان اور افغانستان میں دوستانہ تعلقات کی موجودگی کے پیش نظر ہندسرکار کی طرف سے ہندوستان میں رہنے والے افغان باشندوں کے بارے میں نئے احکام جاری ہوئے ہیں۔ ان کا اطلاق افغان مہاجرین اور چھوٹے تاجروں پر بھی ہوگا۔ ان احکام کے ماتحت گذشتہ تمام متعلقہ احکام منسوخ کردیئے گئے ہیں۔

(۱) ہندوستان میں رہنے والے افغان باشندوں کے نام ہندوستان چھوڑ دینے کے بارے میں جو نوٹس جاری کئے گئے تھے انھیں فوراً واپس لے لیا جائے گا۔ جب تک کسی افغان باشندے کے معاملے پر پوری طرح غور نہ کر لیا جائے اس کی مرضی کے خلاف اسے ہندوستان سے چلے جانے کے لئے نہیں کہا جائے گا۔

(۲) جو افغان باشندے نوٹس ملنے پر ہندوستان چھوڑ کر افغانستان لوٹ چکے ہیں انھیں چھ ماہ کے لئے ہندوستان میں آنے کی اجازت ہوگی۔ اس مقصد کے لئے کابل میں ہندوستانی سفیر کو ایک محدود تعداد میں پروانے جاری کرنے کا اختیار دے دیا گیا ہے۔ پروانہ مندرجہ ذیل امور کے بارے میں اطمینان ہو جانے کے بعد جاری کیا جائے گا۔

(الف) کہ سائل کو ہندوستان میں کچھ ایسا کام کرنا ہے جو افغانستان لوٹنے سے پیشتر وہ مکمل طور پر نہ کرسکا اور اب اس کام کے لئے اس کی موجودگی ضروری ہے۔

(ب) کہ وہ ہندوستان میں نئے سرے سے کوئی کام نہیں شروع کرے گا۔ یا مقررہ میعاد سے زیادہ نہیں ٹھہرے گا۔ اور اگر ٹھہرنا پڑے تو ہندسرکار کی اجازت لے کر ٹھہرے گا۔

(ج) کہ اس کی مالی حالت پوری طرح تسلی بخش ہے۔

(د) کہ اسے مجرمانہ یا ناپسندیدہ سرگرمیوں کی وجہ سے ہندوستان چھوڑنے کے لئے نہیں کہا گیا تھا۔

ہندوستان میں جن افغان باشندوں کے پاس جائز پاسپورٹ یا پروانہ نہیں ہے انھیں ۲۱ فروری ۱۹۴۹ء سے پہلے پہلے یہ حاصل کر لینا چاہئے۔

ہندسرکار کا ارادہ ہے کہ ۳۱ مارچ کے بعد ان افغان باشندوں کے معاملوں پر پھر سے غور کیا جائے جن کے خلاف ناپسندیدہ سرگرمیوں کی وجہ سے نوٹس جاری کئے گئے۔ ہر معاملہ کا انفرادی طور پر جائزہ لینے کے بعد ہندسرکار متعلقہ افغان باشندوں کے ہندوستان میں قیام اور ان کے عرصہ قیام کے بارے میں فیصلہ کرے گی۔

ہندسرکار کو بھروسہ ہے کہ ان اقدام کی بدولت ہندوستان اور افغانستان کے موجودہ دوستانہ تعلقات کو مزید تقویت پہنچے گی۔ ہندوستان میں رہنے والے افغان باشندوں کو اگر ہندسرکار کے بارے میں کوئی خوف یا خدشہ پیدا ہو چکا تھا تو وہ بھی ان اقدام کی وجہ سے دور ہو جائے گا۔

تبادلۂ جائداد کا قانون

قانون تبادلۂ جائیداد کا آرڈیننس (انڈیا ۱۹۴۸ء (۱۹۴۸ء کا نمبر ۳) مجریہ فروری ۱۹۴۸ء کا قائم مقام ٹیکسوں کی ادائیگی (تبادلہ جائیداد) کا آرڈیننس ۱۹۴۸ء (۱۹۴۸ء کا نمبر ۲) مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۴۸ء کو نافذ کردیا تھا اور تاحال نافذ ہے۔ چنانچہ عام اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تبادلۂ جائیداد کی رجسٹری کی اجازت سے مؤخرالذکر آرڈیننس کی رو سے قانونی مطالبہ پورا کرنے کے لئے ٹیکس ادا کرنے کا سرٹیفکیٹ بھی پیش کرنا ہوگا۔

ہندوستان میں پودوں کی پرورش کا کام

مرکزی محکمہ کی طرف سے کرم کش دواؤں اور متعلقہ مشینوں کی فراہمی

۱۲ - جنوری کو نئی دہلی میں پودوں کی حفاظت کرنے والے افسروں کا ایک اجلاس ہوا - یہ اپنی قسم کا پہلا اجلاس تھا اور اس میں مرکزی صوبائی اور ریاستی حکومتوں کے افسروں نے شرکت کی۔ زرعی کھوج کی ہندوستانی کونسل کے نائب صدر سردار داتار سنگھ نے اپنی افتتاحیہ تقریر میں کہا کہ جتنا اناج ہندوستان باہر سے منگواتا ہے اس سے دوگنی اور تگنی مقدار کے اناج کی فصل پودوں کی وباؤں اور بیماریوں کی وجہ سے برباد ہو جاتی ہے - اس لئے اپنے ملک میں پودوں کی وباؤں اور بیماریوں کی روک تھام کی طرف ہمیں جلد سے جلد متوجہ ہونا چاہئے -

سردار داتار سنگھ نے کہا کہ مناسب طور پر پودوں کی حفاظت کی مہم شروع کرنیکے لئے تربیت یافتہ آدمیوں کی ضرورت ہے - وباؤں کو ختم کرنے والی ادویات اور بجلی سے چلنے والی مشینوں کی ضرورت ہے - بدقسمتی سے اپنے ملک میں یہ اشیا دستیاب نہیں اور ہمیں یہ غیر ممالک سے منگوانی پڑتی ہیں - اس لئے ان کی رسد کے لئے وباؤں کے پھیلنے سے کافی پہلے انتظام کرنا ہوتا ہے سردار داتار سنگھ نے بتایا کہ پودوں کی پرورش کرنے - قرنطینہ اور ذخیرہ کے مرکزی محکمہ کی طرف سے اب صوبوں اور ریاستوں کو ہر ضروری امداد مل سکیگی - اجلاس میں کئی اہم فیصلے کئے گئے جن میں سے کچھ حسب ذیل ہیں -

(۱) ہر صوبہ اور ریاست کی حکومت کی طرف سے جتنی جلدی ممکن ہو پودوں کی پرورش کرنے والا ایک ادارہ قائم کیا جائے -

(۲) پودوں کی پرورش - قرنطینہ اور ذخیرہ کے مرکزی محکمے میں کافی ملازم رکھے جائیں تاکہ مرکز کی طرف سے صوبوں اور ریاستوں کو موزوں طور پر امداد پہنچتی رہے -

(۳) چونکہ کیڑے مار دوا اور مشینی سامان غیر ممالک سے منگوایا جاتا ہے - اس لئے صوبوں اور ریاستوں کے لئے اس شے کا انتظام مرکزی محکمہ کی طرف سے کیا جائے -

یہ بھی سفارش کی گئی کہ پودوں کی پرورش کے لئے بجلی سے چلنے والی مشینوں کو مرکز کی طرف سے جمع کیا جائے اور انھیں ہندوستان میں تین مقاموں آسن سول - اجمیر اور ناگپور میں رکھا جائے تاکہ ملک کے کسی حصہ میں کوئی وبا پھیلے تو بلاتاخیر متعلقہ امداد بہم پہنچائی جائے -

پودوں کی پرورش کے لئے مرکزی محکمہ کی طرف سے ان امیدواروں کو تربیت دی جائے گی جن کے اپنے صوبہ یا ریاست میں کوئی سرکاری انتظام نہیں -

ملک بھر کے حالات کے متعلق پودوں کی پرورش کے صلاح کار کی طرف سے ایک سہ ماہی رسالہ شائع کرنے کی بھی سفارش کی گئی - بعد میں اس رسالہ کو ماہانہ کر دیا جائیگا۔

دہلی کے دیہاتی علاقوں میں صحت کے مرکز

انہیں دنوں نئی دہلی میں وزیر مال کی زیر صدارت سٹینڈنگ فائننس کمیٹی کا اجلاس ہوا تھا اس اجلاس میں صوبہ دہلی میں صحت کے دو ابتدائی مراکز تعمیر کرنے کی اسکیم منظور کی گئی - یہ مراکز نریلا اور نجف گڑھ میں بنائے جائیں گے۔

یہ قدم بھور کمیٹی کی سفارشات کے مطابق اٹھایا گیا ہے۔ ہر مرکز میں حسب ذیل عملہ ہوگا - دو طبی آفیسر (ایک عورت اور ایک مرد) نرسیں دائیاں اور طبی اور عمومی صحت کے لئے عملہ - ہر مرکز میں ایک دواخانہ ہوگا جس میں ہسپتال کی چھ پارٹیاں ہوں گی۔

ڈبہ بند اور خشک پھلوں کی صنعت کا تحفظ

متعلقہ مطالبوں کے بارے میں حکومت کا رویہ

بمبئی ۱۱ جنوری۔ انڈین ٹیرف بورڈ کے اجلاس میں آج بورڈ کے صدر شری جی ایل مہتہ نے اس بات پر زور دیا کہ ایک بڑی صنعت اور اس کی چھوٹی صنعتوں میں تعاون ہونا چاہیئے۔ اس اجلاس کے سامنے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ آیا تو ڈبہ بند اور خشک پھلوں کی صنعت کے موجودہ محصول تحفظ کو بڑھایا جائے اور یا اس صنعت کو غیر ملکی کارخانہ داروں کے ہم پایہ بنانے کے لئے حکومت کی طرف سے امدادی رقم عطا کی جائے۔

ڈبہ بند اور خشک پھلوں کی ہندوستانی صنعت کو قائم ہوئے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ اس صنعت نے لڑائی کے دنوں میں بہت ترقی کی۔ آج تک یہ صنعت حفاظتی محصول کے زیر سایہ رہی ہے۔ ڈبہ بند اور بوتل بند پھلوں و شربتوں کی مختلف اقسام پر چالیس فیصدی سے اسی فی صدی تک حفاظتی محصول رہا۔ یہ تحفظی محصول تین سال کے لئے تھا اور اس کی میعاد مارچ ۱۹۵۰ء تک ہے۔ اس کے بعد ٹیرف بورڈ کی طرف سے اس صنعت کا جائزہ لیا جائے گا۔ اور ٹیرف بورڈ کی تجاویز پر ہند سرکار اپنی پالیسی مرتب کرے گی۔

شری مہتہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ ملک کی صحت اور معاشی حالت کے پیش نظر خشک پھلوں کی صنعت کافی اہم ہے۔ اس صنعت کے ذریعہ سارے سال کے دوران پھلوں کے رس اور پھلوں سے بنی ہوئی اشیا کی قیمتوں کو ایک مستقل سطح پر رکھا جا سکتا ہے۔

تحفظی محصول میں اضافہ کے مطالبہ کا ذکر کرتے ہوئے شری مہتہ نے کہا کہ حال ہی میں کھانڈ کی قیمتوں کو کم کر دیا گیا ہے اور خشک پھلوں کی صنعت کے کارخانہ داروں کو کم قیمت پر ضروری کھانڈ حاصل کرنے کے لئے کھانڈ کی صنعت کے نمائندوں سے گفت و شنید کرنی چاہیئے۔ ٹین کے ڈبوں کی قیمتیں بڑھ جانے کا ذکر کرتے ہوئے شری مہتہ نے کہا کہ حکومت جوری ٹیرف بورڈ کی یہ سفارش نہیں منظور کر سکتی کہ خشک پھلوں کی صنعت کے لئے پانچ سو سے ایک ہزار ٹن تک امریکہ سے بلا محصول ٹین کی چادریں استعمال کی جائیں۔ جب تک اس صنعت کیلئے دیسی ٹین کی چادریں استعمال ہو رہی ہیں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا جا سکتا۔

درآمد کی پابندیوں کا ذکر کرتے ہوئے شری مہتہ نے کہا کہ ڈالر کمیاب سکہ اور میڈیم کرنسی کے ممالک سے ڈبہ بند یا بوتل بند پھل منگوانے کے لئے کوئی لائسنس نہیں دیئے جاتے۔ جن ممالک کا سکہ آسانی سے مل جاتا ہے ان سے اشیا منگوانے کی زیادہ سے زیادہ مالی حد کے پیش نظر آج کل لائسنس دیئے جاتے ہیں۔

سرکار کی طرف سے امدادی رقم کے مطالبہ کا ذکر کرتے شری مہتہ نے بتایا کہ آل انڈیا فوڈ پریزرورز ایسوسی ایشن۔ تمام ملک میں ۶۰ کارخانے قائم کرنے کی تجویز کی ہے اور اس کے لئے پانچ سال کی میعاد مقرر کی ہے۔ اس کام پر ۱۲ کروڑ خرچ کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔

شری مہتہ نے کہا کہ حکومت اس سلسلہ میں تفتیش

مشرقی پنجاب ہائی کورٹ کے نئے چیف جسٹس

گورنر جنرل نے کلکتہ ہائی کورٹ کے آنریبل مسٹر جسٹس سدھیر رنجن داس کو مشرقی پنجاب کے ہائی کورٹ کا چیف جسٹس مقرر کیا۔ مشرقی پنجاب ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس آنریبل مسٹر جسٹس رام لال ریٹائر ہو گئے ہیں۔

۱

کل ہند پوسٹل اینڈ ریلوے میل سروس کا سالانہ جلسہ

شری خورشید لال کی تقریر

آل انڈیا پوسٹل اینڈ ریلوے میل سروس یونین کی جو سالانہ کانفرنس لکھنؤ میں منعقد ہوئی اس میں ۲ر جنوری سنہ ۱۹۴۹ء کو ڈپٹی کے اجلاس میں شری خورشید لال نے تقریر کرتے ہوئے کہا "میں ہند سرکار کا ڈپٹی منسٹر ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک ہمدرد کی حیثیت سے آپ کو خطاب کر رہا ہوں۔ آپ میں سے ہر شخص کو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ ملک کی حکومت کا بار اور ذمہ داریوں کا بوجھ آپ پر بھی پڑتا ہے۔ شری خورشید لال نے یہ تقریر ایک ایڈریس کے جواب میں کی تھی۔

ڈاک خانہ کے ملازمین کی شکایات کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے یقین دلایا کہ معاوضہ کے بھتہ کے متعلق جلد ہی فیصلہ کیا جانے والا ہے اکسپرٹ کمیٹی کی رپورٹ کی اشاعت کا جو مطالبہ ہے اس کے متعلق آپ نے کہا کہ دو ایک دن میں دہلی واپس پہنچ کر وہ خود اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔ مہنگائی کے بھتہ میں اضافہ کا جو مطالبہ کیا گیا ہے اس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ ڈاک و تار کے ملازمین کے بھتہ میں مطلوبہ اضافہ کے باعث ۸ کروڑ روپیہ کا اور ریلوں کے ملازمین کے بھتہ کی وجہ سے ۳۰ کروڑ روپیہ کا اور مرکزی و صوبائی ملازمین کے بھتہ میں اضافہ کی وجہ سے ۵۰ کروڑ روپیہ کا یعنی خرچ میں مجموعی طور پر ۱۰۰ کروڑ روپیہ سالانہ کا اضافہ ہو جائے گا۔ لیکن جب تک پیداوار میں اضافہ نہ ہو آمدنی میں اضافہ کا یہ مطلب ہوگا کہ موجودہ افراط زر کے پھیلاؤ میں اور اضافہ ہو جائے اس سے روپیہ کی قیمت گھٹ جائے گی اور خریدار کو کچھ فائدہ نہ ہوگا

چین کی صورت حال کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ ان مشکلات کا واحد حل یہ ہے کہ قیمتیں ایک سطح پر قائم رہیں اور پیداوار میں اضافہ کیا جائے۔ چنانچہ حکومت کی تمام کوششیں انھیں اصولوں پر مرکوز ہیں۔ آپ نے حاضرین جلسہ سے امداد و تعاون کی درخواست اور صبر کی تلقین کی۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ حکومت جس طرح دوسرے مختلف مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اسی طرح معاشی بحران کے مسائل کو حل کرنے میں بھی کامیاب ہوگی۔

ہندوستان کی بحری تجارت کی توسیع

ہندوستان کی بحری تجارت کو بڑھانے کے لئے سٹینڈنگ فائننس کمیٹی نے یہ تجویز منظور کر لی ہے۔ کہ بحری تجارت کے تین یا چار اداروں کا ایک ادارہ بنا دیا جائے۔ اس سے سمندر پار کے ممالک کی تجارت میں ہندوستان کی شرکت آسان ہو جائے گی۔

سیندھیا سٹیم نیوی گیشن کمپنی لمٹیڈ کے منتظمان اس ادارہ کو چلائیں گے۔ وہی کمپنی اس ادارہ کی مینجنگ ایجنٹس ہوگی۔ ہر ادارہ کی ذمہ داری دس کروڑ روپیہ تک ہوگی۔ اس میں حکومت ۵۱ سے ۷۴ فیصدی تک ذمہ دار ہوگی۔ پہلے ادارے کا خرچ غالباً سات کروڑ روپیہ ہوگا۔ جو دو سال میں خرچ ہوگا۔ پہلے پانچ سال کے نقصان کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ توقع ہے کہ یہ نقصان پہلے دو تین سال میں ہوں گے۔ اور ایک ادارہ کو ایک سال میں دس یا بیس لاکھ روپیہ سے زیادہ کا نقصان نہیں ہوگا۔ بعد میں ادارہ کو جو نفع ہوگا اس سے حکومت کی رقم پوری کی جائے گی۔

فصلوں کی پیداوار کا صحیح اندازہ لگانے کا منصوبہ

ہندسرکار نے مشاورتی بورڈ کی پانچسالہ سکیم منظور کرلی

ہند میں زراعتی تحقیق کی کونسل کے مشاورتی بورڈ کا اجلاس ۱۲ اور ۱۳ جنوری ۱۹۴۹ء کو دہلی میں ہوا۔ بورڈ نے سفارش کی ہے کہ ہند کی بڑی بڑی فصلوں کی کٹائی کے سروے کرنے کے لئے ایک پانچسالہ مربوط سکیم بنائی جائے۔ فصلوں کی پیداوار کے متعلق قابل اعتبار اعداد وشمار کی عدم موجودگی کی وجہ سے حکومت کے زیادہ خوراک پیدا کرنے کے متعلقہ منصوبوں اور دیگر سکیموں کے نتائج صحیح طور پر معلوم نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے صحیح اعداد وشمار جمع کرنے کے لئے موزوں ادارہ کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ ہندسرکار ۱۹۴۳ء سے ہی فصلوں کی پیداوار کا ٹھیک ٹھیک حال معلوم کرنے کے لئے بہترین طریقوں پر غور کرتی رہی ہے۔ اتنے برسوں کی تحقیقات سے یہ ظاہر ہوا ہے۔ کہ جگہ جگہ سے کھیتوں کے نمونے چن کر ان کا اندازہ لگانے سے ہی فصلوں کی پیداوار کے قابل اعتبار اعداد وشمار حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ہندسرکار نے ۱۹۴۴ء میں سر تھیوڈور گریگری جو اس وقت ہندسرکار کے اقتصادی مشیر تھے۔ کی زیر صدارت ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس نے اس طریقہ کار کی جانچ کی اور اس کو مفید اور قابل عمل تسلیم کرکے تمام صوبائی حکومتوں سے سفارش کی تھی۔ کہ فصلوں کی پیداوار کا اندازہ لگانے کے لئے اس طریقہ کو مستقل طور پر اختیار کیا جائے قحط کی تحقیقاتی کمیٹی نے بھی اسی قسم کے طریقہ کی سفارش کی تھی اب مشاورتی بورڈ نے اس طریقہ کار کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد یہ سفارش کی ہے کہ تمام صوبوں میں اسی طریقہ کو رائج کیا جائے۔ صوبوں کے محکمہ جات زراعت کے ماتحت فصلوں کی کٹائی اور پیداوار کا اندازہ لگانے کے لئے کھیتوں کے نمونے چن لینے کا طریقہ اختیار کیا جائے گا صوبوں کے موجودہ عملہ کو اس مقصد کے لئے تربیت دی جائیگی۔ اور سارے صوبہ کی فی ایکڑ اوسط پیداوار کا اندازہ لگایا جائے گا۔ اس پانچسالہ سکیم پر کل خرچ ۵۹ لاکھ روپیہ ہوگا۔ بورڈ نے سفارش کی ہے کہ مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتیں پہلے برس کا کل خرچ آدھا آدھا برداشت کریں۔ بعد کے چار برسوں میں مغربی بنگال اور پوربی پنجاب کے صوبوں کے سوا باقی تمام صوبے دو تہائی اور مرکزی حکومت ایک تہائی کے حساب سے اس سکیم کا خرچ برداشت کریں گے۔ پوربی پنجاب اور مغربی بنگال اپنی موجودہ مالی حالت کے پیش نظر پہلے سال میں اس سروے کے کل اخراجات کا ایک تہائی اور آئندہ چار برسوں میں نصف برداشت کریں گے اس حساب سے مرکزی حکومت کو تیس لاکھ روپیہ خرچ کرنا پڑے گا۔

آسٹریلیا سے دودھ اور دودھ کی اشیا منگوانے کی آزادی

آسٹریلیا سے مختلف صورتوں میں جو دودھ ہندوستان بھیجا جاتا ہے۔ حکومت آسٹریلیا نے اسے پابندیوں سے مستثنے کر دیا ہے ہندوستانی تاجر اب براہ راست آسٹریلیا کے تاجروں سے خشک دودھ اور دودھ سے بنی ہوئی بچوں کی خوراک منگوا سکتے ہیں۔

تاجروں کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کے لئے حکومت آسٹریلیا سے حسب ذیل پتہ پر خط وکتابت کی جا سکتی ہے۔

آسٹریلین ڈیپارٹمنٹ آف کامرس اینڈ ایگریکلچر۔ ۲۰۶ فلینڈرز لین، ملبورن۔

خوراک کی خبریں

پوربی پنجاب کے مزید نو قصبوں میں راشن بندی

ہند میں ۶۲ لاکھ ایکڑ اراضی کو زیر کاشت لایا جائیگا

حکومت ہند کے تازہ خوراکی بلیٹن کی خاص باتیں حسب ذیل ہیں:-

صوبہ سی پی میں ایک برس میں ٹریکٹروں کی مدد سے پیداوار میں ۴۳ فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ خوراک کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے پھلوں سے اشیا تیار کرنے والوں کو لائسنس عطا کرنے کے طریقہ میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یورپ میں طویل میعادی سکیموں کو چلا کر خوراک کی فصلوں سے چار ارب ڈالر مالیت کی مزید پیداوار حاصل کی جائے گی۔

ہند سرکار کے محکمہ اطلاعات نے خوراک کے بارے میں جو تازہ خبر نامہ شائع کیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ پچھلے ہفتے شری جیرام داس دولت رام، وزیر خوراک و زراعت صوبہ سی پی کے دورہ پر گئے۔ جہاں آپ نے خالی پڑی ہوئی قابل کاشت زمین میں کھیتی باڑی شروع کرنے کی دو نئی اسکیموں کا افتتاح کیا۔ مرکزی وزارت زراعت کی ٹریکٹر آرگنائزیشن نے اس صوبہ کی حکومت کو ۹۰ بھاری ٹریکٹر اس لئے دئے ہیں۔ کہ ان کے استعمال سے اس صوبہ میں لاکھوں ایکڑ خالی پڑی ہوئی قابل کاشت اراضی میں فصلیں بوئی جائیں۔ یہ زمینیں گھاس پات سے اٹی پڑی ہیں۔ اب تک ان کو صاف کر کے ٹریکٹروں کی امداد سے ان میں گندم، چنے اور دیگر اناجوں کی فصلیں بوئی جا رہی ہیں۔ صوبہ سی پی کی حکومت نے پہلے ہی برس میں پیداوار میں ۴۳ فیصدی اضافہ کر کے دوسرے علاقوں کو دکھا دیا ہے۔ کہ مناسب تعداد میں ٹریکٹر اور دیگر جدید زرعی طریقے ٹھیک طور پر استعمال میں لائے جائیں۔ تو کیسے بہتر نتائج پیدا کئے جا سکتے ہیں۔

شری جیرام داس نے اپنے بیان میں بتایا۔ کہ مدھیہ بھارت میں ۱۴ لاکھ، یو پی میں ۱۰ لاکھ، سی پی میں ۹ لاکھ، بمبئی، اڑیسہ، پوربی پنجاب، ریاست بھوپال اور وندھیاچل پردیش کے علاقوں میں پانچ پانچ لاکھ اور پوربی پنجاب کی ریاستوں میں چار لاکھ ایکڑ بنجر اور خالی پڑی ہوئی زمینوں کو زیر کاشت لایا جائے گا۔

ہند کے وزیر اعظم نے میسور میں ہند سرکار کی فوڈ ٹیکنالوجی انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ ہند اپنے لوگوں کے لئے کافی خوراک پیدا کر سکتا ہے۔ اور باہر سے خوراک برآمد کرنے کی ضرورت کو مٹا دینا چاہئے۔

پھلوں سے تیار کی جانے والی اشیا کے لائسنس مرکزی وزارت زراعت نے پھلوں سے اشیا تیار کرنے والوں کو لائسنس عطا کرنے کے طریقہ میں ترمیم کر دی ہے۔ سال ۱۹۴۹ء کے شروع سے لائسنس کی فیس ایک سال کے لئے وصول کی جائے گی۔ پہلے کی طرح ششماہی فیس نہیں لی جائے گی۔ کم از کم فیس پہلے چار ہزار یا اس کے کسی حصہ کے لئے ۴ روپیہ ہوا کرتی تھی۔ اس کے بعد ہر ۵۰۰ روپیہ یا اس کے کسی حصہ کے لئے ۵ روپے زائد فیس لی جاتی تھی۔ یہ لائسنس فیس پچھلے برس کی پیداوار کے حساب سے شمار کی جائے گی۔ یہ فیس سوائے اس صورت کے واپس نہیں کی جائے گی جب کہ لائسنس دینے سے انکار کر دیا گیا ہو۔

پوربی بنگال میں معجزہ مسٹر ایس۔ ایم۔ افضل وزیر خوراک پوربی بنگال نے انہی دنوں ایک ملاقات میں یہ انکشاف کیا کہ پوربی بنگال کے سارے راشننگ سسٹم کو ٹوٹنے سے بچا لینا ایک معجزہ سے ہرگز کم نہیں ہے۔ چٹاگانگ میں اناج سے لدے ہوئے جہازوں سے چاول اور گندم کو راشن کی دکانوں پر پہنچانے کے لئے حکومت کو اپنی ساری قوتیں مرکوز کرنی پڑیں۔ تبھی صوبہ کو تباہی کے منہ سے بچایا جا سکا۔

مارشل امداد پانے والے ممالک میں خوراک کی پیداوار

یورپی ممالک کے اقتصادی تعاون کی کمیٹی نے اپنی پہلی رپورٹ میں بتایا ہے۔ کہ توقع کی جاتی ہے۔ کہ طویل میعادی سکیموں کو چلا کر خوراک کی فصلوں سے چار ارب ڈالر مالیت کی مزید پیداوار حاصل کی جائے گی۔ ساری دنیا میں بہت بڑی اقتصادی سرگرمیوں اور خام مال کی مانگ نے قیمتوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ خام مال اور خوراک کی قیمتیں اشیائے مصنوع کی قیمتوں کے مقابلہ میں نسبتاً بہت بڑھ گئی ہیں۔ خام مال کی قلت بھی یورپ کی اقتصادی زندگی اور بہبود کے لئے ایک زبردست خطرہ بن گئی ہے۔ اس لئے خوراک اور خام مال کی بہم رسانی کے نئے ذرائع پیدا کرنا بہت لازمی ہو گیا ہے۔

برما میں کمیونسٹوں کی لوٹ مار۔ برما کی وزارت زراعت کے ایک ترجمان نے بتایا ہے۔ کہ پچھلے برس نومبر اور دسمبر کے مہینوں میں ایک لاکھ چالیس ہزار ٹن چاول برآمد کئے گئے تھے۔ جس سے ۱۹۴۸ء کی برآمد کا کوٹا پورا کر دیا گیا۔ آپ نے یہ بھی کہا۔ کہ پچھلے برس میں کمیونسٹ باغیوں کی لوٹ مار سے بیس ہزار ٹن چاول ضائع ہو گئے۔

آسٹریلیا میں گندم کی فصل۔ آسٹریلیا میں فصل گندم کے بارے میں اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ یہ اوسط درجے کی فصلوں سے بہت زیادہ اچھی ہو گی۔ تازہ ترین اندازہ کے مطابق کل پیداوار اٹھارہ کروڑ سے لے کر بیس کروڑ بشل تک ہو گی۔

غیر ممالک سے اناج کی درآمد۔ ۶ جنوری ۱۹۴۹ء کو ختم ہونے والے ہفتہ میں غیر ممالک سے حسب ذیل خوردنی اجناس درآمد کی گئیں۔

گندم اکتیس ہزار سات سو ٹن۔ آٹا چار ہزار ایک سو ٹن، چاول دو ہزار چار سو ٹن، میلو بیس ہزار ایک سو ٹن اور دیگر تین سو ٹن۔

ہند کے صوبوں سے خوراک کی خبریں۔ پوربی پنجاب صوبہ کے وزیر اعظم ڈاکٹر گوپی چند بھارگو نے انہی دنوں ایک ملاقات میں بتایا۔ کہ صوبائی حکومت مرکز کی امداد سے صوبہ میں خوراک کی حالت کو سنبھالنے میں کامیاب ہو گئی۔ اور گذشتہ ستمبر میں جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ وہ اب دور ہو چکا ہے۔ صوبائی حکومت نے یکم فروری ۱۹۴۹ء سے حصار، بھوانی، رہتک، گوڑگاؤں، ریواڑی، کرنال، پانی پت، جگادہری اور سونی پت میں بھی راشن بندی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مدراس۔ حکومت نے چور بازاری کو ختم کرنے کے لئے احکام جاری کئے ہیں۔ اناج کے بیوپاریوں کو بغیر لائسنس کے اناج کا جولین دین کرنے کی اجازت تھی۔ اب اس کی مقدار بیس من سے گھٹا کر دس من کر دی گئی ہے۔ ان احکام پر فوراً عمل شروع ہو گا۔

میسور۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ چاول اور گندم کے جو ذخیرے حکومت کے پاس ہیں۔ ان کو دیکھتے ہوئے نئی فصل کی آمد میں دیر ہو جانے سے بہت تشویش پیدا ہو رہی ہے۔

ریاست رامپور۔ ساری ریاست میں یکم جنوری سے راشن بندی کر دی گئی ہے۔ راشن کی سرکاری دکانوں پر ڈھائی سیر فی روپیہ کے حساب سے گندم فروخت کی جائے گی۔

آسٹریلیا میں چاول کی فصل۔ آسٹریلیا میں سال ۱۹۴۸-۴۹ء کی فصل گندم کے اندازے کے مطابق ۱۹ کروڑ بشل پیداوار کی توقع کی جاتی ہے۔ کل ایک کروڑ انیس لاکھ اکہتر ہزار ایکڑ زیر کاشت رقبے سے چودہ اعشاریہ تریسٹھ بشل فی ایکڑ کی اوسط سے پیداوار کی توقع کی جا رہی ہے۔ جو قبل از جنگ کے پانچ برسوں کی فی ایکڑ متوسط پیداوار سے دو اعشاریہ چوہتر بشل یعنی ۲۴ فی صدی زیادہ ہے۔

ہندیونین جس میں حیدر آباد ریاست شامل ہے۔ کی چاول کی فصل کے اندازے سے ظاہر ہے۔ اس سال چاول کی فصل میں صفر اعشاریہ پانچ فیصدی کمی ہوئی ہے۔ اس طرح تل کی فصل کے اندازے سے اس سال بارہ اعشاریہ سات فیصدی کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔

روسی گندم پاکستان پہنچ گئی۔ کراچی سے ایک اطلاع مظہر ہے کہ روس سے انیس ہزار ٹن گندم لے کر دو بحری جہاز کراچی پہنچ گئے ہیں آئندہ چند روز کے اندر ساٹھ ہزار ٹن گندم لئے ہوئے پانچ جہاز روس سے کراچی پہنچنے والے

ہیں۔ یہ گندم پوربی اور مغربی پاکستان کے مابین تقسیم کر دی جائے گی۔

ہند یونین میں غیر ممالک سے اناج کی درآمد۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ختم ہونے والے ہفتہ میں غیر ممالک سے سولہ ہزار دو سو ٹن گندم۔ بارہ ہزار پانچ سو ٹن چاول۔ سات ہزار ٹن میلو اور دو ہزار نو سو ٹن سیمولین ہند میں درآمد ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سارے سال ۱۹۴۸ء میں غیر ممالک سے کل اٹھائیس لاکھ اٹھارہ ہزار آٹھ سو ٹن اناج ہند میں درآمد کیا گیا۔ جس میں سے تیرہ لاکھ ٹن سے زائد گندم و آٹا آٹھ لاکھ ستائیس ہزار ٹن چاول۔ دو لاکھ تراسی ہزار ٹن مکی اور باقی جو جوار۔ باجرہ سیمولین اور دیگر اناج تھے۔

صوبوں سے موصول شدہ خوراک کی خبریں۔ آسام۔ حکومت نے بعض مشتہرہ علاقوں میں رات کے وقت اناج کی نقل و حرکت ممنوع قرار دیدی ہے۔ **بمبئی** چاول کی غذائی قوت کو برقرار رکھنے کے لئے صوبائی حکومت نے چاول صاف کرنے والے کارخانوں کے مالکوں پر ایک حکم کی تعمیل کرائی ہے کہ چاول نکالتے وقت اسے کسی قسم کا پالش دینا خلاف قانون ہے۔ ایک اور حکم کے ذریعہ حکومت بمبئی نے اس صوبہ کی حدود میں سمندر کے ذریعہ اناج کی نقل و حرکت پر سے پابندی منسوخ کر دی ہے۔ کیونکہ انہیں دنوں حکومت نے صوبہ کے اندر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں اناج لے جانے کی ممانعت کر دی ہے۔

پوربی پنجاب۔ محکمہ خوراک کے ایک افسر کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوبہ میں خوراک کی حالت کافی بہتر ہو گئی ہے۔ اور گذشتہ کئی ماہ سے خوراک کا جو خطرہ محسوس کیا جا رہا تھا۔ اب اس پر قابو پا لیا گیا ہے۔ صوبہ کی منڈیوں میں گندم کی قیمتیں جو ماہ نومبر سے گرنی شروع ہوئی تھیں۔ پانچ روپے فی من تک گر چکی ہیں۔ لیکن ضلع امرتسر اور گورداس پور میں گندم کی قیمتوں کا گراؤ مقابلتاً کم رہا ہے۔

مدراس۔ صوبائی حکومت نے دو اضلاع میں اناج پیدا کرنے اور اس کی کھپت کرنے والوں کی مشترکہ کوآپریٹو سوسائٹیوں کو دس لاکھ روپیہ قرضہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو حکومت کو چاول مہیا کرنے کی سکیم کے سلسلہ میں دیا جائے گا۔

کشمیر۔ سری نگر میں راشن کی مقدار شروع جنوری ۱۹۴۹ء سے بڑھا دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک سو روپیہ ماہوار تک تنخواہ پانے والے سرکاری ملازموں کو سولہ روپیہ فی من کے حساب گندم کا آٹا سپلائی کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

مدھیہ بھارت۔ حکومت نے متحدہ ریاست ہائے گوالیار میں گندم کی فروخت کی ممانعت کر دی ہے۔ سرکاری ذرائع سے مہیا کی جانے والی گندم اور چاول کی قیمتیں مقرر کر دی گئی ہیں۔

کوروکشیتر کے شرنارتھیوں کے لئے نیا شہر

پٹیالہ اور مشرقی پنجاب کی ریاستوں کی یونین گورنمنٹ ساٹھ ہزار غیر پنجابی شرنارتھیوں کی بحالی کے لئے ایک باضابطہ ادارہ قائم کرنے والی ہے جس کا نام "راجپورہ ڈیولپمنٹ بورڈ" ہوگا۔ یہ شرنارتھی آج کل کوروکشیتر کیمپ میں رہتے ہیں۔

حکومت ہند نے پٹیالہ اور مشرقی پنجاب کی ریاستوں کی یونین گورنمنٹ کو راجپورہ میں ایک نیا شہر آباد کرنے کے سلسلہ میں دو کروڑ روپیہ کا قرضہ دینے کی منظوری سے مطلع کر دیا ہے۔ یہ قرضہ ۲ ہزار ایکڑ زمین کے حصول اور تیاری وغیرہ کے سلسلے میں اور شرنارتھیوں کو مکان بنانے کے لئے پیشگی رقمیں دینے میں بھی خرچ کیا جائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پٹیالہ اور پنجاب کی ریاستوں کی یونین گورنمنٹ نے زمینوں کو آسانی اور جلدی سے حاصل کرنے کے لئے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے۔

بورڈ کی ممبری۔ "راجپورہ ڈیولپمنٹ بورڈ" ذیل کے پانچ ارکان پر مشتمل ہوگا۔ سردار گیان سنگھ وزیر اعظم۔ مسٹر پی آر پٹیل چیف سیکرٹری۔ سردار گمبھیر سنگھ چیف انجینیر پٹیالہ اور ایسٹ پنجاب سٹیٹس یونین۔ مسٹر سودھیر گھوش نمائندہ حکومت ہند۔ ان کے علاوہ حکومت ہند کا ایک اور نمائندہ بھی ہوگا۔

مدراس میں خوراک کی پیداوار بڑھانے کی کوششیں

آبپاشی کی چار بڑی سکیمیں منظور کی گئیں

حکومت مدراس نے اپنے صوبہ میں خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل کام کیا ہے۔ کسانوں کو کھیتی باڑی سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے سائنسی طریقوں اور بہتر قسم کے اوزاروں کا استعمال سکھایا گیا۔ جلدی پکنے والی فصلوں کی کاشت کرنے کے لئے کسانوں کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ تاکہ امدادی خوراک حاصل کی جائے۔ اعلےٰ قسم کی کھاد اور بڑھیا بیج فروخت کئے گئے۔ اور آبپاشی کی کئی بڑی بڑی سکیمیں منظور کی گئیں۔

اس ماہ میں کیمیائی کھاد کی مانگ زیادہ بڑھ گئی اور دو ہزار اکیس ٹن کیمیائی کھاد کاشتکاروں کو فروخت کی گئی۔ اس کے علاوہ تخم ارنڈی اور نیم کے بیج کی کھلی وغیرہ تقسیم کی گئی۔ بہتر قسم کے دھان، جوار باجرہ، مونگ پھلی اور دالوں کے بیج اور پنیری پیدا کرنے اور اسے کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کے لئے بیجوں کے فارموں کا رقبہ پانچ ہزار چھ سو بہتر ایکڑ تک بڑھا دیا گیا۔

کسانوں کو کاشتکاری کے بہتر طریقے اور زیادہ اچھے اوزاروں کا استعمال سکھانے کے لئے سرکاری سٹاف نے کل ۰ دہزار سات سو بارہ ایکڑ رقبہ اراضی میں دو ہزار تین سو بچاس نظاہرے کئے۔ اس ماہ میں ۱۴۰ آزمائشی اور ۲۳۹ تجربے کرنے کے کھیت تیار کئے گئے۔

خوراک کی بہم رسانی کی معاونت کے لئے شکر قند اور اتکٹ جیسی جلد تیار ہو جانے والی فصلیں (جو چاول کا عمدہ بدل ہیں) کاشت کرنے اور کسانوں کی حوصلہ افزائی کی غرض سے انھیں مطلوبہ بیج اور اعلیٰ قسم کی قلمیں مہیا کی گئیں۔

آبپاشی کی چار بڑی اسکیمیں منظور کی گئیں۔ اس طرح کی جو بڑی بڑی سکیمیں اب تک حکومت نے منظور کی ہیں۔ ان کی تعداد ۵ ہو گئی۔ سکیموں میں کنالائین ساؤتھ بنک کینال کے کچھ تہ آب بند شامل ہیں۔ آبپاشی کی دیگر کئی سکیمیں زیر غور ہیں۔ ضلع مالابار میں مالم پور اسکیم بہت جلد منظور ہو جائیگی۔ یہ بہت بڑی سکیم ہے اس پر تین کروڑ روپیہ سے زائد خرچ آئے گا۔

حیدر آباد کو ۲۰ کروڑ کی ہنڈیاں واپس کر دی گئیں۔

۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعہ ریزرو بنک کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ حکومت حیدر آباد کے نام ۲۰ کروڑ روپیہ کی رقم کی وہ ہنڈیاں جاری کر دی جائیں۔ جو پچھلے سال ریاست حیدر آباد کے افسروں نے حکومت پاکستان کے نام منتقل کر دی تھیں۔

ہند سرکار کو دسمبر ۱۹۴۷ء میں یہ معلوم ہوا تھا۔ کہ حکومت حیدر آباد کی ۲۰ کروڑ روپیہ کی ہنڈیاں حکومت پاکستان کے نام منتقل کر دی گئیں۔ اس کے بعد ہند سرکار نے بارہا اس امر کی وضاحت کی کہ یہ کارروائی معاہدہ انتظام جاریہ کی خلاف ورزی ہے کیونکہ اس سے حکومت حیدر آباد ایک غیر ملکی حکومت سے ایسے تعلقات پیدا کر رہی تھی جس کی وہ مجاز نہیں تھی۔ حکومت پاکستان کو اس بات کا علم تھا کہ اس سلسلہ میں ہند سرکار کی کیا رائے ہے۔ اس ناجائز انتقال کو قبول کرنے میں حکومت پاکستان نے کوئی ایسا فعل نہیں کیا۔ جس سے ہندوستان اور پاکستان کی حکومتوں میں دوستانہ تعلقات کو تقویت ملے۔ پھر بھی ہند سرکار نے حیدر آباد کی ہنڈیوں کے انتقال کو روک دینے پر ہی اکتفا کیا۔

ہندوستان کی تجارت برآمد کو بہتر بنانے کی ضرورت

ایڈوائزری کونسل کی تجاویز

نومبر ۱۹۴۸ء میں ایڈوائزری کونسل نے جو کمیٹی قائم کی تھی۔ اس نے اپنی رپورٹ میں حسب ذیل مسائل پر بحث کی ہے۔ سیاحوں کی آمد و رفت کو بڑھانا' ڈالر والے علاقوں میں زیادہ سے زیادہ مقدار میں پٹ سن وغیرہ بھیجنا نیز پٹ سن کی برآمد کے لئے لائسنس دینے کے موجودہ طریقہ کی حمایت کی گئی ہے۔ ہندوستانی فنون لطیفہ کے نمونے اور نادرات کو کنٹرول سے مستثنےٰ کر دیا گیا ہے۔

ہندوستان کی تجارت برآمد کو بہتر بنانے کے لئے نومبر ۱۹۴۸ء میں اکسپورٹ ایڈوائزری کونسل نے ایک کمیٹی قائم کی تھی۔ اس کمیٹی نے اپنا کام ختم کر لیا ہے۔ اور متعلقہ تجاویز وزارت تجارت کو پیش کر دی گئی ہیں۔ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ان ممالک میں ہندوستان کی اشیا زیادہ سے زیادہ تعداد میں جانی چاہئیں۔ جہاں کا سکہ کمیاب ہے۔ اور عام طور پر ہندوستان سے باہر اشیاء بھیجنے پر کم سے کم پابندیاں لگائی جائیں۔ وزارت تجارت ان تجاویز پر غور کر رہی ہے۔

رپورٹ میں حسب ذیل مسائل پر بھی بحث کی گئی ہے سیاحوں کی آمد و رفت کو بڑھایا جائے۔ اور ڈالر والے علاقوں میں زیادہ سے زیادہ مقدار میں پٹ سن۔ پٹ سن کی اشیاء تیل۔ تلہن۔ چائے۔ کپڑا۔ ابرق اور لاکھ۔ رال۔ گوند۔ کھال اور چمڑا۔ مینگنیز اور دیگر خام اشیا وغیرہ بھیجی جائیں۔

کمیٹی نے سفارش کی ہے۔ کہ سیاحوں کی آمد و رفت کو بڑھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولتیں دی جائیں۔ اس مقصد کے لئے غیر ممالک میں نشر و اشاعت بھی کی جائے۔

پٹ سن [illegible] کی برآمد کے لئے لائسنس دینے کے موجودہ طریقہ کی حمایت کی گئی ہے۔ اور یہ سفارش کی گئی ہے کہ اگر ہندوستان کی اپنی ضروریات کو کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو۔ تو کمیاب سکہ والے ممالک کو ۹ دلہ گانٹھیں بھیجی جائیں۔

کمیٹی یہ محسوس کرتی ہے کہ برآمد پر محصول لگا دئے جانے سے ہندوستانی مونگ پھلی اور مونگ پھلی کا تیل ایسے ممالک میں نہ بک سکے گا جن کا سکہ کمیاب ہے۔ اور السی اور السی کا تیل تو ان ممالک میں بھی نہ بک سکے گا جن کا سکہ آسانی سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ اس مشکل پر عبور پانے کے لئے کئی طریقوں کی سفارش کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک تجویز یہ ہے۔ کہ مال باہر بھیجنے والے بیوپاریوں کو یہ اجازت دے دی جائے کہ وہ اگر چاہیں تو تیل کے بدلے میں کمیاب سکہ والے ممالک کو اتنی ہی مقدار میں تلہن برآ[مد] کر سکیں۔ اور کمیاب سکہ والے ممالک کو مال برآمد کرنے والوں کو ان ممالک کے لئے بھی برآمد کے لائسنس دئے جائیں جن کا سکہ آسانی سے مل سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اچھی قیمت ادا کرتے ہیں۔

امریکہ کی چائے کی برآمد میں کمی کے پیش نظر کمیٹی کا خیال ہے کہ محصول برآمد میں کمی اور ایکسائز محصول میں اضافہ کرنے سے مالیہ اور ڈالر والے ممالک کو برآمد کی ضروریات زیادہ اچھی طرح پوری ہو سکیں گی۔ اس کے علاوہ بھی کئی دیگر تجاویز کی گئی ہیں۔ کمیاب سکہ والے ممالک کو کپڑے کی برآمد کو عمدگی سے متعلقہ پابندیوں سے آزاد کر دیا جائے۔ ملوں اور دستی کھڈیوں اور پیس گڈز سب کے لئے ۷۷ لاکھ گز کا برآمد کوٹا یکساں طور پر حاصل ہونا چاہئے۔ [illegible] فیصدی محصول برآمد ہٹا دیا جائے۔ اور اس کے بدلے میں عمدہ اور نہایت بڑھیا کپڑے پر ایکسائز

محصول لگا کر کمی پوری کر لی جائے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ممالک ہندوستان سے عام مال منگاتے ہیں اور اسے ایسے ممالک کو بھیج دیتے ہیں جہاں سے ڈالر ملتا ہے۔ اس لئے کمیٹی کی رائے یہ ہے کہ درآمد پر کنٹرول رکھا جائے لیکن ان ممالک کے لئے جہاں کا سکہ کمیاب ہے۔ درآمد کے لئے عام کھلا لائسنس دیا جائے۔

ہندوستانی فنون لطیفہ کے نمونے اور نادرات کو کنٹرول سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ لیکن دھات کی بنی ہوئی چیزیں اور خاص طور پر پیتل کی بنی ہوئی چیزوں پر کنٹرول قائم ہے۔

کمیٹی نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اگر امریکہ کی منڈیوں میں ہندوستانی فنون لطیفہ کے نمونوں اور دستکاریوں کی جو کی صحیح طور پر اشاعت کی جائے تو یہ کافی مقدار میں وہاں بک سکتی ہیں۔ اس مقصد کے لئے تین وفد بھیجے جائیں۔ ان میں سے دو امریکہ اور ایک کینیڈا بھیج دیا جائے۔ اور یہ وفود اپنے ساتھ کافی مقدار میں نمونے لیتے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ قالین بافی اور پارچہ بافی میں امریکہ کے مذاق کا بھی خیال رکھا جائے۔

حکومت ایک ڈائرکٹریٹ بھی قائم کرے جو گھریلو دستکاریوں اور فنون لطیفہ کے نمونوں کی جانچ پڑتال کرے۔ ان صنعتوں کی ترقی کا خیال رکھے۔ اور یہ دیکھے کہ جو مال باہر بھیجا جا رہا ہے۔ وہ معیار کے مطابق ہے یا نہیں۔

شرنارتھی تاجروں کیلئے ۲۰ لاکھ روپے کا کپڑا

وزارت امداد و بحالی کی درخواست پر وزارت صنعت و رسد نے ڈسپوزلز کے ذخیرہ سے بیس لاکھ روپے کی مالیت کا ۴۴ اقسام کا کپڑا شرنارتھیوں کی کوآپریٹو سوسائٹیوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔

عنقریب صوبوں اور ریاستوں کے لئے کوٹے مقرر کر دئے جائیں گے اور اس کے بعد متعلقہ صوبے اور ریاستیں اپنے اپنے علاقہ کی مستحق کوآپریٹو سوسائٹیوں میں یہ کپڑا تقسیم کریں گی۔ وزارت امداد و بحالی نے صوبائی اور ریاستی حکومتوں سے کہا ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں کوآپریٹو سوسائٹیوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کریں۔ تاکہ وہ سرکاری اسکیموں سے مستفید ہو سکیں۔

کوآپریٹو سوسائٹیوں میں اس کپڑے کی تقسیم کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ کپڑا جس حالت میں اور جس جگہ ہے۔ وہیں اسے متعلقہ سوسائٹی کے نام کر دیا جائے۔ کسی سوسائٹی کو ۲۵ ہزار روپے سے زیادہ کا کپڑا نہیں دیا جائے گا۔

اس کپڑے میں پانچ لاکھ گز سوتی کینوس کے علاوہ حسب ذیل اقسام ہیں:- لنن۔ مخمل۔ تولئے کا کپڑا۔ چمکدار سوتی کپڑا۔ دھاگا۔ مچھردانی کے لئے سفید اور سیاہ کپڑا۔ زین۔ جھین۔ سفید سوتی کپڑا دھلا ہوا سوتی کپڑا۔ چھینٹ۔ مندی۔ ٹویل۔ دسوتی۔ لٹھا۔ فلالین۔ ملائم لٹھا اور ٹویل۔

چمڑے اور کھالوں کی برآمد پر پابندی

آئندہ ہندوستان سے چمڑے اور کھالوں کی وہ اقسام باہر بھیجنے کی اجازت نہ دی جائے گی جن پر کنٹرول عائد ہے لیکن ان ممالک کا سکہ حاصل کرنے کے لئے جہاں کا سکہ کمیاب ہے۔ ہند سرکار نے ان اشیاء کا ایک کوٹا مقرر کر دیا ہے۔ اس کوٹے کے مطابق کمیاب سکہ والے ممالک کو دو ہزار ٹن وزن کی بے کمائی کھالیں اور ڈیڑھ سو ٹن وزن کا خام چمڑا بھیجا جا سکے گا۔ پہلے یہ اشیاء بھیجنے کی ممانعت تھی۔

اس سے پیشتر پرانے تاجروں کو یہ اجازت تھی کہ پہلے سال میں ہلکے وزن کی جتنی بے کمائی کھالیں انہوں نے تیار کرائی ہوں اس کا زیادہ سے زیادہ پندرہ فیصدی حصہ باہر بھیجیں۔ اب اس طریقہ کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔

ملک کی تقسیم کے بعد ہندوستان میں کھالوں اور چمڑے کی رسد کم رہی ہے۔ اور اس لئے غیر ممالک کو ان اشیاء کا بھیجا جانا دشوار تھا۔ اب ہند سرکار نے چمڑے کی تجارت کے نمائندوں سے بات چیت کرنے کے بعد مندرجہ بالا فیصلہ کیا تاکہ کمیاب سکہ والے ممالک کا سکہ حاصل کیا جا سکے۔

متعلقہ لائسنس کے لئے تاجروں کو اپنی درخواستیں ڈپٹی چیف کنٹرولر آف ایکسپورٹ کلکتہ کے پتہ پر بھیجنی چاہئیں۔

پرجا کا راج

وزارت امور خارجہ و تعلقات دولت مشترکہ پر ایک نظر

شری کے پی ایس مینن کی ریڈیائی تقریر

وزارت امور خارجہ کے سیکرٹری شری کے پی ایس مینن نے آل انڈیا ریڈیو کے نمائندے کو ایک ملاقات میں کہا کہ آزادی سے پہلے ہندوستان میں کوئی ایسا محکمہ نہ تھا جسے محکمہ امور خارجہ کہا جا سکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ صحیح معنوں میں یہ محکمہ آزادی حاصل کرنے کے بعد قائم کیا گیا۔ ریڈیو کے نمائندے کے ایک سوال کے جواب میں شری مینن نے کہا کہ ہمارے سفارت خانوں میں عملہ بہت کم ہے اور ہم اپنے سفارت خانوں پر دوسرے ملکوں کی بہ نسبت بہت کم خرچ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر قاہرہ میں برطانیہ کے سفیر کو ۸۸۰۰ روپیہ ماہانہ نمائندگی کا بھتہ ملتا ہے اور ہمارے سفیر کو صرف ۳۵۰۰ روپیہ ماہانہ ملتا ہے۔

آل انڈیا ریڈیو نئی دہلی سے "پرجا کے راج" کے موضوع پر مکالموں کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ اس سلسلہ میں آل انڈیا ریڈیو کے نمائندہ نے حال میں حکومت ہند کے سیکریٹری امور خارجہ شری کے پی ایس مینن سے وزارت امور خارجہ و تعلقات دولت مشترکہ کے بارے میں ایک بات چیت کی جو ذیل میں درج کی جا رہی ہے۔

نمائندہ۔ شری مینن ہم آپ سے وزارت امور خارجہ و تعلقات دولت مشترکہ کے نظام کے بارے میں کچھ سننا چاہتے ہیں۔ آپ اس موضوع پر خاص طور پر بول سکتے ہیں۔ نہ صرف اس لئے کہ آپ سیکریٹری امور خارجہ ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ آپ پرانے غیر ملکی و سیاسی محکمہ اور موجودہ وزارت امور خارجہ کے باہمی تعلق کی معدودے چند یادگاروں میں سے ہیں۔

شری مینن۔ پرانا فارن اور پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ نہ تو غیر ملکی امور کے لئے تھا اور نہ سیاسی۔ بلکہ اسے تو ایک محکمہ کہنا بھی ٹھیک نہیں۔ درحقیقت وہ دو محکمے تھے ایک تو ریاست ہائے ہند سے متعلق تھا اور دوسرا سرحد سے۔ غیر ملکی پالیسی سے اس کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔

نمائندہ۔ کیا اس کا ہماری ہمسایہ ریاستوں مثلاً نیپال اور افغانستان سے بھی کوئی واسطہ نہ تھا۔

م — تھا اور نہیں بھی تھا۔ کابل اور کھٹمنڈو میں جو وزرا متعین تھے وہ حکومت ہند کے غیر ملکی اور سیاسی محکمہ کے مستقل عملے سے لئے جاتے تھے لیکن اصلیت یہ تھی کہ وہ ملک معظم کے نمائندے تھے اور یہ وزرا ہمیشہ انگریز ہوتے تھے۔

نمائندہ۔ لیکن یہ تو یقینی ہے کہ غیر ملکی اور سیاسی محکمہ میں ہندوستانی لوگ بھی تھے۔

م — صرف گنے چنے۔ انڈین سول سروس سے میں پہلا ہندوستانی تھا جسے اس محکمہ میں لیا گیا اور یہ تجربہ اتنا پرخطر سمجھا گیا کہ اگلے بارہ سال میں اور کوئی ہندوستانی نہ لیا گیا۔ فوج کے کچھ ہندوستانی اس محکمہ میں تھے لیکن ان میں سے اکثر کو سرحد تک دھکیل دیا گیا تھا۔ دنیا کے کسی بڑے ملک کی راجدھانی کی تو بات ہی چھوڑئے۔ کابل یا کھٹمنڈو کے سفارت خانوں میں جونیئر سیکریٹری کے عہدہ کے لئے بھی ایک ہندوستانی کا لیا جانا ناقابل تصور تھا اس

نتیجہ یہ ہوا کہ غیر ملکی اور سیاسی محکمہ کے ختم ہونے پر اس کے
ورثہ میں بہت کم ہندوستانی ملے۔ ان میں سے اکثر کو غیر ملکی
پالیسی کا کوئی علم نہیں تھا۔ کچھ لوگوں کو سرحد کے بارے میں
تھوڑی سی واقفیت تھی۔ لیکن دیگر حالات کے متعلق وہ
بھی بے بہرہ تھے۔

ن... اب تو سب کچھ بدل چکا ہے یا نہیں۔

م.... ہاں اب یہ سروس بالکل ہندوستانی ہو گئی ہے
اب وزارت امور خارجہ یا غیر ملکی سروس میں کوئی بھی غیر ملکی
باشندہ نہیں۔ ہماری وزارت کے سامنے اب والیان
ریاست یا قبائلیوں کے مسائل نہیں۔ والیان ریاست کو
ہم نے اطمینان سے شری وی پی مینن کے ذمہ کر دیا ہے۔
اور قبائلیوں کو پاکستان کے۔ غیر ملکی پالیسی کے معاملوں میں
اب ہم برطانوی حکومت کے ماتحت نہیں ہیں۔ ہم ایک آزاد
ملک کی طرح کام کر رہے ہیں اور دوسرے آزاد ملکوں سے
ہمارے تعلقات برابر کی خود مختاری پر ہیں۔

ن.... کیا اب آپ ہمیں یہ بتا سکیں گے کہ آپ کا
دفتر اتنی بڑی ذمہ داری نبھا سکتا ہے یا نہیں۔

م... پوری طرح نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے
عملہ میں تربیت یافتہ اور موزوں لوگوں کی کمی ہے۔ دوسری
بات یہ کہ ہمارا محکمہ ابھی عالم طفولیت میں ہے۔ برطانیہ
نے ہندوستان کو ایک اعلےٰ درجے کی انتظامی مشین دی۔
لیکن انھوں نے ہندوستان کے لئے کوئی مناسب ڈپلومیٹک
مشینری بالکل نہیں چھوڑی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا جہاں سیکریٹری
امور داخلہ یا سیکریٹری امور تعلیمی یا سیکریٹری امور زرعی
کے لئے پرانے محکموں میں صرف ایک نئی روح پھونکنے
کی ضرورت رہی وہاں سیکریٹری امور خارجہ کو نئے سرے
سے ایک نیا محکمہ بنانا تھا۔ موجودہ نوعیت کی وزارت
امور خارجہ پرانے ڈھانچے میں کہیں نہیں تھی۔ یہ
بنیادی طور پر آزادی کے حصول سے رونما ہوئی۔

ن... ہماری وزارت امور خارجہ اور دیگر ممالک
کی پالیسی وزارتوں میں کیا فرق ہے۔

م... دنیا کے ہر غیر ملکی محکمہ کو یہ فائدہ ہے کہ غیر ملکی معاملات
میں قدم اٹھانے کے لئے ان کے پاس روایات اور سابق
تجربات کا ایک ذخیرہ ہے۔ ہم اس سلسلہ میں بالکل نادار
ہیں۔ اپنے فہم و فراست کے سوا ہم کسی روایت کا سہارا
نہیں لے سکتے۔ فراست بڑی اچھی چیز ہے۔ لیکن صرف
اس کی بدولت غیر ملکی امور کے کسی ادارہ کو نہیں چلایا
جا سکتا۔ خوش قسمتی سے آج ہمیں امور خارجہ کے لئے
ایک ایسا وزیر مل گیا ہے کہ جو بڑے بے نظیر فہم و فراست
کا مالک ہے۔ لیکن ہم ہمیشہ ایسی برکت سے مالا مال نہیں
ہو سکتے۔

ن...... تھوڑے سے الفاظ میں آپ یہ بتائیے کہ وزارت
امور خارجہ اور وزیر امور خارجہ میں کیا فرق ہے؟

م... دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔
سیکریٹریٹ کا فرض یہ ہے کہ غیر ملکی پالیسی کی تشکیل میں مدد دے
اور اس کی تشکیل کو مکمل بنائے۔ پالیسی لازماً مقاصد اور
طریقوں کا میل ہے۔ ہندوستان کی غیر ملکی پالیسی کے مقاصد
کو وزیر اعظم کئی بار صاف صاف الفاظ میں بیان کر چکے ہیں
لیکن یہ سیکریٹریٹ کا کام ہے کہ انھیں عمل میں لانے کے طریقے
ڈھونڈے جائیں۔ یہ سیکریٹریٹ کا کام ہے کہ حقائق اور
واقعات کو اکٹھا کیا جائے۔ انھیں ہمارے مقاصد
سے متعلق کیا جائے۔ وقتاً فوقتاً انھیں کام میں لایا جائے ہمارے
آدرشوں کو ہمارے مفاد کے اور ہمارے جذبات کو ہمارے
ذرائع کے موافق بنایا جائے۔ اس ڈھنگ سے ہماری غیر
ملکی پالیسی بامعنی اور با اصول ہو جائیگی۔

ن... آپ نے ہمیں وزارت امور خارجہ کے ہیڈ کوارٹرز
کے متعلق تو کچھ بتا دیا ہے اب ہمیں ان عہدیداروں کے متعلق
بتائیے جو باہر کام کرتے ہیں۔

م..... ہند سے باہر کام کرنے والے ہمارے عملے میں
سفیر۔ ہائی کمشنر۔ وزراء، قونصل اور قونصل جنرل شامل ہیں۔

دو سال پہلے ہمارے پاس نہ کوئی سفیر تھا نہ وزیر اور نہ قونصل ۔ البتہ کچھ ایجنٹ جنرل ضرور تھے ۔ جو غیر ممالک میں رہنے والے ہندوستانیوں کے مفاد کی دیکھ بھال کرتے تھے ۔ ان عہدوں میں اگر کسی کو کھینچ تان کر ڈپلومیٹک کہا جا سکتا تھا تو وہ امریکہ اور چین میں ایجنٹ جنرل کے عہدے تھے ۔ لیکن ایجنٹ جنرل کا نام ہی ڈپلومیٹک عہدوں کے نام رکھنے کے اصول کے خلاف تھا ۔ آج غیر ممالک میں ہندوستان کی نمائندگی کے لئے ۳۱ سفارت خانے ۔ دو چھوٹے سفارت خانے ۔ پانچ ہائی کمشنر کے دفتر اور ۹ قونصل خانے ہیں ۔

ن ... یہ تو بڑی اچھی بات ہے ۔ لیکن کیا اس سے ان معترضین کی بات صحیح نہیں ہو جاتی جو یہ کہتے ہیں کہ ہندسرکار اپنے ڈپلومیٹک تعلقات کو بہت جلد اور بہت زیادہ پھیلا رہی ہے ۔

م ... بالکل نہیں ۔ یہ توسیع از حد ضروری ہے ۔ ڈپلومیٹک تعلقات کا قیام آزادی کی ذمہ داریوں کے سلسلہ میں ایک جوڑ کی چیز ہے ۔ جب تک ہم غلام تھے دنیا کے ممالک ہمیں نظر انداز کر سکتے تھے اور انھوں نے اکثر ایسا ہی کیا ۔ لیکن اب یہ نہیں ہو سکتا ۔ قدرتی طور پر ہندوستان ایشیا کا محور ہے اور تاریخی لحاظ سے تو ہندوستان مشرق اور مغرب کے درمیان ایک پل کی طرح ہے ۔ آج ہندوستان ایک ایسی طاقت ہے جس کا لوہا دیگر ممالک مانتے ہیں ۔ اس طاقت کی نوعیت صرف مادی نہیں بلکہ اخلاقی بھی ہے ۔ اور یہ طاقت دن بدن بڑھتی رہے گی ۔ مزید براں دنیا سے الگ تھلگ رہنا ہندوستان کے مفاد میں نہیں ہے ۔

ن ... مانا کہ ڈپلومیٹک تعلقات کو بڑھانے کے لئے ہندوستان کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا لیکن کیا یہ کہنا ٹھیک نہیں کہ ہندوستان کے غیر ملکی اداروں کے اخراجات بہت زیادہ ہیں ۔

م ... نہیں یہ اعتراض غلط فہمی پر مبنی ہے ۔ عام طور پر ایک بڑے ملک کے سفارتخانہ میں حسب ذیل عملہ ہوتا ہے ۔ ایک سفیر یا ایک سے زیادہ وزرا سیاسی مالی اور تجارتی کونسلر ۔ چند سیکرٹری ۔ سروس اتاشی یعنی ایک فوجی اتاشی ، ایک بحری اتاشی ۔ ایئر اتاشی اور ایک زرعی اتاشی ہمارے ملک کے پاس کوئی ادارہ نہیں ہے ۔ جب میں چین میں سفیر تھا تو بہت وقت تک میں ایک دو جونیر سیکرٹریوں کی امداد سے کام کرتا رہا میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے سفارت خانوں میں عملہ زیادہ نہیں بلکہ کم ہے ۔ نہ ہی ہمارے سفیروں کو بہت زیادہ تنخواہیں ملتی ہیں ۔ انہی دنوں میں نے ایک اخبار میں یہ پڑھا تھا کہ ہمارے سفیروں کو ساڑھے تین ہزار سے زیادہ روپیہ تک ماہانہ تنخواہ ملتی ہے حقیقت یہ ہے کہ ریلوے کی طرح ہمارے سفیروں کے بھی تین درجے ہیں ۔ پہلا ۔ دوسرا اور تیسرا ۔ ان درجوں کو بالترتیب ساڑھے تین ہزار ۔ تین ہزار اور ۲۷۵۰ روپے ماہانہ تنخواہ ملتی ہے ۔ اس کے علاوہ انھیں نمائندگی کا بھتہ ملتا ہے ۔ اس بھتہ میں مہمانداری وغیرہ کے اخراجات اور زندگی کے بڑھتے ہوئے اخراجات شامل ہیں ۔ مہمانداری کے اخراجات مختلف مقاموں پر مختلف ہیں ۔ جنگ کے بعد افراط زر کی وجہ سے اکثر ممالک میں اخراجات زندگی بہت زیادہ ہیں ۔ ہمارے غیر ملکی اداروں کے اعلے افسروں کو نمائندگی کا جو بھتہ ملتا ہے وہ دوسرے ممالک کے ایسے بھتہ سے کم ہے ۔ مثال کے طور پر پیرس میں برطانیہ کے سفیر کو ۱۷۸۰۰ روپیہ ماہانہ نمائندگی کا بھتہ ملتا ہے ۔ قاہرہ میں برطانیہ کے سفیر کی نمائندگی کا بھتہ ۸۸۰۰ روپے ماہانہ ہے ۔ اور ہمارے سفیر کو ۳۵۰۰ روپے ماہانہ ملتا ہے ۔ طہران میں برطانیہ کے سفیر کو مہمانداری کے بھتہ کے لئے ۷۸۰۰ روپے ماہانہ ملتے ہیں ۔ ہمارے سفیر کو دو ہزار روپیہ ملتا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ ان حقائق سے اس دعوے کی تردید ہو جائے گی کہ ہم اپنی غیر ملکی سروسوں پر فضول خرچی کر رہے ہیں ۔

ن ... شری مینن ہم آپ کے شکر گزار ہیں آپ نے ہمیں وزارت امور خارجہ و تعلقات دولت مشترکہ کی صحیح تصویر دکھائی جس سے وہ سب غلط فہمیاں دور ہو گئیں جو عام طور پر اس وزارت سے منسوب کی جاتی ہیں ۔

ہندوستانی سائنسدان آسٹریلیا کا دورہ کرینگے

آسٹریلوی سائنسدانوں کی ایک جماعت نے جنوری سے مارچ ۱۹۴۸ء تک ہندوستان کا دورہ کیا تھا۔ اس جماعت میں سرجان میڈسن۔ سرکار گرانٹ۔ پروفیسر جے۔ ایس پریسکوٹ۔ مسٹر آر جی تھامس اور مسٹر جی۔ آر گریسفورڈ شامل تھے۔ اور حکومت ہند کے مہمان تھے۔ اس دورہ نے ہندوستان اور آسٹریلیا کے دوستانہ تعلقات میں اور زیادہ پختگی پیدا کر دی۔ لہٰذا آسٹریلیا کی حکومت نے حکومت ہند سے درخواست کی ہے۔ کہ اپنے سائنسدانوں کی جماعت کو بھی آسٹریلیا بھیجے۔ جو حکومت آسٹریلیا کی مہمان ہوگی۔ اب حکومت ہند نے ہندوستانی سائنسدانوں کی مندرجہ ذیل جماعت کو چھ ہفتہ کے لئے آسٹریلیا بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ سائنسدان آسٹریلیا جانے کے لئے کلکتہ سے ۱۹ فروری ۱۹۴۹ء کو ہوائی جہاز پر سوار ہو جائیں گے۔ اس دورے کے تمام متعلقہ انتظامات ڈیپارٹمنٹ آف سائنٹیفک ریسرچ کر رہا ہے۔

اس جماعت کے ارکان کے نام حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ڈاکٹر ایس کرشنا سی آئی ای پی ایچ ڈی۔ ڈی ایس سی۔ ایف آئی سی۔ ایف ایس سی (لیڈر) ڈائرکٹر فارسٹ پروڈکٹس ریسرچ فارسٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ دہرہ دون۔

۲۔ لفٹنٹ کرنل ایم۔ ایل آہوجہ۔ ایم۔ بی۔ سی۔ ایچ۔ بی۔ ایم کی ڈی پی ایچ ڈائرکٹر سنٹرل ریسرچ سٹیشن کسولی (ممبر)

۳۔ ڈاکٹر بی۔ پی پال۔ ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی۔ ایف ایل ایس ایف این آئی جوائنٹ ڈائرکٹر انڈین ایگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی۔

۴۔ مسٹر ڈی۔ بی سوندھی۔ ایم ایس سی۔ ایف جی ایس ایف این آئی ڈپٹی ڈائرکٹر جیولاجیکل سروے آف انڈیا۔ کلکتہ (ممبر)

۵۔ ڈاکٹر کے این ماتھر ڈی ایس سی۔ ایف این آئی۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر نیشنل فزیکل لیبارٹری نیو دہلی (سیکرٹری)۔

سائنسدانوں کی یہ جماعت حکومت آسٹریلیا کی مہمان ہوگی۔

الہ آباد میں سائنس کانفرنس کا سالانہ اجلاس

ڈاکٹر شانتی سروپ بھٹناگر کی صدارتی تقریر

۴ جنوری کو الہ آباد میں نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سائنس کا سالانہ جلسہ ہوا۔ اس میں ڈاکٹر ایس۔ ایس بھٹناگر نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے انسٹی ٹیوٹ کے کام اور سائنسی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے سائنسی تحقیقات کے شعبہ کے قیام، محکمہ دفاع میں مشیر سائنس کے تقرر کا ذکر بھی کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں مربوط اور منظم کام کرنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا۔ کہ سائنس کے نئے منصوبوں میں اس بات کا خیال رکھنا اشد ضروری ہے۔ کہ ایک ہی کام کو دو یا مختلف ادارے نہ شروع کر دیں۔

پچھلے دنوں جو یونیورسٹی کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ ڈاکٹر بھٹناگر نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ ملک کو لگاتار ایسے سائنسی کارکن اور رہنما پیدا کرنے چاہئیں جن کو سائنسی تحقیقات کا زبردست شوق ہو۔ یونیورسٹیوں کی پالیسی مقرر کرنے کے وقت دلیرانہ اور آزادانہ سوچ بچار کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ڈاکٹر بھٹناگر نے ملک کی ترقی کے ہر ایک مرحلہ کے لئے موزوں مادی اور مالی ذرائع مہیا کرنے کی زبردست حمایت کی۔ یہ صحیح ہے کہ ملک کی ترقی کے لئے صنعتی کھوج ہی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ لیکن بنیادی کھوج کے لئے زبردست تگ و دو انتہائی اہم ہے کیونکہ یہی سرچشمہ ہے سائنس کے غیر معمولی استعمال کے طریقے معلوم ہونے کا امکان ہے۔ نوجوانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ بڑے بڑے سائنسدانوں کے نقش قدم پر چلیں۔ اور دنیا کو آئندہ زیادہ اچھا بنانے کی راہ کو استوار کریں۔

ہند میں سائنسدانوں اور ماہرین فن و ہنر کی جو ضرورت ہے اسے پورا کرنے کی غرض سے نوجوان طبقہ میں سائنس میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے یہ تجویز پیش کی گئی۔ کہ ہند میں علم سائنس پڑھنے کی اہلیت رکھنے والے دماغوں کو تلاش کرنے کے لئے امریکہ کی طرح سائنس کلبوں کی تنظیم کی جائے۔ امریکہ کے ۴۰ جونیئر و سینیئر ہائی سکولوں میں کلب قائم ہیں۔ جہاں سے ہونہار نوجوانوں کو منتخب کیا جاتا ہے

انڈیمان اور جزائر نکوبار کے چشمدید حالات
شری آئینگر کی ریڈیائی تقریر

حال ہی میں وزارت داخلہ کے سیکرٹری شری آئینگر انڈیمان اور جزائر نکوبار کے حالات دیکھنے گئے تھے۔ وہاں سے واپس آکر آل انڈیا ریڈیو سے تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ انڈیمان اور جزائر نکوبار وہ جگہ ہے۔ جہاں زبان اور مذہب کے مسائل بالکل نہیں۔ وہاں کے سب لوگ ہندوستانی بولتے ہیں۔ اور مذہب محض ذاتی معاملہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ قدرتی نظاروں کے لحاظ سے جزائر کو بہشت بریں کہا جا سکتا ہے۔ شری آئینگر نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ خدشہ ہے کہ جزائر میں ہندوستان کے لوگوں کے آکر بس جانے سے کہیں یہاں بھی مذہبی جھگڑے پیدا نہ ہوں۔ ان جزائر کو آبادکاری کے قابل بنانے کے لئے ابھی کافی کام کرنا پڑیگا۔ جزائر کے بعض حصوں کی سروے کرنا اب بھی باقی ہے۔ اور جنگلات کے متعلق ابھی تک کچھ فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔

ہند سرکار کی وزارت امور داخلہ کے سیکرٹری شری ایچ وی۔ آر آئینگر حال ہی میں انڈیمان اور جزائر نکوبار سے ہو کر آئے ہیں۔ وہ وہاں آبادکاری کے سلسلہ میں حالات کا مشاہدہ کرنے گئے تھے۔ کل رات آل انڈیا ریڈیو کے دلی اسٹیشن سے انہوں نے انڈیمان اور جزائر نکوبار کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ پورٹ بلیئر میں رہنے والے لوگوں نے اس مسئلہ کو حل کر لیا ہے جسے ہندوستان میں ابھی تک حل نہیں کیا جا سکا۔ اور جسے حل کرنے کے لئے غالباً ابھی کچھ وقت لگے گا۔ وہاں رہنے والے ہر شخص کی مادری زبان ہندوستانی ہے۔ خواہ اس کے بڑے بوڑھے پنجاب یا بنگال یا مدراس سے تعلق رکھتے ہوں۔ زبان کے مسئلہ کے ساتھ انہوں نے مذہب کا مسئلہ بھی مکمل طور پر حل کر لیا ہے۔ پورٹ بلیئر میں مذہب ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے۔ اس قدر ذاتی کہ خاندانی رشتوں پر بھی اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پورٹ بلیئر میں ایسے کنبے ہیں۔ جن میں کچھ افراد تو مسلمان ہیں۔ اور کچھ ہندو ہیں۔ لیکن انہیں اس میں کوئی بے جوڑ بات نظر نہیں آتی۔ وہاں کئی لوگوں کو یہ ڈر ہے کہ اگر آبادکاری کے لئے بڑی تعداد میں لوگوں کو وہاں بھیجا گیا۔ تو کہیں مذہبی جھگڑے نہ شروع ہو جائیں۔

ہندوستان کے لوگ انڈیمان کو اکثر کالا پانی کہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ وہاں صرف قیدیوں اور مجرموں کا بسیرا ہے لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ گذشتہ کچھ برسوں سے وہاں کوئی سزا یافتہ مجرم نہیں بھیجا گیا۔ کیونکہ یہ رواج بند کر دیا گیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ وہاں کے جیل خانہ کی سات کوٹھڑیوں میں سے دو تو مسمار کی جا چکی ہیں۔ اور باقی پانچ کی جگہ پر ایک اچھا ہسپتال بنانے کا منصوبہ ہے۔

انڈیمان اور جزائر نکوبار کی کل تعداد ۲۰۴ ہے۔ اور خلیج بنگال میں یہ جزائر ایک غیر معمولی فوجی اہمیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جاپانیوں نے پورٹ بلیئر کار نکوبار اور دیگر مقاموں پر قبضہ کیا۔ اور وہاں کے لوگوں کو ہراساں کیا۔ ان جزائر میں کئی بہت عمدہ بندرگاہیں ہیں۔ ان میں نانکوباری نہایت خوشنما ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ برطانوی حکومت نے اختیارات منتقل کرنے کی بات چیت کے دوران ان جزائر کو اپنے پاس رکھنے کا مطالبہ کیا تھا۔ لیکن ہمارے سیاسی رہنماؤں نے اسے قبول نہ کیا۔ ہندوستان کے دفاع کے لحاظ سے ان جزائر پر ہندوستان کا موثر قبضہ ہونا نہایت اہم ہے۔ ہند سرکار نے ہندوستانی فضائی بیڑے کو نکوبار میں شعاعی لہروں کا ایک چھوٹا مرکز قائم

سوڈا کاسٹک تیار کرنے کی بہت بڑی اسکیم

پچاس ہزار ٹن کلورین کو کہاں استعمال کیا جائیگا

بھارتی کیمیائی اور برقی کیمیائی صنعتوں کے ادارہ نے ملک میں کاسٹک سوڈا تیار کرنے کے بہت بڑے منصوبے بنا رکھے ہیں۔ سوڈا کاسٹک بناتے وقت ضمنی پیداوار کے طور پر کلورین بھی بنتی ہے۔ اندازہ ہے کہ ہندوستان میں سوڈا کاسٹک تیار کرنے کے منصوبوں کو زیر عمل لانے سے ۴۸ ہزار ٹن کلورین بھی تیار ہوا کرے گی۔ اس کو کام میں لانے کا سوال بہت مشکل ہے۔ اندیشہ ہے کہ اتنی بھاری مقدار میں تیار ہونے والی کلورین کے لئے ملک میں کوئی منڈی نہیں مل سکے گی

دوسرے ملکوں میں اور خاص کر امریکہ میں کلورین ایک اہم صنعتی کیمیائی شے ہے۔ امریکہ میں سنہ ۱۹۴۸ء میں کلورین کی پیداوار ۱۴ لاکھ ٹن تک پہنچ گئی تھی۔ جس کا ۶۰ فیصدی حصہ کلورین کی آمیزش والے ہائیڈرو کاربن تیار کرنے کے لئے استعمال کر لیا جاتا تھا۔ امریکن تجربہ کی بنا پر ہندوستان کی کلورین سے صنعتی کیمیائی اشیا تیار کرنے کی کوششیں کی جانی چاہئیں۔ رسالہ "صنعتی اور سائنسی کھوج" کی جنوری سنہ ۱۹۴۹ء کی اشاعت میں اسی موضوع پر ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں کلورین کو کام میں لانے کی ترکیبیں بتائی گئی ہیں۔

کلورین کو رنگ اڑانے والے سفوف اور سیال تیار کرنے کی صنعتوں میں استعمال کرنے کے علاوہ چار طریقوں سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس سے کلور ہائیڈرو کاربن اور فوجی استعمال کے لئے کلورین کے مرکب تیار کئے جاتے ہیں صنعتی اغراض کے لئے غیر نامی مرکبات بناتے ہیں۔ اور تیل۔ رال اور ربڑ کے ساتھ آمیزش کر کے کئی اشیا تیار کی جاتی ہیں۔ مذکورہ بالا مضمون میں ان اغراض کے لئے خام مال۔ اسے حاصل کرنے اور اشیا تیار کرنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں

انڈیمن اور جزائر نکوبار کے چشم دید حالات (بسلسلہ صفحہ ۱۰۹)

کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

وہاں ایک اسسٹنٹ کمشنر متعین ہے ایک ہسپتال ہے اور کچھ سکول ہیں انڈیمان اور جزائر نکوبار کے بارے میں ایک مرتبہ اسمبلی کی ایک گرما گرم بحث کے دوران وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ایک یورپین رکن نے کہا تھا کہ یہ فردوس بریں ہے۔ اس پر اسمبلی کے ارکان طنزاً ہنس دئے لیکن ان جزائر کے قدرتی نظاروں، ناریل کے درختوں کی قطاروں، جھیلوں، چشموں اور عمدہ لکڑی کے جنگلات کو دیکھ کر تو یہی گمان ہوتا کہ یہ فردوس بریں ہے۔ وہاں کا موسم بمبئی کے موسم کی طرح ہے۔ لیکن اگر وہاں کے سارے سال کے موسم کو دیکھا جائے۔ تو وہ دلی ایسی جگہوں سے مشابہ ہے۔

ان جزائر کی آبادی بہت تھوڑی ہے۔ سنہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے مطابق وہاں صرف ۳۲ ہزار لوگ بستے ہیں۔ ان میں سے ۱۹ ہزار جو تقریباً سارے ہندوستانی تھے پورٹ بلیئر میں تھے۔ اور قریباً ۱۲ ہزار جزائر نکوبار میں تھے۔ ہند سرکار کی طرف سنگاپور کو پرواز کرنے والے ہوائی جہاز رانی سے متعلق امداد ملتی رہی ہے ان جزائر کو آبادکاری کے قابل بنانے کے لئے ابھی کافی کرنا پڑیگا۔ بہت سے جزائر کی ابھی تک پوری طرح سروے نہیں ہوئی۔ جنگلات کے بارے میں بھی یہ دیکھنا ہے کہ کون سے جنگلات کو صاف کیا جائے۔ اور کون سے جنگلات رہنے دئے جائیں۔

ہندوستان میں بشریات کی تحقیق



ہندوستان میں بشریات کی تحقیق کے لئے ۱۹۴۵ء میں ایک باقاعدہ محکمہ کھولا گیا۔ اس محکمہ نے ایک پانچ سالہ پروگرام مرتب کیا ہے جس کے تحت بشریات کے ہر شعبہ کی تحقیق میں واضح ترقی ہو جائیں گی۔



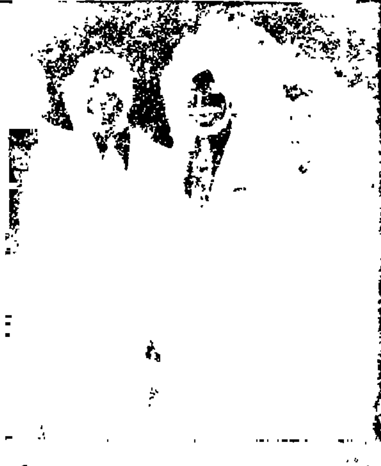
(اوپر)
بشریا
تحقیق
لئے
دوائیں
کا شعبہ

مرکزی اطلاعات

رجسٹرڈ نمبر۔ڈی ۲۶





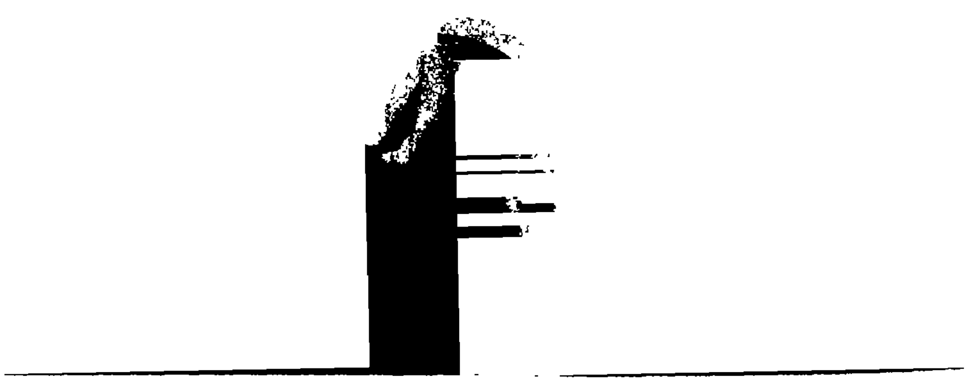




اوپر (دائیں) فجی میں ہندوستانی کمشنر شری ایس اے واحظ ہز ایکسیلنسی گورنر اور لیڈی فری سٹون کے ساتھ یہ تصویر اُس دعوت کے بعد لی گئی تھی جو ہندوستانی کمشنر کے اعزاز میں دی گئی تھی۔ (بائیں) لندن میں شریمتی وجے لکشمی کے اعزاز میں دی گئی دعوت میں نوانگر کے جام صاحب شری [illegible] باجپئی سے بات چیت کر رہے ہیں۔ نیچے (دائیں) انڈونیشیا میں ہندوستانی قونصل جنرل ڈاکٹر [illegible] پریزیڈنٹ سوئیکارنو اور مسٹر محمد یونس کے ساتھ (بائیں) اکینیرا میں ہندوستانی ہائی کمشنر لفٹیننٹ کرنل دیا سنگھ بیدی نے ایشیا اور مشرق بعید کے اقتصادی کمیشن میں ہندوستانی وفد کے رہبر [illegible] اور دوسرے اصحاب کے اعزاز میں دعوت دی۔

[illegible] by D. L. Sharma, Principal Information Officer, Government of India. Printed in India by L. Labha Ram [illegible] at the [illegible] Press, [illegible] Road, [illegible]. All communications to be addressed to Press Information Bureau, Government of [illegible], New Delhi, and NOT to the Printers.









(دائیں) انڈونیشیا کانفرنس میں پاکستانی وفد کے لیڈر ہز ایکسیلنسی سر محمد ظفر اللہ خاں، پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ (بائیں) انڈونیشیا کانفرنس کے موقعہ پر نمائندوں کے اعزاز میں پنڈت نہرو نے ایک دعوت دی، عراقی وفد کے رہنما سید عبدالقادر الگیلانی، پنڈت نہرو اور شریمتی وجے لکشمی کی یہ تصویر اُسی موقعہ پر لی گئی ہے۔

(سرورق) پنڈت جواہر لال نہرو اور سعودی عرب حکومت کے نمائندہ مسٹر مصطفےٰ الالوسی کی یہ تصویر اس دعوت کے موقعہ پر لی گئی جو وزیر اعظم نے نمائندوں کے اعزاز میں نئی دلّی میں دی تھی۔

مرکزی اطلاعات کیا ہے؟

مرکزی اطلاعات اخبارات کی سہولت اور امداد کے لئے ہے اور اس کا مقصد حکومتِ ہند کی خاص خاص کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔ یہ رسالہ عوام میں تقسیم نہیں ہوتا مگر ایسے لوگوں اور اداروں کو بھیجا جاسکتا ہے جو پبلک کو معلومات فراہم کرنے کا کام کرتے ہیں۔

مرکزی اطلاعات میں عنوانات اور جلی عبارتوں کا مقصد پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے ان سے لازماً سرکاری نقطۂ خیال کا اظہار مقصود نہیں۔

مرکزی اطلاعات میں باہر کے مضامین شامل نہیں کئے جاتے۔ اس کا ہر مضمون حوالہ دیئے بغیر نقل کیا جا سکتا ہے۔

(ایڈیٹر:۔ بی۔ ایل۔ شرما، پرنسپل انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا)

خاص مضامین

جلد ۱۷ نمبر ۴ ۱۵۔ فروری ۱۹۴۹ء

نئی دلّی میں ۲۰-۲۱ اور ۲۲ جنوری ۱۹۴۹ء کو افغانستان آسٹریلیا، برما، لنکا، مصر، حبشہ، ہندوستان، ایران، اعراق، لبنان، پاکستان، فلپائن، سعودی عرب، شام اور یمن کے نمائندوں کی ایک کانفرنس انڈونیشیا کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوئی تھی۔ ایشیائی ملکوں کا یہ سیاسی اجتماع اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہ صرف پہلا تھا بلکہ تاریخی لحاظ سے بہت اہم تھا۔ یہ اجلاس ایشیائی تعاون اور اشتراکِ عمل کا نقیب اور امن عالم کے لئے ایک اچھا شگون ہے

نئی دِلّی میں ایشیائی ممالک کا عدیم النظیر اجتماع

ایشیائی ممالک میں تعاون و اشتراک کا نیا دَور

ایشیا کی آزادی میں کوئی مداخلت برداشت نہیں کی جائے گی

انڈونیشیا سے متعلق ایشیائی ممالک کی کانفرنس میں پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ گزرے ہوئے دَور کے دم توڑتے ہوئے سامراج نے پھر سر اٹھایا ہے۔ اور اس نے دنیا میں نیا نظام قائم کرنے والی طاقتوں کو للکارا ہے۔ ایشیا طویل عرصے تک سامراجیوں کی زد میں رہا اور آج جب کہ وہ بیدار ہو رہا ہے۔ آخری ہچکیاں لیتے ہوئے سامراج نے اسے ٹوکنے کی ہمت کی ہے۔ گذشتہ تین سال میں جمہوریہ انڈونیشیا سے کئی وعدے کئے گئے لیکن ان میں سے کوئی پورا نہ ہوا۔ ہم نے کافی غور و خوض کے بعد یہ کانفرنس بلانے کا فیصلہ کیا۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ نئے نظام کے ترجمان ادارہ اقوام متحدہ کو مضبوط بنایا جائے۔ ہمارا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انڈونیشیا کے مسئلہ کا فوری اور پُرامن حل ڈھونڈنے میں سلامتی مجلس کی امداد کی جائے۔ آزادی اور امن کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں اس یقین کُلی کے ساتھ کہ راہ راست صحیح منزل کی طرف رہنمائی کرے گی اپنے آپ کو صحیح ذرائع سے وابستہ کر دینا چاہئے۔

پنڈت نہرو کی صدارتی تقریر

ایشیائی ممالک کے نمایندوں کا استقبال کرتے ہوئے انڈونیشیا کانفرنس کے صدر پنڈت جواہر لال نہرو نے ان تمام حکومتوں کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے اپنے نمایندے نئی دہلی کانفرنس میں شرکت کے لئے بھیجے۔ اور کہا۔ کہ انہی دنوں انڈونیشیا میں جو واقعات پیش آئے ہیں۔ ان سے ایشیا اور دنیا کے دیگر حصوں میں جو فکر اور تشویش پیدا ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اکثر ممالک نے اس کانفرنس کی حمایت کی۔ اور اپنے نمایندے یہاں بھیجے ہیں۔

ہم اس لئے یہاں جمع ہوئے ہیں کہ ایک پڑوسی ملک کی آزادی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ گزرے ہوئے دَور کے دم توڑتے ہوئے سامراج کے بھوت نے پھر سر اُٹھایا ہے۔ اور اس نے دنیا میں ایک نیا نظام قائم کرنے والی طاقتوں کو للکارا ہے۔ ایشیا ایک لمبے عرصہ تک سامراجیوں کی زد میں رہا اور آج جبکہ وہ بیدار ہو رہا ہے آخر ہچکیاں لیتے ہوئے سامراج نے اسے ٹوکنے کی ہمت کی ہے ایک

طرح سے یہ انسان کے جذبۂ آزادی اور ایک طرح سے پریشان اور مضطرب دنیا کے ترقی پسند عناصر کو دعوت مبارزت دی گئی ہے۔ عالمی دولت کے ترجمان ادارہ اقوام متحدہ کا نظریہ اہل فکر کا آورش بن چکا ہے۔ ہالینڈ کے اس فعل سے اس نظریہ کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ اور اس کے مقصد کو خاک میں ملا دیا گیا ہے۔ اگر اس للکار کا منہ توڑ جواب نہ دیا گیا تو اس کے نتائج نہ صرف انڈونیشیا کے لئے بُرے ہوں گے بلکہ ایشیا اور تمام دنیا اس سے اثر انداز ہوگی۔ اس سے تباہی اور انتشار کی طاقتوں کا بول بالا ہوگا۔ اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ دنیا ایک نہ ختم ہونے والی جنگ میں اُلجھ جائے گی۔

بلاشبہ ہم یہاں ایک اہم مسئلہ پر غور و فکر کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اور یہ مسئلہ ایک فوری اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن میں اس بے نظیر اجتماع کی تاریخی اہمیت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا آج ہم یہاں ایشیا کے آزاد ممالک کے نمائندوں کی حیثیت میں موجود ہیں۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ۔ مصر اور حبشہ کے نمائندے یہاں ایک مشترک مفاد کے معاملہ کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور فلپائن سے لے کر مصر اور حبشہ تک کے نمائندے آدھے کرۂ ارض کی نیابت کرتے ہیں۔ اور جہاں تک آبادی کا تعلق ہے۔ یہ اجتماع کل دنیا کی آبادی کے نصف سے کہیں زیادہ کا نمائندہ ہے۔ ہم مشرق کے قدیم تمدن کے نمایندے اور مغرب کی انقلابی تہذیب کے نقیب ہیں۔ سیاسی طور پر ہم آزادی اور جمہوریت کے اس جذبہ کی نیابت کرتے ہیں۔ جو آج نئے ایشیا کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ یہاں اظہار خیال کرتے ہوئے میری آنکھوں کے سامنے ایشیائی ممالک کے نشیب و فراز کی تاریخی تصویر پھر جاتی ہے۔ اور میں اس کے مستقبل کی طرف دیکھتا ہوں۔ جو روز بروز ظاہر ہو رہا ہے۔ ہم اپنی تاریخ کے جانشین ہیں۔ لیکن ہم اس آنے والے وقت کے معمار بھی ہیں جو آج زیر تعمیر ہے۔ جس مستقبل کی ہم بات کرتے ہیں۔ اس کا بار ہمارے کندھوں پر ہے۔ اور ہمیں اس ذمہ داری کو مناسب ڈھنگ سے پورا کرنا ہے۔ اگر آج کا اجتماع اہم ہے۔ تو مستقبل کی تعمیر کے پیش نظر اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ایشیا بہت دیر تک محتاج اور غلام رہا اور غیر ممالک نے اسے کھلونے کے طور پر استعمال کیا۔ لیکن اب ایشیا اپنی آزادی میں کسی قسم کی مداخلت برداشت نہیں کرے گا۔

آج اس کانفرنس میں ہم انڈونیشیا کے موجودہ حالات پر غور کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں میری تجویز یہ ہے۔ کہ ہم ابھی ایک مسئلہ پر اپنی ساری توجہ مبذول کریں۔ حالانکہ بہت سے اور مسائل بھی ہیں جن پر توجہ دینا ضروری ہے۔ پچھلے تین برس میں انڈونیشیا کو جن حالات سے گذرنا پڑا۔ اس کی داستان بڑی عجیب اور بہت سے واقعات پر روشنی ڈالنے والی ہے۔ پہلے یہ ہالینڈ کے ماتحت تھا۔ پھر جاپان اس کا حاکم بن گیا۔ اس کے بعد اتحادی طاقتوں نے اسے جاپان سے واپس لیا۔ اور پھر ہالینڈ کے حوالے کر دیا۔

دریں حالات متحدہ اقوام پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ پچھلے تین سال میں انڈونیشیا میں بہت سے اہم واقعات ہوئے ان کی تفصیل ان کاغذات میں دی جا چکی ہے۔ جو کانفرنس میں بانٹے گئے ہیں۔ جمہوریہ انڈونیشیا سے کئی وعدے کئے گئے لیکن وہ پورے نہ ہوئے۔ جمہوریہ انڈونیشیا کی آزادی کو ختم کرنے کے لئے کئی بار کوشش کی گئی۔ اور جمہوریہ انڈونیشیا میں پھوٹ ڈالنے کے لئے کئی چالیں چلی گئیں۔ گذشتہ سال ۱۸۔ دسمبر کو ولندیزی فوجوں نے جب انڈونیشیا پر حملہ کیا۔ اس وقت پُرامن تصفیہ کے لئے گفت و شنید ہو رہی تھی۔ ولندیزی فوجوں نے حملہ کرنے سے پیشتر جمہوریہ کو اس کی اطلاع دینا بھی مناسب نہ سمجھا۔ دنیا کے ممالک کا بے حس ضمیر بھی اس حرکت سے بیدار ہو گیا۔ اور ہر طرف رنج و حیرت کا اظہار ہوا۔ جمہوریہ کے لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ انہیں ایک سرے سے الگ کر دیا گیا۔ اور ان سے غیر انسانی سلوک کیا گیا۔ اقوام متحدہ کی سلامتی مجلس نے ایک پُرامن اور باعزت تصفیہ کے لئے اپنی متعدد قرار دادوں کے ذریعہ یہ ضروری قرار دیا۔ کہ سب سے پہلے جمہوریہ کے لیڈروں کو رہا کیا جائے۔ اور لڑائی بند کر دی جائے۔ تاحال سلامتی مجلس کی ہدایت پر عمل نہیں ہوا۔ اور حکومت ہالینڈ اپنی تمام تر کوشش ایک نام نہاد عارضی حکومت قائم کرنے پر صرف کر رہی ہے۔ اسے اُمید ہے۔ کہ یہ حکومت اس کے ماتحت ہوگی۔ ہر وہ شخص جو انڈونیشیا کے لوگوں اور آج کے ایشیا کے جذبات سے واقف ہے۔ یہ جانتا ہے۔ کہ انڈونیشیا کے جذبہ قومیت اور تمنائے آزادی کو کچلنے کی کوشش

حالت میں ناکام رہے گی۔ لیکن ایک کھلم کھلا اور بے دریغ جارحانہ کارروائی کی اگر روک تھام نہ کی گئی۔ اور دوسری طاقتوں نے اس سے چشم پوشی کی۔ تو کوئی اُمید نہ رہے گی۔ اور لوگ دیگر طریقے اور دیگر ذرائع استعمال کریں گے۔ چاہے اس کا انجام کتنا ہی ہولناک ہو۔ ایک بات یقینی ہے۔ کہ جارحانہ کارروائی کے سامنے نہ گھٹنے ٹیکے جا سکتے ہیں نہ ٹیکے جائیں گے۔ اور سامراجی اقتدار کو کبھی تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

ہم نے کافی غور و خوض کے بعد یہ کانفرنس بلانے کا فیصلہ کیا ہمارا اعتقاد ہے کہ نئے نظام کے ترجمان ادارہ متحدہ اقوام کو مضبوط بنایا جائے۔ ہم کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہتے تھے جس سے اس ادارہ کے اقتدار میں کمی ہوتی ہو۔ لیکن جب سلامتی مجلس کے مشورے سے تمسخر کیا گیا تو ہم نے اقوام متحدہ کو مضبوط بنانے کے لئے آپس میں بات چیت کرنے اور ایک پُر خطر حالت کے مزید بگاڑ کو روکنے کا فیصلہ کیا۔ دریں حالات ہمارا یہ اجتماع اقوام متحدہ کے نظریہ کی پیروی میں ہے۔ اور چارٹر کے زرین الفاظ ہمارے سامنے ہیں۔ اس چارٹر میں بین الاقوامی امن اور سلامتی کے مفاد کو ترقی دینے کے لئے علاقائی انتظامات کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ چنانچہ ہماری یہ کانفرنس ایک علاقائی کانفرنس ہے۔ اور اس میں ہم نے آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے نمایندوں کو بھی بلایا ہے۔ انڈونیشیا کے امن و امان کے لئے آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کا مفاد ایسا ہی اہم ہے۔ جیسا ہم میں سے کسی اور کا۔ ہمارا بنیادی مقصد یہ ہے۔ کہ انڈونیشیا کے مسئلہ کا فوری اور پُر امن حل ڈھونڈنے میں سلامتی مجلس کی امداد کی جائے۔ ہم یہاں سلامتی مجلس پر حاوی ہونے کے لئے نہیں بلکہ اس کی کوششوں میں اضافہ کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ہم کسی ملک یا ممالک کے کسی طبقہ کے خلاف جنگ کرنے کا جذبہ لے کر جمع نہیں ہوئے بلکہ آزادی کی وسعت میں امن کے مفاد کو ترقی دینا ہمارا مقصد ہے۔ آزادی اور امن کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا۔ میں صاف طور پر یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم انڈونیشیا یا کسی اور مسئلہ کو نسلی جذبے سے حل نہیں کرنا چاہتے۔ ایشیا میں رہنے والوں نے نسلی امتیاز کی وجہ سے بہت سے مصائب جھیلے ہیں۔ اب ہم پھر اس کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے۔ بلکہ اس کے خلاف جدوجہد کریں گے۔ کیونکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ نسلی امتیاز نہ صرف جمہوریت کا منافی ہے۔ بلکہ لڑائی جھگڑے کی جڑ بھی ہے۔

ہمارا کام سہ گونہ ہوگا۔ اوّل ایسی تجاویز مرتب کر کے سلامتی کونسل کے سامنے پیش کرنا جن کو اگر دونوں فریق منظور کر لیں۔ تو وہ انڈونیشیا میں جلد از جلد امن کی بحالی کا باعث ہوں۔ اور جن سے انڈونیشیا کے لوگوں کو حصول آزادی کا موقع بھی جلد میسر آ سکے۔

(۲) سلامتی کونسل کو اس امر کا مشورہ دینا کہ اگر متنازعہ فریقین میں سے کوئی بھی فریق اس کی سفارشات پر عمل پیرا نہ ہو۔ تو اُس کے خلاف کونسی کارروائی کرنی چاہئے۔

(۳) ایسے ضابطے اور اصول مرتب کرنا جن سے وہ حکومتیں جن کی آج یہاں نمایندگی کی جا رہی ہے۔ باہمی مشورے اور اقدامات کی ہم آہنگی میں ایک دوسرے سے باخبر رہیں۔ اور انہیں مقاصد کی تکمیل کے لئے یہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔

میں خیال کرتا ہوں۔ کہ اس منزل پر مفصل تجاویز پیش کرنا میرے لئے مناسب نہ ہوگا۔ اور اس پر غور کرنا کانفرنس ہی کا کام ہوگا۔ لیکن مجھے اس امر کا اعتراف ہے۔ کہ ہمارا فوری مقصد ایسے حالات پیدا کرنا ہے۔ جو ہالینڈ کے اس حملے سے پہلے تھے۔ تاکہ ری پبلک فوجی اور معاشی دباؤ کے بغیر آزادی سے چلتی رہے۔ اور ایک آزاد حکومت کی مانند گفت و شنید کرنے کے قابل ہو سکے۔ ہمارا دوسرا قدم سامراج کو مٹانے کے لئے اٹھنا چاہئے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ جب تک استعماریت پسندی ایشیا میں یا اور بھی کہیں باقی ہے۔ وہ فتنہ و فساد اور امن کے لئے خطرہ کا باعث بنتی رہے گی۔

انڈونیشیا کی صورت حال خطرناک امکانات سے پُر اور فوری اقدام کی محتاج ہے۔ لہٰذا ہمارے پیش نظر اپنے اس کام کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ تاکہ آئندہ چند روز میں سلامتی کونسل، جو ابھی تک اس دشوار مسئلہ میں اُلجھی ہوئی ہے۔ کے سامنے ہماری تجاویز موجود ہوں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ ہم سب لوگ جو

یہاں جمع ہیں۔ ایک ہی ملی نظریہ رکھتے ہیں۔ اور ہمارا یہ بحث و مباحثہ جلد ہی بار آور ہونا چاہیئے۔

ہم ایک عبوری اور انقلابی دور سے گذر رہے ہیں۔ ایک طرف ہم ایسی دنیا دیکھ رہے ہیں جس میں نفاق پھوٹ اور فتنہ و فساد کا دور ہے۔ اور جہاں عالم گیر جنگ کا خطرہ ہر آن موجود ہے۔ دوسری طرف ہم تعمیر اور تعاون کے رجحان دیکھ رہے ہیں جن میں نئے اتحاد اور جذبہ عمل پذیری کی جستجو پائی جاتی ہے۔ ہر روز نئے نئے مسائل سامنے آتے ہیں۔ جو ہم سب کو یا ہم میں سے اکثر کو الجھائے ہوئے ہیں۔ امریکی ملکوں نے مفاد مشترک کے اصول کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور عام مفادات کی ترقی اور تحفظ کے لئے ایک نظم قائم کر لیا ہے۔ اس قسم کی ایک تحریک یورپ میں بھی جاری ہے۔ کیا یہ امر فطری نہیں کہ ایشیا کے آزاد ممالک بھی اس کانفرنس کے مقابلہ میں اس عام مقصد کی تلاش کے لئے باہمی مشاورت اور اقدامات کی ہم آہنگی کی تکمیل کے لئے زیادہ ٹھوس انتظامات کریں۔ لیکن یہ انتظامات خود غرضی کی نیت یا کسی قوم یا قوموں کے گروپ پر چڑھائی کرنے کے لئے نہ ہوں گے۔ بلکہ اقوام متحدہ کے میثاق کے مقاصد اور آدرشوں کی تکمیل کو قریب تر لانے اور مضبوط کرنے کے لئے ہوں گے۔

اس نفرت اور فتنہ فساد کی دنیا میں ہم سب کو اتحاد باہمی، اور اشتراک عمل سے امن کی بحالی، رواداری کے قیام اور آزادی کے نصب العین کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر ہم نے تشدد کا راستہ اختیار کیا یا دنیا کی مزید تقسیم کے لئے جستجو کی۔ تو ہم ہرگز اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں گے۔ لیکن اگر ہم نے اپنے آپ کو ایشیا کی قدیم روح کے سانچے میں ڈھال لیا تو ہم نہ صرف اس دنیا کو بدل ڈالیں گے۔ بلکہ اس جنگ و جدل سے تاریک دنیا کو سچائی اور امن کی شمع سے منور بھی کر دیں گے۔

کیا میں اس کانفرنس کی توجہ نہایت عاجزی اور فخر سے اپنے راشٹر پتا کے پیغام کی طرف مبذول کرا سکتا ہوں۔ جس نے ہماری غلامی کی طویل راتوں میں صبح آزادی کا پیغام دیا اور ہماری راہنمائی کی۔ اس نے ہمیں بتایا تھا۔ کہ نفرت و حقارت، تشدد یا تعصب سے قومیں عروج پر نہیں پہنچتیں۔ یا اپنی آزادی حاصل نہیں کرتیں۔ کسی حد تک یہ ان کی رہنمائی ہی تھی۔ جس کی وجہ سے ہم نے پرامن ذرائع سے اپنی آزادی حاصل کر لی۔ دنیا خوف۔ نفرت اور تشدد کے گورکھ دھندے میں گرفتار ہے۔ یہ اس وقت تک اس چکر سے نجات نہیں پا سکتی۔ جب تک کہ یہ ان سے مختلف طریقے اور ذرائع کی جستجو نہ کرے۔ لہذا اس یقین کلی کے ساتھ کہ راہ راست صحیح منزل کی طرف رہنمائی کرے گی۔ ہمیں اپنے آپ کو صحیح ذرائع سے وابستہ کر دینا چاہیئے۔ پس ہم اس امتزاج اور تکمیل عمل کے معاون ہوں گے۔ جس کی آج دنیا کو اشد ضرورت ہے۔

مندوبین کی تقریریں

انڈونیشیا کانفرنس کے افتتاحی جلسے میں جو ۲۰ جنوری ۱۹۴۹ء کو کونسل آف سٹیٹ کے ایوان میں منعقد ہوا تھا مختلف مندوبین نے جو تقریریں کیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

فلپائن کے نمائندے ہز ایکسیلنسی جنرل کارلوس پی رومولو نے کانفرنس کو فلپائن کی حکومت اور عوام کی طرف سے اس بات کا یقین دلایا کہ کانفرنس میثاق اقوام کے مطابق انڈونیشیا کو امداد دینے کے لئے جو فیصلے کرے گی فلپائن اس کی پوری طرح حمایت کرے گا۔

جنرل رومولو نے کہا کانفرنس کے سامنے جو کام ہے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک تو یہ کہ مجلس امن کو انڈونیشیا کے سلسلہ میں کیا سفارشیں کی جائیں اور دوسرے یہ کہ اگر ہالینڈ مجلس امن کے احکامات کو نہ مانے تو اس کانفرنس میں شریک ہونے والے اراکین کیا اقدامات کریں۔

فلپائن کے نمائندے نے یہ بھی تجویز کی کہ نئی دلی میں ایک چھوٹا مستقل دفتر کھول دیا جائے جو مشترکہ مفاد کے مسائل کے متعلق معلومات بہم پہنچائے اور مجلس اقوام متحدہ میں ہمارے مستقل نمائندوں کیلئے مشیر کار کا کام کر سکے۔ جنرل رومولو نے یہ امید ظاہر کی کہ اس طرح میثاق کی دفعہ ۵۲ کے مطابق ایشیائی

ملکوں کا ایک مستقل ادارہ قایم ہونے کی بنا پڑ جائے گی۔

ایشیائی ملکوں کی یہ پہلی سیاسی کانفرنس ہے اور اس حیثیت سے اسے تاریخی درجہ حاصل ہے لیکن تاریخ میں اسے صحیح درجہ اس وقت ملے گا۔ جب یہ اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔

افغان نمایندے ہز ایکسلنسی سردار نجیب اللہ خاں نے کہا یہ پہلا موقع ہے کہ مشرق کے ممالک اس قدر اہم سوال پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اِس اجتماع کا سہرا ہندوستان کے وزیر اعظم ہز ایکسلنسی پنڈت جواہر لال نہرو کے سر ہے اور میں ہندوستان کے وزیر اعظم اور اس کانفرنس کے چیرمین پنڈت نہرو اور اُن کی حکومت کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے ملک معظم شاہ افغانستان کی حکومت کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔

ہم افغان لوگ صرف اپنی ہی آزادی کے نہیں بلکہ دوسروں کی آزادی کے بھی قائل ہیں۔

سردار نجیب اللہ خاں نے کہا کہ ہندوستان نے جو دعوت دی اسے ہم نے اِس خیال سے قبول نہیں کیا کہ ہم ایشیائی ملکوں کا ایک ایسا گٹھ جوڑ قائم کریں جو دوسرے ممالک کے لئے عناد کے جذبات رکھتا ہو۔ اس کانفرنس کا یہ مقصد بھی نہیں کہ ہم ہالینڈ کے خلاف یا یوروپ کے خلاف یا مغرب کے خلاف کسی قسم کے جذبات کا اظہار کریں۔ ہم تو یہاں صرف ایک ایسی قوم کو مدد دینے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ جسے ہماری طرح آزاد رہنے کا حق ہے اور جس کی آزادی پر پچھلے معاہدوں اور میثاق اقوام کو توڑتے ہوئے حملہ کیا گیا ہے۔ آخر میں افغان نمائندے نے کہا مجھے یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی ہے کہ ایشیائی ممالک کا یہ پہلا اجتماع ایک ایسے ملک میں ہو رہا ہے جس سے ہمارا ہزار ہا سال سے دوستانہ اور برادرانہ تعلق رہا ہے۔ اور جو اس وقت ایشیا کے مہاپرش مہاتما گاندھی کی انسانیت پرور تعلیم پر گامزن ہے۔

پاکستان۔ ہز ایکسلنسی سر محمد ظفر اللہ خاں نے کانفرنس کو ایک نیک شگون قرار دیتے ہوئے کہا۔ مجھے امید ہے کہ یہ اپنی قسم کی ایک ہی کانفرنس نہیں رہے گی۔ بلکہ آیندہ بھی ہم میں سے وہ ممالک جن کے سامنے مشترکہ مفاد ہوں آپس میں صلاح و مشورہ کیلئے جمع ہوتے رہینگے

جناب صدر آپ نے جن نکات کو نہایت پروقار اور فلسفیانہ شان سے بیان کیا ہے میں ان کی اہمیت پر زور دینے کے علاوہ اس وقت کچھ نہیں کہونگا۔ پاکستان کی اس مسئلہ میں جو رائے ہے اس موقع پر اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اس موقعہ پر میں صرف جس امر پر زور دینا چاہتا ہوں اور اس کی پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی وضاحت کر دی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ ہم مجلس اقوام متحدہ یا اس کے اداروں کو نظر انداز کر دیں۔ میں یہ بات بھی صاف الفاظ میں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس اجتماع کے پس پشت ہالینڈ کے خلاف کوئی جذبہ کارفرما نہیں ہے۔ اگرچہ انڈونیشیا کے سلسلہ میں جو کچھ ہوا ہے ہمیں اس کا صدمہ ہے لیکن ہم ڈچ قوم کی خوبیوں کے معترف ہیں۔ اسّی سال تک ہالینڈ کے لوگوں نے جس حوصلہ مندی اور دلیری سے غیر ملکی حکومت کے خلاف جو کشمکش اور جد و جہد کی ہے اور حب الوطنی اور قربانیوں کا جو نمونہ پیش کیا ہے سر ظفر اللہ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کس قدر ستم ظریفی ہے کہ انڈونیشیا کو اب ہالینڈ کے خلاف کشمکش کرنی پڑے۔

ہز ایکسلنسی سر محمد ظفر اللہ خاں نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا کہ یہ کانفرنس اختتام سے قبل انڈونیشیا کے مسئلہ پر نہ صرف اپنی قیمتی رائے کا واضح الفاظ میں اظہار کر دے بلکہ ان اقدامات کا بھی اعلان کر دے جو مجلس اقوام متحدہ کو اس سلسلہ میں اٹھانے چاہئیں اور اگر مجلس اقوام اس میں ناکام رہے تو اس صورت میں متعلقہ ملکوں کو کیا کرنا ہوگا۔ جناب عالی اس جگہ دنیا کی آبادی کے کم سے کم نصف حصہ کے نمائندے موجود ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ مجلس اقوام اس کے فیصلوں پر پوری سنجیدگی سے غور کریگی۔

شام کے نمائندے ہز ایکسلنسی ڈاکٹر ناظم القدسی نے پنڈت جواہر لال نہرو اور حکومت ہند کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مہاتما گاندھی کے انتقال پر اظہار افسوس کیا اور کہا یہ نقصان ساری انسانیت کا ہے۔

اگرچہ گاندھی جی کا انتقال ہوگیا ہے لیکن ان کی مثال ہمیشہ تابندہ اور درخشاں رہے گی۔

ڈاکٹر القدسی نے کہا کہ ہالینڈ کے حملہ کی مدد کا یہ مطلب ہے کہ ان لوگوں کو مدد دی جا رہی ہے جو دنیا میں نئی لڑائیاں چھیڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

شام کے نمائندے نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ فلسطین کے مسئلہ کا جو حل تلاش کیا گیا ہے وہ بھی ہالینڈ کے حملے سے کم نازک نہیں کیونکہ اس حل کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ یہودی دباؤ کے ماتحت تقریباً دس لاکھ عربوں کو اپنے گھر بار چھوڑ کر دوسری جگہ پناہ لینی پڑی اور ان کی جگہ غیر عربوں کو آباد کر دیا گیا۔ تاریخ میں آج تک مراکش الجیریا، ٹیونس، طرابلس، مصر، لبنان، سعودی عرب، یمن عراق اور شام کے سات کروڑ عربوں ایسے حملہ اور ناانصافی کی مثال نہیں ملتی۔

اس قسم کے حل امن کے لئے ممد و معاون نہیں ثابت ہو سکتے۔ دنیا اس وقت ایک بحران میں سے گزر رہی ہے۔

سعودی عرب کے نمائندے ہزایکسیلنسی یعنی شیخ موفک الوسی نے فرانسیسی زبان میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جلالتہ الملک ابن سعود کو انڈونیشیا کے اس اندوہناک واقعہ کا بڑا رنج ہے اور انھوں نے اپنی مملکت میں ڈچ طیاروں کی پرواز منع کر دی ہے۔

یمن کے نمائندے ہزایکسیلنسی مسٹر عیسیٰ نے یمن کے نائب وزیر خارجہ کی طرف سے معذرت کرتے ہوئے بتایا کہ وہ انگریزی میں تقریر نہیں کر سکتے اس لئے میں تقریر کرنے کھڑا ہوا ہوں اس کے بعد مسٹر عیسیٰ نے جلالتہ الملک شاہ احمد کی طرف سے کانفرنس کی کامیابی کی امید ظاہر کی۔

یمن کے نمائندے نے کہا میں اس موقع پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے کانفرنس کو بلانے میں قیادت کی اور مجھے امید ہے کہ یہ کانفرنس ایشیا۔ ایشیائی اور مشرقی ممالک کے درمیان سیاسی مطابقت اور آرتھک تعاون کی راہ کھول دیگی۔ دنیا میں کئی یونینیں ہیں۔ مثال کے طور پر ہر سال امریکن ممالک کی کانفرنس ہوتی ہے۔ لیکن کیوں یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ قومیں کسی کے خلاف گٹھ جوڑ کر رہی ہیں اس طرح اوقیانوسی یونین اور دوسری یونینیں ہیں۔ ہم یہاں کسی سامراجی مقصد یا کسی پر حملہ کرنے کی نیت سے جمع نہیں ہوئے۔ ہم ایشیائی خاندان کے ارکان کی حیثیت رکھتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ ہم کسی کے خلاف کوئی دھڑے بندی کر رہے ہیں۔

آسٹریلیا کے نمائندے ڈاکٹر جے ڈبلیو برٹن نے کہا ہم یہاں انتقام اور بدلے کی غرض سے جمع نہیں ہوئے بلکہ ہم نے تو صرف یہ سوچا ہے کہ غلطی ہوئی ہے جس سے صرف انڈونیشیا کے لوگوں کو ہی دکھ نہیں اٹھانے پڑے بلکہ جس سے ہالینڈ کے لوگوں کو بھی صدمہ ہوا ہے۔ چنانچہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ اس غلطی کا علاج سوچا جائے۔ انڈونیشیا میں انصاف پر مبنی اور دیرپا امن قائم کرنے کے ذرائع تلاش کئے جائیں۔

دانشمندی صرف اقتصادی اور فوجی طور پر طاقتور ملکوں کا اجارہ نہیں۔ چنانچہ ہمیں جس علاقے کا خاص طور پر علم ہے اس کے متعلق غور و خوض کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں ہمارے ملک کے وزیر امور خارجہ سے آپ بخوبی واقف ہیں ان دنوں وہ مجلس اقوام متحدہ کے صدر ہیں۔ انھوں نے کچھ دن ہوئے کہا تھا کہ مجلس امن کے ایک رکن نے بھی ڈچ کارروائی کی حمایت نہیں کی اور مجھے امید ہے کہ ہالینڈ نے جو قدم اٹھایا ہے وہ اس سے باز رہے گا۔

ڈاکٹر برٹن نے آخر میں حکومت ہند کی اور خاص کر پنڈت جواہر لال نہرو کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔

لبنان کے نمائندے ہزایکسیلنسی مسٹر محمد علی حمدی نے کہا۔ اس اجتماع سے ہمیں مستقبل کے متعلق اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ اجتماع اس بات کا مظہر ہے کہ مشرق امن اور انقلاب کی بنا پر ایک نئی دنیا بنانے کا ارادہ کر چکا ہے۔ امن اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک ہم بین الاقوامی قانون کے ایک مشترک اصول کو نہ مان لیں

عراق کے نمائندے سید عبدالقادر نے اپنی تقریر

فلسطین کے مسئلہ پر توجہ منعطف کراتے ہوئے کہا: کہ ہم عرب ایک آزاد قوم کی حیثیت سے اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اگر میثاق اقوام پر حقیقی طور پر عمل ہو تو دنیا میں مستقل امن قائم ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ ہم مجلس اقوام پر یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ وہ انڈونیشیا کے مسئلہ کو میثاق اقوام کے مطابق حل کرے سید عبدالقادر نے بھی تقریر کے آخر میں حکومت ہند اور وزیراعظم کا شکریہ ادا کیا ۔

لنکا کے نمائندے ہز ایکسیلنسی مسٹر ایس ۔ ڈبلیو آر ۔ ڈی بندرنائیکے نے کانفرنس کے صدر اور حکومت ہند کا شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے اس اہم موقع پر اتنے ملکوں کے نمائندوں کو جمع ہونے کا موقعہ بہم پہنچایا ۔ مسٹر بندرنائیکے نے بتایا کہ لنکا پہلا ملک تھا جس نے اُن ڈچ جہازوں کو اپنی بندرگاہوں سے اور ڈچ ہوائی جہازوں کو اپنے ہوائی میدانوں سے گزرنے کی ممانعت کر دی جو انڈونیشیا کو سامان حرب یا فوج وغیرہ لے جا رہے تھے ۔

لنکا کے نمائندے نے کہا جنگ کے اختتام کے بعد کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا جس سے ہمیں اس قدر مایوسی ہوئی ہو جتنی کہ ہمیں ہالینڈ کی اس کارروائی سے ہوئی ہے ۔ میں اس سلسلہ میں ایک نہایت اہم بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور وہ جمہوریہ انڈونیشیا کی حکومت کے درجہ کے متعلق ہے جہاں تک امر واقعہ کا تعلق ہے اس حکومت کو دنیا کے ممالک مجلس اقوام اور خود ہالینڈ نے تسلیم کر لیا ہے ۔ اس لئے یہ نہایت ضروری امر ہے کہ کسی گفت شنید سے قبل اس حکومت کو اپنے پچھلے درجہ پر قائم کیا جائے اور دونوں کے درمیان آزاد اور خودمختار حکومتوں کی طرح گفت شنید ہونی چاہئے تقریر کے آخر میں مسٹر بندرنائیکے نے اس بات کا یقین دلایا کہ لنکا کانفرنس کے فیصلوں کو جامہ عمل پہنانے میں پوری طرح تعاون کرے گا ۔

مصر کے نمائندے ہز ایکسیلنسی مسٹر اسمٰعیل کامل بے نے کہا ہم سب کو اس موقع پر اقوام کے درمیان حقیقی امن کے قیام پر زور دینا چاہئے ۔ اس کرہ ارض پر ہمیں اس بات کا اعلان کر دینا چاہئے ۔ امن اور مسرت ہمارا حق ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے خواہ کچھ بھی خرچ ہو اور خواہ کتنی ہی کوشش کی جائے کم ہو گی ۔

مسٹر کامل بے نے کہا ۱۸۹۸ء میں ہیگ میں بین الاقوامی عدالت کا قیام عمل میں آیا اور ۱۹۱۴ء میں جنگ چھڑ گئی اور جنگ عظیم کے بعد پریذیڈنٹ ولسن نے چودہ نکات کا اعلان کیا اور دنیا نے لیگ آف نیشنز سے آس لگائی لیکن اس کا بھی وہی حال ہوا اب ہم نے مجلس اقوام متحدہ اور مجلس امن کا آسرا لیا ہے اور یہ ہماری آخری امید ہے ۔

مصری نمائندے نے دیرپا امن کی دعا کے ساتھ اپنی تقریر ختم کر دی ۔

ایشیائی کانفرنس کے ریزولیوشن

۲۲ ۔ جنوری ۱۹۴۹ء کو انڈونیشیا کانفرنس نے جو قرارداد نمبر ۱ منظور کی اس کا مضمون درج ذیل ہے :-

افغانستان، آسٹریلیا، برما، لنکا، مصر، حبشہ، ہندوستان، ایران، عراق، لبنان، پاکستان، فلپائن، سعودی عرب، شام اور یمن کے نمائندوں کی یہ کانفرنس اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کو تسلیم کرتی ہے کہ اقوام متحدہ کے ارکان ممالک کا یہ فرض ہے کہ وہ میثاق اقوام کے مطابق مجلس امن کے فیصلوں پر عمل کریں ۔

جو معلومات مل سکی ہیں ان کی روشنی میں اور خاص کر مجلس امن کی ثالثی کمیٹی نے جو رپورٹیں پیش کی ہیں ۔ ان کو سامنے رکھتے ہوئے کانفرنس نے انڈونیشیا کی حالت پر غور کیا ۔

اور اس نتیجہ پر پہنچی کہ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ہالینڈ نے جو کارروائی شروع کی وہ میثاق اقوام کی صریح خلاف ورزی ہے اور مجلس امن اور اس کی ثالثی کمیٹی جو پرامن سمجھوتہ کرانے کی کوشش کر رہی ہے ان سے علانیہ سرکشی کے مترادف ہے ۔

کانفرنس نے یہ بھی دیکھا کہ ہالینڈ کے ارباب اختیار نے مجلس امن کی اس قرارداد کو جامہ عمل نہیں پہنایا جو اس تاریخ کے بعد منظور کی گئی تھی۔

کانفرنس اس نتیجہ پر پہنچی کہ اس کارروائی کا مقصد اس جمہوریہ حکومت کو توڑنا اور ختم کرنا ہے جس کو مجلس اقوام متحدہ کے بہت سے ارکان ممالک جن میں خود ہالینڈ کی حکومت بھی شامل ہے تسلیم کر چکے ہیں۔

کانفرنس کو اس بات کا احساس ہے کہ انڈونیشیا میں موجودہ جنگ کا جاری رہنا جنوب مشرقی ایشیا کے لئے خطرہ کا باعث ہے۔

کانفرنس یہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ میثاق کے اصولوں کے مطابق انڈونیشیا کے لوگوں کو آزادی اور پوری خودمختاری کا حق حاصل ہے۔

وہ یہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ بین الاقوامی امن اور سلامتی کا قیام اور قوموں کے درمیان دوستانہ تعلقات کا قیام جن کا انحصار مساوی حقوق اور عوام کی خودمختاری کے اصولوں پر ہے مجلس اقوام متحدہ کا مستقل مقصد ہے۔

چنانچہ اس کانفرنس کو اس بات کا یقین ہے کہ انڈونیشی مسئلہ پوری طرح مجلس امن کے اختیار و تحت میں ہے کیونکہ اس طرح میثاق اقوام کی دفعہ ۳۹ انتالیس کے مطابق نقص امن ہوا ہے اور یہ کارروائی ایک حملہ ہے۔

یہ کانفرنس مجلس امن سے حسب ذیل سفارشات کرتی ہے۔

الف (۱) حکومت جمہوریہ کے ارکان جمہوری لیڈر اور انڈونیشیا کے سب سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے اور انہیں فوراً مکمل آزادی دی جائے۔

(۲) حکومت جمہوریہ کو آزادی سے اپنا کام کرنے دیا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے۔

(اول) جوگ جاکارٹا کی ریذیڈنسی فوراً جمہوریہ کے سپرد کر دی جائے اور ہالینڈ کے ارباب اختیار ہر ایسا قدم اٹھانے سے احتراز کریں جو حکومت جمہوریہ کی موثر کارروائی میں خلل انداز ہو سکے۔ اس حکومت کو پورے انڈونیشیا میں رسل و رسائل اور مشورے کی بھی پوری آزادی ہونی چاہئے۔

(دوم) جاوا۔ سماٹرا اور مدورا کے جزیروں کے ایسے علاقے جو ۱۸ دسمبر ۱۹۴۹ء سے قبل جمہوریہ کے پاس تھے ۱۹ مارچ ۱۹۴۹ء تک واپس کر دئیے جائیں۔

(سوم) ڈچ فوجوں کو

(الف) جوگ جاکارٹا کی ریذیڈنسی سے فوراً واپس بلا لیا جائے۔

(ب) نمبر ۲ میں جن علاقوں کا تذکرہ کیا گیا ہے وہاں سے تدریجاً ہٹا لیا جائے۔ اس انخلا کو ادوار میں تقسیم کر دیا جائے اور ثالثی کمیٹی یا مجلس امن کے مقرر کردہ کسی دوسرے ادارے کی ہدایات کے مطابق یہ انخلا ۱۸ - مارچ ۱۹۴۹ء تک عمل میں آ جانا چاہئے۔

(چہارم) ہالینڈ نے جمہوریہ کی تجارت پر جو پابندیاں لگائی ہیں انہیں فوراً اُٹھا دیا جائے۔

(پنجم) جس عبوری حکومت کا تذکرہ نمبر ۳ میں کیا گیا ہے۔ جب تک اس کا قیام عمل میں آئے حکومت جمہوریہ کو بیرونی دنیا سے رسل و رسائل کی پوری آسانیاں بہم پہنچائی جائیں۔

(۳) ۱۵- مارچ ۱۹۴۹ء سے قبل ایک ایسی عبوری حکومت قائم کی جائے جس میں جمہوریہ کے نمائندے علاوہ ان طاقتوں کے نمائندے جو جمہوریہ میں شامل نہیں ہیں اور جن پر عوام کو اعتماد ہو شریک ہوں اور اس کام کے لئے ثالثی کمیٹی یا کسی دوسری کمیٹی کا جسے مجلس امن مقرر کرے تعاون اور منظوری حاصل کی جائے۔ نمبر ۵ میں جس مجلس آئین ساز کا تذکرہ کیا گیا ہے جب تک وہ اپنا کام ختم کرے اُس وقت تک کوئی نئی علاقائی حکومت قائم نہ کی جائے اور نہ تسلیم کی جائے۔

(۴) اس عبوری حکومت کو پیرا پانچ کے مطابق حکومت کے پورے اختیارات حاصل ہوں گے۔ جن میں مسلح افواج کا پورا نظم و ضبط بھی شامل ہے۔ اس امر کی ضمانت کے لئے ثالثی کمیٹی یا مجلس امن کی مقرر کردہ کسی دوسری کمیٹی کی طے کی ہوئی تاریخ تک سارے انڈونیشیا سے ڈچ فوجیں ہٹا لی جائیں گی۔ جب تک ان فوجوں کا انخلا عمل میں آئے ڈچ فوجیں سوائے عبوری حکومت کے ایماء کے اور ثالثی کمیٹی یا مجلس امن کی مقرر کردہ

کسی دوسری کمیٹی کی مرضی کے قیام امن کا کام نہیں کریگی۔

(۵) عبوری حکومت کو امور خارجہ میں وہ آزادی حاصل ہوگی جسے ثالثی کمیٹی یا مجلس امن کی مقرر کردہ کوئی دوسری کمیٹی عبوری حکومت اور ہالینڈ سے مشورہ کے بعد طے کرے۔

(۶) یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء تک مجلس آئین ساز کا انتخاب مکمل ہو جائے گا۔

(۷) یکم جنوری ۱۹۵۰ء تک پورے انڈونیشیا کی حکومت کے اختیارات یونائیٹڈ سٹیٹس انڈونیشیا کو پوری طرح منتقل کر دئے جائیں گے اور ہالینڈ اور اس حکومت کے تعلقات باہمی گفت وشنید سے طے پائینگے۔

(۸) ثالثی کمیٹی یا مجلس امن کی مقرر کردہ کسی دوسری کمیٹی کو اس بات کا اختیار دیا جائے کہ وہ متذکرہ بالا سفارشات پر مجلس امن کی نگرانی میں عمل کرائے اور مجلس کے سامنے یہ کمیٹی جس قدر جلد وقفوں پر ممکن ہو سکے اپنی روئداد پیش کرتی رہے۔

(ب) اگر فریقین میں سے کوئی فریق مجلس امن کی سفارشات پر عمل نہ کرے تو مجلس امن کو میثاق کے مطابق جو وسیع اختیارات دیئے گئے ہیں وہ ان کے مطابق ان سفارشات پر عمل کرانے کے لئے مؤثر کارروائی کرے گی۔ مجلس اقوام کے رکن ممالک جو اس کانفرنس میں شریک ہوئے ہیں اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ وہ ان اقدامات میں مجلس سے پوری طرح تعاون کرینگے

(ج) مجلس امن اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو جو اپریل ۱۹۴۹ء میں شروع ہوگی یہ بتائے کہ انڈونیشین مسئلہ کے حل کے لئے اس نے کیا قدم اٹھایا یا کن اقدامات کی سفارش کی اور اقدامات یا سفارشات پر فریقین نے کیا عمل کیا۔

ریزولیوشن نمبر ۲۔ حسب ذیل ریزولیوشن ۲۲ جنوری کے جلسے میں منظور کیا گیا۔ اس کانفرنس میں جو حکومتیں شرکت کر رہی ہیں خواہ وہ انجمن متحدہ اقوام کی رکن ہیں یا نہیں یہ کانفرنس ان سے سفارش کرتی کہ ریزولیوشن نمبر ۱ میں بیان کردہ معاملات کے سلسلہ میں گہرا باہمی تعلق وتعاون رکھنے کی غرض سے

(الف) ایک دوسرے کے ساتھ عام سفارتی وسائل کے ذریعہ قریبی تعلق قائم رکھیں۔

(ب) متحدہ اقوام کے ہیڈ کوارٹرز میں اپنے نمائندوں یا اپنے سفراء وغیرہ کو یہ ہدایت کریں۔ کہ وہ آپس میں صلاح و مشورہ کرتے رہیں۔

ریزولیوشن نمبر ۳۔ حسب ذیل ریزولیوشن ۲۲ جنوری ۱۹۴۹ء کو منظور کیا گیا۔

کانفرنس یہ رائے ظاہر کرتی ہے کہ شرکت کرنے والی حکومتوں کو آپس میں مشورہ کرتے رہنا چاہیئے تاکہ انجمن اقوام متحدہ کے نظام و آئین کے اندر رہتے ہوئے متعلقہ علاقوں کے لحاظ سے ایسا مناسب طریقہ کار قائم کرنے کے ذرائع معلوم کئے جائیں جن سے باہمی صلاح و مشورہ اور تعاون کی حوصلہ افزائی ہو۔

وزیر اعظم ہند اور انڈونیشیا کانفرنس کے صدر نے مجلس امن کے صدر کو جو مراسلہ بھیجا وہ درج ذیل ہے۔

آپ کو علم ہے کہ افغانستان۔ آسٹریلیا۔ برما۔ لنکا۔ مصر۔ حبشہ۔ ہندوستان۔ ایران۔ عراق۔ لبنان۔ پاکستان فلپائن۔ سعودی عرب۔ شام اور یمن کی حکومتوں کے نمائندوں کی ایک کانفرنس ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳ جنوری کو نئی دہلی میں منعقد ہوئی۔ جس میں انڈونیشیا کی موجودہ خطرناک صورت حالات پر غور کیا گیا۔ چین۔ نیپال۔ نیوزی لینڈ اور سیام کی حکومتوں نے اپنے مبصرین اس کانفرنس میں بھیجے۔ کانفرنس کے افتتاحیہ اجلاس میں شرکت کرنے والی حکومتوں کے نمائندوں کی تقریروں کا مجموعہ ملف ہذا ہے۔ یہ تقریریں شاہد ہیں کہ شرکت کرنے والے ممالک انڈونیشیا میں ہالینڈ کی کارروائی کو کس شدت سے محسوس کرتے ہیں اور انھیں اس امر کی کس قدر خواہش ہے کہ حکومت ہالینڈ اور جمہوریہ انڈونیشیا کے مابین یہ جھگڑا جو جنوب مشرقی ایشیا اور دنیا کے امن کے لئے خطرہ بن رہا ہے جلد از جلد اقوام متحدہ کے میثاق کے اصولوں

کے مطابق طے ہو جائے۔جمہوریہ انڈونیشیا کے ساتھ ان ممالک کی سرگرم ہمدردی کا مزید ثبوت اس کارروائی سے ملتا ہے۔ جو برما۔لنکا۔ہندوستان۔پاکستان اور سعودی عرب کی حکومتوں نے بیشتر ازیں کی ہے۔اور ہالینڈ کی حکومت کو بری۔بحری اور فضائی راستہ دینے سے انکار کر دیا۔

۲-کانفرنس میں جو ریزولیوشن پاس کئے گئے ہیں۔ان سے ایک میں مجلس امن کو سفارشیں کی گئی ہیں۔اس ریزولیوشن کا مضمون آپ کو الگ بذریعہ تار بھیجا جا چکا ہے۔اس کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہو جائے گا۔کہ یہ ریزولیوشن مجلس امن کے اختیار کو تسلیم کرتے ہوئے انڈونیشیا کے مسئلہ کو حل کرنے میں امداد دینے کی خواہش سے ہی تیار کیا گیا ہے۔متحدہ اقوام کی رکن حکومتیں جن کے نمائندے اس کانفرنس میں شریک ہوئے ہیں۔اپنے اس فرض کو تسلیم کرتی ہیں۔کہ مجلس امن انڈونیشیا کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے جو بھی اقدام کرے گی وہ لازماً اس کی تعمیل کریں گی۔لیکن وہ یہ ظاہر کرنا چاہتی ہیں۔کہ مجلس امن جسے چارٹر کے ماتحت اختیار دیا گیا ہے اور جسے بین الاقوامی امن و تحفظ کو برقرار رکھنے کے لئے فوری اور موثر کارروائی کرنے کی ابتدائی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔وہ صرف ان ممالک کے لئے ہی کام نہیں کرتی ہے۔جن کے نمائندے اس کونسل میں شامل ہیں۔بلکہ وہ اقوام عالم کے لئے بحیثیت مجموعی کام کرتی ہے۔اس کانفرنس میں شرکت کرنے والی حکومتیں انجمن متحدہ اقوام کے اراکین ممالک کا ایک کافی بڑا حصہ ہیں۔مجھے یہ درخواست کرنے کے لئے کہا گیا کہ ان وجوہات کے پیش نظر مجلس امن کانفرنس کے منظور کردہ ریزولیوشنوں کو جائز اہمیت دے۔

۳-مجلس امن نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ انڈونیشیا کی صورت حال کے خطرات سے واقف ہے۔اور وہ اس کا تسلی بخش حل کرنے کی خواہاں ہے۔"کانفرنس نے مجھے ہدایت کی ہے۔کہ میں ادب سے توجہ دلاؤں کہ اس صورت حالات کو ختم کرنے کے لئے کونسل نے کوئی موثر کارروائی کرنے میں پہلے ہی دیر کر دی ہے۔یہ کانفرنس صدق دل سے یہ توقع رکھتی ہے کہ اب ایسے اقدام میں مزید تاخیر نہیں کی جائے گی۔نیز مجلس امن کو یقین دلاتی ہے۔خواہ وہ کوئی بھی اقدام کرنے کا فیصلہ کرے۔اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے ممالک اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے۔

ایشیائی کانفرنس کے آخری اجلاس کی کارروائی

انڈونیشیا سے متعلقہ ایشیائی کانفرنس کے آخری اجلاس میں جو تقریریں ایران، فلپائن، اور مصر کے نمائندوں نے کیں۔اُن کا خلاصہ ذیل میں درج ہے:-

ہز ایکسیلنسی مسٹر موسےٰ نوری اسفندیاری (ایران)۔جناب صدر، یور ایکسیلنسیز، خواتین و حضرات۔اس کانفرنس اور کھلے اجلاس کے دوران میں میں نے اُس تشویش کا اظہار کیا۔جو میرے ہموطنوں کے دلوں میں انڈونیشیا کے حالات کے بارے میں موجود ہے۔میں جناب صدر کا ممنون ہوں۔کہ انہوں نے مجھے اس مسئلہ پر کھلے طور اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی اجازت دے دی۔ایران کی حکومت اور لوگوں کا خیال ہے۔کہ انڈونیشیا کے حالات افسوسناک ہیں۔اور وہ اقوام متحدہ کے منشور کے بالکل خلاف ہیں۔ادارہ اقوام متحدہ گذشتہ جنگ کے بعد دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے بنایا گیا۔اور اگر اب اس ادارے کے بنیادی اصول کی خلاف ورزی کی جائے۔تو ظاہر ہے۔کہ اس کا مقصد مفقود ہو جائے گا۔میرا خیال ہے۔کہ اس کانفرنس نے جو تجاویز منظور کی ہیں۔وہ انڈونیشیا کے لوگوں کے جذبات اور امنگوں کے مطابق ہیں۔اس کانفرنس کا مقصد جیسے کہ صدر محترم نے کہا ہے۔سلامتی مجلس کا بدل تیار کرنا نہیں ہے۔میرے ملک نے کئی بار اس بات کا اظہار کیا ہے۔کہ ہم سلامتی مجلس کے فیصلوں پر عمل کریں گے۔سلامتی مجلس کا مقصد امن قائم کرنا ہے۔اور ہم اپنے ذاتی اغراض کو قربان کر کے ہی اپنے ملک کو عظیم تر بنا سکتے ہیں۔

ہز ایکسیلنسی جنرل کارموس پی رمولو (فلپائن) جناب

صدر اور یور ایکسیلنسیز! اس تاریخی کانفرنس کے اختتام پر میں حکومت ہند اور ہندوستان کے لوگوں کی مہمان نوازی اور جناب صدر کی دانشمندانہ اور دور رس قیادت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

ہم نے یہاں ایشیا کی نئی قوت اور اتحاد کا اظہار کیا ہے۔ دنیا کے پچاس فیصدی باشندوں کے نمائندوں اور ادارہ اقوام متحدہ کے ممبروں کے تیسرے حصے نے ایک مقصد اور مشترکہ مفاد کے لئے اس کانفرنس میں حصہ لیا۔ اور یہ واقعہ ہر نقطۂ نگاہ سے ایک اہم حقیقت ہے۔ اور کسی ایسے مسئلہ کو سلجھانے یا کوئی پالیسی وضع کرنے میں جس سے بنی نوع انسان کی آزادی اور خوشحالی پر اثر پڑتا ہو۔ اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ایشیا کی قوموں میں سیاسی اشتراک عمل خواب سے حقیقت میں بدل گیا ہے۔

انڈونیشیا کا مسئلہ ابھی حل نہیں ہوا۔ ہم نے ایک طرز عمل کی سفارش کی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس بات کا خیال رکھیں کہ مسئلہ کو فوراً حل کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

کئی صدیوں کی غلامی کے بعد ایشیا اب زنجیریں پھینک کر آزادی اور طاقت کی کھوئی ہوئی وراثت کو پا رہا ہے۔

ہز ایکسیلنسی مسٹر اسمٰعیل کامل بے (مصر) جناب صدر

اور یور ایکسیلنسیز! میں جناب صدر کابینہ کے ارکان اور ان دیگر اصحاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے کانفرنس کو اپنا مقصد حاصل کرنے میں مدد دی۔

کانفرنس میں سب کچھ ایسا ہوا۔ جیسے ہم نے خاتم سلیمانی کو رگڑا ہو۔ ہم نے ایک خواہش ظاہر کی اور یہ پوری ہوئی۔ آخر میں میں حکومت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ جو مہاتما گاندھی کے آزادی اور روح کی عظمت کے اصولوں کے مجسم نمونے ہیں۔ انہوں نے ہمیں روح کی وہ عظمت بخشی۔ جو ایشیا نے دنیا کو پیش کی ہے۔

صدر۔ ان جذبات کے لئے جن کا اظہار آپ نے میری حکومت اور میرے لئے کیا۔ میں یور ایکسیلنسیز کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمارا کام ختم ہو چکا۔ اور میں آپ کے ملکوں کی خوش قسمتی کی دعا کرتا ہوں۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ جو کام ہم نے اس کانفرنس میں شروع کیا۔ کامیابی کے ساتھ انجام دیا جائے گا۔

کانفرنس کے اختتام پر پنڈت نہرو کی تقریر

۲۳- جنوری کو انڈونیشیا کانفرنس کے آخری اجلاس میں اس کے صدر پنڈت جواہر لال نہرو نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ تاریخی کانفرنس متعدد ممالک کے باہمی تعاون کے دور کا پیش خیمہ ہے۔ ہندوستان اس تعاون کے لئے بخوشی اپنے فرائض سرانجام دے گا۔

پنڈت نہرو نے کہا کہ کانفرنس کی کارروائی ختم ہو جانے سے ہمارا کام ختم نہیں ہو جاتا بلکہ شروع ہوتا ہے۔ کانفرنس کے خفیہ جلاسوں میں تین قراردادیں منظور کی گئیں اور بڑی قرارداد نیک سکیس میں سلامتی کونسل کے صدر کو بھیج دی گئی ہے۔ باقی دو قراردادیں ہمارے لئے ہیں۔ ان میں باہمی مشورے اور تعاون کے لئے کہا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے ممالک میں آئندہ بھی مشترک مفاد کے معاملوں کے لئے تعاون اور باہمی مشورے ہوتے رہیں گے۔

یہ کانفرنس صحیح معنوں میں ایک تاریخی اجتماع ہے اس کی کامیابی تمام نمائندوں کے لئے باعث فخر ہے۔ بین الاقوامی کانفرنسوں میں اتفاق رائے بہت مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ مختلف حکومتوں کے زاویہ ہائے نگاہ میں بہت فرق ہوتا ہے۔ اور کوئی بھی حکومت اپنے آپ کسی خاص طرز عمل کا پابند نہیں کرنا چاہتی۔ سیاسی مسائل کے بارے میں کوئی متفقہ راہ عمل اختیار کرنا تو اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن انڈونیشیا کانفرنس میں ہم نے صرف تین دن میں متفقہ طور پر نہایت اہم فیصلے کئے ہیں۔ ان فیصلوں کا اثر صرف انڈونیشیا پر ہی نہیں بلکہ ایشیا اور دنیا میں امن کے مستقبل پر بھی ہو گا۔

جس ڈھنگ سے ہم نے متفقہ فیصلے کئے ہیں وہ بھی کافی ہے۔ دوستانہ تعاون اس کانفرنس کی سب سے نمایاں خاصیت رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ کانفرنس دوسروں کے لئے ایک

مثال ثابت ہوگی ۔

اس دوستانہ تعاون کا واحد سبب یہ ہے کہ کانفرنس میں شریک ہونے والے تمام ممالک اس اہم مسئلہ پر مشترک مفاد اور مشترک نظریہ رکھتے ہیں ۔

ہمارے سامنے بہت سے مسائل ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کچھ مسائل سے خاص دلچسپی رکھتا ہے۔ آج ساری دنیا ایک سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے ۔ یہ قدرتی امر تھا کہ ایک جگہ پر جمع ہونے کے بعد ہم میں سے اکثر کچھ اور مسائل پر بحث کرنے کی خواہش کرتے۔ تاہم یہ ایک دانشمندانہ فیصلہ تھا کہ اس کانفرنس میں ہم نے اسی مسئلہ پر ساری توجہ صرف کی جس کے لئے یہ کانفرنس بلائی گئی تھی۔ جب ہم اتحاد عمل سے ایک معاملہ میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہی اتحاد عمل دوسرے معاملوں پر بھی کام آتا ہے ۔

ہم نے پہلی قرارداد میں یہ کہا ہے کہ انڈونیشیا کے لئے فوری طور پر کیا کیا جانا چاہئے ۔ اور اگلے چند ہفتوں اور مہینوں میں کیا ہونا چاہئے ۔ یہ قرارداد سلامتی کونسل کو بھیجدی گئی ہے ۔ اس میں ہم نے یقینی طور پر معقول اور سہل العمل باتیں کہی ہیں۔ ہم نے اس مسئلہ پر دنیا کے مجموعی مسائل کے پیش نظر اپنا حل پیش کیا ہے ۔ اگر ہم اس سے کچھ کم کہتے تو وہ موجودہ حالات کی ضرورتوں کو پورا نہ کرتا۔

دوسری قرارداد میں ہم سب کو ہوشیار رہنے کے لئے کہا گیا ہے ۔ اور بوقت ضرورت ہمیں مل کر مشورہ کرنا چاہئے تاکہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے متحدہ کارروائی کی جائے ۔ تیسری قرارداد میں اس تعاون کے وسیع تر دائرے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو روز بروز ہمارے لئے ضروری ہوتا جاتا ہے ۔ ہمیں اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق باہمی مشورے اور تعاون کے لئے زیادہ سے زیادہ کام کرنا چاہئے ۔

میں پھر یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں کسی ملک یا ممالک کے طبقہ کی مخالفت کے لئے جمع نہیں ہوتے۔ حکومت ہالینڈ نے انڈونیشیا سے ناانصافی کی ہے۔ ہمیں حکومت ہالینڈ سے کوئی دشمنی نہیں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ حکومت ہالینڈ کے نقطۂ نظر سے بھی یہ عین ضروری ہے کہ اس ناانصافی کا جلد از جلد ازالہ کیا جائے۔ ورنہ اس سے برے نتائج پیدا ہونگے ۔

دنیا کی تاریخ میں یورپ اور امریکہ نے بحسن وخوبی اپنا کام کیا ہے۔ اور بلاشبہ وہ آئندہ بھی اہم کام کرتے رہینگے۔ لیکن ایشیا بھی اپنے فرائض سرانجام دینے کی خواہش رکھتا ہے۔ ایشیا دنیا میں امن اور تعاون کا پرچار کریگا۔ آج دنیا میں پھوٹ اور جھگڑوں کا زور ہے لیکن ایشیا انہیں ہوا نہیں دیگا بلکہ امن اور اتحاد عمل کا علم بلند کریگا ۔

ایشیائی کانفرنس کے موقع پر پیغامات

انڈونیشیا کانفرنس کے سلسلہ میں مبارکباد کے جو پیغامات پنڈت جواہرلال نہرو کو موصول ہوئے ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:-

قاہرہ کی انڈونیشیائی ایسوسی ایشن فار انڈیپنڈنس کی طرف سے وسط مشرق کے ہزاروں انڈونیشیائیوں اور انڈونیشیا کے عام باشندوں کی طرف سے ہم یور ایکسیلنسی کا اس پیہم کوشش کے لئے دلی اور مخلصانہ شکریہ ادا کرتے ہیں جو آپ نے انڈونیشیا کو ولندیزیوں کی بربریت سے بچانے اور ان کے ہمارے ملک میں پھر سے نوآبادیاتی سامراج کی تجدید کرنے کے خلاف کی ۔

ہمیں یقین ہے کہ ہندوستان کی قیادت میں ہونے والی ایشیائی کانفرنس میں ایسی عملی تجاویز منظور کر لی جائینگی جن سے ولندیزیوں کا سامراج ختم ہو جائے اور جن سے تمام دنیا کو یہ اندازہ ہو جائے کہ اب یورپی سامراج سرمایہ دار اور نوآبادیاتی سامراج کے پرستار ایشیا کو ایک کھلونا نہیں بنا سکتے ۔

ہم استدعا کرتے ہیں کہ دیگر چیزوں کے علاوہ مندرجہ ذیل تجاویز پر غور کر کے انہیں کانفرنس میں منظور کر لیا جائے

۱۔ انڈونیشیا کو فوراً فوجی امداد دی جائے خصوصاً جنگی جہاز ہوائی جہاز اسلحہ اور بارود بھیج دیا جائے ۔

۲۔ جس طرح اور جس قدر بھی ممکن ہو انڈونیشیا کو مالی امداد دی جائے ۔

۳۔ ایسے اقدامات کئے جائیں جن سے ولندیزیوں کو مجبور کر

(ب) تمام انڈونیشیا سے اپنی فوج واپس بلالیں اور
(ب) پریزیڈنٹ سوئیکارنو اور اُن کے رفقا کو فوراً رہا
کردیں ۔ ہم یور ایکسیلنسی کی دانشمندانہ امداد میں یقین
کرتے ہوئے پھر ایک بار شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ آپکا وغیرہ

ایچ ۔ اے ۔ جبار　　　زیڈ ۔ کلیم
صدر　　　سیکرٹری

ماکسیر میں انڈونیشیا یوتھ مومینٹ کی لیگ کی طرف سے

انڈونیشیا کے لوگوں کی طرف سے اُن کی قومی آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد کے لیئے جو دلچسپی دکھائی گئی اور جو عملی کا سرانجام دیا گیا ہم اُس کے لیئے ممنون ہیں ۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ بین الیشیائی کانفرنس ایشیا کے حق کو واضح کرنے میں کامیاب ہو جائیگی ۔

صدر سو یاتم

سنگاپور میں انڈونیشین انڈی پینڈنس ایڈ کمیٹی کی طرف سے

سنگاپور میں انڈونیشنوں کی طرف سے انڈونیشین انڈپینڈنس ایڈ کمیٹی آپ سے اپیل کرتی ہے کہ آپ انڈونیشیا کے مسئلہ کو پُر امن طریقہ سے اور جلد از جلد حل کرنے کے لئے ادارہ اقوام متحدہ پر زور دیں ۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ایشیا اور وسط مشرق میں ولندیزیوں کو اقتصادی اور مواصلات کی مراعات بند کردی جائیں اور استدعا کرتے ہیں کہ ولندیزیوں کی ادارہ اقوام متحدہ میں نمایندگی ختم کردی جائے اور اس بات پر زور دیا جائے کہ ولندیزی اپنی فوجیں انڈونیشیا سے واپس بلالیں ۔

ڈی ، آر ، ایم ، غوث ، صدر

نیویارک میں انڈیا لیگ آف امریکہ کی طرف سے

انڈونیشیا کے مسئلہ سے متعلقہ کانفرنس کو ہم پُرخلوص مبارک باد پیش کرتے ہیں ہمیں یقین ہے کہ کانفرنس ایسے اقدامات کریگی جن سے سلامتی کونسل کو ولندیزیوں کے خلاف قانون عاید کرنے میں مدد ملے اور ہمیں امید ہے کہ کانفرنس ایسی عملی تجاویز منظور کریگی جن سے انڈونیشیا کے محبانِ وطن کو مالی اور اخلاقی مدد ملے گی ۔ آپ کانفرنس کو یقین دلائیں کہ یہاں کے تمام ترقی پسند عناصر امریکہ کی حکومت پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ ولندیزیوں کو مارشل پلان کے تحت مدد دینا بند کردیں اور انڈونیشیا کو ضروری سامان بھیج دیں ۔

جے جے ۔ سنگھ صدر

پیرس میں ورلڈ فیڈریشن آف ٹریڈ یونین کے ایگزیکیٹو بیورو کی طرف سے

نئی دلی میں ہونے والی کانفرنس کے موقعہ پر ۲۱ جنوری کو ورلڈ فیڈریشن آف ٹریڈ یونین کے ایگزیکیٹو بیورو نے اپنی میٹنگ میں دنیا کے منظم محنت کشوں کی طرف سے آپ کو یہ درخواست کرنے کا فیصلہ کیا کہ آپ انڈونیشیا میں ولندیزیوں کی جارحانہ کارروائی کو روکنے کے لیئے ہر قسم کے موثر اقدامات کریں ۔ آپ انڈونیشیا کے ٹریڈ یونین ، اور جمہوری لیڈروں کی رہائی کے لیئے مداخلت کریں اور آپ وہاں پر ایسا جمہوری نظام قایم کرنے کی کوشش کروائیں جو حقیقی معنوں میں انڈونیشیا کے عوام اور محنت کشوں کی نمائندگی کرتا ہوں ۔ ورلڈ فیڈریشن آف ٹریڈ یونین محض اسی مقصد کے پیش نظر ایشیا اور مشرق بعید کے اقتصادی اور ثقافتی کمیشن اور ادارہ اقوام متحدہ کی اقتصادی اور سماجی کونسل میں جس میں وہ غیر سرکاری صلاح کار کا درجہ رکھتا ہے شرکت کرتا ہے ۔ حقیقی قومی آزادی کو یقینی اور مفید بنانے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ ٹریڈ یونینوں اور محنت کش طبقوں کے نمائندوں کی عملی سرگرمی کی مدد سے جمہوری اور سماجی ترقی کے لئے اقدامات کیئے جائیں ۔ محنت کشوں کو ٹریڈ یونین کے حقوق پر عمل کرنے کی پُوری آزادی ہونی چاہیئے اور ملک کی اقتصادی اور سماجی پالیسی کو مرتب کرنے میں اُن کا ہاتھ ہونا چاہیئے ۔

لوئی سیلانٹ جنرل سیکریٹری

کلکتہ میں گریٹ انڈیا ایسوسی ایشن سوسائٹی کی طرف سے

گریٹ انڈیا سوسائٹی متحدہ ایشیائی کانفرنس کو مبارکباد پیش کرتی ہے اور درخواست کرتی ہے کہ اس نوعیت کا ایک مستقل ادارہ بنایا جائے ۔

کالیداس ناگ

کراچی سے مسٹر رضا علی کی طرف سے

انڈونیشیا کانفرنس ایشیا اور افریقہ کی تجدید کرنے کی واحد امید ہے ۔ ادارہ اقوام متحدہ اشتراک عمل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کانفرنس سے

مضبوط بن سکتا ہے۔ میں پُرخلوص مبارکباد پیش کرتا ہوں

رضا علی سٹاف لائینز

۱۔ تھری کاموڈیر کمیٹی " بنکاک (سیام) کے سیکرٹری کا پیغام " اپنی آزادی کے لئے نبرد آزما کمبودیا کے آزاد لوگوں کو جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک ۔ جو انڈونیشی بھائیوں کو ڈچ شہنشاہیت سے خلاصی دلانا چاہتے ہیں ۔ کے ساتھ تعاون کی رضامندی کے اظہار کی اجازت دیں۔

ہم جنوب مشرقی ایشیا کانفرنس کو ۔ جسے آپ کی سرپرستی حاصل ہے ۔ تمام کمبودیا کے لوگوں کا فیصلہ پہنچا دینے کی استدعا کرتے ہیں۔ ہم انڈونیشیا کی حکومت پر ڈچ حملے کی مذمت کرتے ہیں جو اقوام متحدہ کے میثاق کی خلاف ورزی ہے "

۲۔ میکگل یونیورسٹی ۔ مونٹریل (کنیڈا) کی ویسٹ انڈیا سوسائٹی کا پیغام " میکگل یونیورسٹی کی ویسٹ انڈین سوسائٹی کے ممبران آپ کی کانفرنس کے مقاصد کی دل سے تائید کرتے ہیں اور اس کی کامیابی کے لئے پُرخلوص خواہشات کا اظہار کرتے ہیں "

۳۔ کنیڈین ۔ عرب فرینڈشپ لیگ مونٹریل (کنیڈا) کے مسٹر ایس ایم مسعود کا پیغام " ایشیا کے تمام لوگوں کو متحد کرنے اور دھڑے بندی کی سازش سے اپنے اہم مفادات کو بچانے کے لئے جدوجہد و کوشش کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں "

آل انڈیا ریڈیو سے ایشیائی کانفرنس پر تبصرہ

۲۸ جنوری ۱۹۴۹ء کی رات کو انڈونیشیا کانفرنس کے سیکرٹری شری ہرشیور دیال نے آل انڈیا ریڈیو سے تقریر کرتے ہوئے کانفرنس کے کام پر تبصرہ کیا۔ انہوں نے کہا ۔ کہ کانفرنس کے مقصد تین تھے۔ اوّل مجلس امن کے لئے ایسی سفارشات تجویز کرنا جن کے ذریعہ انڈونیشیا میں امن قائم ہو جائے۔ اور انڈونیشی لوگ آزاد ہو جائیں اور دوسرے یہ کہ اگر کوئی فریق ان سفارشات کے مطابق عمل نہ کرے۔ تو اس کے خلاف کیا کارروائی کی جائے تیسرے یہ کہ ایک ایسا طریقہ کار سوچا جائے جس کے ذریعہ وہ حکومتیں جن کے نمائندے اس کانفرنس میں شریک ہوئے ہیں حصولِ مقصد کے لئے آپس میں صلاح مشورہ کر سکیں۔

شری ہرشیور دیال نے دورانِ تقریر میں ان تینوں ریزولیوشنوں کا ذکر کیا۔ جو انڈونیشیا کانفرنس نے پاس کئے ہیں۔ اور بتایا کہ اس کانفرنس کی اہمیت صرف تاریخی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے دو اور پہلو بھی اہم ہیں۔ ایک تو یہ کہ بحیرہ روم سے قطب جنوبی تک کے ۱۹ ممالک نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ اور دوسرے یہ کہ اپنا سارا کام انہوں نے دو دن کے قلیل عرصہ میں ختم کر لیا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ان ممالک کو معاملہ کی نزاکت کا پورا احساس تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگرچہ ایشیا اور بحرالکاہل کے ممالک طبعاً امن پسند واقع ہوئے ہیں۔ لیکن نازک مواقع پر وہ ایک ساتھ جمع ہو کر دنیا کو سوجھ بوجھ کا راستہ دکھا سکتے ہیں۔

اس کانفرنس میں جمع ہونے والے نمائندوں نے کسی کو کوئی دھمکی نہیں دی۔ اور نہ کسی کو یہ کہنے کا موقعہ دیا۔ کہ یہ لوگ دھڑے بندی کے لئے جمع ہوئے ہیں بلکہ انہوں نے یہ بات واضح کر دی۔ کہ وہ انسانیت کے مفادِ مشترک کے خواہاں ہیں۔

ڈربن میں نسلی فسادات

جنوبی افریقہ میں ڈربن کے مقام پر فسادات ہو جانے کی خبر سن کر ہند سرکار کو بہت تشویش ہوئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان فسادات میں کئی آدمی مارے گئے اور بہت سی جائداد تباہ کر دی گئی۔ جنوبی افریقہ میں ہندوستانی ہائی کمشنر کے سیکرٹری کو لکھا گیا ہے کہ وہ فوراً ڈربن جا کر حالات معلوم کریں۔ اور اپنی رپورٹ ہند سرکار کو بھیجیں۔ ظاہر ہے کہ وہ واقعات نہایت سنگین نوعیت کے ہیں۔ اور نظم و نسق کے مقامی افسران کے لئے ذمہ دار ہیں۔ ہند سرکار جنوبی افریقہ میں رہنے والے ہندوستانیوں کو یہ یقین دلانا چاہتی ہے کہ وہ اس معاملہ میں ان کی امداد کے لئے ہر ضروری اقدام کرے گی۔

مسئلہ کشمیر پر پنڈت نہرو اور ڈاکٹر لوزانو کے مابین بات چیت

یادداشتوں کا مضمون

ادارہ اقوام متحدہ کے کشمیر کمیشن کے کمشنر ڈاکٹر الفریڈو لوزانو اور پنڈت نہرو کے مابین جو بات چیت مسئلہ کشمیر پر ہوئی۔ اُس کا مضمون ذیل میں درج ہے۔ بات چیت میں پنڈت نہرو نے اس بات پر زور دیا۔ کہ جب تک کہ کشمیر میں اُن ہزاروں بے گھر پناہ گزینوں کو پھر سے بسایا نہ گیا۔ جو فسادات کی وجہ سے اپنے اپنے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ کشمیر میں ایسے حالات پیدا نہ ہو سکیں گے۔ جن میں لوگ آزادانہ طور پر اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ غیر جانبدارانہ اور آزادانہ استصواب رائے کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اس فوج کو توڑ دیا جائے۔ اور اُن کے اسلحہ میں تخفیف کی جائے۔ جس کو پاکستان نے تنظیم دی تھی۔ جس کو پاکستان نے اسلحہ مہیا کیا تھا۔ جس کی رہبری پاکستانی افسر کرتے تھے۔ اور جن کی تعداد ۲۸ یا ۳۰ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ کیونکہ ان کی موجودگی میں ریاست کو مسلسل خطرہ رہے گا۔ اور لوگ اپنی اصل رائے دینے میں ہچکچائیں گے۔ وزیر اعظم ہند نے فرمایا کہ اس وقت تک رائے شماری کا منتظم مقرر کرنا قبل از وقت ہوگا۔ جب تک کہ ۱۳۔ اگست والی قرارداد کے حصّہ اوّل و دوئم پر پوری طرح عمل نہ کیا جائے۔ ڈاکٹر لوزانو نے پنڈت نہرو کے نقطۂ نظر سے اتفاق کیا۔ اور ان تصریحات کو تسلیم کیا۔

کشمیر کے مسئلہ پر جو بحث اقوام متحدہ کے کمشنر ہز ایکسیلنسی ڈاکٹر لوزانو اور وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کے مابین دہلی میں ۲۰ اور ۲۲ دسمبر ۱۹۴۸ء کے درمیان ہوئی۔ اس کا خلاصہ دو یادداشتوں میں مندرج کیا جاتا ہے۔

پہلی یادداشت ۲۱ دسمبر کو ہز ایکسیلنسی ڈاکٹر لوزانو، ہز ایکسیلنسی مسٹر کولبان اور ادارہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے ذاتی نمائندہ مسٹر سیمپھ نے وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ اس موقعہ پر آنریبل شری گوپال سوامی آئینگر اور سر گرجا شنکر باجپئی بھی موجود تھے۔ کمیشن کی رائے شماری سے متعلقہ تجاویز پر ایک تو عام بحث ہوئی۔ اور دوسرے ہر دفعہ کے متعلق الگ الگ بحث ہوئی۔

وزیر اعظم نے کہا کہ کشمیر میں جو ہندوستان کا ایک علاقہ ہے۔ پاکستان کی پیہم جارحانہ کارروائی کے باوجود ہند نے کمیشن کی ۱۳ اگست والی قرارداد منظور کی۔ اور اس کے برعکس پاکستان نے اس کو ماننے سے انکار کیا۔ کمیشن کی رپورٹ کے پیرا نمبر ۱۴۲ میں یہ درج ہے۔ کہ جب تک پاکستانی فوج کشمیر سے واپس نہیں بلائی جاتی۔ اس وقت تک حکومت ہند مزید کسی بات پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کے باوجود حکومت ہند نے پیرس میں اس مسئلہ پر غیر رسمی گفتگو کرنا منظور کر لیا۔ جس کے نتیجہ کے طور پر وہ تجاویز مرتب کی گئیں۔ جو کمیشن نے اب پیش کی ہیں۔

بات چیت کے دوران میں وزیر اعظم نے ان تین باتوں پر خاص زور دیا۔ (۱) رائے شماری سے متعلقہ تجاویز ماننے کی صورت میں بھی حکومت ہند اس وقت تک کوئی کام کرنے پر مجبور نہیں ہوگی جب تک کہ کمیشن کی ۱۳ اگست والی قرارداد کے حصّہ اوّل اور دوئم پر پوری طرح سے عمل نہ کیا جائے۔ (۲) پاکستان اگر یہ تجاویز مان لینے سے انکار کرے یا تجاویز منظور کر کے ۱۳ اگست والی قرارداد کے حصّہ اوّل و دوئم پر عمل نہ کرے۔ اس صورت میں حکومت ہند کی منظوری سے ہندوستان پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوگی۔ (۳) ۱۳ اگست والی قرارداد میں کمیشن نے جموں و کشمیر کے مستقبل کے متعلق لوگوں کی رائے کو ماننے کا طریق کار کو استصواب رائے تک محدود رکھا ہے۔ حکومت ہند اس سے اتفاق کرتی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس بات پر بھی زور دیتی ہے کہ کشمیر میں موجودہ دقتوں کے پیش نظر رائے شماری کے علاوہ دیگر طریقوں پر بھی غور کیا جائے جن سے کشمیر کے لوگوں کی رائے کا پتہ چلے۔ حکومت

ہند کا خیال ہے۔ کہ دیگر طریقوں کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ کمیشن نے خود تسلیم کیا ہے کہ رائے شماری کرنے میں کافی دقتیں ہیں۔

مسٹر لوزانو اور مسٹر کولبان نے خیال ظاہر کیا کہ رائے شماری کرنے کے انتظامات مکمل ہونے سے پہلے رائے شماری کا منتظم چھان بین کرنے کا مفید کام کر سکتا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ کمیشن کسی بھی وقت صلاح کاروں یا ماہروں کو تعینات کر سکتا ہے۔ لیکن حکومت ہند کی رائے میں ۱۳ اگست والی قرارداد کے حصہ اوّل و دوئم پر عمل کرنے سے پہلے رائے شماری کے منتظم کو مقرر کرنا قبل از وقت ہوگا۔ ڈاکٹر لوزانو نے نمبر ۲ کو مان لیا۔ اور نمبر ۳ کے متعلق کہا کہ کمیشن چاہتا ہے کہ پہلے رائے شماری کرنے کے طریقے پر غور کیا جائے۔ اور اگر رائے شماری کے منتظم کو یہ احساس ہوا کہ رائے شماری کے طریقہ سے لوگوں کی حقیقی رائے کا اندازہ لگانا ممکن نہیں تو اُس صورت میں دوسرے طریقوں پر غور کیا جائے گا۔

وزیر اعظم نے ڈاکٹر لوزانو کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرائی۔ کہ "آزاد کشمیر" کی فوجوں کو پاکستان نے منظم کیا ہے۔ پاکستان نے انہیں اسلحہ دیا ہے۔ پاکستان کے افسر اُن کی رہبری کر رہے ہیں۔ اور اُن کی تعداد کئی ہزار ہے۔ ایسے علاقوں میں اُن کی موجودگی جن کا ذکر ۱۳ اگست والی قرارداد کے حصہ دوئم ۲ الف میں کیا گیا ہے۔ اس علاقہ کے لئے مسلسل خطرہ کا باعث ہوگی۔ جو ہندوستانی اور ریاستی فوجوں کے ماتحت ہیں۔ اُن کی موجودگی سے کافی پناہ گزین واپس نہیں آ سکیں گے۔ اور وہ لوگ جو کشمیر کے پاکستان کے ساتھ ملنے کے خلاف ہیں۔ وہ بھی اپنی رائے آزادانہ طور پر نہیں دے سکیں گے۔ ڈاکٹر لوزانو نے کہا کہ کمیشن کا ارادہ ہے کہ ایسی فوجوں کے اسلحہ میں وسیع پیمانے پر تخفیف کی جائے گی۔

وزیر اعظم نے کہا کہ فسادات کی وجہ سے جو لوگ ریاست چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ وہ تمام واپس آ جانے چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سرحد کے پار کشمیر بھیجنے کی کوشش کرے گا۔ چونکہ صحیح رائے شماری صرف ریاست کے باشندوں تک محدود ہونی ضروری ہے۔ پاکستان کی اس کوشش کے خلاف کون سے طریقے استعمال کئے جائیں۔ ڈاکٹر لوزانو نے کہا کہ وہ اس نکتہ کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے تفصیلات پر غور نہیں کیا۔ ڈاکٹر لوزانو نے کہا کہ ہو سکتا ہے۔ جو لوگ واپس آنے لگیں۔ سرحد پر اُن کی اچھی طرح سے جانچ پڑتال اور پوچھ گچھ کی جائے گی۔ وزیر اعظم نے کہا کہ سرحد کی لمبائی کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ اور بہت سے لوگ چوری چھپے پہاڑوں سے ہوتے ہوئے وادی میں داخل ہو سکتے ہیں۔ صرف ایک طریقہ ہے۔ وہ یہ کہ کافی تعداد میں فوج کو تعینات کیا جائے۔

پناہ گزینوں کے کشمیر آنے سے زیادہ اہم سوال اُن کی حفاظت اور اُن کو از سرِ نو بسانے کا ہے۔ اُن کے گھر تباہ ہو چکے ہیں۔ جائیداد لوٹ لی گئی ہے۔ اور لوگ اپنی اپنی زمینوں سے الگ اور دُور ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کو واپس آنے کی "دعوت" دینا ہی کافی نہ ہوگا۔ بلکہ اُن کے لئے گھر مہیا کرنے ہوں گے۔ اور ایسے انتظامات کرنے ہوں گے۔ کہ وہ اپنا گزارہ کر سکیں۔ اس کام کے انتظامی اور اقتصادی پہلو نہایت اہم اور ذمہ داری کے حامل ہیں۔ لہٰذا اس پر کافی غور کرنا ضروری ہے۔

تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ اس بات کا فیصلہ حکومت جموں و کشمیر کرے گی۔ کہ کون شخص ریاست میں قانونی اغراض کے لئے داخل ہوا اور کون نہیں۔

ہندوستان ایک غیر مذہبی حکومت ہے۔ اور اسی طرح اقوام متحدہ بھی ایک غیر مذہبی ادارہ ہے۔ پاکستان ایک مذہبی ملک بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ لہٰذا مذہبی جہالت کے ناجائز فائدہ اٹھانے کو قانونی سیاسی سرگرمی نہیں مانا جائے گا۔ ڈاکٹر لوزانو نے تسلیم کیا کہ کوئی بھی سیاسی سرگرمی جس سے قانون شکنی ہو جائے۔ اُسے غیر قانونی قرار دیا جائے گا۔

حکومت ہند کی طرف سے جو بھی بات چیت ہوئی۔ اُس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ ریاست کے تحفظ کا خاص خیال رکھا جائے۔ کمیشن نے ۱۳ اگست والی قرارداد میں اس حقیقت کو مان لیا ہے۔ اور ۴ الف میں قرار دیا گیا ہے۔ کہ ہندوستانی اور ریاستی فوج کی ترتیب اور انتظام کا آخری فیصلہ ریاست کی سلامتی اور حفاظت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا جائے گا۔

یادداشت نمبر ۲۔ ڈاکٹر لوزانو نے کہا کہ ۲۰ دسمبر کو جو کانفرنس ہوئی تھی اس کی یادداشت بالکل صحیح ہے۔ لیکن آزاد کشمیر کی فوج کے "اسلحہ میں وسیع پیمانے پر تخفیف کرانے" سے کمیشن کا مطلب دراصل فوج کو توڑ دینے سے تھا۔ اور خیال تھا کہ تخفیف اسلحہ بعد میں ہو جائے گی۔ وزیر اعظم نے کہا کہ پاکستان نے قریباً ۳۵ پلٹنیں بنائی تھیں جن میں قریباً ۲۸ یا ۳۰ ہزار کے قریب شخص بھرتی کئے گئے تھے۔ اور وہ اب آزاد کشمیر کی فوج کا حصّہ ہیں۔ اس قدر کثیر تعداد میں مسلح اشخاص کا ہونا ریاست جموں و کشمیر کے لئے مسلسل خطرہ رہے گا۔ اور وہ لوگ جو ایسے اشخاص کے زاویۂ نظر سے متفق نہیں۔ وہ بھی اپنے علاقوں کو واپس جانے میں ہچکچائیں گے۔ اس تصریح کے پیش نظر ڈاکٹر لوزانو نے تسلیم کیا کہ "وسیع پیمانے پر تخفیف اسلحہ" سے کمیشن کا وہی مقصد ہے۔ جو یادداشت میں اس کے معنی کے طور پر لیا گیا ہے۔

وزیر اعظم کے ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر لوزانو نے کہا۔ رائے شماری کا منتظم اس وقت تک کوئی انتظامی کارروائی شروع نہیں کرے گا۔ جب تک کہ ۱۳ اگست والی قرارداد کے حصّہ اوّل اور دوئم میں پوری طرح عمل نہ ہو۔ کمیشن کا مقصد یہ ہے کہ رائے شماری سے متعلقہ تفصیلات پر جلد سے جلد بات چیت کی جائے کیونکہ اس سے خوشگوار فضا پیدا ہونے کی اُمید ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ کمیشن کی تجاویز کے تحت حکومت ہند اور حکومت جموں و کشمیر پر متعدد ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس پاکستان کو کوئی خاص کام نہیں کرنا ہوگا۔ اس صورت کے پیش نظر حکومت ہند اور حکومت جموں و کشمیر اس وقت تک اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکینگی جب تک کہ ان کے پاس اس بات کا مکمل ثبوت نہ ہو۔ کہ پاکستان ۱۳ اگست والی قرارداد کے حصّہ اوّل و دوئم پر مکمل طور عمل کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ تجاویز کو منظور کر لینے کے بعد رائے شماری کے منتظم سے دو باتوں پر بحث ہوگی (۱) رائے شماری کے منتظم کے فرائض کیا ہوں گے۔ اور (۲) رائے شماری کرنے کے مفصل انتظامات۔ نمبر ۲ پر تب تک غور کرنا ہے کا ہے جب تک کہ ۱۳ اگست والی قرارداد کے حصّہ اوّل و دوئم پر پوری طرح عمل نہ ہو جائے۔ اور جب تک کہ پاکستانی فوج، قبائلی اور پاکستانی باشندے جو ریاست میں جنگ لڑنے کی غرض سے آئے تھے۔ واپس نہ بلائے جائیں۔

ڈاکٹر لوزانو اور مسٹر کولبان نے تسلیم کیا۔ کہ جب تک قبائلی۔ پاکستانی فوج اور باشندے جو ریاست میں جنگ کی غرض سے آ چکے تھے۔ واپس نہ بلائے گئے۔ تب تک وہ بات چیت نہیں ہوگی جس کا ذکر قرارداد کے ب ۹ میں کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر لوزانو نے کہا۔ کہ ب ۹ کی پہلی تشریح وہ پاکستان کو پیش کریں گے۔

ڈاکٹر لوزانو نے رائے شماری کے منتظم کو جلد سے جلد مقرر کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ وزیر اعظم نے کہا۔ کہ اگر پاکستان نے موجودہ تجاویز منظور کر لیں۔ اور ۱۳ اگست والی قرارداد کے حصّہ اوّل و دوئم پر عمل کیا۔ تو ظاہر ہے۔ کہ منتظم کے مقرر کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ وزیر اعظم نے اس بات پر زور دیا۔ کہ منتظم اس وقت تک ہندوستان میں کوئی مفید کام نہیں کر سکتا جب تک کہ ڈاکٹر لوزانو اور مسٹر کولبان کی تصریحات کی روشنی میں قرارداد کے حصّہ دوئم پر عمل نہ ہو جائے۔

بحث کے اختتام پر وزیر اعظم نے کہا۔ کہ وہ پناہ گزین جو اُن علاقوں میں آ رہے ہیں جن کا ذکر حصّہ دوئم الف ۳ میں کیا گیا ہے۔ اُن کی سلامتی اور تحفظ کا خاص خیال رکھا جائے۔ اس کے علاوہ اِن علاقوں میں اور اُن علاقوں میں جو حکومت جموں و کشمیر کے ماتحت ہیں۔ پناہ گزینوں کو پھر سے بسانا نہایت اہم ہے چونکہ ایسے لوگوں کی تعداد کافی ہے۔ اس لئے تنظیم کی ہی نہیں بلکہ وقت اور سرمایہ کی بھی ضرورت ہے۔ جب تک کہ یہ کام مکمل طور پر نہیں ہوتا۔ تب تک ایک آزاد اور غیر جانب دار رائے شماری کے لئے حالات پیدا نہیں ہو سکتے۔

ڈاکٹر لوزانو نے اس مسئلہ کی اہمیت کو تسلیم کیا۔ اور کہا کہ جب موجودہ تجاویز کی تفصیلات پر بات چیت ہوگی۔ اس مسئلہ پر مفصل طور پر غور کیا جائے گا۔

مہاتما گاندھی کی برسی پر گورنر جنرل ہند کا پیغام

۲۹ جنوری ۱۹۴۹ء کو ہز ایکسیلنسی شری سی راجگوپال آچاریہ گورنر جنرل ہند نے مہاتما گاندھی کی برسی پر مندرجہ ذیل پیغام جاری کیا ہے

کل ہمارے محبوب رہنما کے ہم سے جدا ہونے کی پہلی برسی ہے ہم سب کو عقیدت سے اپنا دھیان ان کی طرف لگانا چاہیئے۔ ان کا آدرش یہ تھا کہ کوئی تم سے پریم کرے یا نہ کرے تم اس سے پریم کرتے رہو۔ باپو کی زندگی کے آخری چند مہینوں میں یہ آدرش اتنا زیادہ پرمعنی ہو گیا تھا اور اس پر اتنا گہرا اعتقاد پیدا ہو گیا تھا۔ کہ اس سے پہلے کبھی اتنا نہ ہوا تھا ہمیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر ایک جاندار میں پرماتما اور اس کے نور کی ہی ایک جھلک ہے۔ جہاں پریم نہ ہو وہاں پرماتما کے نور کے لئے دریچہ بند ہو جاتا ہے۔ محبت اور رحمدلی کا برتاؤ کرنا ہی باپو کا شردھ ہے۔ اور یہی پرماتما کی بہترین عبادت ہے

دہلی میں مہاتما گاندھی کی یادگار میں پارک

راج گھاٹ کے قریب جہاں گاندھی جی کا آخری سنسکار ہوا تھا۔ ۹۵ ایکڑ رقبہ کا ایک پارک بنوانے کے لئے فوری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ پارک کے بیچ میں ایک یادگار بنائی جائے گی۔ لیکن ابھی تک اس بات کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔ کہ یادگار کا ڈیزائن اور صورت کیا ہو گی۔

وزارت تعمیر برق و معدنیات کا مرکزی پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ اس منصوبے کو ترجیح دے رہا ہے۔ اور امید ہے کہ چند مہینوں کے اندر اندر راج گھاٹ کے قریب ایک حسین پارک تیار ہو جائیگا۔

اس علاقہ کی سطح آج کل بہت نیچی ہے۔ اور اسے سیلاب کا خطرہ رہتا ہے۔ لہذا یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ اس خطہ کے شمال اور مشرق میں دو بند تعمیر کئے جائیں۔ جو ایک طرف پاور ہاؤس روڈ سے اور دوسری طرف بیلا روڈ سے ملتے ہوں۔ اس طرح جو خطہ الگ کیا جائے گا۔ اس کی سطح تین فٹ اونچی کی جائے گی۔ اور اس کے گرد تار کا ایک جنگلہ بنایا جائے گا۔ پارک کا پس منظر دلکش بنانے کے لئے جنگلے کے ساتھ ساتھ بند کی ڈھلوان پر جھاڑیاں لگائی جائینگی۔

دنیا کے کونے کونے میں راشٹر پتا کی یاد

۳۰ جنوری ۱۹۴۹ء کے دن دنیا کے کونے کونے میں گاندھی جی کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ چیکوسلواکیہ کی راجدھانی پراگ میں گاندھی جی کی شہادت کی پہلی برسی منائی گئی جس میں وہاں کے بڑے بڑے لوگوں نے شرکت کی۔ ہندوستان اور چیکوسلواکیہ کے قومی جھنڈوں اور سیاہ جھنڈیوں سے ہال کو اس مجلس شوک کے لئے سجایا گیا تھا۔ چیکوسلواکیہ کے ہندوستانیوں نے جن میں ہندوستان کے سفیر بھی شامل تھے۔ اس مجلس میں شرکت کی۔ گاندھی جی کی تصویر پر پھول چڑھائے گئے۔ اور رام دھن گائی گئی۔

طہران میں ہندی سفارت خانہ میں بھی یہ دن منایا گیا۔ ہندوستانی سفیر سید علی ظہیر نے کانگریس ورکنگ کمیٹی کا ریزولیوشن سنایا۔ اور لوگ ایک منٹ تک راشٹر پتا کی یاد میں خاموش رہے۔

برما میں بھی اس عظیم الشان انسان کی شہادت کا دن منایا گیا۔ رنگون کے بڑے میدان میں شام کے وقت ایک بڑا جلسہ ہوا جس کی صدارت کے فرائض یو باون نے سرانجام دیئے۔ رنگون کے اخباروں نے گاندھی جی کے جیون پر مضمون لکھے۔ اور بعض جگہ پورے بارہ گھنٹے پہلا تھنا اور بھجن کئے گئے۔

بٹاویہ میں ہندوستانی قونصل جنرل ڈاکٹر ایس سی النگاپن کے یہاں شام کے وقت پرارتھنا سبھا ہوئی۔ اس سبھا میں اقوام متحدہ کے کمیشن برائے انڈونیشیا کے چیئرمین مسٹر ٹی کے کرچلی مشیر صدر ڈاکٹر شہریار اور جمہوریہ کے دوسرے لیڈر شریک ہوئے۔ یہ جلسہ گاندھی جی کے پسندیدہ گیت "رگھوپتی راگھو راجہ رام" کی دھن سے شروع ہوا۔ سبھا میں انڈونیشی مردوں اور عورتوں کی بڑی تعداد شریک ہوئی

ٹوکیو میں گاندھی جی کی یاد میں جو جلسہ کیا گیا تھا۔ اس میں ہندوستانی مشن کے قائد شری چکرورتی نے کانگریس ورکنگ کمیٹی کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ فرانسیسی سفیر جو ٹوکیو میں مقیم سفیروں کے سردار ہیں۔ اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ اس میں انہوں نے کہا کہ میں ہمیشہ گاندھی جی کا مدح خوان رہا ہوں گاندھی جی جن آدرشوں کے لئے جئے اور جن کے لئے انہوں نے جدوجہد کی اور جن مقاصد کے لئے انہوں نے اپنا جیون تیاگ دیا۔ انہیں میں نے ہمیشہ دل میں عزیز رکھا ہے۔

ہمیں ایسی راہ عمل اختیار کرنی چاہئے جو عوام کے لئے فائدہ مند ہو

عوام کا معیار زندگی بلند کرنا ہمارا اولین کام ہے

صنعتوں کی مرکزی مشاورتی کونسل کے سامنے پنڈت نہرو کی تقریر

وزیراعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو نے صنعتوں کی مرکزی مشاورتی کونسل میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہمیں صاف گوئی سے کام لینا چاہئے۔ اور برطانوی حکومت کی طرح لوگوں کے سامنے اپنی تمام مشکلات رکھ دینی چاہئیں۔ اصولی یا عملی طور پر کسی شخص کے پیش نظر خواہ کوئی بھی اقتصادی عقیدہ ہو لیکن جب آپ ایک حکومت کی حیثیت سے ان اصولوں یا عقیدوں کو عملی شکل دینا چاہیں۔ تو آپ کو سینکڑوں عملی عناصر کو زیر غور رکھنا ہوگا۔ ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں مجھے کوئی شبہ نہیں ہے۔ لیکن مجموعی طور پر ملک کے موجودہ رجحان کو میں پسند نہیں کرتا۔ اور نہ ہی میں کارخانہ داروں اور مزدوروں کے موجودہ رجحانات کو پسند کرتا ہوں۔ جب تک مجلسی نظام بدل نہیں جاتا۔ اور جب تک ہڑتال کا ایسا موثر نعم البدل تیار نہیں ہو جاتا۔ جس کے استعمال سے مزدوروں سے بے انصافی بند کی جاسکے۔ مزدوروں کے پاس ہڑتال کا ہتھیار رہنا ہی چاہئے۔ میں زندگی میں خطرے مول لیتا رہا ہوں۔ جو لوگ صنعتوں کو قومی ملکیت قرار دے دئے جانے سے ڈرتے ہیں۔ اور کسی کی تقریر میں ایسے الفاظ سنکر گھبراتے ہیں۔ میں اُن سے کہنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ واقعات کا سامنا کیسے کرسکیں گے۔

صنعتوں کی مرکزی مشاورتی کونسل کے اجلاس میں آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو وزیراعظم ہند نے ۱۴ جنوری ۱۹۴۹ء کو حسب ذیل تقریر کی۔

ڈاکٹر مکرجی۔ اور مشاورتی کونسل کے ممبر صاحبان! میں آپ کا ممنون ہوں۔ کہ آپ نے مجھے اس کونسل کے سامنے تقریر کرنے کے لئے مدعو کیا ہے۔ میں آپ کا بہت وقت نہیں لینا چاہتا۔ نہ ہی میں ان مشکل اور پیچیدہ مسائل پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ جو آپ کے سامنے ہیں۔ بلکہ میں تو ان تمام مسائل کے پس منظر کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

تقسیم ملک کے بعد گذشتہ ڈیڑھ برس کے عرصہ میں ہمیں ملک کی حکومت کی حیثیت سے بہت سی مشکلات اور مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان میں سے بعض کو حل کرنے میں ہمیں کافی کامیابی ہوئی۔ بعض دیگر کو ہم جلد ہی حل کرلیں گے۔ اور بعض ایسے مسائل بھی ہیں۔ جن کے بارے میں ہم نہیں جانتے۔ کہ آیا ہم ان کو حل کرنے میں جلد کامیاب ہو جائیں گے۔ میں آپ کے سامنے مؤخر الذکر دو قسم کے مسائل رکھنا چاہتا ہوں۔

ہندوستان کے بارے میں ہر ایک طرح کے عملی کام کو جانچنے کے لئے خواہ وہ امن سے تعلق رکھتا ہو یا جنگ سے۔ یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ اس کی بنیاد ملک کی مضبوط اقتصادی صورت حالات پر ہو۔ اگر بنیاد مضبوط ہو۔ تو سب کچھ اسی پر انحصار رکھتا ہے۔

صاف گوئی مقدم رکھی جائے۔ میری رائے میں ہمارا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہئے۔ کہ ہم اپنے آپ اور ملک کے لوگوں کے سامنے صاف گوئی سے کام لیں۔ میرے نزدیک یہ طریق کار درست نہیں، کہ ملک کی موجودہ صورت حالات کے بارے میں سچے واقعات لوگوں سے چھپائے جائیں۔ میرے خیال میں ہمیں اس بارے میں برطانوی حکومت کی پیروی کرنی چاہئے۔ جس نے اپنے ملک کے لوگوں کو اعتماد میں لے کر اپنی ساری مشکلات ان کے سامنے رکھ دی ہیں۔ اور ان کو حل کرنے کے لئے عوام کی حمایت طلب کی ہے۔ بلاشبہ ہمیں شدید نوعیت کی مشکلات کا سامنا ہے۔ لیکن اپنے ملک کے ذرائع اور اپنی قوت ارادی کو دھیان میں رکھتے ہوئے مجھے رتی بھر شبہ نہیں ہے۔ کہ ہم ان پر قابو

پالیں گے۔ اور یقیناً آگے بڑھیں گے۔ میں آپ کو پوری ایمانداری اور صاف گوئی سے یہ بتا رہا ہوں۔ کہ اگر اس بارے میں میرے دل میں ذرا سا بھی شبہ ہوتا۔ تو میں اس عہدہ پر ہرگز نہ بیٹھا رہتا۔ ملک کی اقتصادی حالت کے بارے میں بطور حکومت کے ہم ہرگز دل شکستہ یا مایوس نہیں۔ ہم بڑی تیزی لیکن پوری مستعدی اور مضبوطی سے ترقی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہم صرف امید کے سہارے ہی آگے نہیں بڑھ رہے ہیں۔ بلکہ اس یقین کے ساتھ قدم بڑھا رہے ہیں۔ کہ ہم ان مسائل پر قابو پا کر انہیں حل کر لیں گے۔

تربیت یافتہ قوت۔ گذشتہ ڈیڑھ برس میں ہمارے سامنے ایسے بے شمار مسائل آئے ہیں۔ جو ہر ایک بڑے ملک کو پیش آتے ہیں۔ بلکہ ہند کو تو جیسے آزادی کے بعد نئے سرے سے کام شروع کرنا پڑا ہے۔ پرانے اور نئے دونوں قسم کے بہت سے مسائل سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ جنگ۔ تقسیم ملک۔ اور کئی دیگر وجوہات سے ان مسائل میں اضافہ اور الجھن پیدا ہوئی ہے۔ ہمیں ان سے نپٹنے میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے۔ اس کا فیصلہ آپ اس ملک کے عوام اور آئندہ مورخ کریں گے۔ کیونکہ ہمیں کامیابیاں اور ناکامیاں دونوں ہی حاصل ہوئی ہیں۔ کوئی شخص یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ یہ گورنمنٹ ہمیشہ ہی عقلمندی سے اور درست طور پر کام کرتی رہی ہے لیکن میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں۔ کہ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ہم نے اپنی طرف سے کوئی کوشش اٹھا رکھی ہے۔ اور کہ اپنی بہترین کوششوں سے بہت سی باتوں میں کافی حد تک کامیابی حاصل نہیں کی ہے۔ لیکن ہمیں اپنی گذشتہ سرگرمیوں کا جائزہ لے کر اپنی آزمائشوں اور غلطیوں۔ ناکامیوں اور کامیابیوں کے تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ ہمارے ملک میں دنیا کے دیگر بڑے بڑے ممالک کی طرح سیاسی جماعتیں ایک یا دوسرے طریقہ سے اقتصادی مسائل کو حل کرنے کی رائے رکھنے کی بنا پر نہیں بنی ہیں۔ لیکن جب ہم جمہوری طریقوں سے اپنا نظم و نسق چلائیں گے۔ تو آگے چل کر اس طرح کی جماعتیں بنیں گی۔ میں اس وقت صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اصولی یا عملی طور پر کسی شخص کے پیش نظر خواہ کوئی بھی اقتصادی عقیدہ ہو لیکن جب آپ ایک حکومت کی حیثیت میں ان اصولوں یا عقیدوں کو عملی شکل دینا چاہیں۔ تو آپ کو سینکڑوں عملی عناصر کو زیر غور رکھنا ہوگا۔ مثلاً آپ کے ذرائع کیا ہیں۔ اور خاص کر تربیت یافتہ انسانی قوت آپ کے پاس کتنی اور کیسی ہے۔ کسی ملک کی ترقی کا زیادہ تر انحصار اسی قوت پر ہوتا ہے۔ باقی سب چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر ہند کے پاس تربیت یافتہ انسانی قوت ہے یا یہ قوت پیدا کی جانے والی ہے۔ تو ہند میں اور کیا کچھ ہوتا ہے اس کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس قوت کے بغیر ہماری سب سکیمیں تجاویز۔ پالیسیاں اور منصوبے بے معنی ہو جاتے ہیں۔ آپ اپنے ہندوستان کو جانتے ہیں۔ اور میں بھی اپنے ہندوستان کو جانتا ہوں۔ اس لئے آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ آیا ہندوستان میں وہ تربیت یافتہ انسانی قوت موجود ہے۔ جو قوموں کی تعمیری سرگرمیوں کے لئے درکار ہوتی ہے۔

اگرچہ ہمارے ملک کے نوجوانوں کے دل و دماغ میں شکوک بے چینی اور حال اور مستقبل کے متعلق شبہات پائے جاتے ہیں لیکن ان سب باتوں کے باوجود میں نے بڑے روشن اور قطعی امکانات پائے ہیں۔ اپنے فرائض کی بجا آوری کے دوران میں مجھے کئی قسم کے لوگوں سے ملنے کا موقعہ ملا ہے۔ خاص کر میں بری بحری اور فضائی فوجوں میں شامل اپنے ملک کے بے شمار نوجوانوں سے ملا ہوں۔ انسانیت اور قابلیت کے معیار سے ہمارے فوجی نوجوان خاص طور پر ممتاز اور نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ بہت سے غیر ملکی مبصرین نے بھی مجھے بتایا ہے۔ کہ عملی طور پر ہمارے فوجی نوجوانوں کے معیار کے نوجوان دنیا کی کسی دوسری فوج میں نہیں پائے جاتے۔ اسی طرح ہمارے سائنسی کارکن بھی خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ہند کے سائنسدانوں سے میرا کافی تعلق رہا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اگرچہ ہماری سائنس کو ابھی کافی ترقی کرنی ہے۔ تو بھی دو باتیں بالکل یقینی ہیں۔ اول یہ کہ ہمارے پاس معدودے چند ہی سہی لیکن سب سے اونچے درجہ کے سائنسدان ہیں جو اعلیٰ سے اعلیٰ سائنسی کام سرانجام دینے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ دوسرے ہمارے پاس نوجوان سائنس دانوں کی کافی تعداد موجود ہے ان کو ترقی کرنے کے مواقع نہیں ملتے۔ اب ان کو یہ مواقع یقیناً

ہیں گے۔ اس لئے سائنسی میدان میں ہمارے پاس غیر معمولی قابلیت کے کارکن موجود ہیں۔

اسی طرح ہماری وزارت امور خارجہ کو ہی لیجئے۔ جو ہمیں نئے سرے سے ہی قائم کرنی پڑی۔ ہم نے گذشتہ ڈیڑھ برس کے دوران میں بہترین دماغی قابلیت والے لوگ منتخب کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ان کو آہستہ آہستہ تربیت دی گئی ہے۔ میں کافی بھروسہ سے یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ غیر ملکی سروس میں جو نوجوان مرد اور عورتیں ہیں وہ دنیا کے دیگر کسی ملک کے ایسے لوگوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں میں نے آپ کو تین ایسی مثالیں پیش کی ہیں۔ جن سے میرا اپنا ذاتی تعلق رہا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ ہماری قومی سرگرمیوں کے دیگر محکمہ جات میں بھی یہ مثالیں مل سکتی ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک انسانی قوت کا تعلق ہے۔ میرے خیال میں ہم یہ بھروسہ کر سکتے ہیں۔ کہ اس کی ہمارے ملک میں کمی نہیں ہے۔ خواہ یہ قوت ہمیں سائنسی، فنی یا انتظامی کاموں کے لئے درکار ہے۔ یا کسی دیگر قسم کے ماہرانہ کام کے لئے اگر ملک کے نوجوانوں کو مناسب مواقع دئے جائیں۔ تو ہر ایک شخص یہ جانتا ہے کہ اہلیت کے اعتبار سے ہندوستان دولت اور قوت سے بھرپور ملک ہے۔

جب دولت، قوت اور آدم شکتی ہمیں حاصل ہے۔ تو پھر ہمارے سامنے سوال صرف ان کو اکٹھا کر کے استعمال میں لانے کا ہے۔ جسے بلاشبہ ہم بہت جلد حل کرنے والے ہیں۔ ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں مجھے کوئی شبہ نہیں ہے۔ لیکن مجموعی طور پر ملک کے موجودہ رجحان کو میں پسند نہیں کرتا۔ نہ ہی میں کارخانہ داروں اور مزدوروں کے موجودہ مجموعی رجحان کو پسند کرتا ہوں۔ ہمیں اس بارے میں صاف گوئی سے کام لینا چاہئے۔ اگر آپ چاہیں۔ تو آپ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ "ہم بحیثیت مجموعی حکومت کے رجحان سے مطمئن نہیں ہیں" لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم اپنے مسائل پر جدا جدا خواہ کتنی ہی مفصل بحث کرتے رہیں۔ آج سب سے بڑا مسئلہ ذہنی ہے۔ یہ خالص ہندوستانی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ بین الاقوامی مسئلہ ہے۔ ملک کا ذہن ہمارے بڑے مسائل حل کرنے کی بجائے تنگ نظریوں اور خاص گروہوں اور جماعتوں کے لئے چھوٹے چھوٹے فوائد حاصل کرنے میں الجھا ہوا ہے۔

سرمایہ داروں کے اندیشے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ سرمایہ دار تذبذب میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے۔ کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ صنعتوں کو قومی ملکیت بنائے جانے کا سوال ان کے لئے ہوا بنا ہوا ہے۔ بلاشبہ بہت سے مواقع پر مزدور بہت ہمدردی کے مستحق ہیں۔ بلاشبہ ان کو بہت سی تکالیف کا سامنا ہے۔ لیکن جو مصیبتیں ان کو برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ ان سے قطع نظر مزدوروں کا آج جو ذہنی رویہ ہے۔ میں اسے ملک کی بھلائی کے لئے نقصان دہ خیال کرتا ہوں۔ وہ مستقبل کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ نہ ہی قابلیت سے کام کر کے پیداوار بڑھانے میں کوئی دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے۔ کہ بعض فوائد حاصل کرنے کا یہی ایک زریں موقعہ ہے۔ ہڑتالوں کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ ہڑتال مزدوروں کا مشہور اور اکثر و بیشتر مبنی بر انصاف کہا جانے والا ہتھیار ہے۔ جب تک مجلسی نظام بدل نہیں جاتا۔ اور جب تک ہڑتال کا مؤثر نعم البدل تیار نہیں ہو جاتا۔ جس کے استعمال سے مزدوروں سے بے انصافی بند کی جا سکے۔ مزدوروں کے پاس ہڑتال کا ہتھیار رہنا ہی چاہئے۔ یا تو ہمارا ملک مجلسی حالات کے ذریعہ ہڑتال کا ایسا نعم البدل پیدا کرے۔ جو ہڑتال کی ضرورت نہ رہنے دے۔ یا پھر ہڑتال کا حربہ بدستور رہے گا۔

صنعتی ہلچل کا خطرہ۔ ذرا سا غور کرنے پر صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ ملک میں کسی بڑی صنعتی گڑبڑ سے نہ صرف سارے ملک کو مجموعی طور پر نقصان پہنچیگا۔ بلکہ خاص طور پر مزدور جماعت کو فی الحال تو بہت نقصان پہنچیگا۔ اور معلوم نہیں مستقبل میں اس کا نتیجہ کیا ہو۔ آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہے۔ کہ آیا آپ ملک میں فوراً اور مکمل الٹ پلٹ کر کے تبدیلی لانا چاہتے ہیں یا کسی دیگر طریقے سے۔ ہر ایک شخص کا دل و دماغ اس مسئلہ پر صاف ہونا چاہئے۔ بیک وقت میں دونوں طریقوں سے چمٹے رہنا مفید نہ ہوگا۔ فوری ادل بدل کی صورت میں شاید کچھ فائدے ہوں۔ بعض اوقات جب کوئی دوسرا راستہ نہ ہو تو ہر چہ بادا باد کا ہی راستہ بہتر خیال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سے فوری نتائج حاصل کرنے کی توقع نہیں ہو سکتی۔ بلکہ پشت ہا پشت تو گڑبڑ اور الٹ پلٹ میں گذر جاتی ہے۔ پھر سب کچھ نئے سرے

سے تعبیر کرنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے۔ کہ تعمیر بڑی تیزی اور عمدگی سے کی جائے۔ لیکن پھر بھی مکمل عمارت کی شکل تو دوسری پشت ہی دیکھیگی

فوری ادل بدل کا نعم البدل ایک اور طریقہ ہے۔ اس کی رفتار حتی الامکان تیز ہو۔ لیکن یہ مسلسل طور پر اس طرح جاری رہے۔ کہ سماج کو جو فوائد آج حاصل ہیں۔ وہ الٹ پلٹ میں ضائع نہ ہو جائیں۔

میرے خیال میں فوری الٹ پلٹ کرنا بے وقوفی ہوگا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ اوّل یہ کہ اس طریقہ سے فوراً ہی یا مستقبل قریب کے آئندہ چند برسوں یا ممکن ہے بہت سے برسوں تک کسی شخص کی حالت میں بھی کوئی بہتری پیدا نہ کی جا سکے۔ دوئم یہ کہ ایسا کرنے سے ہماری سیاسی آزادی ہی خطرہ میں پڑ جائے گی۔ اس لئے مستقبل بعید کی کسی بہتری کی امید پر ہمیں آج اپنی آزادی اور خود مختاری کو خطرہ میں نہیں ڈالنا چاہیئے جس سے ہمارے عوام کا معیار زندگی اور گر جائے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ فوری الٹ پلٹ ہمارے عوام کو جو پہلے ہی بہت بری حالت میں ہے کس طرح فیض پہنچا سکتی ہے۔ اس لئے دوسرا طریقہ یعنی مسلسل اور حتی الامکان تیز رفتار ترقی ہی واحد حل ہے۔ اب اس سوال پر اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔ کہ یہ مسلسل تبدیلی بہتر طور پر کس طرح عمل میں لائی جائے لیکن جب بنیادی حقیقت تسلیم کر لی جائے۔ تو یہ اختلاف کوئی رکاوٹ نہیں رہ جاتا۔

بدلتی ہوئی دنیا آج کی بدلتی ہوئی دنیا میں ڈھلمل یقین اور ڈرپوکوں کے لئے کہیں بھی جگہ نہیں ہے۔ مجھے تو ایسے لوگوں سے نہ کوئی ہمدردی ہے۔ نہ میں ان لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔ جو موہوم خطرہ سے ڈرتے ہیں۔ میں زندگی میں خطرے مول لیتا رہا ہوں خاص کر کسی مالی اندیشہ سے گھبرانے والے لوگ تو مجھے پسند نہیں۔ جو لوگ صنعتوں کو قومی ملکیت قرار دے دئے جانے سے ڈرتے ہیں۔ اور کسی کی تقریر میں ایسے الفاظ سن کر واویلا شروع کر دیتے ہیں۔ ان سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر ہم تقریروں سے ڈرنے لگے تو واقعات کا سامنا کیسے کر سکینگے۔ تقریریں تو بہت سے لوگ کرتے ہیں۔ وزیر اعظم بھی تقریر کرتا ہے۔ لیکن آج کی دنیا پر نظر ڈالو۔ آپ چاہیں یا نہ چاہیں۔ یہ کتنی جلدی بدل رہی ہے۔ ہر طرف بڑے بڑے واقعات ہو رہے ہیں۔ سرمایہ داروں کا متذبذب ہونا ان کے اپنے لئے مفید نہیں ہوگا۔ اس ملک میں بہت لوگ سرمایہ دار ہیں۔ اور درمیانہ طبقہ کے بھی بہت سے لوگ پریشان ہیں۔ لیکن کوئی شخص یا کوئی حکومت حالات کی رفتار کو نہیں روک سکتی۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ کوئی حکومت آئندہ ہونے والے واقعات پر کنٹرول نہیں کر سکتی۔ نہ ہی کوئی حکومت یہ کہہ سکتی ہے۔ کہ وہ کب تک قائم رہے گی۔ اس کے علاوہ صنعتوں کو قومی ملکیت بنانے کا سوال کسی حکومت کی مرضی پر نہیں بلکہ خارجہ حالات پر منحصر ہے۔ نہ تو اس کے مخالف اس کو روک سکتے ہیں۔ اور نہ اس کے حامی جو نتائج کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے فوراً عمل میں لانا چاہتے ہیں۔ اس بارے میں کچھ مفید کام کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کا انحصار تو خارجہ معاملات پر ہے۔

حکومت کی عام پالیسی کے طور پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جیسے ڈاکٹر مکرجی نے کہا کہ عقلمندانہ پالیسی یہ ہے۔ کہ کلیدی صنعتوں کے علاوہ باقی سب سرگرمیاں پیداوار بڑھانے پر لگا دی جائیں۔ نہ کہ چالو کاموں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ جہاں تک میں دیکھتا ہوں۔ آئندہ کئی برسوں تک صنعتوں کو مکمل طور پر قومی ملکیت نہیں بنایا جا سکتا۔ جن صنعتوں کو آج کی حکومت نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ ان کو ٹھیک طور پر چلانا کافی بڑا کام ہے۔

صنعتی جھگڑوں سے احتراز کیا جائے۔ خواہ آپ مزدوروں کے حق میں ہوں یا سرمایہ داروں کے۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ آپ اپنے خاص اصولوں اور مسائل کو حل کرنے کے طریقوں کو ترک کر دیں۔ اصولوں کے اختلاف کو میں برا نہیں سمجھتا۔ لیکن آپ دو باتوں کا دھیان رکھیں۔ اوّل یہ کہ آپ وسیع نظر سے سوچیں۔ ہندوستان اور دنیا کے مجموعی نظریہ سے سوچیں۔ دوئم یہ کہ سب پوری طرح یہ محسوس کریں۔ کہ ہر قیمت پر اور ہر حالت میں صنعتی جھگڑوں سے احتراز کیا جائے۔ صنعتی جھگڑا خواہ کسی قسم کا ہو۔ اسے مؤثر طریقوں سے حل کیا جائے۔ کیونکہ کسی صنعتی تنازعہ سے جو نقصان پہنچتا ہے۔ وہ اس فائدہ سے بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ جسے حاصل کرنے کی امید ہو سکتی ہے۔

(بقایا صفحہ ۱۴۷ پر)

پانچ سال بعد ملک میں معاشی اور سماجی خوشحالی کا دور شروع ہوگا

صنعتی اور زرعی ترقی کے لئے ہند سرکار کی سرگرمیاں

مرکزی مشاورتی کونسل میں ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی کی تقریر

صنعتوں کی مرکزی مشاورتی کونسل کے پہلے اجلاس میں وزیر صنعت و رسد نے گذشتہ سال کی صنعتی ترقی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ حکومت کارخانہ داروں اور مزدوروں پر ملک کی بہتری اور خوشحالی کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ دسمبر ۱۹۴۷ء میں مزدوروں کے نمایندوں، حکومتوں کے نمایندوں اور کارخانہ داروں کی جو کانفرنس بلائی گئی تھی۔ اس میں کئے گئے فیصلوں کی بنا پر ہی حکومت کی صنعتی پالیسی کا اعلان کیا گیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ گذشتہ سال کی نسبت حالات بہتر ہو گئے ہیں۔ اور اس کی بڑی وجہ مزدوروں کا تعاون ہے۔ اہم صنعتیں قائم کرنے کے احکامات پر حکومت غور کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے وزارت زراعت کے پاس متعدد اسکیمیں ہیں۔ وزارت تعمیر، برق و معدنیات دریاؤں کی وادیوں کو ترقی دینے کی اسکیموں پر عمل کر رہی ہے۔ جس سے ملک کی صنعتی ترقی میں قابل قدر اضافہ ہوگا۔ آخر میں انہوں نے کہا۔ کہ حکومت صرف انہیں صنعتوں کو اپنے اختیار میں لے گی۔ جو پہلے ہی اس کے ماتحت ہیں۔ شخصی ملکیت کے موجودہ کارخانوں میں ہند سرکار کی طرف سے کم از کم دس سال کے لئے کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔

صنعتوں کی مرکزی مشاورتی کونسل کے پہلے اجلاس میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے کہا کہ ہندوستان کی معاشی بحالی کے لئے سب سے اچھا اور مؤثر طریقہ یہ ہے۔ کہ ملک کی صنعتی اور زرعی پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جائے۔ اس کے ساتھ قیمتوں کو مناسب سطح پر رکھنے اور اشیاء کی تقسیم کے لئے ایک بہتر اور زیادہ معقول طریقہ اختیار کرنے سے ہندوستان کے ان لاکھوں لوگوں کے معیار زندگی کی اصلاح ہوگی جنہیں آج ضرورت سے کہیں کم خوراک میسر آتی ہے۔ ہمیں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ حکومت، کارخانہ داروں اور مزدوروں پر ملک کی بہتری اور خوشحالی کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ ان کا وجود اسی حالت میں حق بجانب ہے۔ جب کہ وہ ہندوستان کے عام لوگوں کے لئے کچھ کر پائیں۔

ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے تقریر کے شروع میں مرکزی مشاورتی کونسل کی تاریخ بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ دسمبر ۱۹۴۷ء میں ہند سرکار نے ملک کے معاشی اور صنعتی مسائل پر مشورہ حاصل کرنے کے لئے پہلی مرتبہ ملک کے سرکردہ کارخانہ داروں، مزدوروں کے لیڈروں اور صوبائی و ریاستی حکومتوں کے نمایندوں کی کانفرنس بلائی تھی۔ اس کانفرنس کے غور و خوض کی بنا پر گذشتہ اپریل میں حکومت کی صنعتی پالیسی کا اعلان ہوا۔ اس پالیسی کے مطابق دو نمایندہ جماعتیں قائم کی گئیں ہیں۔ ایک مزدوروں کے مسائل کے بارے میں حکومت کو مشورہ دینے کے لئے ہے۔ اور دوسری صنعت کو توسیع دینے اور بڑے پیمانے پر صنعتی اشیا تیار کرنے کے سلسلہ میں ہے۔

ہند سرکار نے مرکزی مشاورتی کونسل کے لئے بڑی بڑی صنعتوں کے نمایندوں کا مشورہ اور امداد حاصل کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ عنقریب صوبوں میں بھی ایسی مشاورتی کونسلیں قائم کی جائیں گی۔ اہم صنعتوں کے خاص مسائل کے لئے ہند سرکار کی طرف سے صنعت و رسد کے ڈائرکٹر جنرل کے ماتحت عارضی طور پر خاص کمیٹیاں قائم کر دی گئی ہیں جن کی روداد پر اس اجلاس میں غور ہوگا۔ امید کی جاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اشیاء تیار کرنے کے لئے کیا کچھ ہو سکے گا۔ گذشتہ سال انہیں دنوں ملک کے کارخانوں میں اشیاء کم تیار ہونے لگی تھیں۔ اس کے علاوہ کارخانہ داروں اور مزدوروں کے

تعلقات بھی غیر تسلی بخش تھے۔ لیکن صنعتی اشیاء تیار ہونے اور صنعتی حالات کے سازگار ہونے کے سلسلہ میں سال ۱۹۴۷ء نسبتاً بہتر رہا لیکن اس امر نے ہماری تشویش میں بہت اضافہ کیا کہ ۱۹۴۸ء کے بیشتر حصہ کے دوران عام معاشی حالات اور خراب ہو گئے۔ قیمتیں تیزی سے بڑھتی رہیں۔ اور سرمایہ دار سرمایہ لگانے سے احتراز کرتے رہے۔ افراطِ زر کی صورت ۱۹۴۷ء سے بھی بدتر رہی۔ تاہم سال کے آخر میں حالات کچھ سدھر گئے۔ اور آج ہم زیادہ اشیاء تیار ہو جانے کے امکان دیکھ سکتے ہیں۔

حالات میں اصلاح ہونے کی بڑی وجہ مزدوروں کا تعاون ہے۔ معاشی اور سیاسی مشکلات کے باوجود صنعتی سمجھوتے کی قرارداد کچھ مفید ثابت ہوئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اب حالات میں مزید اصلاح ہوتی رہے گی۔ اب نقل و حمل کی آسانیاں بھی پہلے کی نسبت زیادہ ہیں۔ بھاری ذمہ داریوں کے باوجود خوراک اور کپڑے کی نقل و حمل کو تسلی بخش طور پر نبھایا گیا۔ ہمیں امید ہے۔ کہ اس سال ہم فولاد اور سیمنٹ ایسی ضروری اشیاء کی نقل و حمل کے لئے مناسب انتظام کر سکیں گے۔

۱۹۴۸ء کے دوران خام مال خصوصاً باہر سے آنے والے خام مال کی صورت میں بھی اصلاح ہوئی کھلے عام لائسنس میں اب بہت سی اشیاء شامل کی جا چکی ہیں کچھ حلقوں سے حکومت کی اس رعایت پر اعتراض ہوا ہے۔ حکومت وقت آنے پر اس معاملہ کا از سرِ نو جائزہ لے گی۔ ہمیں امید ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے باہمی تعلقات خوشگوار ہو جانے سے پاکستان سے کپاس اور پٹ سن ایسا صنعتی خام مال کافی مقدار میں ملتا رہے گا۔

کچھ اہم صنعتیں قائم کرنے یا ان کے قیام کے امکانات کی تحقیق کرنے کے لئے حکومت نے ابتدائی اقدام کئے ہیں۔ آپ کو جو یادداشت یہاں دی گئی ہے۔ اس میں صنعتی ترقی کے منصوبوں کا ایک خلاصہ بھی درج ہے۔ حکومت کی نئی اسکیموں میں حسب ذیل اسکیمیں ہیں۔ ملکی فولاد میں دس لاکھ ٹن فولاد کا اضافہ کرنے کے لئے ایک کارخانہ فولاد جہاز تیار کرنے والے ایک یا دو کارخانے۔ کوئلے سے نقلی تیل تیار کرنے کا کارخانہ۔ بجلی کے بھاری سامان ٹیلیفون کیبلز کا سامان۔ ریڈیو کا سامان اور لاؤڈ مشینی اوزار ڈیزل انجن ٹریکٹر

پنسلین۔ سلفا ادویات اور آتش گیر مادے کے کارخانے۔ اگر کونسل کی طرف سے حکومت کے ان منصوبوں کے لئے پرائیویٹ کارخانہ داروں کی امداد کے بارے میں کوئی مشورہ دیا جائے۔ تو میں اسے پسند کروں گا۔

زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے وزارت زراعت کے پاس متعدد اسکیمیں ہیں۔ ان میں سب سے اہم قابل کاشت بیکار زمین کی بحالی ہے۔ یہ کام مشینوں اور ٹریکٹروں سے کیا جائے گا۔ ڈیڑھ لاکھ ایکڑ سے زیادہ علاقہ پہلے ہی زیر کاشت لایا جا چکا ہے۔

سیندری فیکٹری میں ساڑھے تین لاکھ ٹن سالانہ امونیم سلفیٹ تیار ہونے کی صلاحیت ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اگلے سال اس فیکٹری کا کام شروع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ٹریکٹر بنانے کا ایک کارخانہ قائم کیا جائے گا۔ وزارت تعمیر معدن و برق دریاؤں کی وادیوں کو ترقی دینے کی کچھ اسکیموں پر عمل کر رہی ہے۔ یا ان کے بارے میں تحقیق ہو رہی ہے۔ ان اسکیموں کی تکمیل سے بہت سے فائدے ہوں گے وسیع پیمانے پر بن بجلی تیار ہوگی۔ اور آبپاشی کی گنجائش بہت بڑھ جائے گی۔ مکمل ہو جانے پر ان منصوبوں کی بدولت ہندوستان میں آبپاشی کے موجودہ چار کروڑ اسی لاکھ ایکڑ رقبہ میں دو کروڑ ستر لاکھ ایکڑ رقبہ کا اضافہ ہو جائے گا۔ اور موجودہ پانچ لاکھ کلوواٹ بجلی میں قریباً نوے لاکھ کلوواٹ بجلی کا اضافہ ہو جائے گا۔ حکومت کی طرف سے حال ہی میں بنگلور میں ٹیلیفون کا ایک کارخانہ قائم کیا گیا ہے۔ یہ کارخانہ ٹیلیفون کے سامان کے لئے ملک کو خود مکتفی بنا دے گا۔ مغربی بنگال میں آسن سول کے مقام پر موٹروں کا ایک کارخانہ زیر تعمیر ہے۔ توقع ہے کہ اگلے سال کے آخر تک یہ مکمل ہو جائے گا۔ ایک اور اہم اسکیم آسام ریلوے کے واسطے منصوبہ ہے۔ اس سے آسام اور باقی ہندوستان میں براہ راست رابطہ قائم ہو جائے گا۔

ان تمام منصوبوں کی تکمیل کے بعد ملک کو بیش بہا فائدے ہوں گے معاشی اور سماجی نظام کا نقشہ ہی بدل جائے گا۔ اور لوگوں کا معیار زندگی نہایت موافق ہو جائے گا۔ ان منصوبوں کا فائدہ آج سے کم از کم پانچ سال بعد ہوگا۔ اس لئے اس وقت ہمارے سامنے بڑا مسئلہ یہ ہے۔ کہ موجودہ دور کی دشواری پر کس طرح قابو پایا جائے۔ حکومت کی طرف سے چھوٹے عرصہ کی سوچی سمجھی اسکیموں کی حوصلہ افزائی



یر ملکی
ائندوں
طرف
ے گاندھی
کو خراج
یدت.



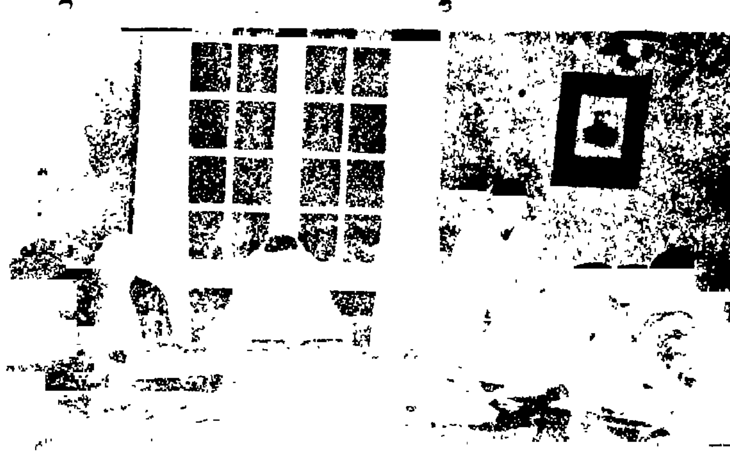
(اوپر) ہندمیں مصری سفیر ہز ایکسیلینسی ملیکا،
بے گاندھی جی کی سمادھی پر پھولوں کے ہار چڑھا
رہے ہیں۔ (بائیں) انڈونیشیا کانفرنس میں فلپائنز
کے نمائندے جنرل رومولو ۱۹۔جنوری کی شام
کو گاندھی جی کو خراج عقیدت ادا کرنے راج گھاٹ
گئے۔ تصویر میں وہ سمادھی پر پھولوں کے ہار
چڑھا رہے ہیں۔



آنریبل پنڈت جواہرلال نہرو وزیر اعظم ہند نئی دہلی میں انڈونیشیا سے متعلقہ ایشیائی ممالک کی کانفرنس کا افتتاح کر رہے ہیں کانفرنس کا مقصد انڈونیشیا کے مسئلہ کا مستقل سیاسی حل تلاش کرنا تھا۔



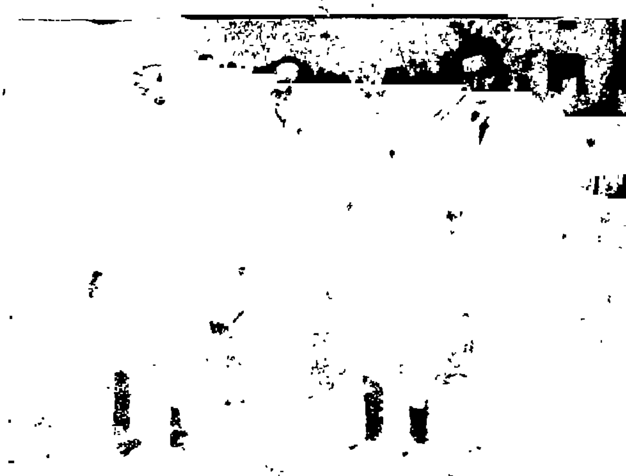
پنڈت جواہرلال نہرو
مرکزی مشاورتی کونسل
اجلاس کا افتتاح ک
ہیں۔ اس اجلاس
کی موجودہ صنعتی حا
رسل و رسائل کے
زیر بحث لایا گیا اجلا
وزیر صنعت و رسد ڈ
مکرجی نے کی



وزیر اعظم ہند سائنسی اور صنعتی تحقیق کے بورڈ کی میٹنگ کی صدارت کر رہے ہیں یہ میٹنگ نئی دہلی میں ۱۸ جنوری کو ہوئی







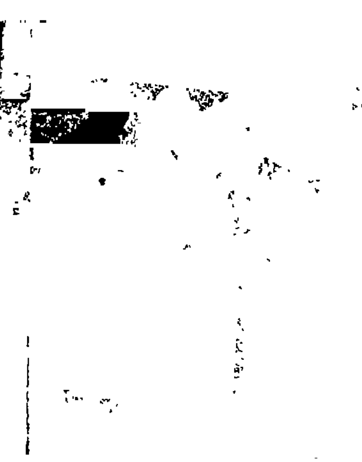
(اوپر دائیں) پنڈت نہرو کی دائیں طرف لبنان وفد کے لیڈر مسٹر محمد علی حامدے اور بائیں طرف وفد کے ممبر مسٹر ہنری ابو فاضل ہیں (بائیں) وزیر اعظم عرب ممالک کے نمائندوں کے ساتھ تصویر میں بائیں سے مسٹر عیسیٰ محمد (یمن) مسٹر محمد علی حامدے (لبنان) مولانا آزاد عوام قدسی (شام) ڈاکٹر ناظم القدسی (شام) آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو قاضی محمد العمری (یمن) شریمتی وجے لکشمی، مسٹر محمد شامی (یمن) مسٹر جوادت المفتی (شام) اور مسٹر ہنری ابو فاضل (لبنان) (دائیں) حکومت افغانستان کے نمائندہ ہز ایکسیلنسی سردار نجیب اللہ خان (پنڈت جواہر لال نہرو کی دائیں طرف) وزیر اعظم اور مولانا آزاد۔

یہ تصویریں اس دعوت کے موقع پر لی گئیں۔ جو انڈونیشیا کانفرنس میں مندوبین کے اعزاز میں وزیر اعظم نے نئی دلی میں دی۔

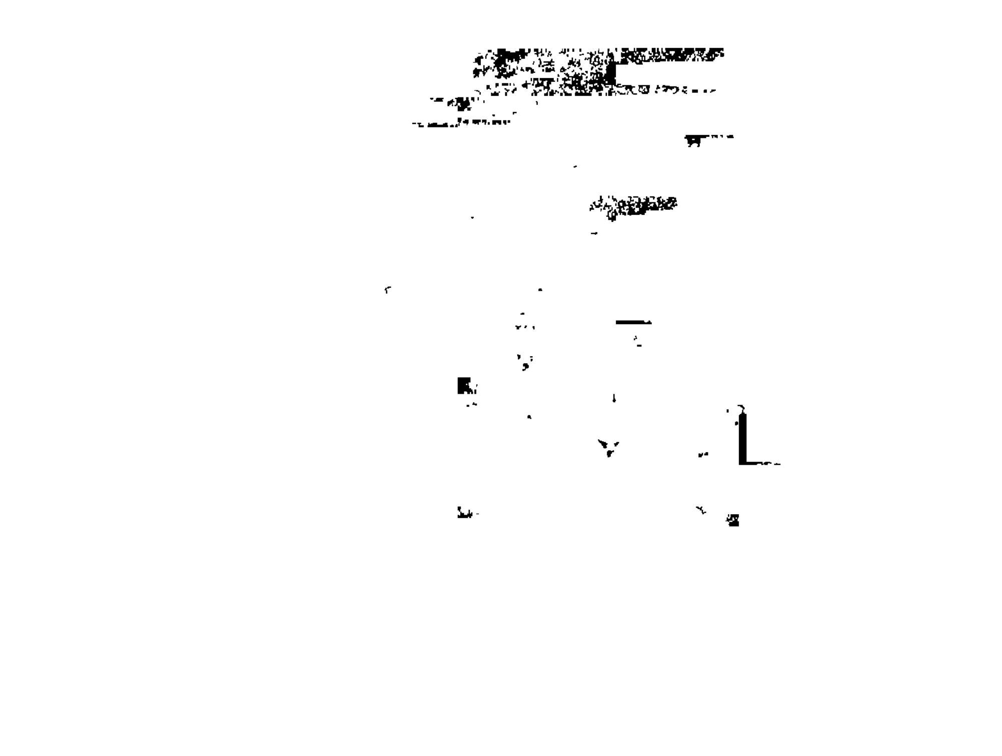
ڈاکٹر ناظم القدسی وزیر شام تصویر کی دائیں طرف پنڈت نہرو اور دیگر اصحاب کے ساتھ

پنڈت نہرو اور شریمتی وجے لکشمی ڈاکٹر اتھامت کوان (سیام) اور مسز کھوان کے ساتھ۔





ہندوستانی فوج کے کمانڈر انچیف اور دیگر جرنیل



بیٹھے ہوئے (دائیں سے بائیں) میجر جنرل ایک، ایل، اٹل۔ لفٹیننٹ جنرل ماسٹر لفٹیننٹ جنرل ناتھو سنگھ جنرل کے ایم کیر آپا۔ لفٹیننٹ جنرل راجندر سنگھ جی ایس ایم شری ناگیش میجر جنرل کلونت سنگھ۔
پہلی قطار (دائیں سے بائیں) میجر جنرل سنت سنگھ میجر جنرل، جی، ایس، ڈھلن میجر جنرل بالگا میجر جنرل اے این شرما میجر جنرل، بی، ایس، چمنی۔ میجر جنرل تھمیا میجر جنرل ڈی، آر تھاپر۔ میجر جنرل اے، ار ودرا میجر جنرل پی، این، تھاپر۔
دوسری قطار (دائیں سے بائیں) میجر جنرل آتما سنگھ میجر جنرل لکھمندر سنگھ میجر جنرل سجے۔ این چودھری۔ میجر جنرل ہمت سنگھ۔ میجر جنرل تارا سنگھ بل میجر جنرل ڈی، ایس برار فوٹو میں میجر جنرل ایس، پی، پی، تھوراٹ اور میجر جنرل رائے شامل نہیں ہیں۔

کی جائے گی۔ گھریلو اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کرنا بھی قومی پالیسی میں شامل ہے۔ اس مقصد کے لئے حال ہی میں ایک آل انڈیا بورڈ قائم کیا گیا۔

صنعتی معیار بندی کے شعبہ میں بھی ہمارا کام شروع ہو چکا ہے۔ انڈین سٹینڈرڈ انسٹی ٹیوشن کی طرف سے صنعت کے تین بڑے حلقوں، سوتی کپڑے، انجنیئرنگ اور کیمیائی اشیاء کی نگرانی ہوتی ہے۔ انسٹی ٹیوشن کے معیاروں کے مطابق تیار ہونے والی اشیاء پر ادارہ کی طرف سے نشان تصدیق لگانے کا طریقہ شروع کیا جائے گا۔ آج تک یہ ادارہ مالی امداد کے لئے حکومت کا مرہون منت رہا ہے لیکن مجھے امید ہے کہ مستقبل میں ملک کے کارخانہ دار اس کی امداد کریں گے۔

اعداد و شمار اور مشینری کی جس قلت کا ہمیں سامنا ہے۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ حال ہی میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں ایک ترمیم کی گئی ہے جس کی رو سے جہاں ضروری ہو مرکزی حکومت اپنی اغراض کے لئے اپنے ذرائع سے اعداد و شمار فراہم کر سکے گی۔ اس کے علاوہ اس حلقہ میں کام کرنے والے اداروں کے کام کو ترتیب دی جائے گی۔ اعداد و شمار کی اہمیت کے بارے میں صوبوں کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں کارخانہ داروں کے تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ انہیں رضاکارانہ طور پر ہر ماہ اپنے اعداد و شمار مرتب کرنے چاہئیں۔ ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء کے اعداد و شمار عنقریب شائع کر دئے جائیں گے۔ یہ اشاعت ہندوستانی صنعت کے بارے میں اپنی قسم کی پہلی اشاعت ہو گی۔

حکومت کی طرف سے صنعتی پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ضروری قوانین بنانے کے معاملہ پر غور ہو رہا ہے۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے۔ کہ حکومت کی طرف سے زیادہ مداخلت نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن ایک ترقی پسند قومی پالیسی کے پیش نظر حکومت کو ایسی صنعتوں کی طرف ضرور متوجہ ہونا چاہیئے۔ جن کی اہمیت مسلّم ہے۔

ہندوستان میں غیر ملکی سرمایہ کے بارے میں وزیر اعظم کی طرف سے عنقریب پارلیمان میں ایک اعلان کیا جائے گا۔ ملکی صنعتوں کو سرکاری اختیار میں لینے کے سلسلہ میں ہند سرکار کی پالیسی کی گئی بار وضاحت کی جا چکی ہے۔ ہند سرکار صرف انہیں صنعتوں کو اپنے اختیار میں لے گی۔ جو پہلے ہی اس کے ماتحت ہیں۔ ان کے علاوہ چھ صنعتوں کوئلہ، لوہا اور فولاد، ہوائی جہاز، بحری جہاز، ٹیلیفون سازی، تار اور بے تار کا سامان اور معدنی تیل کے بارے میں ہند سرکار نے ابتدائی کام اپنے ذمہ لیا ہے شخصی ملکیت کے موجودہ کارخانوں میں ہند سرکار کی طرف سے کم از کم دس سال کے لئے کوئی مداخلت نہ کی جائے گی اور ان کی کارگزاری و توسیع کے لئے حکومت کی طرف سے امداد بھی مل سکے گی۔

ہمیں ایسی راہ عمل اختیار کرنی چاہیئے جو عوام کے لئے فائدہ مند ہو (بسلسلہ صفحہ ۱۴۴)

اس لئے آپ بیدار ہو جائیے۔ تماشائی نہ بنے رہیئے۔ ہمیں مشورہ دیجئے۔ ہند کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے ہم آپ کے ہر مشورہ کا خیر مقدم کریں گے۔

سال ۱۹۴۹ء ابھی شروع ہوا ہے۔ آؤ اس سال میں ہم اپنی ذہنی اور دیگر مشکلات پر قابو حاصل کریں۔ سب سے اول ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی رفتار تیز کریں۔ اور سارے ہند کے نظام کو مضبوط اور طاقتور بنائیں۔ مجھے کوئی شبہ نہیں ہے۔ کہ جب ہم سب مل کر اپنے ذہن کو اس طرف لگا دیں گے تو جس راہ پر چلنا چاہیں گے۔ وہ زیادہ آسان ہو جائے گی۔ کوئی راہ صحیح ہے یا نہیں اس کی پرکھ کے لئے ایک کسوٹی ہے۔ آیا وہ طریق کار ملک کے عوام کے لئے فائدہ مند ہے یا نہیں۔ باقی سب باتیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ لیکن ہند کے عوام کے لئے فائدہ بخش کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم ہر ایک کو عوام کے معیار پر نیچے لے آئیں۔ ہمارا منتہائے مقصود یہ ہے۔ کہ آمدنی اور دولت میں جو بہت بڑا فرق ہے۔ اس سے گریز کرتے ہوئے عوام کا معیار زندگی بلند کریں۔ آمدنی اور دولت کے فرق سے کھچاؤ پیدا ہوتا ہے۔ اور کوئی سمجھدار ترقی پسند شخص اسے پسند نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم ملک کو ذہنی اور مادی طور پر مردہ بنا دیں۔ اس سے ترقی کرنے کی حقیقی خواہش ہی ختم ہو جائے گی۔

الہ آباد میں نئے ریڈیو سٹیشن کا افتتاح

شری آر۔آر۔ دواکر وزیر اطلاعات و براڈکاسٹنگ کا پیغام

آنریبل شری آر۔آر۔ دواکر وزیر اطلاعات و براڈکاسٹنگ نے یکم فروری ۱۹۴۹ء کو الہ آباد آل انڈیا ریڈیو سٹیشن کے افتتاح پر جو پیغام ہندی میں بھیجا ہے۔اس کا اُردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔

اس برس یعنی ۱۹۴۹ء میں نئے ریڈیو سٹیشن کھولنے کا جو پروگرام بنایا گیا تھا۔اس کے مطابق آج ایک اور ریڈیو سٹیشن کا آغاز کیا جا رہا ہے۔پچھلے ۲ مہینوں سے یہاں پر ایک سٹوڈیو کام کر رہا تھا۔جو کہ لکھنؤ کے ساتھ ملحق تھا۔آج سے یہی سٹوڈیو چھوٹا سا لیکن پورا ریڈیو سٹیشن بن گیا ہے۔ہو سکتا ہے کہ یہ بہت جلد ایک براڈکاسٹنگ سٹیشن بن جائے۔ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے۔ہمیں اس ریڈیو سٹیشن سے پورا فائدہ اٹھانا چاہئے۔

اس سے ساری ضرورتیں تو پوری نہیں ہوتی ہیں۔کیونکہ دنیا کے دوسرے مہذب ملکوں کے مقابلے میں اس میدان میں ہماری ترقی بہت معمولی ہے۔ہاں یہ صحیح ہے کہ اپنی غریبی کی وجہ سے ہم ایک دم آگے نہیں بڑھ سکتے۔تاہم لوگوں کو تعلیم دینے اور تفریح طبع کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔اس کو بڑھانے کی ہمیں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔

نئے ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کے ساتھ سستے ریڈیو سیٹ دیہات میں پہنچنا ضروری ہے۔ورنہ اس ذریعے سے ہم پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔لہٰذا ہمارے دیش میں ہی اچھے اور سستے ریڈیو سیٹ تھوڑی ہی قیمت میں بن جائیں۔اور وہ دیہاتوں کو مل جائیں۔اس کے لئے بجلی کی توسیع ضروری ہے۔اس بارے میں صوبہ کی سرکاریں اور صاحب دولت لوگ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔دیہات میں اکٹھے ہو کر ریڈیو سننے اور فائدہ اٹھانے کے کام کو وہ ترقی دے سکتے ہیں۔

الہ آباد اہم اور بڑا بھاری مشہور تاریخی شہر ہے۔یہاں ایک بڑی بھاری یونیورسٹی بھی ہے۔ہندی بھاشا کا اہم مرکز ہے۔یہ ریڈیو سٹیشن بہت جلد ہی لوگوں میں بہت مقبول کارگزار اور مثالی ریڈیو سٹیشن بن جائے گا۔

روزگار کی صورت حال میں ترقی

دسمبر ۱۹۴۸ء کے دوران میں روزگار کی تبادلہ گاہوں نے لوگوں کو روزگار سے لگانے کے سلسلہ میں قابل تعریف ترقی کی ہے۔گزشتہ نومبر کے مقابلہ میں جبکہ ۶۵۶۸ لوگوں کو روزگار سے لگایا گیا اس ماہ میں ۲۴۲۴۲ مرد اور عورتوں کے لئے روزگار کا انتظام کیا گیا۔روزگار کی صورت حال کے قدرے بہتر ہو جانے اور روزگار کی تبادلہ گاہوں کے ذیلی دفتروں کا ملازم رکھنے والوں سے قریبی تعلق پیدا ہو جانے کے نتیجہ کے طور پر یہ ترقی ہوئی۔جن لوگوں کو ملازمت ملی ان میں ۷۷ اعلیٰ تعلیم یافتہ شرنارتھی اور ۳۳۴۴ دیگر شرنارتھی تھے اور ان شرنارتھیوں کی تعداد جن کو اس ادارے نے روزگار سے لگایا آخر دسمبر تک ۸۰۳۰۴ ہے۔

عورتوں کو روزگار دلانے کے سلسلہ میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے اس ماہ ۱۵۱۹ درخواست کنندہ عورتوں کو روزگار سے لگایا گیا ہے۔اور یہ تعداد جو اب تک کسی ایک مہینے کے لئے قلمبند کی گئی سب سے زیادہ ہے۔

ریاستی روزگار کی تبادلہ گاہوں سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تبادلہ گاہوں کے قائم ہونے سے اب تک ۱۱۹۳۴۰ افراد کے روزگار کا انتظام کیا گیا ہے اور یہ تعداد باقی ہندوستان کے اعداد و شمار سے علیحدہ ہے۔

بحالی اور روزگار کے پروگرام کے ایک حصہ کی حیثیت سے اس ماہ ۱۲۸ ۲۲۳۵ افراد کا (جن میں ۱۱۵۸ شرنارتھی تھے) انتخاب کیا گیا اور ان کو وزارت لیبر کے تحت تکنیکی اور پیشہ ورانہ تربیتی مرکزوں میں لگایا گیا۔آخر دسمبر ۱۹۴۸ء تک ان تربیتی مرکزوں میں ۱۷۷۲۴ آدمی تربیت پا رہے تھے۔ان تربیت پانے والوں میں ۹۳۷۸ بے خانماں لوگ تھے جن میں ۲۹۴ عورتیں تھیں۔

شاگردی کی تربیت کی اسکیم عام تربیتی اسکیم کا ایک اہم جزو ہے۔اس کے تحت موزوں آدمیوں کو کارخانوں میں شاگرد کی حیثیت سے لگایا جاتا ہے اور صنعتی کام کی تربیت دی جاتی ہے۔ماہ دسمبر کے آخر تک ۲۴۴۲ افراد جن میں ۴۷۷ شرنارتھی ہیں شاگردی کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

ہند اور پاکستان کے مابین معاہدہ

منقولہ جائدادوں کے تبادلہ کے لئے تین مشترکہ کمیٹیوں کا تقرر

ہند اور پاکستان کی مستورات کے مابین مندرجہ ذیل معاہدہ ہوا ہے ۔ (۱) منقولہ جائدادوں کو حاصل کرنے یا اسے فروخت کرنے متعلق تین مشترکہ کمیٹیاں قائم کی جائیں ۔ (۲) نکاسیوں کے کمپنیوں میں حصص کے تبادلہ اور فروخت پر عائد کردہ موجودہ پابندیاں دونوں مستورات ذرا ہٹا دیں (۳) مغربی پاکستان میں کورٹ آف وارڈز کے ماتحت جاگیروں کے متعلق فیصلہ ہوا ہے کہ ایسی جاگیریں جو یا تو کورٹ آف وارڈز کے ماتحت ہوں یا تقسیم کے بعد نکاسیوں کی جائیدادوں کے امانت دار کے سپرد کردی گئی ہوں ۔ ان کی آمدنی سے مناسب الاؤنس نابالغ یا سابق نابالغ مالک سے کے لواحقین یا سابق لواحقین کو ملتا ہے ۔ تفصیلات درج ذیل مضمون میں دیکھئے ۔

ہند اور پاکستان کی حکومتوں کے مابین مندرجہ ذیل معاہدہ طے پایا ہے ۔

۱۔ نکاسیوں کی منقولہ جائدادیں ۔ ہر دو ڈومینیوں سے کسی ایک ڈومینین میں چھوڑی ہوئی منقولہ جائدادوں کو حاصل کرنے یا اسے فروخت وغیرہ کرنے کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تین مشترکہ کمیٹیاں قائم کی جائیں ۔ ان میں سے پہلی کمیٹی میں پاکستان کے ڈپٹی ہائی کمشنر مقیم جالندھر اور ہند کے ڈپٹی ہائی کمشنر مقیم لاہور شامل ہونگے ۔ اور ان کے سپرد پاکستان کے مغربی پنجاب ۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ اور ریاست بہاولپور کے علاقے اور ہند میں پوربی پنجاب ہماچل پردیش اور پٹیالہ و پوربی پنجاب کی ریاستوں کی یونین کے علاقے ہونگے ۔ دوسری کمیٹی میں دہلی میں مقیم پاکستان کے ہائی کمشنر یا ان کے نمائندہ اور کیپٹن ٹی ۔ ڈی سچدیو نائب سیکرٹری وزارت امداد و بحالیات ہند سرکار شامل ہونگے صوبہ دہلی ۔ بھرت پور ۔ الور ۔ اور بیکانیر کی ریاستیں اس کمیٹی کے سپرد ہوں گی ۔ تیسری کمیٹی ہند کے ہائی کمشنر مقیم کراچی کے لیزن آفیسر اور پاکستان کی وزارت مہاجرین و بحالیات کے ایک نمائندہ پر مشتمل ہوگی جس کے سپرد سندھ ۔ بلوچستان اور خیرپور کی ریاستیں ہونگی ۔

ان کمیٹیوں کے فرائض حسب ذیل ہونگے ۔

(الف) نکاسیوں کی منقولہ جائدادوں کے بارے میں جو انتظامات منظور کئے گئے ہیں ۔ ان کے عمل کی نگرانی کرنا خاص نکاسی مالکوں کو متعلقہ علاقوں سے اپنی منقولہ جائدادوں کو حاصل کرنے کے لئے حفاظتی پولیس یا آمد و رفت کی خاص سہولتیں مہیا کرنے میں امداد دینا ۔

(ب) نکاسیوں کی منقولہ جائدادوں کو ریل یا سڑک کے ذریعہ لائے جانے کی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے ایک ادارہ قائم کرنا ۔

ج ۔ جائدادوں کو حاصل کرنے اور ان کو لے جانے کے بارے میں نکاسیوں کی شکایات کو سننا اور انہیں رفع کرنے کا انتظام کرنا

یہ کمیٹیاں اس امر پر خاص توجہ دینگی کہ مندرجہ ذیل قسم کی اشیا کی حوالگی حصول ۔ اور ان کو اصل مالکوں کے حوالہ کرنے اور ان کو لے جانے کے بارے میں آسانیاں مہیا کی جائیں ۔

(الف) بنکوں کے پاس گروی پڑا مال ۔

(ب) ریلوے اسٹیشنوں پر پڑا ہوا مال ۔

(ج) بندرگاہوں پر پڑا ہوا مال ۔

(د) ڈاک خانوں میں پڑے ہوئے غیر تقسیم شدہ پارسل بعد منی آرڈر ۔

(س) زمین میں دبی ہوئی قیمتی اشیاء ۔

جو نکاسی اس وقت ہند میں ہیں ۔ وہ اپنی منقولہ جائدادوں کے بارے میں اپنی درخواستیں متعلقہ علاقائی کمیٹی کے ہندوستانی نمائندہ کو بھیجیں ۔

۲-حصص کی فروخت اور تبادلہ- یہ منظور کیا گیا- کہ نکاسیوں کے ملکیتی کمپنیوں کے حصص کے تبادلہ اور فروخت پر عائد کردہ موجود پابندیاں دونوں ڈومینین فوراً ہٹا دیں۔ ہند میں آئے ہوئے نکاسیوں کو اس بارے میں جو تکلیف پیش آئے- اس کے متعلق وزارت امداد و بحالیات نئی دہلی کو لکھا جائے-

۳- ۱۵- اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے ٹھیکیداروں نے جو کام کیا تھا- یا مال سپلائی کیا تھا- اس کے عوض روپیہ کے مطالبات-

(۱) پاکستان کی لوکل باڈیز اور ریاستوں پر جو مطالبات ہوں- ان کے بارے میں تمام درخواستیں تین نقول میں وزارت امداد و بحالیات نارتھ بلاک نئی دہلی کو بھیجی جائیں- جو ان کو پاکستان میں متعلقہ حکام تک پہنچا ئینگی -

(۲) پاکستان کی صوبائی حکومتوں پر جو مطالبات ہوں- ان کے بارے میں درخواستیں دو نقول میں اس صوبہ کے چیف سیکریٹری کو بھیجی جائیں- جہاں درخواست کرنے والا نکاسی اس وقت رہتا ہو - چیف سیکریٹری پھر ان درخواستیں کی ایک نقل پاکستان کے متعلقہ صوبہ کے چیف سیکریٹری کو بھیج دے گا- اور وہ ضروری تصدیق کرنے کے بعد یہ اطلاع دے گا- کہ آیا روپیہ ادا کیا جائے یا نہیں

پچھمی پاکستان میں کورٹ آف وارڈز کے ماتحت جاگیریں یہ فیصلہ ہوُا- کہ خواہ ایسی جاگیریں اب بھی کورٹ آف وارڈز کے ماتحت ہوں یا تقسیم کے بعد نکاسیوں کی جائدادوں کے امانت دار کے سپرد کردی گئی ہوں- ان کی آمدنی سے مناسب الاؤنس نابالغ یا سابق نابالغ مالک کے لواحقین یا سابق لواحقین کو ملتا رہے- خاص طور پر کورٹ آف وارڈز یا جائدادوں کا امانتدار براہ راست خود انہیں مناسب الاؤنس بھیجے- ہند میں آئے ہوئے نکاسی اس بارے میں تمام شکایات تین نقول میں کیپٹن ڈی ڈی سچدیو نائب سیکریٹری ہند سرکار وزارت امداد و بحالیات نارتھ بلاک نئی دہلی کو بھیجیں -

امپروومنٹ ٹرسٹ کے قطعات عام طور پر امپرومنٹ ٹرسٹ قطعات اراضی کی فروخت پر یہ شرط ہوتی ہے کہ اگر مقررہ میعاد کے اندر عمارت تعمیر نہ کی جائے یا ضروری قسطیں ادا نہ کی جائیں تو قطعہ اراضی ٹرسٹ ضبط کر لیتا ہے- یہ طے پایا- کہ اس قسم کی کارروائی فی الحال ملتوی رکھی جائے- لیکن شرنارتھیوں کو آباد کرنے کی غرض سے حکومت اگر اس زمین کو خود حاصل کرنا چاہئے تو اس پر کوئی پابندی نہیں ہے-

پاکستان سے آنیوالے شرنارتھیوں کیلئے سکونت کی پابندیاں

وزارت ممنت کے شعبہ آبادکاری اور روزگار کی تحریک پر صوبوں میں شرنارتھیوں کے لئے سکونت کی پابندیاں دور کرنے کے سلسلہ میں کافی ترقی ہوئی ہے- ہند سرکار نے تمام صوبائی حکومتوں کو سفارش کی ہے- کہ سرکاری ملازمتوں کی بھرتی کے لئے پاکستان سے آنے والے شرنارتھیوں کو اسی صوبہ کا باشندہ تصور کیا جائے- جس میں وہ آباد ہوتا یا ملازمت حاصل کرنا چاہتا ہو- ہند سرکار کی اس تجویز کو قبول کرنے میں یو پی کا درجہ اول رہا- حکومت بمبئی نے بھی اس وقت سے شرنارتھیوں کو اس صوبہ کے باشندوں کے مساوی درجہ دیا- پاکستان میں جو لوگ سرکاری ملازم تھے- ان کو صوبوں میں اسی طرح کی سرکاری ملازمتوں میں جگہ دینے کا خاص انتظام کیا گیا- بہار سی پی اور برار کی حکومتوں نے بھی پاکستان سے آنے والے شرنارتھیوں کو عارضی آسامیوں میں بھرتی ہونے کی سہولتیں دی ہیں- اسی طرح دہلی کی مقامی حکومت نے ایسے اور پچھمی بنگال کی حکومتوں نے پچھمی پنجاب، سندھ، صوبہ سرحد، بلوچستان اور پوربی بنگال سے آنے والے شرنارتھیوں کو مراعات دی ہیں- اور ان کو سکونت کی پابندیوں سے آزاد کر کے ملازمت حاصل کرنے کے لئے اپنے علاقہ کے باشندوں کے برابر حقوق دئے ہیں- آسام اور مدراس میں شرنارتھیوں کے لئے سکونت کی پابندیاں نرم کرنے کے سوال پر غور ہو رہا ہے- پوربی پنجاب نے سرکاری ملازمت کے قواعد میں ہند سرکار کی تجویز کے مطابق ترمیم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے ۲۸۲ کروڑ روپیہ کی سکیم

ہند کے وزرائے زراعت کی کانفرنس کی کارروائی

سرکار نے ایک جامع سکیم تیار کی ہے۔ اس سکیم کے ماتحت قابل کاشت خالی پڑی ہوئی زمینوں میں کھیتی باڑی کی جائے گی۔ نلدار کنوؤں کے ذریعہ آبپاشی کو توسیع دی جائے گی۔ کیمیائی کھاد کی بہم رسانی۔ اور خوراک کے امدادی ذرائع مثلاً مچھلی وغیرہ کی پرورش اور نشوونما کی جائے گی۔ اس کی سکیم کی بڑی بڑی مدیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ آئندہ سات برسوں کے عرصہ میں ساٹھ لاکھ ایکڑ قابل کاشت خالی پڑی ہوئی زمینوں میں کھیتی باڑی کرنا۔

۲۔ ساڑھے چار ہزار گہرے نل دار کنوئیں تیار کرنا۔ جن سے تیس لاکھ ایکڑ اراضی کی آبپاشی کی جائے گی۔

۳۔ مقامی مرکب کھاد کے ذرائع کو تقویت پہنچانے کے لئے کیمیائی کھاد کی بہم رسانی۔

۴۔ گہرے سمندر سے مچھلیاں پکڑنے کے لئے پانچ بحری مچھلیاں پکڑنے کے مرکز قائم کرنا تاکہ مچھلیاں حاصل کرنے کے ذرائع میں اضافہ کیا جائے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس ساری سکیم پر کل ۲۸۲ کروڑ روپیہ خرچ آئے گا۔ جس میں ہندوستانی سکہ کی صورت میں خرچ ہونے والی رقم ۱۴۶ کروڑ روپیہ ہوگی۔ باقی تقریباً ۱۲۵ کروڑ روپیہ کی رقم سٹرلنگ اور ڈالروں کی شکل میں خرچ ہوگی۔

۱۸۔ جنوری ۱۹۴۹ء کو صوبائی اور ریاستی وزرائے کی کانفرنس کا دوسرا اجلاس آنریبل شری جیرام داس دولت رام وزیر خوراک و زراعت کی صدارت میں ہوا۔ اس اجلاس میں خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے ہند سرکار کی ۲۸۲ کروڑ روپیہ کی سکیم کی تفاصیل پر غور کیا گیا۔ نلدار کنوئیں تعمیر کرنے۔ کھاد اور مچھلی کی بہم رسانی سے متعلقہ تجاویز پر بحث کی گئی۔

خوراک کی پیداوار بڑھانے کی مجموعی سکیم پر کل خرچ کا اندازہ ۲۸۲ کروڑ چھ لاکھ روپیہ لگایا گیا ہے جس میں سے تقریباً ۱۲۵ کروڑ ۳ لاکھ روپیہ تو ڈالروں کی صورت میں درکار ہوگا۔ اور ۴۶ کروڑ تین لاکھ روپیہ سٹرلنگ سکہ کی شکل میں باقی ۱۴۶ کروڑ روپیہ ہند میں خرچ کیا جائے گا۔ ہند سرکار اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے کہ ڈالروں کی ضرورت کیسے پوری کی جائے اور اس بارے میں بین الاقوامی بنک سے رجوع کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ سٹرلنگ اخراجات تو ہند کے سٹرلنگ بقایا میں سے کئے جا سکتے ہیں۔

۱۴۶ کروڑ روپیہ جو ہند کے اندر ہی خرچ کئے جانے ہیں وہ رقم دراصل تو صوبوں کو ہی مہیا کرنی چاہیئے۔ لیکن کانفرنس میں یہ رائے ظاہر کی گئی کہ صوبے اتنی بڑی رقم فوراً ہی خرچ کرنے کے قابل نہیں ہونگے۔ اس لئے سرکار ایسا انتظام کرے۔ کہ صوبوں کو ان اخراجات کے لئے اس وقت تک روپیہ اُدھار دیدیا جائے جب تک کہ وہ اس آمدنی میں سے جو اناج پیدا ہونے سے صوبوں کو ہوگی۔ ادھار لی ہوئی رقوم واپس نہ کر سکیں۔

اس سکیم کے مطابق پوربی پنجاب۔ یوپی۔ اور بہار میں ۴۶۵ ٹیوب ویل آئندہ تین برس میں تعمیر کئے جائیں گے۔ یوپی اور بہار کے نمائندوں نے اس سکیم کو پسند کیا۔ لیکن پوربی پنجاب سرکار کے نمائندوں نے کہا کہ وہ اپنی رائے بعد میں لکھ بھیجیں گے۔ بمبئی۔ جیپور اور پٹیالہ ریاستی یونین کے نمائندوں نے تجویز پیش کی ٹیوب ویل تعمیر کرنے کی سکیم کی توسیع کی جائے اور ان کے علاقوں کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ شری جے رام داس دولت رام نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا اور بتایا کہ ٹیوب ویل سے آبپاشی صرف انہیں علاقوں میں ہو سکتی ہے۔ جہاں کافی مقدار میں اور عمدہ قسم کے پانی کی زیر زمین موجودگی ثابت ہو چکی ہے۔ اس لئے دوسرے علاقوں میں بھی ٹیوب ویل تعمیر کرنے کے لئے سروے کیا جائیگا۔

کیمیائی کھاد کی سکیم۔ آئندہ چار برسوں میں ہند کو جتنی کھاد دستیاب ہو سکتی ہے۔ اس کے پیش نظر ہند کی زرعی زمینوں کے لئے

کم ازکم پندرہ لاکھ تیس ہزار دو سو ٹن امونیا سلفیٹ درکار ہوگا۔ اس پر کل ۷۱ کروڑ ۵۹ لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ اس میں سے ۴۵ کروڑ ۷۰ لاکھ روپیہ تو غیر ممالک میں ڈالروں اور سٹرلنگ سکوں کی شکل میں خرچ ہوگا باقی ۲۵ کروڑ ۸۹ لاکھ روپیہ ہند میں ہی خرچ ہوگا۔ صوبائی نمائندوں نے اگلے سال کے لئے اپنی کھاد کی ضروریات سے مرکز کو آگاہ کیا اور یہ واضح کر دیا کہ اگر پیداوار میں کوئی خاص اضافہ کرنا مطلوب ہے۔ تو یہ نہایت ضروری ہے کہ مصنوعی کھاد کافی مقدار میں فوراً حاصل ہو۔

مچھلیوں کی بہم رسانی کی سکیم مچھلیوں کی بہم رسانی چونکہ کلیتاً مرکز کی ذمہ واری ہے۔ اِس لئے یہ سکیم صرف صوبوں کی آگاہی کے لئے کانفرنس میں پیش کی گئی۔ بعض نمایندوں نے یہ رائے ظاہر کی۔ کہ سمندر سے مچھلیاں پکڑنے کے مجوزہ پانچ سٹیشن بالکل ناکافی ہونگے۔ اس لئے مزید مراکز قائم کئے جانے چاہئیں۔

کانفرنس کی کارروائی ختم کرتے ہوئے شری جیرام داس دولت رام نے کہا کہ صوبوں کو حتی الامکان خوراک کی پیداوار زیادہ سے زیادہ بڑھانی چاہئے۔ وہ وقت قریب آرہا ہے۔ جب مرکز غیر ممالک سے خوراک کی درآمد کی ذمہ داری سے چھٹکارا حاصل کریگا۔ اس لئے صوبوں کو اپنے عوام کو خوراک مہیا کرنے کی ذمہ داری خود سنبھالنی چاہئے۔ غلہ کے مسئلہ کو تمام صوبے سارے ملک کا معاملہ تصور کریں۔ کثرت اناج والے علاقے قلت اناج والے علاقوں کو خوراک مہیا کریں۔ تاکہ وہ ہمیشہ مرکز سے امداد طلب کرنے کی ضرورت نہ سمجھیں۔

خوراکی اجناس کی پیداوار میں فوری اضافہ

وزارت زراعت کے نمائندے نے ۳۱ جنوری ۱۹۴۹ء کو ملاقات میں بیان کیا کہ صوبائی حکومتوں کے زرعی وزیروں اور مالیاتی وزیروں کی جو کانفرنس نئی دہلی میں منعقد ہوئی تھی اس میں زمینوں کو کاشت کے قابل بنانے کی اسکیموں پر فوراً عملدرآمد کرنے کے لئے غور وخوض کیا گیا۔

موصوف نے بیان کیا کہ خوراک کی پیداوار میں اضافہ کے لئے زمینوں کا فوری حصول اس منصوبہ بندی کا بنیادی مسئلہ ہے۔ اس سے خوراک کی درآمد میں کمی ہوگی اور بالآخر ہم اس سے بے نیاز بھی ہوجائیں گے۔ تقسیم سے پہلے ہندوستان میں دس کروڑ نوے لاکھ ایکڑ قابل کاشت زمین بے کار پڑی تھی۔ لیکن تقسیم کے بعد اس قسم کی آٹھ کروڑ ۵۰ لاکھ ایکڑ زمین باقی رہ گئی ہے اور اس رقبہ کا جائزہ لینے میں تقریباً ۲ سال صرف ہونگے۔

صوبائی جائزے ۔ صوبائی حکومتوں نے ایک سرسری جائزے کے بعد ۶۰ لاکھ ایکڑ زمین کاشت کے لئے پیش کی ہے۔ اس میں سے پہلے سال پانچ لاکھ ایکڑ زمین پر کاشت کرنے کی تجویز ہے اور آئندہ سالوں میں کام کی رفتار کے مطابق اضافہ کیا جائے گا۔

اخراجات کا نقشہ ۔ اس سکیم پر کل ۲۴۶ کروڑ روپیہ صرف ہوگا لیکن یہ سب رقم ایک ہی سال میں خرچ ہو جائیگی۔ کیونکہ زمینوں کو کاشت کے قابل بنانے کی اسکیم کے ہر حصہ کی شقیں مقرر کر دی گئیں اور اس کی تکمیل کے لئے سات سال درکار ہونگے۔ مشینیں اور دیگر ساز و سامان خریدنے کے لئے تین سال کی مدت میں ۱۰۷ء۰۸ کروڑ روپیہ ڈالر کی شکل میں اور ۱۰۸ء۹۲ کروڑ روپیہ اسٹرلنگ کی شکل میں خرچ کیا جائے گا۔ اور ۳۰ کروڑ روپیہ سات سال کی مدت میں ہندوستان ہی میں صرف کیا جائے گا۔

پانی کی ضروریات ۔ نمائندہ موصوف نے پانی کی بہم رسانی کے سلسلہ میں بیان کیا کہ زمین کو قابل کاشت بنانے کی اسکیموں کو آبپاشی کی سکیموں سے حتی الامکان وابستہ کر دیا گیا ہے کانس بھاری زمینیں اس علاقہ میں ہیں جہاں سال بھر میں ۴۰ سے ۱۷۵ انچ تک بارش ہوتی ہے۔ اور ۲۶۰ لاکھ ایکڑ زمین میں سے ۱۰۵ لاکھ ایکڑ زمین ایسی ہے جہاں بارش بکثرت ہوتی ہے۔ لہذا آب پاشی کے خاص ذرائع کو کام میں لانے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔

زیادہ خوراک پیدا کرو مہم کی شاندار کامیابی

پہلے برس میں چھ لاکھ ٹن زائد اناج پیدا کیا گیا

زرعی تحقیقاتی کونسل کی انتظامیہ جماعت میں تقریر کرتے ہوئے وزیر خوراک نے اس بات کا انکشاف کیا کہ زیادہ خوراک پیدا کرو کی مہم کے پہلے برس میں چھ لاکھ ٹن زائد اناج پیدا ہؤا۔ پچھلے برس کی نسبت بمبئی سی۔پی اور یوپی نے مجموعی طور پر اس برس میں ساڑھے انیس لاکھ ٹن زائد اناج پیدا کیا۔ اس میں سے نو لاکھ ٹن کے قریب صرف سی۔پی میں پیدا کیا گیا۔ کونسل کے فرائض کا اہم پہلو ملک کی زرعی تحقیقات کو مربوط کرنا اور اس کی منصوبہ بندی ہے۔

ہند کی زرعی تحقیقاتی کونسل کی انتظامیہ جماعت کا اٹھارواں سالانہ اجلاس نئی دہلی میں ہؤا۔ جس میں تقریر کرتے ہوئے ہند سرکار کے وزیر خوراک آنریبل شری جیرام داس دولت رام نے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

سب سے پہلے وزیر زراعت نے مدھیہ بھارت یونین پٹیالہ اور پوربی پنجاب کی ریاستوں اور ہماچل پردیش کے نمائندوں کا اس کونسل کے ممبروں کی حیثیت میں شامل ہونے پر خیر مقدم کیا اور یہ توقع ظاہر کی کہ بہت جلد ہند کے تمام علاقوں کے نمائندے اس کونسل میں شامل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے ہند میں خوراک کی حالت بیان کی۔ اور بتایا کہ ملک کی تقسیم کی وجہ سے ملک کے ذرائع پیداوار میں بہت زیادہ خلل واقع ہؤا ہے۔ کل ملک کی اصل آبادی کے قریب ۸۰ فی صدی کی پرورش ہند کو کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اسے اتنی آبادی کو خوراک مہیا کرنے کے لئے سارے ہندوستان کے گندم پیدا کرنے والے علاقوں کا صرف ۵۰ فی صدی علاقہ دیا گیا۔ جب ہندوستان کی تقسیم نہیں ہوئی تھی تو پنجاب کی گندم اور سندھ کی گندم اور چاول سرکاری یا تجارتی ذرائع سے ہند کے قلت والے صوبوں کو بھیجے جاتے تھے۔ ہند کو گندم اور چاول کی قلت کنٹرول کے زمانہ سے پہلے محسوس نہیں ہوئی تھی کیونکہ تجارتی ذرائع کی معرفت مدراس کو برما سے چاول مہیا ہو جاتے تھے۔ ملک کی تقسیم کی وجہ سے ہند کو ایک ہی وقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہند کو سارے ملک کی کل آبادی کا ۸۰ فی صدی حصہ دے کر اسے ملک کے کل زیر آبپاشی علاقہ کا صرف ۶۱ فی صدی علاقہ دیا گیا۔ مغربی پنجاب اور سندھ میں جو شاندار بند اور آبپاشی کا وسیع نظام کروڑوں روپیہ کے صرف سے تیار کیا گیا تھا۔ وہ اب پاکستان کے علاقہ میں ہے لیکن اسے غیر تقسیم شدہ ہندوستان کی کل آبادی کا صرف ۲۰ فیصدی حصہ ملا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا ہے کہ ہند کو زراعت کے لئے موسمی ہواؤں کے غیر یقینی ذریعہ آبپاشی پر انحصار رکھنے والا زیادہ علاقہ ملنے کی وجہ سے خوراک کی پیداوار میں اور زیادہ دقتوں کا سامنا کرنا پڑ گیا ہے۔ جب تک ہم اپنے بیشتر علاقوں میں نہروں اور گہرے کنوؤں سے آبپاشی کے ذرائع پیدا نہ کریں۔ ہماری خوراک کے مسئلہ کا حل ممکن نہیں ہو سکتا۔

لیکن فوری صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تو ہمیں دیگر اقدامات کرنے ہیں۔ اس لئے ۱۹۴۷ء میں صوبوں کے مشورہ سے ایک پانچ سالہ پیداواری اسکیم بنائی گئی۔ جس کی موٹی موٹی باتیں میں آپ کو بتاتا ہوں۔

خوراک میں سات لاکھ ٹن کا اضافہ۔ ۱۹۴۷ء کی کانفرنس نے صوبوں کے لئے پانچ سالہ سکیم کے پچھلے برس سے نو لاکھ ٹن زائد خوراک پیدا کرنے کا مطمع نظر مقرر کیا تھا۔ ۱۹۴۸ء میں پچھلے برس سے نو لاکھ ٹن زائد خوراک پیدا کرنے کا فیصلہ کیا گیا اس نو لاکھ ٹن میں سے مدراس کو پانچ لاکھ ۲۹ ہزار ٹن۔ بمبئی کو ۸۸ ہزار ٹن۔ سی۔پی کو اور برار کو ۶۳ ہزار ٹن۔ یو۔پی کو دو لاکھ

سولہ ہزار ٹن - بہار کو اٹھارہ ہزار ٹن - اڑیسہ کو بارہ ہزار ٹن - اور آسام کو نو ہزار ٹن زاید خوراک پیدا کرنے کا فرض سونپا گیا۔ مغربی بنگال اور پوربی پنجاب گڑبڑ کی حالت کی وجہ سے اپنے لئے کوئی خاص کوٹہ مقرر نہ کر سکتے تھے - خوراک میں مذکورہ بالا اضافہ مرکب اور کیمیائی کھاد - اور دیگر قسم کی کھاد کے استعمال اور بہتر بیجوں کو تقسیم کے ذریعہ حاصل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ آبپاشی کے لئے چھوٹے کنوؤں - تالابوں وغیرہ کے استعمال کی سفارش کی گئی -

صوبوں نے مرکز کی امداد سے پچھلے برس کے پروگرام کو پورا کرنے کے لئے بہترین کوشش کی ہے - لیکن غیر یقینی موسمی ہواؤں نے کئی صوبوں کی کھیتی باڑی پر اثر ڈالا ہے - اڑیسہ کے سوا باقی سب صوبوں سے اطلاعات موصول ہو چکی ہیں - ان سے پتہ چلتا ہے - کہ ہند سرکار نے سارے صوبوں کو اس کام میں مدد دینے کے لئے جو ایک کروڑ روپے کے قریب خرچ کیا ہے - اس سے سات لاکھ ٹن زائد اناج پیدا ہوا ہے - یہ بڑے حوصلہ افزا نتائج ہیں کیونکہ اس سال میں کھاد - فولاد اور دیگر ضروری اشیا کی بھی قلت ہی رہی - دوسرے یہ ہمارے تجربہ کا پہلا ہی سال تھا -

ملک کی تقسیم کی وجہ سے جس زبردست قلت اناج کا ہمیں سامنا کرنا پڑا ہے - اس کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم اپنے ملک کی پہلے برس کی کھیتی باڑی کی کوششوں کے نتائج پر نظر ڈالیں - تو پتہ چلتا ہے - کہ ہمیں اس بارے میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے پچھلے برس کی نسبت بمبئی سی - پی اور یو پی نے مجموعی طور پر اس برس میں ساڑھے انیس لاکھ ٹن زائد اناج پیدا کیا ہے جس میں سے نو لاکھ ٹن کے قریب سی پی کا حصہ ہے - آٹھ لاکھ ستر ہزار ٹن یو پی کا اور دو لاکھ ۶۰ ہزار ٹن بمبئی کا حصہ ہے - مدراس میں موسمی حالات کی خرابی کی وجہ سے گیارہ لاکھ ٹن اناج کا نقصان رہا - مغربی بنگال اور پوربی پنجاب میں تقسیم کے بعد پیدا ہونے والی گڑبڑ کی وجہ سے ساڑھے تین لاکھ اناج کی قلت ہوئی - ان اعداد شمار سے یہ ظاہر ہوتا ہے - کہ اگر موسمی ہوائیں موافق ہوتیں - تو ہمیں اس برس کل ساڑھے انیس لاکھ ٹن زائد اناج حاصل ہوتا - جو ۱۹۴۸ء میں غیر ممالک سے درآمد کئے گئے اناج کے دو تہائی سے زیادہ ہوتا - سال ۴۷-۱۹۴۶ء کی سارے ہند کی مجموعی پیداوار سے مقابلہ کیا جائے تو سال ۴۸-۱۹۴۷ء میں قریباً چھ لاکھ زائد اناج ہند میں پیدا ہوا ہے -

خوراک کی منصوبہ بندی پر اجتماع - ہماری کونسل میں زرعی وزیروں اور زرعی ڈائرکٹروں کے ذریعہ تمام صوبوں اور ریاستوں کو نمائندگی حاصل ہے -

۴۸-۱۹۴۷ء میں ہر صوبہ کی کل پیداوار میں سے اگر ۱۲ ۱/۲ فی صدی بیج اور ضائع شدہ مقدار کے لئے نکال دیا جائے تو اجناس خوراک کی پیداوار فی کس سی پی میں ۱۸۱٫۳ آونس - آسام میں ۱۱۵٫۸ آونس - صوبہ متحدہ میں ۱۳۲٫۵ آونس بمبئی میں ۱۲۶٫۸ آونس مشرقی پنجاب میں ۱۰۳٫۱ آونس - مدراس میں ۱۱۰٫۰ آونس اور بہار میں ۹۶٫۰ آونس تھی - ریاستوں کے اعداد و شمار اس لئے پیش نہیں کے لئے کہ ان کے اکثر علاقوں کے اعداد و شمار نامکمل تھے - بہت سے صوبوں نے اپنے خوراک کے بجٹوں میں قلت بظاہر نہیں کی ہے. لیکن مرکز ایک طویل عرصہ تک صوبائی قلت کو بیرونی درآمد سے پورا نہ کر سکے گا - میرے خیال میں صوبائی حکومتیں اور آئین ساز اداروں کو خوراک کی قلت سے دوچار ہیں اب ترقی کی ان اسکیموں پر غور کرنا چاہئے جن کے لئے روپیہ اور کام کرنے والے درکار ہیں - مگر وہ خوراک کے مسئلہ سے زیادہ اہم نہیں ہیں - ایسی اسکیموں میں یا تو ترمیم کر کے یا ان کو التواء میں ڈال کر آدمیوں اور روپیہ کو خوراک کی پیداوار بڑھانے میں لگا دینا چاہئے - میں محسوس کرتا ہوں کہ خوراک کی نازک صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہمیں اپنی زرعی تحقیقات کی منصوبہ بندی پر سرگرمی سے کام کرنا چاہئے - اگر ہم اپنی ساری توجہ خوراک کی پیداوار کی طرف مبذول کر دیں تو ہمارے لئے یہ ضروری ہوگا - کہ ہم تحقیقات کے ذیلی اسٹیشنوں کا ایک وسیع جال خوراک کے فارموں اور کھیتوں پر پھیلا دیں تاکہ کاشتکار ہماری تحقیقات کے کامیاب نتائج سے تیزی کے ساتھ فائدہ اٹھا سکے -

فصلوں کی پیداوار کے اندازے - کچھ سال پہلے ہندوستان

کی زرعی پیداوار کے اعداد وشمار صرف قیاس پر مبنی ہوتے تھے۔

سنہ ۱۹۴۳ء سے "بے جوڑ نمونوں کا طریقہ" بہت سے صوبوں میں پیداوار کا تخمینہ لگانے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے فصل کی کٹائی کے جائزے کی توسیع جاری ہے اور گریگوری کمیٹی اور قحط بنگال کے انکوائری کمیشن کی سفارشات کے تحت "بے جوڑ نمونوں کا طریقہ" خاص خاص فصلوں کے لئے اب تمام صوبوں میں استعمال کیا جائے گا۔ انڈین کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ کے مثالی کام نے یو۔این۔او کی زراعت اور خوراک کی آرگنائزیشن کو بھی اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔ اور اس آرگنائزیشن نے مشرقی ممالک کے نوجوانوں کو فصلوں کی پیداوار کا تخمینہ لگانے کا کام سیکھنے کے لئے ہمارے دہلی کے تربیتی مرکز میں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے

کونسل کے فرائض کا اہم پہلو ملک کی زرعی تحقیقات کو مربوط کرنا اور اس کی منصوبہ بندی ہے۔ کچھ عرصہ سے کونسل کی توجہ تحقیقات کے پروگراموں کو علاقائی بنیادوں پر سرانجام دینے پہ مرکوز ہے۔ مجھے امید ہے کہ علاقائی کمیٹیاں کام جلد شروع کر دیں گی۔

تقریر ختم کرنے سے پہلے میں وہ خاص خاص دشواریاں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں جو ہماری منصوبہ بندیوں میں رکاوٹ ثابت ہو رہی ہیں۔ میں حکومت ہند کی تخفیف کی پالیسی کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ اس کے تحت مرکزی حکومت ترقی کی اہم منصوبہ بندی پر مستقبل قریب میں کوئی توجہ نہیں دے سکتی ہے۔ اور بعض امور میں کونسل حکومت سے براہ راست مالی امداد کی امید رکھتی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ حکومت کی کفایت شعاری کی سخت تدابیر کے تحت ہم اپنی سرگرمیاں جاری نہیں رکھ سکتے ہیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مفید منصوبہ بندی کے لئے مالی امداد حاصل کرنے کی انتہائی کوشش کروں گا۔ اور میں یہ کہنے میں مسرت محسوس کرتا ہوں کہ حکومت آلو کی تحقیقات کا کام کرنے کے واسطے رضامند ہو گئی ہے۔ اور آلو کی تحقیقات کا مرکزی ادارہ مالی سال کے شروع ہونے پر کام کرنے لگے گا۔

وزراء محنت کی کانفرنس کی سفارشات

۱۸ جنوری کو صوبوں اور ریاستوں کے وزراء محنت کی دو روزہ کانفرنس ختم ہو گئی۔ آج کی کارروائی میں مجلسی آزادی کے اس میثاق پر کھلی بحث ہوئی۔ جو بین الاقوامی ادارہ محنت نے مرتب کیا ہے۔

مجلسی آزادی کے میثاق کی وضاحت کرتے ہوئے وزارت محنت کے سیکرٹری شری ایس لال نے کہا کہ مجلسی آزادی کا حق انسان کے بنیادی حقوق میں شامل ہے۔ بین الاقوامی ادارہ محنت اور تعلیمی سماجی و ثقافتی ادارے سے یہ شکایات کی گئی تھیں۔ کہ ہند سرکار اور خصوصاً صوبائی حکومتیں تجارتی یونینوں کو کچل رہی ہیں۔ اور اندھا دھند مزدور یونین کے لیڈروں کو گرفتار کر رہی ہیں۔ شری ایس لال نے کہا کہ میثاق کو بلا خوف و خطر نافذ کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کام کرنے والوں اور ملازم رکھنے والوں کے لئے یہ دفعہ شامل ہے۔ کہ وہ ملک کے قانون کا احترام کریں گے۔

یہ فیصلہ کیا گیا کہ ملک کے لازمی اداروں میں ہڑتالوں کو ختم کرنے کے لئے باہمی بات چیت سے جھگڑے نپٹانے والی عدالتیں قائم کی جائیں۔ غیر لازمی اداروں میں کام کرنے والوں کا درجہ غیر سرکاری ملازموں کے برابر ہونا چاہئے۔ غیر سرکاری لازمی اداروں کے بارے میں یہ سفارش کی گئی۔ کہ ان کا درجہ صنعتی جھگڑوں کے قانون کے ماتحت لازمی اداروں کے برابر ہو۔ سرکاری ملازموں کو ملنے جلنے اور اپنی جماعت قائم کرنے کی آزادی ہو۔ لیکن انہیں ہڑتال کرنے کا حق نہ ہونا چاہئے۔ ان کے جھگڑے نپٹانے کے لئے دوسرے ملازموں سے مختلف طریقہ برتا جائے گا۔

کانفرنس میں صنعتی تعلقات سے تعلق رکھنے والے [illegible] کے قانون اور [illegible] کے ترمیمی قانون پر غور کیا گیا۔ یہ فیصلہ ہوا کہ ایک کارخانہ دار کو ایک سے زیادہ یونین تسلیم کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اور وہ صرف لیبر کورٹ کی منظور شدہ نمائندہ یونین کو تسلیم کرے۔ یہ بھی سفارش کی گئی کہ ایک یونین میں باہر سے صرف ایک چوتھائی یا کم افراد شامل کئے جائیں۔ مزدوروں کی فلاح کیلئے چندہ جمع کرنے اور ادارے قائم کرنے کیلئے یہ سفارش کی گئی کہ حکومت کی طرف سے اس کیلئے قانون پاس

ہنداور پاکستان میں شہری جائداد کا تبادلہ یا فروخت

۱۴ جنوری کو انٹر ڈومینین کمیشن کے پہلے اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا کہ جو لوگ اپنی شہری جائداد پاکستان اور ہندوستان میں چھوڑ آئے ہیں ان کی فروخت یا تبادلہ کی جلد از جلد اجازت ہو۔ جن لوگوں کی جائداد مغربی پنجاب یا شمال مغربی صوبہ سرحد میں ہے انہیں فوری اطلاع حاصل کرنے کے لئے متعلقہ ضلع کے ڈپٹی کسٹوڈین کو لکھنا چاہئے۔ دوسرے علاقوں کی پوچھ گچھ کے لئے مندرجہ ذیل افسروں کو لکھا جائے

سندھ (مشمولہ کراچی) کسٹوڈین آف ایوکیوئی پراپرٹی کراچی

بلوچستان۔ کسٹوڈین آف ایوکیوئی پراپرٹی بلوچستان

بہاولپور۔ کسٹوڈین آف ایوکیوئی پراپرٹی بہاولپور

خیرپور۔ کسٹوڈین آف ایوکیوئی پراپرٹی خیرپور

اگر کچھ عرصہ تک ڈپٹی کسٹوڈین یا کسٹوڈین کے دفتر سے کوئی جواب نہ آئے۔ تو پھر جائداد کے مالکوں کو اپنے ڈومینین کے لیئزان افسر کو لکھنا چاہئے۔ لیئزان افسر کے دفتر کو کسٹوڈین کے دفتر سے ملحق کر دیا گیا ہے۔ اور یہ دفتر لاہور میں ڈپٹی ہائی کمشنر کے دفتر کے ساتھ ہے اور کراچی میں ہائی کمشنر کے دفتر کے ساتھ ہے۔ لاہور میں کام کرنے والے لیئزان افسر مغربی پنجاب صوبہ سرحد اور بہاولپور کے بارے میں جو پوچھ گچھ کی جائے گی۔ اس کا جواب دیں گے۔ کراچی کا لائزن افسر سندھ۔ بلوچستان اور خیرپور کے متعلق پوچھ گچھ کا جواب دے گا۔

ڈسپوزلز سے خریدا ہوا مال

ہندوستان اور پاکستان میں سمجھوتہ

ملک کی تقسیم سے پہلے جو لوگ ڈسپوزلز سے خریدا ہوا مال وہیں چھوڑ آئے تھے ان کے بارے میں دسمبر ۱۹۴۸ء میں نئی دہلی میں ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جن لوگوں نے وہ مال خریدا وہ یا تو ۲۸ فروری تک اس مال کو منگوا لیں اور اس کی خرید منسوخ کر دیں۔

مقررہ میعاد تک مال منگوانے والوں کو متعلقہ حکومت کی طرف سے ضروری سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ اگر خریدار مال منگوانے کی بجائے اپنی خرید کو منسوخ کر دے تو اسے متعلقہ حکومت کی طرف سے اس کی پوری رقم مل جائے گی رقم کی یہ واپسی براہ راست خریدار کو ہوگی۔

جو لوگ پاکستان میں ایسا مال چھوڑ آئے ہیں اور اب ہندوستان میں آباد ہو چکے ہیں انھیں چاہئے کہ ۲۸ فروری ۱۹۴۹ء سے پہلے مال کے بارے میں حکومت پاکستان کو مطلع کر دیں۔

جو خریدار پاکستان میں ہیں اور ان کا خریدا ہوا مال ہندوستان میں ہے انھیں مقررہ تاریخ سے پہلے حسب ذیل پتہ پر لکھنا چاہئے ڈائرکٹر جنرل آف ڈسپوزلز نئی دہلی یا پاکستانی کمشنر بمبئی یا آئرن اینڈ سٹیل کنٹرولر کلکتہ

دماغی مریضوں کے تبادلہ پر ہندوپاکستان کے مابین فیصلہ

ہنداور پاکستان کی مستعمرات کے مابین ایک سمجھوتہ ہوا ہے۔ جس کی رو سے پاکستان کے ہسپتالوں میں غیر مسلم دماغی مریضوں کا ہندوستان میں مسلمان دماغی مریضوں کے ساتھ تبادلہ ہو سکے گا مگر شرط یہ ہے۔ کہ مریضوں کے رشتہ داروں نے ایک ڈومینین سے دوسری ڈومینین کو ہجرت کی ہو۔ اور اگر ان کے حساب میں کچھ رقم باقی ہو وہ ادا کر چکے ہوں۔ یہ سمجھوتہ صرف ان دماغی مریضوں پر لاگو ہوتا ہے۔ جن کے نام ان ہسپتالوں کے رجسٹروں میں یکم دسمبر ۱۹۴۸ء کو تھے غیر مسلم مریضوں کے رشتہ داروں اور سرپرستوں کو چاہئے کہ وہ مندرجہ ذیل تفصیلات وزارت بحالیات کے انڈر سیکرٹری کیپٹن ٹی۔ ڈی۔ سچدیو نئی دہلی کو بھیج دیں۔

(۱) مریض کا نام۔ (۲) عمر (۳) جنس۔ (۴) باپ کا نام۔ (۵) قانونی سرپرست کا نام۔ (۶) سرپرست کا موجودہ پتہ۔ (۷) مریض کی جائے پیدائش (ضلع اور صوبہ کے نام بھی لکھے جائیں) (۸) ہسپتال کا نام اور ہسپتال میں داخلہ کی تاریخ۔ (۹) کوئی مزید تفصیل جو رشتہ دار یا سرپرست ضروری سمجھتا ہو۔

عوام کی حکومت میں وزارت دفاع کا نظام کار

شری ایچ ایم پٹیل سیکرٹری وزارت دفاع کے ساتھ ریڈیو پر بات چیت

آل انڈیا ریڈیو نے بات چیت کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے جس میں حکومت ہند کی مختلف وزارتوں کے نظام کار پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ وزارت دفاع کے متعلق یہ بات چیت اس سلسلہ کی دوسری کڑی ہے۔ اس وزارت کے کام کو خوبی اور تیزی سے سرانجام دینے کے لئے مختلف معیار کی کمیٹیوں کا ایک سلسلہ بنا دیا گیا ہے۔ ان میں سب سے اہم وزیر دفاع کی کمیٹی ہے۔ یہ تینوں افواج سے تعلق رکھنے والے اہم معاملات پر غور و خوض کرتی ہے۔ اس کمیٹی کے فیصلے قطعی ہوتے ہیں۔ اور سب متعلقہ لوگوں اور محکموں کو ان کی تعمیل کرنی پڑتی ہے۔ ستمبر ۱۹۴۶ء میں عبوری حکومت کے برسر اقتدار آنے پر کمانڈر انچیف کا درجہ قدرے کم ہو گیا۔ پھر بھی وہ تینوں فوجوں کا سردار تھا لیکن پندرہ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد تینوں فوجوں کے الگ الگ کمانڈر انچیف مقرر کر دئے گئے۔ اور پہلی مرتبہ وزارت دفاع نے اپنی جائز حیثیت اختیار کی۔

آل انڈیا ریڈیو نے "پرجا راج" کے عنوان سے ریڈیائی بات چیت نشر کرنے کا ایک سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ ۲۳ جنوری ۱۹۴۹ء کو اس سلسلہ میں وزارت دفاع کے سیکرٹری ایچ ایم پٹیل سے نمایندہ ریڈیو کی بات چیت نشر کی گئی جس میں نمایندہ ریڈیو کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے شری پٹیل نے وزارت دفاع کے نظام کار، ترتیب اور مسلح افواج کے ساتھ اس کے تعلقات کے بارے میں بتایا کہ وزارت دفاع کی ذمہ داری مختصراً یہ ہے کہ وہ پالیسی کے بارے میں حکومت کے فیصلے حاصل کرے۔ ان کو ہند کی تینوں افواج کے ہیڈ کوارٹرز تک پہنچائے۔ اور ان کی تعمیل کرائے۔ بعض دیگر معاملات کے بارے میں بھی حکومت کے فیصلوں کی تعمیل کرانا اس وزارت کا فرض ہے۔ ان معاملات کو دو حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔ اوّل وہ معاملات جو تینوں افواج پر اثر انداز ہونے والے ہیں۔ مثلاً آرڈیننس فیکٹریاں۔ مسلح افواج کی میڈیکل سروس کا ادارہ۔ سائنسی مشیر کا ادارہ۔ شعبہ تاریخ۔ پنشن کا ادارہ وغیرہ۔ دوسرے وہ معاملات جن کا شہری حکام سے زیادہ گہرا اور براہ راست تعلق ہے مثلاً فوجی اراضیات اور چھاؤنیوں کا انتظام۔ سپاہیوں، بحری فوجیوں اور ہوابازوں کے بورڈ اور فوجیوں کی فلاح و بہبود کے فنڈ۔ چند ایک دیگر مدات مثلاً نیشنل کیڈٹ کور، نیشنل انڈسٹریز سروسز اکاڈیمی اور مسلح افواج کے افسر اطلاعات کا محکمہ بھی اسی ضمن میں شمار کیا جاتا ہے۔

کام کو خوبی اور تیزی سے سرانجام دینے کے لئے مختلف معیار کی کمیٹیوں کا ایک جال بنا دیا گیا ہے۔ سب سے اوپر وزیر دفاع کی کمیٹی ہے۔ وزیر دفاع تینوں افواج کے کمانڈر انچیف۔ مالی مشیر اور سیکرٹری دفاع اس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ یہ کمیٹی تینوں افواج سے تعلق رکھنے والے بہت اہم معاملات پر غور و خوض کرتی ہے۔ اس کمیٹی کے فیصلے قطعی ہوتے ہیں۔ اور سب متعلقہ لوگوں اور محکموں کو ان کی تعمیل کرنی پڑتی ہے۔ لیکن جب پالیسی سے متعلق کوئی اہم مسائل در پیش ہوں تو یہ کمیٹی خود کوئی فیصلہ نہیں کرتی۔ بلکہ وہ ان مسائل کے بارے میں اپنی سفارشات کیبنٹ کی دفاع کمیٹی کو بھیج دیتی ہے۔ جہاں تک وزارت دفاع کا تعلق ہے یہ کمیٹی ہی عملی طور پر گورنمنٹ تصور کی جاتی ہے۔ تاہم کیبنٹ کی کمیٹی ہونے کی حیثیت میں اسے اپنے فیصلے منظوری کے لئے پھر کیبنٹ کو بھیجنے پڑتے ہیں۔

وزیر دفاع کی کمیٹی کے ماتحت کئی ایک کمیٹیاں ہیں جنہیں قطعی فیصلے کرنے کا اختیار ہے۔ لیکن یہ کمیٹیاں پالیسی کے تمام مسائل اور دیگر اہم معاملات وزیر دفاع کی کمیٹی کے سپرد کر دیتی ہیں۔ ان کمیٹیوں میں سے زیادہ اہم حسب ذیل ہیں۔

تینوں فوجوں کے افسران اعلٰی کی کمیٹی، سائنسی مشاورتی اور میڈیکل کمیٹیاں۔ ان میں سے اوّل الذکر کمیٹی تمام ایسے اہم فوجی معاملات کو جو ہند سرکار کے وزراء کی توجہ اور فیصلے کے مستحق ہوتے ہیں عموماً وزیر دفاع کی کمیٹی کی معرفت کیبنٹ کی دفاع کمیٹی کے پیش کرتی ہے۔ اس کے ماتحت کئی سب کمیٹیاں بھی ہیں مثلاً مشترکہ منصوبہ بندی، مشترکہ خبر رسانی۔ فوجوں کی رسل ورسائل اور دیگر ایسی کمیٹیاں جو تینوں فوجوں کے مشترکہ معاملات سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کے علاوہ بری، بحری اور فضائی فوجوں کے لئے سیکرٹری دفاع کی کمیٹیاں بھی ہیں۔ یہ کمیٹیاں ہر ایک فوج سے تعلق رکھنے والے بہت سے معاملات کو جدا جدا طور پر نپٹانے کے لئے ذمہ دار ہوتی ہیں۔

مختلف ناموں کی ان کمیٹیوں کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ کسی معاملہ پر ضرورت سے زیادہ وقت ضائع نہیں ہونے پاتا۔ بہت سا دفتری کام گھٹ جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ کام کو بڑی تیزی اور قابلیت سے تسلی بخش طور پر سرانجام دینے میں آسانی ہوتی ہے۔ پچھلے بارہ مہینوں میں وزارت دفاع اور فوجوں کے ہیڈ کوارٹرز پر جو بہت بھاری بوجھ پڑا ہے اگر کمیٹیوں کا یہ نظام نہ ہوتا تو شاید ٹھیک طرح اس سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہ ہوتا۔

اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے اور اب۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد وزارت دفاع کی تنظیم اور سرگرمیوں میں بہت اہم اور قابل ذکر تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ تبدیلیاں اس تاریخ سے بہت پہلے یعنی ستمبر ۱۹۴۶ء سے ہی شروع ہو گئی تھیں۔ تو بے جا نہ ہوگا ستمبر ۱۹۴۶ء میں جب عبوری حکومت برسر اختیار آئی۔ اس وقت کمانڈر انچیف نہ صرف سپریم کمانڈر اور تینوں افواج کا ہی افسر اعلٰے تھا بلکہ وہی وزیر دفاع بھی تھا اور گورنر جنرل سے دوسرے درجے پر وہی سب سے زیادہ باوقار عہدہ رکھتا تھا جب ایک عوامی نمائندہ کو وزیر دفاع مقرر کیا گیا تو کمانڈر انچیف کا درجہ قدرے کم ہو گیا تھا۔ پھر بھی وہ تینوں فوجوں کا سردار بنا رہا اور وزارت دفاع کی پالیسی طے کرنے اور اس کی تشکیل و ترتیب کرنے میں اس کا خاص اہم ہاتھ ہوتا تھا لیکن ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ایک اور بنیادی تبدیلی ہوئی اور تینوں فوجوں کے الگ الگ کمانڈر انچیف مقرر کر دئے گئے۔

اور پہلی مرتبہ وزارت دفاع نے اپنی جائز حیثیت اختیار کی۔ ایک اور بنیادی تبدیلی بھی اس وقت عمل میں آئی۔ آزادی کے ساتھ ہی ملک کے دفاع کی کلیتاً ذمہ داری ملک کے کندھوں پر آ پڑی۔ اور دفاع کی پالیسی سے متعلقہ فیصلے ہماری حکومت کرنے لگی۔ اس سے پہلے یہ فیصلے برائے نام طور پر اس وقت کی ہند سرکار ہی کرتی تھی۔ لیکن حقیقت میں ان فیصلوں کی تحریک برطانیہ کے دفتر جنگ سے ہی ہوا کرتی تھی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہ فیصلے اس وقت کی حکومت کے نہیں بلکہ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کے فیصلے ہوا کرتے تھے۔

دفاع کے لئے سائنسی مشیر کا تقرر۔ وزارت دفاع کے لئے سائنسی مشیر کا تقرر جدید رجحانات کے لحاظ سے نہایت اہم ہے۔ مغربی ممالک کی اعلٰی جنگی کونسلوں میں سائنس کو آہستہ آہستہ اور جھجک جھجک کر داخل کیا گیا لیکن اس کے بعد سائنس کو اس کی جائز جگہ حاصل کرنے سے روکا نہیں گیا۔ اور آج امریکہ، برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک میں ہزاروں سائنس دان دفاعی تحقیقات کے کاموں پر مامور ہیں۔ ہند سرکار نے یہ تقرری عمل میں لا کر صرف ابتدا ہی کی ہے۔ سائنسی مشیر کی امداد کے لئے تینوں فوجوں اور دیگر وزارتوں کے سائنسدانوں اور ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اور دفاع کے لئے سائنسی پالیسی کا ایک بورڈ بھی قائم کیا گیا ہے جو سائنسی مشیر کو پالیسی کے بارے میں ہدایات دیتا ہے۔

مرکزی مجلس قانون ساز کے اختیارات۔ مرکزی مجلس قانون ساز نے اپنے ارکان کی ایک مستقل کمیٹی قائم کر رکھی ہے۔ جو وزارت دفاع کے کام اس کے مسائل اور مشکلات کا مطالعہ کرتی ہے۔ اور یہ دھیان رکھتی ہے کہ وزارت دفاع ان سے نپٹنے کے لئے کیا تجاویز اختیار کرنا چاہتی ہے۔ وزارت دفاع اس کمیٹی کو تمام متعلقہ واقعات اور اطلاعات سے پوری طرح باخبر رکھتی ہے۔ اور اس کو اپنے اعتماد میں لیتی ہے۔ اس لئے اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ مجلس قانون ساز کو اپنی اس کمیٹی کی معرفت وزارت دفاع کے کاموں میں مؤثر دخل دینے کا موقعہ ملتا ہے۔

ملک کی تقسیم کے بعد پچھلے اٹھارہ ماہ کے عرصہ میں وزارت دفاع کو مختلف مسائل سے دوچار ہونا پڑا جن سے کامیابی سے نپٹنا

ہندوستان پن بجلی اور حرارت پیدا کرنے کی مشینیں تیار کریگا

ہندوستان کے انجینیروں کے سامنے شری اے این کھوسلہ کی صدارتی تقریر

ملک کی روز افزوں ضروریات کے پیش نظر بیرونی ممالک سے درآمد کرنے کی بجائے بجلی کی مشینیں اور دیگر متعلقہ چیزیں اب ہندوستان میں تیار کی جائیں گی۔ دریاؤں پر بند باندھنے سے ایک سو کروڑ روپیہ سالانہ خرچ آئے گا۔ مگر اس سے خوراکی اجناس کی پیداوار میں کافی اضافہ ہوگا۔ یورپ اور امریکہ کے مقابلے میں ہندوستان کی پانی سے بجلی پیدا کرنے کی طاقت بہت زیادہ ہے۔ اور اس طاقت کو کام میں لانے سے ہمارے بیشتر مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے معدنی ذخائر سے بھی ہمارے ملک کی ترقی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ یہ اس تقریر کا خلاصہ ہے۔ جو شری کھوسلہ نے ناگپور میں کی۔ پورا مضمون ذیل میں درج ہے۔

۲۲ جنوری ۱۹۴۹ء کو ناگپور میں انسٹی ٹیوشن آف انجینیرز (انڈیا) کے سالانہ جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے شری اے این کھوسلہ (حکومت ہند کے کنسلٹنگ انجینیر موڈ "سنٹرل واٹر پاور" کے چیئرمین) نے اپنی صدارتی تقریر میں بتایا کہ حکومت ہند نے پن بجلی اور حرارت پیدا کرنے والی مشینیں ہندوستان میں ہی تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

شری کھوسلہ نے بتایا کہ بجلی کی مشینوں اور اس کے لوازمات کی کثیر مقدار بیرونی ممالک سے درآمد کی جاتی ہے۔ اس لئے ان چیزوں کو ہندوستان ہی میں تیار کرنا اشد ضروری ہے۔ اور اس سے اقتصادی تحفظ کے علاوہ ملک کی ہنگامی ضروریات بھی پوری ہو سکیں گی۔

دریاؤں پر بند باندھنے کے سلسلہ میں آپ نے کہا کہ بھاکڑا، ہیرا کُنڈ، دامودر، رہند، تنگ بھدرا کے بندوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ مذکورہ اور دیگر زیر غور منصوبوں کی تعمیر کے لئے تقریباً ایک سو کروڑ روپیہ سالانہ کئی سال تک خرچ کرنا پڑے گا۔ لیکن اس خرچ کے مقابلہ میں خوراکی اجناس کی پیداوار میں کافی اضافہ ہو جائے گا۔ اس کی قیمت اس خرچ سے کئی گنا زیادہ ہوگی۔ اس کے علاوہ کئی لاکھ کلو واٹ پن بجلی تیار ہو سکے گی۔ اور زمین کے ایک وسیع رقبہ کو سیلابوں کے زد سے بچایا جا سکے گا۔

ہندوستان کے بنیادی مسائل

ہندوستان اس وقت خوراک اور سستی بجلی کے مسائل سے دوچار ہے۔ اور ہماری آئندہ کی ترقی ان مسائل کے حل پر منحصر ہے۔ کیونکہ خوراکی اجناس کی درآمد سے تقریباً سو کروڑ روپیہ سالانہ بیرونی ممالک کی نذر ہو جاتا ہے۔ ہندوستان میں پینتالیس کروڑ ایکڑ قابل زراعت زمین ہے۔ لیکن صرف ۳۰ کروڑ ایکڑ زمین پر مختلف فصلوں کی کاشت کی جاتی ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ کھاد کی کمی اور بے ڈھنگ کاشتکاری کی وجہ سے پیداوار بھی کم ہے۔

بہت سے مسائل کا حل۔ پانی

آگے چل کر شری کھوسلہ نے بیان کیا کہ ہمارے بہت سے مسائل کا حل پانی ہے۔ کیونکہ زمینوں کی آبپاشی۔ گھریلو زندگی۔ پن بجلی کی پیداوار، صنعت۔ زراعت۔ کھاد غرضیکہ بہت سی چیزوں کا انحصار اسی پانی پر ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں پانی کا تحفظ اور پانی کے وسائل کا استعمال بہت اہم اور ضروری مسئلہ بن جاتا ہے۔ اگرچہ پانی کے بارے میں قدرت اس ملک پر غیر معمولی طور پر شفیق ہے۔ لیکن تقریباً چھ فیصدی پانی سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اور ۹۴ فیصدی پانی سمندروں میں بیکار چلا جاتا ہے۔

یورپ اور امریکہ کے مقابلہ میں ہندوستان کی پانی سے بجلی بنانے کی طاقت بہت زیادہ ہے۔ بجلی تیار کرنے کے واسطے کوئلہ اور

ایندھن درکار ہے۔ اور ہندوستان کے یہ وسائل کسی قدر محدود ہیں لیکن ان کے برعکس ہندوستان کے پانی کے وسائل غیر محدود اور کثیر ہیں۔ لہٰذا پانی سے طاقت حاصل کرنے کے کام کو ترقی دینا بہت ہی سود مند ہوگا۔

ہندوستان کے معدنی ذخائر - ہندوستان کے بہت سے معدنی وسائل کو ابھی چھوا بھی نہیں گیا ہے۔ اور فولاد کی پیداوار موجودہ ضروریات کا ایک عشر عشیر ہے۔ اور ترقی کی نئی اسکیموں کے بروئے کار آنے کے باعث یہ ضروریات اور بھی زیادہ ہو جائیں گی۔ المونیم کی پیداوار بہت ہی کم ہے تانبہ بھی کمیاب ہے جس کی بن بجلی کی منصوبہ بندیوں کے سلسلہ میں ہزاروں میل لمبی تار تیار کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس سلسلہ میں شری کھوسلہ نے سوئٹزرلینڈ کی مثال پیش کی۔ اس چھوٹے سے ملک نے معدنی وسائل کی کمی کے باوجود پانی کے ذرائع سے فائدہ اٹھا کر ایک عظیم صنعتی ترقی حاصل کی۔

تحقیق اور ایجاد کے متعلق شری کھوسلہ نے کہا کہ اب تک ہم بیرونی تحقیقات اور ایجادوں پر بھروسہ کرتے رہے ہیں لیکن اب ہمیں اس صورت حال کو بدل دینا چاہیئے۔ اور تحقیق و ایجاد کے میدان میں سرگرمی سے گامزن ہو جانا چاہیئے۔

آخر میں شری کھوسلہ نے کہا کہ اب انجنیئری کے پیشہ کی آزمائش کا وقت ہے۔ تخلیقی قابلیت اور ذہانت کے واسطے میدان موجود ہے۔ کیونکہ آزادی نے بہت سی رکاوٹوں کو ہمارے سامنے سے ہٹا دیا ہے۔ اب انجنیئروں کو چاہیئے کہ اپنے ارد گرد کے عوام کی زندگیوں میں دلچسپی لیتے ہوئے ہندوستان کی تعمیر میں سرگرمی سے حصہ لیں۔

ہند میں رات کی ہوائی ڈاک کا سلسلہ

ہز ایکسیلنسی شری منگلداس پکواسا گورنر سی۔ پی نے ۲۴ جنوری کی رات کو سونے گاؤں کے ہوائی اڈہ پر رات کی ہوائی ڈاک کے سلسلہ کا افتتاح کیا۔ سوا دس بجے رات ایک پجاری کے ہمراہ آپ ہوائی جہاز کی سیڑھیوں پر چڑھے۔ پجاری ایشور کی تعریف کے منتر پڑھ رہا تھا۔ گورنر سی۔ پی نے ہوائی جہاز کے دروازہ سے بندھے ہوئے فیتے کو کاٹ کر دروازہ کھول دیا۔ ایک پھولوں کا ہار ہوائی جہاز پر چڑھایا اور ہوائی ڈاک کا پہلا تھیلا ہوا باز کے حوالہ کیا۔ اس طرح رات کی ہوائی ڈاک سروس کا افتتاح کیا گیا۔ اس تقریب میں بہت سے معزز حاضرین نے شرکت کی۔ جن میں آنریبل رفیع احمد قدوائی وزیر رسل و رسائل ہند سرکار۔ آنریبل شری خورشید لعل نائب وزیر رسل و رسائل۔ صوبائی وزیر اور ناگپور کے سرکردہ شہری شامل تھے۔

گورنر سی۔ پی نے اس موقعہ پر ایک مختصر تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ عامہ آدمی کی حیثیت میں اپنی ڈاک کے جلد منزل مقصود پر پہنچنے میں دلچسپی ہے۔ اس لئے میں اس سروس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ کوئی سروس خواہ سرکاری ہو یا پرائیویٹ ہو۔ لوگوں کی خدمت کے لئے ہی ہونی چاہیئے۔ ہند سرکار نے اسی جذبہ کے زیر تحت یہ سروس جاری کی ہے آپ نے اس کی کامیابی کے لئے دعا کی اور اسے جاری کرنے والوں کو مبارکباد دی۔

شری قدوائی نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ہند سرکار بہت دیر سے رات کو ڈاک پارسل اور مسافروں کو لے جانے والے ہوائی جہاز چلانے پر غور کر رہی تھی لیکن بعض وجوہ سے اسے جاری کرنے میں دیر ہوتی گئی۔ آخر کار مسافروں کو لے جانے کی تجویز ترک کر دینی پڑی انڈین اوورسیز ایئرویز نے ہوائی ڈاک اور پارسل لے جانے کی خدمت سرانجام دینے کی پیشکش کی اور موجودہ نرخوں سے بھی ۲۵ فی صدی کم شرح لینا منظور کر لیا۔ اس سکیم پر بڑا بھاری خرچ آئے گا۔ اس لئے اس کی کامیابی کے بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ حکومت ان اخراجات کو زیادہ سے زیادہ گھٹانے کی کوشش کریگی۔

اگر یہ تجویز کامیاب رہی تو دوسرے ہوائی راستوں پر بھی یہ سروس شروع کر دی جائے گی۔

پیشتر ازیں کمپنی مذکور کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین نے گورنر کا استقبال کیا اور ہند سرکار کا شکریہ ادا کیا۔ کہ انھوں نے یہ کام کمپنی کے سپرد کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے کمپنی نے یہ کام صرف لوگوں کی خدمت کی خاطر اپنے ذمہ لیا ہے۔

سرکاری ملازموں کے مہنگائی الاؤنس

یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے دس روپیہ ماہوار کا اضافہ

ہندسرکار نے فیصلہ کیا ہے کہ ڈھائی سو روپے ماہوار تک تنخواہ پانے والے تمام سرکاری ملازمین کا مہنگائی الاؤنس دس روپے ماہوار یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے بڑھا دیا جائے ۔ ہندوستانی سرکاری ریلوے کے ملازمین جو نقد مہنگائی الاؤنس حاصل کرتے ہیں وہ بھی اس اضافہ سے مستفید ہونگے ۔

ہندسرکار نے ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء کو اپنے اس فیصلہ کا اعلان کیا تھا ۔ کہ مرکزی تنخواہ کمیشن نے سرکاری ملازموں کی تنخواہوں اور مہنگائی الاؤنس کے ایک جیسے سکیل مقرر کرنے کے بارے میں جو سفارشات کی ہیں ۔ ان کے مطابق بنیادی تنخواہوں کا معیار منظور کر لیا گیا ہے ۔ ان سفارشات کے مطابق ایک مزدور کنبہ کی کم از کم اُجرت اس وقت کے ضروریات زندگی کے اشاریہ کے مطابق مقرر کی گئی تھی ۔ اور ۲۱ برس سے کم عمر کے غیر تربیت یافتہ مزدوروں کے علاوہ باقی سب کی کم از کم اُجرت ۵۵ روپے مقرر کی گئی تھی ۔ جس میں سے ۳۰ روپے بنیادی تنخواہ کے اور ۲۵ روپے مہنگائی الاؤنس کے تھے ۔ بنیادی تنخواہ کی حدود ۵۰ روپے سے ۱۰۰ روپے تک اور مہنگائی الاؤنس کی حدود ۲۵ روپے سے ۱۰۰ روپے تک رکھی گئیں ۔

اس وقت یہ کہا گیا تھا ۔ کہ کمیشن کی سفارش کے مطابق ہر چھ ماہ کے بعد اس فیصلہ پر نظر ثانی کی جائے گی ۔ ضروریات زندگی کی قیمتوں کے اشاریہ میں ۲۰ پوائنٹ کے اتار چڑھاؤ ہونے پر مہنگائی الاؤنس میں مناسب تبدیلی کرنا ضروری ہوگا ۔

سال ۱۹۴۸ء کے پہلے نو ماہ میں قیمتوں میں جو اضافہ ہوا اس کی وجہ سے بار بار بڑے اصرار سے یہ مطالبہ کیا جاتا رہا ۔ کہ مرکزی تنخواہ کمیشن کی سفارشات کے مطابق مہنگائی الاؤنس پر نظر ثانی کی جائے ۔ گزشتہ تین ماہ سے ہندسرکار اس مطالبہ پر بڑی توجہ سے غور کر رہی ہے ۔ حکومت یہ مانتی ہے کہ قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے مزدوروں کو دقت کا سامنا ہے

لیکن مہنگائی الاؤنس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اسے اپنی مالی حالت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے ۔ ضروریات زندگی کی قیمتوں کے اشاریہ کے مطابق مہنگائی الاؤنس میں پورا پورا اضافہ کرنے کا امکان خارج از بحث ہے ۔ کیونکہ اس سے حکومت کے عام اور ریلوے بجٹ میں بہت بڑا اضافہ ہوتا اور افراط زر کی مشکلات اور زیادہ بڑھ جاتیں ۔ ہندسرکار عام لوگوں کے مفاد کی خاطر افراط زر کی روک تھام کرنا اپنا لازمی فرض خیال کرتی ہے ۔ یہ امر بھی مشکوک تھا ۔ کہ آیا ان امور کے پیش نظر کوئی اضافہ کرنا منظور بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں ۔ لیکن ہندسرکار تمام امور پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے ۔ کہ قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے سرکاری ملازموں کے جن طبقوں کو بہت زیادہ تکلیف پہنچی ہے ۔ ان کو ریلیف بہم پہنچانا نہایت ضروری ہے ۔

اس لئے ہندسرکار نے فیصلہ کیا ہے ۔ کہ ریلوے ملازمین کے سوائے ہندسرکار کے ماتحت تمام ایسے سرکاری ملازم جن کی بنیادی تنخواہ یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو ۲۵۰ روپے ماہوار سے کم تھی ان کے مہنگائی الاؤنس میں دس روپے ماہوار کا اضافہ کر دیا جائے ۔

ہندوستان کی سرکاری ریلوں کے وہ ملازمین جو اس وقت وہی مہنگائی الاؤنس حاصل کر رہے ہیں جو مرکزی حکومت کے ملازموں کو ملتا ہے ۔ ان کو مذکورہ بالا اضافہ حاصل کرنے کا حق ہوگا ۔ جو ریلوے ملازم اناج کی دوکانوں کی مراعات حاصل کر رہے ہیں ۔ ان کو پانچ روپے ماہوار کا اضافہ دیا جائے گا ۔

لیکن ان کو ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء تک ایک اور موقعہ دیا جائے گا کہ اناج کی دو کانوں کی مراعات کے بدلے پورا مہنگائی الاؤنس حاصل کرنا منظور کرلیں۔ اس صورت میں ان کو وہی مہنگائی الاؤنس ملے گا - جو دیگر ملازموں کو ملتا ہے - اور اس کے ساتھ ہی ان کو وہی یکمشت رقوم حاصل کرنے کا بھی حق ہوگا - جو ان کو یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے پہلے اناج کی دو کانوں کی مراعات ترک کر دینے کی صورت میں ہوتا -

مہنگائی الاؤنس میں اس نئے اضافے کا اطلاق یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے ہوگا - ہند سرکار کو علم ہے - کہ مہنگائی الاؤنس میں جو اضافہ منظور کیا گیا ہے - اس سے مرکزی حکومت بشمول ریلوے کے خزانہ پر بھاری بوجھ پڑے گا - لیکن قیمتوں کے بڑھ جانے کی وجہ سے سرکاری ملازموں کو تکلیف پہنچ رہی تھی - سرکار اسے دور کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ حد امکان تک کوشش کرنے کی خواہشمند رہی ہے - سرکار یہ توقع رکھتی ہے - کہ حکومت نے جو اقدامات اب تک کئے ہیں اور جو اقدامات وہ بہت جلد کرنے والی ہے ان سے نہ صرف قیمتوں میں کوئی مزید چڑھاؤ نہ ہوگا - بلکہ قیمتوں میں بتدریج کمی لائی جائے گی - سرکار یہ امید کرتی ہے کہ تمام سرکاری ملازم پیداوار بڑھا کر اور پیداوار بڑھانے میں رکاوٹ سست روی پیدا کرنے والی سرگرمیوں سے احتراز کر کے اس ضروری کام کی تکمیل میں حکومت کے ساتھ تعاون کرینگے -

ریلوے ترجیحات کے لئے ضابطہ کا اعلان

ہند سرکار کی وزارت ٹرانسپورٹ نے ریلوے ترجیحات کے لئے ۲ جنوری ۱۹۴۹ء کو نئے ضابطہ کا اعلان کیا ہے - اس کا اثر یہ ہوگا - کہ ہر ایک ریلوے ترجیحی آرڈر کی تعمیل کی جائیگی - اور جس مال کے لئے ایسا آرڈر دیا گیا ہوگا - اس کی روانگی یقینی ہو جائے گی - پچھلے دنوں اس بارے میں شدید نکتہ چینی ہوتی رہی ہے - کہ بعض حالات میں ترجیحی آرڈر کاغذی احکام بن کر رہ گئے تھے - کیونکہ کسی نہ کسی وجہ سے اس کے تحت روانگی کے لئے مال گاڑیاں کے ڈبے مہیا نہ کئے گئے - اب اس خامی کو دور کرنے کے لئے یہ نئی اسکیم بنائی گئی ہے تاکہ ترجیحی آرڈر کی یقینی تعمیل کرانے کے لئے مناسب طریق کار موجود ہو - چندماہ سے ریلوے ٹرانسپورٹ کے حالات خاص کر جنوبی ہند میں نمایاں طور پر اچھے ہو گئے ہیں - جنوبی ہند میں تینوں قسم کی ترجیحی اشیا کی بکنگ جاری ہے - باقی مقامات پر حالات قدرے بہتر ہو رہے ہیں - لیکن ابھی دقتیں موجود ہیں - حال کی جانچ پڑتال سے پتہ چلا ہے کہ بعض وجوہ سے ترجیحی احکام کی تعمیل نہیں ہوسکی - یا تو مال بھیجنے والا وقت پر مال پہنچانے سے قاصر رہا یا مال گاڑیوں کی قلت تھی - ترجیحی سرٹیفکیٹ کا اجرا اس امر کا ضامن نہیں تھا - کہ عملی طور پر مال کی روانگی ہوسکے گی - ترجیحی احکام کی عدم تعمیل کی وجہ سے مال بھیجنے والوں کو کافی دقتوں کا سامنا پڑتا رہا - اس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ مناسب وقت کے اندر ان احکام کی تعمیل کرانے کے لئے کوئی طریق کار موجود نہ تھا -

نئی سکیم کے ماتحت ریلوے ترجیحات کا ہر ایک علاقائی کنٹرولر تمام ترجیحی احکام کا سلسلہ وار رجسٹر رکھے گا - اور روزانہ یہ پڑتال کرتا رہے گا - کہ کونسی اشیا کے ترجیحی احکام کی تعمیل ۲۱ روز کے اندر اندر نہیں ہوئی ہے - اگر کسی معاملہ میں موقع پر معاینہ کی ضرورت پیش آئے گی تو معائنہ کرنے والے سٹاف کے ذریعہ ضروری تحقیقات کرائی جائے گی - اور اس تحقیقات کی رپورٹ سے اگر یہ پایا جائے گا - کہ ترجیحی آرڈر کی تعمیل میں مال کی روانگی ایسی وجوہات سے عملی طور پر نہیں ہوسکی - جو مال بھیجنے والے کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں تو وہ خود بخود ہی ترجیحی آرڈر کی مزید تین ہفتوں کے لئے تجدید کر دے گا -

ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل نے شری سری پرکاش کو سر اکبر حیدری مرحوم کی جگہ آسام کا گورنر مقرر کیا ہے - شری سری پرکاش اس وقت پاکستان میں ہند کے ہائی کمشنر ہیں

اپنا تعلق حقیقت کے سرچشمہ سے پیدا کیجئے

گاندھی جی کی پہلی برسی پر مس مورل لیسٹر کی تقریر

مس موریل لیسٹر نے ۳۰ جنوری ۱۹۴۹ء کی شب کو ۹ بجکر ۴۵ منٹ پر آل انڈیا ریڈیو سے جو تقریر نشر کی۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

سال گذشتہ اسی دن دنیا نے جتنے آنسو بہائے۔ ان کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ خدا تعالےٰ نے ہندوستانی قوم میں ایک ایسا پیغمبر مبعوث کیا جس کی پچھلی انیس صدیوں میں مثال نہیں ملتی۔ مغرب کے کٹر کلیسائی حلقوں نے بھی اس کی ولایت اور بزرگی کو تسلیم کیا ہے۔ شیطانی قوتوں کے لئے ان کی شکتی اس قدر خطرناک تھی۔ کہ ان قوتوں کیلئے گاندھی جی کو شہید کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔

پچھلے ہفتہ جے پور میں جو نمائش ہوئی ہے۔ اسے دیکھ کر پتہ چلتا ہے۔ کہ انہوں نے جس مقصد کا پرچار کیا تھا۔ اس پر لوگ پہلے سے بھی زیادہ عمل پیرا ہیں۔ لیکن خالی نقل سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمیں اپنا تعلق حقیقت کے اس سرچشمہ سے پیدا کرنا چاہئے جس سے خود گاندھی جی نے سرمایہ حیات حاصل کیا تھا۔

۱۹۳۱ء کی بات ہے۔ میں ان کے ساتھ سوئٹزرلینڈ میں سفر کر رہی تھی۔ ایک بار صبح سویرے سیر کے وقت گاندھی جی نے یورپ کے مشہور صلح پسند لیڈر پیرے سیرو سیول سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ کہ ایک رہبر کے جذبات ذاتی ترقی سے ملوث نہیں ہونے چاہئیں۔ اسے روپے طاقت شہرت یا اعلیٰ عہدوں کی تمنا نہیں ہونی چاہئے۔ اور اسے دن رات خدا تعالےٰ کی یاد میں مشغول رہنا چاہئے۔ سیرو سیول نے پوچھا۔ خدا سے آپ کی کیا مراد ہے۔ گاندھی جی نے کہا کہ سچائی خدا ہے۔ سچائی اور اہنسا اس تک پہنچنے کا راستہ ہے۔

ایک اور موقع پر انہوں نے کہا۔ کہ میں دن رات ہندوستان کی آزادی کے لئے کوشش کر رہا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں مشیت ایزدی یہی ہے۔ کہ ہر ملک آزاد ہو۔

گاندھی جی جذباتی قسم کے انسان نہیں تھے۔ اور ان کی نگاہ زندگی کے مزاحی پہلو تک ہمیشہ پہنچ جاتی تھی۔ جب آشرم میں ہم صبح چار بجے پرارتھنا کے لئے اٹھتے اور میں ان کے پاس سے گذرتی۔ تو انہیں کام کرتا دیکھتی۔ وہ اس وقت لکھ رہے ہوتے تھے۔ وہ بے پناہ لکھنے والے تھے۔ میری آنکھوں میں نیند ہوتی۔ اور میں آنکھیں ملتی کچھ سوتی کچھ جاگتی۔ ان کے پاس سے گذرتی۔ اور وہ اس وقت کوئی بہت ہی پُرلطف مذاق کرتے۔ اور ان کا یہ مذاق ان کی بیداری کا پتہ دیتا تھا۔

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ ان میں شرافت اور سختی کا امتزاج حقیقی پایا جاتا تھا۔ ان میں یہ امتزاج اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ وہ اپنے آپ کو ایک عام آدمی سمجھتے تھے۔ اور ہر وہ انسان جو اپنے آپ کو صرف خدا کے واسطے اس قسم کی تربیت دیتا ہے۔ اس قسم کا امتزاج پیدا کر سکتا ہے۔

جب اگست ۱۹۴۷ء میں گاندھی جی کو کلکتہ میں ہندو مسلم اتحاد کے دن امن قائم کرنے پر ہر طرف سے مبارکبادیوں کے تار اور خطوط آنے لگے تو گاندھی جی اس تعریف وتحسین سے پریشان ہو گئے۔ اور تنگ ہو کر انہوں نے کہا۔ میری تعریف نہ کرو۔ میرے اس جسم کو خدا تعالےٰ نے اپنی خدمت کا اعزاز بخشا ہے۔ اس میں میری تعریف کی تو کوئی بات نہیں ہے۔

اب جبکہ گاندھی جی کا مادی جسم خدا کی خدمت کے لئے اس دنیا میں موجود نہیں۔ تو کیا اب یہ ہمارا فرض نہیں ہو جاتا کہ ہم اپنے جسموں کو ایسی تربیت دیں۔ اور اسے راہِ خدا میں خدمت کے لئے پیش کر دیں۔

ہند میں ایران کے سفیر اور مختار خاص ہز ایکسیلنسی مسٹر موسے نوری اسفندیاری کو بھیجی جانے والی خط وکتابت نمبر ۱۰ البوکرک روڈ نئی دہلی کے پتہ پر ہونی چاہئے۔

مغربی جرمنی کے ساتھ تجارت کیلئے رعایات

جرمنی میں برطانیہ اور امریکہ کے مقبوضہ علاقوں کے لئے یکم دسمبر ۱۹۴۸ء سے برآمد کا ایک نیا ضابطہ نافذ ہے۔ اگرچہ جائنٹ ایکسپورٹ امپورٹ ایجنسی ایک سہ جماعتی ادارہ ہے۔ لیکن فرانسیسی علاقہ کا نظم ونسق ابھی تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا ہے۔ لہذا فرانسیسی علاقے کے لئے فی الحال یہ ضابطہ ناقابل عمل ہوگا۔ مگر جلد از جلد اس علاقہ میں بھی نافذ ہو جائے گا۔

نیا ضابطہ "منظوری" کے سخت گیر قاعدہ میں نرمی پیدا کرنے کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ اور اس طرح سے جرمنی کے کارخانہ داروں اور برآمدی تجارت کرنے والوں کو گذشتہ زمانہ کی فوجی یا جرمن کے محکمہ جات کی نگرانی کے مقابلہ میں اب زیادہ آزادی سے کاروبار کرنے کی اجازت ہوگئی ہے۔

نئے ضابطے کے بڑے بڑے اصول حسب ذیل ہیں:۔

"ہر وہ شخص جو برآمدی تجارت کا معاہدہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ "جائنٹ ایکسپورٹ امپورٹ ایجنسی" یا جرمنی کے حکام کو اطلاع دیئے بغیر ایسا کرسکتا ہے۔ لیکن جدول "اے" اور "بی" میں مندرجہ اشیا کی محدود فہرست کے لئے برآمدی معاہدے کی "منظوری" ابھی تک ضروری ہے۔

حاصل کردہ غیر ملکی تبادلہ (زر) کو ایک عام ذخیرہ میں جمع کیا جائے گا۔ اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے ہر برآمدی تاجر کو اپنے برآمدی مال کو "فارن ٹریڈ بینک" (آدمین ہینڈلز بینک) میں رجسٹر کرالینے کے بعد ثبوت میں ایک سرٹیفکیٹ حاصل کرنا چاہئے جس کا نام ایکسپورٹ کنٹرول ڈوکیمنٹ ہو۔ اور یہ "ایکسپورٹ کنٹرول ڈوکیمنٹ" ایکسپورٹ لائسنس کا کام دے گا۔ اور سرحد پر مال کے ساتھ بھی رہے گا۔

اس طرح سے برآمد پر نگرانی میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کسی حد تک حسب معمول برآمدی ضابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ اس نرمی کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے۔ کہ اب جرمن والے "ورلڈ مارکیٹ پرائس" کے حوالے کے بغیر برآمدی قیمت کے متعلق آزادی سے معاملات طے کرسکتے ہیں۔

جدول "اے" میں مندرجہ ذیل چند چیزیں ہیں جن کے لئے "جوائنٹ ایکسپورٹ۔ امپورٹ ایجنسی سے ایکسپورٹ کنٹرول ڈوکیومنٹ" حاصل کرنا ضروری ہے۔ یعنی مصنوعی کھاد۔ کچا لوہا۔ اشیاء خوراک اور بیج۔ عمارتی لکڑی۔ لوہے اور فولاد کی کترن۔ بجلی کا سامان۔ بیانی اور گیس اعلیٰ رفتار ٹیکنیکل بیرنگز۔ جہاز سازی اور مرمت کا سامان۔ قیمتی دھاتیں اور ٹھوس ایندھن وغیرہ۔

جدول "بی" میں مندرجہ ذیل محدود چیزیں درج ہیں۔ جن کے لئے ایکسپورٹ کنٹرول "ڈوکیومنٹ کی منظوری کی ضرورت ہے یعنی کپڑا بننے کا خام سامان۔ سوت۔ کھالیں اور چمڑا۔ بغیر کنٹرول کی کیمیاوی اشیا اور خام دوائیں۔ الولین۔ پنسلیں۔ اسٹریٹومیسن۔ تیل اور چربی۔ خالص موم۔ کشمش اور گوند۔ چمڑا کمانے کی اشیاء (لکڑی۔ چھال ست) خام ربڑ۔ الکحل۔ معدنی تیل۔ پیکسا ئیٹ۔ الومینیا۔ کاؤلین۔ اور دوسری کمیاب مٹی۔ سلیکا صاف کرنے کا سامان۔ لوہا اور اس کے اجزائے ترکیبی۔ خام اور نیم تیار ڈھلی ہوئی اشیا۔ غیر آہن آمیز دھاتیں اور دوسری کیمیاوی دھاتیں۔ صنعتی جواہرات۔ خاص مشروط مشینیں۔ ہر قسم کے اخباری کاغذ کے لئے میکانکی اور کیمیاوی گودا۔ اور کاغذوں کے متعلق سامان۔

فرانسیسی مقبوضہ علاقہ کے لئے برآمد کا ضابطہ۔ برآمد کے نئے ضابطہ کے اجرا کے ساتھ ہی فرانسیسی علاقہ کے حکام نے کنٹرول میں نرمی پیدا کرنے کے اقدامات اختیار کئے ہیں۔ اور "جوائنٹ ایکسپورٹ امپورٹ ایجنسی کے مقابلہ میں ان کی دفعات میں زیادہ احتیاط برتی گئی ہے۔ جدید ہدایات کے تحت جرمن برآمدی تاجر غیر ملکی گاہک سے براہ راست معاملہ طے کرسکتا ہے لیکن ہر صورت میں بھی انہیں اپنے معاہدے ادائیگی کی شرطوں کی جانچ پڑتال اور آخری منظوری کے لئے بیڈن براتخ آفس میں پیش کرنے پڑیں گے۔

شرنارتھیوں کی آگاہی کیلئے ضروری اعلان

قرضہ یا روزگار وغیرہ کی درخواستیں کیسے داخل کی جائیں

قرضوں - ملازمت اور اندراج نام کے لئے سینکڑوں شرنارتھیوں کی درخواستیں آج کل غلط طور پر ہند سرکار کی وزارت امداد و بحالیات کے دفتر میں موصول ہوتی ہیں جس سے کام غیرضروری طور پر بڑھ جاتا ہے - اس لئے عام متعلقہ اشخاص کی آگاہی کے لئے مندرجہ ذیل ضابطہ کا اعلان کیا جاتا ہے -

ہند سرکار نے قرضوں کی جو سکیمیں منظور کی ہیں - ان پر عملدرآمد متعلقہ صوبائی ریاستی اور مقامی حکومتیں ہی کرتی ہیں - اس لئے پانچ ہزار روپیہ تک قرضہ حاصل کرنے کی درخواستیں یا قرضوں کی ادائیگی میں تاخیر یا ان کی عدم ادائیگی کی شکائتیں متعلقہ صوبائی یا ریاستی یا مقامی حکومتوں کو بھیجی جانی چاہئیں جہاں درخواست کنندہ رہتا ہو - درخواستیں اسی ضابطہ کے مطابق دی جانی چاہئیں - جو ان حکومتوں نے قرضہ کی درخوستوں کے لئے مقرر کر رکھا ہے - عام قاعدہ یہ ہے کہ قرضے افراد کو نہیں دیئے جاتے ہیں - بلکہ امداد باہمی کی انجمنوں کو دیئے جاتے ہیں -

پانچ ہزار روپیہ سے زیادہ قرضہ حاصل کرنے کی درخواستیں چیف ایڈمنسٹریٹر بحالیات کے مالی نظم و نسق کے محکمہ کو تھیٹر کمیونیکیشن بلڈنگ - کناٹ پلیس نئی دہلی کے پتہ پر بھیجی جائیں - یہ محکمہ ایک خود مختار ادارہ ہے - اور مقررہ فارموں پر درخواستوں کی نقول براہ راست ہی بھیجی جانی چاہئیں - درخواستوں کا فارم ایڈمنسٹریشن کے دفتر واقعہ دہلی یا شملہ - بمبئی - اور کلکتہ میں واقع اس کے برانچ آفس یا لکھنؤ میں واقع اس کے سب آفس یا اضلاع اور صوبائی حکام سے جہاں کہیں درخواست کنندہ رہتا ہو - ایک آنہ فی فارم کے حساب سے حاصل کیا جا سکتا ہے -

جو شرنارتھی طلبا اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لئے مالی امداد چاہتے ہوں - وہ اپنی درخواستیں اس صوبائی - ریاستی یا مقامی حکومت کو دیں - جہاں طلبا کے والدین یا سرپرست رہائش رکھتے ہوں سندھ - شمال مغربی سرحدی صوبہ اور بلوچستان سے آنے والے بے گھر سرکاری ملازم وزارت داخلہ کے ٹرانسفر بیورو یا ہند سرکار کی اس وزارت کو درخواستیں دیں - جو اس محکمہ سے متعلق ہو - جس میں تقسیم ملک سے پہلے درخواست کنندگان کام کیا کرتے تھے -

وہ شرنارتھی جو سرکاری ملازم نہ تھے - اپنی آبادکاری کے لئے روزگار کی مقامی تبادلہ گاہوں سے رجوع کریں - اعلےٰ قابلیت رکھنے والے شرنارتھی اپنی درخواستیں سپیشل ایمپلائمنٹ بیورو محکمہ بحالیات و روزگار گوردوارہ روڈ نئی دہلی کو بھیجیں -

شرنارتھی اُستادوں کو چاہئے کہ وہ ملازمت حاصل کرنے کے لئے ہند سرکار کی وزارت تعلیم کو درخواستیں دیں - ایسی درخواستیں وزارت امداد و بحالیات کو بھیجنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا - کیونکہ وزارت امداد و بحالیات اس بارے میں ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتی -

جو ہندوستانی اس وقت تک برما لنکا میں رہتے ہیں - وہ مالی امداد اور روزگار کے لئے درخواستیں دیتے ہیں - وزارت امداد و بحالیات ایسے ہندوستانیوں کی امداد و بحالیات سے کوئی تعلق نہیں رکھتی ہے -

شرنارتھیوں کے ناموں کا اندراج اور انکے کلیم کا اندراج اب بند کر دیا گیا ہے جو شرنارتھی اپنی ان جائدادوں کے بارے میں کرتے ہیں جنھیں وہ پاکستان میں چھوڑ آئے تھے یا جو وہاں ضائع ہو گئی تھی - اس لئے اب اس بارے میں وزارت امداد بحالیات یا صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو درخواستیں بھیجنا بے سود ہے -

شرنارتھیوں کے لئے روزگار کا انتظام

اسپیشل ایمپلائمنٹ بیورو نے آخر دسمبر ۱۹۴۸ء تک ۲۲۵۹ اعلیٰ تعلیم یافتہ شرنارتھیوں کا اندراج کیا۔ مذکورہ تعداد میں وکیل۔ ڈاکٹر۔ پروفیسر۔ اسکول ماسٹر۔ اخبار نویس۔ انجینئر۔ ماہرین فن عمارت۔ اکاؤنٹنٹ ماہرین اعداد و شمار۔ تجارت۔ اقتصادیات اور سائنس کے گریجویٹ۔ ماہرین حیوانات۔ علم جراثیم کے ماہرین۔ فیکٹریوں کے مینیجر۔ ٹیکنیکل اور علمی لیاقت رکھنے والے۔ اور انتظامی تجربہ رکھنے والے اشخاص شامل ہیں۔ اس تعداد میں سے ۲۳۵ اشخاص کو (جن میں ۲۳ عورتیں بھی شامل ہیں) آخر دسمبر ۱۹۴۸ء تک روزگار سے لگایا گیا۔

وزارت امور داخلہ کو اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ اسپیشل ایمپلائمنٹ بیورو میں رجسٹری شدہ تقریباً ایک سو نوجوان وکیل اور گریجویٹوں کو تربیت پانے والوں کی حیثیت سے لے تاکہ حکومت ہند کے مختلف محکموں میں انھیں اسسٹنٹ مقرر کیا جاسکے۔ انھوں نے اپنی تربیت مکمل کر لی ہے اور ملازمت بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اسپیشل ایمپلائمنٹ بیورو اعلیٰ تعلیم یافتہ امیدواروں کی فہرستیں صوبائی اور ریاستی حکومتوں۔ مرکزی حکومت کی وزارتوں اور بڑی بڑی فرموں کو وقتاً فوقتاً بھیجتی رہتی ہے۔

مارچ ۱۹۴۸ء میں وزارت امداد و بحالی نے اسپیشل ایمپلائمنٹ بیورو کو اس لئے قائم کیا کہ پاکستان سے آئے ہوئے اعلیٰ تعلیم یافتہ شرنارتھیوں (جو سرکاری ملازمت میں نہ تھے) کو روزگار دلانے کا ذریعہ ہو۔ جولائی ۱۹۴۸ء میں یہ بیورو وزارت لیبر کے تحت ڈائرکٹر جنرل آف ریسٹلمنٹ اینڈ ایمپلائمنٹ کے سپرد کر دیا گیا۔

اسپیشل ایمپلائمنٹ بیورو سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے پیش نظر ڈائرکٹریٹ جنرل کے ایما سے ایمپلائمنٹ کوآرڈینیشن کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ ملازمت پر تقرر کرنے والے تمام مرکزی حکام کو ہدایت کر دی جائے کہ خالی آسامیوں کو پُر کرنے کے بارے میں وزارت امور داخلہ کے ٹرانسفر بیورو۔ اسپیشل ایمپلائمنٹ بیورو۔ اور روزگار کی تبادلہ گاہوں کو لکھیں

شرنارتھیوں کیلئے تقریباً نصف کروڑ روپیہ قرضہ

بحالیات کے مالی ادارہ نے شرنارتھیوں کو کاروبار اور صنعتی کاموں کے لئے اس وقت تک قریباً نصف کروڑ روپیہ قرضہ دینا منظور کیا ہے۔ اب تک سب سے زیادہ رقم کا قرضہ ایک لاکھ روپیہ پوربی پنجاب میں ایک کوآپریٹو ٹرانسپورٹ سوسائٹی کو دینا منظور کیا گیا ہے۔ شرنارتھیوں کی ایک اور فرم کو پچاس ہزار روپیہ منظور کیا گیا ہے۔ اوسطاً فی درخواست ۱۳،۵۰۰ روپیہ قرضہ دیا گیا۔

عام قاعدہ یہ ہے کہ کسی کاروبار یا صنعت کو چلانے کے لئے کم سے کم جتنے روپیہ کی ضرورت ہے۔ صرف وہی رقم اسے قرضہ دی جاتی ہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو امداد دی جاسکے۔ اب تک کپڑے کے کاروبار کپڑے چھاپنے وارنش اور پینٹ تیار کرنے کی صنعتوں بجلی کے سامان اپنہاری اور انگریزی دوائیوں کی دوکانوں۔ ٹھیکیداری کے کام۔ ٹرانسپورٹ موٹر کاروں کے کاروبار۔ فولاد کی اشیا بنانے۔ کمبلوں کے سامان تیار کرنے۔ برف کے کارخانے۔ چھاپہ خانے۔ ریشمی اور سوتی کپڑے بننے۔ آٹا اور تیل نکالنے کی مشین وغیرہ لگانے کے لئے قرضے دئے گئے ہیں۔ کوئی قرضہ دیتے وقت یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ اس سے کتنے شرنارتھیوں کو فائدہ پہنچیگا۔ ایک ٹرانسپورٹ کمپنی کو جو ایک لاکھ روپیہ قرض دیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ ۹۸ اشخاص تو اس سے براہ راست مستفید ہونگے اور ۲۰۰ آدمیوں اور ان کے کنبوں کو اس سے بالواسطہ فائدہ پہنچیگا۔ یا دیگر الفاظ میں پانچ افراد کا ایک کنبہ شمار کرتے ہوئے قریباً ۱۵۰۰ شرنارتھی اس قرضہ سے مستفید ہونگے۔ اسی طرح ایک اور فرم کو جو پچاس ہزار روپیہ قرضہ دیا گیا ہے۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ اس سے ۲۰۰ شرنارتھیوں کو فائدہ پہنچے گا۔

اس ادارہ کا ہیڈ کوارٹر دہلی میں ہے۔ اس کی شاخیں شملہ۔ کلکتہ اور بمبئی میں ہیں۔ لکھنؤ میں اس کا ایک سب آفس ہے۔ توقع ہے کہ عنقریب اس کی شاخیں صوبہ سی پی اور راجستھان یونین میں بھی کھول دی جائینگی۔

دہلی میں شرنارتھیوں کو قطعات زمین کی الاٹمنٹ

شرائط و ضوابط کا اعلان کر دیا گیا

ضلع دہلی کے شرنارتھیوں کو چھوٹے قطعات زمین اور دوکانوں کی جگہ الاٹ کرنے کی بہت سی اسکیموں پر غور کیا جا رہا ہے۔ اور امید ہے کہ یہ بہت جلد مکمل ہو جائیں گی۔ دہلی کے چیف کمشنر بڑے بڑے قطعات اور ویسٹرن ایکسٹنشن ایریا (مغربی توسیع کا علاقہ) کے قطعات زمین کے لئے جلد ہی ٹنڈر طلب کرنے والے ہیں مختلف اسکیموں کے تحت بڑے اور چھوٹے پلاٹوں کو پٹہ پر دینے کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور عام اطلاع کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں۔

چھوٹے پلاٹ (رقبہ ۶۰ فٹ ۳۰ فٹ) اور دوکانوں کی جگہ۔

(الف) پہلے پانچ سال تک صرف زمین کا ہی کرایہ لیا جائے گا۔ جو زمین کی لاگت اور درستگی کے خرچہ پر سرکاری شرح سود (۳ فیصدی) کے حساب سے مقرر کیا جائے گا۔

(ب) مذکورہ بالا کرایہ زمین کے علاوہ بعد کے ۱۵ برسوں میں زمین کی لاگت اور درستگی کا خرچہ برابر کی ۱۵ قسطوں میں وصول کیا جائیگا۔

(ج) اکیسویں سال کرایہ زمین کے پٹہ کی بازاری رائج قیمت کے حساب سے تجدید کی جائے گی۔

(د) پہلے ۲۰ سال میں پٹہ ناقابل انتقال ہوگا اس کے بعد پٹہ کو منتقل کیا جا سکے گا لیکن پہلا حق حکومت کا ہوگا۔

ان سکیموں کے تحت شرنارتھیوں کو چھوٹے پلاٹوں اور دوکانوں کی جگہوں کا جو کرایہ دینا پڑے گا۔ اس کا نرخ درج ذیل ہے۔

شادی پورہ۔ چھوٹے پلاٹ۔ پہلے پانچ سال۔ کرایہ زمین ۲۶ روپیہ فی سال۔

بعد کے ۱۵ سال۔ کرایہ زمین ۲۶ روپیہ فی سال اور اس کے ساتھ ۹-۱۰-۱۸۶ روپیہ زمین کی لاگت اور درستگی کا خرچہ (کل میزان دو سو بارہ روپیہ دس آنہ نو پائی)

دوکانوں کی جگہ۔ پہلے پانچ سال۔ کرایہ زمین ۱۵ روپیہ فی سال

بعد کے ۱۵ سال۔ کرایہ زمین ۱۵ روپیہ فی سال اور اس کے ساتھ ۳۳ روپیہ ۵ آنے ۴ پائی فی سال زمین کی لاگت اور درستگی کا خرچہ (کل میزان اڑتالیس روپیہ پانچ آنہ چار پائی)

ملکہ گنج۔ چھوٹے پلاٹ۔ پہلے پانچ سال۔ کرایہ زمین ۵۷ روپیہ فی سال۔

بعد کے ۱۵ سال۔ کرایہ زمین ۵۷ روپیہ فی سال اور اس کے ساتھ ۱۲۶ روپیہ ۱۰ آنے ۹ پائی فی سال زمین کی لاگت اور درستگی کا خرچہ (میزان کل ۱۸۳ روپیہ ۱۰ آنے ۹ پائی)

دوکانوں کی جگہ۔ پہلے پانچ سال۔ کرایہ زمین ۱۵ روپیہ فی سال

بعد کے ۱۵ سال۔ کرایہ زمین ۱۵ روپیہ فی سال اور اس کے ساتھ ۳۳ روپیہ ۵ آنے ۴ پائی فی سال زمین کی لاگت اور درستگی کا خرچہ (کل میزان ۴۸ روپیہ ۵ آنے ۴ پائی)

نظام الدین۔ اس سکیم کے اعداد و شمار بعد میں شائع کئے جائینگے

بڑے پلاٹ اور ویسٹرن ایکسٹنشن کے پلاٹ۔

(الف) پلاٹ پریمیم اور کرایہ زمین (جو پریمیم کے ۲½ فیصدی کے حساب سے مقرر کیا جائے گا) ادا کرنے پر ۹۹ سال کے پٹہ پر دیئے جائیں گے۔

(ب) کرایہ کی ساٹھ سالہ مدت میں ۱۰ سال، ۲۰ سال اور ۴۰ سال کے بعد کرایہ زمین اور پٹہ پر نظر ثانی کی جا سکے گی۔ پہلی مرتبہ نظر ثانی میں کرایہ کا اضافہ اصلی کرایہ کے ۵۰ فیصدی سے زیادہ نہ ہوگا اور بعد کی نظر ثانیوں میں گذشتہ نظر ثانی کے مقررہ کرایہ کے ۵۰ فیصدی سے زیادہ نہ بڑھایا جائے گا۔

پریمیم مندرجہ بالا مخصوص قیمتوں کے طور پر مقرر کر دیا گیا۔ اور اس کے لئے ٹنڈر طلب کئے جائیں گے۔

کشمیر میں رائے شماری کے بارے میں غیر ضروری بحث

متحدہ اقوام کے کمیشن کے ۱۳۔ اگست والے ریزولیوشن اور رائے شماری کے بارے میں ۵ جنوری کی ضمنی تجاویز کی وضاحت میں حکومت پاکستان نے ۲۱ جنوری کو ایک کمیونک جاری کیا ہے۔

رائے شماری کے موضوع پر کمیشن کی آخری تجاویز کے بارے میں نئی دہلی میں وزیر اعظم شری جواہر لال نہرو اور ہز ایکسیلینسی ڈاکٹر لوزانو اور اُن کے رفقائے کار کے درمیان جو بات چیت ہوئی تھی ہند سرکار کی طرف سے ۱۳ جنوری کو اسے دو یادداشتوں میں شائع کیا گیا۔ انہیں دو یادداشتوں کی بنا پر ہند سرکار نے رائے شماری کے بارے میں کمیشن کی تجاویز منظور کیں۔ ڈاکٹر لوزانو اور انکے رفقائے کار ان سے متفق تھے۔ گذشتہ دسمبر میں کمیشن کے ہمراہ مسٹر ٹرگوئی لی کے ذاتی نمائندہ مسٹر کالین نے پاکستان کو بھی ان یادداشتوں سے روشناس کیا۔ اس کے بعد نیویارک سے بذریعہ تار ان یادداشتوں کا ایک خلاصہ موصول ہونے پر ہندوستان کے اخباروں میں شائع ہوا۔ اور ہند سرکار نے بعد ازاں عوام کو اس کی پوری تفصیل بتا دینا مناسب سمجھا۔ حکومت پاکستان نے ہند سرکار کے اس فیصلہ پر رضامندی ظاہر کی۔ ان کی اشاعت کا مقصد یہ نہ تھا کہ ایک بحث شروع کر دی جائے۔

۱۳۔ اگست کے ریزولیوشن کے بارے میں ہند سرکار کے رویہ کی وضاحت اس خط میں کر دی گئی ہے۔ جو ۲۰۔ اگست کو وزیر اعظم نے ہز ایکسیلینسی مسٹر کاربل کو لکھا۔

ہندوستانی فوج کا کشمیر کو تحفہ

سری نگر ۲۷۔ جنوری ۱۹۴۹ء۔ جموں اور کشمیر میں ہندوستانی فوج کی موجودگی سے وہاں کے عوام کو کئی مستقل فائدے پہنچے ہیں سینکڑوں میل لمبی نئی اور عمدہ سڑکیں بن گئی ہیں تار اور ٹیلیفون کا جال بچھا دیا گیا ہے دو ایسے ہوائی میدان تعمیر کئے گئے ہیں جنھیں ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور دو نئے ریڈیو سٹیشن ایک سرینگر اور جموں میں کھول دئے گئے ہیں۔ سڑکوں کی تعمیر سے سب سے زیادہ فائدہ مزدوروں کو پہنچا ہے اور موٹروں وغیرہ کے لئے سو میل لمبی سڑک اور اونچے ۴۴ ۴۴ پہاڑوں پر خچروں کے لئے بھی اتنی ہی لمبی سڑک کشمیریوں کو مستقل فائدہ پہنچاتی رہے گی۔

سرینگر میں ڈوگرہ پلٹن کو الوداع

کشمیر میں جنگ بند کرنے کی تجویز کے مطابق کشمیر سے ہندوستانی فوج واپس آ رہی ہے۔ ڈوگرہ رجمنٹ کی دوسری پلٹن کو الوداع کرنے کے لئے ۲۰ جنوری کو سری نگر کے آزاد میدان میں ایک شاندار پریڈ ہوئی

اس پریڈ میں جنرل آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل کے۔ ایس تھمیا کو گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔ اور مسٹر غلام محمد بخشی نائب وزیر اعظم کشمیر کو مارچ پاسٹ کے وقت سلامی دی گئی۔ ڈوگروں نے گذشتہ ۱۴ ماہ کے دوران میں جو شاندار کام کشمیر میں کیا۔ اس کے صلہ میں مسٹر بخشی نے وزیر اعظم کشمیر شیخ محمد عبد اللہ کی طرف سے انہیں ایک چاندی کا سپر پیش کیا۔

پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر بخشی نے کہا: "جب پاکستان کی شہ پر حملہ آور کشمیر کو زبردستی غلام بنانے کے لئے آئے اس وقت آپ نے ہماری مدد کی۔ آپ نے دشمن کو کشمیر کے بیشتر علاقے سے نکال دیا۔ اور پناہ گزینوں کو پھر سے بسا کر آپ نے اپنی دوستی اور اچھے برتاؤ سے ان کے دلوں پر فتح پائی۔ آپ نے اپنے راشن کے حصے میں سے بھوکے پناہ گزینوں کو کھانا مہیا کر کے انہیں موت کے چنگل سے بچا لیا۔

دیہاتیوں کو جو عزت آپ کے لئے ہے۔ اس کا اظہار انہوں نے یکم جنوری کو کیا جب انہوں نے آپ کے کمانڈنگ افسر کرنل ایس۔ این ٹھاکر کو نوٹوں کا ایک ہار پہنایا۔ اس فنڈ میں ہر ایک شخص نے ایک آنہ چندہ دیا تھا۔ آپ جب کاہل کوٹ سے چلے آئے۔ تو دیہاتیوں نے آپ کا سامان اٹھایا۔ اور اس کا معاوضہ نہیں لیا۔ کیونکہ وہ آپ کی اس امداد کے لئے شکریہ ادا کرنا چاہتے تھے۔ جو آپ نے گذشتہ ایام کے دوران میں انہیں دی۔"

مسٹر بخشی نے ڈوگروں کو یقین دلایا کہ حالانکہ وہ کشمیر چھوڑ رہے ہیں۔ لیکن کشمیری انہیں ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

مختصر خبریں

فوجیوں کی فلاح وبہبودی کا ہفتہ

ہندوستانی فوجیوں کو سہولتیں بہم پہنچانے کی خاطر روپیہ اکٹھا کرنے کے سلسلے میں ہند میں ۵ سے ۱۲ فروری تک فوجیوں کی فلاح وبہبودی کا ہفتہ منایا گیا یہ ہفتہ بہبودیٔ افواج کی زنانہ انجمن کی تجویز پر منایا گیا۔

سارے ملک میں تمام فوجی کمانڈ اور سب ایریا کمانڈروں نے اس ہفتہ کو مختلف طریقوں سے منایا کھیل تماشے میلے۔ ناچ نمائش جنگی کھیل اور آزمائش لڑائیاں اس پروگرام میں شامل تھیں۔

کچھ میں چارہ کی قلت۔

آج مورخہ ۲۱ جنوری کو زرعی وزارت کے ایڈیشنل سیکرٹری اور ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل کے وائس چیرمین سردار داتار سنگھ زرعی وزارت اور ریاستی حکام کے ساتھ بذریعہ ہوائی جہاز کچھ روانہ ہو گئے تاکہ چارہ کی قلت دور کرنے کے سلسلہ میں فوری تدابیر اختیار کی جا سکیں۔

۱۰ جنوری کو زرعی وزارت اور وزارت ریاستہائے ہند اور مالیات کی وزارت کے نمائندوں کا ایک ہنگامی جلسہ ہوا۔ اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ چارہ کی سخت قلت کے پیش نظر کچھ کے کاشتکاروں کو چارہ مہیا کرنے کے لئے فوری انتظامات کئے جائیں اور فیصلہ کی تعمیل کے لئے حکومت ہند نے سردار داتار سنگھ کو ضروری امداد کے انتظامات کے لئے مقرر کیا ہے۔ بمبئی کے ساحلی علاقہ میں فالتو چارہ کی کمی نے اس صورت حال کو اور نازک بنا دیا ہے۔ اب اس فالتو چارہ کی نقل وحرکت کے لئے انتظامات کرنے پڑینگے جو بھوپال سی پی و برار اور ملحقہ علاقوں سے دستیاب ہو سکے۔

شری بی۔ ایل شرما ڈپٹی سیکرٹری وزارت اطلاعات

شری بی ایل شرما قائمقام ڈپٹی سیکرٹری وزارت اطلاعات اور براڈکاسٹنگ پریس انفارمیشن بیورو کے پرنسپل انفارمیشن افسر مقرر کئے گئے ہیں۔

دریائے رہاند میں نئی اقسام کی مچھلی پائی گئی

کلکتہ ۲۰ جنوری۔ ہند میں حیوانیات کا جائزہ لینے والے محکمہ نے ضلع مرزاپور کے دریائے رہاند سے ایک بالکل نئی قسم کی مچھلی دریافت کی ہے۔ اس کے ساتھ مچھلی کی کچھ اور اقسام بھی دریافت کی گئی ہیں جو حیوانیاتی جائزہ کے لئے نہایت اہم ہیں۔

پاکستان سے سیونگ بنک حسابات کا تبادلہ۔

گزشتہ نومبر میں جو بین المستعمراتی کانفرنس دہلی میں منعقد ہوئی تھی۔ اس میں جو معاہدے کئے گئے ہیں ان کی بنا پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پاکستان کے ڈاکخانوں سے سیونگ بنک حسابات کا ہند کے ڈاکخانوں میں اور ہند کے ڈاکخانوں سے پاکستان کے ڈاکخانوں میں تبادلہ ان تمام درخواستوں پر کیا جائیگا۔ جو ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء تک موصول ہونگی۔ خواہ کسی حساب کا عملی طور پر تبادلہ کسی تاریخ کو ہو یہ فیصلہ ماسوائے ان روپیہ جمع کرانے والے لوگوں کے حسابات کے جو فوت ہو چکے ہیں۔ باقی تمام قسم کے سیونگ بنک حسابات پر لاگو ہوگا۔

جو روپیہ جمع کرانے والے اپنے حسابات پاکستان سے ہند تبدیل کرانا چاہتے ہیں اور ان کو چاہئے کہ وہ اپنے نزدیکی ہیڈ یا سب پوسٹ آفس کو ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء سے پہلے پہلے درخواستیں دیدیں جو سیونگ بنک حسابات پاکستان سے تبدیل کئے جائینگے ان میں لین دین کی انہیں قواعد کے ماتحت اجازت ہوگی جو ان حسابات پر نافذ ہوتے ہیں جو ہندوستان میں کھولے گئے ہیں ٹیچروں کے پراویڈنٹ فنڈ حسابات کی صورت میں روپیہ نکلوانے سے پہلے مقررہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنا ضروری ہوگا۔

مصر افغانستان اور ماریشس میں گاندھی جی کی یاد میں جلسے

۲۱ جنوری ۱۹۴۹ء مصر میں گاندھی جی کی پہلی برسی پر اخبارات نے مضمون لکھے اور قاہرہ کے ریڈیو سٹیشن نے ایک خاص پروگرام براڈکاسٹ کیا۔

قاہرہ میں ایک خاص جلسہ ہوا جس کی صدارت ہندوستان کے سفیر ڈاکٹر سید حسین نے کی - اس جلسہ میں امریکن یونیورسٹی کے ڈین ڈاکٹر ہاورڈ اور مشہور مصنف توفیق بے نے تقریریں کیں - عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عزام پاشا جلسہ میں شریک نہ ہو سکے لیکن انکے نمائندہ نے اس میں شرکت کی -

کابل میں بھی اس موقعہ پر ایک اجتماع ہوا جس میں انڈونیشیا نجد و حجاز اور پاکستان کے نمائندے شریک ہوئے جلسہ میں رام دھن کے بعد سندیش سنایا گیا -

ماریشیس کے سارے جزیرہ میں گاندھی جی کی یاد میں جلسے کئے گئے خاص پروگرام نشر کئے گئے اور مہاتما گاندھی کے جیون کی فلم دکھائی گئی - ہر جلسہ میں "سندیش" پڑھ کر سنایا گیا ہندوستانی ہائی کمشنر شری دھرم یش دیو نے ایکسو پینتالیس میل کا دورہ کیا اور آٹھ جلسوں میں تقریریں کیں - ماریشس کے براڈ کاسٹنگ اسٹیشن نے ۲۰ منٹ کا ایک پروگرام نشر کیا جس میں بھجن گائے گئے گاندھی جی کی تقریر کا ریکارڈ سنایا گیا اور ہندو مسلم اتحاد پر تقریریں کی گئیں - تصاویر کی ایک چھوٹی سی نمائش بھی کی گئی - جس میں سرکاری افسر پورٹ لوی کے میئر اور ایگزیکیٹو لیجسلیٹو کونسل کے ممبر بھی شریک ہوئے -

بڑودہ اور کولہاپور کے حکمرانوں کا مستحسن فیصلہ -

ہز ہائی نس مہاراجہ بڑودہ نے حسب ذیل سرکاری اعلان جاری کیا ہے -

سردار پٹیل نے جو مشورہ مجھے دیا ہے - اس کے مطابق میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اپنی ریاست کو صوبہ بمبئی میں شامل کر دوں - میرے اس فیصلہ کو میری انتظامیہ کونسل نے بھی منظور کر لیا ہے -

ہند سرکار کی ریاستی وزارت کا ایک اور اعلان مظہر ہے - کہ ہز ہائی نس چھتر پتی مہاراجہ کولہاپور نے بھی اپنی ریاست کو صوبہ بمبئی میں شامل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے -

ٹیلیفون ایکسچینج میں جدید ترین آلات

۳۰ جنوری کی صبح سے کناٹ پلیس کی ٹیلیفون ایکسچینج میں دو ہزار آٹومیٹک لائنوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے - یہ ایکسچینج ہندوستان کی راجدھانی میں قلب کی حیثیت رکھتی ہے - تقریباً سات سال سے پبلک ٹیلیفون کا انتظار کر رہی ہے - اور امید ہے - کہ نئی دہلی کی فہرست کے بہت سے امیدواروں کو ماہ جون ۱۹۴۹ء تک ٹیلیفون فراہم کر دئے جائیں گے -

انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس اور انڈین پولیس سروس میں تقرر

اسپیشل ریکروٹمنٹ بورڈ نے بمبئی - صوبہ متوسط اور برار بہار - اڑیسہ کے صوبوں میں "انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس" "انڈین پولیس سروس" اور دیگر سروسوں کے امیدواروں سے انٹرویو ختم کر لئے گئے ہیں - اور آج کل صوبہ مدراس کے امیدواروں سے ملاقات کرنے میں مصروف ہے - یہ بورڈ باقی صوبوں کا دورہ آئندہ تین ماہ کے دوران میں کریگا اور اس کے بعد ان اسامیوں کے امیدواروں کا آخری انتخاب ہوگا -

غیر ملکی درسگاہوں میں داخلہ

کچھ عرصہ سے حکومت ہند اس مسئلہ پر غور کر رہی تھی کہ جو ہندوستانی طلبا اپنے اخراجات پر غیر ملکی درسگاہوں میں تعلیم کی غرض سے داخلہ لیں انکے ان درسگاہوں میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے انتظام کیا جائے -

ٹریڈ یونینوں پر کنٹرول کے قانون میں ترمیم

سٹینڈنگ لیبر کمیٹی کا دو روزہ اجلاس آج یہاں ختم ہو گیا - اس اجلاس میں زیادہ تر ان ترمیموں پر غور کیا گیا جو ٹریڈ یونین ایکٹ ۱۹۲۶ء میں کرائی جائینگی - تاکہ رجسٹرڈ ٹریڈ یونینوں کے کاروبار پر زیادہ کنٹرول کیا جا سکے - ایک ترمیم بیرونی اشخاص کے ٹریڈ یونین کے عہدیدار بننے کی ممانعت کرنے کے متعلق ہے - مزدوروں کے نمایندوں نے اس ترمیم کی مخالفت کی - لیکن انھوں نے بیرونی اشخاص کی تعداد کو ایک تہائی تک محدود کر لینا منظور کیا -

---



ہندوستان میں مصری سفیر ہز ایکسیلنسی مسٹر اسمٰعیل کامل بے
گورنر جنرل ہند ہز ایکسیلنسی شری راجگوپال آچاریہ کو گورنمنٹ
ہاؤس، نئی دِلّی میں خریطہ تعارف پیش کر رہے ہیں۔

۲۲- جنوری کو نئی دِلّی کے گورنمنٹ ہاؤس میں ہند
میں ایرانی سفیر ہز ایکسیلنسی مسٹر موسیٰ نوری
اسفندیاری نے گورنر جنرل ہند ہز ایکسیلنسی شری
سی، راجگوپال اچاریہ کو خریطہ تعارف پیش کیا۔

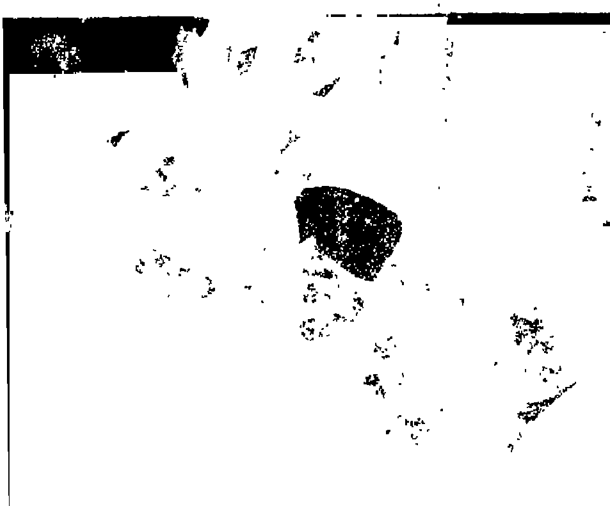


قاہرہ میں ہندوستانی سفیر ڈاکٹر سید حسین، عرب لیگ
کے صدر دفتر میں عرب ممالک کے نمائندوں سے
انڈونیشیا کانفرنس میں شریک ہونے کی دعوت دینے
کے لئے ملاقات کر رہے ہیں تصویر میں (بائیں سے
دائیں) ہز ایکسیلنسی شیخ علی المویہ (یمن)، ہز ایکسیلنسی
ڈاکٹر سید حسین (ہند)، ہز ایکسیلنسی عبد الرحمان اعظم
پاشا (سیکرٹری جنرل عرب لیگ)، ہز ایکسیلنسی سامی
بےبغدادی (لبنان)، ہز ایکسیلنسی عبد الجلیل الراوی (عراق)
ہز ایکسیلنسی حافظ وہبہ (سعودی عرب)۔

رجسٹرڈ نمبر۔ ڈی ۲۶



حال ہی میں آنریبل سردار پٹیل مس منی بین پٹیل
وی شنکر اور دوسرے اصحاب چتوڑ۔
تاریخی قلعے کو دیکھنے گئے تھے۔ یہ تصویر اُ
موقعہ پر لی گئی۔



وزارت مواصلات
کے ڈپٹی سیکرٹری
آنریبل شری خورشید لال
کناٹ پلیس نئی دلی میں
ایک نئے ٹیلیفون ایکسچینج
کا افتتاح کر رہے ہیں۔
اس ایکسچینج میں ۱ہزار
نئے ٹیلیفونوں کا سلسلہ
قائم کیا گیا۔

Edited by B. L. Sharma, Principal Information Officer, Government of India. Printed in India by L. Labha Ram (Manager) at the Mufid-i-'Am Press, Nicholson Road, Delhi; All communications to be addressed to Press Information Bureau, Government of India, New Delhi, and NOT to the Printers.


اطلاعات









اوپر (دائیں) ڈاکٹر وویرا کیرین ہند میں پرتگال کے نمائندے اور (بائیں) سردار نجیب اللہ خاں ہند میں افغانی سفیر، ہز ایکسیلنسی شری راجگوپال آچاریہ کو خریطہ تعارف پیش کر رہے ہیں۔ نیچے (دائیں) پنڈت جواہر لال نہرو بمبئی میں عراق کے قونصل مسٹر ہاشم خلیل سے بات چیت کر رہے ہیں۔

(بائیں) ہند اور برطانیہ کے اسٹرلنگ فاضلات کے سمجھوتہ کے سلسلے میں حال ہی برطانیہ سے ایک وفد ہندوستان آیا اس وفد کے ارکان کی یہ تصویر پالم ہوائی اڈے پر لی گئی ہے۔

(سرورق) کمانڈر انچیف جنرل کے، ایم، کیری آپا، صوبیدار سنوال رام کو بہادری کا تمغہ عطا کر رہے ہیں۔

مرکزی اطلاعات کیا ہے ؟

مرکزی اطلاعات - اخبارات کی سہولت اور امداد کے لئے ہے اور اس کا مقصد حکومت ہند کی خاص خاص کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے - یہ رسالہ عوام میں تقسیم نہیں ہوتا مگر ایسے لوگوں اور اداروں کو بھیجا جا سکتا ہے جو پبلک کو معلومات فراہم کرنے کا کام کرتے ہیں۔

مرکزی اطلاعات میں عنوانات اور جلی عبارتوں کا مقصد پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے ان سے لازماً سرکاری نقطۂ خیال کا اظہار مقصود نہیں۔

مرکزی اطلاعات میں باہر کے مضامین شامل نہیں کئے جاتے - اس کا ہر مضمون حوالہ دئے بغیر نقل کیا جا سکتا ہے

(ایڈیٹر :- بی - ایل مشرا ، پرنسپل انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا)

خاص مضامین

جلد ۱۷ نمبر ۵ یکم مارچ ۱۹۴۸ء

وزرائے اطلاعات کی بین الصوبائی کانفرنس

پنڈت نہرو اور سردار پٹیل کی تقریریں

حال ہی میں نئی دلّی میں وزرائے اطلاعات کی بین الصوبائی کانفرنس ہوئی۔ کانفرنس کے صدر شری آر۔ آر۔ دیوا کرنے کہا کہ ہمارا مقصد پروپیگنڈا نہیں اشاعت ہونا چاہیئے۔ وزیر اعظم نے فرمایا کہ ہر جمہوری حکومت بلکہ حقیقت میں ہر ایک حکومت کے خواہ وہ جمہوری ہو یا نہ ہو فرائض میں نشر و اشاعت کا شعبہ حد درجہ اہم ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں۔ اور جو کام کرنے کا ہم ارادہ رکھتے ہیں۔ اُن کے بارے میں لوگوں کو سب کچھ بتا کر انہیں اپنی رازداری میں لیں۔ سردار پٹیل نے فرمایا کہ براڈ کاسٹنگ اگرچہ ایک نئی ایجاد ہے۔ لیکن یہ پبلسٹی کے کام میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ آج خوراک کی قلّت کے بارے میں حکومت اور عوام کی مشکلات کی پبلسٹی کی ضرورت ہے۔ لوگوں سے اپیل کرنی چاہیئے کہ اناج کا ایک دانہ بھی ضائع نہیں کیا جانا چاہیئے۔

کانفرنس کے صدر شری آر۔ آر۔ دیواکر، وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو اور نائب وزیر اعظم سردار پٹیل کی افتتاحی تقریروں کے بعد کانفرنس میں سارے ہند کے مفاد سے متعلقہ مسائل اور مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی تعمیری سکیموں کی نشر و اشاعت کے منصوبوں اور طریقوں میں باہمی رابطہ بڑھانے کے ذرائع پر غور و خوض کیا گیا۔ اس مسئلہ پر مزید غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ کانفرنس میں براڈ کاسٹنگ سے تعلق رکھنے والے مسائل پر بحث کی گئی۔ اور دیہاتی علاقوں میں اجتماعی خبریں نشر کرنے والے آلات کی تعداد بڑھانے کے اقدامات پر غور کیا گیا۔

صوبائی اور ریاستی نمائندوں نے بولتی چالتی اور تصاویر دکھانے کے ذریعہ پبلسٹی کو بڑھانے کے بارے میں اپنی اپنی رائے پیش کی۔ فلموں کی تیاری اور تقسیم کے لئے کس قدر فنی امداد کی ضرورت پڑے گی۔ اور ان کی تیاری کے پروگرام کو ایک مرکز پر لانے کی ضرورت پر بھی اظہار خیال کیا گیا۔

وزیر اعظم ہند کی تقریر۔ پنڈت نہرو وزیر اعظم ہند نے کانفرنس میں حسب ذیل تقریر کی:۔

ہر جمہوری حکومت بلکہ حقیقت میں ہر ایک حکومت کے خواہ وہ جمہوری ہو یا نہ ہو فرائض میں نشر و اشاعت کا شعبہ حد درجہ اہم ہوتا ہے۔ ہر حکومت کو نہ صرف لوگوں کے ساتھ قریبی تعلق رکھنا پڑتا ہے بلکہ اسے ان کا تعاون بھی حاصل کرنا پڑتا ہے۔ پہلی طرز کی حکومتوں کو اس قسم کے تعلق یا پبلسٹی کی ضرورت نہ ہوتی تھی کیونکہ وہ حالات سے مجبور ہونے پر ہی سیاسی مسائل پر غور و فکر کرنے کی پرواہ کرتی تھیں۔ لیکن آج ہمیں بے شمار سیاسی اور اقتصادی مسائل سے نپٹنا ہے۔ ہم اس جگہ یا صوبائی حکومتیں اپنی پالیسی خواہ کیسی ہی بنائیں۔ اس کی چنداں پرواہ نہیں۔ لیکن جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ جب تک لوگ اسے ٹھیک طرح نہ سمجھ لیں۔ اور جب تک ہمیں عوام کا تعاون حاصل نہ ہو ہمارے پروگرام خاص نتیجہ خیز نہ ہو سکیں گے۔

اعتراضات کی دو اقسام ہوتی ہیں۔ ایک تو وہ اعتراض ہوتے ہیں جن میں صحیح تنقیدی روح موجود ہوتی ہے۔ اور دوسرے ایسے اعتراض ہوتے ہیں جو کسی عملی کام کو سمجھے بغیر محض نکتہ چینی کے لئے ہی کئے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں۔ اور جو کام کرنے کا ہم ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کے بارے میں لوگوں کو سب کچھ بتا کر انہیں اپنی رازداری میں لینا چاہیئے۔

بالآخر حکومت کی بھلائی یا برائی کا اندازہ اس کی تعمیری سرگرمیوں سے ہی کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر بجلی پیدا کرنے اور دریائی علاقے ڈھونگ کی ہماری بہت بڑی سکیموں کو ہی لیجئے۔ یہ تمام سکیمیں بنیادی

اہمیت رکھتی ہیں۔ اس لئے لوگوں پر حتی الامکان سادہ سے سادہ طریق میں حقائق اور اعداد و شمار کے ساتھ ان کی پوری تفاصیل واضح کرنی چاہئیں۔

میں ہستنا پور گیا تھا۔ جو میرٹھ ڈویژن میں گنگا کھادر کے علاقہ میں ہے۔ اس جگہ صوبہ یو۔پی کی حکومت نے شرنارتھیوں کو بسانے کے لئے آبادکاری اور آبپاشی کی بڑی بھاری سکیم پر عمل درآمد شروع کیا ہے۔ یہ سکیم ہر مرحلہ پر لوگوں کی دلچسپی اور کشش کا مرکز رہے گی۔ یہ جگہ ایک وسیع خطہ زمین ہے۔ جو بیکار پڑی ہوئی تھی۔ اور جسے کم و بیش ملیریا زدہ کہہ سکتے ہیں۔ حکومت یو۔پی نے اس میں پھر سے کھیتی باڑی کرنے کی سکیم پر عمل شروع کیا ہے۔ سب سے پہلے اس علاقہ کو ملیریا سے محفوظ کیا جائے گا۔ پھر اس میں کاشت کی جائے گی۔ اقتصادی لحاظ سے یہ ایک منافع بخش کام بن جائے گا۔ اس کے ساتھ یہ کام شرنارتھیوں کی کافی بڑی تعداد کے لئے ذریعہ معاش بھی پیدا کرے گا۔ عوام کو اس کام میں خاص دلچسپی ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ آپ مبالغہ کریں۔ لیکن آپ کو صحیح واقعات پیش کرنے چاہئیں۔ یہ احتیاط کی جائے کہ اس بارے میں کوئی لفاظی یا حقائق اور اعداد و شمار میں مبالغہ نہ کیا جائے۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہو بالکل سیدھے سادے انداز میں لکھا جائے۔ اس وقت ہمیں انتہائی مشکلات کا سامنا ہے۔ بنیادی طور پر ان سے نپٹنے کا درست طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم عوام کو یہ احساس کرا دیں۔ کہ تعمیری طور پر ان بنیادی مسائل کو کیسے نپٹایا جا رہا ہے۔

فلموں کے بارے میں پنڈت نہرو نے کہا۔ کئی ملکوں میں آج کل تعلیم اور خاص کر عوامی تعلیم کے طریقہ میں فلموں کے ذریعہ انقلاب پیدا کیا جا چکا ہے۔ میرے خیال میں دستاویزی فلمیں بہت سے دیگر پہلوؤں کے علاوہ عوام کو تعلیم دینے کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ دوسرے ممالک دستاویزی فلموں کو معاشی پراپیگنڈہ اور تعلیم دونوں کے لئے وسیع پیمانہ پر استعمال کرتے ہیں۔ اس بارہ میں سرکاری ذرائع سے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔

سردار پٹیل کی تقریر۔ سردار پٹیل نے اپنی تقریر میں کہا۔ میں اطلاعات اور براڈکاسٹنگ کے مرکزی محکمہ نشر و اشاعت کا انچارج رہا ہوں۔ جب میں پہلے پہل ہند سرکار کا وزیر بنا۔ تو میں اس وقت وزارت کی ذمہ داری سنبھالنے سے ہچکچاتا تھا۔ کیونکہ میں خود پبلسٹی کا بہت زیادہ قائل نہ ہونے کی وجہ سے یہ خیال کرتا تھا۔ کہ پبلسٹی بذات خود چنداں اہمیت نہیں رکھتی۔ لیکن تجربہ نے مجھے بتایا۔ کہ یہ وزارت بھی اتنی ہی اہم ہے۔ جتنی دوسری وزارتیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ اگر ہم مناسب پبلسٹی نہ کر سکیں۔ تو ایک اچھا کام بھی برا سمجھا جا سکتا ہے۔ سردار پٹیل نے نشر و اشاعت کے مرکزی اور صوبائی اداروں کی کوششوں کو مربوط کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ براڈکاسٹنگ کے متعلق آپ نے کہا۔ براڈکاسٹنگ اگرچہ ایک نئی ایجاد ہے۔ لیکن یہ پبلسٹی کے کام میں بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ہم محض اخباروں اور جلسوں میں تقریروں کے ذریعہ ہی عوام تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ مگر ہم اپنے اخراجات اور سرگرمیاں کو ٹھیک طور پر استعمال کریں۔ تو اس سے ہمیں بہت فائدہ پہنچے گا۔ اگر تمام صوبے اور ریاستیں اس مسئلہ پر غور و فکر کریں۔ اور اس جانب اپنی کوششیں مرکوز کریں۔ تو ہم لوگوں کی بہت بڑی تعداد تک اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں۔ جو اخبار یا اخباروں کے ذریعہ سچے واقعات حاصل نہیں کر سکتے۔ بہت سے لوگ اکثر مرتبہ ایسے اخبارات جو اکثر طور پر دیہاتی علاقوں میں ابھی ابتدائی مرحلہ میں ہوتے ہیں۔ پڑھ کر واقعات کو غلط سمجھ لیتے ہیں۔ اگر مناسب دیکھ بھال کر کے واقعات کو ریڈیو کے ذریعہ لوگوں تک پہنچایا جائے۔ اور یہ انتظام کیا جائے۔ کہ لوگوں کی کثیر تعداد کو اجتماعی ریڈیو سننے کا موقعہ دیا جائے۔ تو زیادہ بہتر پبلسٹی ہو سکتی ہے۔ سب سے زیادہ آج خوراک کی قلت کے بارے میں حکومت اور عوام کی مشکلات کی پبلسٹی کی ضرورت ہے۔ خوراک کی قلت کی وجہ سے حکومت کو بہت زیادہ خرچ برداشت کرنا پڑا۔ اس لئے ہمیں اپنے ملک کے لوگوں سے کہنا چاہئے۔ ان سے اپیل کرنی چاہئے۔ اور انہیں سمجھانا چاہئے۔ کہ اناج کا ایک دانہ بھی ضائع کرنا گناہ ہے۔ اور خوراک کے حصول کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ بلکہ آج اگر کسی ایک مسئلہ پر ہماری پبلسٹی کو مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ تو وہ خوراک کا مسئلہ ہے۔ اس لئے آپ لوگ اگر اپنے صوبوں میں لوگوں کے رویہ کے بارے میں میری تشخیص کو درست پاتے ہیں۔ تو ہمیں لازم ہے۔ کہ ہم عوام

(بقایا صفحہ ۱۹۸ پر)

۵۰-۱۹۴۹ء کے لئے ریلوے بجٹ

تیسرے درجہ کے مسافروں کے لئے مزید سہولتیں

نو کروڑ چالیس لاکھ روپے کی بچت کی توقع

ریلوے بجٹ برائے ۵۰-۱۹۴۹ء کی خاص خاص باتیں یہ ہیں۔ سال رواں کے بجٹ کے جو اندازے لگائے گئے تھے آمدنی ان سے بڑھ گئی۔ اور کل آمدنی میں چودہ کروڑ پچاس لاکھ روپے کا اضافہ ہوا اور امید ہے کہ ۵۰-۱۹۴۹ء میں ساڑھے پانچ کروڑ روپے کا اضافہ ہوگا۔ تخمینوں میں جن بڑے بڑے کاموں کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے ان میں مہیجم میں ریلوے انجن بنانے کا کارخانہ بھی شامل ہے۔ گاڑیاں تیار کرنے کے لئے ایک مرکزی کارخانہ کھولنے کی تجویز پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ ۵۰-۱۹۴۹ء کے تخمینہ میں توقع ہے کہ کرایوں سے دو ارب دس کروڑ روپے کی آمدنی ہوگی۔ دستور ساز اسمبلی کی خواہش کے مطابق سدھار فنڈ کے روپے کو صرف مسافروں کو آرام پہنچانے کی خاطر خرچ کیا جا رہا ہے۔ وہ روپیہ جو سرمایہ فنڈ، سدھار فنڈ اور ٹوٹ پھوٹ فنڈ برائے ۵۰-۱۹۴۹ء سے خرچ کیا جائے گا۔ اس کا اندازہ ۵۴ کروڑ روپیہ ہے۔ ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء کو ایک ہزار ۲۹۱ انجن ایسے ہوں گے جو اپنی مدت کارکردگی ختم کر چکے ہوں گے۔ اس کے مقابلہ میں غیر ممالک سے ۵۴۳ انجن منگانے کا آرڈر دیا گیا ہے۔ اپریل ۱۹۴۸ء سے نومبر ۱۹۴۸ء تک چار پہیوں کی ۲۰۷۱ گاڑیاں ریلوے کے کارخانوں میں تیار ہوئیں۔ تیسرے درجہ کی اصلاح شدہ ٹائپ کی دس فٹ چوڑی ایک سو گاڑیاں تیار کرنے کا آرڈر ہندوستان ایئر کرافٹ لمیٹڈ کو دیا گیا ہے۔ چونکہ نقل و حمل کے ذرائع موجودہ مانگ کی نسبت کم ہیں اس لئے ریلوے تقدیم و تاخیر کا ادارہ بدستور جاری رہے گا۔ یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء سے مال کا کرایہ بدل دینے سے پورا ڈھانچہ سدھر گیا ہے۔ بھاڑے کے بارے میں شکایتیں دور کرنے کے لئے ایک غیر جانبدار ادارہ قائم ہو گیا ہے۔ حکومت مزدوروں کے ساتھ انصاف ہی نہیں بلکہ فراخدلی سے سلوک کرنا چاہتی ہے۔

۱۵ فروری ۱۹۴۹ء کو ریلوے اور ٹرانسپورٹ کے وزیر آنریبل سری این گوپال سوامی آئینگر نے دستور ساز اسمبلی میں ۵۰-۱۹۴۹ء کا ریلوے بجٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ سال رواں کے بجٹ کے جو اندازے لگائے گئے تھے آمدنی ان سے بڑھ گئی۔ اور کل آمدنی میں چودہ کروڑ پچاس لاکھ روپے کا اضافہ ہوا اور امید ہے کہ ۵۰-۱۹۴۹ء میں ساڑھے پانچ کروڑ روپے کا اضافہ ہوگا۔ اندازہ ہے کہ سال رواں میں ۱۵ کروڑ ۳۸ لاکھ روپے کا نفع ہوگا۔ اس رقم میں اس اندازے سے چھ کروڑ روپیہ زیادہ آیا۔ اگرچہ امید ہے کہ ۵۰-۱۹۴۹ء میں زیادہ آمدنی ہوگی لیکن خیال ہے کہ منافع گھٹ کر ۹ کروڑ چالیس لاکھ روپیہ رہ جائے گا۔ اس کی کمی کا باعث "مد اجرت" میں اضافہ ہے۔ بجٹ میں اس مرتبہ ڈبوں اور پرانے انجنوں کی تجدید و مرمت کی مد میں بہت زیادہ گنجائش رکھی گئی ہے جیسے ٹوٹ پھوٹ وغیرہ کے فنڈ میں جو مد تجدید کے ماتحت ہے سال رواں کے بجٹ میں ۲۲ کروڑ ۱۹ لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ اور آئندہ سال کے بجٹ میں ۳۳ کروڑ ۸۶ لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔

تخمینوں میں جن بڑے بڑے کاموں کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے ان میں مہیجم میں ریلوے انجن بنانے کا کارخانہ بھی شامل ہے۔ یہ مقام ایسٹ انڈین ریلوے پر ہے۔ اور اس کا نام بدل کر "چترنجن" رکھا جا رہا ہے۔ آخر میں وزیر نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ گاڑیاں تیار کرنے کے لئے ایک مرکزی کارخانہ کھولنے کی تجویز پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ یہ کارخانہ ایسی ہلکے وزن کی گاڑیاں تیار کرے گا جو دھات کی بنی ہوئی ہوں گی۔

مالی کیفیت ریلوے کے وزیر نے سال رواں کی مالی حالت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ بجٹ کے اندازے میں کرایہ سے آمدنی

ایک ارب ۰۶ کروڑ روپے دکھائی گئی تھی۔ لیکن اب خیال ہے کہ کل آمدنی دو ارب ساڑھے چار کروڑ روپے ہوگی۔ اندازہ ہے کہ مسافروں کے کرایہ، پارسلوں اور فوجی ٹریفک سے آمدنی میں کافی اضافہ ہوگا۔ کرایہ کے نقشوں پر جو نظر ثانی کی گئی تھی۔ اس کا ابتدائی مطلب یہ تھا کہ کام زیادہ معقول اور سادہ ہو جائے۔ اس سے مال کے لانے اور لے جانے کی آمدنی میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ آمدنی کے ان اضافوں کے علاوہ میں خیال ہے کہ اخراجات میں بھی آٹھ کروڑ ۹۳ لاکھ کا اضافہ ہو گیا اس طرح اخراجات ایک ارب ۸ کروڑ ۱۷ لاکھ روپے ہوں گے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہوئی کہ مرمت وغیرہ کے اخراجات بڑھ گئے۔ ایندھن کا زیادہ کرایہ دینا پڑا اور گیہوں کی دکانوں میں خسارہ ہوا اور عملے کو مہنگائی کا بھتہ دینا پڑا۔ چنانچہ سال میں پانچ کروڑ ۹۹ لاکھ روپے کا منافع ہوا ہے۔

۱۹۵۰ء-۱۹۴۹ء کے تخمینہ میں توقع ہے کہ کرایوں سے دو ارب دس کروڑ روپے کی آمدنی ہوگی۔ تصور یہ کیا گیا ہے کہ عام اقتصادی حالت میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوگی۔ اور اگر ملک کی عمومی حالت میں کوئی تبدیلی ہوئی بھی تو اس سے حالت سدھرے گی۔ بہرحال آمدنی میں جو اضافہ ہوا ہے۔ وہ ریلوں کے ساتھ چلنے والے عملے کی تنخواہوں اور بھتہ کے بڑھ جانے سے اور راج ادھیکش ایوارڈ کو جامہ عمل پہنانے کی وجہ سے مزید اخراجات کی نذر ہو جائے گا۔ اس ایوارڈ کی وجہ سے مالی سال میں ۴۴ ہزار مزید مزدوروں سے کام لینا پڑے گا۔ مرمت وغیرہ پر ایک کروڑ روپیہ زیادہ خرچ ہوگا۔ اور عام اخراجات کی مد میں ایک ارب ۶۷ کروڑ ۳ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔

منافع کا خرچ۔ دستور ساز اسمبلی کی خواہش کے مطابق سدھار فنڈ کے روپے کو صرف مسافروں کو آرام پہنچانے کی خاطر خرچ کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس خرچ کی وجہ سے اور ٹوٹ پھوٹ فنڈ سے بڑی بڑی رقوم نکالنے کی وجہ سے منافع کو خرچ کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ وہ اس طریقے سے مختلف ہوگا جس کی سال گذشتہ سپیکرز کمیٹی نے سفارش کی تھی۔ ۱۹۵۰ء-۱۹۴۹ء میں ۱۵ کروڑ ۸۳ لاکھ روپے کے متوقع منافع میں سے ۷ کروڑ ۴۳ لاکھ روپیہ عام آمدنی کی مد میں دیا جائے گا۔ ۴۴ لاکھ روپیہ سدھار فنڈ میں اور باقی کا ۷ کروڑ ۵۶ لاکھ روپیہ ٹوٹ پھوٹ میں۔ ۱۹۵۱ء-۱۹۵۰ء کے منافع کو عام آمدنی اور ریلوے آمدنی کی مدوں میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔ چنانچہ ہر ایک کو ۴ کروڑ ۲۷ لاکھ روپیہ ملے گا۔ سیشن کے دوران میں اسمبلی کی منظوری سے ایک کمیٹی مقرر کی جائے گی۔ یہ کمیٹی ریلوے کی مالیات کو عام مالیات سے علیحدہ کر کے

ریزرو فنڈ۔ سال رواں میں ٹوٹ پھوٹ فنڈ سے ۲۲ کروڑ ۱۶ لاکھ روپیہ اور بجٹ کے مالی سال میں ۳۳ کروڑ ۸۶ لاکھ روپیہ نکلے گا۔ اس کے مقابلہ میں ۱۹۴۸ء-۱۹۴۷ء میں گیارہ کروڑ ۲۹ لاکھ اور ۱۹۴۹ء-۱۹۴۸ء میں گیارہ کروڑ ۷۴ لاکھ روپے کی معمولی مد ہے۔ انڈین ریلوے انکوائری کمیٹی نے انہیں دنوں سفارش کی ہے۔ کہ اگلے پانچ سال میں ۲۴ کروڑ روپے سالانہ اس فنڈ میں دئے جائیں۔ جب تک کمیٹی ٹوٹ پھوٹ فنڈ کے پورے مسئلہ پر اچھی طرح سوچ بچار کرے۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۱۹۲۴ء-۱۹۲۳ء سے قبل ٹوٹ پھوٹ فنڈ کے سلسلہ میں جو بقایا چلا آتا ہے۔ وہ ادا کر دیا جائے۔ اندازہ ہے کہ یہ رقم بیس کروڑ روپے ہے۔ یہ کمیٹی علیحدگی کے میثاق پر بھی غور کرے گی۔ ۱۹۴۹ء-۱۹۴۸ء میں ۷ کروڑ ۵۶ لاکھ روپے اور ۱۹۵۰ء-۱۹۴۹ء میں چار کروڑ ۲۷ لاکھ روپے کی خاص رقوم اس فنڈ میں دی جا رہی ہیں۔ ۱۹۵۰ء کے آخر میں ٹوٹ پھوٹ فنڈ میں ۴۷ کروڑ ۲۸ لاکھ روپیہ جمع ہوگا۔

۱۹۵۰ء-۱۹۴۹ء میں سدھار فنڈ اور ریزرو فنڈ میں کوئی رقم نہیں دی جائے گی۔ سدھار فنڈ ۳ کروڑ ۱۶ لاکھ روپے اور ریزرو فنڈ ۴ کروڑ ۱۵ لاکھ روپے کی جمع کے ساتھ بند ہو جائیں گے۔

وہ اخراجات جن کا بار آمدنی پر نہیں۔ وہ روپیہ جو سرمایہ فنڈ سدھار فنڈ اور ٹوٹ پھوٹ فنڈ برائے ۱۹۵۰ء-۱۹۴۹ء سے خرچ کیا جائے گا۔ اس کا اندازہ ۵۶ کروڑ روپیہ ہے۔ اس میں سے ۲۷ کروڑ ۳ لاکھ سرمایہ کی مد میں ۳ کروڑ ۹۷ لاکھ روپیہ سدھار فنڈ اور ۲۴ کروڑ ۱۹ لاکھ ٹوٹ پھوٹ فنڈ کے کھاتوں پر ڈالا جائے گا۔ اس میں آسام کی ریلوے لائن چترنجن میں انجن بنانے کا کارخانہ اور ٹیکسٹری لائن بی بی اینڈ سی آئی آر کو بہتر کرنے کے جی آئی پی ریلوے لوڈنگ بکنگ سیکشنز کے کچھ حصہ میں ڈبل لائن بچھانے کے اخراجات شامل ہیں۔ ۱۹۵۰ء کا جو پروگرام ہے۔ خیال ہے اس پر ۱۷ کروڑ ۵۰ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا اور متوقع بجٹ کی حسب معمول ایک مختصر رقم نکال لینے کے بعد

ہے۔ کہ بجٹ میں کل رقم ۴۲ کروڑ روپیہ ہوگی۔ اس میں سے ۲۸ کروڑ ۴۲ لاکھ روپیہ ریلوے فنڈ ایک کروڑ ۵ لاکھ روپیہ مسافروں کی بہبود کے فنڈ اور ۱۳ کروڑ ۸۶ لاکھ روپیہ ٹوٹ پھوٹ فنڈ کے کھاتوں پر ڈالا جائیگا۔

وزیر ریلوے نے یہ یقین دلایا ہے کہ مالی سال کے دوران میں نظرثانی کے بعد وہ مسافروں کو آرام پہنچانے کے لئے زیادہ روپیہ خرچ کریں گے۔ پروگرام میں صرف ضروری کام شامل کیا گیا ہے۔ اس میں جو اہم کام ہیں۔ ان میں سے ایک بی بی اینڈ سی آئی ریلوے پر دلوا کے مقام میں ایک مارشلنگ یارڈ کی تعمیر بھی شامل ہے۔ ایک کروڑ روپیہ ٹریک پر نقل و حمل کے انتظام میں لگانے کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔

انجنوں کی کیفیت۔ ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء کو ایک ہزار ۲۹۱ انجن ایسے ہوں گے۔ جو اپنی مدت کارکردگی ختم کر چکے ہونگے۔ اس کے مقابلہ میں غیر ممالک سے ۸۶۳ انجن منگانے کا آرڈر دیا گیا ہے۔ ان میں سے ۴۰۷ بڑی لائن کے ۲۰۳ درمیانی لائن کے ۲۰ چھوٹی لائن کے ہیں۔ ۱۵ جنوری ۱۹۴۹ء تک بڑی لائن کے ۱۹۱ اور درمیانی لائن کے ۱۳۳ انجن ہندوستان پہنچ چکے ہیں۔ اُمید ہے کہ ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء تک بڑی لائن کے ۱۲۰ انجن اور پہنچ جائیں گے۔ پروگرام کے مطابق توقع ہے کہ ۱۹۴۹ء کے دوران میں بڑی لائن کے [illegible] اور درمیانی لائن کے ۱۷۰ انجن ہندوستان پہنچ جائیں گے۔

ہندوستانی ریلوں پر انجنوں کی کمی کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس سلسلہ میں ہمارا دارومدار بدیشی کارخانوں پر ہے۔ اس مشکل کو دور کرنے کے لئے چترانجن میں انجن کا کارخانہ بنانے کا کام پوری طرح ہو رہا ہے۔ باہر سے ایسی ٹیکنیکل مدد جو انجن تیار کرنے میں معاون ہو اور ہمارے آدمیوں کو ٹریننگ دے سکے، لینے کے امکانات پر غور کیا جا رہا ہے۔ کارخانہ اس انداز پر بنایا جا رہا ہے۔ کہ اس میں ۱۲۰ انجن اور ۵۰ مزید بوائلر تیار ہو سکیں۔ اس کے باوجود باہر سے چار پانچ سو انجن منگانے ضروری ہوں گے۔

مسافروں کی آمد و رفت۔ اپریل ۱۹۴۷ء سے نومبر ۱۹۴۸ء تک چار پہیوں کی ۱۷۰ گاڑیاں ریلوے کے کارخانوں میں تیار ہوئیں۔ اپریل ۱۹۴۸ء سے اب تک وزارت دفاع نے بڑی لائن کی ۲۵۱ گاڑیاں واپس کر دی ہیں۔ اس وقت ریلوے کے کارخانوں میں ۲۷۲ گاڑیاں تیار ہو رہی ہیں۔ تیسرے درجہ کی اصلاح شدہ ٹائپ کی دس فٹ چوڑی ایک سو گاڑیاں تیار کرنے کا آرڈر ہندوستان ایئر کرافٹ لمیٹڈ کو دیا گیا ہے۔ ان میں بجلی کے پنکھے لگے ہوئے ہونگے ان میں سے کچھ گاڑیاں تیار ہو کر ریل بھی چکی ہیں۔ ڈھائی سو ڈبوں اور ۱۱۲ حوالئی شہر کی برقی گاڑیوں کے ڈبوں کی تیاری کا بھی آرڈر دیا جا چکا ہے۔ ریلوے بورڈ ڈبے اور گاڑیاں بنانے کا ایک ایسا مرکزی کارخانہ بنانے کے بارے میں بھی سوچ و بچار کر رہا ہے۔ جہاں دھات کی بنی ہوئی ہلکے وزن کی گاڑیاں تیار کی جا سکیں۔ اس وقت مسافروں کو لانے اور لے جانے کا جو انتظام ہے۔ مسافروں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اس لئے مسافروں کی نقل و حمل میں بڑی مشکل پڑ رہی ہے۔ گاڑیاں پہلے سے زیادہ صحیح وقت پر چلنے لگی ہیں۔ اور اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ تیسرے درجہ میں سفر کرنے والے مسافروں کے لئے خاص کر آسانیاں بہم پہنچائی جائیں تیسرے درجہ کے مسافرخانوں میں بجلی کے پنکھے ہیں۔ اہم سٹیشنوں کے پلیٹ فارموں پر چھت ہو۔ بیٹھنے کے لئے کھلی جگہ ملے۔ ڈبوں اور اسٹیشنوں پر صفائی کا انتظام ہو۔ پینے کا پانی وافر ملے۔ اور تیسرے درجہ کے مسافروں کی مدد کے لئے سوشل گائڈ مقرر کئے جائیں۔ تین سو میل سے زیادہ سفر کرنے والوں کے لئے اب [illegible] ریزرو کی جاتی ہیں۔

مال کی نقل و حمل۔ چونکہ نقل و حمل کے ذرائع موجودہ مانگ کی نسبت کہیں کم ہیں۔ اس لئے ریلوے تقدیم و تاخیر کا ادارہ برابر جاری رہے گا۔ تاکہ مفاد عامہ کے پیش نظر مال گاڑیوں کا الاٹمنٹ کیا جا سکے۔ اور نقل و حمل پر کنٹرول قائم رہے۔ پچھلے مہینوں میں کچھ اقدامات کئے گئے۔ مثلاً نقل و حمل کے پروگرام بناتے وقت کافی احتیاط برتی گئی۔ اس طرح کافی سدھار ہوا۔ دسمبر ۱۹۴۸ء کے دوران میں مختلف ریلوے لائنوں میں چوڑی پٹڑی پر ۳۲۹ اسپیشل گاڑیاں چلائی گئیں یہ سب گاڑیاں مال سے بھری ہوئی تھیں۔

جون ۱۹۴۸ء میں روزانہ نو ہزار آٹھ سو ویگنیں خالی ہوتی تھیں۔ لیکن دسمبر ۱۹۴۸ء میں حالت اس قدر سدھر گئی کہ گیارہ ہزار دو سو اٹھارہ گاڑیوں میں مال لدنے لگا۔ اسی عرصہ میں مال کھلا

کے الٹ پھیر کی مدت ۱۵۰۳ سے گھٹ کر ۱۲۰۲۱ تک آگئی یہ سدھار جنوری سے دسمبر ۱۹۴۸ء تک کی روزانہ نقل وحمل میں بھی نظر آتا ہے چنانچہ سال گذشتہ کی نسبت اسی مدت میں چار فیصدی سدھار کوئلہ کی نقل وحمل میں، اٹھارہ فیصدی کپڑے میں، اور نو فیصدی سیمنٹ کے نقل وحمل میں نظر آتا ہے۔ کیونکہ ویگن دیر میں خالی کئے جاتے ہیں اس لئے ریلوں کو ڈیمریج کی مدت گھٹانی پڑی اب بجائے نو گھنٹے کے صرف چھ گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے۔ آنریبل وزیر نے ایسے اقدام پر جنہیں مجبوراً اٹھانا پڑا اظہار افسوس کیا اور تاجروں سے یہ اپیل کی کہ وہ ڈبوں کو استعمال کرنے اور خالی کرنے کے سلسلہ میں دل سے تعاون کریں۔ اور چیمبر آف کامرس اور تجارتی ایسوسی ایشنیں برطانیہ اور امریکہ کی طرح اس سلسلہ میں کچھ ضابطے مقرر کرلیں۔ ایسے ذمہ دارانہ طرز عمل کے فقدان کا یہ مطلب ہے کہ بے بھگتان کئے ہوئے بہت سارے چالان اکٹھے ہوجائیں گے۔ چنانچہ نئی دہلی کے یارڈ میں اس قسم کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہوگیا ہے۔ جنگ کے زمانہ کے ایسے کلیموں کا ابھی تک چکتہ نہیں کیا گیا۔ حساب صاف کرنے کے لئے انہیں دنوں جو قدم اٹھائے گئے ہیں آنریبل وزیر نے ان کا بھی تذکرہ کیا اور بتایا کہ ایسے کلیموں اور پچھلے دو سال کے غیر یقینی برسوں کے جمع شدہ کلیموں کا حساب صاف کرنے کے لئے "" اقدامات کئے گئے ہیں۔

یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء سے مال کا کرایہ بدل دینے سے پورا ڈھانچہ سدھر گیا ہے۔ چنانچہ اس سدھار سے ریلوے ریٹ ٹریبونل کے قیام سے بھاؤ کے بارے میں شکایتیں دور کرنے کے لئے ایک غیر جانبدار ادارہ قائم ہوگیا ہے۔

نئی مال گاڑیاں فولاد کی کمی کی وجہ سے ابھی تک ناکافی ہیں ۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء تک مختلف قسم کی دو ہزار تین سو پچاس چار پہیے والی ویگنوں کا اضافہ کیا گیا ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء تک چار سو پچاسی اور ویگنیں آجائیں گی۔ اس سال میں جو آرڈر دئیے گئے انہیں تین ہزار چھ سو تک محدود رکھنا ضروری تھا۔

مزدوروں کے مطالبے۔ آنریبل وزیر ریلوے نے مزدوروں کی مزدوریاں بڑھانے کے مطالبے کا تذکرہ کرتے ہوئے حکومت کی اس خواہش کو پھر دوہرایا۔ کہ وہ مزدوروں کے ساتھ انصاف ہی نہیں۔ بلکہ فراخدلی سے سلوک کرنا چاہتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ تنخواہ کمیشن اصلاح ادجسٹمنٹ بورڈ کی سفارشوں کی وجہ سے اور ریلوں میں چلنے والے عملہ اور تنخواہوں اور بھتہ میں اضافہ کی وجہ سے ریلوں کی مالی حالت پر بڑا بوجھ پڑ رہا ہے۔ یہ بوجھ گویا عام طور پر ساری قوم پر ہے۔

انہوں نے کہا اس سے ریلوں میں کام کرنے والوں مزدوروں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا کہ ان کی قوت خرید تو بڑھ جائے لیکن مال کی پیداوار نہ بڑھے۔ ان حالات میں اس بات کی ضرورت ہے کہ قوم کا ہر فرد اور طبقہ کفایت اور قربانی سے کام لے۔ حکومت نے یہ ذمہ داری قبول کی ہے۔ کہ وہ طویل المیعاد پالیسی کے پیش نظر ملک میں ہر ایک فرد کا رہن سہن بلند کرے لیکن ایک بلند معیار زندگی صرف زیادہ مزدوریوں سے ہی حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس کا انحصار تو زیادہ تر پیداوار پر ہے۔ چنانچہ موجودہ حالت ہمارے احساس ذمہ داری اہلیت اور ان فرائض کے لئے جنہیں ہمیں اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ایک چیلنج ہے۔ مجھے ہمیشہ اس بات کا احساس رہا ہے کہ مزدور ملک کی بھلائی کی خاطر اپنے آپ کو بلند کریں گے۔ اور وہ ہر ایسی چیز سے احتراز کریں گے جو امن یا قوم کی فلاح کے منافی ہو مجھے یقین ہے کہ ریلوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے لیڈر جن میں آل انڈیا ریلوے مینز فیڈریشن کے لیڈر بھی شامل ہیں۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اگر انہوں نے کوئی ایسا فیصلہ کیا جس سے ملکی مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس کے نتائج کس قدر تباہ کن ہوں گے مجھے یقین ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے دھوکے میں نہیں آئیں گے جو ٹریڈ یونین کے نام پر اپنی بھلائی یا کسی سیاسی پارٹی کے فائدے کی خاطر ناجائز طور پر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امید ہے ریلوے مزدوروں کے لیڈر کوئی غلط راستہ اختیار نہیں کریں گے

حکومت کی یہ خواہش ہے۔ کہ ملک کی سب سے بڑی صنعت میں کام کرنے والے مزدور اس بات کو محسوس کریں۔ کہ وہ مفاد عامہ کے ایک کام کا درجہ بلند کرنے کے لئے تعاون کر رہے ہیں۔ باوجود کفایت کے اور نقصان ملنے کے بجٹ میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے۔ کہ عملہ کے کم سے کم تنخواہ پانے والے لوگوں کے لئے مکانات

(بقیہ صفحہ ۱۸۴ پر)

زرعی پیداوار میں توسیع ملک کی اوّلین ضرورت ہے

ہند پارلیمنٹ میں وزیر خوراک کا بیان

وزیر خوراک و زراعت نے پارلیمنٹ میں ایک غیر سرکاری ریزولیوشن کے جواب میں فرمایا کہ ہم تو ایک من یا ایک ٹن خوراک بھی باہر سے درآمد نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن حالات ایسے ہیں۔ کہ ہمیں مجبوراً پچھلے برس سے زیادہ خوراک درآمد کرنی پڑے گی۔ فی الحال ہمیں کوئی دوسرا علاج ممکن نظر نہیں آتا۔ تاوقتیکہ سارے صوبے اس بات کا تہیہ نہ کر لیں۔ کہ وہ اس برس کے دوران میں ہی زیادہ خوراک پیدا کریں گے۔ تقسیم کے بعد ہند کو غیر تقسیم شدہ ہندوستان کی ۸۰ فیصدی آبادی کو پالنا پڑا۔ لیکن اسے ۶۹ فیصدی زیر کاشت اراضی ملی۔ اور ۸۰ فیصدی لوگوں کے لئے گندم کی پیداوار صرف ۶۵ فیصدی ہے۔ گندم پیدا کرنے والا زیر آبپاشی علاقہ اور بھی کم یعنی صرف ۵۴ فیصدی ہے۔ زیادہ خوراک پیدا کرنے کی مہم اگرچہ فوڈ گرین پالیسی کمیٹی کی تجاویز میں سب سے چھوٹی ہے۔ تو بھی تمام مشکلات کے باوجود اس مہم کے ماتحت نو لاکھ ٹن زیادہ خوراک پیدا کرنے کے پروگرام کے تحت سات لاکھ ٹن زیادہ اناج اس برس میں پیدا کیا گیا۔

آنریبل شری جیرام داس دولت رام وزیر خوراک و زراعت نے ۳ فروری کو ہند پارلیمنٹ میں اس غیر سرکاری ریزولیوشن کے جواب میں تقریر کی۔ جس میں زیادہ خوراک پیدا کرنے کی مہم کی ناکامی کے اسباب کی تحقیقات کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس تقریر کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

میں ایوان کے سامنے قدرے مفصل حالات پیش کرنے کے لئے اس موقعہ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ کہ ہمیں نہ صرف مسئلہ خوراک کے بارے میں بلکہ عام زرعی ترقی کے بارے میں اہم سوالات پر غور کرنا ہے۔ ہند کا اقتصادی مفاد اور اس کے ساتھ ہی ملک کی صنعتی ترقی کا مفاد بھی یہ تقاضا کرتا ہے۔ کہ ہم خوراک اور دیگر اشیاء کی کاشت کو ترقی دینے کے لئے زیادہ ذرائع سے کام لیں۔

پہلے ریزولیوشن پر بحث کرنے سے پہلے میں دوسرے ریزولیوشن پر جو شری آر کے سدھوا نے پیش کیا ہے۔ کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس ریزولیوشن میں تجویز کیا گیا ہے۔ کہ جن ہوٹلوں اور کھانا مہیا کرنے والی جگہوں پر گوشت اور انڈا وغیرہ مہیا کیا جاتا ہے۔ ان میں چاول مہیا کرنے کی ممانعت کر دی جائے۔ میں یہ نہیں جانتا کہ ایسا کرنے سے چاول کی کتنی مقدار بچائی جا سکے گی۔ غیر راشن شدہ رقبوں میں بہت سے ہوٹل ہیں۔ اگر صرف راشن شدہ رقبوں کے ہوٹلوں پر ہی پابندی لگائی جائے۔ تو کوئی زیادہ بچت نہ ہو سکے گی۔ اور اگر یہ پابندی ان بے شمار ہوٹلوں پر لگائی جائے جہاں نچلے اور درمیانہ طبقہ کے لوگ کھانا کھاتے ہیں۔ تو لوگوں کو اپنی بھوک مٹانے کے لئے گوشت مچھلی یا دیگر مہنگی خوراک کھانے پر مجبور کرنے سے حکومت کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ چند یورپین طرز کے بڑے ہوٹلوں میں اس پابندی کا کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا۔ اس لئے مجوزہ کارروائی بہت ہی غیر مقبول ہوگی۔

بیرونی ممالک سے جہازوں کے ذریعہ چاول اور اناج لانے میں کچھ چاول اور اناج ضائع ہو جاتا ہے۔ ہند سرکار اس نقصان کو روکنے کی تدابیر معلوم کرنے کے لئے تحقیقات کرے گی۔

ہم تو ایک من یا ایک ٹن خوراک بھی باہر سے درآمد نہیں کرنا چاہتے لیکن حالات ایسے ہیں۔ کہ ہمیں مجبوراً پچھلے برس سے زیادہ خوراک درآمد کرنی پڑے گی۔ فی الحال ہمیں کوئی دوسرا علاج ممکن نظر نہیں آتا۔ تاوقتیکہ سارے صوبے اس بات کا تہیہ کر لیں۔ کہ وہ اس برس کے دوران میں ہی زیادہ خوراک پیدا کریں گے۔ ۱۹۴۸ء میں ہم نے ۲۸ سے ۳۰ لاکھ ٹن تک اناج باہر سے درآمد کیا۔ حکومت ہند کنٹرول ہٹانے والی تھی۔ اور لوگوں کو راشن دینے کی ذمہ داری ترک کر رہی تھی۔ لیکن ہمیں اس پر پھر کنٹرول نافذ کرنا پڑا۔ اس لئے

بنی نوع انسانوں کو پورا کرنے کے لئے زیادہ خوراک اپنے قبضہ میں رکھنا ضروری ہوگیا۔ ۱۹۵۰ء کے شروع میں جن لوگوں کو حکومت براہ راست راشن کی دکانوں سے خوراک مہیا کرتی تھی ان کی تعداد جولائی ۱۹۴۸ء کی نسبت ایک چوتھائی تھی لیکن جنوری ۱۹۵۱ء میں پھر تعداد بڑھتے بڑھتے وسط ۱۹۴۷ء کی تعداد سے دوگنی ہوگئی۔ آج سے چھ ماہ پہلے حکومت جن لوگوں کو راشن یا بلا واسطہ طور پر کنٹرول کے ذریعہ خوراک مہیا کرتی ہے ان کی تعداد تین کروڑ تھی لیکن آج یہ تعداد سات کروڑ ہے۔ اور ہمیں اکتوبر ۱۹۵۲ء تک خوراک کے کنٹرول کو اکتوبر ۱۹۴۷ء کے معیار یعنی ۱۵ کروڑ لوگوں کو خوراک راشن مہیا کرنے تک پہنچانا ہے۔ اس لئے زیادہ درآمد کرنا لازمی ہے۔ وسط ۱۹۴۷ء کے بعد ملک میں ایک بڑی بھاری اقتصادی تبدیلی ہوچکی ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ نہ صرف خوراک بلکہ روئی اور پٹ سن کے بارے میں ہند کو خودمکتفی بنانے کے لئے موجودہ خوراک کی کاشت والے رقبہ میں سے ۴۶ لاکھ ایکڑ زمین کی ضرورت پڑی ہے۔ تقسیم کے بعد ہند کو غیر منقسم ہندوستان کی ۸۰ فیصدی آبادی کو پالنا پڑا لیکن اسے ۶۹ فیصدی زیر کاشت اراضی ملی۔ اور گندم کی پیداوار ۸۰ فیصدی لوگوں کے لئے صرف ۶۱ فیصدی ہے۔ گندم پیدا کرنے والا زیر آبپاشی علاقہ تو آدھے سے بھی کم یعنی ۴۵ فیصدی ہے۔ ہمارے ملک میں خوراک پیدا کرنے والے سولہ کروڑ ایکڑ رقبہ میں سے صرف ۲۵ فیصدی مستقل آبپاشی والا رقبہ ہے۔ باقی ۷۵ فیصدی رقبہ جس سے ہمیں خوراک ملتی ہے اس کو موسم کے تغیر و تبدل اور موسمی ہواؤں کے رحم پر چھوڑنا پڑتا ہے۔ سولہ کروڑ ایکڑ زیر کاشت رقبہ میں سے زیادہ خوراک پیدا کرنے کی مہم کے ماتحت صرف ۸۰ لاکھ ایکڑ رقبہ ہے۔ اس لئے یہ مسئلہ بہت بڑا ہے۔ ایوان کے ممبروں کو خوراک کی کمی دور کرنے کے لئے بہت زیادہ غور و فکر کرنا چاہئے۔

زیادہ خوراک پیدا کرنے کی مہم اگرچہ فوڈگرین پالیسی کمیٹی کی تجاویز میں سب سے چھوٹی ہے۔ تو بھی تمام مشکلات کے باوجود اس مہم کے ماتحت نو لاکھ ٹن زیادہ خوراک پیدا کرنے کے پروگرام کے ماتحت سات لاکھ ٹن زیادہ اناج اس برس میں پیدا کیا گیا۔ کیا یہ نتائج غیر تسلی بخش ہیں۔ ہند کی آبادی چالیس لاکھ سالانہ کی اوسط سے بڑھ رہی ہے۔ اس لئے ہمیں نہ صرف خوراک پیدا کرنے پر زور دینا چاہئے۔ بلکہ میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ ہمیں اپنی زرعی پیداوار کو بڑھانے پر توجہ دینی چاہئے۔ ہند کے اقتصادی اور صنعتی مقاصد کا تقاضا یہی ہے کہ جب تک ہمارا ملک پہلے زرعی طور پر ترقی نہ کرے گا۔ یہ صنعتی ترقی نہیں کرسکتا۔

امریکہ جیسے ملک کی مثال لیجئے۔ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ایک انچ زمین بھی نہیں ہے۔ اس کے باوجود وہ فی کس ۸۷ روپے خرچ کرتی ہے۔ غور کیجئے۔ یہ خرچ فی کاشتکار یا فی دیہاتی باشندہ نہیں ہے۔ ادھر ہم ایک آنہ فی کس کی شرح سے خرچ کررہے ہیں۔ میں ملک کے مفاد کے مدنظر یہ محسوس کرتا ہوں۔ کہ ملک کی زرعی پیداوار بڑھانے کو دیگر سب کاموں پر فوقیت دی جانی چاہئے۔ صرف زرعی ترقی ہی ہماری ترقی کی بنیاد ہوسکتی ہے۔

توسیع زراعت کے لئے اسکیمیں

یہ سوال کیا جاتا ہے۔ کہ ہند میں گذشتہ سات برس سے "زیادہ خوراک پیدا کرو" کی مہم جاری ہے لیکن اس کے باوجود غیر ممالک سے خوراک کی درآمد گھٹنے کی بجائے روز بروز بڑھتی ہی جاتی ہے۔ ۱۹۵۱ء میں درآمد کی مقدار بہت ہی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہمیں مسئلہ خوراک سے متعلق بعض حقائق جان لینے چاہئیں۔ ۱۹۴۱ء میں ہند کی آبادی ۳۲ کروڑ نوے لاکھ تھی۔ لیکن آج یہ آبادی ۳۵ کروڑ کے قریب ہے۔ یہ اندازہ آبادی میں گذشتہ سالوں کے اضافہ کی شرح کی بنا پر قائم کیا گیا ہے۔ اگر یہی حالت رہی۔ تو ۱۹۵۶ء میں ہمارے ملک کی آبادی ۳۶ کروڑ ۷۰ لاکھ ہوجائے گی۔ اور اسی طرح ۱۹۶۱ء تک یہ چالیس کروڑ ستر لاکھ ہوجائے گی۔ آج ایک عام بالغ کو روزانہ

ایک پونڈ اناج خوراک کے لئے درکار ہے۔ اگر ہم اس مقدار کے مطابق اپنے ملک کی ساری آبادی کو راشن مہیا کریں۔ تو ہمارے پاس ۳۰ لاکھ ۳۰ ہزار ٹن اناج کی قلت ہوتی ہے۔ لیکن ۱۹۵۱ء تک یہی قلت ایک کروڑ بیس لاکھ [illegible] ہزار ٹن ہو جائے گی۔

اس سے ظاہر ہے کہ ہند کو خوراک کے بارے میں ایسی مشکل کا سامنا ہے جس کے تین پہلو ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں موجودہ قلت کو فوراً دور کرنا ہے۔ اس کے بعد ہمیں اس قلت کا مقابلہ کرنا ہے جو ہر سال آبادی میں اضافہ کی وجہ سے بڑھتی ہی جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ ہمیں کافی طویل عرصہ تک نہ صرف اپنے ملک کو آبادی کے لحاظ سے خوراک مہیا کرنا ہے بلکہ ہمیں خوراک میں غذائیت کو بڑھانا ہے۔ ہم محض کم از کم راشن دے کر ملک کو نہیں بچا سکتے۔ خوراک کی پیداوار بڑھانے کے ہر ایک منصوبہ میں اس مسئلہ کے ان تینوں پہلوؤں کے متعلق انتظام کرنے کی گنجائش رکھنی پڑے گی۔

جنگ سے پہلے خوراک کی حالت۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے ہند میں کسی کو خوراک کی قلت کا شدت سے احساس نہیں ہوا تھا۔ سالانہ درآمد پندرہ اور بیس لاکھ ٹن کے درمیان تھی۔ اور اس میں بھی زیادہ تر برما سے چاول ہی آتا تھا۔ جاپان کے جنگ میں شامل ہو جانے سے برما کے ساتھ سلسلہ آمد و رفت منقطع ہو گیا۔ اور اچانک خوراک کی شدید قلت کا مسئلہ ہمارے سامنے آ گیا۔ ملک بھر میں راشن بندی کی گئی۔ اور ہمیں جلد ہی پتہ لگ گیا۔ کہ ہماری خوراک میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ اس لئے ہند میں خوراک کی پیداوار فوراً بڑھانے کے لئے وقتی تدابیر اختیار کی گئیں۔ جنہیں "زیادہ خوراک پیدا کرو" تحریک کا نام دیا گیا۔

۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۶ء تک کے اعداد و شمار پر نظر ڈالی جائے۔ تو پتہ چلتا ہے کہ اس سارے عرصہ میں مجموعی طور پر اناج پیدا کرنے والے کھیتوں کے رقبہ میں ایک کروڑ سے لے کر سوا کروڑ ایکڑ تک کا اضافہ ہوا۔ اور پیداوار میں تیس لاکھ ٹن کا اضافہ ہوا۔ ۱۹۴۶-۴۷ء میں مدراس میں خشک سالی اور ۱۹۴۷-۴۸ء میں وسط ہند کے علاقوں میں گندم کی ساری فصل کنگی کی وجہ سے برباد ہو جانے کے باوجود اتنی بھاری کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ہند کی فصلوں کا موسمی ہواؤں پر انحصار ہونا خوراک کی پیداوار پر بہت گہرا اثر ڈالتا ہے۔

خوراک کی پانچ سالہ سکیم۔ ۱۹۴۷ء کے بعد ہند سرکار نے خوراک پیدا کرنے کا کام خاص منصوبہ بندی کے ماتحت شروع کیا۔ جس کا مقصد پانچ برس کے عرصہ میں خوراک کی پیداوار میں مستقل طور پر چالیس لاکھ ٹن کا اضافہ کرنا ہے۔ اس منصوبہ کو کامیابی سے پورا کرنے کے لئے آبپاشی کے ذرائع کی توسیع۔ بہتر کھاد اور کیمیائی کھاد کا استعمال اور بہتر بیج پیدا کرنے اور تقسیم کرنے کے کام شروع کئے جا چکے ہیں۔ غیر آباد زمین کو زیر کاشت لایا جا رہا ہے۔

ہماری مشکلات۔ خوراک بڑھانے کے منصوبوں کو پورا کرنے میں ہمیں کئی مشکلات کا سامنا ہے۔ تقسیم ملک کی وجہ سے آبادی اور زیر کاشت زمینوں کی غیر مساوی تقسیم ہوئی۔ آبپاشی کے لئے غیر یقینی موسمی ہواؤں پر انحصار۔ اور اس کے علاوہ کاشتکاروں کو کھیتی باڑی کے اوزاروں کے لئے لوہا اور فولاد نہیں ملتا۔ ۱۹۴۸ء میں صوبوں کو اپنے لوہے کی ضروریات کا صرف پچاس فیصدی حصہ دستیاب ہو سکا تھا۔ کئی علاقوں میں آبادیوں کے جبری تبادلہ کی وجہ سے بیلوں اور کھیتی باڑی کے اوزاروں کی نایابی ہوئی۔ سامان گاڑیوں اور انجنوں کی قلت سے ذرائع آمد و رفت اور رسل و رسائل بھی ضرورت کے مطابق نہیں ہیں۔ آدم شکتی کی بھی کمی ہے۔ آبپاشی کی سکیموں کو چلانے کے لئے ماہر انجینئرنگ سٹاف نہیں ملتا۔

مشینوں کے ذریعہ کھیتی باڑی۔ سال ۱۹۴۷-۴۸ء میں صوبہ یو۔پی میں ۲۲ ہزار ایکڑ اور سی۔پی میں سال [illegible] ہزار ایکڑ غیر آباد جنگل اور گھاس سے اٹی پڑی زمینوں کو ٹریکٹروں کے ذریعہ زیر کاشت لایا گیا۔ ان زمینوں میں جو فصلیں کاشت کی گئیں۔ ان سے بہت اچھی پیداوار حاصل ہوئی ہے۔ بلکہ یو۔پی سرکار نے تو ایک ہی برس میں اس سکیم پر خرچ کیا ہوا اپنا سارا روپیہ وصول کر لیا ہے۔ وزارت زراعت نے اس سال میں ایک لاکھ ایکڑ غیر آباد زمین کو زیر کاشت لانے کا پروگرام تیار کیا ہے۔ اس وقت تک ٹریکٹروں کے ذریعہ مشرقی پنجاب میں ۲۰۷۰ ایکڑ اراضی میں کھیتی باڑی کی جا چکی ہے۔ اور متسیہ یونین میں پچیس ہزار ایکڑ زمین میں کاشت کی گئی ہے۔ جن

۱۹۴۹ء میں ان رقبوں سے دو گنے رقبے میں ہل چلا کر فصل خریف کے لئے زمین تیار کی جاوے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ خوراک کی پیداوار بڑھانے کی سکیموں کی کامیابی کا انحصار کاشتکاروں، عام لوگوں اور صوبائی حکومتوں کی سرگرمی اور جذبہ عمل پر ہے۔ خوراک پیدا کرنے کا کام بالا کی ہدایات جاری کرنے سے نہیں بلکہ نیچے سے عملی کام کے ذریعہ ہی سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ اس غرض کے لئے لوگوں کا عملی تعاون حاصل ہونا سب سے زیادہ ضروری ہے۔ خیال کے طور پر جو کھاد خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے دی جائے۔ وہ تجارتی فصلوں پر خرچ کر دی جائے۔ یا پرانے کنوؤں کی مرمت کر کے ان کو نئے کنوئیں ظاہر کیا جائے۔ تو ان خرابیوں کو صرف زبردست رائے عامہ ہی روک سکتی ہے۔ اس لئے ملک کے لوگوں کو خوراک کی پیداوار بڑھانے کی کوششوں میں حکومت سے پورا پورا عملی تعاون کرنا چاہیئے۔

وزرائے اطلاعات کی بین الصوبائی کانفرنس (بسلسلہ صفحہ ۱۴۶)

تک پہنچیں۔ اور ان سے اس بارے میں حکومت سے تعاون کرنے کے لئے کہیں۔ ہمیں لوگوں کو یہ سمجھانے کے لئے زور دار کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس وقت سب سے بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ خوراک کی ذخیرہ اندوزی کو روکا جائے۔ اور جس قدر بھی فالتو اناج لوگوں کے پاس ہو۔ وہ اسے حکومت کے حوالہ کر دیں۔ کیونکہ اسے مجبور ہو کر ہم پر سے کنٹرول نافذ کرنا پڑا ہے۔

ان تین اہم نکات پر بالخصوص توجہ مرکوز کرنا چاہیئے۔ کانفرنس کے ایجنڈا پر دیگر بہت سے امور ہیں۔ بلاشبہ آپ ان پر بحث کریں گے۔ آپ لوگ اپنے اپنے تجربہ کو یکجا کر لیں گے۔ اور ان مضامین کے بارے میں ضروری فارمولے تیار کریں گے۔ لیکن میری رائے ہے کہ اسی خوراک کے اہم مضمون پر ہی زیادہ سے زیادہ طاقت مرکوز کی جانی چاہیئے۔ اگر ہم یک زبان ہو کر لوگوں تک پہنچیں۔ اور اس مسئلہ پر اجتماعی کوششیں صرف کرنے کی ضرورت ان کے ذہن نشین کرا سکیں تو مجھے رتی بھر شبہ نہیں ہے کہ ہم ان کو مستعد بنا سکتے ہیں۔ آج ان کی کوششیں حکومت کی عیب جوئی اور اس پر نکتہ چینی کرنے پر مرکوز ہیں۔ اس بارے میں بھی شبہ نہیں ہے کہ بہت سی باتوں کے بارے میں حکومت پر اعتراض کیا جا سکتا ہے لیکن حکومت کی تمام سرگرمیوں کے بارے میں لگاتار نکتہ چینی کرتے رہنے سے ہم سب کو ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔

ریلوں کی مرکزی مشاورتی کونسل کا اجلاس

ریلوں کی مرکزی مشاورتی کونسل کا ایک اجلاس ۲۰ فروری کو نئی دہلی میں ہوا۔ ریلوں کے وزیر آنریبل شری این گوپال سوامی آئینگر نے اس کی صدارت کی۔ اس اجلاس میں حسب ذیل امور پر بحث ہوئی۔ ایک محکمہ سے دوسرے محکمہ کو سامان کا بھیجنا۔ ریلوے میں بدعنوانیوں کو دور کرنا۔ اور درجہ اوّل و درجہ دوئم کے مسافروں کے ملازموں کے لئے مخصوص ڈبے مہیا کرنا۔

کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک محکمہ سے دوسرے محکمہ کو سامان کا بھیجنا طویل عرصے کا مقصد ہونا چاہیئے۔ لیکن ریلوے بورڈ کو پرائیویٹ طریقے کی جگہ محکمہ واری طریقہ اختیار کرتے ہوئے احتیاط برتنی چاہیئے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ آجکل ریلوے کے منتظموں کو اور بھی زیادہ اہم مسائل سے سامنا ہے۔

ریلوے میں بدعنوانیوں کو دور کرنے کے بارے میں کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ ریلوں کے وزیر کے ماتحت بدعنوانیوں کو دور کرنے والا ایک الگ اور مسلم محکمہ قائم کرنے کی تجویز قابل عمل نہیں۔ اور تمام ریلوں پر پولیس کے خاص دستے کی امداد کے لئے ضمنی ادارے شروع کئے جائیں۔

درجہ اوّل اور درجہ دوم کے مسافروں کے ملازموں کے لئے مخصوص ڈبے مہیا کرنے کی تجویز نامنظور کر دی گئی۔

ہند کے محکمہ آثار قدیمہ کی مختصر تاریخ

تہذیب و تاریخ سے متعلق آثار قدیمہ کی حفاظت کا انتظام

مرکزی مشاورتی بورڈ میں وزیر تعلیم کی تقریر

چین کے علاوہ قدیم تہذیبوں کے تین اور بڑے مرکز ہندوستان، میسوپوٹیمیا اور مصر تھے۔ مصر اور میسوپوٹیمیا مغرب کے بہت نزدیک تھے اس لئے یورپی علماء نے وہاں کے آثار قدیمہ کی تحقیق میں کافی دلچسپی لی لیکن ہند میں انگریزی حکومت قائم ہونے کے بعد آثار قدیمہ کی تحقیق پر کافی توجہ مبذول کی گئی۔ گذشتہ برسوں میں ہڑپہ اور سیسوپال گڑھ میں جو کھدائیاں کی گئیں۔ وہ کافی اہم ثابت ہوئیں۔ محکمہ آثار قدیمہ کے صوبائی مرکز نہیں ہیں۔ لیکن اب آسانی کی خاطر اس کو سات حصوں میں منقسم کر دیا گیا ہے۔ آج تک آثار قدیمہ کے متعلق جتنے رسالے چھاپے گئے وہ سب انگریزی میں تھے لیکن اب یہ ہندوستان کی تمام بڑی بڑی زبانوں میں چھاپے جائیں گے۔

آثار قدیمہ کے مرکزی مشاورتی بورڈ کا چوتھا جلسہ فروری ۱۹۴۹ء کو نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں وزیر تعلیم آنریبل مولانا ابوالکلام آزاد، پاکستانی ممبر مسٹر ایس۔ اے۔ اے۔ نقوی اور وزارت تعلیم کے سیکرٹری ڈاکٹر تارا چند نے جو تقریریں کیں ان کے خلاصے حسب ذیل ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے بورڈ کے اراکین کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا

"ظاہر ہے کہ ہمارے اجتماع کا بڑا مرکز مستقبل کے لائحہ عمل سے متعلق ہے لیکن یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر اس کام پر بھی نظر ڈالی جائے جو اب تک اس سلسلہ میں ہندوستان اور دوسرے ممالک میں کیا گیا ہے۔

صدیوں سے یہ امر تسلیم کیا جا چکا ہے کہ چین کے علاوہ قدیم تہذیبوں کے تین اور بڑے مرکز تھے۔ یہ تین مرکز ہندوستان، میسوپوٹیمیا اور مصر ہیں۔ مصر اور میسوپوٹیمیا میں آثار قدیمہ کی تلاش اور تحقیق کے لئے بڑا کام کیا گیا ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اب ہمارے پاس قدیم زمانہ کی تاریخ کا بہت سا مواد جمع ہے۔ مصر کی تو پانچ ہزار برس قبل مسیح کی تاریخ معلوم ہو چکی ہے۔ نینوا اور بابل میں جو کھدائیاں ہوئی ہیں۔ ان سے تہذیب عتیق کے متعلق بہت سی باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ یہ حیرت کی بات ہے۔ کہ ہندوستان کی قدیم تاریخ معلوم کرنے کے لئے آثار قدیمہ کے ذریعہ کو کیوں نظر انداز کیا جاتا رہا۔ شاید ایک وجہ تو یہ ہے کہ مصر اور میسوپوٹیمیا مغرب کے بہت نزدیک ہیں۔ اور صدیوں سے یورپ کا نظریہ تھا کہ تہذیب اور ثقافت کا مرکز وادیٔ نیل رہا ہے اور عہد نامہ عتیق میں تو جگہ جگہ مصر اور میسوپوٹیمیا کا ذکر آتا ہے۔ اس لئے یہ قدرتی بات تھی کہ یورپ کے علماء ان تہذیبوں کی تحقیق میں دلچسپی لیتے۔

ہندوستان میں آثار قدیمہ کی تحقیق کی ابتدا ۱۷۹۶ء میں بنگال کی ایشیاٹک سوسائٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک عجائب گھر کھولا جائے۔ جس میں ان نادر نمونوں کی نمائش کی جائے جنہیں ایسٹ انڈیا کمپنی کے افسروں نے جمع کیا ہے۔ انیسویں صدی میں برہمی اور کھروشٹی زبانوں کو پڑھنے کا طریقہ آ گیا۔ اس سے آثار قدیمہ کی تحقیق کی بڑی حوصلہ افزائی ہوئی۔ ۱۸۴۸ء میں جنرل الیگزینڈر کننگھم نے حکومت ہند پر زور دیا۔ کہ وہ ہندوستان کی قدیم عمارتوں کی حفاظت کے لئے ایک مناسب افسر مقرر کرے۔ لارڈ کیننگ نے ۱۸۶۲ء میں یہ سفارش مان لی۔ اور کننگھم کو اس محکمہ کا پہلا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ [illegible] پہنچے تو اس محکمہ کو نئی زندگی لارڈ کرزن نے بخشی۔ لارڈ کرزن کے خیال میں ہندوستان کے آثار قدیمہ کے متعلق معلومات کا حصول، ان آثار کی حفاظت اور ماضی کی تحقیق و تدقیق کی ذمہ داری حکومت برطانیہ کے دوش پر تھی۔ چنانچہ لارڈ کرزن کی تحریک پر ۱۹۰۴ء میں حفاظت آثار قدیمہ کا

قانون پاس کیا گیا۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں یہ محکمہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری میں آگیا۔

موجودہ کام گذشتہ برسوں میں کئی جگہوں پر کھدائیاں کی گئیں۔ جو بہت اہم ثابت ہوئیں ہڑپا اور سیسوپال گڑھ میں جو کھدائیاں کی گئیں ہیں۔ وہ قابل ذکر ہیں۔ اب تک ریاستوں میں اس قسم کا کام نہیں کیا گیا تھا۔ تقسیم ہند کے بعد بیکانیر اور جیسلمیر میں اس کام کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ ایسے مقامات جن سے وادیٔ سندھ کی تہذیب کے واضح نشان ملتے ہیں۔ پاکستان کی سرحد میں آگئے ہیں۔ بہرحال جیسلمیر اور بیکانیر میں بھی اس تہذیب کے اہم مرکز تھے۔

اس محکمہ کے صوبائی مرکز نہیں ہیں۔ لیکن اب آسانی کی خاطر اس کو سات حلقوں میں منقسم کر دیا گیا ہے۔ محکمہ کے چار شعبے ہیں۔ شعبہ کتبات شعبہ کیمیاوی، شعبہ احتفار اور شعبہ عجائب گھر۔ اس کے علاوہ یہ محکمہ تحقیق و تدقیق کے نتائج بھی شائع کرتا رہتا ہے۔

مستقبل کا لائحہ عمل جنگ کے دنوں میں "یادداشت آثار قدیمہ" کی اشاعت ملتوی کر دی گئی تھی۔ اب یہ اشاعت شروع کر دی جائے گی۔ اس کے علاوہ آثار قدیمہ کے متعلق چھوٹے چھوٹے رسالے چھاپنے کی بھی تجویز ہے۔ "ہندوستان قدیم کتبات ہند" "انڈو مسلم کتبات" اور دیگر سالانہ رپورٹوں کے علاوہ مصور پوسٹ کارڈ اور البم شائع کرنے کی تجویزیں ہیں۔ اب تک ہماری تمام اشاعتیں انگریزی میں چھپتی رہی ہیں۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ یہ اشاعتیں ہندوستان کی بڑی بڑی زبانوں میں چھاپی جائیں۔ جس قدر جلدی ممکن ہوا۔ میں اس سلسلہ میں قدم اٹھاؤں گا۔

دو قسم کے البم چھاپے جائیں گے۔ ایک اعلیٰ جسے شائقین فنون کے علاوہ اسکول اور کالج اور ایسے دوسرے ادارے بھی استعمال کر سکیں گے۔ دوسرے معمولی جنہیں عوام خرید سکیں۔ محکمہ کو اس کے ساتھ ہی ساتھ وزارت مواصلات سے ڈاک خانہ کے ذریعہ مصور پوسٹ کارڈوں کے اجراء کے متعلق گفتگو کرنی چاہیئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں فلم سے بھی بڑا کام لیا جا سکتا ہے۔ اچھے فلم نہ صرف تاریخی عمارتوں کے حسن کو اجاگر کرتے ہیں۔ بلکہ ان کو عوام کے لئے دلچسپ بھی بناتے ہیں۔ ہندوستان میں ہم ایسا انتظام کر سکتے ہیں کہ ہر سینما کو لازمی طور پر فلم سے قبل دس منٹ کے لئے ایک ایسا فلم دکھانا ضروری ہو جس میں ہندوستانی تاریخ یا ثقافت پر روشنی ڈالی گئی ہو۔

ہماری تاریخ کا بہت سا حصہ ابھی زمین کے تلے دبا ہوا ہے۔ اسے برآمد کرنے کے لئے موجودہ عملے کی تجدید اور از سر نو تنظیم کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں دوسرے ممالک میں طلبا کو اس قسم کی تربیت دلانے کا انتظام بھی ضروری ہے۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اعلیٰ تربیت کے لئے ہم نے دو افسروں کو برطانیہ بھیجا ہے۔ ہندوستان کے لئے ایک قومی میوزیم کی ضرورت کا مجھے احساس ہے۔ اور اس سلسلہ میں ابتدائی قدم اٹھایا جا چکا ہے۔

بہرحال آپ کو اس بات کا احساس ہوگا کہ مالی مشکلات کی وجہ سے شاید سارا کام نہ کیا جا سکے۔ بہرحال میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ حکومت ہند اپنی طرف سے پوری کوشش کرے گی۔ آپ بھی حکومت کو مشورہ دیجئے۔ کہ محدود وسائل کے پیش نظر کس طرح بہتر سے بہتر کام کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان کے ممبر مسٹر ایس۔ اے۔ نقوی نے جو تقریر کی۔ اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

مسٹر نقوی نے کہا کہ مجھے اس جلسہ میں شرکت سے بڑی مسرت ہوئی۔ تقسیم ہند سے پہلے میں بھی اس محکمہ میں تھا۔ اور اب میں حکومت پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے شریک ہوا ہوں۔ آج صبح آنریبل وزیر تعلیم نے یہ استفسار کیا تھا کہ کیا ہم اب بھی ان مقامات کی حفاظت کا انتظام کر رہے ہیں۔ جن میں دلچسپی لینے والے لوگ پاکستان کی بجائے ہندوستان میں بستے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں یہ یقین دلاؤں گا کہ جہاں تک قومی عمارتوں کا تعلق ہے۔ خواہ وہ ہندوستان میں ہوں یا پاکستان میں یا دنیا کے کسی کونے میں وہ ہیں۔ نہایت عزیز ہیں ہم ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ جب ہمیں آپ کو دعوت دینے کا موقع ملے گا۔ تو آپ یقیناً اس بات کی تعریف کریں گے۔ کہ ہم نے اس سلسلہ میں اپنی پوری کوشش کی ہے۔ دوسرا اہم کام تاریخ سے قبل زمانہ کے مقامات کے کھود کرنے کا ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت

پاکستان نے سابق ڈائرکٹر جنرل ڈاکٹر آر ایم ویلر کی خدمات حاصل کی ہیں۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ مکلی اور کوئٹہ کے علاقے کی عمارتوں کے بارے میں نقشے وغیرہ مکمل ہو چکے ہیں۔

یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ پاکستان کے محکمۂ آثار قدیمہ میں کام کرنے والے لوگ اپنے ان قدیم ساتھیوں کو نہیں بھولے ہیں جو ہندوستان کے آثار قدیمہ میں کام کرتے ہیں۔ اور ہمیں جس وقت بھی ضرورت پڑی ہم ان کا تعاون حاصل کریں گے۔ خود ہماری خدمات بھی ہندوستان کے محکمہ آثار قدیمہ کے لئے حاضر ہیں۔

تقریر کے شروع میں مسٹر نقوی نے حکومت ہند کی دعوت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اظہار دوستی کے ایسے نشان یقیناً دونوں ملکوں میں اخوت اور محبت پیدا کریں گے۔ میں سیاست داں نہیں ہوں لیکن آثار قدیمہ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر ہم نے الگ تھلگ ہو کر زندگی کا مطالعہ شروع کیا تو انسانی اور ثقافتی تاریخ کی تعمیر نو اور تجدید کا کام چوپٹ ہو جائیگا۔

وزارت تعلیم کے سیکرٹری ڈاکٹر تارا چند نے اس جلسہ میں جو تقریر کی اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

ڈاکٹر تارا چند نے کہا کہ پاکستان کے نمائندہ نے جو تقریر کی ہے اسے ہم نے بڑی مسرت سے سنا۔ پاکستان میں جو تاریخی عمارتیں ہیں ان کا ہماری تاریخ سے اس قدر گہرا تعلق ہے اور ہمیں ان کی حفاظت کے متعلق بڑی تشویش ہے۔ اس لئے ہمیں مسٹر نقوی کی زبانی یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ ان کی حفاظت کا اچھا انتظام کیا جا رہا ہے۔ بے شک ہند اور پاکستان کے تعلقات بہتر سے بہتر ہونے چاہئیں۔ اور دونوں ملکوں کو تعاون سے کام کرنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ ہند اور پاکستان میں بہت سی چیزیں مشترک ہیں۔ اور بہت عرصہ تک ہماری تاریخ ایک رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں کانفرنس کے سب اراکین کی نیابت کر رہا ہوں اگر میں یہ کہوں کہ مسٹر نقوی اپنی حکومت اور اپنے محکمہ کو ہماری نیک خواہشات اور وہ جو کام کر رہے ہیں اس کی ستائش کا پیغام پہنچا دیں۔

درگاہ خواجہ صاحب اجمیر کے نظم و نسق میں اصلاح

تحقیقاتی کمیٹی کی طرف سے سوالنامے کا اجراء

درگاہ خواجہ صاحب اجمیر کے معاملات کی رپورٹ تیار کرنے کے لئے ہند سرکار نے گزشتہ دسمبر میں ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کمیٹی کی طرف سے ایک جامع سوالنامہ جاری کیا گیا ہے۔ جس میں درگاہ کے نظم و نسق کی اصلاح کے لئے عام لوگوں کو اپنی رائے اور تجاویز بھیجنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس کمیٹی میں حسب ذیل اشخاص ہیں۔

الہ آباد ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس غلام حسین صدر، بیگم پیٹ ریاست حیدرآباد کے سر محمد یامین خان اور نواب محمود یار جنگ اراکین۔ کمیٹی کے حیاتِ طلب مسائل میں درگاہ کے وقف کے نظم و نسق کی تحقیقات اور عمومی طور پر درگاہ کے عقیدتمندوں کے مفاد اور درگاہ کے تحفظ کے لئے ضروری سفارشات کرنا شامل ہیں۔ کمیٹی کے اراکان نے حال ہی میں اجمیر کا دورہ کیا اور درگاہ سے دلچسپی رکھنے والے اداروں اور لوگوں سے بات چیت کی۔

سوالنامہ۔ اس میں کمیٹی کے اراکان نے درگاہ کے نظم و نسق کے مختلف پہلوؤں پر لوگوں کی رائے طلب کرتے ہوئے پوچھا ہے کہ آیا درگاہ کمیٹی کی طرف سے درگاہ کے وقف کا انتظام تسلی بخش ہے۔ آیا ۲۵ ارکان (سوائے باہر کے اور لوکل مقامی) کی درگاہ کمیٹی ٹھیک طرح سے کام کرنے کے ناقابل ہے۔ اور کیا کمیٹی کے آئین میں کوئی تبدیلی کرنا ضروری ہے۔ درگاہ کے خدام اور نذر تقسیم کے متعلق بھی کچھ سوال پوچھے گئے ہیں۔

درگاہ کے نظم و نسق سے خاص واقفیت رکھنے والے کسی ایک یا سب سوالوں پر الگ یادداشت بھی بھیج سکتے ہیں۔ سوالنامے کے فارم حسب ذیل پتہ سے منگوائے جا سکتے ہیں۔ سیکرٹری درگاہ خواجہ صاحب اجمیر تحقیقاتی کمیٹی نمبرا کیسلز روڈ لکھنؤ۔ سوالنامے کے جواب کمیٹی کے سیکرٹری کو ۱۰ مارچ ۱۹۵۰ء تک پہنچ جانے چاہئیں۔

دہلی میں صوبوں کے وزرائے اطلاعات کی کانفرنس۔

ہند سرکار کے وزیر اطلاعات شری آر۔ آر دواکر کی استقبالیہ تقریر

، فروری کو نئی دلی میں ہند کے صوبائی وزرائے اطلاعات کی کانفرنس کا اجلاس ہوا۔ آنریبل شری آر۔ آر دواکر نے اپنی استقبالیہ تقریر میں کہا۔ کہ اب دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا ہند میں جنم ہوا ہے۔ آئین ساز اسمبلی نے ہمارے ملک کے سولہ کروڑ لوگوں کو رائے دہندگی کا حق دے دیا ہے۔ جمہوریت کو ٹھیک طور پر اور خوبی سے چلانے کے لئے وسیع پیمانہ پر اور سکیم کے مطابق نشر و اشاعت از حد ضروری ہے تاکہ لوگوں کو تعلیم دے کر انھیں ان ذمہ داروں کا احساس کرایا جائے۔ جو بطور شہری کے ان پر عائد ہوتی ہیں۔

عوام کی حکومت کو اپنے مالکوں یعنی عوام کے ساتھ گہرا تعلق بنائے رکھنا چاہیے۔ اسے لوگوں کو یہ بتانا چاہیئے کہ حکومت کیا کر رہی ہے۔ اور ملک کی بہبودی کے مشترکہ مفاد کے لئے وہ لوگوں سے کس امداد کی توقع رکھتی ہے۔ سائنس کے ترقی کرنے سے نشر و اشاعت کے نئے ذرائع پیدا ہو گئے ہیں اور قدیم طریقوں نے مزید طاقت اور وسعت حاصل کر لی ہے۔ پریس اور پلیٹ فارم کے ساتھ ساتھ فلم اور ریڈیو بھی بڑی تیزی سے لوگوں کو روشن خیال بنانے کے موثر ذرائع بنتے جا رہے ہیں۔ اب تمام قومیں ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر دنیا پر چھا جانے کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ مختلف ممالک کے محکمہ جات اطلاعات آج کل ہمارے ہندوستانی زبانوں کے اخباروں کو کافی زیادہ مضامین ہندوستانی زبانوں میں مہیا کر رہے ہیں۔ انھوں نے یہ محسوس کر لیا ہے۔ کہ اب اظہار رائے اور اشاعت دونوں کے لحاظ سے ہندوستانی زبانوں کے اخبارات آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہند کے اندر اور باہر حالات اتنی تیزی سے بدل رہے ہیں کہ ہم کو تبدیلیوں کی بہ نسبت ان کے تیزی سے بدلنے کا احساس زیادہ ہوتا ہے۔ میں نے تو صرف چند ایک تبدیلیوں کی جانب اشارہ کیا ہے۔ اور یہاں آج ہمارا اکٹھا ہونے کا یہی مقصد ہے۔ کہ ہم اپنے اس عظیم الشان ملک میں عوامی یعنی جمہوری حکومت کو استوار کرنے کے لئے زیادہ بہتر۔ موثر اور مفید حصہ ادا کرنے کے طریقے تیار کریں۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ہمیں اس صورت حال کی بعض بہت اہم رکاوٹوں پر بھی غور و خوض کرنا چاہیئے۔ مثلاً ہمارے ملک کی وسعت ہمارے عوام کا ان پڑھ ہونا۔ ہماری بے شمار زبانیں اور ہمارے ذرائع کی تنگی۔

آج ہم یہاں اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ کہ ہم غور و فکر کر کے اپنی نشر و اشاعت کا پروگرام تیار کریں۔ واضح رہے کہ میرا مطلب پراپیگنڈہ نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ لوگ تکلیف اُٹھا کر یہاں آئے ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہمارے لیڈر جو یہاں موجود ہیں ان کے الفاظ سے ہم میں جو سرگرمی اور جوش پیدا ہوگا۔ اور جو منصوبے اور پروگرام ہم اپنے تجربات کو اکٹھا کر کے اور باہمی تعاون سے سوچ بچار کر تیار کریں گے۔ وہ ہماری ان تکالیف کا کافی بڑا معاوضہ ہوگا۔

ہند سرکار نے برطانیہ سے جو تباہ کن جہاز حاصل کئے ہیں وہ خزاں میں ہندوستان پہنچ رہے ہیں۔ ان جہازوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ ایچ۔ ایم آئی۔ ایس" راجپوت" (ایچ۔ ایم ایس "راتھرم") - ایچ۔ ایم۔ آئی ایس "رنجیت" (ایچ۔ ایم۔ ایس "ریڈاوٹ") اور ایچ ایم۔ آئی۔ ایس "رانا" (ایچ۔ ایم۔ ایس۔ "ریڈر") ایچ۔ ایم۔ آئی۔ ایس "راجپوت" اس بحری بیڑے کا لیڈر رہے اور یہ بیڑا کیپٹن لے جیکمور کی کمان میں ہوگا۔

صرف عوامی زبان ہی قومی زبان بن سکتی ہے

زبان کے مسئلہ پر پنڈت جواہر لال نہرو کے خیالات

کسی قوم کا کیرکٹر جانچنے کے لئے زبان سے بہتر کوئی اور کسوٹی نہیں۔ اگر کسی زبان میں جان اور زور ہے تو اس زبان کے بولنے والے بھی طاقتور اور مضبوط ہوں گے۔ جس زبان میں اظہار خیالات بے کم و کاست الفاظ میں کیا جاتا ہے وہ لوگوں کو بھی باضابطہ اور باقاعدہ طور پر سوچنا سکھا دے گی۔ ظاہر ہے کہ انگریزی یا کوئی دوسری بیرونی زبان ایک کل ہند زبان کا درجہ حاصل نہیں کر سکتی۔ سارے ہندوستان کی زبان تو صرف ایک ہی ہو سکتی ہے۔ اسے ہندی یا ہندوستانی یا جو چاہے کہہ کر پکاریے۔ اسے ہندی کہا جائے یا ہندوستانی کا نام دیا جائے۔ یہ کوئی اہم بات نہیں لیکن زبان کی خصوصیات کا واضح نقشہ ہمارے سامنے ہونا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ زبان خود مکتفی ہے یا نہیں۔ اس میں تنگ نظری کے اثرات تو نہیں پائے جاتے۔ کوئی زبان قوانین اور قراردادوں کے زور سے نہیں۔ بلکہ اپنی صلاحیتوں کی بنا پر ترقی کر سکتی ہے۔ ہمیں یہ امر تسلیم کرنا ہوگا کہ جس کل ہند زبان کو ہم ترقی دینا چاہتے ہیں۔ اسے لچک دار اور تاثر پذیر ہونا چاہئے۔ اور گزشتہ زبانوں کی جو ثقافتی خصوصیات اس میں سما چکی ہیں۔ انہیں قائم و دائم رہنا چاہئے۔

میں یہ مضمون وزیر اعظم کی حیثیت سے نہیں، بلکہ ایک مصنف کی حیثیت سے اور ایک ایسے آدمی کی حیثیت سے لکھ رہا ہوں جسے زبان کے مسئلے سے گہری دلچسپی ہے۔ اس مسئلے سے میری دلچسپی کی وجہ اس کے سیاسی اور بدقسمتی سے فرقہ وارانہ پہلو ہیں لیکن ان سے کہیں زیادہ اہمیت اس مسئلے کے وسیع تر ثقافتی پہلوؤں کو حاصل ہے۔ اگرچہ میں کسی زبان کا ماہر نہیں ہوں۔ لیکن مجھے زبان کے حسن اس کے جملوں کی موسیقی اور الفاظ کی ساحرانہ خصوصیات اور قوت سے محبت ہے۔ میرے خیال میں کسی قوم کا کیرکٹر جانچنے کے لئے زبان سے بہتر کوئی اور کسوٹی نہیں۔ اگر کسی زبان میں طاقت اور قوت ہے تو اس زبان کے بولنے والے بھی طاقتور اور مضبوط ہوں گے۔ اور اگر وہ حشو و زوائد سے پُر ہے، مرصع و پُر تکلف اور پیچیدہ ہے تو ہم ان خصوصیات کی جھلک آپ کو اس قوم کے کیرکٹر میں بھی نظر آئے گی لیکن اس بات کو الٹ کر بیان کرنا زیادہ صحیح ہوگا کیونکہ دراصل زبان کی خالق تو قوم ہوتی ہے لیکن صداقت کا شائبہ اس امر میں بھی ہے کہ زبان بھی لوگوں کے کیرکٹر کو ڈھالتی ہے۔ جس زبان میں اظہار خیالات بے کم و کاست الفاظ میں کیا جاتا ہو وہ لوگوں کو بھی باضابطہ و باقاعدہ طور پر سوچنا سکھا دے گی۔ صحت اور ضابطہ کی کمی کی وجہ سے قوم کے افکار میں ژولیدگی اور الجھاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور نتیجتاً یہ الجھاؤ عمل میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔

ایک ایسی زبان جو باضابطہ اور خوشنما بھی ہو لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ پابند رسوم بھی ہو۔ وہ جلد ہی بدلتے ہوئے ماحول اور عوام سے اپنا رشتہ کھو بیٹھتی ہے۔ اس کا یقینی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زبان کی قوت میں کمی آ جاتی ہے۔ اور اس میں بناوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ نتائج کسی زمانہ میں بھی پسندیدہ قرار نہیں دئے جا سکتے لیکن خاص کر اس انقلابی زمانہ میں جب کہ ہمارے گرد و پیش ہر چیز بدل رہی ہے۔ ہماری زبان ان برائیوں سے مردہ ہو جائے گی۔ گزشتہ ادوار کی ایسی زبانوں میں بہت سی قابل تعریف باتیں ہیں۔ لیکن یہ زبانیں جمہوریت کے زمانہ میں جب کہ عوام کی تعلیم ہمارا مقصد ہے۔ بیکار ہیں۔ اس لئے ایک زبان کو اپنے مقاصد پورے کرنے میں اسے تدریجی اصول کی بنیاد پر قائم ہونا چاہئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر وسیع تر ہونا چاہئے۔ اور پھر اسے لازمی طور پر عوام کی زبان ہونا چاہئے نہ کہ ایک مخصوص حلقہ کی۔ سائنس۔ صنعت و حرفت

اور سل و رسائل کے اس زمانہ میں تو کسی زبان کے لئے ان خصوصیات کا حامل ہونا اور بھی ضروری ہو گیا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے سائنس میں استعمال ہونے والے الفاظ اور اصطلاحات میں اس زبان کا خزانہ الفاظ دوسری زبانوں سے مشترک اور ہم آہنگ ہونا چاہئے اور جو بیرونی لفظ اس کی ساخت سے میل کھا جائے اسے قبول کرنے میں اسے کوئی باک نہیں ہونا چاہئے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ زبان کے عام ذوق کے مطابق اس لفظ میں تھوڑی بہت ترمیم کر لی جائے۔

انسانی سماج کے ارتقا میں کلاسکی زبانوں نے بڑا اہم حصہ لیا ہے۔ لیکن انہوں نے عوامی زبانوں کی ترقی میں رکاوٹ بھی ڈالی ہے۔ جب تک علماء کلاسکی زبانوں میں سوچتے اور لکھتے رہے عوامی زبانوں کی حقیقی ترقی نہیں ہوئی۔ سولھویں صدی تک یورپ میں لاطینی زبان وہاں کی عوامی زبانوں کی ترقی میں روک بنی رہی۔ ہندوستان میں سنسکرت کا اثر اس قدر غالب رہا۔ کہ پراکرتوں کی جو بعد میں عوامی زبانیں بن گئیں پرورش رک گئی۔ بعد میں ہندوستان کے بڑے بڑے علاقوں میں فارسی علماء کی زبان بن گئی۔ اور یہ بھی ہندوستان کے کچھ حصوں میں عوامی زبانوں کی ترقی میں روک بنی۔

ہندوستان میں عوامی زبانوں کی ترقی کی ذمہ داری کا بار بجا طور پر ہمارے شانوں پر ہے۔ لیکن کل ہند کے لئے ایک زبان ہونی چاہئے۔ اگرچہ میری یہ رائے ہے۔ کہ دنیا میں اپنی پوزیشن اور ہندوستان میں اس کے پڑھنے والوں کی تعداد کے لحاظ سے انگریزی ہماری بیرونی سرگرمیوں میں بڑا اہم حصہ لے گی۔ لیکن ظاہر ہے کہ انگریزی یا کوئی دوسری بیرونی زبان ایک کل ہند زبان کا درجہ اختیار نہیں کر سکتی۔ سارے ہندوستان کی زبان تو صرف ایک ہی ہو سکتی ہے۔ اسے ہندی یا ہندوستانی یا جو چاہے کہہ کر پکار لیجئے۔

ہمیں اس اہم مسئلہ پر غور کرتے وقت ان بنیادی امور کو یاد رکھنا چاہئے۔ ہمیں یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہئے۔ کہ سیاسی طور پر یا جذبات اور تعصب کی بنیاد پر اگر کوئی عاجلانہ فیصلہ کیا گیا تو خدشہ ہے وہ بعد میں نقصان دہ ثابت ہو۔ ہمیں آئندہ کے لئے تعمیری کام کرنا ہے۔ اور غلط بنیادوں پر اگر کام شروع کیا گیا تو عین ممکن ہے۔ کہ صرف لسانی حیثیت سے ہی نہیں۔ بلکہ ثقافتی اور انسانی نکتہ نگاہ سے بھی ترقی رک جائے۔ یہ بہت بہتر ہوگا کہ ہم دھیرے دھیرے چلیں۔ اور ہر قسم کی سختی اور پابندی سے احتراز کریں۔ زبان ایک پیڑ [illegible] ہے۔ اس کے لئے تصورات کی تخلیق بلند دماغ لوگ کرتے ہیں۔ اور عوام اسے قوت بخشتے ہیں۔ زبان پھول کی طرح بڑھتی پاتی اور کھلتی ہے۔ اور بیرونی دباؤ اس پرورش کو روک دیتا ہے۔ اور اسے غلط طرف موڑ دیتا ہے۔

اس زبان کو کیا نام دیا جائے۔ ہندی کہا جائے یا ہندوستانی کے نام سے پکارا جائے۔ یہ کوئی بنیادی اور اہم بات نہیں۔ یہاں یہ ضرور ہے کہ ہر لفظ کی ایک تاریخ ہوتی ہے۔ اور وہ لفظ کسی قطعی امر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور اس طرح اس کے معنی محدود ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ذہن میں دراصل زبان کی داخلی خصوصیات کا واضح نقشہ ہونا چاہئے۔ اور ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ دنیا کے متعلق ان داخلی خصوصیات کا کیا اثر ہے۔ یعنی اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ زبان محدود ہے تنگ منطقی ہے۔ الگ تھلگ رہنے کی کمزوری اور تنگ نظری کے اثرات تو اس میں نہیں یا پھر اس کا مزاج مذکورہ بالا خصوصیات کا متضاد ہے۔ میری رائے میں ہمیں اپنے سامنے ایک ایسی زبان رکھنی چاہئے۔ جس کا مزاج مذکورہ بالا خصوصیات کا متضاد ہو۔ اور جس میں بڑھنے اور پھلنے پھولنے کی صلاحیت ہو۔ اس زمانہ میں انگریزی زبان بہ نسبت دوسری زبانوں کے سب سے زیادہ تاثر پذیر اور لچک دار ہے۔ اس میں بڑھنے کی صلاحیت ہے۔ اور اسی وجہ سے ایک زبان کی حیثیت سے یہ اہم ہے میں چاہتا ہوں کہ ہماری زبان بھی دنیا میں اسی طرح رہے۔

ان دنوں ہندوستان میں اس مسئلہ پر جس طرح غور و فکر اور بحث کی جا رہی ہے۔ اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ اس وقت جو بحث ہو رہی ہے۔ اس میں علمیت کی کمی اور تمدن کا فقدان ہے۔ اس میں مستقبل کے متعلق کوئی خیال بھی نہیں ہے۔ زبان کو ایک وسیع تر ثقافتی زبان کی قسم کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ اور قوم پرستی کا متمرد جذبہ یہ چاہتا ہے کہ اس کا دائرہ زیادہ سے زیادہ تنگ اور محدود کر دیا جائے۔ زبان کو وسیع کرنے کی ہر کوشش کو قوم پرستی کے خلاف ایک گناہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ زبان کا حسن اس کے غیر مروج ہونے اور بھاری بھر کم الفاظ استعمال کرنے میں مضمر ہے۔ اس میں

قوت و وقار کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔ اور اسے دیکھ کر خشبو و رعنایاد اور سلیقت کا احساس ہوتا ہے جس طرح نظم مرتب کر اور قافیہ سے عبارت نہیں ہوتی۔ اس طرح زبان بھی پیچیدہ، اور مشکل الفاظ کی ترتیب کا نام نہیں۔ انہی دنوں انگریزی کے کافی مشہور اور متعارف الفاظ کا ترجمہ کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے۔ وہ بڑی عجیب اور نرالی ہے۔ اگر یہ انداز قائم رہا تو اس طرح اظہار خیال کے ایک نازک اور لطیف طریقہ کا گلا گھونٹ دیا جائے گا۔

اگر مجھ سے یہ پوچھا جائے۔ کہ ہندوستان کا سب سے بڑا خزانہ اور سب سے اعلےٰ ورثہ کیا ہے۔ تو میں فوراً بلا جھجک یہ کہہ دوں گا۔ کہ سنسکرت اور اس کا ادب۔ یہ ایک عظیم الشان ترکہ ہے۔ جو ہمیں اپنے پیشرؤں سے ملا ہے۔ جب تک یہ زندہ ہے۔ اور جب تک اس کا اثر باقی ہے۔ ہندوستان کی اصلی روح کا بنیادی عنصر باقی رہے گا۔ یہی نہیں کہ یہ خزانہ سلطنت۔ بلکہ زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس قدر قدیم زبان ہونے پر بھی یہ ایک زندہ و پایندہ روایت ہے۔ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ سنسکرت کی تعلیم کو ترقی دی جائے۔ اور علماء تحقیق و تدقیق کرکے اس مدفون خزانہ کے فراموش اوراق کو پھر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ یہ بڑی حیرت کی بات ہے۔ کہ ہم ایک زبان کو انتہائی قوم پرستانہ زاویہ سے تو دیکھتے ہیں۔ لیکن ہم اس کے لئے زبانی جمع خرچ سے زیادہ کچھ نہیں کرتے یا پھر سیاسی طور پر اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ سنسکرت کو فائدہ پہنچانے کے لئے جو کام کیا جا سکتا ہے۔ وہ اس کے لئے نہیں کیا جاتا۔ سنسکرت یا جدید زبانوں میں تعمیری کام شاذ ہی نظر آتا ہے۔ ہم عام طور پر نہ خود کرتے اور نہ دوسرے کو موقع دینے کے اصول کے پیش نظر نہ تو کسی ترقی کو پسند کرتے ہیں۔ اور نہ خود ترقی کے لئے کوئی قدم اٹھاتے ہیں۔ کوئی زبان قانون پاس کرنے اور ریزولیوشن پاس کرنے سے نہیں۔ بلکہ اپنی فطری صلاحیتوں کی بنا پر ترقی کرے گی۔ اس لئے کسی زبان کی صحیح خدمت اس کی قدر و قیمت اور بنیادی صلاحیتوں کو بڑھا کر اسے زیادہ سے زیادہ قابل استعمال بنانے میں مضمر ہے۔

سنسکرت خواہ کتنی ہی عظیم الشان زبان کیوں نہ ہو۔ اور ہم میں اسے ترقی دینے کی خواہش کتنی ہی شدید کیوں نہ ہو۔ پھر بھی یہ ایک زندہ زبان نہیں بن سکتی۔ لیکن اسے پہلے کی طرح ہماری زیادہ سے زیادہ زبانوں کی اصل بنیاد اور داخلی مواد کے طور پر قائم رہنا چاہئے۔ یہ امر ناگزیر ہے۔ لیکن اسے زبردستی ٹھونسنے کی کوشش نہ تو ناگزیر ہے۔ اور نہ ہی پسندیدہ، بلکہ اس کے نتائج خراب ہوں گے۔

گزشتہ چند صدیوں میں فارسی نے ہماری صوبائی زبانوں اور خصوصاً ہندوستانی زبان کے ارتقا میں بڑا اہم حصہ لیا ہے۔ اور ہمارے انداز فکر پر بہت حد تک اثر انداز ہوئی ہے۔ اس طرح ہمیں بڑا فائدہ ہوا ہے۔ یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ کوئی زبان فارسی سے زیادہ سنسکرت کے قریب نہیں ہے۔ اور سچ پوچھئے تو ویدک سنسکرت اور کلاسیکی سنسکرت کی نسبت ویدوں کی سنسکرت اور قدیم پہلوی ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہیں۔ اس لئے ان دونوں میں کسی حد تک تطبیق و تصادم کا ہونا بہت اغلب ہے۔ لیکن اس سے ہماری زبان کی روح یا ہماری نسلی خصوصیات کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔ بہرحال ماضی کی چند صدیوں اور عوام کے رہن سہن نے ہماری موجودہ زندگی کو ڈھالا ہے۔ اور تاریخ نے یہ عمل کیا ہے۔ اس کو ختم کرنا یقیناً حماقت اور بے معنی ہے۔ ثقافتی نقطۂ نگاہ سے ایسی کوشش اور رجعت قہقری کا یہ مطلب ہوگا کہ ہم سے ہمارا ثقافتی سرمایہ چھین لیا جائے۔ اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ ہم اپنے آپ کو تہی دست کر لیں۔ ہمیں تو اپنے ثقافتی سرمایہ کو بڑھانا چاہئے اور ہر اس چیز کو جو اس سرمایہ میں اضافہ کرنے والی ہو۔ قبول کرنا چاہئے چنانچہ ہم نے اب تک جو کچھ اپنا لیا ہے۔ اسے اب الگ کرنے کی کوشش ہر نقطۂ نگاہ سے غلط ہے۔ اگر ان امور کو پیش نظر رکھا جائے تو ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ جس کل ہند زبان کو ہم ترقی دینا چاہیں اسے لچکدار اور تاثر پذیر ہونا چاہئے۔ اور گزشتہ زبانوں کی جو ثقافتی خصوصیات اس میں مدغم ہو چکی ہیں۔ انہیں قائم رہنا چاہئے اسے لازمی طور پر علماء کے ایک مخصوص طبقہ کی نہیں۔ بلکہ عوامی زبان ہونا چاہئے۔ اسے باوقار اور پر قوت ہونا چاہئے۔ اور سطحیت بناوٹ اور تصنع کی ہر کوشش کو دبانا چاہئے۔ یقیناً اس کی بنیاد اور بہت حد تک اس کی ترکیب سنسکرت سے ہوگی۔ لیکن یہ دوسرے وسائل

سے جن میں خاص طور پر فارسی، انگریزی اور دوسری غیر ملکی زبانیں بھی شامل ہیں۔ ان گنت لفظ جملے اور خیالات کو بھی اپنائے گی۔
جہاں تک اصطلاحات کا تعلق ہے۔ ہمیں اولاً ہر اس لفظ کو منظور کر لینا چاہئے۔ جسے قبول عام کی سند مل چکی ہو۔ جہاں نئے الفاظ بنانے کا معاملہ ہو اس میں بھی عوام کے استعمال اور سمجھ کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔ اور اصطلاح سازی کے وقت ہمیں اس کل عالمی زبان سے آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں۔ جو اس وقت پھل پھول رہی ہے۔

مناسب یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی تین ہزار کے قریب ایسے مشہور و متعارف بنیادی الفاظ چن لئے جائیں جن کو لوگ عام طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ان میں ایسے ہم معنی الفاظ بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ جو عوام کی زبان پر چڑھے ہوئے ہوں۔ یہ ایک ایسا بنیادی ذخیرۂ الفاظ ہو جس کا علم ہر اس آدمی کو ہونا چاہئے۔ جو کل ہند زبان جاننا چاہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا اصولوں کے مطابق اصطلاحی الفاظ کی ایک فہرست بھی مرتب کی جائے۔ اس موقع پر میں یہ ضرور کہوں گا کہ اصطلاحات کے لئے جو نئے الفاظ آج کل استعمال کئے جا رہے ہیں۔ وہ بے حد بناوٹی اور دراصل بے معنی ہیں۔ ان الفاظ کا نہ تو کوئی پس منظر ہے اور نہ تاریخ۔ مجھے تو یہ لفظ بڑے ڈراؤنے معلوم ہوتے ہیں۔

اگر یہ دو فہرستیں تیار کر لی جائیں۔ تو پھر باقی کام زبان کے قدرتی ارتقا پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ کسی طرز تحریر پر کوئی ایسی قدغن اور پابندی نہ لگائی جائے۔ جیسے خالص ادبی ہندی یا اردو کہا جا سکے۔ تعلیم کی اشاعت اور ناظرین کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ ساتھ مصنفین اور مقررین دونوں اس سے اثر اندوز ہوتے جائیں گے۔ اور میری رائے میں رفتہ رفتہ بلا کسی بیرونی دباؤ کے ایک حسین اور پرقوت زبان بنتی اور بڑھتی جائے گی۔

یہ حیرت انگیز بات ہے۔ کہ ہم زبان کے متعلق تو اس قدر بحث و تمحیص میں پڑے ہوئے ہیں لیکن ہمارے پاس ایک بھی اچھی لغات نہیں ہے۔ دنیا کی کسی دوسری اعلیٰ زبان پر نظر ڈالئے۔ تو معلوم ہوگا کہ اس میں لغات اور انسائیکلوپیڈیا کی کس قدر جلدیں موجود ہیں۔ ہماری زبان کی کسوٹی کچھ اس قسم کی ہے جیسی کہ عدالت کے کمرہ یا مدرسہ کی درسی کتب میں کام آتی ہے۔ ہماری ڈکشنریاں اسکول کے طلباء کے لئے بنی ہیں۔ اس لئے سب سے پہلا قدم جو اس سلسلہ میں اٹھنا چاہئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ سنسکرت اور دوسری جدید زبانوں کی عالمانہ اور مبسوط ڈکشنریاں تیار کی جائیں۔

جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ کسی زبان کا اصلی مواد اہمیت رکھتا ہے۔ اس کا نام نہیں چنانچہ اس زبان کا جو اصلی مواد ہے۔ اور الفاظ آج کل جس طرح استعمال ہو رہے ہیں۔ اس کے پیش نظر اسے ہندوستانی کے نام سے پکارنا زیادہ صحیح ہے۔

رہا رسم الخط کا سوال۔ تو یہ ظاہر ہے۔ کہ ناگری لکھاوٹ غالب رہے گی۔ لیکن میں چونکہ ثقافتی اور سیاسی نقطہ نگاہ سے الگ تھلگ رہنے کے اصول کو غلط سمجھتا ہوں۔ اس لئے میرے خیال میں جہاں ضروری ہو۔ وہاں اردو رسم الخط کو تسلیم کیا جائے۔ اور اسے سکھایا جائے۔ ہم سب لوگوں سے دونوں لکھاوٹیں سیکھنے کے لئے نہیں کہہ سکتے۔ یہ تو بہت بڑا بوجھ بن جائے گا۔ لیکن دستاویزات اور دوسرے کاغذات کی تحریر کے لئے خاص کر اور جہاں طلبا کی مناسب تعداد چاہے، وہاں اسکولوں میں تعلیم کے لئے اردو رسم الخط تسلیم کیا جائے۔

یہ ہماری اس عام لسانی پالیسی کے مطابق ہے۔ جس کا کانگریس اور مجلس دستور ساز دونوں نے اعلان کیا ہے۔ یعنی ہر ایک بچے کو ابتدائی تعلیم اس کی مادری زبان میں دی جائے۔ بشرطیکہ کسی جگہ ایسے طالب علموں کی اتنی تعداد ہو۔ کہ یہ تعلیم قابل عمل ہو۔ چنانچہ بمبئی۔ کلکتہ یا دلی میں اگر تامل بولنے والے بچوں کی کافی تعداد ہو۔ تو انہیں تامل میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ ملنا چاہئے۔ اگر ہندوستان کے کسی حصہ میں ایسے بچوں کی کافی تعداد ہو۔ جن کے گھر کی زبان اردو ہے۔ تو انہیں صوبائی زبان کے علاوہ اردو رسم الخط سکھانے کا بھی انتظام کیا جائے۔ یہ اصول تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اور جس قدر جلد ہو سکے۔ اس پر عمل درآمد کرنا مناسب ہے۔ اس وقت بہت سی مشکلات درپیش ہیں۔ خاص کر ان مقامات پر جہاں دو صوبوں کی سرحدیں ملتی ہیں۔ ان

سرحدوں کے دونوں طرف دو دو زبانیں بولنے والے لوگ بستے ہیں۔ان علاقوں میں اور دوسرے مقامات کی نسبت یہ بہت ضروری امر ہے کہ تعلیم مادری زبان میں ہو۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے بڑے پیمانے پر رومن حروف کا اختیار کرنا ممکن نہیں لیکن یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ فوج میں رومن رسم الخط کا استعمال نہایت کامیاب رہا ہے۔اس رسم الخط کی تعلیم میں بڑی آسانی پائی گئی ہے۔ اور فوج میں ایک حد تک یہ ذریعہ اتحاد ثابت ہوا ہے۔اس لئے یہ مناسب ہوگا۔کہ رومن رسم الخط کے امکانات کی چھان بین کی جائے۔اور جہاں مناسب ہو استعمال کیا جائے۔میں نے اس مضمون کے آغاز میں لکھا تھا۔کہ میں ایک مصنف کی حیثیت سے لکھ رہا ہوں۔اس لئے کیا یہ مناسب نہ ہوگا۔کہ میں مصنفین اور خاص کر کے ہندی اور اردو مصنفین سے بھی ایک بات کہوں۔مجھے یہ دیکھ کر بڑی کوفت ہوتی ہے۔کہ ہمارے بعض بڑے اچھے مصنفین جن کا مستقبل روشن ہے۔ناشرین کے ہاتھوں تنگ ہیں۔اور بعض اوقات مصنفین کی پست حالی سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔اخبار نویس تو آرام سے رہتے ہیں۔ لیکن حقیقی جوہر رکھنے والے مصنفین کے لئے مستقبل نہیں۔میں ایسے ناشرین کو جانتا ہوں جنہوں نے ہندی کتابوں کے کاپی رائٹ کوڑیوں کے مول لئے۔کیونکہ بیچارہ مصنف تنگدستی کے ہاتھوں مجبور تھا۔ان ناشرین نے ان کتابوں سے بہت سا روپیہ کمایا۔ لیکن مصنف اسی طرح فاقہ کرتا رہا۔میرے خیال میں یہ بڑی شرمناک بات ہے۔لہذا میں ناشرین سے اپیل کروں گا۔کہ وہ مصنفوں سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔ناشرین صرف اس وقت پھل پھول سکتے ہیں۔جب کہ مصنف بھی خوشحال ہوں۔خود ناشرین کے نکتہ نگاہ سے یہ احمقانہ پالیسی ہے۔کہ مصنفین کا گلا کاٹا جائے یا انہیں قابل قدر کام کرنے سے روک دیا جائے۔لیکن قومی نکتہ نگاہ سے یہ مسئلہ اور بھی اہم ہے۔اور یہ قوم کا فرض ہے۔کہ وہ اس بات کا اہتمام کرے۔ کہ صلاحیت رکھنے والے مصنفین کو اچھا کام کرنے کا موقع ملے۔

فوج میں کمیشن کے امیدواروں کو تنبیہہ

ہندوستانی فوج کے کمانڈر انچیف کو معلوم ہوا ہے کہ فوج میں کمیشن حاصل کرنے کے لئے انتخابی بورڈ کے سامنے پیش ہونے والے امیدواروں میں سے کافی بڑی تعداد اپنے ہمراہ بارسوخ سول اور فوجی افسروں سے سفارشی چٹھیاں لے کر آتے ہیں۔یہ رواج انتہائی غیر پسندیدہ ہے۔اور اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

امیدواروں کا انتخاب ان کی ذاتی قابلیت کی بنا پر کیا جاتا ہے۔سفارشوں اور ان کے رشتہ داروں یا دوستوں کے جاہ و منصب کی بنا پر یہ انتخاب نہیں کیا جاتا ہے۔

انتخابی بورڈوں کی صدارت کرنے والوں کو آرمی ہیڈکوارٹرز سے سخت ہدایات مل چکی ہیں۔کہ آئندہ کوئی امیدوار انتخابی بورڈ کے صدر یا بورڈ کے کسی ممبر کے سامنے انٹرویو کے وقت اپنے متعلق کسی قسم کی چٹھی پیش کرے گا۔تو اس کو فوراً نامنظور کر دیا جائے گا۔اور ایسے امیدوار کو کسی حالت میں بھی دوسرا موقعہ نہیں دیا جائیگا۔

مزید برآں امیدواروں کے والدین۔رشتہ داروں اور دوستوں کو یہ مشورہ دیا جاتا ہے۔کہ وہ بورڈ کے سامنے امتحان کے لئے پیش ہونے والے امیدواروں کے بارے میں امتحان سے پہلے چٹھیاں نہ لکھیں۔ایسی چٹھیاں لازمی طور پر امیدواروں کے مفاد کے خلاف ہوں گی۔ایسے امیدواروں کو نامنظور کر دیا جائے گا۔

اس سلسلہ میں مسلح افواج کی ایکاڈیمی (فوجی شعبہ) ڈیہرہ دون میں داخلہ کی درخواست کرنے والے امیدواروں کے نام ہدایات کے پیرا گیارہ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔اس میں لکھا ہے۔کہ کسی امیدوار یا اس کے رشتہ داروں اور دوستوں کی طرف سے انتخاب کے ضابطہ کے کسی مرحلہ پر اس کی درخواست کی حمایت حاصل کرنے کی کوئی کوشش اسے ایکاڈیمی میں داخلہ کے نااہل قرار دے دیگی

مال کی نقل وحمل میں بہتری

گزشتہ چند ماہ میں مال کی روانگی کے سلسلہ میں جو مسلسل ترقی دیکھنے میں آئی وہ نہ صرف قائم رہی بلکہ اس میں ماہ دسمبر ۱۹۴۸ء میں نمایاں اضافہ بھی ہوا محکمہ ریلوے نے اس ماہ ۱۳۰۵ اسپیشل ٹرینیں چلائیں یعنی گزشتہ مہینہ کے مقابلہ میں ۸۰ اسپیشل گاڑیاں زیادہ چلائی گئیں۔ ان ٹرینوں کے ذریعہ نہ صرف اجناس خوراک کا نقل وحمل عمل میں آیا بلکہ صنعتی مقامات پر خام مال پہنچایا گیا اور وہاں سے اور رسدی مقامات سے تیار مال لایا بھی گیا صرف بی۔ بی اینڈ سی آئی ریلوے نے ۱۵۰ اسپیشلیں چلائیں جن میں سے ۱۶ درآمد شدہ خوراک کے لئے۔ ۵۰ بمبئی سے دہلی اور دوسرے اسٹیشنوں پر عام مال پہنچانے کے لئے اور باقی گاڑیاں روئی۔ خشک گھاس اور دوسری تجارتی اغراض کیلئے چلائی گئیں۔

ماہ دسمبر کی بابت ریلوے ترجیحات کی تنظیم کے طریق عمل سے سیمنٹ۔ لوہا اور فولاد کی صنعتوں کو اور برآمد شدہ کچے میگنیز کی نقل وحرکت کو مزید امداد دی گئی۔ نقل وحمل کے مشکل حالات کے باوجود بی این ریلوے نے کچے میگنیز کی نقل وحرکت کے واسطے ۳۴ اسپیشل مال گاڑیاں اور ٹاٹا نگر سے لوہے اور فولاد کے لئے ۹ گاڑیاں چلائیں۔ ان کے علاوہ ایندھن کی لکڑی سیمنٹ اور اجناس خوراک وغیرہ کے لئے۔ عام مال کے لئے دہلی کو ۲۔ اور چائے کے ذخیرے کیمیاوی اشیا۔ لوہا۔ فولاد اور پٹ سن کے لئے ۲۰ اسپیشل گاڑیاں روانہ کیں۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے نے بھی عام مال کے لئے ۱۵ اسیمنٹ کے لئے ۵۔ دہلی کو کوئلہ بھیجنے کے لئے ۲۔ اور ۶ روئی اور اجناس خوراک وغیرہ کی نقل وحرکت کے لئے چلائیں۔

بمبئی سے ملک کے مختلف حصوں کو کپڑے کی روانگی گزشتہ مہینے کے مقابلہ میں اس ماہ کم ہوئی۔ دسمبر میں ایک لاکھ اڑتالیس ہزار گانٹھیں روانہ کی گئیں جبکہ نومبر ۱۹۴۸ء میں ایک لاکھ ۴۲ ہزار گانٹھیں بھیجی گئی تھیں۔ اور یہ کمی اس وجہ سے ہوئی کہ یکم دسمبر ۱۹۴۸ء سے کنٹرول پھر عائد کر دیا گیا تھا۔

ریلوے ترجیحات پر کنٹرول جاری رہیگا۔

سٹینڈنگ کمیٹی نے تجاویز منظور کرلیں۔

وزارت ٹرانسپورٹ کی سڑکوں کے سوائے باقی معاملات کے لئے مقررہ سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس ۵ فروری کو ہوا۔ آنریبل شری این گوپالاسوامی آئینگر وزارت ٹرانسپورٹ نے کمیٹی کی صدارت کی۔ اس اجلاس میں ریلوے ترجیحات پر کنٹرول جاری رکھنے دہلی کی سڑکوں پر موٹر ٹرانسپورٹ کی ازسر نو تنظیم اور پٹرول راشننگ کے مسائل پر بحث کی گئی۔

ترمیم شدہ ریلوے ایکٹ ۱۹۴۶ء (مال کی باربرداری) جس کے ماتحت آج کل ریلوے ترجیحات پر کنٹرول کیا جاتا ہے اس کی میعاد ۲۶ مارچ ۱۹۴۹ء کو ختم ہوجائے گی پچھلے دنوں ریلوے ٹرانسپورٹ میں کچھ بہتری پائی گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود سوائے جنوبی ہند کے باقی ملک میں ریلوے ٹرانسپورٹ کی حالت ابھی تک مشکل ہی ہے۔ مزید براں ابھی تک بعض خاص ضروریات زندگی کی شدید قلت موجود ہے۔ اور اس قلت کی موجودگی میں یہ ضروری ہے۔ کہ ان کی ریلوں کے ذریعہ نقل وحرکت بلا تاخیر ہوتی رہے۔ اس لئے جب تک ریلیں اس قابل نہ ہوجائیں۔ کہ جتنا مال ان کو پیش کیا جائے۔ وہ اسے مطلوبہ مقام پر بلا تاخیر پہنچا سکیں تب تک ترجیحات پر کنٹرول رکھنا ضروری ہے۔ لہذا کمیٹی نے ریلوے ترجیحات پر مزید ایک سال تک کنٹرول رکھنا منظور کرلیا ہے۔

دہلی ٹرانسپورٹ سروس کے بارے میں کمیٹی نے اس تجویز کو منظور کرلیا ہے۔ کہ اس کا نظم ونسق ایک سرکاری ادارہ کے حوالہ کر دیا جائے۔

کمیٹی نے دنیا بھر میں پٹرولیم کی پیداوار کی عام قلت اور ٹینک ویگنوں کی قلت کے پیش نظر پٹرول راشننگ جاری رکھنے پر اتفاق کیا۔

کمیٹی نے بمبئی پورٹ ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۹۰ء میں اس مطلب کی ترمیم کرنا منظور کیا کہ اگر مال گیرندہ ایک مقررہ عرصہ کے اندر گودی سے اپنا مال نہ اٹھائے تو ٹرسٹی اس مال کو فروخت کرسکتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں ہندوستانی بحری بیڑے کی عظمت

ایس ایس "چھیدمبرم" کا افتتاح کرتے ہوئے گورنر جنرل کی تقریر

قدیم ہند میں جہازرانی اور تجارت کا ذکر کرتے ہوئے گورنر جنرل نے فرمایا کہ تاریخ کے آغاز سے ہندوؤں نے خلیج بنگالہ اور بحیرۂ ہند کو پار کیا اور بحرالکاہل کے جزائر کو آباد کرتے رہے مسیح کے زمانہ سے بہت پہلے ہندو سماٹرا، ملایا، انڈونیشیا اور چین کے ملکوں میں گئے۔ اس زمانے میں راستے کو ڈاکوؤں سے ہر طرح صاف رکھا جاتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ ہندوستانی بحری دنیا سے ناواقف نہیں ہیں اور شواجی کے زمانہ میں بھی مرہٹہ بحری بیڑے اور مغل بحری بیڑے میں کئی لڑائیاں ہوئیں گورنر جنرل نے فرمایا کہ چھیدمبرم پلے سے جن کا نام اس جہاز کو دیا گیا ہے مجھے قریبی واقفیت ہونے کا فخر حاصل ہے۔ میں اپنے تصور میں انہیں اس تقریب کا نظارہ کرتے ہوئے دیکھ سکتا ہوں، مسرت کے آنسوؤں سے چھلکتی ہوئی ان کی بڑی بڑی آنکھیں مجھے دیکھ رہی ہیں۔

۔ فروری کو ٹوٹیکورن کے مقام پر ایس ایس "چھیدمبرم" کو سمندر میں اتارتے ہوئے ہندوستان کے گورنر جنرل شری راجگوپال آچاریہ نے کہا کہ ہندوستان ایک ہے اور اس کی شان کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جنوبی ہند کے لوگ اس امر پر بجا طور پر ناز کر سکتے ہیں کہ ہندوستانی بحری جہازوں کو از سرِ نو چلانے کی مہم کا آغاز جنوبی ہند سے ہوا۔

گورنر جنرل کی تقریر حسب ذیل ہے۔

یورپین طاقتوں کی آمد سے کئی صدیاں قبل ہندوستانی تاجر بحیرہ عرب اور بحیرہ ہند کے پار جاتے رہے۔ وہ مشرق میں چین تک اور مغرب میں افریقہ تک تجارت کرتے رہے۔ بحیرہ ہند کے جزائر کے مندر اور وہاں کے لوگوں کی ثقافت ہندوستانی اثر کے مظہر ہیں بحرالکاہل کے نزدیکی علاقوں میں بھی ہندوستانیوں کے رابطہ اور تعلقات کے نشانات ملتے ہیں۔ یورپ کے ملاحوں کی قسمت میں یہ نہ تھا کہ پیدائش مسیح سے پندرہ صدی بعد تک وہ اپنے ساحلوں کو چھوڑ کر دور دراز ساحلوں تک جائیں۔ یہ سعادت انھیں کولمبس کے زمانہ میں نصیب ہوئی۔ لیکن پیدائش مسیح کے زمانہ سے قبل ہندوستان کے لوگ بحری سفر کرتے تھے۔ یہ بات حال ہی میں ہندوستان کے بحری افسر اعلیٰ وائس ایڈمرل ڈبلیو پیری نے کہی تھی۔ میں صرف اسے دہرا رہا ہوں۔ مسیح سے بہت سال پہلے ہندوستانی تاجر بحیرہ عرب کو پار کرتے ہوئے مصر اور سلطنت روم سے تجارت کرتے رہے۔ ہندوستانی ادب اور فنون لطیفہ اور یونانی اور رومن مورخوں کی روداد میں اس کے بہت سے ثبوت ملتے ہیں۔

تاریخ کے آغاز سے ہندوؤں نے خلیج بنگالہ اور بحر ہند کو پار کیا اور بحرالکاہل کے جزائر کو آباد کرتے رہے۔ مسیح کے زمانہ سے بہت پہلے ہندو سماٹرا۔ ملایا انڈونیشیا اور چین کے ملکوں میں گئے۔ موریا مہاراجوں نے اپنے شاہی القاب میں ایک ایسا لقب بھی رکھا جو مشرقی سمندروں سے متعلق تھا۔ پانچویں صدی قبل از مسیح میں فاہین نے ایک روداد لکھی جس میں اڑیسہ سے لنکا تک اور اس کے بعد جزائر نکوبار تک اور جزائر ملایا کے راستہ چین تک ایک ہندوستانی جہاز میں ایک بحری سفر بیان کیا گیا ہے۔ اس زمانہ میں ملایا سماٹرا اور جاوا میں ہمارا اقتدار قائم ہوا بحیرہ ہند میں ہندو مہاراجوں کا یہ اقتدار چودھویں صدی تک رہا اور پھر اس پر عرب قابض ہو گئے۔

بحری اقتدار کے ہندو دور میں آنے جانے اور جہازرانی کی پوری آزادی تھی۔ راستے کو بحری ڈاکوؤں سے ہر طرح صاف رکھا جاتا تھا۔ ہم دھرم کے پابند تھے اور اجارہ داری کا دعویٰ نہیں کرتے تھے۔ سچ تو یہ ہے ۱۵۰۰ء تک پرتگیزی لوگوں کے اجارہ داری کے دعویٰ کی کڑی مخالفت کی۔ اس کی وجہ سے تین بحری لڑائیاں ہوئیں جن میں زمورن لوگوں کو شکست ہوئی اور بحری اقتدار پرتگیزی ہاتھوں میں چلا گیا۔ یہ سب کچھ سولھویں صدی کے شروع میں ہوا۔ بحری افسروں کے

کے نزدیک ۱۵۰۳ اور ۱۵۰۹ کی یہ لڑائیاں اگلی چار صدیوں کے لئے ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے سلسلہ میں پلاسی اور دوسری بری لڑائیوں سے زیادہ اہم تھیں۔

شیواجی کے زمانہ میں مرہٹہ بحری بیڑے اور مغل بحری بیڑے میں لڑائیاں ہوئیں۔ ظاہر ہے کہ ہندوستانی لوگ بحری دنیا سے ناواقف نہیں ہیں۔ جس نے ہمارے ماہی گیروں کو خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھے۔ ایک دفعہ شکار کھیلتے دیکھا ہے۔ وہ بلاشبہ یہ تسلیم کرے گا کہ ہمارے ماہی گیروں کی صلاحیت انگلستان کے ماہی گیروں سے کسی طرح کم نہیں۔ ہمارے ماہی گیر نیپچون اور ورونا کو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا دنیا کے دوسرے لوگ۔ جہاز رانی کے جدید طریقوں اور سائینس کے جدید آلات کے سلسلہ میں بھی ہمارے لوگوں کی روداد بہت اچھی رہی ہے۔ چنانچہ ہم یہ یقین کر سکتے ہیں کہ چھید مبرم پلے اور سبرانیہ بھارتی کی روایات ہمارے زمانہ میں ہی پھر سے تازہ ہونگی۔

مجھے چھید مبرم پلے سے قریبی واقفیت ہونے کا فخر حاصل رہا ہے۔ بھگوان کرے کہ ہمیں اپنے کام میں ان کی آتما کا آشیرواد حاصل ہو۔ اس جہاز کا نام انھیں کی ذات سے متعلق ہے۔ میں اپنے تصور میں انھیں اس تقریب کا نظارہ کرتے دیکھ سکتا ہوں۔ مسرت کے آنسوؤں سے چھلکتی ہوئی ان کی بڑی بڑی آنکھیں مجھے دیکھ رہی ہیں اور ان میں پر خلوص تفنن ہے۔ یہاں میں میسرز ہاروے بی آئی ایس این کمپنی اور ہند سرکار کے نمائندوں کے تعاون سے ٹوٹیکارن سے کولمبو تک کی ایک بحری سروس کا افتتاح کر رہا ہوں۔ ہاروے اور بی آئی ایس این کمپنی کے ترجمان چھید مبرم پلے کو ایک زبردست دشمن سمجھتے تھے۔ اور انھیں کی وجہ سے مسٹر پنہے کی عدالت میں چھید مبرم پلے پر بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلا اور اسے عمر قید کی دو سزائیں ہوئیں۔ تمام ہندوستان میں اس فیصلے پر نفرت اور غصہ کا اظہار کیا گیا۔ ہائی کورٹ نے اس سزا کو گھٹا کر چھ سال کی قید کر دیا۔ اس ناانصافی کا تھوڑا سا ازالہ ہوا۔ چھید مبرم پلے کا جرم یہ تھا کہ اس نے ٹوٹیکارن کے لوگوں کو بندے ماترم کہنا سکھایا اور وہ ان جلسوں میں موجود تھا۔ جہاں سبرانیہ شوا کے تقریریں کیں اور اس نے سبرانیہ شوا کے اس مطالبہ کی حمایت کی کہ ہندوستان کو سوراج ملنا چاہئے۔ یہ آج سے چالیس سال پہلے کی بات ہے۔ ان دونوں نے چھ چھ سال کی قید کاٹی اور پھر جیل سے باہر آ گئے۔ اس زمانہ کے سیکریٹری آف اسٹیٹ لارڈ مارلے نے مسٹر پنہے کو ہائی کورٹ کا جج بنائے جانے کی سفارش کو نامنظور کیا اور خود نوشت روداد میں انھوں نے اس معاملہ کے بارے میں اور بہت سی باتیں لکھی ہیں جو پڑھنے لائق ہیں۔

وقت کی گردش ہمیں ایک نئے دور میں لے آئی ہے۔ جس مقصد کے لئے سبرانیہ شوا اور چھید مبرم پلے نے مصائب جھیلے اور قربانی وہ پورا ہو گیا ہے۔ کورل ملز کے ہاروے خاندان کا ایک لڑکا آج میرا میزبان ہے اور بی آئی ایس این کمپنی نے اپنی خدمات اس جہاز کے لئے پیش کی ہیں جس کا نام چھید مبرم پلے ہے۔ ٹوٹیکارن سے جو ناانصافی ہوئی تھی آج اس کا ازالہ ہو رہا ہے اور میں بڑی خوشی سے اس سروس کا افتتاح کر رہا ہوں۔ اور آج مجھے یہ بھی فخر حاصل ہے کہ میں اس جہاز کا نام سرگباش بر'د وی او چھید مبرم پلے کے نام پر رکھوں اس جہاز پر ہمارا قومی جھنڈا لہرائے گا۔

ہندوستان کی بحری صنعت کو از سر نو ترتیب دینے کے لئے سیندیا اسٹیم نیوی گیشن کمپنی نے بہت کام کیا ہے اور اس کے قابل منتظمین بہت کام کر رہے ہیں۔ ہندوستان ایک ہے اور اس کی شان ناقابل تقسیم ہے۔ لیکن ہندوستانی بحری جہازوں کو از سر نو چلانے کی مہم کے آغاز کے لئے جنوبی ہند کے لوگ بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ چھید مبرم پلے اور سبرانیہ شوا نے اس مقصد کے لئے اپنی جان کی قربانی دی۔ آؤ ماضی کے غصے۔ غلطیوں اور نفرت کو دفنا دیں۔ خدا کرے کہ آزاد ہندوستان کی شان بڑھے۔ اس جہاز کے کپتان اور جہازیوں اور اس سروس کے منتظمان کو میں اپنی شبھ کامنائیں پیش کرتا ہوں۔ خدا کرے کہ وہ اس محنت اور کارگزاری کے ساتھ کام کریں جو دیش بھگتی کا خاصہ ہے۔

بین الاقوامی بنک سے ہند کے تعلقات پر تبصرہ

قرضہ حاصل کرنے کے بارے میں وزیر مالیات کا بیان

آنریبل ڈاکٹر جان متھائی وزیر مالیات نے پارلیمنٹ میں بین الاقوامی مانیٹری فنڈ اور بین الاقوامی بنک کے قرضوں کے بارے میں بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ بین الاقوامی بنک کا کام ہے کہ جو ممالک قرضہ لینے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں یہ بنک اُن ملکوں میں ماہرین کا ایک وفد بھیجتا ہے، جو اس ملک کی اقتصادی اور مالی حالت معلوم کرنے کے علاوہ اس ملک کو بنک سے قرضہ حاصل کرنے کا طریقہ بتاتا ہے۔ ہند سرکار یہ محسوس کرتی ہے کہ ترقی کے بیشتر منصوبے اب ایسے مرحلے پر پہنچ چکے ہیں کہ اگر ان کے لئے غیر ملکی سکہ حاصل کرنے کا انتظام ہو جائے تو ان کو نسبتاً جلدی سے پایۂ تکمیل کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ دنیا کے چھوٹے بڑے کل ۴۷ ممالک ان دونوں اداروں کے ممبر ہیں۔ سب سے زیادہ حصہ امریکہ کا ہے اور ہندوستان پانچویں نمبر پر ہے۔

یکم فروری ۱۹۴۹ء کو آنریبل ڈاکٹر جان متھائی وزیر مالیات نے نمائندہ اسمبلی (قانون ساز) کے اجلاس میں انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ اور بین الاقوامی بنک سے قرضوں کے بارے میں حسب ذیل بیان دیا ہے۔

انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ اور بین الاقوامی بنک سے ہندوستان نے جو قرضے لئے ہیں ان کے بارے میں اس ملک اور آنریبل ممبران نے کافی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے میں آپ کی اجازت سے اس معاملہ پر ایک مفصل بیان دینا چاہتا ہوں۔

انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ اور تعمیر و ترقی کا بین الاقوامی بنک دو خود مختار ادارے ہیں۔ لیکن دونوں ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ یہ دونوں ۱۹۴۴ء میں ایک بین الاقوامی معاہدہ کی رو سے قائم کئے گئے تھے۔ ہند ان دونوں اداروں کو قائم کرنے والے ممبروں میں شامل ہیں۔ اور ان دونوں کے بورڈ آف ڈائرکٹرز میں ہند کو مستقل نشست حاصل ہے۔ میں ایوان کے سامنے ایک فہرست پیش کرتا ہوں۔ جس میں ان دونوں اداروں کے ممبروں کے نام درج ہیں۔ اور بین الاقوامی مانیٹری فنڈ میں ہر ایک ممبر کا کوٹا اور تعمیر و ترقی کے بین الاقوامی بنک میں ہر ایک ممبر کا ملکیتی سرمایہ بھی درج ہے۔ فنڈ مذکورہ میں ہند کا کوٹا چالیس کروڑ ڈالر ہے۔ اور یہی اس کا بنک میں شامل سرمایہ ہے۔

ان اداروں کے فرائض نوعیت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ بین الاقوامی فنڈ ایک ایسا ادارہ ہے۔ جو اپنے ممبروں کو تھوڑی مدت کے لئے ان کی ادائیگیوں کی میزان میں عارضی توازن رکھنے کے لئے روپیہ عاریتاً دیتا ہے۔ تعمیر اور ترقی کا بین الاقوامی بنک اس کے برعکس اپنے ممبر ممالک کو خاص منصوبوں کے لئے یا ان کی عام تعمیر و ترقی کے لئے طویل میعاد کے لئے روپیہ ادھار دیتا ہے۔

بین الاقوامی مانیٹری فنڈ کا ممبر ہونے کی حیثیت سے ہند اپنی ڈالر کی کمی کو پورا کرنے کا فائدہ اُٹھاتا رہا ہے اور اس نے مارچ ۱۹۴۸ء میں اس فنڈ سے قرض لینا شروع کیا تھا۔ چنانچہ ہند اس وقت تک آٹھ کروڑ ڈالر قرضہ لے چکا ہے یہ سرمایہ روزمرہ کی اغراض کے لئے استعمال کیا گیا۔ اور یہ بتانا ممکن نہیں ہے۔ کہ اس سے کسی خاص قسم یا درجہ کا مال خرید لیا گیا تھا۔

تاہم یہ قرضہ تھوڑی مدت کے لئے ہے۔ اور بڑے بنیادی ترقی کے منصوبوں جن کے منافع بخش بننے کے لئے لمبی مدت درکار ہوتی ہے۔ ان کے لئے اخراجات کے لئے یہ قرضہ موزوں نہیں ہے۔ اس قسم کے منصوبوں کے لئے غیر ملکی سکہ مہیا کر

بین الاقوامی بنک کا کام ہے اس بنک کا رواج یہ ہے کہ جو ملک قرضہ لینے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں یہ بنک ان ملکوں میں ماہرین کا اپنا ایک وفد بھیجتا ہے۔ جو اس متعلقہ ملک کی اقتصادی اور مالی حالت معلوم کرنے کے علاوہ اس ملک کو بنک سے قرضہ حاصل کرنے کے لئے اپنا معاملہ اس شکل میں تیار کرنے میں امداد دیتا ہے۔ جس شکل میں بنک کو مطلوب ہوتا ہے۔ ہند سرکار یہ محسوس کرتی ہے۔ کہ اس کی ترقی کرنے کے بہت سے منصوبے اب ایسے مرحلہ پر پہنچ گئے ہیں۔ کہ اگر ان کے لئے درکار غیر ملکی سکہ حاصل کرنے کا انتظام ہوجائے تو ان کو شروع کر دیا جائے یا ان کو تیزی سے چلایا جائے۔ اس لئے ہند سرکار نے بنک ہذا کو دعوت دی تھی۔ کہ وہ اپنا ایک مشن ہند بھیجے تاکہ ہند کی صورت حالات اور اس کی ضروریات سے ذاتی آگاہی حاصل کرنے کے علاوہ وہ مشن ہند سرکار کے ساتھ ایسے منصوبوں پر بات چیت کرے۔ جن کی وجہ سے ہند اس بنک سے قرض لینے کا حقدار ہو سکے۔ اس دعوت کے مطابق مسٹر اے۔ ایس۔ جی ہور۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر بنک ہذا کی زیر سرکردگی ایک مشن ۲۰ جنوری ۱۹۴۹ء کو نئی دہلی پہنچا تھا۔ اور وہ اس وقت سے ہند سرکار کے افسروں سے بات چیت کر رہا ہے۔ یہ مشن عنقریب ملک کے مختلف حصوں میں جاری کام کو بچشم خود دیکھنے کے لئے دورہ پر روانہ ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی یہ مشن اس ملک کی موجودہ صنعتی اہلیت کے بارے میں بھی واقفیت حاصل کرے گا۔ یہ مشن ہند میں چھ ہفتے قیام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کے ہند سے واپس چلے جانے کے بعد ہند قرضہ حاصل کرنے کے لئے اپنی رسمی درخواست بنک کو دے گا۔

ہند سرکار اس مشن کی امداد سے ترقی کے اپنے تمام منصوبوں کی جانچ کر رہی ہے۔ تاکہ یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ ان میں سے کونسا منصوبہ اس قابل ہے کہ اسے بنک سے قرضہ لے کر چلایا جائے بنجر اور گھاس پات سے اٹی ہوئی زمینوں کو زیر کاشت لانا۔ ٹل دار کنوئیں کھدوانا۔ مچھلی کی پرورش گاہوں کی تعمیر۔ انجن جہاز اور پانی سے بجلی تیار کرنے کی مشینیں اور سامان خریدنا وغیرہ چونکہ یہ معاملات ابھی تک زیر غور ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے۔ کہ میں اس مرحلہ پر آنریبل ممبروں کو یہ نہیں بتا سکتا ہوں۔ کہ ہم آخرکار کس قدر قرضہ حاصل کرنے کی درخواست کریں گے۔ اور وہ قرضہ ہمیں کن شرائط پر دیا جائے گا۔

اس بیان کے ساتھ جو نقشہ شامل ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ دنیا کے چھوٹے بڑے کل ۴۷ ممالک ان دونوں اداروں کے ممبر ہیں۔ مانیٹری فنڈ اور بنک میں سب سے زیادہ حصہ امریکہ کا دو ارب ۷۵ کروڑ ڈالر ہے۔ دوسرے نمبر پر برطانیہ ہے۔ جس کا حصہ ایک ارب تیس کروڑ ڈالر ہے۔ تیسرے درجہ پر چین کا پچپن کروڑ ڈالر ہے اور چوتھے نمبر پر فرانس کا باون کروڑ پچاس لاکھ ڈالر اور پانچویں نمبر پر ہند کا چالیس کروڑ ڈالر ہے بین الاقوامی بنک میں سرمایہ کے لحاظ سے بھی ہند کا پانچواں نمبر ہے

۱۹۴۹ء کے لئے ریلوے بجٹ بسلسلہ صفحہ ۲۲۴

تعمیر کئے جائیں۔ اس سلسلہ میں ہسپتال، دواخانے، زچہ خانے بچوں کی بہبود کے مرکز اور اسکول وغیرہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

ریل کے عملہ میں رشوت ستانی اور ایسی دوسری خرابیوں کو دور کرنے کے لئے انہیں دنوں اسپیشل پولیس اور ریلوے کے محکمے کی سرگرمیوں میں تال میل پیدا کرنے کی بھی ایک سکیم تیار کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کا بھی انتظام کیا گیا ہے کہ ریلوے پولیس کے وہ افسر جو چھان بین کے کام میں لگے ہوئے ہوں۔ زیادہ تندہی سے کام کریں۔ دسمبر ۱۹۴۸ء تک سپیشل پولیس نے ۸۴۷ واقعات کی چھان بین کی۔ ان میں سے ۳۸۹ پر عدالتوں وغیرہ میں مقدمے چلائے گئے۔ ۲۸۲ کو سزائیں دی گئیں۔ اور ۸۸ کو بری کیا گیا۔ ۴۳ ریلوے کی محکمانہ کارروائی کے لئے سونپ دئے گئے

از سر نو تنظیم و ترتیب۔ ریلوں کی از سر نو ترتیب اور ان کے محکمانہ ڈھانچہ کی از سر نو تنظیم کے مسئلہ پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ میں کئی مشکلات ہیں۔

حیدرآباد کی کفالتوں کا پاکستان کو غیر قانونی انتقال

پارلیمنٹ میں تنسیخ کے بل کی تحریک

ہندسرکار کو کسی طرح سے اطلاع دیئے بغیر حیدرآباد کا وفد دسمبر ۱۹۴۷ء میں حکومت پاکستان کو بیس کروڑ روپے کا قرضہ دینے کے لئے گفت وشنید کر رہا تھا اور حکومت حیدرآباد کے وزیراعظم اس وفد کے لیڈر تھے ۔ حیدرآباد کے وزیراعظم نے حقائق کو ہم سے چھپائے رکھا اور حکومت حیدرآباد کی بیس کروڑ روپے کی کفالتوں کو حکومت پاکستان کے نام منتقل کردیا۔ لیکن نومبر ۱۹۴۸ء میں ہزاگزالٹڈ ہائی نس نظام نے یہ اعلان کیا کہ پاکستان کو بیس کروڑ روپے کی کفالتوں کا انتقال حکومت حیدرآباد کے اختیار سے باہر ہے اس لئے یہ غیر قانونی ہے ۔ اس کے بعد حکومت حیدرآباد نے ہمارے ذریعہ حکومت پاکستان کو لکھا کہ وہ ان کفالتوں کو واپس کردے ۔ حکومت پاکستان نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور اس کے لئے نہایت کمزور دلائل پیش کئے۔ اس کے بعد حکومت حیدرآباد نے ہندسرکار سے کہا ریزرو بنک کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ ان کفالتوں کو منسوخ کردے اور ان کی جگہ حکومت حیدرآباد کے لئے نئی کفالتیں جاری کی جائیں ۔ چنانچہ اس معقول درخواست پر عمل کیا گیا ۔

خاص خاص کفالتوں کے انتقال کو زیر اختیار رکھنے کے لئے نائب وزیراعظم ہند آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل نے ۸ فروری کو ڈومینین پارلیمنٹ میں شیڈولڈ کفالتوں (حیدرآباد) کا بل پیش کیا ۔ اس بل کو پیش کرتے ہوئے سردار پٹیل نے کہا ۔

یہ ایوان بیس کروڑ روپے کے اس قرضے سے واقف ہے جو دسمبر ۱۹۴۷ء میں حکومت حیدرآباد نے دیا ۔ یہ قرضہ ایک ایسے وقت پر دیا گیا جبکہ حکومت حیدرآباد اور ہندسرکار میں معاہدہ انتظام جاریہ موجود تھا ۔ اور جب یہ طے کرنے کے لئے گفت وشنید ہو رہی تھی کہ معاہدہ انتظام جاریہ کے ختم ہونے پر حکومت حیدرآباد اور ہندسرکار کے باہمی تعلقات کس نوعیت کے ہوں ۔ ہندسرکار کو کسی طرح سے بھی اطلاع دئے بغیر حیدرآباد کا وفد اس وقت پاکستان کو بیس کروڑ روپے کا قرضہ دینے کے لئے گفت وشنید کر رہا تھا ۔ اور حکومت حیدرآباد کے وزیراعظم اس وفد کے لیڈر تھے ۔

حیدرآباد کے وزیراعظم نے حقائق کو ہم سے چھپائے رکھا اور حکومت حیدرآباد کی بیس کروڑ روپے کی کفالتوں کو حکومت پاکستان کے نام منتقل کردیا ۔ جونہی ہمیں اس کا علم ہوا ہم نے فوراً اس وقت کی حکومت حیدرآباد اور وزیراعظم کو صاف صاف طور پر یہ کہہ دیا کہ یہ صریحاً حکومت حیدرآباد اور ہندسرکار کے معاہدہ انتظام جاریہ کی خلاف ورزی ہے ۔ اس کے نتائج کی ذمہ داری حکومت حیدرآباد پر ہوگی ۔ اس کے نتیجہ کے طور پر حیدرآباد کے وزیراعظم نے حکومت پاکستان کو لکھا کہ وہ ان کفالتوں کی نہ تو رقم وصول کرے اور نہ انہیں کسی اور طرح سے استعمال کرے ۔

اس کے بعد ہندسرکار کو یہ معلوم ہوا کہ ریزرو بنک سے متنازعہ کفالتوں میں سے کچھ کفالتوں کو چھوٹی رقوم کے پرامیسری نوٹوں میں بدلنے کی درخواست کی گئی ہے ۔ ظاہر ہے کہ اس کوشش کا مقصد کفالتوں کو استعمال کرنا تھا ۔ اس طرح حکومت حیدرآباد نے جو ذمہ داری اپنے اوپر لی تھی اس سے پھر انحراف کیا گیا ۔

ان کفالتوں کے عوض حکومت حیدرآباد کو حکومت پاکستان کی کفالتیں ملنی تھیں ۔ ہمارے پاس اس بات کا ثبوت تھا کہ حکومت حیدرآباد جنگی سامان خریدنے کے لئے زبردست کوشش کر رہی تھی اور ظاہر ہے کہ ان کوششوں کا مقصد حکومت حیدرآباد کی فوجی تیاری تھا ۔ حکومت حیدرآباد کے پاس ہندسرکار کی جو دیگر کفالتیں تھیں ان میں سے بھی بہت سی فروخت کی گئیں ۔ اس کا ہندوستانی مارکیٹ پر بہت برا اثر پڑا ۔ چنانچہ اس کی روک تھام کرنے کے لئے یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو ایک آرڈیننس جاری کیا گیا جس کی رو سے ہندسرکار

کی ان تمام کفالتوں کی فروخت یا انتقال بند کر دیا گیا جو حکومت حیدرآباد کی طرف سے حیدرآباد سٹیٹ بنک کے پاس تھیں۔ ان میں بیس کروڑ روپے کی وہ کفالتیں بھی شامل تھیں جو پاکستان کو منتقل کی گئی تھیں۔

اس وقت ہمیں ان حقائق کا پورا علم نہ تھا جو ان کفالتوں کے انتقال کی گفت و شنید سے متعلق تھے اور نہ ہی ان لوگوں کے بارے میں پتہ تھا جنھوں نے اس انتقال میں حصہ لیا تھا۔ اب ہمارے پاس یہ ثابت کرنے کیلئے نا قابل تردید ثبوت ہے کہ حکومت حیدرآباد کے اس وقت کے وزیر اعظم میر لائق علی کو اس بارے میں ہز ایگزالٹڈ ہائی نس نظام اور اس کی کونسل کی طرف سے جو ہدایات دی گئی تھیں میر لائق علی نے ان کے بالکل خلاف حکومت پاکستان سے ایک سمجھوتہ کیا۔ میں یہ بات معاہدہ انتظام جاریہ کی خلاف ورزی کو در گذر کرنے یا اس کی شدت کو کم کرنے کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ میرا مقصد ان قریبی تعلقات کے متعلق واقفیت بہم پہنچانا ہے جو اس وقت حکومت حیدرآباد کی سرکردہ شخصیتوں اور حکومت پاکستان کے درمیان موجود تھے حکومت پاکستان کا وزیر مال پہلے نظام کی حکومت کا رکن تھا اور بعد میں وہ اس سے پنشن لیتا رہا۔

نومبر ۱۹۴۸ء میں ہز ایگزالٹڈ ہائی نس نظام نے یہ اعلان کیا کہ پاکستان کو بیس کروڑ روپے کی کفالتوں کا انتقال حکومت حیدرآباد کے اختیار سے باہر ہے اور اس لئے یہ غیر قانونی ہے۔ اس کے بعد حکومت حیدرآباد نے ہمارے ذریعہ حکومت پاکستان کو لکھا کہ وہ ان کفالتوں کو واپس کر دے۔ حکومت پاکستان نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور اس کے لئے نہایت کمزور دلائل پیش کئے۔ بعد ازاں حکومت حیدرآباد نے ہند سرکار سے کہا کہ ریزرو بنک کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ ان کفالتوں کو منسوخ کر دے اور ان کی جگہ حکومت حیدرآباد کے لئے نئی کفالتیں جاری کی جائیں۔ ہم نے دیکھا کہ یہ ایک معقول درخواست تھی۔ اور ہم نے حکومت حیدرآباد اور ہند سرکار کے مفاد کے تحفظ کے لئے ۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعہ ریزرو بنک کو یہ اختیار دیدیا۔ اس آرڈیننس کی میعاد ۳۰ جون ۱۹۴۹ء تک ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت حیدرآباد اور ہند سرکار کے مفاد کی حفاظت کی جائے۔ اس لئے اس آرڈیننس کے قواعد کو ایک قانون کی شکل دے دینا مناسب ہوگا۔ یہ اب ایوان کے سامنے ہے۔ اس بل میں مذکورہ بالا آرڈیننس کے تمام قواعد شامل کر دئیے گئے ہیں۔

انڈونیشیا جانے والے ڈچ ہوائی جہازوں پر ہند سرکار کی پابندیاں

برطانوی حکومت اسے شکاگو معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں سمجھتی

۳ فروری ۱۹۴۹ء کو برطانوی پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر بیون نے بیان کیا۔ کہ برطانوی حکومت ڈچ ہوائی جہازوں کے مارسیلش کے ہوائی اڈے سے انڈونیشیا کی جانب پرواز کرنے پر پابندی لگانے کے خلاف ہے تاہم ہند سرکار نے ڈچ ہوائی جہازوں کو ہند میں اترنے یا ہند کے علاقہ پر سے پرواز کرتے ہوئے گزرنے کی ممانعت کر کے معاہدہ شکاگو کی خلاف ورزی نہیں کی ہے نہ ہی اس کارروائی کو نیدرلینڈز کے خلاف یک طرفہ پابندیاں لگانا قرار دیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے بین الاقوامی شہری ہوا بازی کے معاہدہ کی دفعہ ۸۹ کے ماتحت ڈچ ہوائی جہازوں پر یہ پابندیاں لگائی ہیں جس میں لکھا ہے کہ

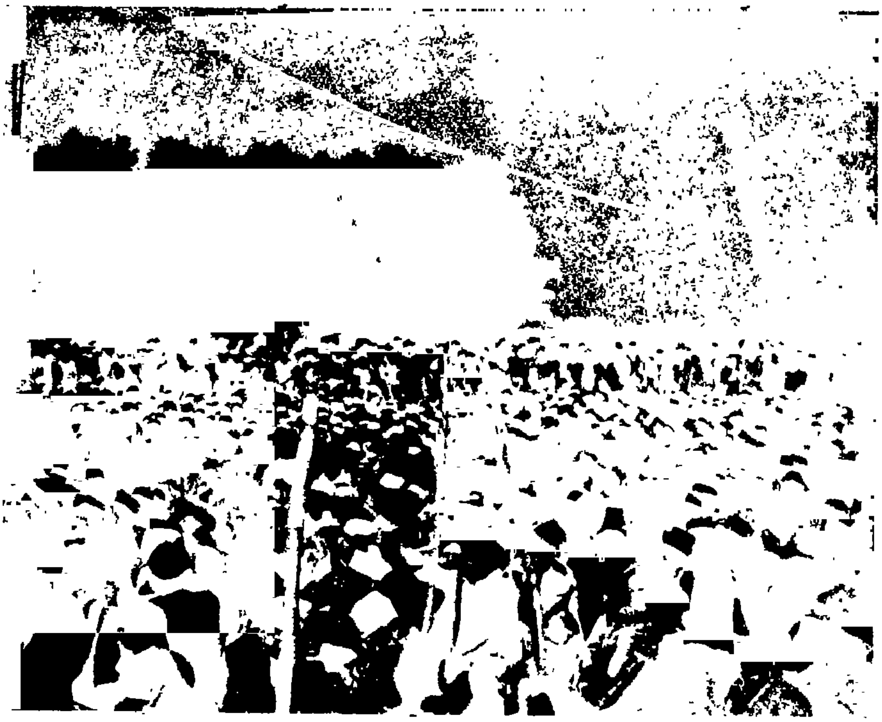
"جنگ کی صورت میں اس کنونشن کی دفعات اس معاہدہ میں شامل کسی ملک کی آزادی پر اثر انداز نہ ہوں گی۔ خواہ وہ ملک شریک جنگ ہو یا غیر جانبدار"۔

انڈونیشیا میں ڈچ حکومت کی مبینہ پولیس کارروائی حکومت انڈونیشیا کے خلاف جنگ کی صورت رکھتی ہے۔ ہند سرکار نے اسے حقیقتاً ایسے ہی تسلیم کیا ہے۔ اس سے ڈچ ہوائی جہازوں کو ہند میں اترنے یا ہند کے علاقوں پر سے پرواز کرتے ہوئے گزرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دینا دفعہ مذکورہ بالا کے ماتحت پوری طرح جائز ہے۔



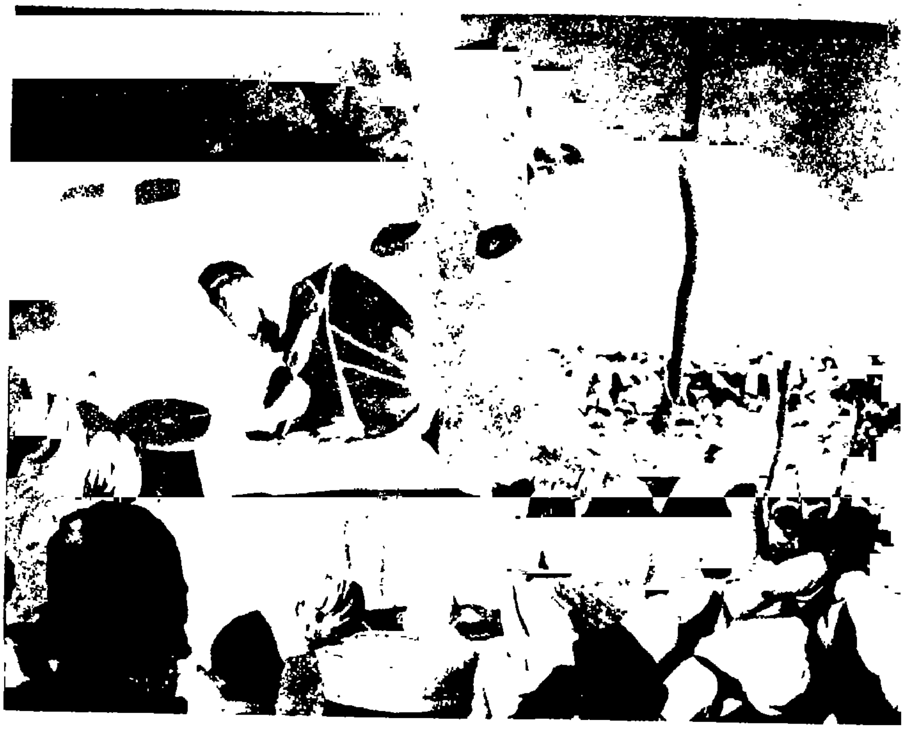
وستان کی
ئ ٹکٹیں

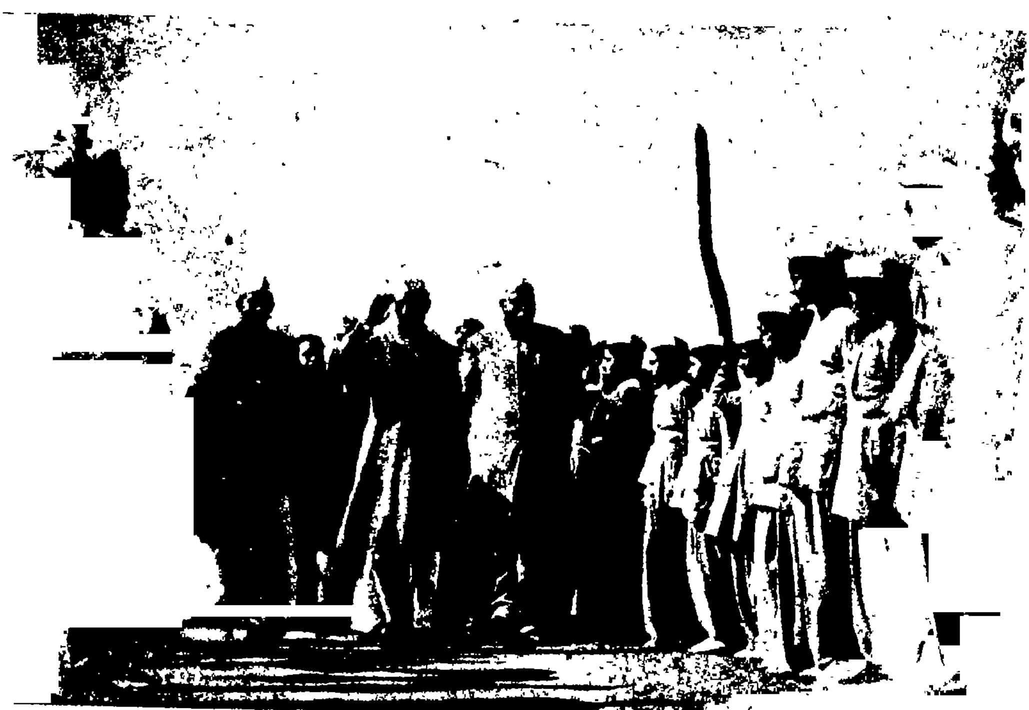
ٰ پر تاریخی عمارت کا
ا شروع ہونے سے
وستان کی ٹکٹوں کا
نیا دور شروع ہوتا
ان میں سے بعض
ہم اپریل ۱۹۴۹ء
رخت کی جائینگی۔
ز او کا بیل، اجنتا
ی، کونارک گھوڑا،
ستوپ اور دوسری
ہیں ہندوستان کی قدیم
ہذیب کی یاد دلاتی
ر گول گنبد، دربار
ب، لال قلعہ، تاج محل
ہیں ہندوستان
ے دور کی جھلک دکھاتی
کی یاد ابھی ہمارے
ں تازہ ہے۔



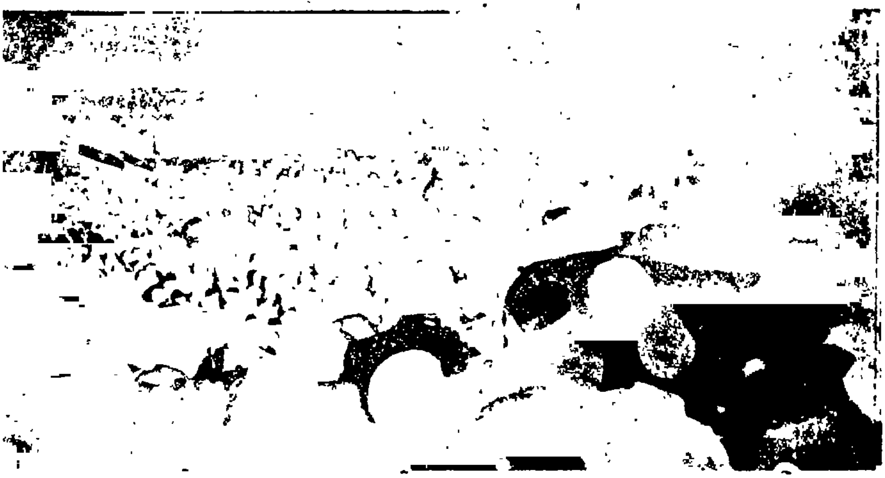
۴جنوری کو وزیر
اعظم ہند پنڈت
جواہر لال نہرو بستاپور
تشریف لے گئے تھے
وہاں انھوں نے
شرنارتھیوں کے
لئے ایک نئی بستی کی
بنیاد رکھی بستاپور
سے واپس آتے
ہوئے انھوں نے
ایک عظیم الشان
اجتماع میں تقریر کی۔







نیچے (دائیں) ہستہ
میں پنڈت نہرو
ٹریکٹر آرگنائیزیشن
معائنہ کر رہے :
(بائیں) ہستناپور
،۴ ہزار ایکڑ زمین
شرنارتھیوں کو آبا
جار ہا ہے ۔ نئی
کی بنیاد ڈالنے
دتعہ پر کمسن لڑکیو
نڈت نہرو کا خیر

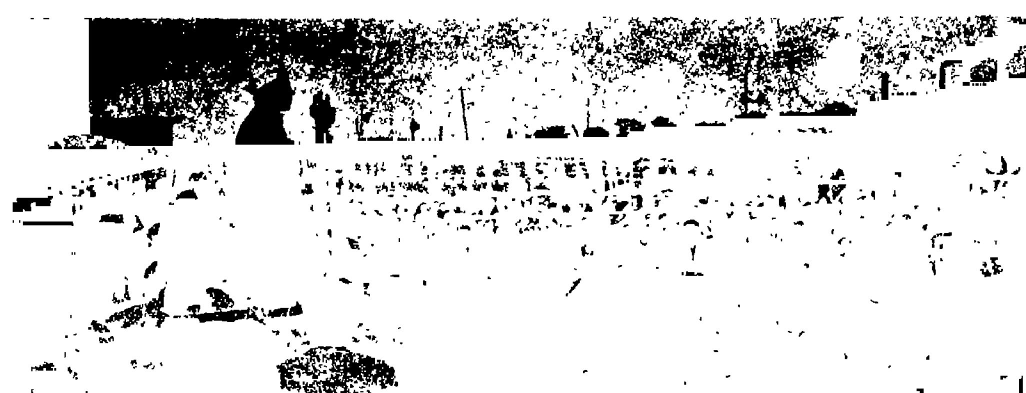


گاندھی جی کے استھی
پرواہ کی برسی کے
موقعہ پر سردار
ولبھ بھائی پٹیل نے
راج گھاٹ پر ایک
عظیم اجتماع میں تقریر



۳۱ جنوری کو وزیرا
نے گاندھی منڈپ نمائ
کا افتتاح کیا اس م
گاندھی جی کی زندگ
سے متعلقہ تصویریں
رکھی گئی تھیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو
گاندھی منڈپ نمائش
افتتاح کے موقع پر ایک
بہت بڑے اجتماع میں
تقریر کی ان کے پیچھے سردا
پٹیل، مولانا آزاد شری گ
اور دوسرے رہنما نظر آ



زرعی تحقیقات کی نئے سرے سے تنظیم

ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل کی مجلس منتظمہ کے فیصلے

ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل کی مجلس منتظمہ کے دو روزہ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ تحقیقات کے کام کو جدید سائنسی اصولوں پر منظم کرنے کے پیش نظر سائنسی کمیٹیوں کو پھر سے ترتیب دینا چاہیئے۔ زرعی تحقیقات اور مویشیوں کی نسل کشی کی تحقیقات کے لئے مندرجہ ذیل علاقے تجویز کئے گئے۔ (۱) خشک شمالی علاقہ (۲) مشرقی علاقہ (۳) شمالی علاقہ (۴) کوہ ہمالیہ کا معتدل علاقہ (۵) ساحلی علاقہ۔ مجلس منتظمہ نے کونسل کے ایڈوائزری بورڈ کی وہ سفارشات بھی منظور کر لیں جو خاص خاص اجناس کی فصل کاٹنے کا جائزہ لینے کے بارے میں پیش کی گئی۔

ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل کی مجلس منتظمہ کا دو روزہ اجلاس ۳۱ جنوری اور یکم فروری ۱۹۴۹ء کو نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں زرعی تحقیقات کے بنیادی اصولوں کے متعلق اور تحقیقات کے کام کو علاقہ واری بنیادوں پر دوبارہ منظم کرنے کے متعلق بعض اہم فیصلے کئے گئے۔ نیز دیہی معاشیات اور زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے مختلف کھادوں کی آزمائش کے سلسلہ میں وزارت زراعت کے تحت ایک "انفارمیشن بیورو" کے قیام کے متعلق بھی فیصلہ کیا گیا۔

اس اجلاس کی صدارت زراعت اور خوراک کے وزیر آنریبل شری جے رام داس دولت رام نے کی اور اس میں تمام صوبوں اور ریاستوں کے نمائندوں نے شرکت کی جس میں سی پی۔ مدراس اڑیسہ۔ یو پی۔ مغربی بنگال۔ کوچین۔ گوالیار۔ اور حیدرآباد کے وزراء قابل ذکر ہیں۔

تحقیقات کی دوبارہ تنظیم مجلس منتظمہ نے تحقیقات کے کام کو جدید سائنسی اصولوں پر منظم کرنے کے پیش نظر سائنسی کمیٹیوں کو پھر سے ترتیب دینے کا بھی فیصلہ کیا۔ علاقہ واری بنیاد پر زرعی منصوبہ بندی اور مویشیوں کی نسل کشی کے متعلق صلاح کار بورڈ کی سفارشات بھی منظور کر لی گئیں۔ تحقیقات کی اسکیموں کو فنڈامینٹل (بنیادی) ریجنل (علاقائی) اور لوکل (مقامی) اصولوں کے تحت منقسم کیا گیا ہے۔ زرعی تحقیقات اور مویشیوں کی نسل کشی کی تحقیقات کے لئے مندرجہ ذیل علاقے تجویز کئے گئے ہیں۔

(۱) خشک شمالی علاقہ۔ جس میں مشرقی پنجاب۔ صوبہ متحدہ کا شمالی علاقہ صوبہ متوسط اور برار کا مغربی علاقہ۔ اور گوالیار شامل ہیں ان میں گندم کی فصل بہت بہتر ہوتی ہے۔

(۲) مشرقی علاقہ۔ آسام۔ بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ۔ مشرقی صوبہ متوسط اور برار۔ مشرقی صوبہ متحدہ۔ اور شمالی مشرقی مدراس۔ ان علاقوں کی خاص پیداوار چاول ہے۔

(۳) شمالی علاقہ۔ صوبہ متحدہ کا جھانسی ڈویژن۔ صوبہ متوسط اور برار وسط ہند کی ریاستیں۔ مشرقی حیدرآباد۔ مغربی مدراس بمبئی بڑودہ۔ ریاست میسور کا کچھ علاقہ۔ ان علاقوں کی خاص پیداوار ربی ہے۔

(۴) کوہ ہمالیہ کا معتدل علاقہ۔ آسام (پہاڑی حصے) سکم بھوٹان۔ نیپال۔ کمایوں۔ گڑھوال۔ شملہ۔ کولو۔ چمبہ۔ اور ریاست کشمیر

(۵) ساحلی علاقہ۔ اس میں جنوبی ہند کا ساحلی علاقہ مشرقی گھاٹ۔ اور مغربی گھاٹ۔ ریاست میسور کا کچھ علاقہ۔ کورگ۔ ٹراونکور۔ اور کوچین۔ مویشیوں کی نسل کشی کی تحقیقات کے مذکورہ بالا پانچ علاقوں میں سے چار علاقے تجویز کئے گئے ہیں۔ اور پانچواں علاقہ نمبر ۲ میں شامل کر دیا جائیگا۔ آنریبل شری جیرام داس دولت رام نے بحث کے دوران میں تحقیقات کے کام کی علاقہ واری بنیادوں پر تقسیم کے لئے زور دیا۔

فصل کی کٹائی کا جائزہ مجلس منتظمہ نے کونسل کے ایڈوائزری

بورڈ کی وہ سفارشات بھی منظور کیں جو خاص خاص اجناس کی فصل کاٹنے کا جائزہ لینے کے بارے میں تھیں۔ اور کونسل سے سفارش کی کہ کام جاری رکھنے کے لئے وہ حکومت ہند سے مالی امداد حاصل کرے۔

صوبوں میں دیہی معاشیات کی تحقیقات اور مختلف قسم کی کھادوں کی آزمائش کے سلسلہ میں ایڈوائزری بورڈ اور مجلس منتظمہ نے حکومت ہند سے مالی امداد حاصل کرنے کے لئے اپنے گزشتہ اجلاس میں بھی سفارش کی تھی اور اب اس سفارش کا پھر اعادہ کیا ہے مجلس منتظمہ نے زرعی اور مویشیوں کی نسل کی تحقیقات کے سلسلہ میں دہلی کی ڈیولپمنٹ اسکیم کو مزید ایک سال کے لئے منظور کیا

مجلس منتظمہ نے تحقیقات کے نتائج سے کسانوں اور کاشتکاروں کو روشناس کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی قایم کی جو اس سلسلہ میں ضروری تدابیر اختیار کرنے کی سفارش کریگی اس کمیٹی کے چیرمین آنریبل مسٹر این اے۔ شیروانی (وزیر زراعت صوبجات متحدہ) منتخب ہوئے۔ ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل کی موجودہ کتابیں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں اس لئے ان کی اشاعت کو جاری رکھنا منظور کیا گیا۔ اخباروں میں نشر و اشاعت کے علاوہ فلم۔ ریڈیو۔ نمائش۔ خصوصاً نمائشی ریل گاڑی وغیرہ کی بھی سفارش کی گئی۔

ہندوستان سے کھڈی کے کپڑے کی برآمد

کچھ عرصہ سے کھڈی کی صنعت کے نمایندے ہند سرکار سے یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ کھڈیوں میں تیار ہونے والے کپڑے کو باہر بھیجنے کی کھلی اجازت ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ہندوستان میں اس کپڑے کی زیادہ مانگ نہیں اور پاکستان برما اور ملایا میں اس کی بہت مانگ ہے۔

کپڑے کی برآمد کے سلسلہ میں حکومت کی پالیسی دو باتوں پر منحصر ہے۔ (۱) غیر ملکی منڈیوں میں ہندوستانی کپڑے کی مانگ کو برقرار رکھنا اور (۲) ملکی ضرورت کے لئے کافی رسد کا خیال رکھنا اس پالیسی کے مطابق ہر سال مختلف ممالک کو کپڑا بھیجنے کے کوٹے مقرر کئے جاتے ہیں۔ یہ کوٹے مشینی اور کھڈیوں کے کپڑے کے لئے ہوتے ہیں۔

کھڈی کے کپڑے کی باہر سے مانگ کے باوجود کھڈیوں سے ملکی ضرورت کے مطابق کپڑا تیار کرنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے ملک میں کھڈی کے ایسے کپڑے کی فراوانی ہے جس کی باہر کے ملکوں میں مانگ ہے۔ اس کے برعکس بہت سے پڑوسی ملکوں نے ابھی تک کپڑے کے اپنے پورے کوٹے نہیں اٹھائے۔

چنانچہ ہند سرکار اس بات پر مطمئن ہے کہ کھڈی کا کپڑا باہر بھیجنے کے لئے اگر عارضی طور پر نرمی برتی جائے تو اس سے ملکی ضرورت کو نقصان نہیں ہوگا بلکہ اس سے کھڈی کے دستکاروں کو فائدہ پہنچیگا۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۳۰ جون ۱۹۴۹ء تک کھڈی کا کپڑا باہر بھیجنے کی کھلی اجازت دیدی جائے اس عرصہ میں پاکستان کو پانچ کروڑ گز کھڈی کا کپڑا بھیجنے کی کھلی اجازت ہوگی۔ ہندوستان کی طرف سے پاکستان کو کپڑا بھیجنے کا جو سالانہ کوٹا مقرر ہوا ہے یہ اس کا حصہ ہوگا پاکستان کو کھڈی کا کپڑا عام تجارتی طریقوں سے بھی بھیجا جا سکیگا اور مشینی کپڑے کی طرح حکومت کے ذریعے بھیجنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ دوسرے مقامات کے لئے برآمد کے لائیسنس تب ہی جاری کئے جائیں گے جبکہ مقدار تھوڑی ہو۔

پاکستان کو ایسا کپڑا بھیجنے کے لئے حسب ذیل پتے پر درخواستیں بھیجی جائیں۔ ڈپٹی چیف کنٹرولر آف ایکسپورٹس کلکتہ یا بمبئی۔ یا ایکسپورٹ ٹریڈ کنٹرولر مدراس یا امرتسر درخواستوں کی شرائط کے متعلق عنقریب اعلان کر دیا جائیگا۔ اس اعلان سے قبل کوئی درخواست نہ بھیجی جائے۔

ہند سرکار کو امید ہے کہ اس رعایت کے بعد ملکی ضرورت کے لئے کھڈی کا کافی کپڑا تیار رہیگا اور باہر بھیجنے کے لئے ایسے کپڑے کی مقدار ملکی کھپت سے کم ہوگی

محکمہ ڈاک وتار کے عملہ کو تربیت دینے کے لئے اسکول

مستقل مالیاتی کمیٹی نے اخراجات کی منظوری دیدی

قدیم تاریخی عظمت کی یادگاروں کو اب ڈاک کی ٹکٹوں پر چھپوا دیا جائے گا۔ ان پر لال قلعہ، تاج محل، دربار صاحب سانچی کا استوپ اور دوسری تصویریں چھپوائی جائینگی۔ ان نئی ٹکٹوں میں سے کچھ یکم اپریل ۱۹۴۹ء سے بیچی جائیں گی جب تک شاہ جارج کی تصویر والی ٹکٹیں ختم ہوجائینگی۔ تب تک یہ ٹکٹیں بھی ان کے ساتھ ہی بکا کرینگی۔ ان میں چار آنے والے ٹکٹ پر بھوبنیشور کے مندر کی تصویر ہے، چھ آنے والے ٹکٹ پر بیجاپور کے گول گنبد، دو روپے والے ٹکٹ پر لال قلعے، پانچ روپے والے ٹکٹ پر تاج محل اور دس روپے والے ٹکٹ پر قطب مینار کی تصویریں ہونگی۔

معلوم ہوا ہے کہ پچھلے دنوں مستقل مالیاتی کمیٹی کا اجلاس آنریبل ڈاکٹر جان متھائی کی زیر صدارت نئی دہلی میں ہوا۔ جس میں محکمہ شہری ہوابازی کے ہیڈکوارٹر کے نظم ونسق کو توسیع دینے کی اسکیمیں منظور کی گئیں۔ ان اسکیموں کے ذریعہ ہند میں موسمی حالات بتانے والے محکمہ کے لئے ٹیلی پرنٹر کے ذرائع کا استعمال جاری رکھنے اور ڈاک خانے کے سٹاف کو تربیت دینے کے لئے ایک آزمائشی اسکول کھولنے کی منظوری دی گئی۔

ہند میں موسمی حالات بتانے والے محکمہ کا ایک صدر دفتر ہے۔ جو موسمی قیافے بتاتا ہے۔ پانچ بڑے اور آٹھ چھوٹے دفاتر بھی ہیں۔ جو قیاس نشر کرتے ہیں۔ ہوابازی اور دیگر مقاصد کی ضروریات کے لئے ان دفاتر کو روزانہ تین سے پانچ تک موسمی حالات کے قیافہ وقیاس کے نقشے تیار کرنے پڑتے ہیں۔ یہ نقشے تیار کرنے کے لئے ہر ایک بڑے دفتر کو کم ازکم ۳۶۰ موسمی رپورٹوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

اگر یہ تمام رپورٹیں صرف تار برقی کے بری سلسلہ کے ذریعہ ہی بھیجی جائیں تو چھ ہزار تار روزانہ بھیجنے کا انتظام کرنا پڑیگا جس پر ۴۸ لاکھ روپیہ روزانہ خرچ آئے گا۔ جنگ کے خاتمہ پر موسمی پیغامات کو ٹیلی پرنٹر کے ذریعہ بھیجنے سے بری برقی پیغامات کی تعداد ۱۵۰۰ روزانہ تک ہوگئی جس پر قریباً ۱۲ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ پڑتا تھا۔

سنہ ۱۹۴۷ء میں جب محکمہ شہری ہوابازی کی از سر نو تنظیم کی گئی تھی۔ تو یہ توقع نہ تھی کہ ہند میں ہوائی آمدورفت اتنے زیادہ وسیع پیمانے پر ہوجائے گی۔ کچھ عرصہ سے یہ ظاہر ہورہا تھا۔ کہ اس محکمہ کو توسیع دینے کی ضرورت ہے کیبنٹ کی ترجیحات کمیٹی نے ترقی کی سکیموں کے اخراجات میں جو کمی کردی تھی اس کی روشنی میں صورت حالات پر غور کیا گیا۔ اور پہلے برس میں ۹۸ ہزار روپیہ اور اس کے بعد کے سالوں میں ایک لاکھ ترپن ہزار روپیہ کے زائد اخراجات کو فی الحال بالکل ہی کم از کم خیال کیا گیا۔

محکمہ ڈاک وتار کے بعض بڑے ٹیکنیکل درجوں کے علاوہ محکمہ میں نئے ملازم ہونے والوں کو تربیت دینے کا فی الحال کوئی انتظام نہیں ہے۔ پبلک مفاد کے کسی محکمہ کی خدمات کا معیار زیادہ تر اس محکمہ کے عملہ کو دی گئی تربیت پر منحصر ہوتا ہے اور اب تو مناسب تربیت دینے کی ضرورت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ ٹرانسفر بیورو کی سفارش پر وہ لوگ بھی محکمہ ڈاک وتار میں ملازم رکھے گئے ہیں۔ جو پاکستان میں میونسپلٹی یا محکمہ نہر کے کلرک تھے۔ اس لئے نئے رنگروٹوں کو تین ماہ کی ٹریننگ دینے کی تجویز کی گئی ہے۔ جو لوگ پہلے سے ملازم ہیں۔ ان کو جہاں ضرورت ہوگی مزید تربیت دیکر زیادہ قابل بنایا جائے گا۔

اس اسکیم کی رو سے ملک کے شمالی۔ جنوبی اور مشرقی حصوں میں تین اسکول کھولے جائیں گے۔ لیکن فی الحال صرف ایک ہی

اسکول آزمائشی طور پر کھولا جائے گا۔ اس اسکول میں رہنے کی جگہ کا بھی انتظام ہوگا۔ تربیت حاصل کرنے والوں کے لئے ذ نفع نہ نقصان کی بنا پر ہوسٹل کھولا جائے گا۔ اور یہ اسکول انڈین پوسٹل سروس کے ایک افسر کے ماتحت ہوگا۔ نرم اور شریفانہ برتاؤ کی اہمیت پر زیادہ زور دیا جائے گا۔ اس تجویز کو زیرعمل لانے پر چالیس ہزار روپیہ تو ایک ہی بار خرچ ہوگا اور دو لاکھ چونتیس ہزار روپیہ متواتر خرچ ہوگا۔

ڈاک کے نئے ٹکٹوں کے رنگ اور تصویروں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (۱) ایک پیسے والا ٹکٹ۔ ہلکا نیلا۔ اس پر اجنتا کی ایک تصویر ہے۔ جو اجنتا کے ایک ستون سے لی گئی ہے۔ یہ مصوری کا ایک مقبول عام نمونہ ہے۔ جس میں ایک ہاتھی کو تالاب کے کنول پھول سے کھیلتے دکھایا گیا ہے۔ یہ تصویر ان تصویروں سے مشابہ ہے جو اجنتا کی پہلی غار کی چھت پر کندہ ہیں۔ یہ پانچویں صدی کے آخر میں بنائی گئی تھیں۔

(۲) دو پیسے والا ٹکٹ۔ ہلکا بادامی۔ اس پر موہنجوداڑو کے بیل کی تصویر ہے اور تیسری چوتھی صدی قبل از مسیح میں وادی سندھ کی تہذیب کا ایک مخصوص نمونہ ہے۔

(۳) تین پیسے والا ٹکٹ۔ شوخ سبز۔ اس ٹکٹ پر تری مورتی ہے۔ جس میں شوجی کو تخلیق۔ محافظت اور فنا کے پہلوؤں کی ترجمانی کرتے دکھایا گیا ہے۔ یہ تصویر ایلفنٹا کی ایک غار سے لی گئی ہے اور یہ غالباً آٹھویں صدی میں راشٹرکوٹار کے ماتحت کھود کر نکالی گئی تھی۔

(۴) ایک آنے والا ٹکٹ۔ رنگ نیلم۔ اس پر بودھیشور ہے جو زمانہ وسطیٰ کی سنگتراشی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس پر صوبہ کے بودھیشور سنہا لوکیشور کی مورتی ہے۔ آج کل یہ لکھنؤ کے صوبائی عجائب گھر میں رکھی ہوئی ہے۔

(۵) ڈیڑھ آنے والا ٹکٹ۔ سرخ بادامی اس پر کونارک گھوڑے کی تصویر ہے۔ یہ اڑیسہ کے فن عجائب کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے جو کونارک کے سوریہ مندر میں حیوانوں کی شبیہہ تراشی کے مجموعے سے لیا گیا ہے۔ یہ مندر سنہ ۱۲۳۸ء اور سنہ ۱۲۶۴ء کے درمیان بنا تھا۔

(۶) دو آنے والا ٹکٹ۔ گہرا سرخ۔ اس پر نٹ راج کی تصویر ہے۔ یہ شوجی کی شہرہ آفاق کانسی کی مورتی سے لی گئی ہے۔ اس میں شوجی کو کائنات کا رقص کرتے دکھایا گیا ہے۔ یہ مورتی غالباً گیارہویں صدی میں مدراس کے ضلع چتور میں تیرو سنگرو کے مقام سے حاصل کی گئی۔ یہ چولا زمانہ کی کانسی کی مجسمہ سازی کا بہترین نمونہ ہے۔

(۷) ڈھائی آنے والا ٹکٹ۔ نارنجی رنگ۔ اس پر سانچی ستوپ کے مشرقی دروازے کی تصویر ہے۔ مرکزی ہندوستان میں سانچی بڑا استوپ پہلی اور دوسری صدی قبل از مسیح کے درمیانی عرصہ بنا تھا اس کے چار عظیم الشان دروازے ہیں۔ یہ دروازے فن عمارت کے نادر نمونے ہیں لکڑی کے تختوں پر سنگتراشی کا کمال ہے ان پر بدھ کی زندگی کے واقعات کو تصویروں میں دکھایا گیا ہے

(۸) ساڑھے تین آنے والا ٹکٹ مالتی نیلا۔ اس پر بودھ گیا (صوبہ بہار) کی تصویر ہے۔ یہ چھٹی صدی کا قدیم مندر ہے اس جگہ کی یادگار ہے۔ جہاں بدھ کو برہم گیان پراپت ہوا۔ دنیا بھر کے بدھ لوگوں کے لئے یہ ایک مقدس مقام ہے۔

(۹) چار آنے والا ٹکٹ۔ ارغوانی سرخ۔ اس پر بھونیشور مندر کی تصویر ہے۔ یہ اڑیسہ کے فن تعمیر مندر کے عروج ترجمانی ہے۔ تنگ راج کا یہ مندر آج بھی اپنی قدیم عظمت اور شان و شوکت کا مظہر ہے۔ یہ غالباً دسویں صدی میں تعمیر ہوا اس میں صرف جگ موہن کی مورتی تھی لیکن بعد ازاں غالباً صدی میں نٹ اور بھوگ کے منڈپ کا اضافہ کیا گیا۔

(۱۰) چھ آنے والا ٹکٹ۔ شوخ اور لطیف ارغوانی رنگ اس میں بیجاپور کے گول گنبد کی تصویر ہے۔ محمد عادل شاہ (۱۶۵۶ - ۱۶۲۶) کے مقبرے کا گنبد دنیا کے سب سے بڑے گنبدوں میں سے ایک ہے۔ اس کے ہال کا فرش کا رقبہ ۱۸۳۵۷ مربع فٹ ہے اور دنیا کی ایک گنبد والی عمارت میں اتنا وسیع فرش اپنی نظیر آپ ہے۔

(۱۱) آٹھ آنے والا ٹکٹ۔ سبز نیلا۔ اس پر کاندریہ م

مندر کی تصویر ہے۔ یہ مندر بندھیل کھنڈ میں ہے اور کھجراہو کی پرانی راجدھانی چاندپلا میں واقع ہے یہ غالباً دسویں صدی میں بنا۔ یہ مندر فن تعمیر اور سنگ تراشی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

(۱۲) بارہ آنے والا ٹکٹ ۔ ہلکا نیلا ۔ اس پر امرتسر کے سنہری دربار صاحب کی تصویر ہے ۔ اس مندر کی تعمیر اکبر کے زمانہ میں سکھوں نے شروع کی اور ۱۷۷۶ میں اس کی دوبارہ تعمیر ہوئی ۔ یہ ایک دو منزلہ مربع عمارت ہے جس میں سنگ مرمر اور ہاتھی دانت کا بڑا اعلیٰ کام ہوا ہے ۔

(۱۳) ایک روپیہ والا ٹکٹ ۔ حاشیہ گہرا سبز اور درمیان میں ارغوانی رنگ ۔ اس پر چتوڑ گڑھ کے مینار کامرانی کی تصویر ہے ۔ مہارانا کمبھ نے مالوہ کے سلطان محمود خلجی پر اپنی فتح کی یادگار قائم کرنے کے لئے ۱۴۴۲ء اور ۱۴۴۹ء میں اسے بنوایا تھا ۔ یہ سنگ مر مر کا نو منزلہ مینار ہے جس میں ہندوؤں کے سب دیوتاؤں کی مورتیاں بنی ہوئی ہیں ۔

(۱۴) دو روپے والا ٹکٹ ۔ حاشیہ ارغوانی اور درمیان میں گہرا سرخ ۔ اس پر دہلی کے لال قلعہ کی تصویر ہے ۔ یہ قلعہ شاہجہان نے ۱۶۳۸ء اور ۱۶۴۸ء کے درمیان بنوایا ۔ یہ قلعہ کئی صدیوں سے ہندوستانی تاریخ کا مرکز رہا ہے ۔ اس کے گھیرے کا رقبہ تقریباً ڈیڑھ میل ہے ۔ اس کے اندر گردو پیش باغات میں کئی عمارتیں اور محل ہیں جن میں دیوان عام ۔ دیوان خاص ۔ ممتاز محل ۔ رنگ محل ۔ موتی مسجد وغیرہ شامل ہیں ۔

(۱۵) پانچ روپے والا ٹکٹ ۔ حاشیہ سرخ بادامی اور درمیان میں گہرا سبز ۔ اس پر آگرہ کے تاج محل کی تصویر ہے ۔ یہ شہرۂ آفاق عمارت مغل شہنشاہ شاہجہان نے ۱۶۳۱ء اور ۱۶۴۸ء کے درمیان اپنی محبوب بیگم ممتاز محل کے یاد میں بنوائی ۔ دنیا بھر کے شاعروں نے اپنے اشعار میں اس کی توصیف کی ہے ۱۶۶۶ء میں شہنشاہ شاہجہان کو یہیں تاج محل میں دفنایا گیا ۔

(۱۶) دس روپے والا ٹکٹ ۔ حاشیہ گہرا اور درمیان میں سرخ اس پر دہلی کے قطب مینار کی تصویر ہے ۔ یہ مینار ۲۳۸ فٹ اونچا ہے ۔ اس کی تعمیر ۱۱۹۹ء میں قطب الدین نے شروع کرائی اور تب اس کی ایک منزل مکمل ہوئی ۔ بعد ازاں التمش نے ۱۲۳۵ء میں اس پر اور تین منزلیں تعمیر کرائیں ۔ اس کے بعد فیروز شاہ تغلق اور سکندر لودھی نے بھی اس عمارت میں اضافے کئے ۔ یہ مینار اذان دینے کے لئے بنایا گیا اور ہندوستان میں اسلامی طرز عمارت کا ایک امتیازی نشان ہے ۔

ہندو کوڈ بل کا ہندوستانی ترجمہ

ہندو کوڈ بل جو ہندوستان کی سابقہ مجلس قانون ساز میں پیش کیا گیا تھا قاعدہ کے مطابق ہند کی آئین ساز اسمبلی (قانون ساز) کی ایک منتخبہ کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا ۔ اس کمیٹی نے ۱۲ اگست ۱۹۴۸ء کو اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی ۔ جسے ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کے گزٹ آف انڈیا کے حصہ پانچ میں شائع کیا گیا ۔ کمیٹی ہذا کا نظر ثانی کردہ یہ کوڈ اب پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا گیا ہے ۔

ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ اس بل کے مضمون اور اس کے دائرہ اختیار کے بارے میں عوام کے بعض حلقوں میں غلط فہمی پائی جاتی ہے ۔ عام لوگ چونکہ انگریزی پڑھے ہوئے نہیں ہیں ۔ اس لئے ان کو اس نظر ثانی کردہ کوڈ بل کی دفعات سے آگاہ کرنے کے لئے اس کوڈ بل کا ہندوستانی ترجمہ کیا گیا ہے جو ہندی اور اردو دونوں طرح کے رسم الخط میں مینیجر پبلیکیشنز، ہند سرکار سیول لائنز دہلی سے خرید اجا سکتا ہے ۔

مدراس ۔ بمبئی ۔ یوپی ۔ مغربی بنگال ۔ آسام ۔ اڑیسہ اور پوربی پنجاب کی حکومتوں سے بھی درخواست کی گئی ہے ۔ کہ وہ نظر ثانی کردہ کوڈ کے اپنے اپنے صوبوں کی علاقائی زبانوں میں ترجمے شائع کریں ۔ اور اس ترجمے کے بارے میں اچھی طرح پبلسٹی کریں ۔ توقع ہے کہ ایسے ترجمے ہر ایک متعلقہ حکومت سے عنقریب دستیاب ہو سکیں گے ۔

ہند میں پیٹرولیم کے وسائل

"معدنیات ہند" کی تازہ اشاعت کا ایک مضمون

"معدنیات ہند" (انڈین منرلز) کا تازہ ترین شمارہ جلد نمبر ۲ نمبر ا میں "انڈین بیورو آف مائینز" کے سابق ڈائرکٹر ڈاکٹر ڈی این واڈیا نے ایک مقالہ میں ہندوستان میں پیٹرولیم اور دیگر متعلقہ چیزوں کے آئندہ امکانات پر بحث کی ہے۔

مذکورہ بالا موضوع پر ایک دوسرا مقالہ جیالوجیکل سروے آف انڈیا (جائزہ ارضیات ہند) کے ڈائرکٹر کا ہے جس میں ہندوستان کی معدنی اشیاء کی ترقی کی وسعت کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے بیان کے مطابق آخر دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء تک ہندوستان میں کان کنی کی مراعات کی کل تعداد ۱۴۹ تھی۔ جس میں مستقل لائسنسوں کی تعداد ۲۱۳۔ کان کنی کے ٹھیکوں کی تعداد ۱۱۶۵۔ اور پتھر کی کان کے ٹھیکوں کی تعداد ۱۲ء تھی۔ کان کنی کی مراعات جو ریاستہائے ہند اور زمینداری کی زمینوں میں دی گئیں وہ ان اعداد شمار میں شامل نہیں ہیں۔ مدراس اور صوبہ متوسط و برار میں ان مراعات کی تعداد علی الترتیب ۳۶ ، ۷ اور ۳۱ء تھی۔

معدنی اشیا کی پیداوار سنہ ۱۹۴۵ء میں اسبسٹس۔ سفیدے کی مٹی۔ بیکسائٹ۔ چینی مٹی کوئلہ۔ کچا تانبہ۔ اور کئی دیگر معدنی اشیا کی پیداوار میں قابل قدر اضافہ ہوا

کائنائیٹ کی پیداوار "انڈین منرلز" کی زیر نظر اشاعت کے خاص خاص مضامین میں ایک مضمون کائنائیٹ کی پیداوار پر ہے جو ریاست کھرسوان میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ یہ کثیر تعداد میں برتن بنانے اور کثافت دور کرنے کی غرض سے برطانیہ بھیجا جاتا ہے۔ چونکہ جنگ کے زمانہ میں کائی نائیٹ کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ اس لئے گزشتہ جنگ میں امریکی فرم کے ایک نمائندہ کو اس کی پیداوار کا جائزہ لینے کے لئے ہندوستان بھیجا گیا تھا یہ بات ظاہر کرتے ہوئے کہ کائنائیٹ ہمالیہ کی پہاڑیوں میں اور حیدرآباد۔ مدراس پنجاب اور بہار کے بعض مقامات میں بھی پایا جاتا ہے مضمون نگار نے آخر میں بیان کیا ہے کہ ہندوستان میں فیکٹریز بنانے میں اضافہ ہونا یقینی امر ہے۔ اور اگر ہندوستان میں چینی کے برتنوں کی مانگ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ کائنائیٹ کو اعلی قسم کے چینی کے برتن بنانے میں استعمال نہ کیا جائے۔

رنگ وروغن کی صنعت میں معدنی اشیاء کا استعمال" ایک دوسرے مقالے کا مضمون ہے۔ اس اشاعت کے دوسرے مضامین یہ ہیں۔ معدنی اشیا کا ضابطہ۔ سائنٹفک خبریں اور نوٹ۔ تجارتی اور کاروباری اطلاعات۔

ہندوستان میں پنسلین اور سلفا ادویہ تیار کرنے کی اسکیم

کچھ عرصہ سے ہند سرکار ملک میں پنسلین۔ دافع ملیریا دوا اور سلفا ادویا تیار کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہی تھی۔ توقع ہے کہ یہ تین دوائیں ہندوستان کی تین چوتھائی بیماریوں کو دور کر سکتی ہے آج کل یہ تینوں دوائیں غیر ممالک سے منگوائی جاتی ہیں۔

اس سلسلہ میں وزارت صنعت رسد نے سنہ ۱۹۴۸ء کے وسط میں کچھ طبی ماہروں کو غیر ممالک میں ضروری تحقیقات کے لئے بھیجا تھا۔ ان ماہروں نے یورپ امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کرنے کے بعد ہندوستان میں دوائیں تیار کرنے کے بارے میں جو سفارشات پیش کیں ان کی بنا پر سرکار کی زیر سرپرستی ایک کارخانہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

ڈربن کا فساد نسلی منافرت کا نتیجہ ہے

پارلیمنٹ میں وزیر اعظم کا بیان

پارلیمنٹ میں ڈربن کے متعلق وزیر اعظم ہند نے ایک بیان دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ جنوبی افریقہ کی یونین کے وزیر اعظم کے بیان کے مطابق ان فسادات میں ۵۳ ہندوستانی مارے گئے۔ اور ۷۶۸ زخمی ہوئے۔ تین سو ہندوستانیوں کے خاندان جن میں دو ہزار افراد تھے۔ اور جن کے گھر جل کر خاک ہو گئے تھے۔ سات ہندوستانی سکولوں میں جمع ہو گئے۔ سکولوں میں عارضی طور پر رہنے کے بعد اُن کو پناہ گزین کیمپوں میں بھیج دیا جائے گا۔ جن کا انتظام آج کل ہو رہا ہے۔ سرکاری نٹال ریلیف فنڈ میں اب تک ۱۴ ہزار پونڈ کی رقم پہنچ چکی ہے۔ جس میں زیادہ رقم ہندوستانیوں کی دی ہوئی ہے۔ اس فنڈ کے انتظام میں کوئی ہندوستانی نمائندہ شریک نہیں ہے۔ حکومت ہند نے جنوبی افریقہ میں ہندوستانی ہائی کمشنر کے سیکرٹری کو امداد کے لئے پچاس ہزار روپیہ دیا ہے۔ یہ امداد ہر ضرورت مند کو دی جائے گی۔ اور اسے کسی خاص فرقہ کے لئے مخصوص نہیں کیا جائے گا۔

ہند کے وزیر اعظم آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو نے ۲ فروری کو پارلیمنٹ میں ڈربن کے متعلق حسب ذیل بیان دیا ہے۔

صاحب صدر کی اجازت سے میں جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن کے اس فساد کے بارے میں مختصر سا بیان دینا چاہتا ہوں۔ جو انہیں دنوں نسلی منافرت کی بنا پر ہوا تھا۔ معزز اراکین نے اخبارات میں ان رنج دہ واقعات کی خبریں پڑھ لی ہوں گی۔ اور حکومت ہند نے اس سلسلہ میں جو دو پریس نوٹ جاری کئے تھے۔ وہ بھی ان کی نظر سے گذرے ہوں گے۔ میں ایوان کی میز پر ان کی نقول رکھ رہا ہوں۔

جنوبی افریقہ کی یونین کے وزیر اعظم نے بیان کیا ہے۔ کہ ان فسادات میں ۵۳ ہندوستانی مارے گئے۔ اور ۷۶۸ زخمی ہوئے ۸۳ افریقین ہلاک ہوئے۔ اور ایک ہزار پچاس گھائل ہوئے۔ اور ایک یورپین مارا گیا۔ اور ۳۰ کے زخم آئے۔

جنوبی افریقہ میں ہندوستانی ہائی کمشنر کے سیکرٹری جو اس وقت کیپ ٹاؤن میں تھے۔ اس واقعہ کی خبر سنتے ہی ڈربن گئے۔ جب وہ پہنچے۔ تو یہ فسادات جاری تھے۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر کچھ پوچھ گچھ کی۔ اور اس کے بعد کیپ ٹاؤن واپس چلے گئے۔ اس کے بعد وہ ۲۵ جنوری کو ڈربن گئے۔ اور ۳۱ جنوری تک وہیں رہے۔ اس

دوران میں انہوں نے فساد کے علاقوں اور پناہ گزینوں کے کیمپوں کو دیکھا اور نٹال انڈین کانگرس کے لیڈروں سے گفتگو کی۔ انہوں نے ڈربن اور میرٹس برگ کی نٹال انڈین آرگنائزیشن کے لیڈروں سے بھی بات چیت کی۔ اور نٹال کے ایڈمنسٹریٹر، ڈربن کے افسران اور سرکاری و غیر سرکاری اصحاب سے بھی ملاقاتیں کیں۔

انہوں نے اطلاع دی ہے۔ کہ ہندوستانیوں کے مملوکہ سکونتی مکانات اور دوکانوں کا کافی نقصان ہوا ہے۔ تقریباً ڈھائی سو سکونتی مکانات اور ۵۳ دوکانیں برباد ہو گئیں۔ اور بہت ہی محتاط اندازے کے مطابق تین لاکھ پونڈ کی قیمت کی جائداد کا نقصان ہوا ہے۔

ایک وقت تقریباً ۲۰ ہزار ہندوستانی پناہ گزینوں کے کیمپ میں مقیم تھے۔ ۲۴ جنوری کو جو حالت تھی۔ وہ حسب ذیل ہے:-

کوئی تین سو ہندوستانیوں کے خاندان جن میں دو ہزار افراد تھے۔ اور جن کے گھر جل کر خاک ہو گئے تھے۔ سات ہندوستانی سکولوں میں جمع ہو گئے۔ ان سکولوں کو افسروں نے پناہ گزینوں کے کیمپ کی حیثیت سے تسلیم کر لیا تھا۔ ایک ہفتے کے لئے ان سکولوں کا کھلنا ملتوی کر دیا گیا۔ اب وہ سات فروری کو کھلیں گے۔ اس دوران میں ان لوگوں کے لئے عارضی پناہ گاہوں کا انتظام کیا جا

رہا ہے۔ کیونکہ ان کی مستقل سکونت کے لئے انتظام کرنے میں عرصہ لگے گا۔ ان لوگوں کو کھانا میونسپل سٹی سٹو سے پہنچایا جا رہا ہے۔ اور ان کیمپوں کا انتظام ہندوستانی والنٹیرز کمیٹیوں کے سپرد ہے۔ باقی لوگ اپنے ٹوٹے پھوٹے گھروں میں واپس آ گئے ہیں۔ جو خاندان واپس گئے ہیں۔ ان کی تعداد کوئی دو ہزار ہوگی۔ اور ان خاندانوں کے کوئی دس ہزار اراکین ہوں گے۔ ان کے علاوہ ایک ہزار آدمی کیٹو میٹروسن میونسپلٹی کے سابق مویشی خانہ میں مقیم ہیں۔ جب تک یہ لوگ بتدریج اپنے گھروں کو واپس جائیں۔ تب تک رضاکار ان کو کھانا پہنچا رہے ہیں۔ جو لوگ اپنے گھروں کو واپس جا چکے ہیں۔ ان کے لئے فرنیچر، باورچی خانہ کا سامان اور بچھونے وغیرہ کا سامان مہیا کرنے کے بارے میں سوچ بچار کر رہے ہیں۔ دراصل یہ مکان پوری طرح جل چکے ہیں۔ اور خالی پڑے ہیں۔ ہندوستانی رضاکاروں کی امداد سے ان لوگوں کو راشن بھی پہنچایا جا رہا ہے۔

اگرچہ ابھی تک کھنچاؤ کی کیفیت پائی جاتی ہے لیکن دکانیں کھل گئی ہیں۔ اور ڈربن کی زندگی حسب معمول ہوتی جا رہی ہے۔

سرکاری نٹال ریلیف فنڈ میں اب تک ۱۴ ہزار پونڈ کی رقم پہنچ چکی ہے جس میں زیادہ رقم ہندوستانیوں کی دی ہوئی ہے۔ اس فنڈ کے انتظام میں کوئی ہندوستانی نمائندہ شریک نہیں ہے۔ بے گھروں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کے گھر لٹ چکے ہیں۔ لیکن جلے نہیں، دو کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ ان کمیٹیوں میں نٹال انڈین کانگرس اور آرگنائزیشن کے نمائندے شامل ہیں۔ جہاں تک افریقیوں کی مدد کا سوال ہے۔ یہ ذمہ داری میونسپلٹی کے دیسی باشندوں کے محکمہ پر ہے۔ تقریباً بارہ سو افریقیوں نے کچھ علاقوں میں اپنے گھروں کو چھوڑ دیا ہے۔

جنوبی افریقہ کی حکومت نے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا ہے۔ اس کے تین رکن ہیں۔ اراکین کے نام حسب ذیل ہیں:۔

مسٹر جسٹس ایف پی وان ہیور (چیئرمین)، جو ہانسبرگ کے چیف مجسٹریٹ مسٹر ریل میین اور ڈربن کے چیف مجسٹریٹ مسٹر ایچ سالیف ٹیلو فیلڈ۔ امید ہے یہ کمیشن جلد ہی اپنا کام شروع کر دے گا۔ ابھی تک یہ اعلان نہیں کیا گیا کہ یہ کمیشن کن امور کی تحقیقات کرے گا۔

جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں اور افریقیوں کے درمیان اچانک جو تعلقات خراب ہوئے ہیں۔ اس سے حکومت ہند کو بڑی تشویش ہوئی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ پُرامن تعلقات کسی ایک آدھ واقعہ سے اس قدر خراب نہیں ہو سکتے تھے۔ اور یقیناً اس کی اور وجوہات بھی ہیں۔ بہرحال جنوبی افریقہ کی حکومت نے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کر دیا ہے۔ جو فسادات کی وجوہات اور دوسری تفصیلات کے متعلق چھان بین کرے گا۔ اس لئے حکومت ہند مناسب سمجھتی ہے کہ وہ ان فسادات کی وجوہات یا تفصیلات کے متعلق کوئی رائے زنی نہ کرے۔

میں نے جنوبی افریقہ کے وزیراعظم کے نام پیغام دیتے ہوئے یہ امید ظاہر کی تھی۔ کہ تحقیقاتی کمیشن نہ صرف ان فسادات کی بنیادی وجوہات معلوم کرے گا۔ بلکہ یونین گورنمنٹ اسباب کا بھی انتظام کرے گی کہ آئندہ اس قسم کے واقعات نہ ہوں۔ میں نے اپنے پیغام میں یہ بھی کہا تھا۔ کہ ہم جنوبی افریقہ میں ہائی کمشنر کے سیکرٹری کو یہ ہدایت کر رہے ہیں۔ کہ وہ ہندوستانی اور جنوبی افریقہ کی آبادی کے دوسرے فرقوں میں دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی پوری کوشش کرے۔ ڈاکٹر ملان نے مجھے اس پیغام کا جواب بھیجا ہے۔ اس میں انہوں نے کہا کہ آپ نے مسٹر چاری کو جو ہدایات بھیجی ہیں۔ وہ ہم نے دیکھ لیں۔ اور جو کچھ معلومات ہمارے پاس ہیں۔ وہ ہم مسٹر چاری کو دے رہے ہیں۔

جنوبی افریقہ میں ہی نہیں۔ بلکہ افریقہ کے پورے براعظم میں حکومت ہند کا یہ رویہ رہا ہے۔ کہ ہندوستانیوں اور افریقیوں میں گہری دوستی پیدا کی جائے۔ اگرچہ ہمیں سمندر پار کے ہندوستانیوں کی سلامتی کا بڑا خیال ہے۔ لیکن حکومت ہند کسی ایسے انتظام سے ہمدردی نہیں رکھتی۔ جو افریقیوں کی ترقی خود انہیں کے ملک میں روک دے۔ ہم وقتاً فوقتاً اپنے اس رویہ سے افریقی براعظم میں اپنے نمائندوں کو مطلع کرتے رہے ہیں۔

حکومت ہند نے جنوبی افریقہ میں ہندوستانی ہائی کمشنر کے سیکرٹری کو امداد کے لئے ۵۰ ہزار روپیہ دیا ہے۔ یہ روپیہ وہ اپنی مرضی اور اختیار سے خرچ کریں گے۔ ضرورت پڑنے پر انہیں اور بھی رقم بھیج دی جائیں گی۔ یہ امداد ضرورت مند کو دی جائے۔ اور اسے کسی خاص فرقہ کے لئے محدود نہ کیا جائے گا۔

وزارت امور داخلہ کا مقصد آزادی کا تحفظ ہے

ہوم سیکریٹری مسٹر آئنگر سے انٹرویو

آل انڈیا ریڈیو کے نمایندے سے ایک بات چیت کے دوران میں وزارت امور داخلہ کے سیکرٹری شری ایچ وی آر آئینگر نے کہا کہ سطحی طور پر ایک نقاد کی طرف سے یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ آج بھی پرانے طریقوں سے کام لیا جاتا ہے۔ آج بھی لوگوں کو مقدمے چلائے بغیر جیل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ لوگوں پر لاٹھی چارج ہوتا ہے۔ اشک آور گیس چھوڑی جاتی ہے۔ اور پولیس سے سختی برتی جاتی ہے۔ لیکن ایسے اعتراضات ایک بنیادی غلط فہمی کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ آج ہوم ڈیپارٹمنٹ کا مقصد پرانی حکومت کی طرح آزادی کی جدوجہد کو کچلنے کی کوشش نہیں بلکہ آزادی کا تحفظ ہے۔ شری آئینگر نے کہا۔ کہ آج کل بھی ایسے عناصر موجود ہیں۔ جو یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں غیر مذہبی حکومت قائم نہ ہو۔ بعض لوگ سیاسی مسائل کو پستول یا خنجر کی مدد سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن کوئی بھی حکومت ایسے لوگوں کو ڈھیل نہیں دے سکتی۔ اگر حالات کو غیر جانبداری سے دیکھا جائے۔ تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ انگریزوں نے ہمارے ملک کے نظم و نسق کے لئے ایک اعلیٰ اہتمام کیا۔ حالانکہ یہ خامیوں سے خالی نہیں تھا۔ لیکن ملک کی انتظامی وحدت کے لحاظ سے اس نے اپنا کام خوب کیا۔

۱۳ فروری کی رات کو آل انڈیا ریڈیو دہلی کے ایک نمایندہ نے وزارت امور داخلہ کے سیکرٹری شری ایچ وی آر آئینگر سے وزارت کے نظم و عمل کے بارے میں بات چیت کی۔ یہ بات چیت "عوامی حکومت" کے سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ ذیل میں بات چیت کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

شری آئینگر نے پرانی وزارت امور داخلہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۴۲ء میں ہوم سیکرٹری کے طور پر انہیں ان لوگوں کی ذات، خطوط، کتب اور اخباروں کی نگرانی کرنی ہوتی تھی۔ جو آج کل ہندوستان کے کابینہ میں وزیر اعظم اور نائب وزیر اعظم ہیں۔

اب ہندوستان میں ایک جمہوری حکومت ہے۔ اور حکومت اپنے ہر فعل کے لئے عوام کو جوابدہ ہے۔ شری آئینگر نے کہا کہ سطحی طور پر ایک نقاد کی طرف سے یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ آج بھی پرانے طریقوں سے کام لیا جاتا ہے۔ آج بھی لوگوں پر مقدمہ چلائے بغیر انہیں جیل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ آج بھی لوگوں پر لاٹھی چارج ہوتا ہے۔ ٹیئر گیس چھوڑی جاتی ہے۔ بندوق سے کام لیا جاتا ہے۔ اور پولیس سے سختی برتی جاتی ہے۔ لیکن ایسے اعتراضات ایک بنیادی اور سنجیدہ غلط فہمی کا نتیجہ ہیں۔ پرانا ہوم ڈیپارٹمنٹ اپنی ساری قوت آزادی کی جدوجہد کو کچلنے پر صرف کرتا تھا۔ اس کے نزدیک مہاتما گاندھی، پنڈت نہرو اور سردار پٹیل محض شورش اور بدامنی پھیلانے والے لوگ تھے۔ لیکن آج کا ہوم ڈیپارٹمنٹ اپنی ساری قوت آزادی کے تحفظ پر صرف کر رہا ہے۔

آزادی حاصل کر لینا ایک بات ہے۔ اور حاصل کر کے اسے برقرار رکھنا دوسری بات۔ اسے برقرار رکھنے کے لئے ہمیشہ چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ حقیقت سب ملکوں اور سب زمانوں کے لئے ہے لیکن اگست ۱۹۴۷ء کے انقلاب سے گزرنے والے ملک کے لئے یہ حقیقت اور بھی اہم ہے۔ آج بھی ملک میں ایسے لوگ ہیں۔ جو ملک کے نظم و نسق کو درہم برہم کر دینا چاہتے ہیں۔ ان کے پاس اپنے نظریے ہیں۔ وہ یہ نہیں چاہتے۔ کہ ہندوستان میں ایک غیر مذہبی جمہوریت قائم ہو۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ سیاسی مسائل کو پستول یا خنجر کی مدد سے حل کیا جا سکتا ہے۔ شری آئینگر نے کہا۔ کہ کوئی بھی حکومت ایسے لوگوں کو ڈھیل نہیں دے سکتی۔ ملک میں امن قائم رکھنا وزارت امور داخلہ کا پہلا فریضہ ہے۔ اور وزارت ہر اس فرد

اور اداروں پر نظر رکھتی ہے۔ جو ملک کی آزادی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔

وزارت کی ترتیب اور تنظیم کے بارے میں شری آئینگر نے کہا۔ کہ موجودہ وزارت امور داخلہ کا واحد مقصد ہندوستان کا تحفظ ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وزارت کو بڑی رازداری سے کام لینا ہوتا ہے چنانچہ اس کی ترتیب و تنظیم کے بارے میں بہت کچھ بتانا ممکن نہیں۔ ملکی مفاد کے پیش نظر وزارت کو اپنے ترکہ میں کچھ نہ ملا۔ اس لئے اسے اپنا سارا کام قریب قریب نئے سرے سے شروع کرنا پڑا۔

امن اور قانون کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے شری آئینگر نے کہا کہ یہ کافی حد تک ایک صوبائی معاملہ ہے۔ لیکن صوبوں میں بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کا اثر ملک بھر کے حالات پر ہوتا ہے۔ اگر کلکتہ میں فساد ہوتا ہے۔ تو یہ حکومت مغربی بنگال کا معاملہ ہے۔ اگر تنوبلی یا کمبا کنم میں کوئی شخص اشتعال انگیز تقریر کرتا ہے۔ تو حکومت مغربی بنگال تو اس سے بے پرواہ ہو سکتی ہے لیکن حکومت مدراس چوکس ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ان حالات میں امن اور قانون مکمل طور پر ایک مقامی مسئلہ ہے۔ لیکن جب کسی مسئلہ کا اثر ملک بھر کے حالات پر ہوتا ہو۔ تو مرکزی حکومت کو حرکت میں آنا پڑتا ہے۔ حیدرآباد کی مثال سامنے ہے۔ گذشتہ ستمبر میں پولیس کارروائی سے پیشتر ریاست میں ایسے حالات تھے۔ کہ آسام میں ڈبروگڑھ اور یوپی میں سہارنپور تک کے لوگ ان سے پریشان ہو رہے تھے بمبئی، صوبجات متوسط اور مدراس کی حکومتیں اپنی اپنی سرحدوں کی دیکھ بھال میں مصروف تھیں۔ اگر شولا پور کی سرحد پر نقص امن کا خطرہ تھا۔ تو حکومت بمبئی کی طرف سے اسے دور کرنے کی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ ایک ایسی حالت تھی جس سے ملک بھر کا امن خراب ہو سکتا تھا۔ اس لئے وزارت امور داخلہ کو اپنے اختیار سے کام لینا پڑا۔ وزارت امور داخلہ ایک طرح سے ایک ترتیب دینے والا مشاورتی ادارہ ہے۔ اور یہ اس کام کو بخوبی سرانجام دینے کے لائق ہے۔ کیونکہ ہر روز تمام صوبوں سے اسے ہر قسم کی اطلاع پہنچتی رہتی ہے۔ مختلف صوبوں سے آنے والی اطلاعات جب مرکزی وزارت میں اکٹھی ہوتی ہیں۔ تو مرکزی وزارت ان کی اہمیت کا جائزہ لیتی ہے۔ اور پھر مرکزی وزارت صوبوں کو ضروری اطلاعات اور ہدایات بھیجتی ہے۔ اس طرح صوبے اور مرکز ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ شری آئینگر نے بتایا۔ کہ مختلف سروسز کی ذمہ داری بھی وزارت امور داخلہ پر ہے۔ اسے مختلف سروسز کے انضباط اور اعتماد کو قائم رکھنا ہوتا ہے۔ انڈین سول سروس انڈین پولیس اور دیگر سروسز کے ارکان کو یہ حقوق اور تحفظ کے لئے روایتی طور پر وزیر امور داخلہ پر انحصار کرنا ہوتا تھا۔ اسی وزارت میں سول ملازموں کے خلاف انضباطی کارروائی ہوتی تھی۔ اور یہی وزارت سرکاری ملازموں کے قواعد و ضوابط وضع کرتی تھی۔ سرکاری ملازموں کی روایت اور نظیری قانون کا ایک بڑا حصہ اسی وزارت کی وجہ سے حاصل ہوا۔ اگر حالات کو غیر جانبداری سے دیکھا جائے تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ انگریزوں نے ہمارے ملک کے نظم و نسق کے لئے ایک اعلیٰ اہتمام کیا۔ یہ خامیوں سے خالی نہیں۔ لیکن ملک کی انتظامی وحدت کے لحاظ سے اس نے اپنا کام خوب کیا۔ اب اس میں بڑی تبدیلی یہ ہوئی ہے۔ کہ یہ مکمل طور پر عوام کو جوابدہ ہے۔ اور سروسز کے ارکان کو وائٹ ہال یا سینئر افسروں کے تابع نہیں ہونا ہوگا۔

شری آئینگر نے کہا۔ کہ اس تبدیلی کے ساتھ سارے کام اور عملہ کو متوازن کرنے کے مسائل پیدا ہوئے۔ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جس نے پنڈت نہرو یا سردار پٹیل ایسے سیاسی شورشیوں کو قید کی سزا دی تھی اب انہیں اشخاص کو وزرا بنتے دیکھ رہا تھا۔ یہ ایک حیرت انگیز تبدیلی تھی۔ لیکن ملک کے سیاسی رہنماؤں نے ملک کے بدلتے ہوئے حالات کو نہایت پسندیدہ طریقے سے سنبھال لیا۔ سرکاری ملازموں نے بھی نئی حکومت سے ہر طرح تعاون کیا۔ اپنی حکومت میں آج وہ پوری محنت اور ایمانداری سے کام کر رہے ہیں۔ لیکن ان کے کام پر ہر وقت نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس میں کوئی سیاسی دخل اندازی نہیں ہونی چاہئے۔ آزاد ہندوستان کی پہلی حکومت نے اس سلسلہ میں ایک مثال قائم کر دی ہے۔ جسے اس کے جانشین اپنائیں تو ملکی مفاد کے لئے اچھا ہوگا۔

شری آئینگر نے بتایا۔ کہ ان فرائض کے علاوہ وزارت امور داخلہ کے اور بھی فرائض ہیں جن میں انصاف اور مردم شماری کے مسائل شامل ہیں۔ ان تمام مسائل کو نپٹانے کیلئے سردار پٹیل کی رہنمائی حاصل ہے۔

ہند میں ڈاک کی ٹکٹوں کے نئے سلسلہ کا اجرا

یکم اپریل ۱۹۴۹ء سے نئے دور کا آغاز ہوگا

ہند میں ڈاک کی ٹکٹوں کا ایک نیا سلسلہ جاری ہو رہا ہے جس سے ڈاک کی ٹکٹوں کی تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہو جائے گا۔ سولہ یہ ٹکٹیں یکم اپریل ۱۹۴۹ء سے بیچی جائینگی۔ ان ٹکٹوں پر قدیم ہندوستان کی ایسی تاریخی یادگاروں کی تصویریں چھپی ہونگی۔ جو ہند کی تہذیب اور فن و کمال کی نشانیاں ہیں اور ہند کی قدیم شان کا مظہر ہے۔

چھوٹی رقم کی ٹکٹوں پر موہنجو داڑو کا بیل۔ اجنتا۔ ترمورتی کونارک گھوڑا۔ سانچی کا استوپ۔ کا نذریہ کا مہادیو مندر اور گول گنبد کی تصاویر چھپی ہونگی۔ جن کو دیکھ کر ہندوستانی تہذیب کے قدیم ترین زمانہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ بڑی رقم کی ٹکٹوں پر بدھ غیرہ کی یادگاروں یعنی بیجاپور کا گول گنبد۔ چتوڑ گڑھ کا مینار فتح۔ امرتسر کا سنہری دربار صاحب۔ لال قلعہ اور تاج محل کی تصاویر ہیں۔ دس روپے کی ٹکٹ پر دہلی کے قطب مینار کی تصویر چھپی ہوئی ہے۔

یہ ٹکٹیں اندرونی نشان والے یعنی واٹر مارک کاغذ پر چھپی ہیں۔ ان کے ڈیزائن اور رنگ موزوں ہیں۔ ان پر انگریزی اور ہندی دونوں زبانوں میں ٹکٹوں کی مالیت چھپی ہوئی ہے۔ یہ ٹکٹیں بالترتیب تین پائی۔ چھ پائی۔ ۹ پائی۔ ایک آنہ۔ ڈیڑھ آنہ۔ دو آنہ۔ ڈھائی آنہ۔ ساڑھے تین آنہ۔ چار آنہ۔ چھ آنہ۔ بارہ آنہ اور ایک روپیہ دو روپیہ۔ پانچ روپیہ اور دس روپیہ کی مالیت کی ہونگی۔ یہ ٹکٹیں نیچے کی پریس ناسک میں چھپی ہیں۔ آنے اور پائیوں کی مالیت کی ٹکٹیں لیٹر پریس کے ذریعہ چھپی ہیں۔ اور باقی آفسیٹ لیتھوگرافی کے طریقہ سے چھپائی گئی ہیں۔

تین پائی کی ٹکٹوں پر اجنتا کی اور ڈھائی آنے کی ٹکٹوں پر سانچی کے استوپ کے مشرقی دروازہ کی جو تصویریں چھپی ہیں ان کے ڈیزائن بالترتیب کماری ویر متی جادو اور نند شومتی کرشنا شاہ کلکتہ کی بھیجی ہوئی تصویروں سے لئے گئے ہیں۔ جو انھوں نے ۱۹۴۸ء کے شروع میں محکمہ ڈاک و تار کی طرف سے منعقد کئے گئے ٹکٹوں کے مقابلہ میں بھیجی تھیں۔ چھ پائی کی ٹکٹوں پر چھپے ہوئے موہنجو داڑو کے بیل کی تصویر اس فوٹوگراف سے بنائی گئی ہے۔ جو محکمہ آثار قدیمہ نے لیا گیا تھا۔ حالانکہ اسی قسم کا ایک ڈیزائن مسولی پٹم کے مسٹر کے وی بھی نے بھی بھیجا تھا۔ باقی تمام ڈیزائن ان فوٹو تصاویر سے تیار کئے گئے ہیں۔ جو ہند کے محکمہ آثار قدیمہ کے ڈائرکٹر جنرل سے حاصل کئے گئے تھے۔

جب تک شاہ جارج کی تصویر والی ٹکٹیں ختم نہ ہو جائینگی تب تک یہ ٹکٹیں بھی ان کے ساتھ ہی بکا کرینگی۔

ہند میں جوار۔ باجرہ اور مکی کی فصلیں

ہند سرکار کی وزارت زراعت کے شعبہ اقتصادیات اور اعداد و شمار کے اندازے کے مطابق ہند یونین میں سال ۱۹۴۸-۴۹ء میں جوار کی فصل کے بارے میں پہلا تخمینہ حسب ذیل ہے۔ رقبہ زیر کاشت دو کروڑ چھ لاکھ چھیالیس ہزار ایکڑ یعنی پچھلے برس سے پانچ اعشاریہ سات فیصدی کم ہے کمی زیادہ تر حیدرآباد اور بمبئی میں ہوئی ہے۔

نومبر ۱۹۴۸ء میں ہندوستانی تجارت کی تفصیلات

نومبر ۱۹۴۸ء میں ہندوستان سے سمندر کے راستے جو اشیاء باہر بھیجی گئیں۔ ان کے مقابلہ میں ۵۱ کروڑ ۱۴ لاکھ روپے زیادہ کی اشیاء ہندوستان میں آئیں۔ ۱۹۴۷ء کے اس مہینے میں ہندوستان سے مقابلتاً تین کروڑ بارہ لاکھ روپے زیادہ کی اشیاء باہر بھیجی گئی تھیں

ڈاک کی سہولتوں میں توسیع

محکمہ ڈاک و تار کی رپورٹ بابت [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ دیہات میں نئے ڈاک خانے کھولنے، ہوائی ڈاک کی نئی سروسوں کے قیام، بمبئی اور نیویارک کے درمیان فوٹو ٹیلیگرام کے اجراء اور اندرون ملک پوسٹ کارڈوں کی شرح میں کمی وغیرہ کے باعث ڈاک کی آمد و رفت میں کافی اضافہ ہوا۔ ڈاک کی صحت میں ۴ فی صدی کا اضافہ ہوا لیکن تار کی آمد و رفت میں اندرون ملک ۲۔۴ فی صدی کی اور بیرون ملک ۲۔۲ فی صدی کی کمی واقع ہوئی۔ ڈاک کے ٹکٹوں کی قیمت اور اسٹیشنری کی قیمت (جو پبلک کے استعمال کے واسطے ڈاکخانوں میں بیچی گئی) کا میزان ۱۱۴۲۱۱۵۲۹۹ روپیہ ہے اور اس سے دس لاکھ باون ہزار روپیہ کا اضافہ ظاہر ہوتا ہے۔ اس سال محکمہ ڈاک و تار میں ۶۳۰ کروڑ روپیہ کا لین دین ہوا جبکہ گزشتہ سال صرف ۶۲۱ کروڑ روپیہ کا لین دین ہوا تھا۔ ہوائی ڈاک کے نیلے رنگ کے لیٹر بکسوں کی فراہمی اور رات کی ڈاک چھانٹنے کے انتظام وغیرہ کے باعث ہوائی ڈاک کی سروس میں تیز رفتاری پیدا ہو گئی ہے۔

ٹیلیفون کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا اور سال کے آخر میں ان کی تعداد ایک لاکھ چھبیس ہزار سے بڑھ کر ایک لاکھ ستائیس ہزار ہو گئی۔ باہر جانے والی "ٹرنک کال" میں بھی اضافہ ہوا۔ اور ان کی تعداد بھی ۴۵ لاکھ سے بڑھ کر ۴۷ لاکھ ہو گئی۔

ملتوی سروسوں کا دوبارہ اجرا۔ ڈاک کی بہت سی سہولتیں جو دوران جنگ میں ملتوی کردی گئی تھیں اس سال پھر جاری کردی گئیں ہیں۔ ہندوستان اور جرمنی کے درمیان بند شدہ سروس کو بھی دوبارہ جاری کر دیا گیا۔

مزدور اور مہنگائی الاؤنس۔ مدت زیر تبصرہ میں پوسٹمینوں اور لوئر گریڈ اسٹاف نے ۱۱ جولائی سے ۲ اگست [illegible] تک ہڑتال میں حصہ لیا۔ اور اس سلسلے میں ثالث کے فیصلہ کی رو سے ۱۶ کروڑ تیس لاکھ روپیہ زائد تنخواہ کے طور پر خرچ کرنا پڑا۔

رات کی "ایر میل سروس" کی ڈاک کے اوقات

اس بات کے اطمینان کے لئے کہ رات کی ہوائی ڈاک سے ڈاک کی اشیاء چلی جائیں۔ عوام کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے خطوط ہوائی ڈاک کے نیلے لیٹر بکسوں میں ڈالیں جو دہلی میں مختلف جگہوں پر لگے ہوئے ہیں اور ڈاک ڈالنے کے آخری وقت کا بھی دھیان رکھیں۔

دہلی شہر میں ہوائی ڈاک سے نیلے لیٹر بکسوں میں ڈاک ڈالنے کا وقت جا نکلنے کے ۴ منٹ سے ۱ بجے تک ہے۔ مندرجہ ذیل ڈاک خانوں میں ڈاک کے آخری اوقات یہ ہیں۔

جنرل پوسٹ آفس دہلی۔ جنرل پوسٹ آفس نئی دہلی، اور دہلی آر ایم ایس میں شام کے ساڑھے چھ بجے تک۔ جنرل ہیڈ کوارٹرز پوسٹ آفس نئی دہلی میں شام کے ساڑھے سات بجے تک دہلی میں ہوائی ڈاک چھانٹنے کے مرکز میں شام کے ساڑھے سات بجے تک۔ لیکن لیٹ فیس کا ٹکٹ لگانے پر رات کے پونے آٹھ بجے تک اور ولنگڈن ایئر پورٹ میں رات کے ساڑھے آٹھ بجے تک۔

ہوائی پارسلوں کی بکنگ عام طور پر دن کے ۲ بجے سے اور دہلی جنرل پوسٹ آفس۔ نئی دہلی جنرل پوسٹ آفس۔ نئی دہلی جنرل ہیڈ کوارٹرز پوسٹ آفس۔ اور کناٹ پلیس۔ چاندنی چوک۔ صدر بازار اور رقیبیہ کے ڈاک خانوں میں شام کے ۵ بجے تک۔ دہلی ایر سارٹنگ سنٹر (جنرل ہیڈ کوارٹرز پوسٹ آفس کی بلڈنگ میں) میں شام کے ۵ بجے سے شام کے ساڑھے چھ بجے تک بکنگ کرائی جا سکتی ہے۔

پتہ کے اوپر ریپر پر "ایر پارسل" جلی الفاظ میں لکھا ہو اور ہوائی ڈاک کا نیلا لیبل بھی چسپاں ہونا چاہئے پارسل کا وزن ۲۰ پونڈ سے زیادہ نہ ہو اور طول ۲ فٹ یا حجم ۴ فٹ سے زیادہ نہ ہو۔ ۱۱ پونڈ وزن کے پارسل کے علاوہ رجسٹری کرانا ضروری نہیں ہے۔ ہوائی پارسل پر ٹکٹ کی شرح مع ہوائی فیس کے ۲ روپیہ فی پونڈ مع زائد پونڈ یا اس کی کسر پر ایک روپیہ ہے

روئی کی پیداوار کے لئے منصوبہ بندی

سردار داتار سنگھ کی سنٹرل کاٹن کمیٹی کے اجلاس میں تقریر

سردار داتار سنگھ نے سنٹرل کاٹن کمیٹی کے اجلاس میں اپنی صدارتی تقریر میں کہا۔ کہ حکومت ہند نے کاٹن فنڈ سے کمیٹی کو تیس لاکھ روپیہ دینے کی منظوری دی ہے۔ تاکہ روئی کی متعدد اسکیموں کو جاری رکھا جا سکے۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ جن امور پر ہم اس اجلاس میں غور کریں گے۔ ان میں سب سے اہم روئی کی منصوبہ بند پیداوار ہے۔ آئندہ فصل کے شروع میں روئی کی حالت بہت خراب ہونے کا احتمال ہے چنانچہ صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے اُن علاقوں کا دَورہ کیا جا رہا ہے۔ جہاں امریکی روئی کی کاشت کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ بہتر قسم کی روئی پیدا کرنے کی غرض سے بیرونی ممالک سے متعلقہ مواد اکٹھا کرنے کے لئے ایک وفد بھی بھیجا جا رہا ہے۔

۲ فروری کو بمبئی میں انڈین سنٹرل کاٹن کمیٹی کے اٹھتریں اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل کے نائب چیئرمین سردار داتار سنگھ نے بیان کیا۔ کہ ہمارا فوری مقصد اپنی ضروریات کے مطابق خود ہندوستان میں لمبے اور متوسط ریشہ کی روئی پیدا کرنا ہے آپ نے بیان کیا کہ بدقسمتی سے روئی کی کاشت کی توسیع اجناس خوراک کی فصلوں میں اضافہ کی ضرورت کے ساتھ منسلک تھی۔ مرکزی حکومت اس صورت حال سے باخبر تھی۔ اور حتی الامکان ان امور کو عملی طور پر سرانجام دینے کی کوشش کی گئی۔ سردار داتار سنگھ نے آگے چل کر بیان کیا۔ کہ حکومت ہند نے کاٹن فنڈ سے کمیٹی کو تیس لاکھ روپیہ دینے کی منظوری دی ہے تاکہ روئی کے متعلق متعدد اسکیموں کو جاری رکھا جا سکے۔

اس جلسہ میں بمبئی کے گورنر اور وزراء کا خیر مقدم کرتے ہوئے سردار داتار سنگھ نے بیان کیا۔ "ملک کے دستور میں حالیہ تبدیلیوں کی وجہ سے ہماری کمیٹی میں بھی آئینی تبدیلیاں عمل میں آئیں۔ گذشتہ ماہ ستمبر میں انڈین کاٹن سیس ایکٹ میں ترمیم کی بنا پر مدھیہ بھارت، پٹیالہ اور پوربی پنجاب کی ریاستوں، راجستھان، وندھیا پردیش اور سوراشٹر کی ریاستی یونینوں نے کمیٹی میں اپنے اپنے نمائندے بھیجے ہیں۔ ریاستوں اور یونینوں کے نمائندوں کا اور نئے ارکان کا جو کمیٹی کے ان اجلاس میں پہلی مرتبہ شرکت کر رہے ہیں۔ میں بہ خلوص خیر مقدم کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ ہماری رکنیت کا یہ اضافہ نہ صرف ملک میں روئی کے اغراض کی ترقی کا باعث ہوگا بلکہ ان مسائل کے حل میں بھی مددگار ثابت ہوگا۔ جو کمیٹی کو انجام دینے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا۔ تقریباً ایک سال ہوا متعدد وجوہات کے باعث ہمارے فنڈ میں کمی ہوئی۔ اور کمیٹی کی مالی حالت باعث فکر رہی۔ حکومت ہند کی مالی امداد کی بنا پر اگرچہ کاٹن فنڈ میں سے ہم اپنا کام کرتے رہے۔ لیکن ضروری سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے کام روک دینا پڑا۔ میں یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ کہ اب حکومت ہند نے کاٹن فنڈ سے کمیٹی کو تیس لاکھ روپیہ دینے کی منظوری دے دی ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ اس رقم اور اس آمدنی سے جو کمیٹی روئی پر دوگنا محصول لگا کر اور برآمدی روئی اور کارخانوں میں مستعمل روئی پر ٹیکس کے ذریعہ وصول کرے گی۔ اس سے ہم نہ صرف اپنی موجودہ حالت کو دور کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ بلکہ ہم اپنی سرگرمیوں کے دائرہ کو بھی وسیع کر سکیں گے۔

جن امور پر ہم اس اجلاس میں غور کریں گے ان میں سب سے اہم "روئی کی منصوبہ بند پیداوار" ہے۔ اس امر پر ایک نوٹ میں آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ روئی کی آئندہ فصل کے شروع میں روئی کے ذخیرے کی حالت بہت خراب ہو جائے گی۔ اگر ہم کپڑے کی پیداوار کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں اس صورت حال کو بہتر بنانے

کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ فی الحال میرے مشورے پر سیکرٹری نے ملک کے ان چند اہم خطوں کا جہاں پر روئی پیدا ہوتی ہے دورہ شروع کر دیا ہے۔ اس دورہ کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ کن علاقوں میں امریکی روئی کی کاشت کی جا سکتی ہے۔ اور جہاں پر اب امریکی روئی کی کاشت ہو رہی ہے۔ وہاں کی پیداوار کو بڑھایا جائے۔ سیکرٹری کی رپورٹ سے جو آپ کے پیش نظر ہے۔ معلوم ہوگا۔ کہ اس نے بہت اچھا کام سرانجام دیا ہے۔ اور مجھے یہ بتلانے میں بھی مسرت ہے کہ اس کی تجاویز اور مشوروں پر صوبوں اور ریاستوں کی حکومتوں نے پوری طرح عمل کیا ہے۔ میں نے اس سے کہہ دیا ہے۔ کہ جب کبھی تجاویز پر عملدرآمد کرانے کے لئے میری مداخلت ضروری ہو تو مجھے اطلاع دی جائے۔ کیونکہ ایسی صورت میں میں متعلقہ حکام کو ذاتی طور پر لکھوں گا۔ بدقسمتی سے روئی کی کاشت کی توسیع اجناس خوراک کی فصلوں میں اضافہ جیسی اشد ضروری چیز کے ساتھ مربوط ہو گئی ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مرکزی حکومت اس صورت حال سے باخبر ہے۔ اور حتی الامکان ان امور کو عملی طور پر سرانجام دینے کی کوشش کرے گی۔ ہمارا فوری مقصد اپنی ضروریات کے مطابق خود ہندستان میں لمبے اور متوسط ریشہ کی روئی پیدا کرنا ہے جس کے لئے ہم پاکستان کے دست نگر ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی زرعی تحقیقات کی ذیلی کمیٹی نے آپ کے پیش نظر رپورٹ میں کچھ سفارشات کی ہیں۔

روئی کی پالیسی۔ حکومت ہند کی روئی کے متعلق پالیسی ایجنڈے میں دوبارہ شامل کر دی گئی ہے۔ اور اس سلسلہ میں مسٹر چونی لال مہتہ ایک قرارداد پیش کریں گے۔ ہمارے نائب صدر سری آر جی سارایا نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ہندوستان میں پیدا ہونے والی اعلیٰ قسم کی روئی سے جو کپڑا تیار کیا جاتا ہے۔ اسے بھی وہی درجہ دے دیا جائے۔ جو اسی قسم کی درآمدی روئی سے تیار ہونے والے کپڑے کو دیا جاتا ہے۔ اگر یہ تجویز منظور ہو گئی۔ تو اس سے اعلیٰ قسم کی روئی کاشت کرنے میں مدد ملے گی۔ نیز کاشتکار کو بھی مناسب دام مل سکیں گے۔

ایک خاص دلچسپی کی بات روئی کی قیمتوں کا کنٹرول ہے۔ جس کا ذکر لوکل سب کمیٹی کی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ اس سب کمیٹی نے صوبہ متوسط و برار کی ایک تجویز پر غور و خوض کیا ہے۔ تجویز یہ تھی۔ کہ مخصوص رقبہ میں روئی کی کاشت کرنے والوں کو کپاس کی مساوی ادائیگی کی جائے۔ اور اگر منڈی کے نرخ زیادہ ہونے کی وجہ سے کاشت کاروں کو نقصان ہو تو ان سے خالص بیج زیادہ قیمت پر خرید کر اس کمی کو پورا کیا جائے۔ ذیلی کمیٹی نے اس خیال سے کہ خالص بیج کے ذخیرہ کا صرف یہی طریقہ ہو سکتا ہے تجویز سے اتفاق کیا۔ حکومت ہند سے اس مقصد کے لئے ساٹھ ہزار روپیہ کی منظوری کے واسطے درخواست کی گئی۔ مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت محسوس ہوتی ہے۔ کہ حکومت ہند نے کاٹن فنڈ سے جدید قسم کے خالص بیج خریدنے کے لئے ساٹھ ہزار روپیہ کی منظوری دی ہے۔ اور چالیس ہزار روپیہ کی ایک دوسری رقم بھی منظور کی ہے۔ جس سے "پلوری" اور "کمبودیا" قسم کے بیج خریدے جائیں گے۔

بیرونی ممالک کو ایک مہم بھیجنے کی اسکیم کو بھی کافی ترقی دی گئی ہے جو بہتر قسم کی روئی پیدا کرنے کے لئے بیرونی ممالک سے مناسب مواد اکٹھا کرے گی۔ اور اس سلسلہ میں زرعی تحقیقات کی ذیلی کمیٹی نے دو بارہ سفارشات پیش کی ہیں۔

یہ معلوم کر کے آپ کو خوشی ہوگی۔ کہ ہم نے روئی بیلنے والے کارخانوں کو آہنی حلقے فراہم کرنے کا خاطر خواہ انتظام کر لیا ہے۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہ روئی کی گذشتہ فصل میں گانٹھیں باندھنے کے لئے ان آہنی حلقوں کی بے حد کمی تھی۔ ہم نے اسے اپنے ہی ملک میں ضروریات کے مطابق تیار کرنے کی بے انتہا کوشش کی ہے جس کے نتیجہ کے طور پر اس فصل میں پانچ ہزار چھ سو ٹن آہنی حلقے دستیاب ہو سکیں گے۔ اس مقدار اور درآمد کی مقدار نے مل کر صورت حال کو بہت بہتر بنا دیا ہے۔

اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ روئی کی تحقیق کا کام کرنے والوں کی ایک کانفرنس اس ماہ میں منعقد ہوگی مجھے امید ہے کہ آپ میں سے بہت سے حضرات اس میں شرکت کریں گے کیونکہ روئی کے سلسلہ میں جو کام کیا جا رہا ہے۔ اس کا کچھ اندازہ ہو سکیگا۔ آپ کی موجودگی میں روئی کا تحقیقاتی کام کرنے والوں کی ہمت افزائی ہوگی۔ اور زیادہ سرگرمی سے کام کریں گے۔

کھانڈ کی قیمتیں کم کی جانی چاہئیں

شوگر کمیٹی کے سالانہ اجلاس میں صدر کی تقریر

صوبائی حکومتوں نے پانچسالہ ترقی کی جو اسکیمیں شروع کر رکھی ہیں۔ اُن پر عمل کرنے سے گنے اور کھانڈ کی پیداوار میں کافی اضافہ ہوگا۔ اور ۱۶ لاکھ ٹن سالانہ پیداوار کا منصوبہ دو ڈھائی برس میں مکمل ہو جائے گا۔ گزشتہ ۱۹۳۲-۳۳ء میں ہند میں کھانڈ تیار کرنے والے ۳۱ کارخانے تھے۔ لیکن ۱۹۳۵-۳۶ء میں ان کی تعداد ۱۴۵ ہو گئی تھی۔ اسی طرح کھانڈ کی پیداوار بھی اس عرصہ میں ایک لاکھ اٹھاون ہزار ٹن سے بڑھ کر نو لاکھ چالیس ہزار ٹن ہو گئی۔ ہمارے ملک میں کھانڈ کی موجودہ قیمتیں دوسرے ملکوں کی قیمتوں سے دُگنی ہیں۔ اس وقت ہمیں کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کارخانہ داروں، تاجروں، سائنسدانوں اور ماہرین کی امداد اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔

سردار داتار سنگھ نائب صدر ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل نے ۱۲ فروری کو دہلی چھاؤنی میں مرکزی ہندوستانی گنا کمیٹی کے سالانہ اجلاس کی صدارت کے فرائض سر انجام دئے۔ آپ نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا

ہم سب یہ خوب جانتے ہیں۔ کہ کھانڈ کی موجودہ قیمتیں دنیا بھر کے دیگر ممالک کی قیمتوں سے دُگنی ہیں۔ اور جب تک ہند کھانڈ کی قیمتوں کو گھٹا کر انہیں دنیا کے دیگر ممالک کی قیمتوں کے برابر نہ کر دے۔ یہ غیر ملکی مقابلہ کی تاب نہ لا سکے گا۔

صوبائی حکومتوں نے پانچسالہ ترقی کی جو سکیمیں شروع کر رکھی ہیں۔ اگر ان پر عمل کیا گیا تو اس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ گنے اور کھانڈ کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ اور ۱۶ لاکھ ٹن سالانہ پیداوار کا جو منصوبہ بنایا گیا ہے۔ وہ دو ڈھائی برس میں ہی مکمل ہو جائے گا۔

سابقہ شوگر کمیٹی اور موجودہ مرکزی گنا کمیٹی نے جو تحقیقات کی ہے۔ وہ ثمر آور ثابت ہوئی ہے۔ اور اس سے ہند میں گنے اور کھانڈ کی صنعت کو ترقی دینے اور موجودہ معیار تک پہنچانے میں کافی مدد ملی ہے۔ کوئمبٹور کے بہتر قسم کے گنے کو بڑی سرعت سے ہند کے گنا پیدا کرنے والے علاقہ کے ۸۵ فیصدی حصّہ میں بو لیا گیا ہے۔ ہند سے باہر بھی اس کو آسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ اور دیگر ممالک میں مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ جس سے اس تحقیقات کی اہمیت اور فائدہ مندی ثابت ہو جاتی ہے۔

گنے اور کھانڈ کی پیداوار میں اضافہ۔ اس تحقیقات کے نتائج کو گنے کی کاشت میں استعمال کرنے سے جو مفید نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ ان کا اندازہ ۱۹۳۱-۳۲ء اور ۱۹۳۵-۳۶ء کے اعداد و شمار کا مقابلہ کرنے سے ہو سکتا ہے۔ ۱۹۳۲-۳۳ء میں گنے کا رقبہ زیر کاشت ۲۹ لاکھ ۷۲ ہزار ایکڑ تھا جس میں سے بہتر اقسام کے گنے کی کاشت کا رقبہ گیارہ لاکھ ۸۶ ہزار ایکڑ تھا۔ اور فی ایکڑ اوسط پیداوار چودہ اعشاریہ دس ٹن تھی۔ ۱۹۳۵-۳۶ء میں یہی اعداد و شمار بالترتیب ۳۶ لاکھ ۴ ہزار ایکڑ۔ ۳۵ لاکھ ۴ ہزار ایکڑ اور چودہ ٹن ہو گئے۔ ۱۹۳۱-۳۲ء میں ۳۱ کھانڈ تیار کرنے والے کارخانے تھے لیکن ۱۹۳۵-۳۶ء میں ان کی تعداد ۱۴۵ ہو گئی تھی۔ اسی طرح کھانڈ کی پیداوار بھی اس عرصہ میں ایک لاکھ اٹھاون ہزار ٹن سے بڑھ کر نو لاکھ چالیس ہزار ٹن ہو گئی۔ اگر کاشت اور کھانڈ کی تیاری وغیرہ میں کافی بڑا اضافہ ہوا تو بھی گنے کی فی ایکڑ اوسط جوں کی توں ہی رہی ہے۔ اس لئے گنے کی کاشتکاری کی تحقیقات کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ فی ایکڑ اوسط پیداوار کو بڑھایا جا سکے۔

اگر ہم نے ملک کو کھانڈ کے بارے میں خود مکتفی بنانا ہے۔ تو ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ حیرانی کی بات ہے۔ کہ ہند اگرچہ گنے

کا گھر کہلاتا ہے پھر بھی اپنی کھانڈ کی مانگ پوری کرنے کے لئے دوسروں کا محتاج بننا پڑتا ہے اور ہماری کھانڈ کی صنعت کو غیر ملکی مقابلہ سے بچانے کے لئے حفاظتی محصول کی پناہ لینی پڑتی ہے ہمارے ملک میں کھانڈ کی جو قیمتیں اس وقت ہیں وہ دنیا کے دوسرے ملکوں کی قیمتوں سے دگنی ہیں۔ اگر ہند میں کھانڈ کی قیمتیں نہ گھٹائی گئیں۔ تو ان کو دوسرے ملکوں کی قیمتوں کی سطح پر نہ لایا گیا تو ہند غیر ملکی مقابلہ کی تاب ہرگز نہ لا سکے گا صوبائی حکومتوں نے پیداوار بڑھانے کی جو پانچسالہ سکیم شروع کر رکھی ہے۔ اگر اس پر عمل کیا گیا۔ تو اس عرصہ کے ختم ہونے سے بہت پہلے ۱۶ لاکھ ٹن کھانڈ پیدا کرنے کا منصوبہ پورا ہو جائے گا۔ فی ایکڑ اوسط پیداوار بڑھانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم آئندہ دس برس کے اندر اندر گنے کی زیر کاشت پچاس فیصدی زمینوں کو خوراک اور دوسری ضروری اجناس کی کاشت کے لئے خالی کر سکیں گے

اس وقت ہمیں کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کاشتکاروں، کارخانہ داروں، تاجروں کی متحدہ کوششوں اور کھانڈ استعمال کرنے والوں کے تعاون کی اور اس کے ساتھ ہی سائنسدانوں اور ماہرین کی امداد اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ کھانڈ کی صنعت سے تعلق رکھنے والے تمام لوگ اپنے ذاتی فوائد سے قومی مفاد کو زیادہ اہم خیال کریں گے۔ اور اس بارے میں اپنی امداد دینے سے ہرگز پس و پیش نہ کریں گے۔

کچھ کے قحط زدہ علاقوں کو سات لاکھ من چارہ

کچھ کے علاقوں میں چارہ کے قحط کو دور کرنے کے لئے ہند سرکار کی کوششوں کی پیروی میں وزارت زراعت نے سی پی اور بھوپال سے سات لاکھ من خشک گھاس خریدنے کا انتظام کیا ہے۔ ۱۵ فروری تک مال گاڑی کے ساٹھ ڈبے روانہ کر دیئے جائینگے۔ سندھیا سٹیم نیویگیشن کمپنی نے حکومت کو ایک سٹیمر بلا کسی معاوضہ کے پیش کیا ہے جو بمبئی سے کچھ کی بندرگاہوں کو خشک گھاس لے جائیگا۔ وزارت زراعت نے شکریہ کے ساتھ یہ پیشکش قبول کر لی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ کچھ کے قحط زدہ علاقوں کو آئندہ پانچ ماہ کے لئے کل ۲۰ لاکھ من چارے کی ضرورت پڑے گی۔ اب جو سات لاکھ من گھاس بھیجی جا رہی ہے اس سے چارہ کی قلت کافی حد تک دور ہو جائے گی۔ باقی مقدار کو جلد از جلد حاصل کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے کچھ کے قحط زدہ علاقوں میں کل پانچ لاکھ راس مویشی تھے۔ ان میں سے ۵۰ فی صدی جو پیشہ ور مویشی پالنے والوں کی ملکیت تھے۔ وہ ان علاقوں سے دوسرے علاقوں میں بھیجے جا چکے ہیں۔ باقی ۵۰ فی صدی غریب لوگوں کی ملکیت ہیں جن کو سستے نرخوں پر چارہ مہیا کرتا ہے۔

صوبہ سی پی اور بھوپال سے سرکاری طور پر چارہ خریدا جا رہا ہے۔ اس کو کچھ میں پہنچانے کے بعد ان ۲۳ پنچایتوں کے ذریعہ لوگوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ جو اس وقت وہاں کام کر رہے ہیں۔ ہند سرکار کے کئی افسر سردار داتار سنگھ ایڈیشنل سکرٹیری وزارت زراعت کی عام نگرانی کے ماتحت وہاں چارہ بہم پہنچانے کا کام کر رہے ہیں۔

ان علاقوں میں خاص ویٹرنری افسر مقرر کئے گئے ہیں تاکہ چارہ کی قلت کی وجہ سے مویشیوں کے کمزور پڑ جانے سے وبائی امراض پھیلنے کا سدباب کیا جائے۔ کیونکہ مویشیوں کو اس وقت مختلف بیماریاں چمٹ جانے کا احتمال ہے۔ بیماریوں سے بچاؤ اور ٹیکے کرنے کا کام شروع ہو چکا ہے۔

غیر ممالک سے اناج کی درآمد ۔ ۲۰ فروری کو ختم ہونے والے ہفتہ کے دوران میں حسب ذیل اناج غیر ممالک سے ہند میں درآمد کیا گیا۔ گندم تیس ہزار چار سو ٹن، چاول انیس ہزار تین سو ٹن، باقی جو، جوار اور باجرہ۔ اور میلو اٹھارہ ہزار سات سو ٹن۔ یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے اس ہفتہ تک بیرونی ممالک سے حسب ذیل اناج درآمد کیا گیا۔ گندم ایک لاکھ نوے ہزار نو سو ٹن، آٹا پندرہ ہزار ایک سو ٹن، چاول ترپن ہزار پانچ سو ٹن، جوار، باجرہ، جو اور میلو کل ملا کر بیانوے ہزار ایک سو ٹن۔

زرعی ترقی کے بغیر صنعتی ترقی ممکن نہیں

یہ اہم مسئلہ سب محکموں کے باہمی تعاون سے ہی حل ہو سکتا ہے

مسئلہ خوراک کو جلد از جلد اور مناسب طور پر حل کرنے اور زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے ایک سے زیادہ محکمہ جات کے باہمی تعاون اور رابطہ کی ضرورت ہے۔ ۱۹۴۹ء میں ہند کے مختلف صوبوں میں اناج حسب ذیل مقدار میں حاصل کیا گیا۔ مدراس سے کل پیداوار کا بیس اعشاریہ آٹھ فیصدی۔ بنگال سے ۱۴ فیصدی آسام سے ۱۵ فیصدی سی پی سے ۸ فیصدی۔ بمبئی سے چھ اعشاریہ پانچ فیصدی۔ اڑیسہ سے چھ اعشاریہ چار فیصدی۔ ہند کے اقتصادی مفاد اور اس کے ساتھ ہی ملک کی صنعتی ترقی کے مفاد کا یہ تقاضا ہے۔ کہ ہم اپنے زیادہ تر ذرائع ملک کی زرعی ترقی پر لگا دیں۔ ہم زرعی ترقی کے بغیر صنعتی ترقی نہیں کر سکتے۔ یکم جنوری ۱۹۵۰ء سے اس ہفتہ تک بیرونی ممالک سے ایک لاکھ نوے ہزار نو سو ٹن گندم اور پندرہ ہزار ایک سو ٹن آٹا برآمد کیا گیا۔

مسئلہ خوراک پر ہند پارلیمنٹ میں دو روز تک بحث ہوتی رہی جس کے جواب میں شری جیرام داس دولت رام وزیر خوراک نے کہا کہ ایوان میں دو غیر سرکاری ریزولیوشنوں کے سلسلہ میں جو بحث ہو رہی ہے اس سے ایک بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ مسئلہ خوراک کو جلد از جلد اور مناسب طور پر حل کرنے اور زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے ایک سے زیادہ محکمہ جات کے باہمی تعاون اور رابطہ کی ضرورت ہے آپ نے یہ اعلان کیا کہ حکومت اس مسئلہ پر نظر ثانی کر کے اس کو نہایت تیزی سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے فوری منظم اور موثر اقدام کرے گی۔ مذکورہ ریزولیوشن ڈاکٹر منموہن داس اور شری آر کے سدھوا نے پیش کئے تھے۔ پہلا ریزولیوشن شری داس نے "زیادہ خوراک پیدا کرو" مہم کی ناکامی کی وجوہات دریافت کرنے اور تحقیقات کرنے کے لئے پیش کیا تھا اور دوسرا ریزولیوشن شری سدھوا نے پیش کیا تھا جس میں گوشت وغیرہ مہیا کرنے والے ہوٹلوں میں چاول کی بندش کرنے کی تجویز کی گئی تھی۔ وزیر خوراک کی تقریر سننے کے بعد دونوں اصحاب نے ایوان کی رضامندی سے اپنے ریزولیوشن واپس لے لئے۔

صوبہ وار تحصیل اناج۔ سال ۱۹۴۸ء میں ہند کے مختلف صوبوں سے اناج کی تحصیل جدا جدا تھی۔ مدراس سے کل پیداوار کا بیس اعشاریہ آٹھ فیصدی۔ بنگال سے ۱۴ فیصدی آسام سے ۱۵ فیصدی سی پی سے ۸ فیصدی۔ بمبئی سے چھ اعشاریہ پانچ فیصدی۔ اڑیسہ سے چھ اعشاریہ چار فیصدی۔ یو پی سے چار اعشاریہ آٹھ فیصدی اور بہار سے دو اعشاریہ چھ فیصدی۔ اس سے ظاہر ہے کہ بعض صوبوں نے اپنی کل پیداوار کا بہت تھوڑا حصہ اکٹھا کیا ہے۔ اگر راشن بندی اور کنٹرول کو کامیاب بنانا اور درآمد کو گھٹانا مقصود ہو۔ تو بعض علاقوں میں فصلوں کی پیداوار کا بہت زیادہ حصہ حاصل کیا جانا چاہئے۔ آخر میں آپ نے کہا۔ کہ ہند کا اقتصادی مفاد اور اس کے ساتھ ہی ملک کی صنعتی ترقی کے مفاد کا یہ تقاضا ہے۔ کہ ہم اپنے زیادہ تر ذرائع ملک کی زرعی ترقی پر لگا دیں۔ جب تک ہم پہلے زراعت کے لحاظ سے ترقی نہ کر لیں ہم صنعتی ترقی نہیں کر سکتے۔

اناج کی پیداوار میں اضافہ۔ ۲ فروری کو ایک سوال کے جواب میں وزیر خوراک نے ہند پارلیمنٹ میں بتایا۔ کہ پچھلے برس ہند میں چاول، گندم، جوار، مکی، راگی، چنے اور جو کی پیداوار میں چھ لاکھ ٹن کا اضافہ ہوا ہے۔ جہاں ۴۷-۱۹۴۶ء میں کل پیداوار چار کروڑ بیس لاکھ اڑسٹھ ہزار ٹن تھی۔ وہاں ۱۹۴۹ء میں یہ پیداوار چار کروڑ چھبیس لاکھ ترسٹھ ہزار ٹن ہوئی۔ سال ۱۹۴۹ء میں کل چار لاکھ سینتالیس ہزار آٹھ سو تینتیس ایکڑ بیکار پڑی ہوئی زمین

کو زیرِ کاشت لایا گیا۔ اس میں سے ۸۰ فیصدی زمینوں میں ٹریکٹروں کے ذریعہ کاشت کی گئی۔ باقی ۲۰ فیصدی زمینوں میں کسانوں نے مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی امداد سے فصلیں بوئیں۔

صوبوں سے موصول شدہ اطلاعات۔ بمبئی

سلسلے صوبے میں یکم فروری سے اناج کی مکمل سرکاری اجارہ داری نافذ کر دی گئی ہے۔ اب اناج جائز قیمتوں پر حکومت خود فروخت کرتی ہے۔ گجرات اور کاٹھیاواڑ کے قحط زدہ علاقوں کو ریلیف پہنچانے کے لئے حکومت بمبئی نے ایک سپیشل ریل گاڑی چاول سے لدی ہوئی اور دوسری اناج سے بھری ہوئی بھیج دی ہیں۔ اس کے علاوہ بمبئی سے روزانہ بلساڑ اور احمدآباد کو کپڑے، زرعی مشینیں، پمپ اور دیگر اشیاء روانہ کی جا رہی ہیں۔

مدراس۔ صوبے کے وزیر خوراک شری راجن نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ اگرچہ ہند سرکار نے ہمارے صوبے کو اس مشکل وقت کا مقابلہ کرنے کے لئے اس قدر اناج دینا منظور نہیں کیا جتنا کہ ہم طلب کرتے رہے ہیں تاہم وہ ہمارا مقررہ کوٹا جلد ہی بھیج رہے ہیں۔

مغربی بنگال۔ صوبے کے سول سپلائز منسٹر شری پرفلا گھوش نے ایک سب کمیٹی مقرر کی ہے جو زیادہ سے زیادہ ممکن فالتو اناج حاصل کرنے کے لئے حکومت کی امداد کرے گی۔

زیادہ خوراک پیدا کرنے کی مختلف سکیمیں

مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے خوراک کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے مختلف قسم کی مندرجہ ذیل سکیمیں جاری کی ہیں۔ نئے کنوئیں تعمیر کرانا اور پرانے کنوؤں کی مرمت کروانا۔ نلدار کنوؤں کے ذریعہ آبپاشی۔ آبپاشی کے لئے پانی کے پمپ لگوانا۔ تالاب اور نہریں کھدوانا۔ پانی کے بہاؤ کو روک کر بند لگوانا اور جنگل وغیرہ کو صاف کر کے زمینوں کو کھیتی باڑی کے لئے استعمال کرنا۔ مختلف قسم کی کھاد حاصل کر کے تقسیم کرنا۔ اناج کے بہتر قسم کے بیج حاصل کرنا۔ کھیتوں کو کیڑوں مکوڑوں اور بیماریوں سے بچانا اور مناسب مقامات پر بہتر بیج، لوہا، فولاد اور کھیتی باڑی کے اوزار مہیا کرنا۔ ہند سرکار نے ۱۹۴۷ء میں صوبائی حکومتوں کو دو کروڑ روپیہ بطور امداد اور ایک کروڑ ۳۶ لاکھ روپیہ کے قرضے دیئے تھے۔ سال ۱۹۴۸ء میں ہند سرکار نے تین کروڑ ۲۷ لاکھ روپیہ بطور امداد اور ۸ کروڑ روپیہ کے قرضے دینا منظور کیا ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی حکومت کی ٹریکٹر آرگنائزیشن صوبوں اور ریاستوں کو خالی پڑی ہوئی زمینوں میں کھیتی باڑی کرنے کے لئے امداد دے رہی ہے۔ پچھلے برس اندازاً تینتیس ہزار ایکڑ بیکار زمینوں میں کاشتکاری کی گئی۔ سال رواں میں ایک لاکھ ایکڑ زمین کو آباد کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ سال ۱۹۴۷ء میں یو پی، بہار، مغربی بنگال، کورگ، بمبئی، اڑیسہ، سی پی اور برار، مدراس اور آسام کے صوبوں میں پانچ لاکھ چھیاسی ہزار ایکڑ رقبہ کی مزید زمینوں میں دھان بوئے گئے تھے۔ ہند سرکار نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ ہر سال ہند یونین میں ۲۷ لاکھ ٹن کھاد پیدا کی جائے جس میں سے ایک لاکھ ٹن دوسرے ملکوں سے درآمد کی جائے گی۔ اس مقصد کے لئے ہند سرکار ملک میں ۱۵ نئے کارخانے کھول رہی ہے۔ ان میں سے ایک کارخانے میں روزانہ آٹھ سے دس من تک گنا پیلا جائے گا۔

روس سے گندم اور کھاد کی درآمد کا معاہدہ۔ روس اور ہند میں جو نیا معاہدہ ہوا ہے۔ اس کے ماتحت ہند پانچ ہزار ٹن پٹ سن، پانچ ہزار ٹن چائے اور ایک ہزار ٹن روغن ارنڈی روس کو دے گا اور اس کے بدلے میں ۱۸ ہزار ٹن گندم روس سے حاصل کرے گا۔ اس کے علاوہ ہند نے سوویٹ روس سے چالیس ہزار ٹن امونیا سلفیٹ حاصل کرنے کا بھی انتظام کیا ہے۔ اس مقدار کو مختلف صوبوں میں یوں تقسیم کیا جائے گا۔ بہار ۴۲۵۰ ٹن۔ بمبئی ۵۰۰۰ ٹن۔ سی پی برار ۴۰۰۰ ٹن۔ یو پی ۱۵۰۰ ٹن۔ مدراس ۸۷۰۰ ٹن۔ مغربی بنگال ۳۲۰۰ ٹن۔ باقی ۲۵۰۰ ٹن مرکزی حکومت اپنے پاس رکھے گی۔

ہند میں قیمتوں کا چڑھاؤ اور انجمن متحدہ اقوام۔ متحدہ اقوام کے محکمہ اقتصادی معاملات کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ سال ۱۹۴۷ء میں ہند میں قیمتیں بڑی تیزی سے بڑھتی رہیں۔ اس سے مجبور ہو کر ہند سرکار کو پھر سے کنٹرول نافذ کرنے پڑے۔ سال کے دوران میں خوراک کی قیمتوں کے اشاریہ میں ۸ فیصدی کا اضافہ ہوا لیکن نومبر ۱۹۴۷ء تک یہ اشاریہ ۲۰ فیصدی بڑھ چکا ہے۔

دنیا کے ہر ایک خطے سے یہ اطلاعات ملی ہیں کہ خود کی فصلیں ہر ایک جگہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کی ہوئی ہیں۔

تعمیری کام میں ہندوستانی فوجوں کا حصہ

کشمیر میں مقامی لوگوں کی آبادکاری

ہندوستانی فوجوں نے حملہ آوروں کو پیچھے دھکیل کر بہت سے علاقے حاصل کر لئے ہیں اس لئے ہزاروں لوگوں کی (جن میں زیادہ تر مسلمان ہیں) آبادکاری اور بحالی کا بار بھی انہیں کے کندھوں پر آپڑا ہے۔

ہندوستانی فوجوں نے پونچھ کے دس ماہ کے محاصرے کے دوران میں بارہ ہزار پناہ گزینوں کے لئے خوراک اور کپڑوں کا انتظام کیا جو ان کے پاس پناہ گیر تھے۔ اور جب رسد کی حالت نازک ہوگئی تو سپاہیوں نے پناہ گزینوں کو خود اپنے راشن میں شریک کر لیا [illegible] تک بھی چھوڑ دیا تھا۔ تاکہ حاملہ عورتیں اور بچوں والی مائیں اور ننھے بچے اس کمیاب چیز سے فائدہ اٹھا سکیں۔

آخری دو ماہ کے عرصہ میں فوج نے تقریباً پچاس ہزار آدمیوں کو راجوری اور مینڈھر کے علاقوں میں آباد کر دیا ہے۔ حالات کے حسب معمول ہو جانے پر کئی ہزار باشندے دارہل مینڈھر اور سوہران کی وادیوں میں واپس آ گئے ہیں۔ ہندوستانی فوج نے ان کی حفاظت کی اور انہیں اپنے گھروں میں آباد ہونے میں مدد دی۔

پونچھ کے نواحی علاقے اور ضلع ریاسی سے بھاگے ہوئے دس ہزار ہندو اور مسلمان اس علاقے کے آزاد ہو جانے پر اپنے گاؤں میں واپس آگئے ہیں۔ ہندوستانی فوجوں نے ان کی ضروریات کو پورا کیا۔ ان کو اپنے اپنے گاؤں میں آباد ہونے میں امداد دی نیز انھیں طبی امداد بھی مہیا کی۔

اس معرکہ کے ابتدائی دور میں جبکہ حملہ آور ریاست کے مغرب اور جنوب میں گھس آئے تھے اور لوٹ، آتشزدگی قتل و غارت گری کا دور دورہ تھا۔ اس وقت ہندوستانی فوجوں نے اس علاقے سے بھاگے ہوئے پناہ گزینوں کی مدد کی اور ان کے لئے رہائش اور خوراک وغیرہ کا انتظام کیا۔ ہندوستانی فوجوں نے انھیں پناہ گزینوں کے عارضی کیمپوں میں ٹھہرایا اور فوجی نقل و حمل کے ذریعہ جموں اور کشمیر کے پناہ گزینوں کے مرکزی کیمپوں میں پہنچایا۔

کشمیر میں ہندوستانی فوجیوں کی ہر دلعزیزی

ڈوگرہ رجمنٹ کے وداع پر مسلم دیہاتیوں کے جذبات

۳ فروری کو ہندوستانی فوج کی دوسری ڈوگرہ رجمنٹ اڑی کے قریب ایک گاؤں کمال کوٹ میں مقیم تھی۔ وہاں کے مسلم باشندوں کے ساتھ ان کے بڑے دوستانہ تعلقات تھے۔ جب پچھلے ہفتے اس رجمنٹ کی وہاں سے روانگی کا وقت آیا تو دیہاتیوں نے ان کو الوداع کہتے ہوئے بہت دکھ محسوس کیا۔ دو سو قلیوں نے اس رجمنٹ کے افسروں اور جوانوں کا سامان اٹھایا۔ اور تین میل تک لوگ انہیں الوداع کہنے کے لئے ان کے ساتھ ساتھ آئے۔ سب قلیوں نے سپاہیوں سے کوئی معاوضہ لینے سے انکار کر دیا۔ جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہونے لگے تو کئی دیہاتیوں کی آنکھیں پرنم تھیں۔

جس روز لڑائی بند کرنے کی خبر اس گاؤں میں پہنچی تو کمال کوٹ کا نمبردار شربت حسین اور اس گاؤں کا واحد ہندو باشندہ لکشمی چند رجمنٹ کے کمانڈر کرنل ایس این ٹھاکر کے پاس آئے۔ ان کو پھولوں کے ہار پہنائے اور دوسرے روز دربار لگانے کی درخواست کی۔ دوسرے روز دربار لگایا گیا اور کمانڈنگ افسر نے بچوں کو مٹھائی بانٹی۔

شربت حسین نے ایک فوجی مبصر سے اڑی میں ایک ملاقات کے موقعہ پر بتایا کہ لکشمی چند ہمارے گاؤں میں واحد ہندو باشندہ ہے۔ جب قبائلی حملہ آور ہمارے گاؤں میں وارد ہوئے تو ہم نے اس کے بال بچوں کو سرینگر بھیج دیا اور اس کو اپنے درمیان چھپا لیا۔ جب قبائلی بھاگ گئے تو اس کی بیوی اور بچوں کو واپس اپنے گاؤں میں لے آئے۔

پچھلے سال ماہ جولائی میں ڈوگرہ رجمنٹ کی آمد کی خبر سن کر ہم خوفزدہ ہو گئے تھے۔ کیونکہ ہم پاکستان کے پراپیگنڈے سے گمراہ ہو چکے تھے اور ہم یہ سمجھتے تھے کہ ڈوگرے ہماری عورتوں کے ناک کان کاٹ ڈالیں گے اور ہمیں مار دیں گے لیکن ایک ہفتہ کے اندر ہی ہم نے دیکھا کہ ڈوگرے ہمیں اپنا راشن اور کپڑے دے رہے تھے۔ ہمیں کمانڈنگ افسر نے یقین دلایا کہ ان کے فوجی ہماری ہر ممکن مدد کریں گے۔

دنیا بھر کے ہندوستانیوں کی طرف سے شرنارتھیوں کیلئے عطیات

بیس سے زیادہ ممالک سے شرنارتھیوں کے لئے چندہ

برطانوی مشرقی افریقہ کی ایک گمنام بستی کیبی گوری کے ایک شکستہ دل اسٹیشن ماسٹر نے وزارت بحالیات و امداد کو ایک خط بھیجا ہے جس میں انھوں نے شرنارتھیوں کے مسئلہ کو حل کرنے کی تجاویز پیش کی ہیں اور اس کے ہمراہ ۲۶ روپے آٹھ آنے کی رقم ارسال کی ہے۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اطراف و اکناف عالم میں رہنے والے ہندوستانیوں کے دل میں شرنارتھیوں کے لئے کس قدر ہمدردی پائی جاتی ہے۔

جب سے وزارت بحالیات و امداد قائم ہوئی ہے ایسے ان گنت خطوط وصول ہوئے ہیں اور سات لاکھ روپے سے اوپر کی رقم وصول ہوئی ہے۔ اس میں زیادہ حصہ ان ہندوستانیوں کا ہے جو سمندر پار ملکوں میں رہتے ہیں۔

مختلف رقوم وصول ہوئی ہیں مثلاً فرانس سے ایک شخص نے ساڑھے دس آنے بھیجے اور عدن کی ایک کمپنی نے ڈیڑھ لاکھ روپے کی ایک گرانقدر رقم پیش کی ہے

شہزادی الزبتھ کا تحفہ۔ زندگی کے ہر شعبہ میں کام کرنے والے لوگوں نے ان چندوں میں حصہ لیا ہے۔ غیر ممالک میں طالب علموں نے تاجروں نے مزدور سبھاؤں نے کسانوں نے اور جاپان کے ایک ہندوستانی ہسپتال میں کام کرنے والے عملہ نے ان چندوں میں شرکت کی۔ ہر رائل ہائی نیس شہزادی الزبتھ نے تقریباً تیرہ سو روپے ادا کئے اور ایک امریکن اخبار نویس نے جو ہندوستان میں بہت مشہور ہیں اس نیک کام میں امداد کے لئے رقم دی ہے۔

پانچوں براعظموں میں رہنے والے ہندوستانیوں نے چندے دے کر ہمدردی کا اظہار کیا ہے آسٹریلیا بٹاویہ برما برطانوی مشرقی افریقہ برطانیہ کینیڈا فرانس جاپان جدہ لیبیا کویت (خلیج فارس) ہندچینی، ملایا، نیپال نیوزی لینڈ، ایران، ٹانگانیکا، جنوبی افریقہ، یوگنڈا اور امریکہ سے روپے وصول ہوئے ہیں۔ عدن اور انڈیمان سے بھی ہندوستانیوں نے روپیہ بھیجا ہے۔

شرنارتھیوں کی بحالی میں ترقی

شرنارتھی لڑکیوں کے لئے ٹریننگ سینٹر

دسمبر ۱۹۴۸ء کے دوران میں روزگار کی تبادلہ گاہوں نے ۱۹۰۳۲ بے خانماں لوگوں کا اندراج کیا۔ جن میں ۷۶۸ عورتیں تھیں اور اسپیشل ایمپلائمنٹ بیورو نے اب تک ۳۸۱۱۰۳ شرنارتھیوں کا اندراج کیا ہے۔ یہ اسپیشل ایمپلائمنٹ بیورو انڈین ڈومینین میں اعلےٰ تعلیم یافتہ شرنارتھیوں کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اس مہینے میں ۵۱۰۴ بے خانمان افراد کو روزگار سے لگایا گیا۔ اس میں عورتوں کی تعداد ۱۹۴ اور ان کے لواحقین کی تعداد ۸۴۴۴ تھی۔ اس طرح سے اب تک درج شدہ بے خانماں افراد کا کل میزان ۳۸۱۰۰۳ ہوتا ہے۔ اور روزگار سے لگنے والوں کی تعداد ۸۳۰۴۰ ہوتی ہے۔ جن کے لواحقین کی تعداد ۱۵۲۵۰۱ ہے۔ جو لوگ گزشتہ دسمبر میں درج رجسٹر کئے گئے۔ اور روزگار سے لگائے گئے مشرقی پنجاب میں ان کی تعداد علی الترتیب ۳۶ فیصدی اور ۱۶ فیصدی تھی۔

اسپیشل ایمپلائمنٹ بیورو نے جو ۱۲۳ اعلیٰ تعلیم یافتہ شرنارتھیوں کا اندراج کیا۔ ان کو شامل کرنے سے ماہ دسمبر کی رجسٹریشن کا کل میزان ۲۳۵۹ ہو جاتا ہے۔ اس مہینے میں ۱۷۷ افراد کے روزگار کا انتظام کیا گیا اور اب تک قلم بند تعداد میں یہ تعداد سب سے زیادہ ہے چنانچہ آخر دسمبر ۱۹۴۸ء تک روزگار پانے والے اعلےٰ تعلیم یافتہ شرنارتھیوں کی تعداد ۳۴۵ ہے۔

مزدوری سے انکار اور کیمپوں سے دور کام نہ کرنے کے باعث شرنارتھیوں کی بحالی میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔

آخر دسمبر ۱۹۴۸ء تک بہار، بمبئی، صوبہ متوسط و برار، دہلی اور اجمیر میرواڑہ۔ مشرقی پنجاب صوبہ متحدہ اور مغربی بنگال کے تکنیکی اور پیشہ ورانہ تربیت کے مرکزوں میں ۴۸۷۹ بالغ مرد شرنارتھی زیر تربیت تھے۔ اس تعداد کے علاوہ ۱۷۷۴ شرنارتھی شاگرد کی حیثیت سے صنعتی کارخانوں میں تربیت پا رہے تھے۔ اسی عرصہ میں ۴۹۴ شرنارتھی لڑکیاں اور عورتیں کرزن روڈ نئی دہلی کے ٹریننگ سنٹر میں تربیت حاصل کر رہی تھیں۔

شرنارتھیوں کے متعلق خبریں

یوپی میں شرنارتھیوں کے لئے مکانوں کی تعمیر

ہند سرکار نے شرنارتھیوں کے لئے مکانات تعمیر کرنے کی غرض سے یوپی حکومت کی ایک سکیم منظور کی ہے جس پر اندازاً سات کروڑ ۵۵ لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ صوبائی حکومت کو یہ اطلاع دیدی گئی ہے کہ ہند سرکار اس مقصد کے لئے صوبہ کی حکومت کو قرضہ دینے کے لئے تیار ہے۔

بعض بارکوں کو مکانوں میں تبدیل کرنے پر تقریباً اٹھارہ لاکھ روپیہ خرچ آئیگا۔ ان مکانوں میں شرنارتھیوں کو رہنے کی جگہ دی جائیگی۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ نئے مکانات کی تعمیر پر صوبہ کی حکومت کا چھ کروڑ سینتیس لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔

مکانات تعمیر کرنے کے اس پروگرام کی قابل ذکر مد یہ ہے کہ موتی نگر کے نزدیک نئے شہر میں پچیس ہزار شرنارتھیوں کو بسایا جائیگا۔ شروع میں ایک ہزار مکان تعمیر کرنے کا انتظام کیا جارہا ہے جن میں چھ ہزار شرنارتھی آباد ہو سکیں گے۔ صوبائی حکومت شاہجہانپور میں بھی مکانات تعمیر کرنے کا کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ہر ایک شرنارتھی کنبہ کو ایک مکان یا قطعہ زمین دیا جائیگا۔

۳ فروری کو ہند پارلیمنٹ کے اجلاس میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے شری موہن لال سکسینہ وزیر امداد و بحالیات نے بتایا کہ ہند سرکار نے تمام صوبائی اور ریاستی حکومتوں سے درخواست کی ہے کہ ہر ایک شرنارتھی کنبہ کو ایک مکان یا ایک قطعہ زمین مہیا کرنے کے لئے اور شرنارتھیوں کو گھر مہیا کرنے کی اپنی اسکیموں کو فوراً پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ مارچ ۱۹۵۰ء ان تمام سکیموں کو مکمل کرنے کے لئے آخری حد مقرر کردی گئی ہے۔ بعض صوبوں اور ریاستوں نے پیشتر ازیں اپنی اسکیمیں ہند سرکار کو بھیج دی ہیں، جن کے بارے میں ہند سرکار نے متعلقہ حکومتوں کے نمایندوں سے بات چیت کی ہے۔ اور ان کو مالیات اور عمارتی سامان کی شکل میں درکار امداد مرکز سے دے دی گئی ہے۔ سی پی، یوپی، بمبئی، پوربی پنجاب، پٹیالہ اور پوربی پنجاب کی ریاستوں کی یونین، اجمیر مارواڑہ، جے پور، جودھپور، مدھیہ بھارت، متسیہ یونین اور راجستھان یونین کی حکومتوں نے اس وقت تک اپنی سکیمیں بھیجی ہیں۔ آسام، بہار، اڑیسہ، بیکانیر، سوراشٹرا اور وندھیا پردیش سے مفصل سکیمیں موصول ہونے کا ابھی تک انتظار کیا جارہا ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں آنریبل وزیر نے کہا کہ یہ بتانا مشکل ہے کہ اس وقت تک ٹھیک ٹھیک کتنے شرنارتھیوں کو پھر سے بسایا جاچکا ہے۔ لیکن اندازہ ہے کہ یہ تعداد تیس لاکھ کے قریب ہوگی جس میں ۱۹ لاکھ دیہاتی باشندے تھے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق کیمپوں میں پڑے ہوئے شرنارتھیوں کی تعداد اس وقت آٹھ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ صوبائی حکومتیں شرنارتھیوں کی امداد پر کل جتنا خرچ کرتی ہیں، اس میں صوبائی حکومتوں کا حصہ وضع کرکے اور صوبائی حکومتوں کی پبلک سے چندہ اور دان کی صورت میں وصول کردہ رقوم منہا کرنے کے بعد باقی سب اخراجات ہند سرکار برداشت کرتی ہے۔

شرنارتھیوں کی آبادکاری کے لئے حکومت بمبئی کی تجاویز

حکومت بمبئی نے شرنارتھیوں کو مکانات دینے کی جو تجویزیں تیار کی ہیں ان کے مطابق ایک لاکھ شرنارتھیوں کو بمبئی سے ۳۶ میل دور کلیان کے مقام پر بسایا جائیگا۔ اس نوآبادی کی تعمیر پر ساڑھے آٹھ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ حکومت ہند نے یہ تجویز منظور کرلی ہے۔ بمبئی کی حکومت نے اس وقت تک اس نوعیت کی جو تجاویز تیار کی ہیں ان کے خرچ کا اندازہ تیرہ کروڑ اڑسٹھ لاکھ روپیہ ہے۔

حکومت ہند ان تجاویز کو جامہ عمل پہنانے کے لئے روپیہ قرض دیگی۔ ۴۵ لاکھ روپیہ فوری ضروریات کے لئے دیا جاچکا ہے۔

کلیان کی نوآبادی ہندوستان میں شرنارتھیوں کی سب سے بڑی بستی ہوگی۔ بمبئی سے گیارہ میل دور چمبور کے مقام پر بھی اس

وقت ۱۰ ہزار شرنارتھی رہ رہے ہیں۔ دکتی ویولالی اور ڈیوری پور میں بھی بستیاں بنائی جائیں گی۔

بمبئی کانفرنس میں چھوٹی تجارتوں صنعتوں اور درسگاہوں کے متعلق بھی سوچ بچار کیا گیا، امید ہے کہ جلد ہی یہ تجاویز عملی شکل اختیار کریں گی۔

عورتوں اور بچوں کی بازیابی کے لئے نئی سکیم

۴۔فروری کو پارلیمنٹ میں وزیر رسل و رسائل آنریبل شری این گوپال سوامی آئنگر نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء تک مشرقی پنجاب سے چھ ہزار نو سو ستائیس بچے اور عورتیں برآمد کئے گئے۔ دو ہزار چھ سو ستر عورتیں اور بچے مشرقی پنجاب کی ریاستوں سے برآمد ہوئے۔ مغربی پنجاب سے چار ہزار چھ سو چھیانوے عورتیں اور بچے برآمد کئے گئے۔ مغربی پنجاب سے گیارہ ہزار سات سو چہتر اغوا کی واردا توں کا اندراج ہوا ہے۔ ان میں چھ ہزار چھ سو انیس عورتیں اور بچے ہیں جنھیں ابھی تک برآمد نہیں کرایا جا سکا۔ یہ اعداد و شمار ابھی تک نامکمل ہیں۔ مشرقی پنجاب سے اغوا کی جو وارداتیں ہوئی ہیں ان کا اندراج پاکستان میں ہوا ہے اور ان کی تعداد کا ہمیں علم نہیں۔

نئی اسکیم جس کے مطابق ہندوستان اور پاکستان نے اپنے اپنے علاقوں میں مغویہ عورتوں اور بچوں کو برآمد کرنے کی ذمہ واری سنبھالی ہے اب زیر عمل ہے۔

پوربی بنگال سے شرنارتھیوں کی آمد رک گئی ہے۔

۳ فروری کو ہند پارلیمنٹ کے اجلاس میں چند سوالات کا جواب دیتے ہوئے شری موہن لال سکسینہ وزیر امداد و بحالیات نے بتایا کہ پچھمی پاکستان سے گھر بار چھوڑ کر آنے والے شرنارتھیوں کی تعداد کا اندازہ ۵۵ لاکھ کیا گیا ہے۔ پوربی پاکستان سے آنے والے شرنارتھیوں کی ٹھیک تعداد ابھی معلوم نہیں ہوئی۔ لیکن اس کا اندازہ ۱۸ لاکھ کیا جاتا ہے۔ پوربی بنگال سے آنے والے شرنارتھیوں کو سنبھالنے اور ان کو جگہ دینے کے لئے امدادی کیمپ کھولے گئے ہیں۔ ان کو ٹھہرانے کے لئے فوجی کیمپ اور دیگر عمارتیں سرکاری قبضہ میں لی گئی ہیں۔ پوربی بنگال سے لوگوں کا انکاس عملی طور پر رک دیا گیا ہے۔ اور توقع ہے کہ پوربی پاکستان سے آنے والے شرنارتھیوں کی بہت سی تعداد واپس اپنے گھروں کو چلی جائے گی۔ ان کو سہولتیں مہیا کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی جائیگی۔ البتہ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اپنا وطن چھوڑ کر آنے والے بہت سے لوگ غالباً واپس اپنے گھروں کو نہیں جائیں گے۔ اس لئے ان کو کسی دوسری جگہ بسانا پڑے گا۔ پھر سے بسانے کی بعض سکیمیں اس وقت زیر عمل ہیں۔ اور دیگر کئی سکیمیں ابھی تیار کی جا رہی ہیں۔ ان لوگوں کو پیشہ ورانہ تربیت دی جا رہی ہے۔ اور پچھمی بنگال سرکار نے بہت سے شرنارتھیوں کو کھیتی باڑی پر لگانے اور نئے شہر آباد کرنے کی اسکیمیں تیار کی ہیں۔ طلبا کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے اور بعض مہاجرین کو کاروبار کے لئے قرضے دئے گئے ہیں۔

بائیس کروڑ روپیہ شرنارتھیوں کی امداد پر خرچ کیا گیا

ہند پارلیمنٹ کے اجلاس میں ایک تحریری سوال کا جواب دیتے ہوئے ہند سرکار کے وزیر امداد و بحالیات آنریبل شری موہن لال سکسینہ نے بتایا۔ کہ وزارت امداد و بحالیات ۶ ستمبر ۱۹۴۷ء کو قائم کی گئی تھی اس وقت سے لے کر ۳۱ دسمبر ۱۹۴۹ء تک کل بائیس کروڑ ۳۷ لاکھ روپے شرنارتھیوں کی امداد کے لئے خرچ کیا ہے۔ اس رقم میں سے ۱۴ کروڑ ۵۶ لاکھ روپیہ یعنی کل اخراجات کا ۶۵ فی صدی شرنارتھی کیمپوں پر خرچ کیا گیا ہے۔ کل خرچ کا قریباً ۲۱ فی صدی شرنارتھیوں کے مکانات کی تعمیر شرنارتھیوں کو قرضے اور ان کے لئے تربیتی مرکز قائم کرنے پر خرچ کیا گیا ہے۔ ان سولہ مہینوں میں عملہ کی تنخواہ پر جو رقم خرچ کی گئی۔ وہ کل اخراجات کا قریباً دو اعشاریہ بارہ فی صدی ہے۔

بے گھر شرنارتھی استادوں کے لئے روزگار

بیشتر ازیں ایک پریس نوٹ میں اعلان کیا گیا تھا۔ کہ شرنارتھی ٹیچر ملازمتیں حاصل کرنے کے لئے وزارت تعلیم کو درخواستیں دیں۔ بے گھر شرنارتھی ٹیچروں کو (جن میں مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے سابق ملازم شامل نہیں ہیں) مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وزارت تعلیم کے ساتھ ہوا انتظام طے کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق ان کو اپنی نزدیک ترین روزگار کی تبادلہ گاہ میں نام درج

کرنا چاہیئے۔ وہاں سے ان کو مشتہرہ ملازمتوں کیلئے بھرتی کیا جائیگا ان ملازمتوں میں وہ آسامیاں بھی شامل ہونگی جو وزارت تعلیم ان کے لئے حاصل کرے گی۔

استادوں کی خالی جگہوں کے بارے میں بھی روزگار دلانے والے نزدیکی دفتر کو مطلع کیا جانا چاہیئے۔ وہ دفتر موزوں امیدواروں کو پیش کرنے کا انتظام کرے گا۔ شرنارتھی ٹیچروں کو فوقیت دی جائے گی خاص طور پر غیر سرکاری ٹیچروں کو پھر سے بسانے کے کام میں امداد دیجائیگی

انجنیئرنگ کا کام کرنے والے ۱۸ ہزار شرنارتھیوں کی بحالی

وزیر تعمیر شری این۔ وی گیڈگل نے ۲۸ فروری کو ڈومینین پارلیمنٹ میں بتایا کہ ملک کی تقسیم کے بعد پاکستان سے آنے والے اٹھارہ ہزار انجنیئرنگ کا کام کرنے والوں کو اب تک ہندوستان میں بسایا جا چکا ہے۔ ان میں سرکاری ملازم اور دیگر لوگ دونوں شامل ہیں۔ شری گیڈگل نے بتایا کہ ابھی ۴۷۲۳ شرنارتھیوں کے لئے ملازمتیں تلاش کرنی باقی ہیں۔ ان میں ۲۸۴ سرکاری ملازم ہیں۔ اور ان کی ملازمت کا سوال زیر غور ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ اس سلسلہ میں ہند سرکار کے نمایندے ملک کے اہم مرکزوں کا دورہ کرتے رہے ہیں۔ اپنے دورہ کے دوران انہوں نے انجنیئرنگ اور تجارتی اداروں کے منتظموں کو حکومت کے محکمہ روزگار سے متعلق ہونے کے لئے کہا تاکہ بیروزگار شرنارتھیوں کو کام ملے۔

دہلی میں آبادکاری کی تدابیر

دہلی میں شرنارتھیوں کے لئے جو چار ہزار مکان تعمیر کرنیکی تجویز تھی ان میں سے ۲۳۴۲ مکان تیار ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ اپنے مکانات خود تعمیر کرنے کے لئے ساڑھے پانچ ہزار پلاٹ شرنارتھیوں کے سپرد کئے جائینگے۔ اور الاٹمنٹ کا کام جاری ہے۔

مذکورہ بالا امور امداد و بحالی کے وزیر شری موہن لال سکسینہ نے ۳ فروری کو ہند پارلیمنٹ میں سوالات کے وقت بیان کئے۔

آپ نے مزید بیان کیا کہ دہلی اور نئی دہلی کی میونسپل کمیٹیوں نے تقریباً ۴۱۹۴ دکانیں اور اسٹال تعمیر کئے ہیں شرنارتھیوں کو خواہ وہ کیمپوں میں ہیں یا باہر مستقل آبادکاری کی امداد کے واسطے انفرادی طور پر اور امداد باہمی کی انجمنوں کے ذریعہ قرضہ دیا گیا ہے۔ اور امداد باہمی کی انجمنوں کو پلاٹوں کی تقسیم کے متعلق حکمت عملی پر غور کیا جا رہا ہے اور فیصلہ کا جلد ہی اعلان کر دیا جائیگا

آنریبل منسٹر نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آج کل دہلی میں دس شرنارتھی کیمپ ہیں جن کی آبادی اکتالیس ہزار ہے۔ دہلی کے کیمپوں میں رہنے والے شرنارتھیوں کو مفت راشن دینا بتدریج بند کر کے ان کیمپوں کو کام کے مرکزوں میں تبدیل کر دیا جائیگا۔ جہاں غریب شرنارتھی اپنی روزی کما سکیں گے۔

سی پی میں ایک لاکھ شرنارتھیوں کو بسانے کی سکیم

ہند سرکار نے صوبہ سی پی کی حکومت کو اپنے صوبے میں ایک لاکھ شرنارتھیوں کو آباد کرنے کی سکیموں کے لئے چار کروڑ چالیس لاکھ روپیہ قرضہ دینا منظور کیا ہے

جو سکیمیں منظور کی گئی ہیں ان میں سے مکانات تیار کرنیکی سکیم پر کل رقم کا قریباً ۶۰ فی صدی یعنی دو کروڑ ۹۴ لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ باقی ماندہ روپیہ شرنارتھیوں کو چھوٹی تجارتوں۔ چھوٹی گھریلو دستکاریوں پر آباد کرنے اور ان کو دیگر ذرائع معاش مہیا کرنے پر خرچ کیا جائے گا۔ فنی اور پیشہ وارانہ تربیت تباہ حال عورتوں اور بچوں کی نگہداشت شرنارتھی بچوں کی تعلیم۔ اور دیہاتی آبادکاری کیلئے کافی بڑی رقوم رکھی گئی ہیں۔

مذکورہ بالا سکیموں کی تفاصیل پر کچھ عرصہ پہلے اس کانفرنس میں غور کیا گیا تھا۔ جو وزارت امداد و بحالیات نے نئی دہلی میں منعقد کی تھی۔ اس کانفرنس میں سی پی کے وزیر امداد و بحالیات شری اگنی بھوج بھی موجود تھے۔ اس کانفرنس میں فیصلہ ہوا تھا کہ گزشتہ جولائی میں صوبائی وزرائے اعظم کی کانفرنس نے سی پی کے لئے تین لاکھ شرنارتھیوں کو آباد کرنے کا جو کوٹا مقرر کیا تھا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ لیکن فوری تجاویز ایک لاکھ شرنارتھیوں کو پھر سے بسانے کے لئے

صوبہ دہلی کے مالکان زمین کو وصول شدہ کرایہ کی ادائیگی

صوبہ دہلی کے وہ مالکان زمین جن کی غیر منقولہ جائداد اس صوبہ میں ہے اور وہ خود تو نکاسی نہیں ہیں لیکن ان کے مزارعان نکاسی ہو چکے ہیں یہاں کی توجہ آرڈیننس نمبر ۲ سنہ ۱۹۴۹ء کی دفعات کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔ صوبہ دہلی کے نکاسیوں کی جائدادوں کے کسٹوڈین نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسی جائدادوں کے بارے میں جو کرایہ اس نے وصول کیا ہے۔ وہ متعلقہ مالکان زمین کو ادا کر دیا جائے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۱۲ الالف کے ماتحت احکام جاری کئے جائیں کہ جن لوگوں کو ایسی جائدادوں کے مزارعہ یا کرایہ دار مقرر کیا گیا یا ان کو ایسا تسلیم کر لیا گیا تھا۔ وہ اب براہ راست مالک زمین کو کرایہ ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔

اس لئے تمام ایسے مالکان زمین جو خود نکاسی نہیں ہیں۔ اور جن کی جائدادیں کسٹوڈین کے سپرد ہو چکی ہیں۔ وہ اپنی تحریری درخواستیں کسٹوڈین کو پیش کریں۔ ان درخواستوں میں جائدادوں کی یہ تفاصیل بتائی جائیں۔ مثلاً (۱) میونسپل نمبر (۲) جائے وقوعہ (۳) حدود اربعہ وغیرہ۔ اس کے ساتھ یہ بھی بتایا جائے کہ درخواست کنندہ کو کرایہ وصول کرنے کا حق کیسے پہنچتا ہے۔

اس قسم کی ہر درخواست پر ایک روپیہ کا کورٹ فیس اسٹامپ چسپاں کیا جائے۔ اور یہ درخواستیں اسی طرح تصدیق شدہ ہونی چاہئیں جس طرح کہ ضابطہ دیوانی کے ماتحت کسی دعوے کی تصدیق کی جاتی ہے۔ یہ درخواستیں سائل خود یا اس کا مسلمہ ایجنٹ یا اس کا وکیل شخصی طور پر نکاسیوں کی جائدادوں کے کسٹوڈین کو رکمو نمبر ۳۹، پی بلاک۔ رائے سینا روڈ۔ نئی دہلی میں پیش کرے۔

جنوبی افریقہ کے فسادات کے مصیبت زدوں کیلئے مالی امداد

بہت سے افراد اور جماعتوں نے حکومت ہند سے یہ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ انہیں ڈربن کے فسادات میں جن لوگوں کو مصیبتیں اٹھانی پڑی ہیں۔ ان کی طبی اور دیگر امداد کے لئے وہ وہاں روپے بھیجنا چاہتے ہیں۔ ان سب افراد اور اداروں کو جواب دیا جا چکا ہے۔ نیٹال انڈین کانگریس نے جنوبی افریقہ میں ہندوستان کے ہائی کمشنر کے سکریٹری کو مطلع کیا ہے۔ کہ ہندوستان میں کپڑے کی کمی کے پیش نظر اور اس کی ترسیل میں تاخیر کی وجہ سے ہندوستان سے کپڑے بھیجنے کی ضرورت نہیں لہٰذا ہندوستان سے کوئی بھی مزید امداد رقم کی صورت میں آنی چاہئے عطیات ہز ایکسیلنسی ہائی کمشنر فار انڈیا (مقیم یونین آف ساؤتھ افریقہ کیپ ٹاؤن) کے سیکرٹری کے نام پر روانہ کئے جائیں۔

ملک بھر میں اناج کی رسد کو کم نہیں ہونے دیا جائے گا

وزارت خوراک کے ترجمان نے ۲۴ فروری سنہ ۱۹۴۹ء کو یقینی طور پر بتایا گیا ہے ملک کے کسی بھی حصے میں خوراک کی رسد کو کم نہیں ہونے دیا جائیگا۔ اگرچہ گجرات سوراشٹر بڑودہ اور کچھ۔ دوسرے علاقوں میں فصل اچھی نہیں رہی۔ انھوں نے کہا کہ جہاں تک درآمد کی تدبیروں کا تعلق ہے مرکزی حکومت کی حالت کسی بھی مہینے میں اتنی قابل اطمینان نہیں تھی جتنی اس سال ماہ فروری میں ہے۔ اس سال ہندوستان کو باہر سے چالیس لاکھ ٹن اناج منگوانے کی ضرورت ہے اور اس مقدار کو منگوانے کے لئے قریب قریب پورا انتظام کیا جا چکا ہے۔ جو تھوڑی سی مقدار رہ گئی ہے اس کی درآمد کا انتظام بھی چند ہفتوں میں ہو جائے گا۔

لنکا کی یوم آزادی کی پہلی سالگرہ

لنکا کے یوم آزادی (۴ فروری سنہ ۱۹۴۹ء) کی پہلی سالگرہ کے موقع پر ہندوستان کے وزیر اعظم اور لنکا کے وزیر اعظم نے ایک دوسرے کو مندرجہ پیغام بھیجے ہیں۔

وزیر اعظم ہند کا پیغام۔ حکومت اور ہند کے لوگوں اور اپنی جانب سے لنکا کی آزادی کی پہلی سالگرہ کی تقریب پر آپ کو مسرت آمیز مبارکباد بھیجنے میں خوشی ہوتی ہے۔ مجھے بھروسہ ہے کہ آزادی کے باعث ہمارے دونوں ملکوں کے دوستانہ تعلقات بہت مضبوط و مستحکم ہو جائیں گے جو روایات اور تہذیب کے رشتہ سے باہم

مختصر خبریں

چین میں مقیم ہندوستانیوں کی خیریت نانکنگ کے ہندوستانی سفارت خانے سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ چین میں خطرناک صورت حال کے باوجود سفارت خانے اور قونصل خانے کا ہندوستانی عملہ اور ہندوستانی طلبا خیریت سے ہیں۔ اگرچہ یہ اندیشہ ہے کہ ڈاک کے رسل ورسائل میں بے انتہا بے قاعدگی کے باعث مذکورہ افراد کے رشتہ داروں اور لواحقین کو خطوط نہیں پہنچ رہے ہیں۔ لیکن یہ چیز پریشانی اور فکر کا باعث نہ ہونی چاہئے۔

ہندوستانی سائنس کانگرس کی نمائش۔ ہندوستانی ہوائی فوج کے شعبہ میڈیکل سروس نے ہندوستانی سائنس کانگرس کے چھتیسویں اجلاس منعقدہ الہ آباد کی نمائش میں جو اشیا بھیجی تھیں سائنسدانوں نے ان میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔

فلائٹ لیفٹیننٹ کے۔ باسو نے دو طبعی مددگاروں کے ساتھ ہندوستانی ہوائی فوج کی اشیا کی نمائش کا انتظام کیا تھا۔ اور ان کا مظاہرہ بھی کیا تھا۔ ان اشیا میں ایک ہوا بند چیمبر۔ ہوابازی کے کپڑے رات کے اندھیرے میں دیکھنے کی مشین ہوائی سمندر میں ڈوبنے کے موقعہ پر امداد اور بچاؤ کا سامان۔ گہرائی دیکھنے کی مشین۔ ہوابازوں کا راشن اور آکسیجن کا سامان۔ سائنسدانوں خاص کر صدر سائنس کانگرس ڈاکٹر کے ایس کرشنن کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔ نمائش کا بڑا مقصد یہ تھا۔ کہ ہندوستانی ہوائی فوج کے طبی پہلو کو سائنسدانوں کے سامنے رکھا جائے۔ اور بعض بنیادی مضامین پر ان کی سائنسی امداد حاصل کی جائے۔ گروپ کیپٹن ایم۔ ایم سری نگیش ڈائریکٹر میڈیکل سروسز (فضائی) نے پرسکے ذریعہ ہوائی طب کے مضامین پر لیکچر دیا۔

ہند میں اجرائے سرمایہ پر کنٹرول کی سالانہ رپورٹ۔ ... اور اس کی صنعتی اشیا تیار کرنے کے لئے اجرائے سرمایہ کے کنٹرول کی سکیم کے ماتحت ۲۴ نومبر ۱۹۴۸ء سے ۱۷ جنوری ۱۹۴۹ء تک کے عرصہ میں ہند سرکار نے دو دیسی کمپنیوں کو ایک کروڑ اور ڈیڑھ کروڑ روپیہ کے اجرا کی منظوری دیدی ہے۔ ایک کمپنی بیجاپور (بمبئی) میں قائم ہوگی، اور دوسری اڑیسہ میں اس عرصہ کے دوران میں کل پندرہ کروڑ اکاسی لاکھ بیس ہزار چھ سو پچیس روپیہ کے اجرا کی ۳۲ کمپنیوں کو منظوری دی گئی۔ فہرست منظوری میں ٹائر اور ربڑ تیار کرنے والی کمپنی کے لئے تین کروڑ روپیہ کاٹن کی ایک فرم کے لئے ۵۴ لاکھ روپیہ بیس لاکھ کشیدہ کاری کے سامان۔ روئی اور زنگائی چھپائی وغیرہ کے کارخانے کے لئے۔ اور ۲۵ لاکھ روپیہ بجلی کی خشک بیٹریوں اور تیز روشنی کے بلب تیار کرنے کے لئے منظور کیا گیا ہے سات موجودہ کاروباری فرموں کو جن کا مجموعی سرمایہ ایک اعشاریہ بیجا نوے کروڑ روپیہ ہے اجازت مل گئی ہے۔ کہ وہ اپنے آپ ایک لمیٹڈ کمپنی میں تبدیل کرسکیں۔

پاکستان سے کپاس کی درآمد۔ نومبر ۱۹۴۸ء کے شروع میں ہند سرکار کی طرف سے یہ اعلان ہوا تھا کہ فروری کی ۱۴ تاریخ سے لائسنس کے طریقہ کے مطابق پاکستان سے کپاس منگوائی جاسکے گی۔ حالات پر نظر ثانی کرنے کے بعد اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ خرید کا ثبوت ملنے پر پاکستان سے کپاس منگوانے کے سلسلہ میں آزادانہ لائسینس دیئے جائیں۔ جو لوگ پاکستان سے کپاس منگوانا چاہتے ہوں انھیں متعلقہ ثبوت کے ساتھ حسب ذیل پتہ پر اپنی درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔ ڈپٹی چیف کنٹرولر آف امپورٹس۔ بمبئی۔

جموں میں سگنل کا اعلیٰ انتظام۔ سگنل کا اعلیٰ انتظام اور ذہین آدمی کے ہاتھ میں اس کا اہتمام کسی فوج کے عمدہ کام کی ضمانت ہے اگرچہ جموں کی سگنل کور میں ہنرمند کاریگروں اور سامان کی کمی تھی پھر بھی انھوں نے وہاں حیرت انگیز کام کئے ہیں

اگلے مورچوں سے ایک فوجی مبصر نے لکھا ہے کہ ان لوگوں نے خطرات کا سامان کرتے ہوئے ہراول دستوں کے ساتھ چل کر تاروں کا ایک ایسا جال بچھایا جس نے ہیڈ کوارٹرز کو اگلی چوکیوں کے دور دور علاقوں سے منسلک کر دیا۔ ادھر تو حفاظتی فوج سے رشتہ قائم کر رہے تھے ادھر ہمارے سگنل میں مینڈھر کی بیرونی چوکیوں تک تار اور دوسرے وسائل کا سامان لے گئے ہمارے دستے تو مختلف سمتوں سے شہر کی طرف بڑھ رہے تھے اور ادھر ٹیلیفون کا سلسلہ قائم ہو رہا تھا۔

جموں کے جنرل آفیسر کمانڈنگ نے ایک خاص پیغام میں ان لوگوں کے کام کو سراہا ہے اور کہا ہے کہ مجھے فخر ہے کہ ایسے لوگ میری کمان میں ہیں۔

شاہ فاروق کی ۲۹ ویں سالگرہ پر گورنر جنرل ہند کی طرف سے پیغام

ہز ایکسیلنسی شری چکرورتی راجگوپال آچاریہ گورنر جنرل ہند نے مصر کے بادشاہ ہز مجسٹی شاہ فاروق کی انتیسویں سالگرہ پر حسب ذیل پیغام بھیجا ہے۔

"آپ کی ۲۹ ویں سالگرہ کی تقریب پر میں اپنی طرف سے نیز ہند سرکار اور ہند کے لوگوں کی طرف سے آپ کو تہ دل سے مبارک باد کا پیغام بھیجتا ہوں۔

سوویٹ روس کے ساتھ ہند کا معاہدہ

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ہند نے سوویٹ روس کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے۔ جس کی رو سے ہند پانچ ہزار ٹن پٹ سن اور چائے اور ایک ہزار ٹن السی کے تیل کے بدلے میں روس سے ۵۰ ہزار ٹن گندم حاصل کرے گا۔ اس کے علاوہ ہند بیس ہزار ٹن روسی گندم خریدے گا

جولائی ۱۹۴۸ء میں روس کے ساتھ خوراک کے متعلق جو پہلا معاہدہ ہوا تھا۔ اس کے ماتحت ہند نے روس سے پچاس ہزار ٹن گندم حاصل کرکے اس کے بدلے میں اسے پانچ ہزار ٹن چائے دی تھی۔

ہندو کوڈ بل

شری ستیہ نارائن سنہا گورنمنٹ چیف وہپ نے ذیل کا بیان اخبارات کو جاری کیا ہے۔

ممبران اسمبلی کے نام ایک اپیل شائع ہوئی ہے جسے ان میں بذریعہ ڈاک تقسیم کیا گیا ہے۔ اس اپیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے آل انڈیا اینٹی ہندو کوڈ بل کمیٹی نمبر ۲۱۰۔ اے چیترنجن ایونیو کلکتہ کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ اس میں گورنر جنرل ہز ایکسیلنسی شری راجگوپال آچاریہ کے مبینہ خیالات ظاہر کئے گئے ہیں جن میں ہندو کوڈ بل کے دفعات کی مذمت کی گئی ہے۔ جب یہ معاملہ وزیر اعظم کے علم میں لایا گیا تو انہوں نے فوراً گورنر جنرل سے رابطہ پیدا کیا۔ ہز ایکسیلنسی جو ان دنوں دورہ پر ہیں نے وزیر اعظم کو ذیل کا جواب بھیجا

"ہندو کوڈ بل کے بارے میں آپ کا دس فروری کا خط مل گیا ہے۔ یہ چھپی ہوئی اپیل صریحاً دھوکہ ہے اس میں جو باتیں مجھ سے منسوب کی گئی ہیں میں نے پبلک یا پرائیویٹ طور پر کسی بھی موقع پر نہیں کہیں۔ آپ کو ایک اخباری بیان کے ذریعہ واضح کرنے کی اجازت ہے۔"

ہندوستان اور ترکی کے درمیان فضائی ڈاک

۱۲ فروری ۱۹۴۹ء سے ترکی اور ہندوستان کے درمیان فضائی ڈاک کا آنا جانا شروع ہو جائے گا۔ ہندوستان سے یہ ڈاک ہفتے میں تین بار پیر جمعرات اور ہفتہ کو کلکتہ اور دلی سے بھیجی جائے گی۔

شاہ ایران پر حملہ

فروری کو ہندوستانی نائب وزیر نے اپنی طرف سے اور وہاں کے رہنے والے ہندوستانیوں کی جانب سے گورنر جنرل کو شاہ ایران پر حملے کے سلسلہ میں رنج کا اظہار کیا۔ اور ایران کی معجزانہ سلامتی پر غربا میں کھانے کپڑے کی تقسیم کے لئے ۱۰ ہزار کران پیش کئے۔

ہند سرکار اور ارجن ٹائن کی حکومت

ہند سرکار اور جمہوریہ ارجن ٹائن کی حکومت نے دونوں ممالک کے موجودہ دوستانہ تعلقات کو مزید استوار کرنے کے لئے آپس میں سفیروں کے تبادلہ کا فیصلہ کر لیا ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو نئی دلّی میں بین الصوبائی وزرائے اطلاعات کی کانفرنس کا افتتاح کر رہے ہیں۔
(نیچے) جنوری کو آثار قدیمہ کے مرکزی مشاورتی بورڈ کی میٹنگ میں مولانا ابوالکلام آزاد تقریر کر رہے ہیں۔ تصویر کی بائیں طرف وزارت تعلیم کے سیکریٹری ڈاکٹر تاراچند بیٹھے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔





نیچے (دائیں) ۲۸ جنوری کو کشمیر میں ہندوستانی فوجوں کے جنرل آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل کے ایم تھمیا اور پاکستانی فوجوں کے جنرل آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل نذیر احمد نے چکوٹھی کے قریب فوجوں کی تنظیم و کیفیت پر ایک سمجھوتہ کیا۔
(بائیں) جنرل ڈیلوائے اور ان کے ساتھی جموں و کشمیر کے ایک ہوائی میدان میں۔



مرکزی اطلاعات

رجسٹرڈ نمبر ڈی ۲۶



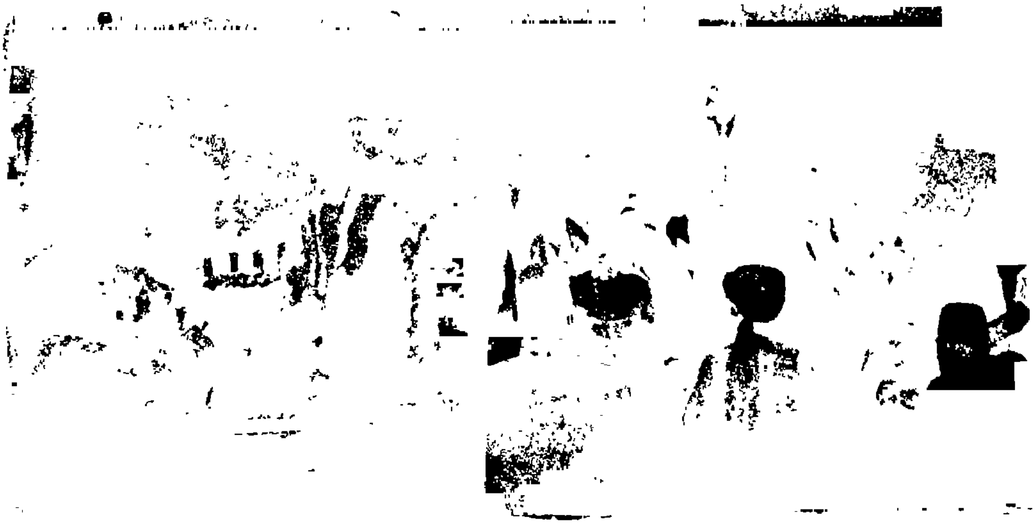




(بائیں) دریاگنج دہلی میں کوآپریٹو ہیلتھ سنٹر
کے افتتاح پر شری کے سی نیوگی تقریر کر رہے ہیں۔
(اوپر) پنڈت نہرو سردار نجیب اللہ خاں (افغان
سفیر) اور سردار محمد نعیم خاں سے بات چیت کر رہے
ہیں (دائیں) مدراس میں شری راجگوپال آچاریہ گورنر
کی طرف سے پیش کئے گئے گارڈ آف آنر کا معائنہ کر رہے

Published by B. L. Sharma, Principal Information Officer, Government of India. Printed in India by L. Labha Ra[illegible] (Manager) at the Mufid-i-'Am Press, Nicholson Road, Delhi: All communications to be addressed to Press Information Bureau, Government of India, New Delhi, and NOT to the Printers.

فنِ
الٰہیات



اوپر (دائیں) ۹ فروری گورنر جنرل سی راجگوپال آچاریہ درگاہ خواجہ صاحب اجمیر تشریف لے گئے انھوں نے اس موقعہ پر کہا کہ تمام راستے جن کا منزل مقصود خدا ہے یکساں طور پر مقدس ہیں اور ہمیں ان کا احترام کرنا چاہئے (بائیں) وزیراعظم کے آنند تشریف لے جانے کے موقعہ پر مسلمان انھیں پھولوں کے ہار پیش کر رہے ہیں (دائیں) وزیراعظم گودھرا کے سرکردہ مسلمانوں کے ساتھ

سرورق: ڈاکٹر جان متھائی پارلیمنٹ میں ۱۹۵۰-۴۹ء کا مرکزی بجٹ پیش کرنے سے پہلے کاغذات کو آخری بار دیکھ رہے ہیں ۔



مرکزی اطلاعات کیا ہے ؟

مرکزی اطلاعات ۔ اخبارات کی سہولت اور امداد کے لئے ہے اور اس کا مقصد حکومت ہند کی خاص خاص کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے ۔ یہ رسالہ عوام میں تقسیم نہیں ہوتا مگر ایسے لوگوں اور اداروں کو بھیجا جا سکتا ہے جو پبلک کو معلومات فراہم کرنے کا کام کرتے ہیں ۔

مرکزی اطلاعات میں عنوانات اور جلی عبارتوں کا مقصد پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے ان سے لازماً سرکاری نقطۂ خیال کا اظہار مقصود نہیں ۔

مرکزی اطلاعات میں باہر کے مضامین شامل نہیں کئے جاتے ۔ اس کا ہر مضمون حوالہ دئے بغیر نقل کیا جا سکتا ہے ۔

(ایڈیٹر :- بی ۔ ایل شرما ، پرنسپل انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا)

خاص مضامین

جلد ۱۷ نمبر ۹ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۴۹ء

۵۰-۱۹۴۹ء کا مرکزی بجٹ

افراط زر کے خلاف مہم

۵۰-۱۹۴۹ء کے مرکزی بجٹ کی خاص خاص باتیں یہ ہیں: بیجا منافع کے ٹیکس کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔ نچلے اور درمیانی آمدنی کے طبقات کو انکم ٹیکس میں آسانیاں دی گئی ہیں۔ سپر ٹیکس میں کمی کر دی گئی ہے۔ تیلہن اور نباتاتی تیلوں کی برآمد پر سے محصول ہٹا دیا گیا ہے۔ کارخانوں میں کام آنے والے خام مال کے محصول میں کمی کر دی گئی ہے۔ ہوائی ڈاک کا زائد محصول اٹھا دیا گیا ہے۔ آئندہ کل خطوط فرسٹ کلاس میل ہوائی جہاز کے ذریعہ بھیجے جائیں گے۔ ڈاک کی شرح میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ عیش و آرام کے سامان پر مزید محصول لگایا گیا ہے۔ سگار و سگریٹوں کی برآمد پر نیا محصول عائد کیا گیا ہے۔ موٹر کے تیل پر محصول بڑھا دیا گیا ہے۔ چینی اور موٹر ٹائروں کے محصول چنگی میں اضافہ کیا گیا ہے۔ سوتی کپڑے کا چنگی محصول بڑھا دیا گیا ہے۔ دیاسلائی کے محصول میں اصلاح کی گئی ہے اور اس طرح ۱۴ کروڑ ۹۰ لاکھ روپے کے خسارہ کو ۱۵ لاکھ روپے کی بچت میں تبدیل کر دیا گیا۔

حصہ اوّل کا خلاصہ

۲۸ فروری ۱۹۴۹ء کو آنریبل ڈاکٹر جان متھائی نے دستور ساز اسمبلی (قانون ساز) میں ہندوستان کا سالانہ بجٹ پیش کیا۔

ملک کے سامنے اس وقت بڑا مسئلہ افراط زر پر قابو پانا ہے۔ وزیر مالیات نے اپنی تقریر میں بتلایا کہ روپے کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔

خوراک کی کمی کی وجہ سے ابھی تک تشویش ہے چنانچہ اس سال ۴۰ لاکھ ٹن اناج باہر سے منگایا جائے گا۔

مجموعی طور پر ادائیگی کی کیفیت قابل اطمینان رہی۔ لیکن جن علاقوں کا سکہ کمیاب ہے۔ ان کی ادائیگی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ انھیں علاقوں سے اناج کا کافی حصہ منگایا جاتا ہے۔

خیال تھا۔ کہ سال رواں میں دو کروڑ ۱۴ لاکھ روپے کا خسارہ ہوگا۔ لیکن یہ خسارہ گھٹ کر ایک کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کا رہ گیا۔

ٹیکس کی موجودہ شرح اور مالیہ کی موجودہ شرح کے پیش نظر اگلے سال ۳ ارب ۷ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے کی آمدنی کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ اگلے سال ۳ ارب ۲۲ کروڑ ۵۳ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ چنانچہ اس طرح ۱۴ کروڑ ۷۹ لاکھ روپے کا خسارہ ہوگا۔

اندازہ ہے کہ اس سال دفاع پر ایک ارب ۵۵ کروڑ ۱۴ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ اور سال آئندہ ایک ارب ۷۰ کروڑ ۲۴ لاکھ خرچ ہوگا۔ اس کے علاوہ دفاع کے تعمیری اخراجات میں اس سال ۹ کروڑ ۱۸ لاکھ روپیہ اور سال آئندہ ۱۵ کروڑ روپے کا اندازہ ہے۔

شرنارتھیوں کی امداد و بحالی پر اگلے سال ۹ کروڑ ۵۰ لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ بجٹ کی پونجی میں ۲۳ کروڑ ۷۰ لاکھ روپیہ قرضہ جات اور دوسرے پونجی اخراجات کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس سال بجٹ میں دس کروڑ ۴ لاکھ روپیہ شرنارتھیوں کی امداد و بحالی کے لئے رکھا گیا تھا۔ لیکن اس مد میں ۱۹ کروڑ ۵۴ روپے خرچ کیا۔

بسلسلہ امداد غذا ۵۰-۱۹۴۹ء میں اندازہ ہے کہ ۲۳ کروڑ ۹۷ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ اس سال کا خرچ اسی مد میں ۳۱ کروڑ ۹۹ لاکھ روپے ہے۔

ترقی کی سکیموں کے لئے اگلے سال کے بجٹ میں کافی رقم رکھی گئی ہے۔ اور تمام ایسی سکیموں پر جن سے پیداوار کی امید ہے یا جو لازمی ہیں۔ کام جاری رہے گا۔ اگلے سال مارکیٹ سے ۵۰ کروڑ روپیہ قرض ملنے کی توقع ہے۔

اقتصادی صورت حالات پر تبصرہ۔ منسٹر مالیات نے اپنی تقریر کے شروع میں اپنے ملک اور دوسرے ملکوں کی اقتصادی حالت پر تبصرہ کیا۔ انہوں نے کہا اگرچہ لڑائی کو ختم ہوئے چار سال ہو گئے لیکن حالات کے حسب معمول ہونے کی ابھی تک کوئی اُمید نہیں ہے۔ حالانکہ حالات کا معمول پر آنا پیداوار کے بڑھانے اور تجارت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہے۔ لیکن دنیا کے بیشتر حصہ میں ابھی تک حالات میں انتشار ہے۔ اور جنگ کے بعد کی حالت سدھرنے کی رفتار تکلیف دہ طور پر سست ہے۔ ملک جو اتحادیوں کی حیثیت سے لڑے تھے۔ ان کا دو مخالف کیمپوں میں تقسیم ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ ابھی تک غیر معمولی حالات قائم ہیں۔ برلن کا تعطل۔ یونان کی خانہ جنگی، فلسطین کا مسئلہ، چین کی گھریلو لڑائی، برما کے فسادات، انڈونیشی ری پبلک پر ہالینڈ کا بے وجہ حملہ ایسے اُمور ہیں۔ جن کی وجہ سے اقتصادی سدھار میں رکاوٹ پڑی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر متھائی نے کہا کہ ادھر اپنے ملک میں زیر تبصرہ سال کا اہم مسئلہ افراط زر کے رجحانات کو قابو میں لانا تھا۔ سنہ ۱۹۴۸ء کے سارے سال میں قیمتیں برابر بڑھتی رہیں۔ تھوک قیمتوں کا اشاریہ سال کے شروع میں ۲۹۰٫۵ تھا۔ لیکن سال کے اختتام پر یہ اشاریہ ۳۷۶ تک پہنچ گیا۔ سنہ ۱۹۴۹ء کے پہلے سات مہینوں میں یہ اشاریہ تیزی کے ساتھ بڑھ کر ۳۹۰ تک پہنچ گیا۔ ۱۴٫۷ کا اضافہ ہوا۔ اس وقت سے قیمتیں کچھ گر گئی ہیں۔ اور گورنمنٹ نے مختلف تدابیر اختیار کی ہیں۔ جن کی وجہ سے قیمتیں کم و بیش ہموار سطح پر آ گئی ہیں۔

رسد غذا کی حالت تا حال باعث مشکل ہے۔ سال گذشتہ ملک کے کچھ حصوں میں فصلیں خراب ہوئیں۔ چنانچہ ہندوستان کو ۲۸ لاکھ ٹن اناج باہر سے منگانا پڑا۔ اور اس پر ایک ارب ۳۰ کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ حالانکہ اندازہ یہ لگایا گیا تھا کہ صرف ۲۰ لاکھ ٹن اناج منگایا جائے گا۔ اور اس پر ایک ارب دس کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ خیال ہے کہ اس سال حالت اور بھی خراب ہوگی۔ کیونکہ بہار اور یوپی میں سیلاب آئے ہیں۔ بمبئی میں طوفان آیا۔ اور گجرات سے خراب ہوا۔ راجستھان اور کچھ میں کال پڑا۔ اس سال غالباً ۴۰ لاکھ ٹن اناج باہر سے منگانا پڑے۔ بہر حال دیش میں دوسری جنسوں کی پیداوار پچھلے مہینوں میں حوصلہ افزا رہی ہے۔ اگرچہ لڑائی کے دنوں میں جتنا سامان تیار کیا گیا تھا یا جتنی پیداوار کی توقع تھی۔ اتنی بہت سی جگہوں پر نہیں ہوئی۔ سال گذشتہ ۲ کروڑ ۷۹ لاکھ ۳۰ ہزار ٹن کوئلہ اور ۸ لاکھ ۴۵ ہزار ٹن فولاد تیار کیا گیا تھا۔ یہ مقدار سال ماسبق سے ذرا ہی کم ہے۔ لیکن نمک ۵ کروڑ ۳۹ لاکھ من تیار کیا گیا۔ حالانکہ سال گذشتہ ۴ کروڑ ۷۹ لاکھ من نمک تیار کیا گیا تھا۔ سال گذشتہ ایک ارب ۴۴ کروڑ ۲ لاکھ پونڈ سوت تیار کیا گیا تھا۔ حالانکہ سال ماسبق میں ایک ارب ۳۱ کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ سوت تیار ہوا تھا۔ کپڑے کی مقدار تین ارب ۸۱ کروڑ ۲۰ لاکھ گز سے بڑھ کر ۴ ارب ۳۳ کروڑ ۸۰ لاکھ گز تک پہنچ گئی۔ آرٹ سلک کا کپڑا سال گذشتہ میں گیارہ کروڑ ۴۰ لاکھ گز تیار کیا گیا۔ حالانکہ سال ماسبق میں ساڑھے آٹھ کروڑ گز آرٹ سلک تیار ہوا تھا۔ اسی طرح سال گذشتہ تین کروڑ چھیاسی لاکھ ۳۰ ہزار مربع فٹ پلائی ووڈ تیار ہوئی۔ سال ماسبق میں دو کروڑ ۵۰ لاکھ مربع فٹ پلائی ووڈ تیار ہوئی تھی۔ صابن ایک لاکھ ۴۰ ہزار ٹن تیار ہوا۔ سال ماسبق میں کل ۸۰ ہزار ٹن صابن تیار ہوا تھا۔

نقل و حمل میں سدھار کی وجہ سے کارخانوں کو سامان آسانی سے پہنچنے لگا۔ اور درآمد کی پابندیوں میں نرمی کی وجہ سے باہر سے سامان بھی زیادہ آ رہا ہے۔ ہڑتالیں کم ہوئیں۔ اور مزدوروں کے جھگڑوں میں بھی کمی ہوئی۔ اس وجہ سے سامان کی تیاری میں مدد ملی۔ اگر پیداوار میں موجودہ بہتر رجحانات جاری رہے۔ تو مجھے یقین ہے کہ ہم نہ صرف بڑھتی ہوئی قیمتوں کو روک لیں گے۔ بلکہ دھیرے دھیرے قیمتیں کم بھی ہو جائیں گی۔ زیر تبصرہ سال میں پونجی مارکیٹ میں جمود رہا۔ اور یہ گورنمنٹ کے لئے باعث فکر تھا۔ دراصل اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں میں صنعتی ترقی اور اس کے مستقبل کے بارے میں شبہات تھے۔ ڈاکٹر متھائی نے کہا۔ میری اپنی رائے یہ ہے کہ ملک میں عام ضرورت کی چیزوں اور بھاری سامان اور مشینوں وغیرہ کی اتنی زبردست مانگ رہے گی۔ کہ آنے والے کئی سالوں تک کاروبار کا میدان بہت وسیع رہیگا

اور اس ملک میں پونجی لگانے والا دنیا کے دوسرے ممالک سے زیادہ خطرہ میں نہیں رہے گا۔ وزیر مالیات نے کرنسی کے پھیلاؤ کے خلاف جد و جہد کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ فوری طور پر حکومت نے کیا کام کئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ شراب، تمباکو، موٹر کاروں، ریشم، آرٹ سلک جیسی عیش و عشرت کی اشیاء پر محصول لگایا گیا۔ اور نہایت مہین کپڑے پر جنگی محصول لگایا گیا۔ اس چیز کے اختیار حاصل کئے گئے ہیں۔ کہ ٹیکس ادا کرنے والے آمد و خرچ کے جو حسابات پیش کرتے ہیں۔ ان کی بنیاد پر انکم ٹیکس کا عارضی تخمینہ لگایا جاسکے۔ انکم ٹیکس کے لئے ۱۹۴۸ء میں رقوم کو سود پر جمع کرنے کا جو طریقہ رائج کیا گیا تھا۔ وہ پھر سے جاری کیا گیا۔ اور متعلقہ شدہ مقاصد کے علاوہ زائد منافع کے ٹیکس کے لئے جو رقم جمع کرنے کا قاعدہ تھا۔ اسے مزید تین سال کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ عام پبلک کمپنیاں جو منافع تقسیم کرتی ہیں۔ ان کی رقم کی ایک عارضی حد بندی کر دی گئی ہے۔ مال کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے جو اقدام کئے گئے۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں۔ مشینوں اور کارخانوں میں کام آنے والے خام مال کی درآمد پر سے محصول کم کر دیا گیا۔ سود کا محصول برآمد اٹھا دیا گیا۔ جو نئے کارخانے اگلے تین سال میں مال تیار کرنا شروع کریں گے۔ انہیں ابھی پانچ سال تک ان کے سرمایہ کو دیکھتے ہوئے ۶ فیصدی کی رقم انکم ٹیکس میں سے منہا کر دی جائے گی۔ پیچھے ٹوٹ پھوٹ فنڈ کے قاعدوں میں نرمی کر دی گئی ہے۔ حکومت کے اخراجات میں پونجی مد ترقی کی سکیموں اور قرضوں کی مد میں کافی تخفیف کی گئی ہے۔ اور صوبوں کو یہ اطلاع دے دی گئی ہے۔ کہ موجودہ ملکی حالت میں انہیں اپنی سماجی اور زراعتی سدھار کی سکیموں کے لئے مرکزی امداد پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ کفایت کی سخت ضرورت ہے۔ اور ہر وہ خرچ جسے ٹالا جاسکتا تھا۔ ملتوی کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس کا اثر کسی ایسی اسکیم پر نہیں پڑا۔ جو قومی مفاد کے لئے ضروری ہو یا جس سے پیداوار میں اضافہ ہو۔

ادائیگی کی تحویلات

ہندوستان کی غیر ملکی مالی حالت کا ذکر کرتے ہوئے وزیر مالیات نے کہا کہ ریزرو بنک آف انڈیا میں جو اسٹرلنگ پونجی ہے۔ اس میں بہت کمی واقع ہوئی ہے۔ ۱۹۴۸ء کے اختتام پر اسٹرلنگ پونجی کے اعداد ۱۷۳۳ کروڑ روپیہ سے کم ہو کر ۱۹۴۹ء میں ۱۱۲۲ کروڑ روپیہ اور ۱۹۵۰ء میں ۵ء۵۰۱ کروڑ روپیہ رہ گئے۔ اور سال رواں کے پہلے دس مہینوں میں اس رقم میں ۵۵۶ کروڑ روپیہ کی اور کمی ہوگئی۔ اس کمی کی وجہ اس رقم کی ادائیگی ہے۔ جو گذشتہ جولائی کے سمجھوتہ کی رو سے برطانیہ کو کرنی پڑی۔ اس سمجھوتہ کی رو سے ۲۸۴ کروڑ روپیہ اسٹرلنگ پنشنوں کے سالیانہ خریدنے اور اس دفاعی سامان اور دیگر چیزوں کو خریدنے کے لئے ادا کیا گیا۔ جو برطانیہ نے جنگ کے ختم ہونے پر یہاں چھوڑا تھا۔ اس کے علاوہ اس میں وہ رقم بھی شامل ہے۔ جو سٹیٹ بنک آف پاکستان کو ہندوستان اور پاکستان کی کرنسی الگ ہونے کے بعد پاکستان کو اسٹرلنگ پونجی کا حصہ دینے کے لئے ادا کیا گیا۔ اور جو رقم ہندوستان کو ہند کی ادائیگیوں کے مخالف بیلنس پر اصل اور معال سرمایہ پر دینا پڑا۔ اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ حکومت کی درآمد کی پالیسی کا انحصار ادائیگیوں کے فاضلات کے رخ پر ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ مقصد یہ ہے۔ کہ تجارت میں ایسی باقاعدگی لائی جائے۔ کہ ایک طرف تو اس کی سطح ملک کی ضروریات اور مطالبات کے مطابق ہوتے ہوئے بلند ترین رکھی جائے۔

دوسری طرف ہندوستان کو کسی خاص عرصے میں رواں سرمایہ کی ادائیگیوں کے فاضلات میں اس رقم سے زیادہ خسارہ نہ ہو جائے۔ جس رقم پر برطانیہ کے ساتھ یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ ہندوستان کی اسٹرلنگ پر فاضلات برابر ہونی چاہئے۔

انہوں نے یاد دلایا کہ ہندوستان کے نمبر احساب میں جون ۱۹۴۸ء تک ۸ کروڑ پونڈ تھا۔ اور اس میں جولائی ۱۹۴۹ء سے جون ۱۹۵۰ء تک کے عرصہ میں مزید ۸ کروڑ پونڈ کا اضافہ ہوگا۔ وزیر مالیات نے کہا کہ اس پالیسی پر چلتے ہوئے اور ملک میں افراط زر کے دباؤ کو کم کرنے کے مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے سال کے دوران میں درآمد پر کنٹرول نرم کر دیا گیا۔ اور مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ اس سے ملک میں اشیاء کی مجموعی مقدار میں اضافہ ہوا ہے۔ جہاں تک ادائیگیوں کا تعلق ہے۔ حالات عام

طور پر تسلی بخش رہے لیکن ڈالر اور کمیاب سکے والے ممالک کے سلسلہ میں حالت تشویشناک رہی۔ دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی جنگ کے بعد ڈالر اور کمیاب سکے کے سرمایہ میں خسارہ رہا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان کو کمیاب سکے والے ملک کی طرف رجوع کرنا پڑا کیونکہ وہ ممالک جن کی اقتصادی حالت جنگ کی وجہ سے تباہ ہو گئی تھی۔ ہندوستان کے مطالبات پورے نہیں کر سکتے تھے۔ یہ حالت خاص طور پر خوراک کی درآمد کے سلسلہ میں رہی۔ گذشتہ زمانہ میں ہندوستان کے ڈالر کے خسارہ کو اسٹرلنگ علاقہ کے مرکزی سرمایہ سے پورا کیا جاتا تھا۔ مگر جنوری ۱۹۴۸ء سے برطانیہ نے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے سے انکار کیا۔ ہندوستان کے اسٹرلنگ کی تبدیلی کو سختی سے محدود کرنے پر زور دیا۔ ان حدود (ایک کروڑ پونڈ یا ۴ کروڑ ڈالر جنوری ۱۹۴۸ء سے جون ۱۹۴۸ء تک اور ایک کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ یا ۶ کروڑ ڈالر جولائی ۱۹۴۸ء سے جون ۱۹۴۹ء تک) کا ملک کی ضروریات سے قطعی کوئی تعلق نہیں تھا۔ جنوری ۱۹۴۸ء سے ہندوستان اور پاکستان کے مبادلہ کے علیحدہ الگ ہونے سے ایک اور دقت پیش آئی۔ بہت سی ایسی اشیاء جن سے تقسیم سے پہلے کمیاب سکہ حاصل ہوتا تھا مثلاً خام پٹ سن خام کپاس کھالیں اور چمڑا اکثر ان علاقوں سے برآمد کی جاتی تھیں۔ جو اب پاکستان کے علاقہ میں ہیں۔ ڈاکٹر متھائی نے کہا کہ کمیاب سکے والے ممالک سے کم سے کم مال درآمد کرنے اور ان علاقوں کو زیادہ سے زیادہ مال بھیجنے کی حوصلہ افزائی کے باوجود ہندوستان کو کمیاب سکے والے ممالک کی ادائیگیوں میں خسارہ رہا۔ یہ خسارہ اپریل ستمبر ۱۹۴۸ء میں ۴ کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر تھا جس میں خوراک کی خرید پر ساڑھے ۲ کروڑ خرچ ہوا۔ اور آئندہ ۳ مہینے کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ۴ کروڑ ۸۰ لاکھ خسارہ ہوگا۔ جس میں خوراک کی خرید پر ۴ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ برطانیہ نے ہندوستان کو اسٹرلنگ فاضلات کو تبدیل کرنے کی جس حد تک اجازت دی تھی۔ یہ رقوم اس سے بہت زیادہ ہیں۔ اور اسے بین الاقوامی مانیٹری فنڈ سے قرضے کر ادا کیا جائے گا۔ ہندوستان مارچ ۱۹۴۸ء سے بین الاقوامی مانیٹری فنڈ سے ۹ کروڑ ۲۰ لاکھ ڈالر قرض لے چکا ہے۔

وزیر مالیات نے کہا۔ کہ ہم بین الاقوامی مانیٹری فنڈ سے اتنا زیادہ قرضہ لینا نہیں چاہتے۔ لیکن اگر اسٹرلنگ علاقہ کے مرکزی زرِ ذخیرہ نے جس کے ہم ایک وقت باعث مضبوطی تھے۔ ہمارے مطالبات کو موجودہ طریقے پر محدود رکھنے پر زور دیا۔ تو ہمارے لیے قرضہ لینے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ممکن ہے۔ کہ ہم آئندہ سالوں میں کم خوراک درآمد کریں۔ اور سہل الحصول سکے والے علاقوں سے خوراک درآمد کریں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ خوراک کے بین الاقوامی نرخ اتنے زیادہ نہ رہیں۔

پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے۔ وزیر مالیات نے کہا۔ کہ دو ملکوں میں تبادلہ پر کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ اور تجارت کے متعلق ایک سمجھوتہ کیا گیا ہے۔ سمجھوتہ پر وقتی اصولوں سے عمل ہو رہا ہے۔ اور کرنسی سے متعلقہ چیزیں بین المستعمراتی تجارت میں حائل نہیں ہوئی ہیں۔

مالی سال ۱۹۴۹-۵۰ء۔ ڈاکٹر متھائی نے سال رواں کی مالی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ اگرچہ بجٹ میں آمدنی کا اندازہ دو ارب پچپن کروڑ چوبیس لاکھ روپیہ کیا گیا تھا۔ لیکن اب آمدنی کا تخمینہ تین ارب اڑتیس کروڑ تینتیس لاکھ روپے ہے۔ اور خرچ کا تخمینہ بجٹ کے اندازے سے بیاسی کروڑ انچاس لاکھ روپے زیادہ یعنی تین ارب انتالیس کروڑ ستاسی لاکھ روپے ہو گیا ہے۔ جس سے آمدنی میں جتنا اضافہ ہوا ہے۔ وہ قریباً سب کا سب ہی برابر ہو جاتا ہے۔

آمدنی کی مد میں محاصل کی آمدنی بجٹ کے اندازے سے ۲۶ کروڑ انچاس لاکھ روپے بڑھ جانے کی توقع ہے۔ مرکزی آبکاری چار کروڑ اٹھائیس لاکھ روپے انکم ٹیکس میں بیس کروڑ باسٹھ لاکھ روپے (جس میں پانچ کروڑ اڑتیس لاکھ روپے صوبوں کو ان کے حصہ کے طور پر دیا جائے گا) ڈاک و تار اور ریلوے سے بالترتیب دو کروڑ پچانوے لاکھ روپے اور دو کروڑ چوراسی لاکھ روپے اور کرنسی کے منافع سے تین کروڑ پینسٹھ لاکھ روپے زائد آمدنی ہوگی۔ کچھ آمدنی تقسیم ملک سے پہلے کی مدوں میں ہوئی۔ جس کا کل میزان تیرہ کروڑ چالیس لاکھ روپے تھی نیز دسمبر ۱۹۴۸ء میں کماشکے جو ذخیرے روک لیے گئے تھے۔ ان پر منافع میں سے حکومت کے حصہ میں ایک کروڑ

تینتیس لاکھ روپے آئے۔

اخراجات میں جو اضافہ ہوا ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے وزیر خزانہ نے بتایا۔ کہ دفاع کے اخراجات میں جو تیس کروڑ تینتیس لاکھ روپے کا اور باقی اڑتالیس کروڑ چودہ لاکھ روپے کا سول اخراجات میں اضافہ ہوا۔ فوجی اخراجات میں اضافہ کشمیر میں فوجی اور حیدرآباد میں پولیس کارروائی کی وجہ سے ہوا۔ ان اقدامات پر جو زائد اخراجات ہوئے ہیں۔ ان کے لئے بجٹ میں کوئی گنجائش نہ رکھی گئی تھی۔ سول اخراجات میں اڑتالیس کروڑ چودہ لاکھ روپے کے اضافہ کی تین بڑی وجوہات ہیں۔ اول بٹوارہ ملک سے پہلے کے مطالبات کی ادائیگی کو پورا کرنے کے لئے بیس کروڑ پچھتر لاکھ روپے کا نیا خرچ پڑ گیا۔ دوئم شرنارتھیوں کی امداد و بحالیات کے بجٹ میں دس کروڑ چار لاکھ روپے کی رقم کی گنجائش رکھی گئی تھی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اُنیس کروڑ پینتالیس لاکھ روپے کی رقم خرچ کرنی پڑی۔ سوئم غیر ممالک سے درآمد کئے گئے اناج کے لئے امداد دینے اور صوبائی حکومتوں کو ملک میں سے اناج اکٹھا کرنے پر جو بونس دیا جاتا ہے۔ اس کی رقم بجٹ کے اصل اندازے سے اب بارہ کروڑ پانچ لاکھ روپے بڑھ گئی ہے۔

اقتصادی کمیٹی۔ وزیر مالیات نے ایوان کو یاد دلایا کہ ان کے پیشرو نے اقتصادی کمیٹی کی سفارشات پر عمل درآمد کرنے سے ۵۰ کروڑ پچاس لاکھ روپے کی بچت کی توقع کی تھی۔ لیکن توقع کے خلاف اس کام میں دیر لگ گئی ہے۔ اور کمیٹی ایک وزارتوں کی رپورٹیں ابھی تک زیر غور ہیں۔ اس لئے اس برس کوئی بچت نہ ہو سکے گی نہ ہی وہ اس مرحلہ پر اگلے سال کے لئے کوئی رقم مقرر کر رہے ہیں۔ تاوقتیکہ کمیٹی مذکورہ کی سفارشات پر کوئی پختہ فیصلہ کر لیا جائے۔

انکم ٹیکس تحقیقاتی کمیشن۔ وزیر مالیات نے اس کے بعد انکم ٹیکس تحقیقاتی کمیشن کے کام کا ذکر کیا۔ کمیشن نے پچھلے دنوں ایک رپورٹ پیش کی تھی۔ جس میں اس نے اپنی سفارشات پیش کی تھیں۔ ان پر غور کیا جا رہا ہے۔ اور شاید اگلے سیشن میں ایوان کے سامنے اس بارے میں بل پیش کیا جائے گا۔

نیا مالی سال ۱۹۴۹-۵۰ء کے بارے میں وزیر مالیات نے کہا کہ ٹیکسوں کی موجودہ سطح پر ان کا اندازہ یہ ہے کہ آنے والے سال میں کل ۱۲ ارب ۷ کروڑ ۲۷ لاکھ روپیہ کی آمدن ہوگی۔ اور ۳ ارب ۱۴ کروڑ ۵۳ لاکھ روپیہ کا خرچ ہوگا۔ اس طرح ۱۴ کروڑ ۹۰ لاکھ روپے کا خسارہ رہیگا۔

انھوں نے کہا۔ کہ آمدن کے بڑے ذرائع حسب ذیل ہوں گے۔

کسٹمز (ایک ارب ۷ کروڑ ۵۲ لاکھ روپے) مرکزی آبکاری ۷۵ کروڑ ۵۷ لاکھ روپے اس رقم میں وہ سات کروڑ روپے بھی شامل ہیں۔ جو سوتی کپڑے کی فروخت یا تیاری کے محصول سے وصول ہوں گے) انکم ٹیکس (ایک ارب ۵۵ کروڑ روپے۔ اس رقم میں زائد منافع ٹیکس کے گیارہ کروڑ بائیس لاکھ۔ بیوپاری منافع ٹیکس کے بارہ کروڑ ایک لاکھ اور انکم ٹیکس کی پیشگی ادائیگیوں کے بارہ کروڑ پانچ لاکھ روپے بھی شامل ہیں) قابل تقسیم مشترک رقم کے بارے میں وزیر مال کا اندازہ ۷۱ کروڑ ستر لاکھ روپے کا ہے۔ اس رقم سے مرکز کے پاس ۲۶ کروڑ ۸۵ لاکھ روپے رہیں گے۔ اور صوبوں کے حصہ میں ۴۴ کروڑ ۸۵ لاکھ روپے آئیں گے۔ پاکستان کا حصہ نکالنے کے بعد کرنسی اور ٹکسال سے ۹ کروڑ ستر لاکھ روپے کا فائدہ ہوگا۔ ڈاک اور تار سے تیس کروڑ چھبیس لاکھ روپے کی آمدن ہوگی۔ اور ان کے اخراجات اور سود کی رقم ۲۸ کروڑ ۶۳ لاکھ روپے ہوگی۔ اس طرح ڈاک اور تار سے ایک کروڑ ۶۳ لاکھ روپے کی خالص رقم حاصل ہوگی۔ اگلے سال میں ریلوے سے چار کروڑ ۲۰ لاکھ روپے کی خالص رقم حاصل ہوگی۔ ۳ ارب ۱۴ کروڑ ۵۳ لاکھ روپے کے کل خرچ سے ایک ارب ۷۵ کروڑ ۳۷ لاکھ روپے دفاع کی سروسز پر خرچ آئیں گے۔ اور ایک ارب ۳۹ کروڑ ۱۶ لاکھ روپے شہری اخراجات ہوں گے۔ دفاع کی سروسز کے خرچ میں ایک کروڑ ۹۲ لاکھ روپے کے اضافہ کا حوالہ دیتے ہوئے وزیر مالیات نے کہا کہ ایوان کی طرف سے یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کشمیر میں لڑائی بند ہو جانے سے دفاع کے بجٹ میں کیوں کمی نہیں ہوئی۔ اس کا بڑا سبب یہ ہے۔ کہ ملک کی فوج میں یکایک کمی نہیں کی جا سکی۔ فوج میں کمی کرنے کے کام میں اتنا ہی عرصہ لگے گا۔ جتنا نئی بھرتی اور نئے جوانوں کو تربیت دینے کے کام میں لگتا ہے۔ سال رواں کا نظر ثانی شدہ خرچ ملک کی طاقت کی بتدریج تعمیر کے کام کا مظہر ہے۔ اور آنے والے سال کا بجٹ اس طاقت کو کم کرنے کے کام کا مظہر ہے۔ چونکہ ان دونوں

کاموں کے لئے وقت درکار ہے۔ اس لئے مادی طور پر بجٹ کے سال میں ہمارے فوجی دستوں کی تعداد و طاقت سال رواں کی تعداد و طاقت سے مختلف ہونے کی توقع نہیں۔ ڈاکٹر متھائی نے کہا کہ آنے والے سال کا بجٹ بناتے ہوئے انہوں نے یہ خیال رکھا ہے کہ لڑائی بند ہو جانے کے بعد کشمیر کے حالات سدھر جائیں گے اور کشمیر کا مسئلہ پُرامن طور پر حل ہو جائے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس معاملے میں ایوان کو زیادہ تفصیل کی توقع نہیں رکھنی چاہئے۔ لیکن یہ بتا دینا ضروری ہوگا کہ اگر کسی نامعلوم وجہ سے ان کی وہ امیدیں پوری نہ ہوئیں۔ جن کی بنا پر انہوں نے اندازے لگائے ہیں۔ تو مجوزہ قواعد میں اضافہ کرنا ضروری ہو جائے گا۔ حال ہی میں مرکزی حکومت نے ملازموں کے مہنگائی کے بھتے میں جو خاص اضافہ کیا گیا اس سے دفاع کے بجٹ میں چار کروڑ روپے کا اضافہ ہو گیا ہے۔ بحری اور فضائی فوج میں بھی توسیع کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

وزیر مالیات نے کہا۔ کہ تھوڑا عرصہ پہلے کی بات ہے۔ کہ ہمارے بحری بیڑے میں صرف چند عام جنگی جہاز اور ایک ستولی جہاز تھے۔ اور ان کا بڑا کام ساحل کی حفاظت کرنا تھا۔ لیکن آزادی حاصل ہو جانے کے بعد ملک کے بحری بیڑے کے ذمہ پہلے سے کہیں بھاری کام آ پڑا۔ اور اس کام کو پورا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہمارے بحری بیڑے میں ایک متوازن طاقت ہو یعنی تعداد میں طیارہ شکن توپوں کو اٹھانے والے جہاز ہوں تیز رو جہاز ہوں تباہ کن جہاز ہوں اور زیر آب حملوں کی روک تھام کا سامان ہو۔ اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے حال ہی میں بحری بیڑے کے دس سالہ منصوبے کے پہلے دور کی منظوری دی۔ اس دور میں زیادہ تر بحری بیڑے کی مختلف شاخوں میں بھرتی اور عملے کی تربیت کا کام ہوگا۔ بیڑے کے ایک فضائی بازو کی تعمیر بھی شروع کر دی گئی ہے۔ اور بجٹ میں اس کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے۔ ہمیں یہ بھی امید ہے کہ فضائی فوج کو زیادہ متوازن اور قوی بنانے کے لئے کافی آدمیوں کو ٹیکنیکل تربیت دی جائے گی۔ اس فوج کی ترقی اور توسیع کے منصوبوں پر عمل ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر متھائی نے کہا کہ غیر ملکی امدادوں میں خسارہ تھیوں۔

غذائی امداد اور ملک کی تقسیم سے پہلے کی ہنڈیوں کے اخراجات کی خاص مدیں شامل ہیں۔ شرنارتھیوں کی امداد و بحالی پر نو کروڑ ۵۵ لاکھ روپے کے اخراجات کا اندازہ ہے۔ اس کے علاوہ پونجی بجٹ میں بحالی کے قرضوں کے لئے ۲۱ کروڑ ۴۴ لاکھ روپے اور تعمیر کے کاموں کے لئے ایک کروڑ ۳۹ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ خوراک کی امداد پر ۳۲ کروڑ ۷۹ لاکھ روپے کے خرچ کا اندازہ ہے۔ اس طرح خرچ میں وہ بونس بھی شامل ہے۔ جو داخلی حصول اناج کے لئے صوبوں کو دیا جائے گا۔ ملک کی تقسیم سے پہلے کے قرضوں کی ادائیگی کے لئے ۱ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

مرکزی حکومت کی ترقی کی اسکیموں کے لئے آمدنی کے بجٹ میں ۱۴ کروڑ ۸۳ لاکھ اور پونجی بجٹ میں ۲۳ کروڑ ۷۹ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس میں بحالی کا کام بھی شامل ہے۔ دریاؤں کی وادیوں کی مختلف اسکیموں کی تحقیقات کا ابتدائی کام شروع ہونے والا ہے۔ ایک جہازی کارپوریشن بنانے نئے فولادی کارخانے ٹیلیفون اور وائرلیس کا سامان۔ نقل و حمل مشینی آلات۔ بحری تار۔ ڈیزل انجن اور بجلی کے بھاری سامان تیار کرنے کی بڑی بڑی صنعتیں جاری کرنے کا کام بھی شروع ہو جائے گا۔

وسائل اور ذرائع۔ وزیر مالیات نے وسائل اور ذرائع کی حالت کے بارے میں کہا۔ کہ پونجی کی منڈی میں جمود پیدا ہو جانے کی وجہ سے اتنا قرضہ نہیں لیا جا سکا جتنا کہ اصل توقع کی گئی تھی۔ اگلے برس ۵۵ کروڑ روپے کی معقول رقم منڈی سے قرضہ لینے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اور حالات میں بہتری پیدا ہو گئی۔ تو زیادہ قرضہ لیا جائے گا۔ افراط زر کی موجودہ حالت میں ملک کی اقتصادیات کے لئے یہ از بس ضروری ہے۔ کہ ملک کے لوگ زیادہ سے زیادہ بچت کریں۔ اور اپنی بچت حکومت کو قرض دیں۔ پچھلے کچھ ماہ میں سیونگ بنکوں کی آمدنی اور قومی بچت کے سرٹیفکیٹوں کی فروخت میں کچھ اضافہ ہوا ہے۔ اگلے برس قدرے مزید بہتری پیدا ہونے کی امید کرتے ہوئے سینتیس کروڑ چھپن لاکھ روپے کی رقم آمدنی کے کھاتے میں شمار کر لی گئی ہے۔

بجٹ کا خلاصہ

	آخری صورت حال بعد از نظر ثانی	بجٹ
آمدنی	۳ ارب ۳۸ کروڑ ۲۳ لاکھ	۳ ارب ۴۴ کروڑ ۸ لاکھ
خراجات	۳ ارب ۳۹ کروڑ ۷۸ لاکھ	۳ ارب ۴۳ کروڑ ۶۳ لاکھ
خسارہ	ایک کروڑ ۵۵ لاکھ	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
بچت	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۵ لاکھ

وزیر مالیات نے تقریر کے شروع میں کہا کہ افراطِ زر کے موجودہ رجحانات کے پیشِ نظر سال آئندہ کے کافی خسارہ کو یونہی نہیں چھوڑا جا سکتا۔

میرے سامنے یہ مسئلہ نہیں کہ خسارے کو پورا کرنے کے لئے آمدنی کو بڑھانے کی صورت کی بجائے سال رواں کے تجربوں کی روشنی میں مجھے یہ بھی دیکھنا ہے کہ ٹیکسوں میں کیا ضروری تبدیلیاں کی جا سکتی ہیں۔ مالی پالیسی بذاتِ خود مقصد نہیں بلکہ یہ قومی پالیسی کے مقصد کے ماتحت ہے۔ ہم ایک ایسے عبوری دور میں سے گذر رہے ہیں۔ جب یہ ضروری ہے۔ کہ ٹیکس کے نظام پر نظر رکھی جائے اور بدلتے ہوئے حالات کے مطابق اس میں تبدیلیاں کی جائیں۔

ڈاکٹر متھائی نے کہا کہ مستقبل کے بارے میں لوگوں کا اندیشے ہیں۔ اور یہ اندیشے ملک کی موجودہ معاشی زندگی میں سب سے زیادہ گڑبڑ پیدا کرنے والا پہلو ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ایک مالی وزیر کے سامنے آج سب سے زیادہ ضروری کام یہ ہے۔ کہ وہ ان اندیشوں کو دور کرنے کی تدابیر کرے۔ اور لوگوں میں پھر سے اعتماد پیدا کرے۔ جب تک یہ خوف و ہراس دور نہیں ہوگا۔ اور بچت کرنے اور سرمایہ لگانے کے لئے سازگار حالات پیدا نہیں ہوں گے ملک کی صنعتی توسیع اور عوام کے معیارِ زندگی کو بڑھانے کے منصوبوں میں لازمی طور پر تاخیر ہوگی۔

ٹیکسوں میں کمی۔ وزیر مالیات نے کہا۔ کہ پونجی منافع کا ٹیکس موجودہ حالات میں نامناسب ہے۔ اس لئے میری تجویز یہ ہے۔ کہ اس کو اٹھا دیا جائے۔ اس کے اٹھنے سے ایک کروڑ روپے کا نقصان ہوگا۔ میری دوسری تجویز یہ ہے کہ ۱۰ ہزار روپے تک آمدنی پر ایک پیسہ انکم ٹیکس کم کر دیا جائے۔ تیسری تجویز یہ ہے۔ کہ ڈیڑھ لاکھ روپے سے زیادہ کمائی ہوئی رقموں کے سپر ٹیکس میں کمی کر دی جائے ڈیڑھ لاکھ روپے سے اوپر کمائی ہوئی آمدنی میں ڈیڑھ آنہ فی روپیہ سپر ٹیکس کم کیا جائے گا۔ غیر کمائی ہوئی آمدنیوں کے سپر ٹیکس میں دو پیسہ سے ۱ آنے تک کمی کی جائے گی۔ اس کے بعد وزیر مالیات نے ان تبدیلیوں کا ذکر کیا جو ٹیکس کے سلسلہ میں چھوٹی کمپنیوں اور ان نجی کمپنیوں کے متعلق ہیں جو ہندوستان میں اپنے نفع کا اعلان نہیں کرتیں یکم اپریل ۱۹۴۹ء سے جو نئی مشینیں لگائی جائیں گی ان میں عام شرح سے دگنی شرح پر گھس بٹے کی رقم چھوڑی جائے گی۔

بلاواسطہ ٹیکس میں کمی۔ وزیر مالیات نے بتایا کہ تلہن اور بنا تاتی تیلوں کی برآمد پر سے محصول ہٹا دیا گیا ہے۔ اس سے ڈیڑھ کروڑ روپے کا نقصان ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے وہ تجویزیں بتائیں جن سے شہری ہوابازی کی ترقی ہو سکتی ہے۔

نئے اور زائد ٹیکس۔ کیونکہ ملک میں ہوائی سروسوں کا تیزی سے جال پھیل رہا ہے۔ اس لئے یہ تجویز ہے۔ کہ لفافوں اور پوسٹ کارڈوں کی ترسیل کے لئے ان سروسوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے چنانچہ ہوائی ڈاک کا محصول اٹھا دیا گیا ہے۔ لیکن لفافہ بجائے چھ پیسے کے دو آنے کا ہو جائے گا۔ یہ شرح پہلے تولہ کے لئے ہے۔ اگلے تولہ یا اس کی کسر کے لئے شرح وہی ایک آنہ تولہ رہے گی۔ پوسٹ کارڈ تین پیسے کا ہوگا۔ ان تبدیلیوں سے ۲ کروڑ ۸۴ لاکھ روپے کا نفع ہوگا۔

محصول میں اضافہ۔ شراب ریشم آرٹ سلک اونی کپڑا اور ان اشیا کے میل سے بنے ہوئے کپڑے سوت کا بنا ہوا کپڑا نقلی ریشم کا سوت اور تاگہ مٹی کے برتن چینی کے برتن اخباری کاغذ کے سوا دوسرا کاغذ اسٹیشنری کا سامان شیشہ اور شیشے کے برتن فوٹوگرافی کا سامان۔ گھنٹے اور گھڑیاں وغیرہ پر محصول بڑھا دیا گیا ہے۔ اس سے دو کروڑ چالیس لاکھ روپے کی آمدنی ہوگی۔ موٹر کے تیل پر محصول بارہ آنہ گیلن سے بڑھا کر ۱۵ آنے گیلن کر دیا گیا ہے۔ چھالیا پر محصول دو آنہ ۵ آنے فی پونڈ سے بڑھا کر ساڑھے سات آنے فی پونڈ کر دیا گیا ہے۔ سگار، سگریٹ اور چروٹ کی برآمد پر قیمت کے لحاظ سے ۱۵ فیصدی محصول لگایا گیا ہے۔ اس سے ۶۰ لاکھ روپے

کی آمدنی ہوگی۔

مرکزی آبکاری کے محصولوں میں اضافہ۔ چینی، موٹے ٹائروں اور شوقی کپڑے پر جنگی محصول بڑھا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد وزیر مالیات نے بتایا۔ کہ دیا سلائی کے بکس اب ۴۰ اور ۶۰ تیلیوں کے ہوا کریں گے۔ اور امید ہے کہ ان کی قیمت تین پیسے فی بکس اور دو پیسے فی بکس ہوگی۔

آخر میں ڈاکٹر جان متھائی نے بتایا۔ کہ ٹیکس کی نئی سکیموں میں مراعات سے تین کروڑ دس لاکھ روپے تمباکو اور نباتاتی تیلوں کے محصول برآمد کے اُڑ جانے سے ایک کروڑ ۹۰ لاکھ روپیہ گھٹ جائے گا۔ ہوائی جہازوں کے تیل پر ٹیکس میں سے جو رقم رعایتی طور پر منہا کی جائے گی۔ اور صنعتی کاموں کے لئے خرچ ہوگی۔ غلہ مل کے محصول میں جو کمی ہوگی۔ اس سے ۵۷ لاکھ کا نقصان ہوگا۔ کسٹم ڈیوٹی کے اضافہ سے ۱ کروڑ ۳۲ لاکھ روپے کا فائدہ اور نفانے کارڈ کی قیمتیں بڑھنے سے ۹ کروڑ ۴۰ لاکھ روپے کا منافع ہوگا۔ مرکزی آبکاری کے اضافہ سے گیارہ کروڑ ۲۵ لاکھ کا منافع ہوگا۔ ان سب تجاویز کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ۴۹ لاکھ روپے کی چھوٹی سی رقم کی بچت ہوگی۔

نتیجہ۔ ڈاکٹر جان متھائی نے تقریر پُر امید لہجے میں ختم کی انہوں نے کہا کہ صرف اس ملک کو ہی قلت اشیا اور افراط زر کا مقابلہ نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ جنگ کے بعد دنیا کے اکثر ممالک کو ان قیمتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ملک کی مالی حالت فی نفسہٖ مضبوط ہے۔ ملک کی نئی آمدنی کے سلسلہ میں تھوڑا سا عوامی قرضہ ضرور ہے۔ لیکن اس کے پاس کافی خارجی تمسکات اور اثاثہ ہے۔ اور بیرونِ ملک پر کوئی خارجی قرضہ نہیں ہے۔ ملک نے تقسیم اور اس کے بعد کے طوفان کا مقابلہ کیا ہے۔ سوز رائع پر پناہ گزینوں کی امداد اور بحالی خوراک کی وسیع پیمانے پر درآمد اور کشمیر کے جھگڑے کے باوجود بجٹ کو ترقی کی کسی بھی ضروری اسکیم کو نظر انداز کرنے کے بغیر متوازن کیا گیا ہے۔ ملک نے کامیابی سے افراطِ زر کا مقابلہ کیا ہے۔ پیداوار بڑھتی رہی ہے۔ اور ایسے منصوبے بھی زیرِ عمل ہیں۔ جن سے ملک کی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ ڈاکٹر جان متھائی نے کہا۔ کہ میں مشکلات کو کم کر کے نہیں دکھانا چاہتا۔ اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ حالات کا اندازہ مطمئن طور پر کیا جائے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ابھی ہمارے سامنے قلت، بیماری، غریبی کو دور کرنے اور ان کروڑوں لوگوں کا معیارِ زندگی بلند کرنے کا مشکل کام کرنا ہے۔ جن کے لئے ملک کی آزادی مضحکہ خیز ہوگی اگر انہیں آزاد، مکمل اور بہتر زندگی بسر کرنے کے مواقع فراہم نہ کئے جائیں۔ یہ کام ہمارے ذرائع سے بعید نہیں ہے۔ لیکن اس کے لئے تمام طبقوں اور فرقوں کے پُر خلوص اشتراکِ عمل کی ضرورت ہے مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس قسم کا اشتراک پیش کیا جائے گا۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ میرا مکمل کے مالیات کا اہتمام اس مقصد کو حاصل کرنے میں مدد دے۔"

سٹرلنگ بقایا کی مشترکہ مشاورتی کمیٹی

گزشتہ برس ماہ جولائی میں سٹرلنگ بقایاجات پر جو گفت و شنید لندن میں ہوئی تھی اس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ معاہدہ پر عمل درآمد کی تمام پہلوؤں سے نگرانی کرنے کی خاطر وقتاً فوقتاً باہمی تبادلہ خیالات کیا جاتا ہے۔ اس فیصلہ کے مطابق مشترکہ مشاورتی کمیٹی کا پہلا اجلاس نئی دہلی میں ۱۳ فروری سے ۲۲ فروری ۱۹۵۰ء تک ہوا۔

اس اجلاس میں مالیات اور اس کے وسیع معاملات پر بات چیت کی گئی۔ اور انگلیوں کے بقایا کا ٹیکنیکل جائزہ لیا گیا اور تبادلہ زر پر کنٹرول کے طریقہ کا۔ اور دونوں ملکوں میں روزمرہ استعمال کی بعض نایاب اشیا۔ خوراک۔ خام مال اور اہم مشینری کی سپلائی کی حالت کا جائزہ لیا گیا۔ اس بات چیت کی وجہ سے دونوں ممالک کی حکومتیں ایک دوسرے کی مشکلات اور مسائل کو بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہو گئی ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس گفت و شنید کا نتیجہ دونوں ملکوں کے لئے فائدہ مند ہوگا۔

سال ۴۸-۱۹۴۷ء میں ہند کی ریلوں کی کارگذاری

تقسیم ملک کی مشکلات پر کیسے قابو پایا گیا

چودہ کروڑ روپے کی لاگت سے ریلوے انجن بنانے کا کارخانہ

ہندوستانی ریلوں کی سال ۴۸-۱۹۴۷ء کی کارگذاری کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس کی خاص خاص باتیں یہ ہیں ہند کی غیر تقسیم شدہ ریلوں کی سارے سال کی اور پوربی پنجاب اور آسام ریلوے کی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ء تک کی کل ٹریفک کی آمدنی ایک ارب ۴۳ کروڑ ۳۰ لاکھ تھی۔ اس سال میں ریلوں کے ذریعے کل ایک ارب چار کروڑ چالیس لاکھ مسافروں کی آمدورفت ہوئی۔ ہند کی ریلوں نے کل ۸۱ کروڑ ۹۰ لاکھ روپے کا مال خریدا۔ اس میں سے ۴۷ کروڑ روپیہ کی قیمت کا مال ہندوستان ہی میں بنا ہوا تھا۔ اس سال میں ہند کی ریلوں پر کل ۸ لاکھ تیس ہزار سات سو باؤ اشخاص کام کرتے تھے۔

ہندوستانی ریلوں کی سال ۴۸-۱۹۴۷ء کی کارگذاری کی رپورٹ ۲ فروری کو شائع ہوئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ملک کی تقسیم کے بعد ملک کو آمدورفت کی جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس میں ریلوں نے کیا کچھ کیا۔ سال زیر رپورٹ میں ہندوستان دو ڈومینیوں میں بٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی نارتھ ویسٹرن اور بنگال آسام ریلوے بھی تقسیم ہو گئی۔ تقسیم کی وجہ سے جو بڑی بڑی تبدیلیاں پیدا ہوئیں وہ نتائج اور نوعیت کے لحاظ سے بالکل انوکھی اور بے مثل تھیں۔ آبادیوں کا وسیع تبادلہ ہوا جس سے ریلوں کے محدود ذرائع پر بھاری بوجھ پڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی شافٹ کے ایک سے دوسری ڈومینین میں تبادلہ کی وجہ سے یہ مشکل اور بھی زیادہ بڑھ گئی۔ ملک ابھی جنگ کے اثرات سے چھٹکارا حاصل نہ کر پایا تھا۔ زمانہ جنگ میں روزمرہ ضروریات کی اشیا کی شہری کھپت کو بہت گھٹا دیا گیا تھا۔ لیکن اب ان کی بڑھتی ہوئی مانگ یہ تقاضا کرتی تھی کہ صنعتی پیداوار کو اگر بڑھایا نہ جا سکے تو کم از کم اسے بدستور سابق قائم رکھا جائے اور اس غرض کے لئے آمدورفت کا مناسب انتظام درکار تھا۔ راشن بندی کی کامیابی کا انحصار بھی اسی بات پر تھا کہ ریلیں قلت خوراک والے علاقوں کو باقاعدہ طور پر فاضل خوراک پہنچاتی رہیں۔ سال ۴۸-۱۹۴۷ء میں ہندوستانی ریلوں نے یہ سارے اہم اور مشکل کام کامیابی سے سرانجام دئے اور ملک کی اقتصادیات میں شدید ابتری پیدا نہ ہونے دی۔ یہ اس برس کا حیرت انگیز کام ہے۔

آمدنی اور خرچ۔ اس سال میں ہندوستانی ریلوں کو ٹوٹ پھوٹ کی گھسائی اور سود سمیت تمام اخراجات کرنے کے بعد ساڑھے سات کروڑ روپے کا گھاٹا رہا ہے جس میں تقسیم ملک کے بعد ہونے والا نقد گھاٹا جو ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ء تک ہوا اس کی رقم دو کروڑ ۸۸ لاکھ روپے ہے۔ ہند کی غیر تقسیم شدہ ریلوں کی سارے سال کی اور پوربی پنجاب اور آسام ریلوے کی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ء تک کی کل ٹریفک کی آمدنی ایک ارب ۴۳ کروڑ ۳۰ لاکھ ہوئی جس میں مسافروں کی ٹریفک کی آمدنی چھیاسٹھ کروڑ ۱۲ لاکھ تھی۔ اور مال کی ٹریفک کی آمدنی ۷۱ کروڑ ۵۰ لاکھ تھی۔ باقی متفرق آمدنی تھی۔

عام اخراجات ایک ارب ۳۹ کروڑ ۸۳ لاکھ روپے تھے۔ ٹوٹ پھوٹ فنڈ کی رقم کا اندازہ ۱۲ کروڑ ۱۷ لاکھ روپے تھا۔ مختلف کتابی حساب کتاب کا لین دین الگ کر کے دیکھا جائے تو ریلوں کو کل نقد آمدنی تیرہ کروڑ چار لاکھ روپے ہوئی۔ اور کل نقد خرچ ۲۰ کروڑ ۵۴ لاکھ روپے تھا۔ اس طرح کل گھاٹا ساڑھے سات کروڑ روپے کا

مسافروں اور مال کی ٹریفک۔ اس سال میں ریلوں کے ذریعہ کل ایک ارب چار کروڑ چالیس لاکھ مسافروں کی آمد و رفت ہوئی ہر ایک مسافر نے اوسطاً بتیس اعشاریہ دو میل سفر کیا۔ اور کل سات کروڑ پینتیس لاکھ ٹن مال کی ٹریفک ہوئی۔ ہر ایک ٹن مال اوسطاً ۲۷۷ میل تک لے جایا گیا۔ ہر ایک مسافر سے فی میل اوسطاً آمدنی چار اعشاریہ اٹھارہ پائیاں ہوئی۔ اور فی ٹن مال کی فی میل آمدنی آٹھ اعشاریہ تیرہ پائیاں ہوئی۔ اس برس میں مسافروں کی آمد و رفت سال ۱۹۳۸-۳۹ء کے مقابلہ میں ۱۲۴ اعشاریہ چار فی صدی بڑھ گئی۔ حالانکہ اس برس کے دوران میں فوجی آمد و رفت مقابلتاً کم رہی تھی۔ جنگ کے بعد یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مسافروں کے اعلےٰ درجہ میں سفر کرنے کا رجحان اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔ سال ۱۹۳۸-۳۹ء میں تیسرے درجہ کے مسافر ریلوں کے ذریعہ سفر کرنے والے کل مسافروں کی تعداد کا ۹۵ فیصدی تھے۔ لیکن ۱۹۴۷-۴۸ء میں تیسرے درجہ کے مسافر کل تعداد کا ۹۲ فیصدی تھے۔

انجن اور گاڑیاں۔ سال ۱۹۴۶-۴۷ء کے مقابلہ میں ٹرانسپورٹ اور میکینیکل ورکشاپوں میں زیر مرمت انجنوں کی اوسط بڑی لائن کے ساڑھے اٹھارہ فیصدی اور چھوٹی لائن کے ساڑھے سترہ فیصدی سے بڑھ کر بالترتیب بیس اعشاریہ دو فیصدی اور انیس اعشاریہ نو فیصدی ہو گئی۔ زیر مرمت ریل کے ڈبوں کی اوسط بھی مذکورہ بالا برسوں کی بالترتیب چھ اعشاریہ چودہ فیصدی سے ساڑھے سات فیصدی اور چار اعشاریہ چھیاسٹھ سے پانچ اعشاریہ ستاسی فیصدی ہو گئی۔

ریل کے مال کی دیسی خرید میں اضافہ۔ اس سال ہند کی کل ریلوں نے کل ۱۸ کروڑ ۵۹ لاکھ روپے کا مال خریدا۔ اس میں سے براہ راست دو کروڑ ستاسٹھ لاکھ کا مال باہر سے درآمد کیا گیا۔ غیر ممالک سے ہند میں درآمد شدہ مال چار کروڑ ترانوے لاکھ روپیہ کا خریدا گیا۔ باقی ۱۴ کروڑ روپیہ کا مال ہند میں تیار شدہ خرید کیا گیا۔ یعنی کل خرید شدہ مال کا نوے اعشاریہ سات فیصدی ہند میں ہی تیار کیا ہوا مال خریدا گیا۔

نئی ریلوے لائنوں کی تعمیر۔ دو نئی ریلوے لائنیں تعمیر کرنے کی منظوری اس برس دی گئی۔ ایک ایسٹ انڈین ریلوے کے بلواڑی سارنادی سیکشن کی ریلوے لائن اور دوسری آسام ریل پر دیکھا۔ پہلی ریلوے لائن کوئلہ کی کانوں کے لئے نئی راہیں کھولنے کے لئے بنائی جا رہی ہے۔ اور دوسری ریلوے لائن کے ذریعہ آسام کو بلا واسطہ ہند کے ہی علاقہ میں سے ہو کر جانے کا راستہ تیار کیا جا رہا ہے۔

ریلوے انجن بنانے کا کارخانہ ہیہیم میں جو آسنول سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اندازاً چودہ کروڑ روپیہ کے خرچ سے انجن تیار کرنے کا کارخانہ بنانے کی سکیم بنائی گئی۔ جب یہ ورکشاپ مکمل ہو جائے گی۔ تو اس میں ایک شفٹ پر دس ہزار آدمی کام کریں گے۔ اس کارخانہ کی تکمیل ۱۹۵۰ء تک ہو جائے گی۔ اس سال کے دوران میں ہند سرکار نے تین متعلقہ کمپنیوں سے کل ۳۴۴ میل لمبی تین ریلوے لائنیں خرید کر لیں۔

سٹاف۔ سال ۱۹۴۷-۴۸ء میں کل آٹھ لاکھ تینتیس ہزار تین سو بارہ اشخاص ہند کی ریلوں پر ملازم تھے۔ اس میں تعمیر کے کام میں لگا ہوا عملہ شامل نہیں ہے۔ سال ۱۹۴۶-۴۷ء میں یہ سٹاف سات لاکھ بہتر ہزار کے قریب تھا۔ ریلوے کے صرف درجے اوّل کے سٹاف پر خرچ کی رقم ۶۳ کروڑ چھتیس لاکھ روپے تھی یعنی یہ رقم پچھلے سال کی اسی رقم سے گیارہ کروڑ ۴۳ لاکھ روپے بڑھ گئی تھی۔ اس برس کے دوران میں محکمہ ریلوے اور ملازموں کے تعلقات اچھے رہے اور کوئی بڑی بڑی ہڑتالیں نہیں ہوئیں۔ کل جتنے آدمیوں نے کام کیا اس میں صرف دو اعشاریہ ۲۹ دن کی آدم کشی ضائع ہوئی۔ اس برس کا اہم واقعہ یہ ہے کہ تنخواہ کمیشن کی سفارشات پر جزوی عمل درآمد شروع کیا گیا۔

سال کے خاتمہ پر کل ۷۴ ہزار گرین شاپس رہ گئی تھیں۔ راشن کارڈ رکھنے والوں کی کل تعداد آٹھ لاکھ باسٹھ ہزار تھی۔ سٹاف کو ریلیف دینے کے لئے اندازاً کل بائیس کروڑ اناسی لاکھ روپے ریلوے کو نقصان ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فی ماہ ہر ایک راشن کارڈ ہولڈر کے لئے قریباً چوبیس روپے چار آنے نقصان ہوا۔

ہند کے کل ریلوے عملہ میں سے ۵۹۴۳ فالتو ملازموں کو دوسرے کاموں پر لگا دیا۔ ۷۵۰ ملازموں کو برطرف کیا۔ کل شکایات ۴۴ ہزار تھیں ان میں سے ۲ ہزار ۸ سو شکایتوں کی سماعت خود ریلوے بورڈ نے کی۔

ملک میں بجلی کو ترقی دینے کے مسائل

منصوبوں اور اسکیموں کو عملی شکل دینے کی ضرورت

انجینیروں کی کانفرنس میں شری گیڈگل کی تقریر

بجلی کے انجینیروں کی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے آنریبل شری این وی گیڈگل نے کہا کہ اگر ہماری ترقی کی رفتار وہی رہی جو جنگ کے زمانہ میں رہی تو اگلے دس سال میں ہمیں تقریباً تین سو کروڑ روپے کے بجلی کے سامان کی ضرورت ہوگی، ظاہر ہے اتنے بڑے خرچ کے لئے ایک منظم منصوبہ بندی کی ضرورت ہے انھوں نے کہا کہ صوبوں کو اپنے بڑے منصوبوں کے لئے پڑوسی صوبوں سے اتحاد عمل کرنا چاہیئے اور اس کام کے لئے سنٹرل الیکٹریسٹی کمیشن کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ملک میں بجلی کو توسیع دینے کے مسائل کو صحیح طریقے سے حل کرنے کا راستہ یہ ہے کہ معلوم کیا جائے کہ زراعت اور صنعت کے شعبوں میں بجلی کو کس طرح استعمال کیا جائے۔

۱۱ فروری کو نئی دہلی میں وزیر تعمیر، معدن و برق آنریبل شری ین وی گیڈگل نے بجلی کے انجینیروں کی کانفرنس کا افتتاح کیا۔ س کانفرنس میں صوبوں اور ریاستوں سے اسی ڈیلی گیشنوں کو بلایا یا تھا۔ اور ہند سرکار کی مختلف وزارتوں کے نمائندے بھی اس ں شریک تھے۔ یہ کانفرنس چار دن تک رہی۔

ملک میں بجلی کو ترقی دینے والے منتظموں اور انجینیروں کو خطاب رتے ہوئے شری گیڈگل نے کہا کہ پچھلے چار پانچ سال کے دوران م نے بجلی کو ترقی دینے کے بارے میں بہت باتیں کی ہیں۔ ان باتوں کا ایک بڑا اثر یہ ہوا ہے کہ ہم سب بجلی کے عادی ہو گئے یں۔ اب ہمیں ملک کے ذرائع کے پیش نظر اپنے منصوبوں کا جائزہ ینا چاہیئے اور انھیں ذرائع کے پیش نظر یہ صورت کرنی چاہیئے کہ ملک کو زیادہ سے زیادہ ترقی ملے اور کم سے کم خرچ پر گاؤں میں رہنے والوں کو بجلی مہیا ہو۔

آنریبل وزیر نے کہا کہ اگر ہماری ترقی کی رفتار وہی رہی جو لڑائی کے زمانہ میں رہی تو اگلے دس سال میں ہمیں تقریباً تین سو کروڑ روپے کے بجلی کے سامان کی ضرورت ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اتنے بڑے خرچ کے لئے ایک منظم منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

شری گیڈگل نے بتایا کہ ہندوستان میں بجلی کو ترقی دینے کا منظم پروگرام بنانے کے لئے سب سے پہلے ۱۹۴۴ء میں کلکتہ میں پاور انجینیروں کی ایک کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس میں جو قرار دادیں منظور ہوئیں وہ نہ صرف بجلی کو ترقی دینے کے حلقے میں بلکہ تعلیم کے حلقے میں بھی مرکزی حکومت کی پالیسی کی بنیاد بنیں۔ موجودہ کانفرنس میں بھی انھیں قرار دادوں اور ان کے وسیع تر مفہوم کا جائزہ لیا جائیگا۔

۱۹۴۴ء کی کانفرنس کی سفارشات پر سنٹرل ٹیکنیکل پاور بورڈ قائم کیا گیا اور تھوڑا عرصہ بعد آبپاشی اور جہاز رانی کے مسائل کے لئے ایک کل ہند ادارہ قائم کیا گیا۔ ان دونوں اداروں کے مقاصد اور ذمہ داریاں وقتاً فوقتاً بدلتی رہی ہیں لیکن بنیادی طور پر یہ بدستور منصوبہ بندی کرنے والے ادارے رہے ہیں۔

۱۹۴۳ء کی دامودر کی طغیانی اور ۱۹۴۵ء کی کوسی کی طغیانی کے بعد مرکزی وزارت نے بنگال اور بہار کی حکومتوں سے بات چیت کی اور ملک کے آبی ذرائع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے نئی پالیسی وضع کی گئی۔ اس پالیسی سے دو بڑی تبدیلیاں ہوئیں (۱) منصوبہ بندی کی تکنیک کو نئے سرے سے ترتیب دی گئی اور (۲) ایک پورے علاقہ کی ترقی کے لئے انتظامیہ تنظیم میں متعلقہ تبدیلی کی گئی۔

قیاس دوڑانے اور منصوبے بنانے کا زمانہ گذر گیا۔ اب اصلی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ملک میں ہر طرف بجلی خصوصاً پن بجلی کی مانگ ہے ملک کی نئی تعمیر میں بجلی کی ترقی کو ایک اہم درجہ حاصل ہے۔

اس وقت ملک میں بائیس لاکھ کلوواٹ بجلی تیار ہوتی ہے اور اس بجلی سے پانچ ارب پچاس کروڑ کلوواٹ بجلی ہر سال استعمال ہوتی ہے۔ اگر ہم یہ قیاس کریں کہ اگلے سال میں بجلی کے استعمال کی رفتار وہی رہے گی جس رفتار سے لڑائی کے زمانہ میں یہ استعمال بڑھتا رہا تو ۱۹۵۸-۵۹ء میں کل تقریباً دس ارب کلوواٹ گھنٹوں کی کھپت ہوگی۔ یعنی قریباً ۸۰ فی صدی کا اضافہ ہوگا۔ بجلی کے استعمال میں اضافے کو پورا کرنے کے لئے ہمیں مزید ۱۹ لاکھ کلوواٹ بجلی تیار کرنے کی ضرورت ہے ہمارا یہ اندازہ ماضی کے تجربہ کی بناء پر کیا گیا لیکن کچھ صوبائی حکومتیں اپنے اپنے علاقوں میں بجلی کو ترقی دینے کے لئے بہت کچھ کر رہی ہیں اور ان کے منصوبوں کی تکمیل سے ہمیں تیس لاکھ کلوواٹ زائد بجلی میسر ہو جائے گی۔

ہمارے انجینیروں اور ماہروں کو بے ترتیبی اور ابتری کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ضرورت کو ماضی کی نسبت تیز تر رفتار سے پورا کیا جائے اور دوسری یہ کہ ہم اپنے منصوبوں سے ایسے منصوبوں کو نکال دیں جو غیر ضروری طور پر بھاری اخراجات کے حامل ہوں۔

مستقبل کی منصوبہ بندی کرتے وقت ہمیں ٹیکنیکل کارگزاری اور مالی اہلیت کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ جب ایک خاص علاقے کو بجلی مہیا کرنے کا کام زیر عمل ہو تو یہ کام اس ڈھنگ سے ہونا چاہیئے کہ نہایت موزوں یونٹوں میں بجلی پیدا کرنے کا مرکزی اہتمام ہو اور امکانی ضرورت کے لئے فالتو صلاحیت کم سے کم ہو۔ صوبوں کو اپنے بڑے منصوبوں کے لئے پڑوسی صوبوں سے اتحاد عمل کرنا چاہیئے اور اس کام کے لئے سنٹرل الیکٹرسٹی کمیشن کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

اگلے دس سال کی ضرورت کے پیش نظر ہندوستان میں بجلی کو ترقی دینے کے کام کے لئے ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ صوبوں اور ریاستوں کے سارے منصوبوں کو پہلے خاص خاص علاقوں کے تعلق میں اجتماعی طور پر لیا جائے اور پھر سارے ہندوستان کی ضرورت کے پیش نظر ایک متحدہ نظریہ قائم کیا جائے۔ انھیں عملی جامہ پہنانے کے لئے بھی یہی طریقہ استعمال کرنا چاہیئے۔ شری گیڈگل نے بتایا کہ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے پارلیمنٹ میں الیکٹرسٹی (سپلائی) بل ۱۹۴۸ء کی تحریک کی جسے بعد ازاں ایکٹ بنا دیا گیا۔ اس قانون کی رو سے ہر صوبہ میں ایک الیکٹرسٹی بورڈ بنایا جائے گا جو اپنے علاقہ کے عام فنی کا جائزہ لے گا۔ بجلی کے موجودہ اور امکانی مطالبوں کا خیال کر کے اور بڑھتے ہوئے مطالبوں کے مطابق بجلی کی باترتیب توسیع کا اہتمام کرے گا۔ اس بورڈ کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ مقامی اور پڑوسی علاقوں کی ضرورتوں کے پیش نظر بجلی پیدا کرنے کے موجودہ طریقوں کا جائزہ لے اور نئے پاور اسٹیشنوں کی تعمیر کا اہتمام کرے۔

شری گیڈگل نے کہا کہ ان کی رائے میں ملک میں بجلی کو توسیع دینے کے مسائل کو صحیح طریقے سے حل کرنے کا راستہ حسب ذیل ہے۔

اچھی مالی حالت کے مطابق ہمیں اپنے اخراجات کو سالانہ رقوم میں بانٹ لینا چاہیئے اور اپنے فائدے کے لئے ہمیں اپنی اسکیموں کے نتائج سے کام لینے کی صلاحیت کا بالتفصیل تجزیہ کرنا چاہیئے۔ اس منصوبہ بندی کے موجودہ مرحلے پر صرف یہی کافی نہیں کہ ہم ایک خاص اسکیم کی تکمیل سے پیدا ہونے والی اور بانٹی جانے والی بجلی کی مجموعی مقدار بتا دیں۔

بلکہ ہمیں یہ بھی معلوم کرنا ہوگا کہ زراعت اور صنعت کے شعبوں میں اس بجلی کو کس طرح استعمال کیا جائیگا اس کے علاوہ ہر سال حساب کتاب کی بے باقی کے ایسے نقشے تیار کئے جائیں جن میں ہماری اسکیموں کے بارے میں ذرائع کے سالانہ اضافوں اور ان اضافوں کی آمدن کی رفتار بیان کی جائے۔

ہند میں خوراک کی پیداوار بڑھانے کا شاندار کام

بین الاقوامی ادارہ خوراک و زراعت کے ڈائرکٹر جنرل کی ریڈیائی تقریر

اقوام متحدہ کے ادارہ خوراک و زراعت کے ڈائرکٹر جنرل مسٹر موریس ڈاڈ نے آل انڈیا ریڈیو سے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آج لاکھوں لوگ بھوکے ہیں۔ دنیا کے دو تہائی لوگ اگرچہ کاشتکار ہیں۔ پھر بھی تقریباً دو تہائی لوگوں کو پیٹ بھر کھانا نہیں ملتا۔ لیکن ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ دنیا میں اتنی زیادہ زمین پڑی ہے۔ جو سب کے لئے خوراک پیدا کر سکتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہندوستان کے دیہات کا دورہ کرتے وقت میں نے دیکھا ہے کہ ہند کے کسان اپنے ملک کو سرسبز بنانے کے لئے کتنی محنت و مشقت کر رہے ہیں۔ ہم سب کی امیدیں بالآخر انہیں پر تو ہیں۔ لیکن بھوک کے خلاف ہماری جنگ میں ہر ایک شخص کی مدد اور تعاون نہایت ضروری ہے۔ پیداوار سے ہی مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہونگے۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ جو کچھ پیدا کیا جائے۔ اسے مناسب طور پر تقسیم کیا جائے۔ اقوام متحدہ کے اس ادارہ میں دنیا کے ۵۸ ممالک شامل ہیں۔

متحدہ اقوام کے ادارہ خوراک اور زراعت کے ڈائرکٹر جنرل ...ل مسٹر موریس ای ڈاڈ نے آج آل انڈیا ریڈیو دہلی سے ایک ...براڈکاسٹ کی مسٹر ڈاڈ آج کل ہندوستان اور مشرق بعید کے ...لک کا دورہ کر رہے ہیں۔ تاکہ ان ممالک میں خوراک کی موجودہ ...ت حالات کا بچشم خود معائنہ کرکے ذاتی تجربہ حاصل کر سکیں ...ڈاڈ نے اپنی تقریر میں کہا۔

خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے ہند نے جو منصوبے بنائے ...ان سے کوئی شخص متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہند میں غلہ ...اکرنے کی بہت بڑی بڑی سکیمیں بنائی گئی ہیں۔ جن میں خوراک موجودہ قلت۔ ہر سال آبادی میں چالیس لاکھ کا اضافہ ہو جانے ...جہ سے خوراک کی قلت میں اضافہ اور بہتر غذا کی ضرورت کو ...ں طور پر دھیان میں رکھا گیا ہے۔ ہند نے جو سکیمیں بنائی ہیں ان میں سے قابل کاشت لیکن بیکار زمینوں کی آبادکاری کی سکیمو ...نگا کھادر اور دوسرے علاقوں میں عملی کام شروع ہو چکا ہے۔ ...ر کنوؤں اور آبپاشی کی دیگر سکیموں کے ذریعہ زمینوں کی سیرابی ...لئے فائدے پہنچانے والی دیگر سکیموں پر بھی عمل ہو رہا ہے ...ملا دائے وامودر۔ تنگ بھدرا اور مہیر کدبند کی کثیر الفوائد ...سکیمیں۔ اگر خوراک کی پیداوار بڑھانے کی موجودہ تجاویز زیر عمل لائی گئیں۔ تو ہند یقیناً بہت جلد خود مکتفی بن جائے گا۔ مجھے اس بارے میں رتی بھر شبہ نہیں ہے۔

جب سے مجھے اس ادارہ کا رکن اعلیٰ بنایا گیا ہے میری خواہش رہی ہے کہ پیداوار بڑھانے اور کھیتوں جنگلوں اور ماہی گاہوں کی پیداوار کی بہتر طور پر تقسیم کرنے کی راہ میں جو مسائل اور رکاوٹیں حائل ہیں۔ ان کے بارے میں دنیا کے بڑے بڑے ملکوں کے حالات کو بچشم خود دیکھ کر ذاتی علم حاصل کروں میں نے اب تک نو ملکوں کا دورہ کیا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک ملک کی حکومت اور لوگوں کے نمایندوں سے تبادلہ خیالات کیا ان کی زرعی حالات کا مشاہدہ کیا۔ مجھے ان ملکوں میں خوراک زراعت کو ترقی دینے کی سکیموں کا مطالعہ کرنے کا موقعہ بھی ملا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ہر ایک ملک میں پیداوار کو بڑھانے کے لئے بہت کچھ کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں آپ کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے۔ خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

آبادی میں اضافہ ۔ خوراک کا مسئلہ جو نزاکت اختیار کر چکا ہے۔ اس کا مجھے احساس ہے۔ اور میں اسے کم کرکے نہیں ظاہر کرنا چاہتا۔ لاکھوں لوگ بھوکے ہیں۔ دنیا کے دو تہائی لوگ

اگرچہ کاشتکار ہیں پھر بھی تقریباً دو تہائی لوگوں کو پیٹ بھر کھانا نہیں ملتا۔ مشرق بعید کے ممالک میں گذشتہ ایک سو برس میں جتنے انسان مرے ہیں۔ ان سے کہیں زیادہ انسان بھوک اور قحط کی وجہ سے موت کا شکار بنے ہیں۔ زمین کی قوت پیداوار گھٹتی جا رہی ہے۔ کھیتی باڑی کے جدید طریقے استعمال کرنے کی راہ میں شدید نوعیت کے اقتصادی مسائل حائل ہیں۔ دنیا کی آبادی میں اتنا زیادہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ کہ خوراک کی پیداوار اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ گذشتہ دس برس میں دنیا کی سب سے بڑی جنگ کی وجہ سے جو تباہی و بربادی اور اتلاف جان ہوا اس کے باوجود دنیا کی آبادی میں ۱۰ کروڑ کا اضافہ ہوا ہے۔ ہر صبح خوراک طلب کرنے والے پچپن ہزار نئے دہن کھل جاتے ہیں۔ لیکن چاول سے بھرے ہوئے مزید پچپن ہزار پیالے یا پچپن ہزار مزید روٹیاں ہر صبح تیار ہو جانے کی ابھی تک کوئی علامت نظر نہیں آتی ہے۔

لیکن ہمیں مایوس نہ ہونا چاہئے۔ دنیا میں اتنی زیادہ زمین پڑی ہے۔ جو سب کے لئے خوراک پیدا کر سکتی ہے۔ کاشتکاری کرنے والوں کی قلت بھی نہیں ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے۔ کہ دنیا کے کسان بڑی کامیابی سے بھوک کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ پچھلے کئی برسوں سے متواتر اچھی فصلیں پیدا کر کے بھوک کے بھیڑئیے کو بہت سی جگہ پر نزدیک نہیں پھٹکنے دیا گیا۔ جنگ چھڑ جانے کے بعد ۱۹۴۸ء میں سب سے زیادہ اچھی فصلیں ہوئی ہیں۔ دنیا کے رہنماؤں کو خوراک بڑھانے کی محتاط سکیموں کو چلا کر خوراک کی پیداوار میں اضافہ کرتے چلے جانا چاہئے۔

ہند کے منصوبے۔ اس ملک کے لوگ خوش قسمت ہیں کیونکہ انہیں بڑے ممتاز لیڈر حاصل ہیں۔ جو خوراک کے مسئلہ پر متواتر غور و خوض کرتے رہتے ہیں۔ ہند کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو حکومت کے دیگر معاملات میں بہت زیادہ مصروف ہونے کے باوجود اس مسئلہ پر بہت زیادہ دھیان دیتے رہتے ہیں۔ گذشتہ موسم گرما میں پنڈت نہرو نے اوٹاکمنڈ میں ایشیا اور مشرق بعید کے ممالک سے متعلقہ اقتصادی کمیشن کی دوسری کانفرنس کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ مشرق بعید کے ممالک کے سامنے فوری مسئلہ زیادہ خوراک حاصل کرنے کا ہے۔ اور ملک کا مستقل حل زراعتی اور صنعتی پیداوار میں اضافہ کرنا ہے۔ بلکہ پیرس میں متحدہ اقوام کی جنرل اسمبلی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے بھی پنڈت نہرو نے خوراک کی مناسب تقسیم پر ہی سب سے زیادہ زور دیا تھا۔ ہند کے نائب وزیر اعظم سردار پٹیل نے بار بار ملک کو خبردار کیا ہے۔ کہ اس کی تجارت کا واحد راستہ خوراک کی پیداوار بڑھانا ہے۔ ہند کے وزیر خوراک شری جیرام داس دولت رام اور دیگر سرکاری افسروں سے میری جو بات چیت ہوئی ہے۔ اس سے مجھے ہند کی مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی ان کوششوں کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو گیا ہے۔ جو انہوں نے خوراک کے بارے میں ملک کو خود مکتفی بنانے کے لئے شروع کر رکھی ہیں۔ جس امنگ اور جوش و خروش کے ساتھ انہوں نے خوراک کی پیداوار بڑھانے کی مہم کو چلا رکھا ہے۔ اس سے میرا حوصلہ اور امید بہت بڑھ جاتی ہے۔ مجھے کوئی شبہ نہیں ہے۔ کہ ملک بہت جلد خوراک کے متعلق خود مکتفی ہو جائے گا۔ لیکن دامودر وادی، تنگ بھدرا اور ہیراکد بند کی سکیموں کے بار آور ہونے پر کافی وقت لگے گا۔ اس لئے ضروری ہے۔ بلکہ دانشمندی کا تقاضا ہے۔ کہ ایسے پہلوؤں پر توجہ دی جائے جن سے فوری پیداوار حاصل کی جا سکے۔

یہ امر دھیان میں رہے۔ کہ خوراک نہ تو وزارت زراعت میں اور نہ وہ محکمہ زراعت کے دفتروں میں اُگتی ہے۔ خوراک تو صرف کھیتوں میں ہی اُگتی ہے۔ اس لئے میں ہند کے کسانوں سے چند الفاظ کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔

کسانوں سے اپیل۔ آپ کے ملک کے دیہات کا دورہ کرتے وقت میں نے بڑے فخر اور خوشی سے دیکھا ہے۔ کہ ہند کے کسان اپنے ملک کو سرسبز بنانے کے لئے کتنی محنت و مشقت کر رہے ہیں۔ ہم سب کی امیدیں بالآخر انہیں پر تو ہیں۔ ان کی نیک محنت اور زمین کو جوتنے اور بونے پر ان کا اعتقاد سدا قائم رہا ہے۔ دنیا میں خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے ہند کے لاکھوں دیہات اور قصبوں میں ان کی متواتر اور مسلسل جدوجہد سے زیادہ حوصلہ بخش ہے۔ ہم سب ان کی قربانیوں کو جانتے ہیں۔ اس کے باوجود میں ان سے ایک اپیل کرنا چاہتا

(بقایا صفحہ ۲۳۰ پر)

افراطِ زر کی روک تھام کے لئے زیادہ اشیا کا حصول ضروری ہے

مشاورتی کونسل میں وزیر تجارت کی تقریر

۱۹۴۷ء میں غیر ممالک سے ہر مہینے چار کروڑ روپے کی بڑی مشینیں منگوائی جاتی تھیں لیکن ۱۹۴۸ء میں ہر مہینے ساڑھے پانچ کروڑ روپے کی بڑی مشینیں منگوائی گئیں۔ یہ تجارتی اشیا اب ہندوستان کی کل تجارت درآمد کا ۱۵ فی صدی حصہ بن گئی ہیں۔ اب سہل الحصول کرنسی کے علاقوں سے اشیائے خوردنی حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن ملک کی صورت حال کے پیش نظر ڈالر اور کمیاب کرنسی کے ملکوں سے بھی اشیائے خوردنی منگوانی ضروری ہیں۔

۲۶ فروری ۱۹۴۹ء کو درآمد کی مشاورتی کونسل کے پہلے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے وزیر تجارت آنریبل مسٹر کے سی نیوگی نے کہا کہ اشیا کی قلت کو دور کرنے کے لئے اور افراطِ زر کی روک تھام کے لئے یہ ضروری ہے کہ اشیا کی زیادہ سے زیادہ تعداد حاصل کی جائے اور ان کی رسد میں کمی نہ ہو۔ جون ۱۹۴۸ء کے آخر میں تجارتی حالت کی روداد سے یہ معلوم ہوا کہ غیر ممالک سے اشیا منگوانے کی پالیسی میں بہت پابندیاں رکھی گئیں اور غیر ملکی زر کا کافی حصہ خرچ نہ کیا گیا۔ فراوان کرنسی والے ممالک سے ہماری تجارتی حالت کافی اچھی تھی لیکن ملکی تاجروں پر غیر ضروری پابندیاں عائد ہیں۔

درآمد کی پالیسی کی حالیہ تبدیلیوں اور ملک کی تبادلہ زر کی موجودہ صورت حال کے بارے میں شری نیوگی نے کہا کہ ۱۹۴۷ء میں غیر ممالک سے ہر مہینے چار کروڑ روپے کی بڑی مشینیں منگوائی جاتی تھیں لیکن ۱۹۴۸ء میں ہر مہینے ساڑھے پانچ کروڑ روپے کی بڑی مشینیں منگوائی گئیں۔ یہ تجارتی اشیا اب ہندوستان کی کل تجارت درآمد کا ۱۵ فیصدی حصہ بن گئی ہیں۔ صنعتی اشیا مشمولہ خام مال اور نیم تیار شدہ اشیا کل تجارت درآمد کا چالیس فیصدی حصہ ہیں۔ روزمرہ کی لازمی اشیا مشمولہ اشیا خوردنی ہماری ڈالر کے علاقوں کی تجارت درآمد کا ۳۷ فیصدی حصہ ہیں اور یہ تجارت کل تجارت درآمد کا بیس فیصدی حصہ ہیں۔

ڈالر کے علاقوں اور کمیاب کرنسی کے علاقوں کی تجارت کے بارے میں شری نیوگی نے کہا کہ فراوان کرنسی کے علاقوں سے اشیاء خوردنی حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے لیکن ملک کی صورت حال کے پیش نظر ڈالر اور کمیاب کرنسی کے ملکوں سے بھی اشیائے خوردنی منگوانی ضروری ہیں۔ احتیاط کے طور پر حکومت نے ڈالر اور کمیاب کرنسی کے علاقوں سے دیگر اشیا کی درآمد کو کم کر دیا۔ سال رواں کی چھ ماہی میں ایسے علاقوں سے تجارت کے لئے لائسنس دینے کی جو پالیسی ہوگی وہ بھی احتیاط پر مبنی ہوگی۔

وزیر تجارت نے کہا کہ سرکاری کنٹرول کے اقدام کو اکثر پسند نہیں کیا جاتا لیکن اگر عوام کو ان کے معاشی مقاصد سے آگاہ کر دیا جائے تو ان کی اہمیت کا اندازہ بخوبی ہو سکے گا۔ پہلے پہل آج سے آٹھ سال قبل تجارت درآمد کے کنٹرول کا اطلاق ہوا لیکن جنگ کے بعد ملکی حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ۱۹۴۶ء میں کنٹرول کو نرم کر دیا گیا۔ اسٹرلنگ اور بہت سے دیگر ممالک سے آنے والی بہت سی اشیا کو کھلے لائسنس میں شامل کر دیا گیا۔ مارچ ۱۹۴۷ء میں ختم ہونے والے بارہ ماہ میں جو لائسنس جاری کئے گئے ان کی کل مالیت ایک ہزار کروڑ روپیہ تھی۔ اس سے ہمارے غیر ملکی زر کے ریزرو پر بہت اثر پڑا اور جولائی ۱۹۴۷ء سے تجارت درآمد کے کنٹرول کا نیا دور شروع ہوا۔ تب سے تجارت درآمد کے کنٹرول کا بڑا مقصد یہ ہے کہ غیر ملکی تبادلہ زر کے ذرائع کو محفوظ رکھا جائے

جنوری ۱۹۴۹ء کے بعد ڈالر اور کمیاب کرنسی کے علاقوں کی تجارت پر کچھ اور پابندیاں لگادی گئیں۔ لیکن پلانٹ مشینری اور دیگر صنعتی اشیاء کے لئے لائسنس دینے میں نرمی برتی گئی۔ اس پالیسی سے ڈالر اور کمیاب سکّے کے ممالک سے ہماری ادائیگیوں کا بیلنس برقرار رہا۔

فراوان کرنسی کے ممالک کے بارے میں جون ۱۹۴۸ء تک حالت یہ تھی کہ ہمارے حق میں کافی زائد بیلنس تھا۔ اسی دوران اشیاء کی قیمتیں بڑھنے لگیں۔ اور ہم نے تجارت درآمد کی پالیسی پر نظرثانی کی۔ جولائی ۱۹۴۸ء کے بعد اس پالیسی کو مناسب طور پر نرم کر دیا گیا۔ روزمرہ کی ضروری اشیاء اور صنعتی مال کو کھلے عام لائسنس میں شامل کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ کے لئے سویڈن اور سوئٹزرلینڈ کو بھی فراوان کرنسی کے ممالک میں شامل کر دیا گیا۔ سوئٹزرلینڈ کے لئے کھلے عام لائسنس کی میعاد ختم ہو چکی ہے۔ اور جاپان سے تجارت کا معاملہ زیر غور ہے۔

وزیر تجارت نے کہا کہ ملکی صنعتوں کے تحفظ کے لئے درآمد پر پابندیاں لگانا کوئی موزوں تدبیر نہیں۔ اگر ہم غیر ممالک کی اشیاء پر پابندی لگائیں گے۔ تو غیر ممالک میں ہماری اشیاء پر پابندیاں کر دی جائیں گی۔ اور اس طرح تجارت کو نقصان ہوگا۔ ملکی مفاد کا تقاضا یہی ہے کہ تجارت کے لئے زیادہ سے زیادہ آسانیاں ہوں۔ لیکن سب سے پہلے ملک کو ہر شعبے میں حتی الوسع خود مکتفی ہونا چاہئے۔ ہمارے کارخانوں میں ایسی اشیاء تیار ہونی چاہئیں جو کوالٹی اور قیمت کے لحاظ سے کسی دوسرے ملک کی اشیاء سے کم نہ ہوں۔

ڈالر اور کمیاب کرنسی کے علاقوں کو ہمارے ملک سے جو اشیاء بھیجی جاتی تھیں۔ ان میں انہیں دنوں کمی ہو گئی ہے۔ اس سے کمیاب کرنسی کے علاقوں سے ہمیں جو آمدن ہوتی ہے۔ اس میں بھی کمی ہو گئی۔ اس کے باوجود ملک کی غذائی حالت کے پیش نظر ہمیں اپنی درآمد کو بڑھانا پڑا۔

فراوان کرنسی کے علاقوں کے بارے میں ہم اپنی لائسنس کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں کر رہے۔ لیکن اگر تجارت درآمد میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ تو ہمیں کھلے عام لائسنس کو حالات کے موافق بنانا ہوگا۔

وزیر تجارت نے کہا کہ تجارت درآمد کے ادارے کی تنظیم اور نظم و نسق پہلے سے بہت بہتر ہو گئی ہے۔ تاخیر، پاسداری اور دوست نوازی کو روکنے کے لئے ہر ممکن تدبیر کی جاتی ہے۔ عوام کو شکایتیں بھیجنے کی سہولت دی جاتی ہے۔ اس کے لئے ایک سپیشل افسر متعین ہے۔ اور اس کا دفتر چیف کنٹرولر آف امپورٹس سے الگ اور آزاد ہے۔

سرکار کی خواہش ہے کہ لوگوں کو کم سے کم شکایات ہوں۔ اور اس بارے میں ہر طرح کی تجویز بھیجی جاسکتی ہے۔

ریلوے کے خلاف دعووں کے فوری فیصلہ کا انتظام

نئی دہلی ۲۳ فروری ۱۹۴۹ء۔ آنریبل شری کے سنتانم وزیر ٹرانسپورٹ اور ریلوے نے آج ہند پارلیمنٹ میں سیٹھ گووند داس کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا۔ کہ یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو ہند کی تمام سرکاری ریلوں پر چونسٹھ ہزار سات سو چھپن دعوے چھ ماہ سے زائد عرصہ سے باقی تھے۔ اور ان کا کوئی فیصلہ نہ ہوا تھا ان دعووں کا جلد از جلد فیصلہ کرنے کے لئے متواتر کوششیں کی گئیں پچھلے دنوں اس مقصد کے لئے خاص تدابیر منظور کی گئیں تھیں اور ان پر یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے عملدرآمد شروع کر دیا گیا ہے۔ ان اقدامات سے پچھلے دعووں کا جلد از جلد فیصلہ کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ تین ماہ سے زائد عرصہ کے ان دعووں کا جن کے بارے میں ریلوے کی ذمہ داری بالکل واضح ہو فوری فیصلہ کر دینے کے علاوہ یہ بھی انتظام کیا گیا ہے کہ دو سو روپیہ تک کے نئے دعووں کا فیصلہ سٹیشن ماسٹر اور نگران سٹاف کے افسر ہی کر دیا کریں۔ بڑے بڑے ریلوے سٹیشنوں پر ۵۰ روپے کے دعووں کا فیصلہ مال کی ڈلیوری دیتے وقت ہی کر دیا جائے گا۔

ہندوستان کے علم طب میں ریسرچ کی ضرورت

ملکی اور مغربی طریقوں سے ایک مشترکہ طریقہ اختیار کرنے کی تجویز

ہندوستانی طب میں اگرچہ جمود کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ پھر بھی ہندوستان میں بے شمار حکیم اور وید ملکی طریقوں سے علاج کر رہے ہیں۔ ملکی طریق علاج کے بارے میں ہند سرکار نے ۱۹۴۶ء میں ایک کمیٹی قائم کی تھی۔ اور اب اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی ہے۔ کمیٹی کے ارکان کے خیال میں مغربی اور ہندوستانی طب دو الگ الگ طریقے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ محض علم طب کے دو پہلو ہیں۔ سفارش کی گئی ہے۔ کہ تربیت کی میعاد پانچ سال ہونی چاہیئے۔ لیکن دیہاتی علاقوں کے لئے تربیت یافتہ عملہ کافی ہو جانے تک عبوری دور کے لئے تین سال کا مختصر میعاد کا کورس ہونا چاہیئے۔ طبی تعلیم دینے والے اداروں کے خاص معیار کو برقرار رکھنے کے لئے حکومت کی طرف سے امداد ملنی چاہیئے۔ ہر تعلیمی ادارہ ریسرچ کا مرکز بھی ہونا چاہیئے۔ جہاں اساتذہ اور طلباء دونوں ریسرچ کے کام میں شریک ہوں۔ ہندوستانی طب کے لئے فوراً ایک مرکزی کونسل آف ریسرچ قائم کی جائے۔ غیر معاف شدہ ادویہ پر حکومت کی طرف سے کنٹرول ہو۔

طب کے ملکی طریقوں کے بارے میں رپورٹ تیار کرنے والی کمیٹی نے اپنی رپورٹ شائع کر دی ہے۔ ہند سرکار نے یہ کمیٹی دسمبر ۱۹۴۶ء میں کرنل آر۔ این۔ چوپڑہ کی صدارت میں قائم کی تھی۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ تیار کرنے کے لئے ہندوستان کے تمام صوبوں اور ریاستوں کا دورہ کیا۔ اور اس کے ارکان بہت سے طبیبوں اور مختلف ملکی وجدید طریقے استعمال کرنے والے اداروں کے نمائندوں سے ملے۔ انہوں نے کئی طبی اداروں۔ سرکاری، ریاستی اور پرائیویٹ ہسپتالوں کا بھی دورہ کیا۔ کمیٹی کے ارکان کی طرف سے جو سوالنامے جاری کئے گئے۔ ملک کے ہر حصے سے ڈاکٹروں اور طبی نمائندوں نے ان کے جواب بھیجے۔

کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ ہندوستان کے علم طب میں ریسرچ شروع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ تا کہ طب کے علم وفن کے مکمل مواد کے لئے پوری واقفیت حاصل ہو۔ کئی صدیوں سے ہندوستانی طب میں جمود وتعطل ہے۔ اس کی تحقیقات سے نہ صرف ہندوستان کو فائدہ ہوگا۔ بلکہ دنیا بھر کے طبی طریقے بھی مستفید ہوں گے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے۔ کہ آج کل ہندوستان میں مغربی طب

سے جو امداد ملتی ہے۔ وہ بہت ناکافی ہے۔ ہندوستانی طب میں اگرچہ جمود کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ پھر بھی ہندوستان میں بے شمار حکیم اور وید ملکی طریقوں سے کام کر رہے ہیں۔ اور ملک کے اکثر لوگ علاج کے لئے ان طریقوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

رپورٹ میں اس رائے کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ جہاں جراحی دایہ گری وغیرہ کی تشخیص اور ڈاکٹری سامان کے شعبوں میں مغربی طب سے کام لیا جا سکتا ہے۔ وہاں مغربی طب والے بھی ہندوستانی طب کے فلسفے۔ اس کی جامعیت۔ غذا اور دوا کے بارے میں اس کی اہمیت اور عمل اعصاب کی تمیز سے حقیقت معلوم کرنے کے لئے اس کی خصوصیات سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

کمیٹی کے ارکان کے خیال میں مغربی اور ہندوستانی طب دو الگ الگ طریقے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ محض علم طب کے دو پہلو ہیں۔ تمام علم طب کا مقصد صحت کو برقرار رکھنا اور بیماریوں کو دور کرنا ہے۔ اور اس لحاظ سے علم طب کے طریقوں کو سمو کر ایک ترتیبی طریقہ اختیار کرنا نہ صرف ممکن ہے۔ بلکہ سہل العمل بھی ہے۔ اس امتزاج کے لئے حسب ذیل اقدام کئے جانے چاہئیں۔ (۱) دونوں طریقوں کے نصابوں کو اس ڈھنگ سے ملا دیا جائے۔ کہ ایک طریقے

کی خامیوں کو دوسرے طریقے کی خوبیوں سے بدل دیا جائے۔ (۲) دونوں طریقوں کی تعلیم دینے کے لئے ایسا ہی معلم ہو تاکہ طلبا ایک متحدہ نظریہ قائم کر سکیں۔ (۳) ریسرچ کے حلقے میں ہندوستانی طب و مغربی طب کے ماہر ساتھ ساتھ کام کریں اور ایک دوسرے کے نظریوں اور دعووں کی جانچ پڑتال کریں۔ جن دعووں کے بارے میں اتفاق نہ ہو سکے انہیں متوازی دعوے تصور کر لیا جائے۔ تمام طبی کالجوں میں ہندوستانی طب اور مغربی طب دونوں کی تعلیم کا اہتمام ہو۔ اس کے لئے طبی تعلیم اور ریسرچ کی موجودہ سہولتوں میں مناسب اضافے کئے جائیں۔ پیشہ ورانہ مطالعہ شروع کرنے سے پیشتر طلبا کو سنسکرت، عربی اور انگریزی کی کافی واقفیت حاصل ہونی چاہئے۔

بعض لوگ مغربی اور ہندوستانی طب کے امتزاج پر معترض ہیں۔ لیکن اگر پڑھنے اور پڑھانے والے صحیح قسم کے لوگ ہوں تو اس سے کوئی ذہنی الجھن نہیں پیدا ہوگی۔ اور اگر نصاب کو مناسب ڈھنگ سے مرتب کیا جائے اور غیر ضروری تفصیلات کو نکال دیا جائے تو تقریباً تین سال میں اس کی تعلیم پوری ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹروں، حکیموں اور ویدوں کو تعلیم دینے کا ڈھنگ بھی بدل دیا جانا چاہئے۔ اور اس تعلیم میں توسیع ہونی چاہئے۔ تاکہ ان لوگوں کو نہ صرف ٹیکنیکل مضمونوں سے واقفیت ہو بلکہ عمرانی مضمونوں کا پس منظر بھی معلوم ہو جائے۔ ایک ڈاکٹر، وید یا حکیم کی شخصیت میں مریضوں کا دوست فلسفی اور رہنما موجود ہونا چاہئے۔

طبی تعلیم کا نیا نصاب اور کتابیں۔ رپورٹ میں نئی تعلیم کے نصاب اور کتابوں کی فہرست درج کی گئی ہے۔ اور یہ سفارش کی گئی ہے کہ ملک بھر میں طبی تعلیم کا ایک ہی طریقہ ہونا چاہئے۔ تربیت کی میعاد پانچ سال تجویز کی گئی ہے۔ دیہاتی علاقوں کے لئے تربیت یافتہ عملہ کافی ہو جانے تک عبوری مدت کے لئے تین سال کا تھوڑی میعاد کا کورس ہونا چاہئے۔ قدیم اور جدید علوم کی معیاری کتابیں مرتب اور شائع کرنے کے لئے حکومت کو ماہروں کا ایک بورڈ قائم کرنا چاہئے۔ طبی تعلیم دینے والے اداروں کے خاص معیار کو برقرار رکھنے کے لئے حکومت کی طرف سے امداد ملنی چاہئے۔ ہر صوبے اور ریاست میں کم از کم ایک ایسا طبی ادارہ ہونا چاہئے جہاں ضروری سامان و سامان کافی ہو۔ اور پڑھانے والوں کو اتنا معاوضہ ملتا ہو کہ انہیں پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ ادنیٰ قسم کے اداروں کو ملا کر ایک اچھا ادارہ بنا دیا جائے۔ ہر تعلیمی ادارہ ریسرچ کا مرکز بھی ہونا چاہئے جہاں استاد اور طلبا دونوں ریسرچ کے کام میں شریک ہوں۔

دیہاتی علاقوں میں طبی امداد بہم پہنچانا ملک کا ایک ضروری مسئلہ ہے۔ اس کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ موجودہ ویدوں اور حکیموں کو کچھ عرصہ کے لئے عمومی صحت اور دیگر ضروری مضامین کے بارے میں کچھ عرصہ کے لئے تربیت دی جائے۔ اور پھر انہیں دیہاتی علاقوں کا طبی کام سونپ دیا جائے۔

کمیٹی کے اعداد و شمار کے مطابق اس وقت ہندوستان میں دو لاکھ حکیم اور وید کام کر رہے ہیں۔ اور ان میں سے پچیس ہزار کو لگ بھگ پانچ سال کے دوران تربیت دینے کے لئے اہتمام کیا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ ملک میں چار ہزار سند یافتہ ڈاکٹر ہیں۔ یہ تعداد دیہاتوں کے ابتدائی دواخانوں کا کام سنبھالنے کے لئے کافی ہے۔

دیہاتوں میں طبی امداد کے تین یونٹ بنائے گئے ہیں۔ ابتدائی یونٹ کا دواخانہ تین ہزار سے ساڑھے تین ہزار تک کی آبادی کے لئے ہوگا۔ اور کمیٹی کی اسکیم کے مطابق ایک تربیت یافتہ حکیم یا وید کے ماتحت ہوگا۔ سیکنڈری یونٹ دس ہزار کی آبادی کے لئے ہوگا۔ اور اس کا چارج ایک سند یافتہ ڈاکٹر کے پاس ہوگا۔ یہ یونٹ ابتدائی یونٹ کے کام کی پڑتال بھی کرے گا۔ تیسرا یونٹ پچاس ہزار کی آبادی کے لئے ہوگا۔ اور اس کا نام پنچایت یونٹ ہوگا۔ ضروری سامان اور نرسنگ اسٹاف کے ساتھ یہ ایک سفری یونٹ ہوگا۔

رپورٹ میں حکومت سے سفارش کی گئی ہے۔ کہ وہ ملک میں طبی تعلیم اور کام پر ایک جامع طریقے سے کنٹرول کرے۔ سارے ہندوستان میں کنٹرول کا ایک ہی طریقہ رائج کیا جائے۔ اور اگر ممکن ہو تو مرکزی حکومت کے ایک قانون کے ماتحت تمام تسلیم شدہ طریقوں کے لئے ایک ہی رجسٹر بنایا جائے۔ حکومت صحت اور طبی امداد کے مسائل کو قومی نقطہ نظر سے دیکھے۔ اور تسلیم شدہ طبی طریقوں پر کنٹرول کرنے کے لئے سارے ملک میں ایک ہی قانون ہو۔

ان تجاویز کی تعمیل کے لئے قانون کے ذریعہ ایک ادارہ قائم کیا جائے جس کا نام نیشنل میڈیکل بورڈ ہو۔ اس بورڈ کے دو خودمختار حصے ہوں۔ جن کا نام انڈین میڈیکل کونسل اور کونسل آف انڈین میڈیسن رکھا جائے۔ ایک کا تعلق مغربی طب سے ہو اور دوسرا ہندوستانی طب سے متعلق ہو۔ اس بورڈ کے ماتحت صوبائی اور علاقہ واری شاخیں قائم کی جائیں۔

عطائیوں کو خارج کرنے کے لئے تمام طبی کام کرنے والوں کے لئے رجسٹریشن ضروری قرار دیا جائے۔ ویدوں اور حکیموں کے لئے ایک رجسٹر ہو۔ اور مغربی طب کے ڈاکٹروں کے لئے دوسرا۔ بعد ازاں جب تعلیم و تربیت کا معیار مناسب سطح پر آجائے۔ تو دونوں کا ایک رجسٹر بنانے کے سوال پر غور کیا جائے۔

ریسرچ کی ضرورت ... ہندوستانی طب کے علم اور تجربے کا بیش بہا خزانہ موجود ہے۔ اس خزانہ کی تحقیقات صرف تجربہ گاہوں میں ہی نہیں، بلکہ پرانے رشی منیوں کی طرح غور و فکر اور دھیان سے ہونی چاہئے۔ اس ریسرچ کے دو مقاصد ہونے چاہئیں (۱) ہندوستانی طب کی اقدار کے بارے میں جو شکوک ہیں۔ انہیں رفع کیا جائے اور ہندوستانی طب کو جدید معیاروں کے مطابق بنایا جائے۔ (۲) ہندوستان کے حالات کے موافق ملکی اور مغربی طب کو سمویا جائے۔

ہندوستانی طب کے لئے فوراً ایک مرکزی کونسل آف ریسرچ قائم کی جائے۔ اس کونسل میں حسب ذیل لوگ ہوں۔ (۱) نامزد کردہ وید و حکیم (۲) ہندوستانی طب کی اعلیٰ جماعتوں کے نمائندے (۳) ہندوستانی طب کے تعلیمی اور تحقیقاتی اداروں کے نمائندے۔

اس کونسل کے مقاصد حسب ذیل ہوں (۱) ہندوستانی طب میں ریسرچ کرنے کی پالیسی تیار کرنا (۲) اس پالیسی کو طبی جماعتوں اور ریسرچ کی سرگرمیوں کے ہم پلہ بنانا (۳) ہندوستانی طب کی سنٹرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی تنظیم کنٹرول اور نگرانی (یہ انسٹی ٹیوٹ قائم کی جانے والی ہے) (۴) یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں میں ہندوستانی طب کی ریسرچ کو بڑھانا (۵) ڈائرکٹر اور اعلیٰ عملے کے تقرر کے قواعد وضع کرنا (۶) عملے کا تقرر (۷) خاص مضامین کی تحقیقات کے لئے مشاورتی کمیٹی قائم کرنا اور (۸) سنٹرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ و دیگر مرکزوں میں ریسرچ کے کام کے لئے فنڈ اور امدادی رقوم مقرر کرنا۔

اس انسٹی ٹیوٹ کے مختلف محکموں کے کام کو ایک رسالہ میں شائع کیا جائے۔ سنٹرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے ریسرچ کرنے والوں کو ڈیڑھ سو روپیہ مہینہ فی امیدوار وظیفے دئے جائیں۔ بالعموم یہ وظیفے تین سال کے لئے ہوں۔ اور خاص حالتوں میں ان کی میعاد پانچ سال کر دی جائے۔

ہندوستانی طب میں کام آنے والے پودوں کی شناخت میں بہت مشکل پیش آتی ہے۔ اس مشکل کو آسان کرنے کے لئے مجوزہ سنٹرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی زیر ہدایت صوبائی اور علاقہ واری مرکزوں کو کام کرنا چاہئے۔ اس کام کے لئے ذخیرہ نباتات بنایا جائے۔

علم طب اور مختلف ادویہ کے بارے میں ہر قسم کی اطلاع مہیا کرنے کے لئے ایک موزوں درسی کتاب مرتب کی جائے۔

اس کے علاوہ مغربی فارمیکوپیا کی طرح ایک آیورویدک کتاب الادویہ تیار کی جائے جس میں دواؤں کی فہرست ان کے خواص اور استعمال کا ذکر ہو۔ اس کام کے لئے سنٹرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے ماہروں کی ایک کمیٹی قائم کی جائے۔ جو ضروری اطلاعات اور اعداد و شمار فراہم کرے۔

غیر صاف شدہ ادویہ پر حکومت کی طرف سے کنٹرول ہو۔ اور ان ادویہ کو صرف لائسنس یافتہ لوگ فروخت کریں۔ نیم حکیمانہ اور نامکمل قابل حصول اور زہریلی ادویہ کے بارے میں ہندوستانی ادویہ بنانے والے اداروں کو وہی سہولتیں ملیں جو مغربی ادویہ بنانے والوں کو ملتی ہیں۔ دوا سازوں کو اپنے کام کی باقاعدہ تربیت ملنی چاہئے۔ اور ہندوستانی ادویہ بنانے والوں کا باقاعدہ رجسٹریشن ہونا چاہئے۔ کمیٹی نے اپنی تجاویز کے اخراجات کے بارے میں کوئی بڑی سفارشات نہیں کیں لیکن اس بات پر زور دیا ہے کہ موجودہ دیہاتی ہندوستان میں طبی امداد کے لئے صوبائی حکومتوں کو اپنے بجٹ میں صحت کے مسائل کو ترجیح دینی چاہئے۔ چنے چنے تعلیمی اداروں کو حکومت کی طرف سے کافی مالی امداد ملنی چاہئے۔

دیہات میں طبی امداد کی اسکیم کے لئے ہر امیدوار کو صوبائی

بقایا صفحہ ۲۴۳ پر

ہند اور جاپان کے درمیان تجارتی معاہدہ

ہند پارلیمنٹ میں آنریبل مسٹر نیوگی کا بیان

۲۲ فروری کو ہند پارلیمنٹ میں آنریبل مسٹر کے۔سی نیوگی وزیر تجارت نے ایوان کے سامنے اس مال کا ایک مفصل گوشوارہ پیش کیا جو ہندوستان جاپان سے منگائے گا — گوشوارہ حسب ذیل ہے —

	(ڈالر)
خام ریشم	۵۰۰۰۰۰
ریشم سے تیار کیا ہوا مال	۲۵۰۰۰۰
سوتی سامان ـ سوتی دھاگہ	۳۰۰۰۰۰۰
سوتی کپڑا	۲۰۰۰۰۰۰
نقلی ریشم سے تیار کیا مال	
دھاگہ	۱۰۰۰۰۰۰
کپڑا	۲۵۰۰۰۰
اونی سامان	۵۰۰۰۰۰
چمڑے کا صنعتی سامان	۵۰۰۰۰۰
صنعتی مشینری اور پرزے	۱۱۲۲۹۵۸۶
بائیسکلیں اور پرزے	۱۱۰۰۰۰
بجلی کے آلات اور سازوسامان	۲۵۳۱۵۰
سلائی کی مشینیں	۲۷۰۰۰۰
جراحی اور سائنس کے آلات سازوسامان اور اوزار	۱۵۰۰۰۰
مفرد اور مرکب دوائیں	۳۰۰۰۰۰
رنگ اور رنگسازی کی اشیا	۱۲۵۰۰۰
کاغذ اور کاغذ کی اشیا	۲۵۰۰۰۰
ربڑ سے تیار شدہ اشیا	۳۰۰۰۰۰۰
لکڑی اور لکڑی کی اشیا (مع پلائی وڈ)	۱۰۰۰۰۰۰
برتن اور چینی کا سامان	
شیشے کے برتن اور شیشہ کا سامان	[illegible]۰۰۰۰۰
اور دیگر اشیا جو کھلے جنرل لائسنس نمبر ۲ میں شامل ہیں	۵۰۰۰۰۰۰
میزان کل	۲۶۵۸۷۷۳۶

یہ بھی دریافت کیا گیا کہ آیا ہند اور جاپان کے درمیان تجارت کے بڑے بڑے ٹھیکے طے پا چکے ہیں۔ مسٹر نیوگی نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔

برما کے حالات پر غیر رسمی بات چیت

وزیر اعظم ہند، آسٹریلیا کے وزیر خارجہ ڈاکٹر ایواٹ اور برطانیہ کے سمندر پار ملکوں کے تجارتی سکریٹری سر آرتھر باٹملی نے آج بعد دوپہر برما کے حالات پر ایک غیر رسمی بات چیت۔ لنکا میں ہندوستان کے ہائی کمشنر مسٹر ڈی سلوا اور برطانیہ کے جنوب مشرقی ایشیا میں کمشنر جنرل میلکم میکڈانلڈ بھی بات چیت کے دوران میں موجود تھے

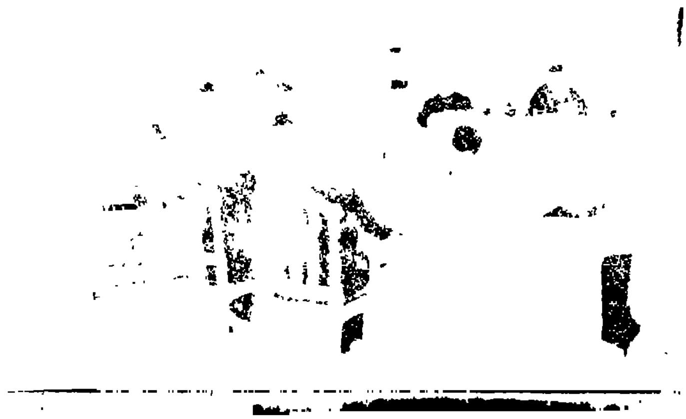
اس بات پر اتفاق رائے کا اظہار کیا گیا کہ برما میں امن اور خوشحالی مصالحت سے بحال کی جائے گی۔ میٹنگ میں با اتفاق رائے یہ بھی منظور کیا گیا کہ ایک مشترکہ مراسلہ برما کے وزیر اعظم کو بھیجا جائے جس میں پر امن فیصلہ تلاش کرنے کی تدابیر تجویز کی گئی ہیں۔



بین الصوبائی وزراے اطلاعات کی کانفرنس کے موقعہ پر جو دعوت دی گئی اُس میں
سردار پٹیل مس مینی بین پٹیل شری گیا ڈگل اور شری دیواکر منسٹر آف سٹیٹ وزارت نشرو اطلاعات



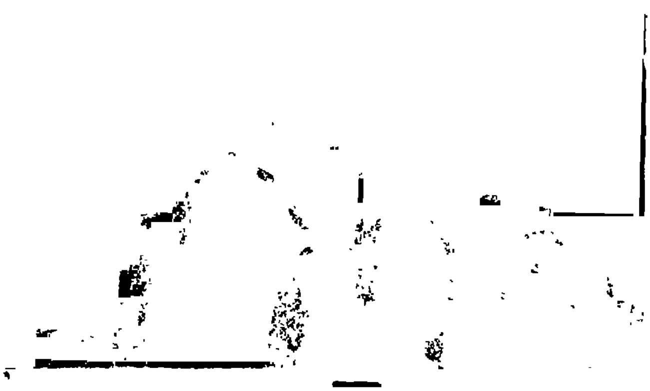
نئی دلی میں ۱۵ فروری کو وزیر صنعت و رسد ڈاکٹر مکرجی نے
ہندوستانی ہوائی بیڑے کے افسروں اور جوانوں کے ایک اجتماع
میں ہندوستان میں صنعتی منصوبہ بندی کے موضوع پر تقریر کی۔



وزیر تعلیم آنریبل مولانا ابو الکلام
آزاد نے [illegible] فروری کو نئی دلی میں وزرائے
تعلیم کی کانفرنس کا افتتاح کیا۔ اس
کانفرنس میں ہند میں بنیادی تعلیم کو
لازمی قرار دینے اور ہندوستان میں
سائنسی اور ٹیکنیکل تعلیم کے اداروں
کو قائم کرنے پر غور کیا گیا۔



وزیر اعظم ہند آنریبل پنڈت جواہر لال
نہرو نئی دلی میں ۲۲ فروری کو آل انڈیا
پاور انجنیئرس کانفرنس میں مستقبل کے
ہندوستان میں بجلی کی اہمیت پر تقریر کر رہے ہیں



ہیں: پنڈت جواہر لال نہرو نے گجرات کے دورے کے دوران
...فوری کو سردار ولبھ بھائی پٹیل کے بُت کی نقاب کشائی کی
... پنڈت نہرو آنند میں ولبھ نگر کی سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں۔
...اعظم بمبئی شری کھیر ان کے پیچھے نظر آ رہے ہیں۔ نئی بستی سردار
پٹیل کی جائے ولادت کرم ساد کے قریب ہی واقع ہے۔



نیچے (دائیں) وزیر اعظم ہند نے گجرات میں حالیہ دورے کے دوران
میں آنند کے زرعی ادارہ کا بھی معائنہ کیا۔ تصویر میں مسٹر
منشی اور دیگر اصحاب نظر آ رہے ہیں (بائیں) پنڈت نہرو احمد
کے کیلیکو میوزیم میں ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے کو دیکھ رہے
ہیں۔ پنڈت نہرو کے دائیں طرف میوزیم کے مہتمم شری
گوتم امبالال اور ان کے پیچھے وزیر اعظم بمبئی مسٹر بی جی
نظر آ رہے ہیں۔

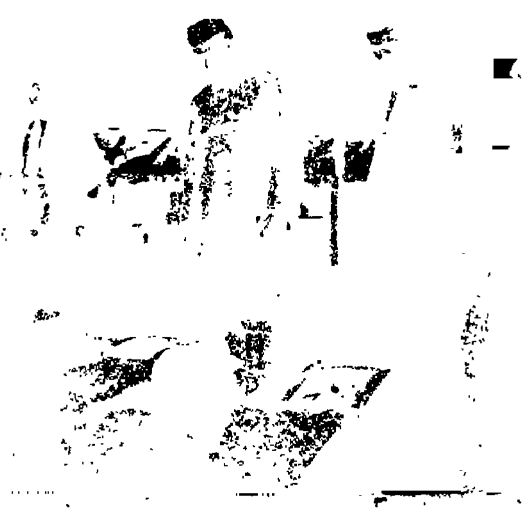






اوپر (دائیں اور بائیں) لیڈی ماؤنٹ بیٹن نے شرنارتھی عورتوں
کی مختلف تربیت گاہوں کا معائنہ کیا (تصویر میں) وہ لاہور فیلڈ
کیمپ میں عورتوں سے باتیں کر رہی ہیں۔ اس کیمپ میں دو سو
سے زیادہ عورتیں اور بچے ہیں (نیچے) حالیہ دورہ کے دوران
میں وزیراعظم اور لیڈی ماؤنٹ بیٹن کوروکشیتر میں شرنارتھی
بچوں کی کھیلوں میں شریک ہوئے (نیچے دائیں) پنڈت نہرو اور
لیڈی ماؤنٹ بیٹن اُن شرنارتھیوں کے کام کو دیکھ رہے ہیں۔
جنہیں نیلوکھیڑی پناہ گزین کیمپ میں مصوری کی تربیت دی
جا رہی ہے۔ (بائیں) ۲۱ فروری کو جب وزیراعظم پانی پت پناہ گزین
کیمپ میں تشریف لے گئے تو ایک عظیم اجتماع نے اُن کا سواگت کیا۔







ہز ایکسیلنسی شری سی، راجگوپال اچاریہ ۱۳ فروری کو گاندھی منڈپ نمائش دیکھنے تشریف لے گئے۔ ان کے دائیں طرف گاندھی جی کے پوتے شری کنو گاندھی ہیں۔ اس نمائش میں دیگر چیزوں کے علاوہ گاندھی جی کی زندگی سے متعلقہ تصویریں اور فوٹو رکھے گئے تھے۔







درمیان میں (بائیں) ایس ایس ڈی "او، چھید مبرم" جس کا نام کرن سنسکار گورنر جنرل نے ادا کیا۔ اس موقعہ پر ہز ایکسیلنسی نے ٹیوٹی کورین سے کولمبو تک دخانی جہازوں کی سروس کا افتتاح کیا۔ اوپر (دائیں) ایچ آئی ایس راجپوت، ہندوستانی تباہ کن بیڑے کا لیڈر یہ جہاز موسم خزاں میں ہندوستان پہنچے گا۔ (بائیں) گورنر جنرل ایس ایس "ڈی او، چھید مبرم" میں داخل ہو رہے ہیں۔

ہندوستان کی علاقہ واری فوج

نوجوانوں کے لئے خالی وقت میں فوجی تربیت حاصل کرنے کا اعلیٰ موقعہ

ہندوستان کے لئے علاقہ واری فوج کی اسکیم مکمل کر لی گئی ہے۔ اس میں معمولی مزدور سے لے کر اعلیٰ سند یافتہ ماہر تک ہر آزمودہ کار شہری شامل ہو سکتا ہے۔ علاقہ واری فوج بنانے کا فیصلہ پچھلے سال کے شروع میں کیا گیا تھا۔ اور پھر اس غرض کے لئے پارلیمنٹ میں ماہ ستمبر میں ایک قانون پاس کیا گیا۔ اس میں خاص طور پر یہ کہہ دیا گیا۔ مرکزی حکومت کے حکم کے بغیر علاقہ واری فوج کے عملہ کو فوجی خدمت کے لئے ہندوستان سے باہر نہیں بھیجا جائے گا۔ علاقہ واری فوج اگرچہ ایک رضاکار ادارہ ہے پھر بھی اس کے ارکان کو ایسی تربیت دی جائے گی کہ ان کی واقفیت ... شہری یونٹوں میں داخل ہونے والوں کو شام کے وقت بھرتی کے لئے ہندوستان کو آٹھ علاقوں میں بانٹا گیا ہے۔

ہندوستان کے لئے علاقہ واری فوج کی اسکیم مکمل کر لی گئی ہے۔ شروع میں اس فوج میں ایک لاکھ تیس ہزار آدمی بھرتی کئے جائیں گے۔ بھرتی کا کام علاقہ واری طریقے سے ہوگا۔ اور اس کے شروع ہونے میں ابھی کچھ وقت لگے گا۔

معمولی مزدور سے لے کر اعلیٰ سند یافتہ ماہر تک ہر آزمودہ کار شہری اس فوج میں شامل ہو سکتا ہے۔ اس پر مذہب یا فرقے کی کوئی پابندی نہیں۔ اس میں ملک کے نوجوان اپنے خالی وقت میں فوجی تربیت حاصل کر سکیں گے۔ عمر کی حد اٹھارہ سے پینتیس سال تک رکھی گئی ہے۔ لیکن جو لوگ فوج میں کام کر چکے ہوں۔ یا ٹیکنیکل اسناد رکھتے ہوں۔ ان سے رعایت برتی جائے گی۔

علاقہ واری فوج دراصل باقاعدہ فوج کے لئے ڈیفینس کی ایک دوسری لائن ہے لیکن جب کبھی ضرورت ہوگی علاقہ واری فوج سے باقاعدہ فوج کو کمک بھیجی جائے گی۔

علاقہ واری فوج طیارہ شکن توپوں اور ساحلی دفاع کے لئے بھی ذمہ دار ہوگی۔ اس کے لئے ایک باقاعدہ جمیعت اس کی پشت پر ہوگی۔ ہنگامی حالات میں علاقہ واری فوج باقاعدہ فوج کا ساتھ یا ... کام اپنے ذمے لے گی۔ اور ملک میں امن و قانون کو برقرار رکھنے میں مدد دے گی۔

علاقہ واری فوج بنانے کا فیصلہ پچھلے سال کے شروع میں کیا گیا تھا۔ اور پھر اس غرض کے لئے ڈومینین پارلیمنٹ نے ماہ ستمبر میں ایک قانون پاس کیا۔ اس میں خاص طور پر یہ کہہ دیا گیا کہ مرکزی حکومت کے حکم کے بغیر علاقہ واری فوج کے عملہ کو فوجی خدمت کے لئے ہندوستان سے باہر نہیں بھیجا جائے گا۔

رنگروٹوں کی تربیت۔ اگرچہ علاقہ واری فوج ایک رضاکار ادارہ ہے پھر بھی اس کے ارکان کو ایسی تربیت دی جائے گی کہ ان کی عام واقفیت کو وسعت ملے ان کی جسمانی حالت بہتر بنے۔ اور ان میں فوجی ڈسپلن پیدا ہو۔ شروع میں تربیت کی میعاد کا دارومدار اس بات پر ہوگا کہ علاقہ واری فوج کے مختلف دستوں کے لئے کس قسم کے لوگ اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ لیکن توقع ہے کہ ان میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہوگی جو پہلے فوج میں کام کر چکے ہیں۔ شہری آبادی سے آنے والے دیگر لوگوں کی نسبت ان لوگوں کو فوج کے کام کے بارے میں کچھ واقفیت حاصل ہوگی۔ اس لئے انہیں زیادہ تربیت دینے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔

شہری یونٹوں میں داخل ہونے والوں کو شام کے وقت یا ہفتے اتوار کو تربیت دی جائے گی۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کو تربیت دینے کے لئے تھوڑے عرصے کا ایک سالانہ کیمپ ہوا کرے گا۔ لیکن دیہاتی علاقوں کے لوگوں کے صوبائی یونٹوں کے لئے صرف لمبے عرصے کے سالانہ کیمپ ہوا کریں گے تاکہ دور دراز گاؤں سے آنے والے

لوگوں کے لئے آسانی رہے۔ اور فصل کے موسم میں ان کا ہرج نہ ہو۔

جنگ سے پہلے کی علاقہ واری فوج۔ گذشتہ جنگ عظیم سے پہلے ہندوستان میں ایک چھوٹی علاقہ واری فورس تھی جس کی تشکیل سنہ ۱۹۲۰ء کے ایک قانون کے ماتحت ہوئی۔ مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کی وجہ سے ہندوستان کے سیاسی حالات میں جو تبدیلی ہوئی۔ مذکورہ قانون اسی کا نتیجہ تھا۔ تب یہ محسوس کیا گیا کہ حکومت خود اختیاری کو ایک حقیقت بنانے کے لئے ہندوستانیوں کو اپنے ملک کی حفاظت کرنے کے قابل بنانا ہوگا۔ اور جب جمہوری طرز کے نمائندہ ادارے قائم کئے گئے تو ہندوستانی لیڈروں نے یہ مطالبہ کیا کہ ملک کے تحفظ کے لئے نوجوانوں کو فوجی تربیت حاصل کرنے کے زیادہ سے زیادہ موقع دئے جائیں چنانچہ فوجی سروسوں کو ہندوستانی بنانے کا ایک پہلو ہندوستانی علاقہ واری فورس تھا۔

سنہ ۱۹۲۹ء میں ایک کمیٹی کے اکان نے ہندوستانی علاقہ واری فورس کی اصلاح اور توسیع کے مسائل پر غور کیا۔ اور اس کے بعد سنہ ۱۹۲۰ء کے قانون میں ترمیم کی گئی۔ اس فورس میں تین بڑے طبقے تھے۔

(۱) صوبائی پیادہ فوج کے بٹالین۔ (۲) شہری یونٹ اور (۳) یونیورسٹی ٹریننگ کور۔ شروع میں آٹھ صوبائی بٹالین بنائے گئے لیکن رفتہ رفتہ ان کی تعداد بیس ہوگئی۔ سنہ ۱۹۳۹ء میں جب جنگ شروع ہو گئی۔ تو علاقہ واری فورس کے بیشتر عملے کو محاذِ جنگ پر بھیجا گیا۔ اور انہوں نے اپنا کام خوب نبھایا۔

ہندوستانی علاقہ واری فورس میں، تو صرف پیادہ فوج کے چند بٹالین تھے۔ لیکن علاقہ واری فوج میں باقاعدہ فوج کے ہر قسم کے یونٹ ہوں گے۔ اس میں پیادہ فوج۔ بکتر بند دستے۔ توپ خانہ۔ انجینیئر۔ ریلوے یونٹ۔ سگنلز۔ آرڈیننس۔ طبی اور دوسرے یونٹ ہوں گے۔ ہندوستانی علاقہ واری فورس کے قبل از جنگ کے قواعد و ضوابط میں مناسب تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔ اور انہیں موجودہ حالات کے مطابق بنا دیا گیا ہے۔

آٹھ طبقے۔ علاقہ واری فوج میں بھرتی کے لئے ہندوستان کو نیچے لکھے ہوئے آٹھ طبقوں میں بانٹا گیا ہے۔

(۱) دہلی مشرقی پنجاب۔ وشال راجستھان اور متسیہ یونین۔ مدھیہ بھارت۔ بھوپال۔ پٹیالہ اور مشرقی پنجاب کی یونین اور ہماچل پردیش۔

(۲) صوبجات متحدہ۔ ریاستہائے بنارس۔ رام پور اور ٹیہری گڑھوال اور وندھیا پردیش۔

(۳) صوبجات متوسط اور برار جن میں وہ ریاستیں بھی ہیں جو صوبہ میں مدغم ہو چکی ہیں۔

(۴) بمبئی مشمولہ ریاستہائے بڑودہ اور کولہاپور اور سوراشٹر۔

(۵) مدراس اور وہ ریاستیں جو مدراس میں مدغم ہو چکی ہیں۔ کورگ۔ میسور۔ کوچین اور ٹراونکور۔

(۶) بہار اور اڑیسہ اور وہ ریاستیں جو اس صوبہ میں مدغم ہو چکی ہیں۔

(۷) مغربی بنگال۔

(۸) آسام۔ تری پورہ منی پور اور کوچ بہار۔

بریگیڈئیر گوردیال سنگھ علاقہ واری فوج کے ڈائرکٹر ہیں۔

ہندوستان کے علم طب میں ریسرچ کی ضرورت بسلسلہ صفحہ ۲۳۱

حکومت کی طرف سے تیس روپے مہینہ کی امداد ملنی چاہئے۔ اور اس طرح ہر سال ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کے خرچ سے چھ سو طبیب تیار کئے جائیں

کمیٹی کی سفارشات کو جامہ عمل پہنانے کے لئے وزارت صحت کے ماتحت ایک افسر مقرر کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ جو صوبوں اور ریاستوں کے کام کو تنظیم دے۔ اور ہندوستانی طب کے مرکزی سیکشن کا انچارج ہو۔

ہندو کوڈ بل کا ہندوستانی ترجمہ اب فروخت کے لئے تیار ہے۔ یہ ترجمہ دیوناگری لکھاوٹ میں ہے۔ اور کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی (لیجسلیٹو) کی سلیکٹ کمیٹی اس پر نظر ثانی کر چکی ہے۔

فوجیوں کے لڑکوں کے لئے ملٹری کالج کا انتظام

ہر سال پینتیس طلباء تربیت حاصل کرتے ہیں

ہند کے تمام فوجیوں اور سابق فوجیوں کے بیٹے آج کل جالندھر کے کنگ جارج ففتھ رائل انڈین ملٹری کالج میں اپنے آپ کو فوجی زندگی کے موزوں بنانے کے لئے تربیت حاصل کر رہے ہیں ان کی تعداد دوسو اڑتیس اور ان کی عمر دس سال اور اٹھارہ سال کے درمیان ہے۔ مشرقی پنجاب کے گورنر شری چندولال ترویدی نے پچھلے دنوں کالج کا معائنہ کیا آپ کالج کی ہر جماعت میں تشریف لے گئے اور فوجی طالب علموں کا بحث ومباحثہ سنا۔ جنرل آفیسر کمانڈنگ مشرقی پنجاب ایریا میجر جنرل ایس۔ پی پی تھورات۔ جالندھر سب ایریا کے کمانڈر بریگیڈیر جے سی کاکوشش مذکورہ بالا کالج کے کمانڈنگ میجر سوم دت نے موصوف کا استقبال کیا۔

گورنر موصوف کیمسٹری اور فزکس کی تجربہ گاہوں میں بھی تشریف لے گئے اور دس سال اور ۱۸ سال کی عمر والے لڑکوں کی کلاس کے بحث ومباحثہ کو نہایت دلچسپی سے سنا آپ نے تربیت کے طریقے کی تعریف کی اور دفاعی فوجوں کے لئے آفیسر اور سپاہی تیار کرنے کے لئے کالج کے مفید ہونے کو سراہا آپ نے یہ امید ظاہر کی کہ اس طرح کے ادارے ملک کے دوسرے حصوں میں بھی قائم کئے جائیں گے جس سے تمام صوبوں کے لوگ پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں گے۔

۲۵۔ فروری ۱۹۲۳ء کو شاہ جارج ہشتم نے جو اس وقت پرنس آف ویلز تھے مذکورہ بالا کالج کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ کالج کنٹونمنٹ میں واقع ہے اور خوشنما ماحول سے گھرا ہوا ہے۔ اس کے قیام کا مقصد ہندوستانی سپاہیوں کی اولاد کے لئے ایسی تعلیم کا بندوبست کرنا تھا جس سے وہ سپاہیانہ زندگی کے لئے موزوں ہو سکیں۔ آج تمام لڑکے افسر بننے کے لئے کالج میں داخل ہوتے ہیں۔ لیکن افسر بننے کا امکان ان کی اپنی قابلیت محنت سپاہیانہ جوہر کی ترقی پر منحصر ہے۔ جو ایک افسر کے لئے لازمی چیز ہے۔ کمیشنڈ افسر بننے کے لئے جو طلباء موزوں نہیں ہوتے انہیں سپاہیوں میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ فوجی طالب علم ۱۸ سال کی عمر میں پانچ سے آٹھ سال تک کا نصاب پورا کر کے بری فوج، سمندری بیڑے یا ہوائی بیڑے میں اپنی مرضی کے مطابق داخل ہو سکتا ہے۔

دس غیر فوجی انسٹرکٹر اور ۱۳ انڈین آرمی ایجوکیشن کور کے انسٹرکٹر مندرجہ ذیل مضامین کی تعلیم دیتے ہیں جنرل نالج (عام معلومات) جماعتی مذاکرہ اور مباحثے۔ انگریزی۔ ریاضی حفظان صحت۔ شہریت۔ روزمرہ کی سائنس اور طالب علم کی اپنی مادری زبان۔ دستکاری پینٹنگ۔ کھیل۔ ورزش۔ اس کے علاوہ جسمانی تربیت وغیرہ کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ نصاب پورا ہونے پر طلبا کو "انڈین آرمی سرٹیفکیٹ" دئے جاتے ہیں اور آخری امتحان کی سند انڈین آرمی اسپیشل کہلاتی ہے۔ جس کا معیار یونیورسٹی کے میٹریکولیشن امتحان سے بلند ہے۔

کالج میں ۲۵۰ امیدواروں کو بیک وقت تربیت دینے کی گنجائش ہے۔ ہر سال تقریباً ۳۵ طالب علم پاس ہو کر جاتے ہیں اور اس تعداد کے برابر دس سال اور تیرہ سال کی عمر کے لڑکے کالج میں داخل ہوتے ہیں تعلیم طالب علم کی مادری زبان میں دی جاتی ہے۔ لیکن رومن رسم الخط سیکھنا بھی اس کے ساتھ ضروری ہے۔ انگریزی کو ایک خاص مضمون کا درجہ حاصل ہے۔ امتحانات تقابلی اصول پر ہوتے ہیں اور کامیاب طلبا کو علم واقفیت اور کھیلوں کے میڈل بھی دئے جاتے ہیں۔

ڈاک و تار کے ملازمین ہڑتال کرنا پسند نہیں کرتے

چلی پور اور جبل پور کے ٹیک کے کارخانوں میں کام کرنے والے ملازمین کی یونین نے ڈاک اور تار کے ڈائرکٹر جنرل کو اطلاع دی ہے کہ ان کا ہڑتال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

فوجیوں کی فلاح کا ہفتہ

دہلی میں پینتالیس ہزار روپے چندہ جمع کیا گیا

ہندوستان بھر میں فوجیوں کی فلاح کا ہفتہ ۲ فروری کو کامیابی سے ختم ہو گیا دہلی بمبئی۔ مدراس۔ کلکتہ اور لکھنؤ میں یہ ہفتہ نہایت سرگرمی سے منایا گیا۔

اس ہفتہ فوجیوں کی فلاح کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد ملک بھر کے لوگوں کو فوجی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں واقفیت بہم پہنچانا تھا۔ اس کے علاوہ یہ ایک ایسا موقع تھا جس سے فوج کے لوگوں اور شہری لوگوں کے باہمی میل جول کو تقویت ملی۔

ہفتہ بھر کے پروگرام میں مختلف مقاموں پر فوجی کرتب جسمانی ورزش کے کھیل۔ کھیل تماشے۔ رقص و سرود تفریحی میلے اور جدید ہتھیاروں کی نمائشیں منعقد ہوئیں۔ دہلی میں فوجیوں کی فلاح کے لئے عورتوں کے ادارہ کی طرف سے بچوں کے میلے اور جادو کے کھیلوں کے تماشے کا اہتمام بھی کیا گیا۔

بچوں کا میلہ چھ فروری کو اروِن سٹڈیم میں ہوا اور بڑی تعداد میں لوگ اسے دیکھنے آئے اور اسے پسند کیا اس میلے میں بچوں نے طرح طرح کے کھیل کئے۔ دکانوں کو رنگ برنگ طریقوں سے سجایا گیا۔ گورنر جنرل کی گھوڑے گاڑیوں میں سواری کی گئی ایک چھوٹی ریل چلائی گئی۔ مداری کے کھیل دکھائے گئے اور جھولے اور چرخ چوں کا اہتمام کیا گیا سٹر نارتھی اسٹال ہولڈروں اور کناٹ پلیس کے دکانداروں نے کئی انعام دئے۔ میلے میں ایک بکتر بند گاڑی بھی رکھی گئی تھی جسے لوگوں نے بڑے اشتیاق سے دیکھا۔ میلے کا سب سے اچھا تماشہ سواروں کا گھوڑے دوڑا کر میخ اکھاڑنے کا کھیل تھا۔ یہ کھیل گورنر جنرل کے باڈی گارڈ نے کیا۔

آٹھ فروری کو پروفیسر پی آر کیل نے ہندوستانی ہوائی بیڑے کے سینما میں شعبدہ بازی کے کھیل دکھائے گئے۔ تقریباً دو گھنٹے تک حاضرین جلسہ ان کھیلوں سے مسحور ہوتے رہے۔

دہلی میں اس وقت کے دوران کل پینتالیس ہزار روپیہ جمع کیا گیا اور اس کامیابی کا سہرا تقریب کی تنظیم کرنے والوں کے سر ہے۔ جن لوگوں نے ان دو میلوں میں شرکت کی ان میں حسب ذیل لوگ بھی تھے۔ نیپالی سفیر اور دیگر سفرا اور غیر ملکی نمائندگان جنرل سر آر جی بالڈ نائی۔ مسٹر ایچ ایم پٹیل۔ جنرل سر رائے بوشر۔ لیفٹیننٹ جنرل ایس ایم سری نگیش۔ میجر جنرل ایچ ایل اٹل۔ میجر جنرل بی۔ این تھاپر اور ایس وائس مارشل ایس مکرجی۔

نئے نظام میں مسلح فوجوں کو جو اہمیت حاصل ہے۔ عوام اس میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس کا ثبوت فوجی فلاح کے ہفتہ سے ملا۔ اس تقریب کو وزیر اعظم کا آشیرباد حاصل تھا۔

پودوں کی دیکھ بھال کے کام کے لئے تربیت کا اہتمام

ہند نے پودوں کی بیماریوں اور وباؤں کی روک تھام کے لئے تربیت یافتہ عملے میں اضافہ کرنے کے لئے اہتمام کیا ہے۔ پچھلے سال بھی ایسی تربیت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ یہ تربیت اجمیر میں دی جائیگی اور تربیت حاصل کرنے والوں کو پودوں کی دیکھ بھال اور ذخیرے کے متعلق واقفیت بہم پہنچائی جائیگی۔ یہ تربیت یکم مارچ کو شروع ہوگی اور ۱۸ مارچ تک رہے گی۔

پودوں کی دیکھ بھال کے کورس میں ان وباؤں اور بیماریوں کے متعلق بتایا جائیگا جو راجپوتانہ کے علاقہ میں اکثر رونما ہوتی ہیں۔

شریمتی سروجنی نیڈو کو حکومت ہند کا خراج عقیدت

۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو حکومت ہند نے گزٹ آف انڈیا کی ایک غیر معمولی اشاعت میں حسب ذیل بیان شائع کیا ہے۔

"گورنر جنرل نے آج صبح سویرے لکھنؤ میں صوبۂ متحدہ کی گورنر ہز ایکسیلنسی شریمتی سروجنی نیڈو کے انتقال کی خبر کو بہت ہی رنج و ملال سے سنا۔ اِس ملک کی سیاسی اور سماجی زندگی میں مرحومہ کی خدمات کو ضبط تحریر میں لانا بہت دشوار امر ہے۔ ایک ممتاز مقرر۔ ایک بہت بڑی شاعرہ۔ ایک ایسی ہستی جسے موہ لینے کی غیر معمولی قوت اور خوش شعور عطا کیا گیا تھا وہ اپنی زندگی حقیقی عیش و آرام اور ادب (جس سے مرحومہ کا بے حد لگاؤ تھا) کے مشغلہ میں گزار سکتی تھی۔ لیکن جب آزادی کی جدوجہد کے لئے مہاتما گاندھی کی آواز ان کے کانوں میں پہنچی تو مرحومہ نے بلا کسی پس و پیش کے ان تمام عطیات کو اسی مقصد کے لئے وقف کر دیا جس کے لئے مہاتما گاندھی جدوجہد کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی وقت سے مرحومہ جدوجہد کی صف اول میں رہیں۔ اس بات کو ۲۵ سال گزرے کہ مرحومہ کو انڈین نیشنل کانگرس کا صدر چنا گیا اور یہ سب سے بڑا اعزاز تھا جو ملک انھیں پیش کر سکتا تھا۔ اب بہت کافی عرصہ سے ان کی صحت خراب رہنے لگی تھی جو اس بات کی متقاضی تھی کہ وہ اپنی سیاسی سرگرمیوں سے سبکدوش ہو جائیں۔ لیکن آپ اپنے دوستوں اور طبی مشیروں کے مشورے کو بالکل خاطر میں نہ لائیں اور نہایت بلند ہمتی سے اس جدوجہد کو جاری رکھا۔ اگرچہ وہ بیمار اور جسمانی تکلیف میں مبتلا تھیں لیکن ۱۹۴۲ء کی عظیم الشان سیاسی تحریک میں وہ سب سے پہلے گرفتار ہونے والے لوگوں میں سے تھیں۔ اس قید کو بھی مرحومہ نے مہاتما جی کے ساتھ کاٹنے کے لئے کہا جس کی انھیں اجازت مل گئی تھی مرحومہ کی قوت حیات ہمت اور عقلمندی ان دشوار ایام کے سوا اتنی نمایاں کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔

"اعلےٰ حیثیتوں پر فائز کرنے کے متعلق کسی شخص کو خیال بھی نہ آتا تھا کہ شریمتی سروجنی نیڈو کے ساتھ عورت ہونے کی وجہ سے یہ رعایت کی جا رہی ہے اور عزت افزائی کی یہ فراوانی آپ کی شخصیت آپ کی ذہانت اور ملک کے لئے قربانیوں کے باعث ہوئی تھی۔ جب دہلی میں ایشین کانفرنس منعقد ہوئی تو آپ کو صدر بنایا گیا تھا جو عالمگیر تحسین و آفرین کا باعث ہوا۔ جب ملک کو آزادی نصیب ہوئی تو مرحومہ کو ایک بہت بڑے اور پیچیدہ صوبہ کا گورنر بنایا گیا۔ یہ آپ کی ساری زندگی کا طرۂ امتیاز تھا کہ مرحومہ نے اس آسامی پر اپنی قدر و قیمت اور انسان دوستی کے پورے پورے جوہر دکھلائے۔ یہ آسامی آپ کی ملکی خدمت کے سلسلہ کی آخری کڑی تھی۔

ڈاکٹر سید حسین کا انتقال پُر ملال

حکومت ہند کو انتہائی قلق اور رنج کے ساتھ مصر میں ہندوستان کے سفیر ڈاکٹر سید حسین کے انتقال پر ملال کی اطلاع ملی ہے۔ ۲۵ فروری کو ریڈیلیش بمگت تیس سال تک ملک کی خدمت کر کے حرکت قلب کے بند ہونے کی وجہ سے راہی ملک عدم ہوا۔ ڈاکٹر سید حسین نہایت بہت مقرر اور نہایت اعلےٰ مصنف تھے اور انھوں نے اپنی ان دونوں صلاحیتوں سے ہندوستان کی جنگ آزادی میں پورا پورا کام لیا۔ جب ۱۹۴۸ء میں انھیں مصر میں ہندوستان کا پہلا سفیر مقرر کیا گیا۔ جہاں انھوں نے اپنے اخلاق حسنہ اور تہذیب و شستگی سے سب کے دل موہ لئے اور ہندوستان اور مصر کے رشتہ محبت کو استوار کیا۔ ان کی اچانک اور قبل از وقت موت ہندوستان کے ایک ایسے آزمودہ کار اور ممتاز خادم وطن کا نقصان ہوا جس کا رنج اس ملک کو ہی نہیں بلکہ اکناف عالم میں ان کے دوستوں کا حلقان کے لئے سوگوار ہوگا۔ کیونکہ ڈاکٹر سید حسین میں حب الوطنی اور دوستی اور اخوت کی ایسی بے نظیر صلاحیت تھی جو شاذ ہی نظر آتی ہے۔

دیہات میں سماجک کام کی اہمیت
کستوربا کی برسی پر گورنر جنرل کی تقریر

گرام سیوا سنٹر لاڈو سرائے ۲۲ فروری منگل کے دن ہز ایکسیلینسی گورنر جنرل نے کستوربا گاندھی کی پانچویں برسی کے موقع پر جو تقریر کی وہ درج ذیل ہے۔

آج کستوربا کی پوتر یاد کا دن ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ آج ہم یہ یاد کریں۔ کہ وہ ہم سب سے کیا چاہتی تھیں۔ اگر کوئی انسان اپنی آرزوؤں کی تکمیل سے پہلے ہی مر جائے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ اس کی روح ہم سے ان آرزوؤں کی تکمیل کرا لے اور ان تمناؤں کو جامۂ عمل پہنانے کے لئے ہمیں مجبور کرنا چاہتی ہے۔ اور اس لئے وہ ہمارے ارد گرد رہتی ہے۔ گاندھی جی کے انتقال کے وقت ان کی سب تمنائیں شرمندۂ معنی نہ ہوئی تھیں۔ اور کستوربا کی مرتیو کے وقت ان کی بہت سی آرزوئیں مرہون تکمیل نہ ہوئی تھیں اب یہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان آرزوؤں کی تکمیل کریں۔ اور مقاصد کو حاصل کریں۔

باپو کے سامنے جو کام پورے ہو گئے۔ وہ سب اچھے تھے لیکن سب کاموں کا بار حکومت پر ہی نہیں ہے۔ اب بھی غیر سرکاری کام کرنے والوں کے لئے گاؤں میں سماجک کام کرنے کے لئے بڑا میدان ہے۔ جس طرح ہم ان کھیتوں پر ہی اکتفا نہیں کر سکتے۔ جنہیں نہریں سیراب کرتی ہیں۔ بلکہ ان کھیتوں کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ جنہیں پانی نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طریقے سے قومی کام کا کچھ حصہ غیر سرکاری اداروں کے لئے بھی رہنا چاہئے۔ اسی لئے چندے جمع کئے گئے ہیں۔ اور تحریکیں جاری کی گئی ہیں۔ کہ جو کام بلاواسطہ حکومت نہیں کر سکتی۔ انہیں اس طرح چلایا جائے غیر سرکاری دیش سیوک جو کام کرتے ہیں۔ ان کی حکومت بہت قدر کرتی ہے۔ اور یہ کام جاری رہنے چاہئیں۔ گاؤں والوں نے اور کانگریس کمیٹی نے میرا سواگت کرتے ہوئے جو کچھ کہا ہے۔ اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور میں حکومت سے کہوں گا۔ کہ اس خطبۂ استقبالیہ میں جو باتیں کہی گئی ہیں۔ ان پر توجہ دی جائے۔

گاؤں اور شہروں میں کوئی تصادم نہیں ہے۔ گاؤں کے لئے منڈیوں کی ضرورت ہے۔ اسی لئے شہر معرض وجود میں آئے ہیں۔ ہمیں بے صبری نہیں کرنی چاہئے۔ اور ایک دوسرے سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص کو اپنی استطاعت کے مطابق کام کرنا چاہئے۔ باقی کام خود ہوتا رہے گا۔ پرانے رشیوں کی طرح باپو بھی ایک منتر چھوڑ گئے ہیں۔ ہمیں اس منتر کو نہیں بھولنا چاہئے۔ ایشور اور اللہ دونوں پرماتما کے نام ہیں۔ اور یہ بات ہمیں اپنے ذہن میں اسی قدر عقیدت کے ساتھ رکھنی چاہئے جس سے ہم اپنے پرانے رشیوں کی گائتری کو اپنے دل میں جگہ دیتے ہیں۔ جب ہمارے بزرگوں نے خدا تعالےٰ کے ہزار نام رکھے اور ہم سے کہا کہ ہم ان ہزار ناموں کو جپیں۔ تو اس کا یہ مطلب تھا کہ لوگ یہ سمجھ جائیں۔ کہ خدا تعالےٰ کو ایک ہزار ناموں سے پکارا جا سکتا ہے۔ اور ناموں کے آدیو ہمیں جھگڑنا نہیں چاہئے۔ اگر کوئی آدمی کسی ایسے آدمی کی بے عزتی کرتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کو کسی دوسرے طریقے سے یاد کرتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ اپنے خدا کا اپمان کرتا ہے۔ اسی لئے تو باپو نے لوگوں سے کہا تھا۔ کہ وہ "ایشور اللہ تیرے نام" کا بھجن گائیں۔

ہم نے ایک نئے دور میں قدم رکھا ہے۔ ہماری اپنی حکومت ہے۔ جس کے چلانے والے بڑے اچھے لوگ ہیں۔ ہمیں ان پر اعتبار کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنا کام خوبی سے انجام دینا چاہئے۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ سب کچھ درست ہو جائے گا۔ کیا میں آپ سب کی طرف سے اس ماں کی روح کو جس کی یاد میں ہم سب اکٹھے ہوئے ہیں۔ اس بات کا یقین دلاؤں کہ ہم نے جلائے ہوئے مشعل کو ہم بجھنے نہیں دیں گے۔

بی سی جی ٹیکہ تپدق سے بچنے کی موثر اور بے ضرر دوا ہے

ہند کے بارہ نامور ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ

بی سی جی ٹیکہ تپ دق سے بچنے کے لئے ایک مؤثر اور بے ضرر دوا ہے۔ اس کا استعمال اگست ۱۹۴۸ء سے ہند میں شروع ہوا۔ پہلے پہلے اس کے متعلق متعدد مضامین لکھے گئے۔ جن میں سے بعض مضامین بالکل اس کے خلاف اور اس کی برائی میں لکھے گئے۔ لیکن آخرکار یہ ثابت ہوا کہ دوا بے ضرر اور مؤثر ہے چنانچہ ہند کے بارہ نامور ڈاکٹروں نے اس کے مؤثر ہونے کے متعلق ایک بیان دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں یقین ہو گیا ہے۔ کہ بی سی جی ٹیکا تپ دق کا ایک مؤثر علاج ہے۔ یہ کلیتاً بے ضرر ہے۔ اور جسے یہ ٹیکا لگایا گیا ہو۔ اس کو الگ تھلگ رکھنا ضروری نہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے۔ کہ معیار زندگی کو بہتر بنایا جائے۔ بہتر مکانات، صحت و صفائی اور مناسب غذا مہیا کی جائے۔

مغربی بنگال کے وزیر اعظم ڈاکٹر بی سی رائے کی زیر سرکردگی ہند کے بارہ نامور ڈاکٹروں نے ایک بیان میں رائے ظاہر کی ہے۔ کہ تپ دق سے بچنے کے لئے بی سی جی ٹیکہ ایک مؤثر اور بے ضرر دوا ہے۔ ہند سرکار کے ڈائریکٹر جنرل محکمہ صحت نے اس رائے سے اتفاق کیا ہے۔ اس بیان پر دستخط کرنے والے دیگر ڈاکٹروں کے نام حسب ذیل ہیں۔ ڈاکٹر جیوراج این مہتہ وزیر اعظم بڑودہ۔ ڈاکٹر کے ایس رائے صدر انڈین میڈیکل کونسل۔ ڈاکٹر کے سی کے ای راجا۔ ڈائریکٹر جنرل محکمہ صحت ہند سرکار۔ باقی آٹھ اصحاب ہند کی تپ دق ایسوسی ایشن کی مستقل ٹیکنیکل کمیٹی کے ممبر ہیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ ڈاکٹر آر بی بلیموریہ۔ ڈاکٹر اے سی اوکل۔ ڈاکٹر آر بی سلال۔ ڈاکٹر پی پی بودہ۔ ڈاکٹر کے واسودیولا۔ ڈاکٹر کے ایل ہوگ۔ ڈاکٹر ایس کے سین اور ڈاکٹر بنجا میں۔

ہند میں بی سی جی ٹیکہ کا استعمال اگست ۱۹۴۸ء سے شروع ہوا اور اس وقت سے جنوبی ہند میں مدن پلے اور شمالی ہند میں دہلی کے مقام پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہند سرکار نے اس ٹیکہ کا استعمال تمام صوبوں اور بعض ریاستوں میں عنقریب شروع کرنے کی تجاویز مرتب کی ہیں۔

ماہ جون ۱۹۴۸ء میں ہند سرکار نے ایک سرکاری اعلان شائع کیا تھا۔ جس میں ہند میں تپ دق کی مرض پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ بتایا گیا تھا۔ کہ اس کے تدارک کے لئے بی سی جی ٹیکہ کہاں تک مفید ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد اخبارات میں متعدد مضامین شائع ہوئے ہیں۔ بعض میں اس ٹیکہ کے استعمال کی حمایت کی گئی تھی۔ اور بعض مضامین میں اس ٹیکہ کے بارے میں اور اس کے بے ضرر ہونے کے متعلق لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا کئے گئے۔ یہ بھی شبہ ظاہر کیا گیا۔ کہ اس ٹیکہ پر بھروسہ کر کے حکومت اور لوگ اس مرض کے تدارک کے بارے میں گمراہ ہو جائیں گے۔ اور تپ دق کے انسداد کی باقی تدابیر سے غافل ہو جائیں گے۔ مثلاً گرد و پیش کی صحت و صفائی مکانات۔ غذا۔ اور حفظان صحت کو بہتر بنانا اور اس مرض کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے تپ دق کے مریضوں کو الگ رکھنا اور ان کے علاج کے لئے مؤثر طریقے اختیار کرنا مناسب تعداد میں تپ دق کے ہسپتال اور شفا خانے سینا ٹوریم اور صحت پانے کے بعد مریضوں کے رہنے کی الگ آبادیاں بنانا۔

جب پہلے پہل چیچک کے ٹیکہ کا استعمال شروع کیا گیا تھا تب بھی اسی قسم کے شبہات ظاہر کئے گئے تھے۔ لیکن آخرکار سچائی غالب آئی۔ لوگوں کی نکتہ چینی کے پیش نظر ہم نے یہ مناسب خیال کیا کہ بی سی جی ٹیکہ کے بارے میں اپنی پختہ رائے ظاہر کر دیں۔

بی سی جی ٹیکہ (جیسی ڈبی کالمیٹ گیورین، پیرس کی پاسچر انسٹی ٹیوٹ میں کالمیٹ نے ۱۳ برس کی محنت اور تجربات کے بعد تیار کیا گیا تھا۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں سے انسانوں پر استعمال کیا گیا۔ اس کے بعد کالمیٹ اور دنیا کے دیگر ممالک کے کارکنوں نے اس کا مناسب طریق استعمال اور مقدار بڑی احتیاط سے مقرر کی ۱۹۴۹ء کے آخر تک ڈنمارک۔ ناروے اور سویڈن کے ممالک میں دس لاکھ اشخاص کو یہ ٹیکہ لگایا جا چکا تھا۔ امریکہ۔ کینیڈا۔ جنوبی امریکہ اور ... میں بھی اس ٹیکہ کو استعمال کیا گیا۔ تھوڑا عرصہ پہلے یورپ کے اکثر ممالک میں اس ٹیکہ کا استعمال شروع کیا گیا۔ اور اندازہ لگایا ہے۔ کہ اس وقت ساری دنیا میں تقریباً ایک کروڑ آدمیوں کو یہ ٹیکہ لگایا جا چکا ہے۔

اس معاملہ کے بارے میں لٹریچر کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں یقین ہو گیا ہے۔ کہ (۱) بی سی جی ٹیکہ واقعی ایک مؤثر علاج ہے۔ اور اگر اسے وسیع پیمانے پر استعمال کیا جائے۔ تو یہ توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ ہند میں تپ دق سے جو تلاف جان ہوتا ہے۔ اسے کافی حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔ (۲) یہ کلیتاً بے ضرر ہے اور (۳) جسے یہ ٹیکہ لگایا گیا ہو اس کو الگ تھلگ رکھنا ضروری نہیں ہے۔

ہمیں یہ بھی یقین ہے۔ کہ بی سی جی ٹیکہ کا استعمال تپ دق کے انسداد کے لئے استعمال کئے جانے والے بہت سے دیگر طریقوں میں سے صرف ایک طریقہ ہے۔ اور دوسرے اقدامات مثلاً معیار زندگی کو بہتر بنانا۔ بہتر مکانات، صحت و صفائی اور مناسب غذا کا استعمال بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ اس مرض کی ابتدا میں تشخیص اور اس کا علاج کرنا اور خاص کر تپ دق میں مبتلا لوگوں کو الگ رکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ روپیہ کی قلت اور مناسب تعداد میں تربیت یافتہ عملہ کی عدم موجودگی ان اقدامات کو جلد از جلد زیر عمل لانے میں روکاوٹ ہیں۔ اس لئے بی سی جی ٹیکہ کے استعمال سے لوگوں میں اس مرض کے جراثیم کا مقابلہ کرنے کی طاقت بڑھانا تپ دق کے انسداد کی مہم میں اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر اس ٹیکہ کو مقبول بنانے کے لئے پوری پوری کوشش کی جائے۔ تو مقابلتاً بہت کم خرچ پر تپ دق کا انسداد کیا جا سکتا ہے۔ ساتھ ساتھ ہم دیگر انسدادی تدابیر پر بھی زور دیتے ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ مغربی ممالک میں بھی جن کا معیار زندگی زیادہ بلند ہے۔ اور جن کی صحت و صفائی اور غذا بھی بہتر ہے بی سی جی ٹیکہ کا استعمال شروع کرنا ضروری خیال کیا گیا ہے۔ اور متعلقہ ملکوں نے تپ دق کے انسداد کی مہموں میں اس کی سرگرمی سے حمایت کرنا ضروری سمجھا ہے۔ اس لئے ہند میں اس مرض کا مقابلہ کرنے کے لئے دیگر تدابیر کے ساتھ ساتھ بی سی جی ٹیکہ کا استعمال تو نہایت ہی ضروری ہے۔

انڈین ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن

نئی دہلی ۲۲ فروری۔ ہند سرکار نے ۳۱ مارچ ۱۹۵۲ء کو ختم ختم ہونے والے عرصہ کے لئے غیر ممالک کے حسب ذیل اشخاص کو انڈین ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن کے ارکان مقرر کیا ہے۔

(۱) نیشنل سنٹرل لائبریری نانکنگ کے ڈائرکٹر ڈاکٹر ایف۔ ٹی چیانگ (۲) نانکنگ میں تاریخ اور لسانیات کے انسٹی ٹیوٹ میں شعبہ علم آثار قدیمہ کے ہیڈ ڈاکٹر لی چی۔ (۳) نیشنل پیپنگ لائبریری کے ڈائرکٹر مسٹر ٹی ایل یوان کیفنگ کی نیشنل ہونان یونیورسٹی کے صدر مسٹر لے چونگ وو (۵) نیشنل پیکنگ یونیورسٹی کے پروفیسر ثانگ یںگ تونگ اور (۶) نانکنگ کے پروفیسر شانگ وا۔

جنرل تھمیا نے کشمیر کے لوگوں میں کپڑا تقسیم کیا کشمیر میں ہندوستانی فوج کے جنرل آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل کے ایس تھمیا نے ۲۲ فروری کو سنگ راما نام کے گاؤں کے ۷۰ کنبوں میں پانچ سو گز کپڑا اور مٹی کے تیل کے دو ٹین تقسیم کئے یہ گاؤں بارہ مولا کے نزدیک واقع ہے۔

ٹیکنیکل انسٹرکٹروں کو تربیت دینے کی اسکیم
کونی میں مرکزی درسگاہ کا افتتاح

ٹیکنیکل تربیت دینے کی اسکیم کو مزید ترقی دینے کے لئے بلاسپور کے علاقہ میں ایک نئی درسگاہ بنائی گئی۔ یہ درسگاہ دیہاتی امن وسکون کی فضا میں ۷۵۰ ایکڑ رقبہ کے اس وسیع کیمپ میں کھولی گئی ہے جہاں جنگ کے زمانہ میں ہند میں مقیم امریکی فوج نے ایک کالونی بسائی تھی۔ ادارہ کا مقصد فنی اور پیشہ ورانہ تربیت دینے والی درسگاہوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ایک خاص مطلوبہ معیار کے ماہر انسٹرکٹر مہیا کرنا ہے۔ تربیت دو طرح کی ہوگی۔ ایک تو عام تربیت اور دوسرے جو لوگ پہلے تربیت حاصل کر چکے ہوں گے ان کو زیادہ قابل بنانے کے لئے مزید تربیت۔ عام تربیت کا عرصہ چھ ماہ ہوگا۔

ٹیکنیکل تربیت دینے کی سکیم کو مزید ترقی دینے کے لئے ہند سرکار کے وزیر محنت آنریبل شری جگجیون رام نے کونی (بلاسپور) واقعہ سی پی میں ٹیکنیکل کام سکھانے والوں کی تربیت کی مرکزی درسگاہ کا افتتاح کیا۔ یہ درسگاہ اس ملک میں اپنی قسم کا پہلا انسٹی ٹیوٹ ہے جہاں سے ملک کے مختلف حصوں میں واقعہ کئی قسم کے ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ کام سکھانے والی درسگاہوں کے لئے تربیت یافتہ انسٹرکٹر مہیا کئے جائیں گے۔

اس سکیم کا بڑا مدعا یہ ہے کہ فنی اور پیشہ ورانہ تربیت دینے والی مرکزی، صوبائی، ریاستی اور پرائیویٹ درسگاہوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ایک خاص مطلوبہ معیار کے ماہر انسٹرکٹر تیار کئے جائیں۔ یہ اسکیم اس مشاورتی کمیٹی کی سفارش کے مطابق چلائی گئی ہے جو ہند سرکار کے شعبہ محنت نے ۱۹۴۳ء میں ٹیکنیکل تربیت کے بارے میں مقرر کی تھی۔ اس میں ملک کے اقتصادی اور صنعتی منصوبوں کو اور روزگار کی مارکیٹ کے رجحان کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ گھریلو اور چھوٹی چھوٹی دستکاریاں سکھانے والوں کو تربیت دینے کا کام ہند جیسے زراعتی اکثریت والے ملک میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔

یہ درسگاہ دیہاتی امن وسکون کی فضا میں ۷۵۰ ایکڑ رقبہ کے اس وسیع کیمپ میں کھولی گئی ہے جہاں جنگ کے زمانہ میں ہند میں مقیم امریکن فوج نے ایک کالونی بسائی تھی۔ اور جہاں آسام کے محاذ پر لڑنے والی اتحادی فوجوں کے لئے عقبی ہسپتال کھولا گیا تھا۔ عمارتوں میں بجلی اور پانی کی سپلائی کا عمدہ انتظام ہے۔ ایک دواخانہ بھی موجود ہے۔ انتظامیہ دفتروں کے لئے شاندار عمارتیں، طلبا کے لئے ہوسٹل، تربیت دینے والے اسٹاف کے لئے رہائشی مکانات اور کئی دیگر سہولتیں جو ایک جدید تربیتی مرکز کے لئے درکار ہوتی ہیں یہاں موجود ہیں۔

تربیت دو طرح کی ہوگی۔ ایک تو عام تربیت اور دوسرے جو لوگ پہلے تربیت حاصل کر چکے ہوں گے ان کو زیادہ قابل بنانے کے لئے مزید تربیت۔ عام تربیت کا عرصہ چھ ماہ ہوگا جس کے دوران میں تربیت دینے کا کام سیکھنے والوں کو کسی پیشہ یا کام کی ایسی عملی تربیت دی جائے گی جس سے وہ ورکشاپ کا جدید ترین طریق کار سیکھ سکے۔ اور جدید اوزاروں کو درست طور پر استعمال کرنے، کسی پیشہ سے متعلقہ ابتدائی اصولوں، نقشوں، پیداوار اور کام سکھانے کے سائنسی طریقہ کے بارے میں صحیح واقفیت حاصل کر سکیں۔

نصاب تربیت میں اصولی اور عملی اسباق شامل ہیں اس کے ساتھ ہی ۱۰ ملی میٹر کے ایک خاص آلہ کے ذریعہ ایسی فلمیں دکھا کر نظری تعلیم بھی دی جائے گی۔ جن میں غیر ممالک کی ورکشاپوں کے طریق کار اور پیداوار کی ٹیکنیک کی تصاویر دکھائی

جائیں گی۔ ایک جدید قسم کا تصویریں دکھانے والا آلہ بھی ایسی فلمیں دکھانے کے لئے استعمال کیا جائے گا جس سے تربیت دینے کا کام سیکھنے والوں کو ان کے پیشہ کے بارے میں تعلیم دیجائیگی یہ تربیت مفت دی جائے گی۔ اور اس کے ساتھ ہی تربیت حاصل کرنے کے عرصہ میں انسٹرکٹروں کو وہی تنخواہ اور الاؤنس بھی ملتا رہے گا۔ جو وہ اپنے ٹریننگ مراکز میں حاصل کرتے ہوں گے۔ ان کو کوئی جانے اور واپس اپنی جگہ تک آنے کا سفر خرچ بھی ملے گا۔ درسگاہ کو ایک قابل ڈاکٹر کی خدمات حاصل ہیں۔ تفریح کے لئے لائبریری، ین سٹڈی سرکل، ریڈیو، مختلف قسم کی کھیلوں کا انتظام بھی کیا گیا ہے تربیت دینے کا کام سیکھنے والوں کو درسگاہ میں رہائش اور خوراک کے اخراجات بھی دیئے جائیں گے۔

دستکاریوں کو ترقی دینے کی سکیموں کے لئے انسٹرکٹروں کو تربیت دینا بہت ضروری اور لازمی امر ہے۔ توقع ہے کہ کچھ میں یہ مرکزی درسگاہ ایک ایسا سرچشمہ بن جائے گا جس میں سے انسٹرکٹروں کی ایک ایسی کثیر تعداد تیار ہو کر نکلے گی جو سارے ملک میں پھیل کر ہند کے آئندہ دستکاروں کو اپنے علم سے منور کر دے گی۔ اور آخر کار یہی دستکار پیداوار بڑھا کر اور عام استعمال کی چیزوں کی قلت کو دور کر کے قومی آمدنی میں اضافہ کرنے کا باعث بنیںگے۔

(بسلسلہ بقایا صفحہ ۲۲۶)

ہوں مگر اس وقت ہر ایک کسان اس قطعہ زمین سے جو اس کے پاس ہے۔ زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ تو نہایت عمدہ نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ پیداوار میں صرف دس فیصدی اضافہ کرنے سے ہی ہند میں خوراک کی درآمد کو بہت زیادہ گھٹایا جا سکتا ہے۔ یہ ایک نیک مقصد ہے اور میں ہند کے ہر ایک کسان سے اسے حاصل کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔

لیکن بھوک کے خلاف ہماری جنگ میں ہر ایک شخص کی مدد اور تعاون نہایت ضروری ہے۔ محض پیداوار سے ہی مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہوں گے۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ جو کچھ پیدا کیا جائے اسے مناسب طور پر تقسیم کیا جائے۔ اور پیداوار کا ایک دانہ بھی ضائع نہ ہونے دیا جائے۔ اگر کسی طوفان یا آتشزدگی سے دس ہزار ٹن چاول برباد ہو جائیں۔ تو ساری دنیا میں دہشت پھیل جاتی ہے۔ لیکن ہر برس تقریباً ایک کروڑ بیس لاکھ ٹن چاول کیڑے مکوڑوں کی وجہ سے برباد ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی بھی اس کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ اگر ہم میں سے ہر ایک انسان یہ مصمم ارادہ کر لے کہ اناج کا ایک دانہ بھی ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ تو نہایت حوصلہ افزا نتائج حاصل ہوں گے دنیا بھر میں اناج کے اتلاف کو روکنے کے لئے ایک زبردست مہم شروع کی جانی چاہئے۔ آپ سب لوگ اس میں مدد دینے کے لئے اپنی بہترین کوششیں صرف کر دیں

بھوک کا مسئلہ عالمگیر ہے۔ اس لئے اس پر فتح حاصل کرنے کے لئے بھی ساری دنیا کا متحدہ محاذ بننا چاہئے۔ خوراک اور زراعت کا ادارہ اسی مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اس ادارہ میں دنیا کے ۵۸ ممالک شامل ہیں۔ سب کے لئے خوراک پیدا کرنا سب سے زیادہ مقدس انسانی مقصد ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سب کی امداد سے نہ صرف ہند میں بلکہ باقی ممالک میں بھی خوراک کی قلت کے خطرہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جا سکتا

قومی بچت کا پندرواڑہ

صوبہ دہلی میں قومی بچت کے دو ہفتہ کا آغاز کرتے ہوئے وزیر مالیات آنریبل جان متھائی نے ایک بیان میں اس بات پر زور دیا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روپیہ بچانے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ انھوں نے کہا۔

اس ملک میں ۱۹۴۲ء کے آخیر میں چھوٹی رقوم کی بچت کی تجویز کا آغاز ہوا۔ اس کا بڑا مقصد یہ تھا کہ تھوڑی آمدنی والے لوگ حتی المقدور زیادہ سے زیادہ رقم بچائیں اور کرنسی کے پھیلاؤ کو روکا جائے۔

بجلی کے خرچ میں خفیف سا اضافہ

وسائل برق پر تقسیم ملک کا اثر

کلکتہ اور بمبئی جہاں ملک بھر کی آبادی کا ایک فی صدی حصہ رہتا ہے ہندوستان میں پیدا شدہ بجلی کا نصف خرچ کرتے ہیں اور ۹۹ فی صدی آبادی باقی نصف میں گزارہ کرتی ہے کچھ شہروں اور گاؤں کو چھوڑتے ہوئے ہندوستان کے عام لوگ بجلی کے آرام و آسائش سے ناواقف ہیں جب بجلی کی مجوزہ اسکیمیں پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیں گی۔ تو ہندوستان کا شمار ان ملکوں میں ہوگا۔ جہاں سب سے زیادہ بجلی استعمال ہوتی ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ بجلی روس اور امریکہ میں خرچ ہوتی ہے اور ہندوستان کا نمبر ان دونوں کے بعد تیسرا ہوگا مندرجہ ذیل مضمون میں بجلی کی تیاری اور خرچ کے اعداد و شمار برائے ۱۹۴۷ء دیئے گئے ہیں۔

۱۹۴۷ء کے دوران میں ہندوستان میں عوام کے لئے جو بجلی تیار ہوئی اس میں اکسٹھ ہزار کلوواٹ سے کچھ زیادہ کا اضافہ ہوا ہے اس سال میں بجلی کے کارخانے تیرہ لاکھ ساٹھ ہزار کلوواٹ بجلی کی تیاری کی اہلیت رکھتے تھے۔ یہ مقدار ۱۹۳۱ء کی مقدار ۲۷۰ اور ۱۹۴۶ء کی مقدار ۴،۷ فی صدی زائد ہے اس دوران میں جو کل بجلی تیار ہوئی وہ ۱۹۳۹ء سے ۸، ۲۶۶ اور ۱۹۴۶ء سے ۷،۴ زائد تھی سنٹرل بورڈ شملہ نے ان اعداد و شمار کو اپنی ایک تازہ اشاعت میں چھاپ دیا ہے یہ اعداد و شمار ہندوستان بشمول حیدرآباد سے متعلق ہیں۔

۱۹۴۷ء میں روشنی اور آب پاشی کے لئے بہت کافی بجلی خریدی گئی لیکن کارخانوں میں جو بجلی خرچ ہوئی اس کی مقدار میں بہت کم اضافہ ہوا ہے۔

کارخانوں میں بجلی کا خرچ ۔ کارخانوں نے جو بجلی خرچ کی ہے اس کی مقدار سب سے زیادہ ہے اور سب شعبوں میں جتنی بجلی خرچ ہوئی ہے کارخانوں نے اس سے دگنی بجلی خرچ کی۔ اس خرچ کا تناسب حسب ذیل ہے کارخانے ۶۳،۶ فی صدی روشنی کے لئے یا پکانے کے لئے ۸،۵ فی صدی واٹر ورکس آبپاشی اور سڑکوں وغیرہ کی روشنی کے لئے ۵،۰۲ فی صدی ۷،۳ فیصدی اور ۴،۹ ۱ فی صدی بالترتیب کارخانوں میں لوہے فولاد پٹ سن اور سیمنٹ میں جتنی بجلی خرچ ہوئی اس سے زیادہ صرف کپڑوں کے کارخانوں نے خرچ کی۔

دہلی نے نسبتاً سب سے زیادہ بجلی تیار کی اگرچہ ہندوستان میں بمبئی اور مغربی بنگال نے سب سے زیادہ بجلی تیار کی ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے لحاظ سے جو حساب پھیلایا گیا ہے وہ یہ ہے۔ دہلی ۱۰۰،۲۹ بمبئی ۴۶،۴ میسور ۵۵،۵۴ مغربی بنگال ۳۷،۷۷ ٹراونکور ۴،۰۳ ۱۵ اور مشرقی پنجاب ۱۱،۹۵ دوسرے صوبوں اور ریاستوں نے دس کلوواٹ فی آدمی سے بھی کم بجلی تیار کی آسام اور اڑیسہ نے سب سے کم بجلی تیار کی آسام نے ۰،۵۸ اور اڑیسہ نے ۰،۴۲۔

دیہاتیوں کا خیال ۔ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں ۴۹ ایسے شہر ہیں جن کی آبادی ایک ایک لاکھ سے اوپر ہے ان سب میں بجلی ہے اس کے مقابلہ میں ۵۵۹۸۰۳ گاؤں ایسے ہیں جن میں پانچ پانچ ہزار یا کچھ کم آبادی ہے لیکن ان میں سے صرف ۲۹۳ میں بجلی ہے آبادی کے تناسب سے بقیہ تفصیل حسب ذیل ہے۔

آبادی	ہندوستان میں کل جگہوں یا قصبوں کی تعداد	جہاں بجلی موجود ہے	تناسب فیصدی
۱۰۰۰۰ — ۵۰۰۰	۸۸	۸۶	۸۸۸ ۵
۵۰۰۰ — ۲۰۰۰۰	۲۵۷	۲۳۶	۲،۳ ۹
۲۰۰۰۰ — ۱۰۰۰۰	۹۰۷	۲۲۵	۲۴۰۰ ۷
۱۰۰۰۰۰ — ۵۰۰۰	۲۳۹۷	۲۱۱	۸،۹۱
[illegible]	[illegible]	[illegible]	

تقسیمِ ملک کے اثرات ۔ تقسیم ملک کی وجہ سے ۵۲۴ بجلی مہیا کرنے والے اداروں میں سے ۵۸ پاکستان کے حصہ میں آئے لیکن تیاری کی اہمیت اور تیاری کے لحاظ سے پاکستان کے حصہ میں علی الترتیب ۵ فی صدی اور ۴.۰ فی صدی آیا ۔

دوسرے امور ۔ ہندوستان میں ۴۶۶ بجلی مہیا کرنے کے ادارے ان میں سے ۲۰۹ صوبوں میں اور ۲۵۷ ریاستوں میں تھے ۴۲ فی صدی کے قریب بجلی کمپنیوں نے تقریباً ۲۶ فی صدی سرکاری اداروں نے اور ایک فی صدی میونسپل کمیٹیوں کے اداروں نے مہیا کی ۹۱.۹۲ فی صدی اے سی بجلی دی گئی اور صرف ۸.۰۸ فی صدی ڈی سی کرنٹ دیا گیا ۔ ۱۹۴۷ء کے دوران میں بجلی کی تیاری میں سولہ لاکھ بتیس ہزار ٹن کوئلہ اور ۵۳ ہزار ٹن تیل خرچ ہوا ۔

ایک کلوواٹ پاور یا یونٹ ۲۵ معمولی سائز کے بلب روشن کر سکتا ہے یا سالانہ ۵۰ ایکڑ زمین کو ۲۰ فٹ کی گہرائی سے پانی پمپ کر کے سیراب کر سکتا ہے ۔ ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ایک مسافر ریل گاڑی کو چلانے کے لئے ایسے ایک ہزار یونٹ درکار ہیں پانی کی قوت سے تیار کیا ہوا بجلی کا ہر یونٹ پانچ ٹن کوئلہ فی سال بچاتا ہے

انٹرنیشنل سیول ایویئیشن آرگنائزیشن کونسل کے صدر ڈاکٹر ایڈورڈ وارنر نے اس آرگنائزیشن کے ہوائی جہاز رانی کے کمیشن میں ۱۷ فروری ۱۹۴۹ء کو نو ماہرین کے تقرر کا اعلان کیا ہے ۔ ہوائی جہاز رانی کے جہاز رانی کے طریقوں اور ساز و سامان بین الاقوامی ہم آہنگی پیدا کرنے کے واسطے معیاری نمونوں کے خاکے بنانا اس کمیشن کا خاص کام ہوگا ۔

ہائیڈرولک بریک کے تیل کی صنعت

موٹروں میں بریک کی صحیح کارکردگی کے لئے ہائیڈرولک بریک کا تیل بڑی اہم چیز ہے لڑائی کے دنوں میں یہ صنعت ہندوستان میں شروع ہوئی ۱۹۳۹ء سے پہلے یہ تیل سارا کا سارا باہر سے آتا تھا انڈین ٹیرف بورڈ نے دیسی صنعت کی چھان بین کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس صنعت کو کسی خاص حفاظت کی ضرورت نہیں قیمت کے لحاظ سے اس پر ۳۰ فی صدی محصول آتا ہے

دیسی تیل میں دو چیزیں پڑتی ہیں ارنڈی کا تیل اور الکحل جیسا کوئی دوسرا مائع ارنڈی کے تیل کی ہندوستان میں افراط ہے اور اعلیٰ قسم کے الکحل کی جگہ ڈینیچرڈ سپرٹ ارنڈی کے تیل کو پتلا کرنے کے کام میں لائی جاتی ہے ٹیرف بورڈ نے اپنی رپورٹ میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ تیل تیار کرنے والے جب تک بوتل الکحل ہندوستان میں بننے اس وقت تک ڈینیچرڈ سپرٹ استعمال کریں ۔

اندازہ ہے کہ اگلے تین سال میں ستر ہزار گیلن سالانہ تیل کی ضرورت ہوگی ۔ اس کے مقابلہ میں دو کارخانوں سے جو اعداد و شمار معلوم ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک لاکھ گیلن تیار کرتے ہیں ۱۹۴۷ء میں جو دیسی تیل تیار ہوا وہ کارخانوں کی اہلیت کی نصف سے بھی کم تھا ٹیرف بورڈ کا خیال ہے کہ ملک کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے یہ تیل زیادہ مقدار میں تیار کیا جا سکتا ہے کیونکہ تیاری کا طریقہ آسان ہے خام مسالہ وافر ملتا ہے اور دو تین دن میں تیل تیار ہو جاتا ہے ۔

بریک کے تیل میں جو ڈینیچرڈ سپرٹ ملائی جاتی ہے اس کی پائیداری کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن ہندوستان کا ادارہ معیار اس تیل کے لئے ایک مناسب معیار کے تعین پر غور کر رہا ہے سائنسی اور صنعتی تحقیقاتی کونسل نے بھی دیسی تیل کے عیوب دور کرنے کے طریقے معلوم کئے ۔

ٹیرف بورڈ نے سفارش کی ہے کہ جب اس تیل کے معیار مقرر ہو جائیں اور حکومت کو اطمینان ہو جائے کہ تیل اس معیار کے مقابلہ میں تیار ہو رہا ہے تو حکومت ہندوستانی کارخانوں سے ہی تیل خریدے کیونکہ بہت سی صوبائی حکومتیں موٹر سروسوں کو سرکاری ملکیت میں لا رہی ہیں اس لئے اس قسم کی مدد سے صنعت کی حوصلہ افزائی ہو جائیگی ۔

جزیرۂ ماریشش کو خوراک اور کپڑے کی ضرورت

ہندوستان سے پھر تجارت شروع کرنے کی اپیل

ماریشش میں ہندوستانیوں کی کافی تعداد ہے۔ اور وہ ہندوستان کے ساتھ نہ صرف اجناس خوراک اور کپڑے کی تجارت کو ترقی دینے کے خواہاں ہیں۔ بلکہ وہ دیگر اشیا کی رسد رسانی کے امکانات کی بھی جستجو کر رہے ہیں۔ لیکن سب سے بڑی دشواری جو اس راہ میں حائل ہے۔ وہ لوگوں کی ان اشیا سے لاعلمی ہے۔ جو ہندوستان آسانی سے فراہم کر سکتا ہے ہندوستان سے ماریشش کے تجارتی تعلقات دوسری عالمگیر جنگ کے آغاز سے ٹوٹ چکے تھے۔ اب وہاں کے ہندوستانیوں نے اس تجارت کی تجدید و ترقی کے لئے حکومت ہند سے اپیل کی ہے۔

تہمیں امید ہے۔ کہ ہندوستان کے کمشنر ہندوستان اور ماریشش کے درمیان اس تجارت کی تجدید اور ترقی دینے کے مقصد میں کامیاب ہونگے جو دوسری جنگ عظیم کے آغاز سے بند ہو گئی تھی۔ ہم امید کرتے ہیں۔ اور دعا بھی کرتے ہیں کہ کمشنر موصوف اس تجارت کی تجدید کی ضرورت اور ہندوستان اور ماریشش کے درمیان جہازوں کی باقاعدہ آمد و رفت کے انتظامات کی اہمیت اپنی حکومت اور ہندوستانی لیڈروں کے ذہن نشین کرائیں گے۔ کیونکہ اس تجارت اور جہازی مواصلات کے بند ہو جانے سے تقریباً ۲ لاکھ ہندوستانی باشندے اپنے آبائی وطن سے بالکل منقطع ہو چکے ہیں۔ اور نہ صرف جسمانی طور پر فاقہ زدہ ہیں۔ بلکہ اپنی تہذیب بھی گنوا بیٹھے ہیں۔" یہ مد بھری اپیل انڈین ٹریڈ ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر سرفراس نے ہندوستان کے کمشنر مسٹر دھرم لیش دیو سے کی ہے۔ یہ اپیل اس سپاسنامہ میں کی گئی تھی جو کمشنر موصوف کے اعزاز میں چائے کی دعوت کے پیش کیا گیا۔

یہ تقریب انڈین ٹریڈرز ایسوسی ایشن (جو حال ہی میں قائم ہوئی ہے)۔ کی طرف سے سرانجام دی گئی تھی۔ اور مہمانوں کی تعداد دو سو کے قریب تھی۔ جن میں چیمبرز آف کامرس کے نمائندے کالونی کے تمام فرقوں کے ممتاز سوداگر۔ یورپین۔ چینی۔ ہندوستانی اور کریول کونسلر کورس کے نمائندے لیجسلیٹو کونسل کے ممبران اور سربرآوردہ ہندو مسلمان شامل ہیں۔ صدر کی افتتاحی تقریر کے بعد لم کرشن مشن کے سوامی نسر یاس نند نے اپنی مختصر سی تقریر میں سوداگروں کی جسارت کی داد دی۔ اور اُن کی ترقی کے لئے دُعا کی۔ اس کے بعد ٹریڈرز ایسوسی ایشن کے سیکرٹری مسٹر سیہ گوبند نے ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد بیان کئے جو ہندوستان اور ماریشش کے درمیان تجارتی تعلقات کو ترقی دینے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ موصوف نے اپنی تقریر کے اختتام پر حکومت ہند کی توجہ ماریشش میں ہندوستانی باشندوں کی ضروریات پر مبذول کرانے کے لئے کمشنر سے اپیل کی بعد اس امر پہ زور دیا۔ کہ ہندوستان کے ساتھ نہ صرف روحانی و تہذیبی تعلقات ضروری ہیں۔ بلکہ اجناس خوراک مثلاً دالیں اور خوراکی روغنیات کی رسد رسانی بھی اشد ضروری ہے کیونکہ ماریشش کے ہندوستانی باشندے ان چیزوں کے لئے ہندوستان ہی کے دست نگر ہیں۔ نیز ماریشش کو زیادہ کپڑا بھیجنے کی بھی اپیل کی گئی۔

تقریر کے دوران میں کمشنر موصوف نے اس نمایاں ترقی کی وضاحت کی۔ جو ہندوستان نے حصول آزادی کے بعد کی ہے۔ آپ نے بیان کیا۔ کہ ہندوستان میں سمندری اور ہوائی جہاز نالے اور کیمیاوی اشیا اور کھاد وغیرہ تیار کرنے میں بہت تیزی سے ترقی ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ کمشنر موصوف نے اس امر پر خاص زور دیا کہ ہندوستان مشرق اور مغرب کے تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے عالمی سیاست میں بہت اہم پارٹ ادا کر چکا ہے اور بیرونی ممالک

ہیں اس کے نمائندے اپنے اشرتیا ہما تما گاندھی کے اخوت اور وحدت کے پیغام کا پرچار کرنے میں مشغول ہیں۔ آگے چل کر موصوف نے بیان کیا۔ کہ ماریشش جیسے مقامات پر رواداری اور میل جول شدید ضروری چیزیں ہیں۔ کیونکہ یہاں کے باشندے مختلف نسلی اور تہذیبی پس منظر رکھتے ہیں۔ یہاں پر ہندوستان کے ساتھ نہ صرف اجناس خوراک اور کپڑے کی تجارت کو زندہ کرنے اور ترقی دینے کا شوق اور دلچسپی پائی جاتی ہے۔ بلکہ دیگر اشیاء کی ہمسایگی کے امکانات کی بھی جستجو جاری ہے۔ لیکن سب سے بڑی دشواری جو اس راہ میں حائل ہے۔ وہ لوگوں کی ان اشیاء سے لاعلمی ہے۔ جو ہندوستان آسانی سے فراہم کر سکتا ہے۔

وزرائے تعلیم کے جلسہ میں مولانا آزاد کی تقریر

نئی اسکیم پر تقریباً ساڑھے پانچ کروڑ روپیہ صرف ہوگا

نئی دہلی ۱۹ فروری۔ صوبائی وزرائے تعلیم کے جلسہ میں حکومت ہند کے وزیر تعلیم مولانا آزاد نے تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا۔ کہ تعلیمی ترقی کے پروگرام پر جلد سے جلد عمل کیا جائے۔ اور خاص کر سماجی تعلیم اور بنیادی تعلیم کے اساتذہ کی تربیت کا انتظام کیا جائے۔ آزادی کے آنے سے عوام میں بڑی امنگیں پیدا ہو گئی ہیں۔ لیکن مشکلات اور کفایت کے پیش نظر تعلیمی ترقی رکی رہی۔ حکومت ایسے وسائل تلاش کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ جن سے مالی مشکلات کے باوجود تعلیمی ترقی کی تجاویز کو جامہ عمل پہنایا جا سکے۔

مولانا آزاد نے کہا۔ جیسا کہ سب لوگوں کو علم ہے۔ سارجنٹ رپورٹ کے مطابق چالیس سال کے عرصہ میں لازمی بنیادی تعلیم کا نفاذ ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن یہ عرصہ بہت طویل تھا۔ کھیر کمیٹی نے یہ سفارش کی۔ کہ ۱۶ سال کے عرصہ میں چھ سے گیارہ سال تک کے بچوں کے لئے لازمی تعلیم کا نفاذ کر دیا جائے۔ اس سکیم میں مرکز کو تقریباً ۵ کروڑ چالیس لاکھ روپے پہلے سال میں دینے پڑے۔ کفایت کمیٹی نے اس میں تخفیف کی تجویز کی۔ اس لئے پوری سکیم پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ لیکن میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کام کا آغاز اسی سال کر دیا جائے۔ اگر سب صوبے اس پروگرام کو شروع نہ کر سکیں۔ تو پھر ان صوبوں کو جو یہ کام شروع کر سکتے ہیں۔ مرکز ہر ممکن مدد دے گا۔ سماجی تعلیم کے متعلق جو مشاورتی بورڈ قائم کیا گیا تھا۔ اس نے یہ سفارش کی ہے کہ بالغوں کو صرف لکھنا پڑھنا ہی نہ سکھایا جائے۔ بلکہ شہریت کی تعلیم بھی دی جائے۔ اس کام کو روکا نہیں جا سکتا۔ اور امید ہے۔ کہ اگلے مالی سال میں ہم تعلیم بالغان کا کام شروع کر دیں گے۔

دہلی ٹرانسپورٹ سروس میں اصلاح

شری کے سنتانم کا بیان

نئی دہلی ۲۴ فروری۔ سیٹھ گووند داس کے ایک سوال کے جواب میں آج ڈومینین پارلیمنٹ میں ٹرانسپورٹ اور ریلوے کے منسٹر آف سٹیٹ آنریبل شری کے سنتانم نے بتلایا۔ کہ دہلی ٹرانسپورٹ سروس کے نظم و نسق کے لئے حکومت کی طرف سے ایک کارپوریشن بنائے جانے کی تجویز ہے۔ اس کارپوریشن کا نام دہلی ٹرانسپورٹ اتھارٹی ہوگا۔ اس سلسلہ میں ضروری قانون سازی کے لئے اقدام کئے جا رہے ہیں۔

شری سنتانم نے بتایا کہ حکومت نے جی این آئی ٹی کمپنی کے منتظموں سے نئی گاڑیاں لی تھیں یہ گاڑیاں ابھی تک سڑک پر نہیں چلائی گئیں۔ ان کے علاوہ حکومت نے ۶۶ نئی گاڑیاں حاصل کیں۔ جو زیر استعمال ہیں۔ توقع ہے۔ کہ ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء تک ۴۰ اور نئی گاڑیاں موصول ہو جائیں گی۔

دہلی ٹرانسپورٹ سروس کو بہتر بنانے کے لئے حسب ذیل اقدام پر مزید عمل کیا جا رہا ہے۔

(۱) بس ٹھہرنے کی جگہوں پر پناہ گاہوں اور قطار باندھنے کی پٹڑی کی تعمیر۔

(۲) بس کے کرایہ میں مناسب تبدیلی۔

(۳) گاڑیوں کی باقاعدہ صفائی کے لئے ضروری سہولتیں۔

(۴) گاڑیوں کی دیکھ بھال اور مرمت وغیرہ کے لئے ورکشاپ کی بہتر سہولتیں۔

(۵) گاڑیوں میں بجلی کی روشنی کا قیام۔

(۶) شرنارتھیوں کی بستیوں اور شہر کے نواحی علاقوں سے رابطہ کے لئے نئے راستوں کا اہتمام۔

سہل الحصول سکّے والے ممالک سے برآمد

نظرثانی شدہ کھلا عام لائسنس

چونکہ کھلے عام لائسنس کے تحت جو اجناس درآمد کی جا سکتی تھیں ان کی فہرست پر تبصرہ زیرِ غور تھا اس لئے مورخہ ۴ مئی ۱۹۴۹ء کے پریس کمیونک میں حکومت ہند نے کھلے عام لائسنس نمبر ۱۱ کے التواء کا اعلان کیا تھا۔ یہ تبصرہ اب مکمل ہو گیا ہے اور نظرثانی شدہ فہرست کو کھلے عام لائسنس نمبر ۱۵ کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ اس کے تحت سہل الحصول سکّے والے ممالک سے درج فہرست اجناس کی (بشرطیکہ وہ اسی ملک میں بنائی یا پیدا کی جاتی ہوں) درآمد بغیر پرمٹ کے جاری رہے گی۔

کھلے عام لائسنس نمبر ۱۵ کی خاص خاص اجناس یہ ہیں۔ اسبسٹوس کی اشیاء۔ بال و رولر بیرنگ۔ پٹ سن کے کارخانہ کا سامان (بابن اور دھننے کے اوزاروں کے علاوہ) سوتی کپڑے کی مشینیں اور ان کے پرزے (کاتنے کی مشینوں کے کرگھوں، بابن اور دھننے کے اوزاروں اور موزہ بنیان کی مشینوں کے علاوہ) تارکول کے رنگ۔ منجمد دودھ اور دودھ کا سفوف۔ گرم مسالے۔ سیمنٹ۔ سفید تیل کے علاوہ ہر قسم کے معدنی تیل۔ خام فلمیں۔ بعض دوا سازی کی اشیا۔ رنگ و روغن بنانے کا خام سامان۔ سوتی دھاگہ اور کپڑے۔ نقلی ریشم کا دھاگا۔ چنے کی دال کے علاوہ دیگر دالیں۔ واٹرلیس سیٹ کے اجزائے ترکیبی۔ موٹر گاڑی کے پرزے۔ پانی کی مشینیں۔ زرعی اوزار اور بعض بعض سائنسی آلات۔

ایسی اشیاء کے متعلق جو کھلے عام لائسنس نمبر ۱۱ میں تھیں لیکن اب عام لائسنس نمبر ۱۵ میں شامل نہیں کی گئی ہیں ان کے سلسلہ میں حکومت ہند نے تاجروں کی استدعا کو مدنظر رکھتے ہوئے جہازوں پر مال لادنے کی تاریخ ۳۱ مئی ۱۹۴۹ء تک بڑھا دی ہے پہلے یہ تاریخ ۱۴ مئی تھی۔ ۳۱ مئی ۱۹۴۹ء کو یا اس سے پہلے جہازوں پر لادے گئے مال کے درآمد کی اسی طرح اجازت ہوگی جس طرح کھلے عام لائسنس نمبر ۱۱ کے تحت تھی۔

دوہری مدد لینے والے بے خانماں لوگ

سرکار تمام الاٹمنٹ منسوخ کر دے گی

حکومت کو کچھ ایسے واقعات کی اطلاع ملی ہے جن میں بے خانماں لوگوں نے ایک سے زیادہ صوبوں یا ایک ہی صوبے کے مختلف علاقوں میں اراضی یا مکانوں کے لئے متعلقہ افسروں کو درخواستیں دی ہیں۔ متعدد بار یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک شخص کو اس کی درخواست کی بنا پر مختلف صوبوں یا ایک ہی صوبے کے مختلف علاقوں میں قطعہ اراضی یا مکان الاٹ ہوئے اور اس نے سب کے سب لے لئے۔

سرکار کی یہ کوشش رہی ہے کہ ہر بے خانماں شخص کو رہنے کے لئے جگہ مہیا کی جائے۔ یہ جگہ خواہ کسی تخلیہ کنندہ کا گھر ہو۔ حکومت کی طرف سے تعمیر شدہ مکان ہو یا ایک قطعہ جس پر بے خانماں شخص سرکاری مدد سے یا اس کے بغیر اپنا مکان تعمیر کرے۔ اس کام میں کامیابی کے لئے مالی وجوہ اور عمارتی سامان کی قلت کے پیش نظر حتی الوسع کفایت برتنی پڑے گی۔ لہٰذا سرکار جو بھی مدد دے سکتی ہے وہ بے خانماں لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد کے لئے مبنی بر انصاف ہونی چاہیئے۔

سرکار نے فیصلہ کیا ہے کہ جو شخص اس طرح کی دوہری مدد لینے کا مرتکب ہوگا بحالی کے سلسلہ میں سرکار کی ہر قسم کی مدد سے محروم کر دیا جائے گا۔

جو بے خانماں لوگ افسروں کو ایسے اشخاص کے متعلق اطلاع دیں گے جنہوں نے ایک سے زیادہ الاٹمنٹ حاصل کر لی ہے۔ انہیں نئے الاٹمنٹ کے وقت خاص طور پر دھیان میں رکھا جائے گا۔

جو بے خانماں لوگ کسی تخلیہ کنندہ کی ایسی جائداد کے متعلق اطلاع دیں گے جو ابھی تک متعلقہ کسٹوڈین کے پاس درج نہیں ہوئی انہیں بھی اس جائداد کے الاٹمنٹ کے وقت خاص طور دھیان میں رکھا جائے گا۔

سفید آسٹریلیا والی حکمت عملی

پارلیمنٹ میں پنڈت نہرو کا جواب

انہی دنوں اخبارات میں یہ چھپا ہے کہ آسٹریلیا کے وزیر خارجہ ڈاکٹر ایواٹ کے خیال میں ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت نہرو "آسٹریلیا گوری نسل کے باشندوں کے لئے ہے" کی پالیسی کے حامی ہیں۔ آج لیجسلیٹو اسمبلی میں شری ایچ۔ وی کامتھ نے اس خبر کے متعلق جو سوال کیا تھا پنڈت جواہر لال نہرو نے اس کے جواب میں بتایا کہ "جو اطلاع ڈاکٹر ایواٹ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ وہ واضح نہیں ہے۔ خیال ہے کہ یہ آسٹریلیا کے اخبارات میں شائع شدہ اطلاع پر مبنی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا آسٹریلیا کے اخبار کے نمائندے سے ملاقات کے دوران میں میں نے کہا تھا کہ میری سمجھ میں تبدیلی وطن کے متعلق ایک ایسی پالیسی تو آسکتی ہے۔ جو معاشی اہمیت کی بنیاد پر مبنی ہو جس میں رہن سہن کا خاص معیار اور طریقہ قائم رکھا گیا ہو لیکن میرے خیال میں نسلی امتیاز کی حکمت عملی غلط ہے اور اس کی مذمت کرنی چاہیئے۔

پنڈت نہرو نے مزید بیان کیا "ہم نے اس معاملہ کی تفتیش کی اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر ایواٹ نے ہمارے نمائندے سے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ان کی بات صحیح طور پر نہیں سمجھی گئی۔

یہ بھی دریافت کیا گیا کہ آیا گزشتہ اکتوبر میں کامن ویلتھ منسٹرز کانفرنس میں "وہائٹ آسٹریلیا پالیسی" کا معاملہ پیش کیا گیا اور اس پر بحث کی گئی۔ وزیر اعظم موصوف نے جواب دیا۔ "نہیں جناب۔ یہ معاملہ پیش ہی نہیں کیا گیا"۔

(بسلسلہ بقایا صفحہ ۲۴۴)

حکومت کو یورپ کی بحالی کے پروگرام کے مد میں امداد دینا اس وقت تک ملتوی کر دے۔ جب تک کہ وہ سیکورٹی کونسل کے تمام مطالبات کی پوری طرح تعمیل نہ کر دے۔

ہندوپاکستان کے درمیان آرڈیننس کے سامان کی تقسیم

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بیان کیا جاتا ہے کہ پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خاں نے آل پاکستان مسلم لیگ کونسل کے افتتاحی اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہند کے آرڈیننس سٹورز میں پاکستان کا جو حصہ ہے ہند نے اسے اب تک پاکستان کے حوالے نہیں کیا اس جملہ سے لوگوں پر غلط اثر پڑنے کا احتمال ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ ہند نے اس وقت تک پاکستان کے حصہ کے سٹورز میں سے نصف سے زیادہ پاکستان کے حوالہ کر دیئے ہیں۔ پاکستان کا جو سامان باقی رہ گیا ہے وہ بھی بھیج دیا جاتا لیکن پاکستان نے قیمت کی ادائیگی کے طریقہ پر اعتراض کیا۔ اس لئے اس سامان کی روانگی روک دی گئی۔

سٹرلنگ فاضلات کے بارے میں لندن میں جو گفت شنید ہوئی۔ اس کے مطابق پاکستان کو جولائی ۱۹۴۸ء کے آخر تک اس سامان کی قیمت ادا کر دینی چاہیئے تھی۔ اس لئے گزشتہ دسمبر میں جب دہلی میں ہندوپاکستان کی کانفرنس ہوئی تو اس مسئلہ پر پھر غور کیا گیا اس کانفرنس میں ادائیگی کے طریقہ کے متعلق معاہدہ ہو جانے کے باوجود پاکستان نے اب تک واجب الادا رقم ادا نہیں کی ہے پاکستان کے ذمہ اسی سلسلہ میں تقریباً ۱۶ کروڑ روپیہ کی رقم واجب الادا ہے۔ اس کی ادائیگی کر دینے پر مال کی روانگی پھر شروع کر دی جائے گی۔

تھر کے علاقہ میں چارہ کا قحط

مرکزی وزارت زراعت نے علاقہ تھر کے مویشیوں کو بچانے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں۔ ان کی مزید تفصیل اب موصول ہوئی ہیں۔ اس علاقہ میں چارہ کا شدید قحط پڑا ہوا ہے لیکن اب وہاں چارہ مہیا کرنے کے انتظامات کئے گئے ہیں مویشیوں کو بیل روگ کی وبا سے محفوظ کیا جا رہا ہے۔ اور ان کو طاقت پہنچانے والی اشیاء خریدنے کے لئے قرضے منظور کئے جا رہے ہیں۔

شرنارتھیوں کے متعلق خبریں

شرنارتھی طلبا کو مراعات۔ ہند سرکار نے شرنارتھی طلبا کو رعائتیں دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

تمام صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو کہا گیا ہے۔ کہ جو شرنارتھی طلبا پرائیویٹ طور پر دسویں جماعت کے امتحان میں بیٹھنا چاہتے ہوں۔ ان سے امتحان کی فیس نہ لی جائے گی شرط یہ ہے۔ کہ وہ اس بات کا ثبوت پیش کریں۔ کہ وہ پاکستان کے کسی منظور شدہ سکول کے آٹھویں درجہ میں پڑھتے تھے۔

یہ بھی فیصلہ ہوا ہے۔ کہ کچھ شرائط کے ماتحت ان طلبا کو بھی تعلیمی قرضوں کی سہولیت دی جائے۔ جو سماجی خدمت کرنے کے بعد مشرقی پنجاب یونیورسٹی کے امتحان پاس کر چکے ہیں۔

عام حالتوں میں یہ تعلیمی قرضے ان میٹرک پاس طلبا کو ملتے ہیں جنہوں نے اپنا امتحان درجہ اول میں پاس کیا ہو۔ اب فیصلہ ہوا۔ کہ یہ قرضے ان طلبا کو بھی ملیں جنہوں نے میٹرک کا امتحان درجہ دوم میں پاس کیا تھا۔ اور جو انجینئرنگ یا طبی تعلیم کے لیے اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

شرنارتھی اناتھ بچوں کو مفید شہری بنانے کا کام

وزارت امداد و بحالی نے صوبائی اور ریاستی حکومتوں سے ان شرنارتھی اناتھ بچوں کو فوراً شمار کرنے کی درخواست کی ہے جو سڑکوں پر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ یا مشتبہ لوگوں کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔ اس طفل شماری کے نتائج معلوم ہونے پر ان بچوں کی نگہداشت اور تعلیم وغیرہ کا انتظام کیا جا سکے گا۔

متعدد حکومتوں کو مشورہ دیا گیا ہے۔ کہ ہر صوبہ اور ریاست میں ایسے بچوں کے لیے خاص گھر تعمیر کئے جائیں۔ اور ان گھروں کا انتظام تجربہ کار سماجی کام کرنے والوں کے ہاتھ میں رہے گا۔ جو بالآخر ان بچوں کو مفید شہری کی حیثیت سے سماج میں رکھنے کے لیے مناسب اقدامات کریں گے۔

تمام حکومتوں سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ جب تک یہ گھر تیار نہ ہوں۔ ایسے بچوں کی پناہ کے لیے جو کسی کی نگہداشت میں نہیں ہیں۔ خاص عارضی پناہ کا انتظام کیا جائے۔

چھوٹے ریلوے سٹیشنوں کے سٹال اور ریفریشمنٹ روم۔ ریلوے سٹیشنوں پر کھانا مہیا کرنے اور ریفریشمنٹ روم چلانے کے جو ٹھیکے دئے جاتے ہیں۔ ہندوستان کی سرکاری ریلوں پر ٹھیکے دیتے وقت ان شرنارتھیوں سے ترجیحی سلوک کیا جائے گا جن کو سٹیشنوں پر کھانے پینے کی چیزیں بیچنے کا تجربہ ہو گا اور پہلے کھانا وغیرہ مہیا کرنے کے ٹھیکیدار رہ چکے ہوں گے۔ یہ ٹھیکے ایسے شرنارتھی ٹھیکیداروں کو جو پہلے سے شغل ہوں گے کے لئے دئے جائیں گے۔ جن کے نزدیک انھوں نے سکونت اختیار کر لی ہو گی۔

مرکزی مشاورتی کونسل نے سفارش کی تھی۔ کہ چھوٹے سٹیشنوں پر ریفریشمنٹ روم چلانے اور سٹالوں کے ٹھیکے جہاں تک ممکن ہو سکے تجربہ کار مقامی لوگوں کو جن میں وہ شرنارتھی بھی شامل ہیں۔ دئے جائیں جو ان سٹیشنوں کے نزدیک رہتے ہوں۔ اور بڑے سٹیشنوں کے ٹھیکے مشہور فرموں اور ٹھیکیداروں کو دئے جائیں۔ مذکورہ بالا فیصلہ انہی سفارشوں کی بنا پر کیا گیا ہے۔

گاندھی جی کی خدمت میں مسٹر نورس سی ڈوڈ کا خراج عقیدت

راج گھاٹ میں مہاتما گاندھی کی سمادھی میں پھول چڑھاتے ہوئے اقوام متحدہ کے ادارہ خوراک و زراعت کے ڈائرکٹر جنرل مسٹر نورس سی ڈوڈ نے جو الفاظ کہے وہ درج ذیل ہیں۔ انہوں نے کہا۔ مجھے راشٹرپتا اور امن اور اہنسا کے سب سے بڑے پیامبر مہاتما گاندھی کی سمادھی پر پھول چڑھانے کا جو مجھے موقعہ ملا ہے۔ میں اس کو اپنی عزت سمجھتا ہوں۔ سینکڑوں برس سے اتنا بڑا مہاپرش پیدا نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ آج وہ ہم میں نہیں لیکن ان کا جیون اور بے غرضانہ کشمکش موجودہ نسل ہی کے لیے نہیں بلکہ آنے والی نسل کے لیے مشعل راہ ثابت ہو گی۔

مختصر خبریں

تمام تسنادتی سرکاری ملازموں کو ملازمت مل گئی۔

پاکستان سے جن ہندو اور سکھ سرکاری ملازموں نے ہندوستان کے لئے اپنے نام درج کرائے تھے ان کی کل تعداد ایک لاکھ اڑتیس ہزار ایک سو اکہتر ہے۔ اور ان میں سے تقریباً سب کو مرکزی یا صوبائی حکومتوں میں ملازمتیں مل گئی ہیں شری موہن لال سکسینہ وزیر امداد و بحالیات حکومت ہند نے یہ بات آج پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں بتائی اور ایک سوال کے جواب میں بتایا۔ کہ ملک کے مختلف حصوں میں شرنارتھیوں کو تین کروڑ پانچ لاکھ گیارہ ہزار روپیہ بطور قرض دیا گیا ہے۔

برطانوی پوسٹل آرڈرز کی فروخت پر پابندی۔

۱۸ فروری ۱۹۴۹ء سے برطانوی پوسٹل آرڈرز کی فروخت پر پابندی لگا دی گئی ہے کسی شخص کو ایک دن میں دو پونڈ سے زیادہ کے برطانوی پوسٹل آرڈرز فروخت نہیں کئے جائیں گے۔

کاغذ کی زیادہ سے زیادہ قیمتوں کا تقرر۔

کاغذ کی قیمتوں کے بارے میں انڈین ٹیرف بورڈ کی رپورٹ پر ہند سرکار نے جو فیصلہ کیا ہے وہ ۱۸ فروری ۱۹۴۹ء کو عام پبلک کی آگاہی کے لئے ہند گزٹ کی ایک غیر معمولی اشاعت میں شائع کر دیا گیا ہے۔

بورڈ نے اپنی رپورٹ میں سفارش کی تھی۔ کہ چھاپنے کے سفید کاغذ کی زیادہ سے زیادہ قیمتیں دس آنے ایک پائی فی پونڈ مقرر کر دی جائیں اور کاغذ کی باقی مختلف قسموں اور ڈوپلیکیٹس ٹرپلیکیٹس اور ٹکٹ بورڈ قسموں کی قیمتیں چھاپنے کے سفید کاغذ کی قیمتوں کے معیار کے مطابق مقرر کر دی جائیں۔ یہ بھی سفارش کی گئی ہے کہ یہ قیمتیں ایک سال کے لئے نافذ رہیں۔

محکمہ ریلوے میں رشوت ستانی کے خلاف مہم

حال ہی میں دہلی اسپیشل پولیس کے عملہ نے محکمہ ریلوے میں رشوت ستانی کے خلاف جو تفتیش کی تھی اس کے نتیجہ کے طور پر تین ملازموں کو سزائے قید دی گئی ہے۔

بی این ریلوے کے قوپاڑہ ریلوے سٹیشن کے عارضی سٹیشن ماسٹر ڈی۔ بے ماؤ کو نمک کے ایک بیوپاری سے ۲۳ گاڑیاں نمک بک کرنے کے لئے ۷۹۰ روپے رشوت طلب کرنے کے جرم میں ایک برس قید سخت کی سزا دی گئی۔ جی آئی پی ریلوے کے چترا سٹیشن کے سٹیشن ماسٹر بالو لال کو نو ماہ قید سخت اور ۲۰۰ روپے جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی جرمانہ مزید چھ ماہ قید سخت بھگتنے کی سزا دی گئی کیونکہ اس نے ایندھن کے ایک ٹھیکیدار کو ایندھن کی ٹرانسپورٹ کے لئے گاڑیاں مہیا کرنے کے لئے ۲۸ روپے رشوت طلب کی تھی اسی طرح آسام ریلوے کے گارڈ اور ریلوے سٹیشن کے اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر موہن موہن ڈے کو سنگترے کی پانچ پیٹیاں بک کرنے کے لئے تین روپے آٹھ آنے رشوت قبول کرنے پر نو ماہ قید سخت کی سزا دی گئی۔

جاپان سے تجارت کے لئے ہندوستانی تاجروں کو سہولتیں

ہند سرکار نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہندوستانی تاجروں کو جاپان میں تبادلہ زر کے لئے اپنے دفتر کھولنے کی محدود سہولتیں مہیا کی جائیں۔

جو تاجر اور کاروباری ادارے جاپان میں اپنا دفتر کھولنا چاہتے ہوں یا اپنے ایجنٹ مقرر کرنا چاہتے ہوں۔ انہیں ریزرو بنک آف انڈیا کے قریبی دفتر میں اپنی درخواست دینی چاہئے۔ تبادلہ زر کی یہ درخواستیں وہ اپنے بنک کی معرفت یا بلاواسطہ ریزرو بنک کو دے سکتے ہیں۔ درخواست میں انہیں اپنے کاروبار کی تفصیلات صحیح کرنی چاہئیں۔

قلت والے علاقوں کے لئے مشرقی پنجاب سے چنے۔

مرکزی وزارت خوراک نے مشرقی پنجاب اور مشرقی پنجاب کی ریاستوں اور ریاست پٹیالہ میں چنے کی فالتو مقدار میں سے ۸ ہزار ٹن بمبئی کو ۵ ہزار ٹن صوبہ سرحد کی ریاستوں کو ۳ ہزار ٹن مدراس کو ساڑھے ۵ ہزار ٹن بڑودہ کو اور ۷ ہزار ٹن ریاست کچھ کو بھیجنا منظور

ہے۔

بمبئی سو خطۂ اور میسور کے علاقوں میں چنے کی مذکورہ بالا مقدار وقت پر پہنچانے کے لئے اسپیشل ریل گاڑیاں چلائی جائیں گی سے قلت والے علاقوں میں چنے پہنچانے کے لئے تیز رفتار نقل و حمل کے انتظامات بھی کئے گئے ہیں۔

یہ بیان کیا گیا ہے کہ ۲ لاکھ ۳۰ ہزار ٹن چنے کی فاضل مقدار میں سے چالیس فیصدی قلت والے علاقوں میں پہنچ چکا ہے۔

بیرونی ممالک سے کپاس کی درآمد۔

اسٹرلنگ علاقہ سے آسانی دستیاب ہونے والے سکوں کے علاقوں سے بچہ ایچ اور اس سے لمبے ریشے کی کپاس برآمد کرنے کے لئے حکومت ہند آمادہ ہو لائسنس دے رہی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جو کپاس درآمد کی جائے اسے حقیقتاً کارخانوں کے پاس فروخت کیا گیا ہو۔ اس رعایت میں مشرقی افریقہ اور سوڈان کی روئی شامل نہیں ہے حکومت ہند نے اس خیال سے کہ کپاس آسانی سے دستیاب ہوتی رہے کارخانوں کے ہاتھ قبل از وقت فروخت کی شرط اٹھا دی ہے۔ چنانچہ اب یہ لائسنس ڈپٹی چیف کنٹرولر آف امپورٹس بمبئی سے آسانی سے مل سکیں گے جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے کپاس کی درآمد کے لائسنس گذشتہ اعلان کے مطابق برابر ملتے رہیں گے۔ بشرطیکہ اصل خرید کے ثبوت پیش کر دئیے جائیں۔

چائے کی پیٹیوں کی درآمد کے لائسنس کا نیا طریقہ۔

ہند سرکار نے فیصلہ کیا ہے کہ غیر ممالک سے چائے کی پیٹیاں اور ان کے حصے منگوانے کے لئے آئندہ نئی دہلی میں درآمد کے چیف کنٹرولر سے لائسنس لینے ہوں گے جن پیٹیوں کے نیچے المونیم کی چادر ہو ان پر یہ شرط عائد نہیں ہو گی۔ لیکن جن پیٹیوں میں المونیم لگا ہو ان پر یہ شرط عائد ہو گی۔ آج کل ان اشیا کے لائسنس کلکتہ میں درآمد کے ڈپٹی چیف کنٹرولر اور بندرگاہوں کے امپورٹ کنٹرولروں سے لئے جاتے ہیں۔ سال رواں کی چھ ماہی کے عرصہ میں ان اشیاء کے منگوانے والوں کو اب اپنی درخواستیں چیف کنٹرولر آف امپورٹس۔ نئی دہلی کے پتہ پر بھیجنی چاہئیں۔ ہند سرکار نے نرم زر کرنسی کے علاقوں سے درآمد کے لئے مندرجہ ذیل اشیا کو کھلے عام لائسنس نمبر ۱۹ میں شامل کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

موٹروں کے لئے بجلی کے بلب۔ ایک چوتھائی ہارس پاور سے کم طاقت والی مشینری۔ بننے کی مشینیں اور ان کے پرزے۔ ڈبہ بند زعفران۔ بیٹری یا سنگھ مرکی اشیا۔ موٹریں اور تیس ہارس پاور سے زیادہ گیس بجلی پیدا کرنے والی مشینیں۔ ایسی بیٹریاں جو موٹر گاڑیوں میں استعمال نہ ہوتی ہوں۔ سامان میں بیٹریوں کے خشک سیل بھی شامل نہیں۔ ہند سرکار کے ۲۲ فروری کے غیر معمولی گزٹ میں ان فیصلوں کے عمل درآمد کی اطلاع شائع کر دی گئی ہے۔

ایران میں ہندوستانی ایسوسی ایشن کا قیام

۲۴ فروری کو ہندوستانی سفارت خانے میں تقریباً ساٹھ ہندوستانیوں کے اجتماع میں ایران کی انڈین ایسوسی ایشن قائم کر دی گئی۔ ایران میں ہندی سفیر ہز ایکسیلنسی سید علی ظہیر نے اس جلسے کی صدارت کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اتحاد عمل اور بے غرض خدمت پر زور دیا۔ اجتماع میں شریک ہونے والے سب نمائندوں نے ایسوسی ایشن بنانے کی حمایت کی۔ آئین وضع کرنے اور عہدے داروں کے انتخاب کے بارے میں بھی سب نمائندوں نے یک رائے ہو کر کام کیا۔

ایران میں ہندی سفیر اس ایسوسی ایشن کے سرپرست ہوں گے۔ اس موقعہ پر حسب ذیل عہدیداروں کا انتخاب ہوا۔ صدر سردار ہربنس سنگھ۔ نائب صدر سیٹھ نرسی داس۔ آنریری سیکرٹری سردار لابھ سنگھ۔ آنریری خزانچی سردار دلجیت سنگھ ستارہ۔ جائنٹ سیکرٹری سردار پیارا سنگھ اور سردار ہرنام سنگھ کمیٹی کے لئے جو ارکان چنے گئے ان میں حسب ذیل بھی ہیں۔ سردار ہرنام سنگھ۔ سردار تکھمیر سنگھ اور بابو دینا ناتھ۔

کچھ ہندوستانیوں نے ایسوسی ایشن کے فنڈ کے لئے اچھی رقوم دیں۔ میٹنگ کے بعد صدر منتخب سردار ہربنس سنگھ نے ایک دعوت دی۔

متعلقہ نمائندے براہ راست ٹیرف بورڈ کو لکھیں۔

وزارت تجارت کے ۲۰ اگست ۱۹۴۹ء کے ایک ریزولیوشن

میں ہند سرکار نے انڈین ٹیرف بورڈ کو یہ اختیار دیا تھا کہ جو صنعتیں زیر تحفظ ہیں ان کی رفتار ترقی کا برابر جائزہ لیا جائے۔ اور اس تحفظ یا امداد میں اصلاح کی ضرورت ہو۔ تو حکومت کو اس کے متعلق بتایا جائے۔

بورڈ کے اس کام کو آسان کرنے کے لئے زیر تحفظ صنعتوں کے نمائندوں کو یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ جب بھی ان کی صنعتوں کے لئے زائد امداد کی ضرورت ہو۔ وہ براہ راست ٹیرف بورڈ کو اس کے لئے لکھیں۔ اطلاع ملنے کے بعد ٹیرف بورڈ کے ترجمان ضروری تحقیقات کریں گے۔ اور اپنی سفارشات حکومت کو لکھ بھیجیں گے۔

ملک بھر کی نرسوں اور دائیوں وغیرہ کا رجسٹر۔

ہیلتھ سروسز کے ڈائرکٹر جنرل کی طرف سے ایک رجسٹر مرتب کیا جا رہا ہے۔ جس میں ہندوستان بھر کی نرسیں اور دائیاں اور ہیلتھ وزیٹروں کے نام درج ہوں گے۔

اس کے لئے ان تمام اشخاص کو ضروری فارم بھیج دیئے گئے ہیں جن کے پتے صوبائی رجسٹروں میں درج ہیں۔ اگر کسی شخص کو یہ فارم نہ ملے۔ تو حسب ذیل پتہ پر لکھ سکتا ہے۔ چیف نرسنگ سپرنٹنڈنٹ۔ ڈائرکٹریٹ جنرل آف ہیلتھ سروسز گورنمنٹ آف انڈیا۔ نئی دہلی۔

کپڑا بننے کی ناڑی کی صنعت میں توسیع کے لئے آسانیاں

۲۸ - فروری کے گورنمنٹ آف انڈیا گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں حکومت ہند کا ریزولیوشن شائع ہوا ہے جو ناڑی (بابن) کی صنعت کے تحفظ اور امداد کے سلسلہ میں انڈین ٹیرف بورڈ کی رپورٹ کے متعلق ہے۔

بورڈ کا خیال ہے کہ دیسی صنعت درآمدی ناڑیوں سے برابر کا مقابلہ کرنے کے لئے ابھی مستحکم بنیادوں پر قائم نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ دیسی ناڑیوں کی مناسب قیمت فروخت درآمد کی ہوئی ناڑیوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے۔ لہذا درآمدی محصول کے ذریعہ اس صنعت کے تحفظ کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ سفارش کی گئی ہے کہ جب تک ادائیگی کی مشکلات کے لحاظ سے درآمد کے لائسنس ہی میں اس وقت تک دیسی صنعت کے قیام اور توسیع کے رجحان پیش نظر ناڑیوں کی درآمدی مقدار کو اسی نسبت سے قاعدہ میں لانا چاہئے۔

ٹیرف بورڈ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ صنعت کی کامیابی اس امر پر منحصر ہے کہ کارخانے اپنی ناڑیوں کا معیار بڑھانے کی غرض سے کتنی سرعت سے جدید مشینری اور اوزار فراہم کرتے ہیں۔ صرف اسی امر کے باعث روئی اور جوٹ کی صنعتیں بدیشی ناڑیوں پر سودیشی ناڑیوں کو ترجیح دیں گے اور ایسا کرنے سے وہ دیسی صنعت کی خدمت کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ اس صنعت نے زمانہ جنگ کی سرگرمیوں کے باعث ترقی پائی ہے۔

کھلے عام لائسنس کے ماتحت سیمنٹ کی درآمد کی اجازت

جولائی ۱۹۴۹ء میں حکومت ہند نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ لائسنس کے ماتحت سیمنٹ درآمد کیا جا سکتا ہے سفید سیمنٹ کے علاوہ سیمنٹ آسانی سے حاصل ہونے والے سکہ کے ممالک سے آنے کیلئے لائسنس دیئے جاتے ہیں پورٹ لینڈ سیمنٹ کے سلسلہ میں درآمد کنندگان کو متعینہ قیمت پرمٹ والے لوگوں کے ہاتھ سیمنٹ بیچنے کی شرط پر عمل کرنا لازمی ہوتا تھا۔

حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ اب سب قسم کے سیمنٹ کو جس میں سفید اور پورٹ لینڈ بھی شامل ہے کھلے عام لائسنس نمبر گیارہ میں شامل کر دیا جائے۔

ہندوستان میں ریلوے انجنوں کی تیاری

ہند پارلیمنٹ میں سیٹھ گوبند داس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے آنریبل شری گوپال سوامی آئنگر وزیر ٹرانسپورٹ اور ریلوے نے بیان کیا کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء اور ۳۱ دسمبر ۱۹۴۹ء کے درمیانی عرصہ میں بیرونی ممالک سے ہندوستانی ریلوں کے لئے ۴۲ انجن آئے ہیں جن میں کینیڈا کے ۳۳ اور ۹ انجن امریکہ کے شامل ہیں۔ آپ نے بیان کیا کہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۹ء کے بعد کینیڈا سے ۲۳۷ انجن اور امریکہ سے ۷۰ انجن موصول ہونے کی امید ہے جن کی قیمت علی الترتیب ۸ کروڑ ۳۰ لاکھ روپیہ اور ۳ کروڑ ۵۵ لاکھ روپیہ کے قریب ہوگی۔



مویر نئی دلی میں برما سے متعلقہ کانفرنس
ء پر ۲۴ فروری کو گورنمنٹ ہاؤس میں
، (تصویر میں بائیں سے) مسٹر گولن ہند
ٹریلیا کے ہائی کمشنر ڈاکٹر ہربرٹ ایوٹ
یا کے وزیر خارجہ اور اقوام متحدہ کی جنرل
کے صدر پنڈت جواہر لال نہرو ۔ مسٹر
ڈاکٹر کیسکر مسٹر ایس، دت اور مسٹر بی کے

انریبل شری این، وی، گیڈ گل وزیر برق،
معدنیات پاور انجینیرس کانفرنس میں تقریر
ہے ہیں ۔ یہ کانفرنس نئی دلی میں ۲۱ فروری کو
ند ہوئی ۔ تصویر میں آنریبل ڈاکٹر ایس پی
آنریبل شری جے رام داس دولت رام
بھی موجود ہیں ۔



وزیر خوراک و زراعت آنریبل مسٹر جیرامداس
دولت رام نے ۲۰ فروری کو نئی دلی میں
کل ہند نمائش مویشیاں کا افتتاح کیا ۔
(تصویر میں) وزیر موصوف، ہند میں
چینی سفیر ڈاکٹر لو اور میڈیم لو ایک ہندستانی
بیل کو دیکھ رہے ہیں ۔



۳۰- جنوری کو ٹورنٹو (کینیڈا) کے ٹرنٹی ایٹن گرجے میں مہاتما گاندھی کی یاد میں دعا کی گئی - تصویر میں کوئیر (انجمن منڈلی) جلوس کی صورت میں گرجے سے باہر جا رہا ہے -

Published by B. L. Sharma, Principal Information Officer, Government o India. Printed in India by L. Labha Ram Manager at the Mufid-i-Am Press, [illegible] Road, Delhi. All communications to be addressed to Press Information Bureau, Government of India, New Delhi, and NOT to the Printers.



(دائیں) لکھنؤ میں مسز سروجنی نائیڈو کی ارتھی گوگوتی کے کنارے لے جایا جا رہا ہے۔ تصویر میں پنڈت نہرو پنڈت پنت اور سوگوار عوام نظر آ رہے ہیں۔

سرورق: تقدس مآب لیپر آف کیلیپر حکومت ہند کی وزیر صحت آنریبل راجکماری امرت کور کو خوبوں میں تقسیم کرنے کے لئے ادویات پیش کر رہے ہیں۔ یہ تحفہ نیویارک کی نیشنل کیتھولک ویلفیئر کانفرنس کی جانب سے دیا گیا ہے۔

مرکزی اطلاعات کیا ہے؟

مرکزی اطلاعات۔ اخبارات کی سہولت اور امداد کے لئے ہے اور اس کا مقصد حکومت ہند کی خاص خاص کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔ یہ رسالہ عوام میں تقسیم نہیں ہوتا مگر ایسے لوگوں اور اداروں کو بھیجا جا سکتا ہے۔ جو پبلک کو معلومات فراہم کرنے کا کام کرتے ہیں۔

مرکزی اطلاعات میں عنوانات اور جلی عبارتوں کا مقصد پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے ان سے لازماً سرکاری نقطۂ خیال کا اظہار مقصود نہیں۔

مرکزی اطلاعات میں باہر کے مضامین شامل نہیں کئے جاتے۔ اس کا ہر مضمون حوالہ دئے بغیر نقل کیا جا سکتا ہے۔

ایڈیٹر:۔ بی، ایل شرما، پرنسپل انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا)

خاص مضامین

جلد ۱۷ نمبر ۷ یکم اپریل ۱۹۴۹ء

ہندوستان کی خارجی پالیسی پر تبصرہ

پارلیمنٹ میں پنڈت جواہر لال نہرو کی تقریر

پارلیمنٹ میں وزارت امور خارجہ و تعلقات دولت مشترکہ کے متعلق تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم ہند نے کہا کہ ہمارا اولین مقصد امن ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں نسلی مساوات قائم ہو اور غلام قومیں آزاد ہو جائیں۔ ہم غیر ملکی معاملات میں دخل دینا نہیں چاہتے اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ دیگر ممالک ہمارے معاملات میں دخل دیں۔ اگر ہمارے معاملات میں فوجی، سیاسی یا اقتصادی دخل اندازی کی گئی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ ہم کسی بڑی بین الاقوامی دھڑے بندی میں شامل نہیں ہونا چاہتے ہم سب ملکوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ ہندوستان کے غیر ملکی مقبوضات کا ہندوستان میں مدغم ہونا یقینی ہے وزیر اعظم نے کہا کہ دنیا کے معاملات میں ہندوستان کو جو اہمیت حاصل ہوتی جا رہی ہے اُس کا تاریخ عالم پر گہرا اثر پڑ رہا ہے ہمیں ایسے وقت میں کام کرنے کا موقعہ ملا ہے جبکہ ہندوستان کی شان پھر بلند تر ہوتی جا رہی ہے۔

۸ مارچ کو پارلیمنٹ میں وزارت امور خارجہ و تعلقات دولت مشترکہ کے اخراجات کی مختلف مدیں پیش کی گئیں۔ اس پر پنڈت جواہر لال نہرو نے تقریر کرتے ہوئے امور خارجہ اور ممالک غیر کے متعلق ہند کے رویہ پر روشنی ڈالی انھوں نے کہا کہ پچھلے چند دنوں میں بجٹ کی تجاویز اور حکومت کی دوسری ناکامیوں پر کافی نکتہ چینی کی گئی ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں ہر قسم کی نکتہ چینی کا خیر مقدم کرتا ہوں اگر یہ ایوان حکومت کی ہر بات پر صاد کرنے والا ہو تو مجھے اس کا بڑا افسوس ہوگا آزادی کے استحکام کے لئے مستقل نگہداشت ضروری ہے مجھے امید ہے جو نکتہ چینی کی جائے گی وہ اچھی نیت سے دوستانہ طریقہ پر کی جائیگی۔ اور حکومت کی نیک نیتی کو چیلنج نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر حکومت کی نیک نیتی پر بھی شک کیا جائے تو مجھے اعتراض نہ ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ بات واضح ہو کہ مسئلہ زیر بحث حکومت کی نیک نیتی ہے۔

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم جنگل پر مجموعی نگاہ ڈالے بغیر صرف درختوں پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں۔ ہم سارے ہند کے نقشہ پر نظر نہیں ڈال رہے اور یہ نہیں دیکھ رہے کہ پچھلے اٹھارہ مہینوں میں کیا ہوا۔ ہماری حکومت کو اور کسی حد تک خاص طور پر مجھے بہت بڑا بار اٹھانا پڑا ہے۔ یہ بوجھ اب بھی ہمارے شانوں پر ہے اور ہمارے سامنے بڑی مشکلات ہیں تاہم میں دیانتداری کے ساتھ ناکامی کے نہیں بلکہ کامرانی کے جذبات اپنے اندر پاتا ہوں اور مستقبل کے بارے میں پر امید ہوں۔ ہم نے بڑی احتیاط سے قدم اٹھائے ہیں۔ صاف بات تو یہ ہے کہ جو اعتماد ہم پر کیا گیا ہے اس کے سلسلہ میں ہم کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ ہم کئی باتیں کرنا چاہتے تھے لیکن انھیں نہیں کیا جا سکا۔ صرف اس لئے کہ ہم ہندوستان کے مستقبل یا حال کے ساتھ جوا نہیں کھیل سکتے چنانچہ ہم نے اپنے اقدامات میں حزم و احتیاط سے کام لیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اگر ہم ذرا زیادہ دلیری اور سرگرمی سے آگے بڑھتے تو نتائج جلدی برآمد ہوتے لیکن اس نازک دور میں میری ذاتی رائے یہی ہے کہ پھونک پھونک کر قدم رکھا جائے۔ اس موقع پر معمولی فروعات کو چھوڑتے ہوئے اپنے ساتھی وزیر مالیات کی تعریف کرونگا۔ انھوں نے جس دلیری، دور اندیشی اور اعلیٰ قابلیت سے ہمارے مسئلوں کو سلجھایا ہے وہ قابل ستائش ہے۔

ہند یونین ایک ڈیڑھ سالہ آزاد حکومت ہے۔ یہ حکومت ابھی اپنے بچپن میں ہے لیکن یاد رکھئے کہ یہ ملک بچہ نہیں ہے۔

اس پراچین دیش کی تاریخ لاکھوں برس پرانی ہے اور اس تاریخ میں ہندوستان نے اپنی سرحدوں میں ہی نہیں بلکہ دنیا اور خاص کر ایشیا میں بڑے اہم کارنامے انجام دئے ہیں اور اب پھر یہ ملک انسانی معاملات کے افق پر جلوہ گر ہو رہا ہے ۔

ان دنوں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ یورپ اور ایشیا کے تعلقات میں ایک نیا رابطہ پیدا کیا جائے جب ایشیا کا تذکرہ ہو تو ہندوستان اس کے ساتھ ہی آجاتا ہے اس لئے نہیں کہ ہم اس سلسلہ میں کچھ ذاتی مقاصد رکھتے ہیں بلکہ اس لئے کہ تاریخ اور دوسری بہت سی چیزوں کو ایشیا کے کاموں میں اہم حصہ لینا ہے اور یہی نہیں بلکہ ہندوستان مختلف رجحانات کا مقام اتصال بن گیا ہے یہ ایک ایسی جگہ بن گئی ہے جہاں مشرق اور مغرب دونوں ملتے ہیں ۔

ذرا نقشہ پر نظر ڈالیئے اگر مشرق وسطی کے متعلق کوئی مسئلہ ہو تو بھی ہندوستان کے بغیر چارا نہیں اگر جنوب مشرقی ایشیا کے متعلق کوئی بات ہو تو بھی ہندوستان کے بغیر گذارا نہیں اور مشرق بعید کی بات ہو تو وہ بھی ہندوستان سے الگ نہیں کی جاسکتی ۔

گذشتہ زمانہ میں مغرب نے اقتصادی اور سیاسی غلبہ کی وجہ سے مشرق کو نظرانداز کر دیا تھا ۔ اب اس کے درجہ کو کچھ حد تک تسلیم کیا جا رہا ہے پھر بھی یہ کافی نہیں یہاں تک کہ مجلس اقوام متحدہ میں بھی ایشیا کے معاملوں اور اس کے نظروں پر وہ توجہ نہیں کی جاتی جس کا وہ مستحق ہے ایشیا کے ہر ملک میں جن میں پسماندہ ممالک شامل ہیں بڑا مسئلہ خوراک کپڑے تعلیم اور صحت کا ہے ہمیں ان معاملات سے غرض ہے دھڑے بندی سے کوئی تعلق نہیں ۔

اس کے مقابلہ میں یورپ کو تباہ شدہ علاقوں میں ان معاملات سے دوچار تو ہونا پڑتا ہے لیکن اسے دھڑے بندی اور قیام قوت سے متعلقہ امور ترکہ میں ملے ہیں ۔

میں یہ نہیں کہتا کہ ہم ایشیا کے لوگ اخلاقی یا روحانی طور پر یورپ کے لوگوں سے بلند ہیں بہرحال یورپ کو تصادم ورثہ میں ملا ہے اور ایشیا اس سے پاک ہے ۔

چنانچہ ایوان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ دنیا کے معاملات میں ہندوستان کو جو اہمیت حاصل ہوتی جارہی ہے وہ تاریخ عالم پر بڑا گہرا اثر رکھتی ہے ۔ ہم لوگ جو حکومت ہند میں شریک ہیں یا جو اس ایوان کے رکن ہیں نسبتاً چھوٹے لوگ ہیں لیکن ہمیں ایک ایسے وقت میں کام کرنے کا موقعہ ملا ہے ۔ جبکہ ہندوستان کی شان دوبارہ بلندتر ہوتی جارہی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

ہندوستان کی آزادی کے موقعہ پر جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا پنڈت نہرو نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس طوفان سے بچ نکلے اور نہ صرف بچ نکلے بلکہ کئی حیثیتوں سے کچھ حاصل بھی کیا اور دھیرے دھیرے ہم نے ہندوستان کو ایک سیاسی وحدت بنا دیا ہے ۔

اور کیا اس موقعہ پر میں ایوان کو یہ بھی یاد کراؤں کہ آبادی کے لحاظ سے یہ ملک آج دنیا میں سب سے بڑی سیاسی وحدت ہے ۔ لیکن آبادی اور تعداد کی نہیں بلکہ ہم اپنے وسائل اور صلاحیت کے لحاظ سے بھی دنیا میں سب سے بڑی وحدت ہیں ۔ میں شیخی نہیں بگھار رہا لیکن ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ جو عظیم الشان اعتماد ہم پر کیا گیا ہے ہم اس کا صحیح احساس کریں میں ایک اور بات بھی کہونگا اور وہ یہ کہ ہم نے اور اس ایوان کے ارکان کی ایک اکثریت نے اپنی زندگیاں انقلابی سرگرمیوں میں گذاری ہیں اور اقتدار کا مقابلہ کیا ہے ہماری تشکیل انقلاب کی فضاؤں میں ہوئی اور آج جبکہ ہمیں اقتدار کی کرسیاں ملی ہیں ہمیں مشکل مسائل کی عقدہ کشائی کرنی ہے ۔

اور یہ تطبیق و انضباط کوئی آسان کام نہیں اور نہ صرف یہ کہ ہم انقلابی تھے ایجی ٹیشن کرتے تھے اور بہت سی چیزوں کو توڑتے تھے بلکہ یہ چیز بھی غور کے قابل ہے کہ ہماری تربیت مہاتما گاندھی کے زیرسایہ ہوئی ہے اور یہ تربیت اعلی روایت کے ساتھ وابستہ ہے یہ روایت اخلاقی اور روحانی تھی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ ان اخلاقی اور روحانی نظریات کو عملی سیاست پر چسپاں کیا گیا تھا اور اس عظیم الشان انسان نے ہمارے سامنے کام کرنے کا نیا ڈھنگ رکھا ایک ایسا ڈھنگ جو دنیا میں بے نظیر ہے اور

سیاسی سرگرمی سیاسی تصادم آزادی کی کشمکش اخلاقی اور روحانی ۔۔۔نل سے مملو ہے اور پچھلے تیس سال میں کم و بیش ہم میں سے سب ۔۔۔ اور ملک اس عظیم الشان رہبر اور گروہ کے اخلاقی اور روحانی نظریات ۔۔۔ اثر اندوز ہوئے ہیں ۔

ہم نے مضمون کو اسی مثالی اور اخلاقی نقطہ نگاہ سے دیکھا ۔۔۔ مد اس خاص نظریہ کو ان گتھیوں پر چسپاں کرنا مشکل ہو گیا ہم گاندھی ۔۔۔ کے اس عظیم الشان پیغام پر غور کرتے ہیں اور اگرچہ ہم ۔۔۔س کی بار بار تعریف کرتے ہیں تاہم ہمارے دل میں یہ سوال پیدا ہوا ہے کیا ہم منافق اور ریاکار تو نہیں ہم اس چیز کا تذکرہ کرتے ہیں جس پر خود عمل پیرا نہیں ہو سکتے کیا ہم اپنے آپ کو اور دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں اگر ہم ریاکاری برت رہے ہیں تو یقیناً ہمارا مستقبل تاریک ہے ۔ یہ ایک زبردست المیہ ہوگا اگر ہم گاندھی جی کے نام اور وقار سے ناجائز فائدہ اٹھائیں ہم ان کے نام سے سلامتی تو حاصل کریں لیکن اپنے دلوں میں اور اپنی سرگرمیوں میں اس پیغام کی تقلید کریں جو انھوں نے اس دیس اور دنیا کو دیا چنانچہ یہ الجھن ہمارے ذہنوں میں رہی یہ کشمکش ابھی جاری ہے اور شاید اس کا کوئی آخری حل بھی نہیں سوائے اس کے کہ ہم برابر مثالیت اور عمل کی درمیانی خلیج کو کم کرتے چلے جائیں ۔

ایک دیوتا اور سیاست دان دونوں کسی مسئلہ کو مختلف زاویہ نگاہ سے دیکھتے ہیں گاندھی جی میں بیک وقت دونوں خصوصیات تھیں لیکن ہم نہ تو دیوتا ہیں اور نہ بڑے سیاست دان ہم زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں ان معیاروں کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر معاملہ کو اپنی عقل کی روشنی میں جانچنا چاہیئے ورنہ ہم ناکام ہو جائیں گے آپ مفاہمت کے بغیر آگے نہیں چل سکتے لیکن اگر مفاہمت میں موقع سے فائدہ اٹھایا گیا ہے تو وہ بُری مفاہمت ہے ۔ میرا مطلب اس سے وہ مفاہمت ہے جس میں سچائی مقصود نظر ہو چنانچہ پچھلے ڈیڑھ سال میں ہمیں ایسی ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور کسے اس بات کا خیال آیا ہوگا کہ ہمیں اس روحانی اذیت کا سامنا کرنا پڑا ہے ۔

عجیب بات ہے کہ ہم نے اپنی آزادی کی کشمکش کو عدم تشدد اور امن کے اصولوں پر چلایا اور جب آزادی ملی تو ہمیں شدید ترین تشدد کا سامنا کرنا پڑا ۔ پنڈت نہرو نے کشمیر کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس سلسلہ میں ہمیں ایک روحانی کشمکش سے دوچار ہونا پڑا ہم یہ سوچتے تھے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا ایک طرف کشمیر کے عوام کی آواز تھی جسے سن کر ہم انکار نہیں کر سکتے تھے اور دوسری طرف ہم اس کے نتائج نہیں جانتے تھے ۔ میں گاندھی جی کے پاس گیا عام طور پر وہ فوجی معاملوں پر کوئی رائے نہیں دیتے تھے لیکن انھوں نے میری بات سُنی اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ہم نے جو قدم اُٹھایا اس میں ہمیں ان کی دعائیں حاصل تھیں ۔

گذشتہ ڈیڑھ سال پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے ہندوستان کو ایک منظم سیاسی وحدت بنا دیا ہے اور اس کام میں سب سے اہم حصہ نائب وزیر اعظم نے لیا ابھی کشمیر کا معاملہ ہمارے سامنے ہے ۔ ہندوستان میں غیر ملکی مقبوضات کا معاملہ بھی ہے اور ہم ان کا پُر امن حل چاہتے ہیں لیکن ایک بات صاف ہے اور وہ یہ کہ ان مقبوضات کا ہندوستان میں مدغم ہونا یقینی ہے ۔

وزیر اعظم نے کفایت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے جو حکومت ہند کام کر رہی ہے اس کے سامنے ایسی گتھیاں اور مسائل آئے جو پہلے کسی حکومت ہند کے سامنے نہیں آئے تھے پچھلی حکومتوں کے سامنے سماجی مقاصد نہیں تھے اس وقت امور خارجہ کا وجود بھی نہ تھا اور اب ان امور کی وجہ سے غیر ممالک میں ہمیں بہت بڑا عملہ رکھنا پڑا ہے جس کی وجہ سے اخراجات میں کافی اضافہ ہوا ہے ۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ایک آزاد ملک بھی ہوں اور دوسرے ممالک سے تعلقات بھی نہ رکھیں ۔ ہندوستانی تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہمیں ان کے مفاد کا خیال رکھنا ہے ۔

شاید یہ خیال کیا جاتا ہے کہ غیر ممالک میں سفارتیں جذبہ غرور کی آسودگی کے لئے قائم کی جا رہی ہیں ۔ اور کہا جاتا ہے کہ گھریلو معاملوں کا دھیان کئے بغیر ٹمبکٹو سے پیرو تک سفیر بھیجتا چلا جاتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ ایوان اس معاملہ پر صاف طور پر غور کر لے ۔ اگر ہم غیر ممالک میں اپنی سفارتیں قائم نہ کریں تو ہمارے مفادات کی دیکھ بھال کون کرے گا کیا ہم پاکستان کی طرح انگریزوں سے کہیں

کہ وہ غیر ممالک میں ہمارے مفاد کا خیال رکھیں۔ کیا یہی ہمارا تصور آزادی ہے؟ آخر آزادی کہتے کسے ہیں؟ آزادی بنیادی طور پر عبارت ہے بین الاقوامی تعلقات سے۔ یہ آزادی کی کسوٹی ہے اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے اسے مقامی خودمختاری کہا جائے گا۔ انسانوں اور اقوام کی نفسیات کو سمجھنا اور ان کے ثقافتی اور لسانی پس منظر کو پیش نظر رکھنا بڑا پیچیدہ کام ہے۔

ہمیں اپنی فارن سروس کو بالکل ابتدا سے قائم کرنا پڑا ہے۔ اور یہ بڑا مشکل کام تھا اور ہم نے بڑا اچھا کام کیا ہے میں اس موقعہ پر اپنے سفراء اور ایلچیوں کی تعریف کرونگا۔ ہمارے وفود نے اقوام متحدہ میں قابل ستائش کام کیا ہے۔ اقوام متحدہ کی مجلسوں میں ہندوستان کو بڑا اونچا درجہ ملا ہے۔ لندن واشنگٹن اور ماسکو میں ہمارے نمائندوں نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ چین میں ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن ہمارے سفارت خانہ نے ان مشکلات کا بڑی خوبی سے مقابلہ کیا۔ پیرس میں ہمارے سفارتخانہ کو کوئی مناسب جگہ نہیں ملی اور ہمارے سفارت خانہ کے لوگ بڑی نامناسب جگہوں میں رہ رہے ہیں۔

سمندر پار کے ہندوستانیوں کا معاملہ جس نقطۂ نگاہ سے پہلے دیکھا جاتا تھا اب اسے اس انداز سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ سمندر پار کے ہندوستانیوں کی حالت سدھرتی جا رہی ہے لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اب دنیا میں ہندوستانیوں کا وقار بڑھ گیا ہے۔

ہم اسے بار بار دھرا چکے ہیں کہ کسی بڑی بین الاقوامی دھڑے بندی کے ساتھ شامل نہیں ہونا چاہتے ہم سب ملکوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں اور کسی ایسے اتحاد کو پسند نہیں کرتے جو ہمیں کسی تصادم کی طرف لے جائے کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ ہم نے مضبوط رشتے قائم نہیں کئے کچھ یہ کہتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کچھ اور کرتے ہیں کچھ اور۔ اب سب اعتراضات کے جواب میں ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے سختی کے ساتھ اس اصول کو سامنے رکھا ہے کہ ہم کسی قسم کی فوجی ذمہ داری سے انکار کردیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان ممالک سے گہرے رشتے قائم نہ کریں۔

دولت مشترکہ سے ہندوستان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے پنڈت نہرو نے کہا کہ کانگریس نے جے پور کے اجلاس میں جو اصول رکھے ہیں ہم ان پر سختی سے پابندی کر رہے ہیں وہ بنیادی اصول یہ ہیں کہ ہندوستان قدرتی طور پر کچھ مہینوں میں شاید ایک آزاد ریپبلک بن جائے۔

اور یہ کہ ہم اپنی تجارتی داخلی سیاسی اور اقتصادی پالیسی میں کوئی ایسی چیز قبول نہیں کرینگے جو ہمیں ذرہ بھر بھی کسی اقتدار کا ماتحت بنائے۔

ان اصولوں کے پیش نظر ہم کسی بھی ملک سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے کو تیار ہیں۔ ہم دولت مشترکہ سے اپنے تعلقات کے قیام میں اس بات کا خیال رکھیں گے کہ وہ آزاد قوموں جیسے ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ آخری تناسب کیا ہونگے۔ جیسے ہی مجھے اس کا علم ہوگا۔ ایوان کو اس کی اطلاع دونگا۔ لیکن آج میں یہ بات بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہماری پالیسی سختی کے ساتھ جے پور کانگریس کے ریزولیشنوں کے مطابق ہوگی۔

نئی دہلی میں جو انڈونیشیا کانفرنس ہوئی پنڈت نہرو نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس کانفرنس نے ایک ریزولیوشن میں یہ کہا کہ ہم گہرے تعاون کے طریقے پر سوچ بچار کریں۔ ہم یہ سوچ بچار کر رہے ہیں شاید اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک کانفرنس اور بلانی پڑے۔ ہم نے ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کیا کہ اس تعاون کا کیا طریقہ ہو وجہ اس کی یہ ہے کہ ہندوستان کو ایشیا کے مختلف علاقوں سے دلچسپی ہے بہرحال دو باتیں پیش نظر رکھی گئی ہیں ایک تو یہ کہ تعاون کا جو بھی طریقہ ہو وہ اقوام متحدہ کے میثاق کے مطابق ہو۔ دوسرے یہ کہ پابند کرنے والے معاہدات نہ ہوں بلکہ مفاد مشترکہ کے سلسلہ میں صلاح مشورہ اور تعاون کا انتظام ہو۔ خوش قسمتی سے ہماری کسی ملک سے دشمنی نہیں گذشتہ دو سو برس میں ہماری دشمنی سامراج سے تھی اور اب آزادی کے بعد وہ بھی بہت حد تک کم ہو گئی ہے۔ چنانچہ ہم تمام دنیا کی طرف دوستی کی نگاہ سے دیکھتے

ہیں اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم کسی طبقہ سے معاندانہ رویہ کیوں رکھیں۔

پنڈت نہرو نے مختلف نظریات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب نظریے یورپ کی پیداوار ہیں اور کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ہندوستان ان میں سے کسی ایک کو کیوں مکمل طور پر پسند کرے ہم اپنے طریقہ کار پر کیوں عمل نہ کریں اور کسی دوسرے نظریہ کو کیوں اس لئے قبول کرلیں کہ وہ یورپ سے آیا ہے اگر ہم نے اپنے آپ کو کسی خاص طبقہ کے ساتھ شامل کرلیا تو شائد ہم ایک حیثیت سے کچھ اچھا کام کریں لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک وسیع زاویہ نگاہ کے مطابق یہ نقصان کا باعث ہوگا۔ کیونکہ ایسی صورت میں ہم اپنے اثرات کو امن عالم کے لئے استعمال نہیں کرسکیں گے آخر ہمیں دنیا کے معاملات سے دلچسپی ہے کیونکہ ہم کسی ملک پر غلبہ نہیں چاہتے ہم کسی ملک کے معاملہ پر اثر انداز نہیں ہونا چاہتے ہمارا تو بڑا مقصد امن ہے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں نسلی مساوات قائم ہو اور غلام قومیں آزاد ہو جائیں ہم دنیا کے معاملات میں دخل دینا نہیں چاہتے اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا ہمارے معاملات میں دخل دے اگر ہمارے معاملہ میں فوجی سیاسی یا اقتصادی دخل اندازی کی گئی تو ہم اس کا مقابلہ کرینگے۔ یہی ہمارا وہ دوستانہ نقطۂ نگاہ ہے۔ جس سے ہم دنیا کے معاملات کو دیکھتے ہیں۔

میں یہ نہیں چاہتا کہ ہندوستان دنیا کے معاملات کو آئندہ جنگ کے لئے تیاریوں اور جوڑ توڑ کی حیثیت سے دیکھے۔

ایک بڑا اہم سوال یہ ہے کہ جنگ سے کیسے بچا جائے بعض کا خیال ہے کہ جنگ سے نہیں بچا جا سکتا اور اسی خیال کے زیر اثر وہ فوجی حیثیت سے تیار ہو رہے ہیں اور اس طرح جنگ کو قریب تر لا رہے ہیں میں ذاتی طور پر اس کو بالکل غلط اور خطرناک سمجھتا ہوں لیکن ہمیں اپنی آزادی اور وجود کو خطرہ سے بچانے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ ایوان اور ملک اچھی طرح سمجھ لے کہ اگلی لڑائی خواہ کوئی جیتے لیکن دنیا کو ایک بھیانک تباہی کا سامنا کرنا پڑیگا۔

میرے خیال میں ہندوستان کو دنیا کو جنگ سے بچانے کے لئے بڑا اہم کام کرنا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہندوستان اس دھڑے بندی میں شامل نہ ہو۔

اس وقت سب ملکوں سے ہمارے تعلقات دوستانہ ہیں پاکستان سے ہمارے تعلقات روز بروز سدھر رہے ہیں کچھ مہینے قبل پاکستان سے جو ہمارے تعلقات تھے موجودہ تعلقات اس سے بدرجہا بہتر ہیں افغانستان اور نیپال سے بھی ہمارے تعلقات بڑے گہرے ہیں ایشیا اور یورپ کے دوسرے ملکوں سے بھی ہمارے تعلقات بڑھتے جا رہے ہیں۔

اقوام متحدہ میں کوریا جیسے معاملات کے متعلق ہندوستان کا جو رویہ رہا ہے اس کے متعلق پنڈت نہرو نے کہا کہ ہم نے ہر ایک معاملہ کو اس کی اچھائیوں اور برائیوں کو دیکھ کر جانچا ہے۔ میرا خیال ہے کہ لوگوں نے یہ محسوس کیا ہوگا کہ ہندوستان نے ان مسائل کے بارے میں جو مشورہ دیا وہی ٹھیک تھا اور اگر وہ قبول کرلیا جاتا تو مشکلات پیدا نہ ہوتیں۔

پنڈت جی نے ڈربن کے نسلی فسادات کا ذکر کرتے ہوئے بڑے دکھ کا اظہار کیا اور انھوں نے کہا کہ یہ رنج کی بات ہے۔ کہ ہندوستانی اور افریقی اس جھگڑے فساد میں الجھے ہمارا ہمیشہ یہ رویہ رہا ہے کہ ہم ہندوستانیوں کے لئے کوئی ایسا حق نہیں چاہتے جس سے افریقیوں کو نقصان پہنچے مجھے امید ہے کہ ڈربن کے اس ناگوار واقعہ کے بعد ہندوستانیوں اور افریقیوں میں زیادہ گہرے تعلقات ہو جائیں گے۔

پنڈت نہرو نے آخر میں کہا مجھے امید ہے کہ یہ ایوان اور ملک ہماری پالیسی کے ان عام اصولوں کو منظور کرے گا۔ جو میں نے پیش کئے ہیں اور اس بات اظہار کرے گا کہ ہندوستان امن عالم کے لئے اہم ترین کام کرنا چاہتا ہے اور اس طرح وہ شاید اس ہولناک تباہی یعنی کل عالمی جنگ سے بچنے میں مدد دے سکیگا۔

منافع کے جذبہ کو قومی خدمت کے لئے قربان کر دینا چاہئے

وزیر اطلاعات کی فلمسازوں سے اپیل

۱۰ مارچ ۱۹۴۹ء کو ہند سرکار کے وزیر اطلاعات اور براڈکاسٹنگ شری آر آر دواکر ولنگڈن سپورٹس کلب بمبئی میں انڈین موشن پکچر پروڈیوسرز ایسوسی ایشن کے نمائندوں سے ملے۔
ایسوسی ایشن کے صدر شری چندولال جے شاہ نے جن مسائل کا ذکر کیا تھا۔ ان کے بارے میں وزیر موصوف نے کہا۔ "اگر ہم نے وقت کے تقاضا کو پورا نہ کیا اور نفع بازی کے جذبہ کو عوام کی بہبودی کے بلند تر مقصد کی خاطر قربان نہ کیا تو ایک وقت ایسا آئے گا۔ جب قوم ہمیں ایسا کرنے کے لئے مجبور کردیگی لیکن اس وقت ایسا کرنا کوئی خوبی نہیں کہا جائے گا۔"
آج فلم محض ایک صنعت ہی نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک ایسا اعلیٰ آرٹ ہے۔ جو ہماری قومی زندگی اور تہذیب و تمدن کی نشو و نما کے لئے بے حد ضروری ہے جو تعلیم اور تفریح طبع کا ایک نہایت ہی اہم ذریعہ ہے۔ اور یہ تینوں کام ایک دوسرے سے جدا جدا ہرگز نہیں۔ بلکہ تینوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ ملے جلے ہیں۔ ہر ایک آرٹ یہی مقصد پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس نیک کوشش میں جتنی زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔ اتنی ہی اس کی شان بلند ہوتی ہے۔
اس لئے میں آپ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنے پیشہ کو محض روٹی کمانے کا وسیلہ ہی خیال نہ کریں۔ ہماری عظیم الشان قوم جسے اب آزادی حاصل ہو چکی ہے نئے سرے سے طاقتور بننے کے لئے ہم سب کی خدمات طلب کرتی ہے۔ ہم نے آزادی حاصل کرنے کے لئے جو قربانیاں دی ہیں آج بھی ویسی ہی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ ہم صرف ایک ہی طریقہ سے ملک کی خدمت کر سکتے ہیں کہ ذاتی فوائد اور خود غرضی کو ترک کر دیں۔ اور تمام تر طاقت اپنے ہموطنوں کی خدمت کے لئے صرف کریں۔
"آپ نے جو مسائل پیش کئے ہیں۔ وہ نئے نہیں ہیں اور پہلے سے ہی کسی نہ کسی شکل میں حکومت کے سامنے ہیں۔ سب سب یہ تقاضا کرتے ہیں کہ اس صنعت کی پوری پوری تحقیق فوراً کرائی جانی چاہئے۔ آپ نے اچھا کیا ہے۔ کہ تمام اہم نکات کو اکٹھا کر کے میرے سامنے رکھ دیا ہے۔ حکومت نے پہلے ہی فیصلہ کر رکھا ہے کہ بہت جلد تحقیقات شروع کرائی جائے۔ اور تحقیقات کے نتائج کے متعلق پہلے سے ہی کوئی اندازہ لگانا تو آسان ہے نہ میرے لئے ایسا کرنا مناسب ہی ہے لیکن ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ اس تحقیقات کے نتیجہ کے طور پر جو سفارشات کی جائیں گی وہ یقیناً قومی مفاد کے لئے اس صنعت کی ترقی میں امداد دینے والی ہونگی۔
شری چندولال شاہ نے وزیر موصوف کو یقین دلایا کہ صنعت نے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں پہلے بھی کافی قربانیاں کی ہیں وہ اب قومی تعمیر و ترقی کے کار عظیم میں بھی پیچھے نہ رہے گی۔

ریاست بیکانیر اور متسیہ یونین میں دیہاتی شرنارتھیوں کی بحالی

ہند سرکار نے ریاست بیکانیر اور متسیہ یونین میں دیہاتی شرنارتھیوں کی بحالی کے اخراجات کے لئے بالترتیب ۲۳ لاکھ اور دس لاکھ روپے کی رقوم منظور کی ہیں۔
متسیہ یونین میں شہری شرنارتھیوں کی بحالی کے لئے ہند سرکار ۵۰ لاکھ پچاس ہزار روپے کا قرضہ پہلے ہی منظور کر چکی ہے۔ یہ رقم الور اور بھرت پور میں مکانات اور دکانوں کی تعمیر پر خرچ ہوگی۔

پشودھن بڑھانے کے لئے اعلیٰ منصوبہ بندی کی ضرورت

نمائش مویشیان کے موقعہ پر گورنر جنرل کا پیغام

آٹھویں سالانہ کل ہند نمائش مویشیاں کے موقعہ پر گورنر جنرل ہند نے اپنے پیغام میں کہا کہ جیو ہتیا سے بچنے اور مویشیوں کو بدترس کھانے سے ہی مویشی بہتر نہیں ہو جائیں گے۔ اچھی نسل کے سانڈ اور دودھ دینے والی عمدہ گایوں کی پرورش کے لئے باقاعدہ اور سوچی سمجھی سکیموں کے مطابق قدم بڑھانا چاہئے۔ اس موقعہ پر وزیر زراعت نے دولتمند اور سمجھدار لوگوں سے اپیل کی کہ وہ کھیتی باڑی اور مویشیوں کی پرورش میں زیادہ دلچسپی لیں۔ سردار داتار سنگھ نے وزیر زراعت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ لوگوں میں مویشی نمائش زیادہ مقبول ہوتی جا رہی ہے۔ گزشتہ برس ۴۲۹ مویشی نمائش کے مقابلے میں شامل ہوئے تھے۔ اس مرتبہ ۵۰۰ مویشی شامل ہوئے ہیں۔

کل ہند مویشی نمائش اور مرغیوں وغیرہ کی پرورش کی نمائش راج گھاٹ دہلی میں منعقد ہوئی۔ ۳ مارچ ۱۹۴۹ء کو اس نمائش کے اختتام پر انعامات تقسیم کئے گئے۔ ہز ایکسیلنسی شری راجگوپال آچاریہ گورنر جنرل ہند کی طبیعت ناساز تھی۔ اس لئے وہ اس جلسہ تقسیم انعامات کی صدارت نہ کر سکے۔ ان کی بجائے ہند سرکار کے وزیر خوراک شری جیرام داس دولت رام نے اس جلسہ کی صدارت کی۔ راجاجی نے سردار داتار سنگھ نائب صدر آل انڈیا مویشی نمائش کمیٹی کو حسب ذیل پیغام بھیجا۔

مجھے افسوس ہے کہ میں خرابی صحت کی بنا پر اپنا وعدہ ایفا نہ کر سکا۔ آٹھویں سالانہ کل ہند مویشی نمائش سے غیر حاضری کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ مویشیوں کی پرورش کے لئے اس ادارہ نے بہت مفید کام کیا ہے۔

یہ بات نہیں بھولنی چاہئے۔ کہ جیو ہتیا سے بچنے اور مویشیوں پر ترس کھانے سے ہی مویشی بہتر نہیں ہو جائیں گے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے پاس اچھی نسل کے سانڈ اور دودھ دینے والی عمدہ گائیں ہوں تو ہمیں باقاعدہ اور سوچی سمجھی سکیموں کے مطابق قدم بڑھانا چاہئے۔ ہمیں وہ مویشی درکار نہیں ہیں جو ہماری چراگاہوں اور چارے کی فصلوں پر بوجھ بنے رہیں۔ اور نہ تو خود سکھی رہیں اور نہ ہی انسانوں کو سکھی بنانے میں مددگار ہوں۔ رشی بالمیک کے زمانہ میں بھی لوگوں کو گھوڑوں اور دیگر مویشیوں کی اچھی اور بری نسل کا فرق معلوم تھا۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ ذات پات کے نظام میں خوبیاں دیکھتے تھے۔ وہ مویشیوں کی با احتیاط پرورش کی خوبیوں سے ناواقف ہوں۔ مویشیوں کی نسل بڑھانے کی منصوبہ بندی کرنے اور اسے ترقی دینے کے لئے ہمیں دنیا کے دوسرے ممالک سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔

تقسیم انعامات کا پُرجوش جلسہ۔ نمائش کے میدان میں تقسیم انعامات کے موقعہ پر سرکردہ اصحاب کے علاوہ دیہاتیوں کی حاضری بہت زیادہ تھی۔ جب انعام حاصل کرنے والے ڈائس کے جانب بڑھتے تھے۔ تو حاضرین مویشیوں اور ان کے مالکوں کا پُرجوش تالیوں سے سواگت کرتے تھے۔ اس موقعہ پر آنریبل شری گوپال سوامی آئنگر وزیر ریلوے اور ٹرانسپورٹ ہند کی آئین ساز اسمبلی کے بہت سے ممبر، غیر ممالک کے نمائندے، مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے بہت سے افسر اور شہر دہلی اور اس کے مضافات کے بہت سے لوگ بھی موجود تھے۔

آنریبل شری جیرام داس دولت رام نے ایک مختصر تقریر میں دولتمند اور سمجھدار لوگوں سے اپیل کی کہ وہ کھیتی باڑی اور مویشیوں کی پرورش میں زیادہ دلچسپی لیں۔ آپ نے کہا اگر ہمیں صحیح ترقی کرنی ہے۔ تو یہ نہایت ضروری ہے کہ کل ہند مویشی

نمائش کو جہاں تک ممکن ہو دیہاتی علاقوں میں مقبول بنایا جائے۔

سردار داتار سنگھ نے وزیر موصوف کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ لوگوں میں مویشی نمائش زیادہ مقبول ہوتی جا رہی ہے گذشتہ برس ۲۹ مویشی نمائش کے مقابلہ میں شامل ہوئے تھے اس مرتبہ ... مویشی شامل ہوئے ہیں نمائشی سٹالوں کی تعداد گذشتہ برس کے مقابلہ میں دوگنی ہو گئی ہے۔

انعامات حاصل کرنے والے۔ تقریباً بیس ہزار روپیہ نقد اور ۴۹ کپ جن کی قیمت اندازاً ۶ ہزار روپیہ ہو گی، انعامات کے طور پر تقسیم کئے گئے ہند کی بعض مشہور نسلوں کے مویشیوں نے انعامات حاصل کئے۔ ان میں گیر، ہریانہ، کھلاری، سرخ، بسا..، سندھی، حصار، مالوی، ناگوری، نماری اور تھرپارکر نسل کے مویشی شامل تھے۔ انعامات حاصل کرنے والوں میں ملک کے مختلف علاقوں کے مویشی پالنے والے اور کئی ایک سرکاری فارم اور ڈیری شامل تھے۔ نمائش میں سب سے زیادہ دودھ دینے والے مویشی کا انعام ہند کی زرعی تحقیقات کے ادارہ دہلی نے حاصل کیا۔ سب سے زیادہ دودھ دینے والی سرخ گائے کا انعام انڈین ڈیری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بنگلور نے حاصل کیا۔ بہترین نیلی سانڈ، بیل، نیلی نسل کا بہترین مویشی۔ نمائش میں سب سے اعلے نسل اور نمائش کے بہترین مویشی کے انعامات ہز ہائی نس مہاراج پرتاپ سنگھ جی کو ملے۔

ہڑتال نہ کر کے ریلوے مزدوروں نے تدبر کا ثبوت دیا ہے

آل انڈیا ریڈیو دہلی سے نقل و حمل اور ریلوے کے وزیر آنریبل شری این گوپال سوامی آئنگر نے ۱۴ مارچ ۱۹۴۹ء کو رات کے ۹ بجے آٹھ بجے ریلوں میں کام کرنے والے ملازمین کے نام جو تقریر کی اس کا مضمون درج ذیل ہے۔

پچھلے چند مہینوں میں کئی بار میں نے اس بات کا کھلے طور پر اعتراف کیا ہے کہ مجھے ریلوں میں کام کرنے والے ملازمین پر اعتماد ہے ان کی معاملہ فہمی، حکومت اور مفاد عامہ سے ان کی پختہ وفاداری پر پورا بھروسہ ہے میرا یہ اعتماد بالکل صحیح ثابت ہوا ہے ریلوں میں کام کرنے والوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ درست اور غلط رہنمائی میں فرق سمجھتے ہیں اور ملک میں انتشار پیدا کرنے اور معاشی نظام کو درہم برہم کرنے کے لئے پوری طرح سوچ بچار کر جو کھیل کھیلا جا رہا ہے اس کی بساط پر انہیں ایک مہرہ کی طرح استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ ملک کے تمام سمجھدار لوگوں نے ریلوں میں کام کرنے والوں کے اس رویہ کی تعریف کی ہے مجھے تو اس سلسلہ میں شبہ ہی نہیں تھا کہ انہیں اپنے فرض اور ملک کی ذمہ داریوں سے گمراہ کرنے کی جو بھی کوشش کی جائے گی اس کا وہ یہی جواب دیں گے۔

جس ہڑتال کا خطرہ تھا اگر وہ ہو جاتی تو اس سے ملک کی اقتصادی زندگی دگرگوں ہو جاتی لیکن ریلوں میں کام کرنے والوں کی اکثریت نے جس سوجھ بوجھ اور معقولیت کا ثبوت دیا اور عوام کے مفاد کا جو خیر مقدم کیا ہے۔ اس کی بدولت یہ ہڑتال ٹل گئی۔ یہ امر میرے لئے باعث فخر ہے۔ ریلوے ملازمین نے اس بات کا اظہار کر دیا کہ وہ قوم کا ایک حصہ ہیں اور ان کا مفاد ملک کے مجموعی مفاد کے ساتھ اس انداز سے وابستہ ہے کہ اسے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

انہوں نے ہڑتال نہ کرنے کا فیصلہ ہی نہیں کیا بلکہ ایک سیاسی جماعت کی ان کوششوں اور چالوں کو بھی ناکام بنا دیا ہے جن کا مطلب ملک میں ہراس اور ابتری پیدا کرنا تھا۔ اس ... کام میں انہیں اعلیٰ رہنمائی حاصل تھی ان رہنماؤں نے اپنے آپ کو اس موقعہ پر اہلیت کا اچھی طرح ثبوت دیا۔ دینا پور میں صحیح ہمت اور دلیری سے غیر وفادار ساتھیوں کے خلاف قوت عمل نے اسے ممتاز کر دیا۔ غیر کمیونسٹ ریلوے یونینوں کے لیڈروں نے اس کام میں جو بہت بڑا حصہ لیا ہے میں اس کا بھی شکریہ کے ساتھ اعتراف کرتا ہوں۔ یہ یونینیں آل انڈیا ریلوے فیڈریشن کے ساتھ شامل نہیں تھیں۔ جنرل منیجروں کی انتھک کوششوں ان کے افسروں اور عملہ میں ان کے معاونین کی نگہداشت صوبائی حکومتوں کا تعاون اور جلد فیصلے نے ابتری اور سازش کے نقیبوں کے لئے یہ ناممکن کر دیا تھا کہ وہ معمولی امن اور اقتصادی زندگی میں تھوڑی بھی گڑبڑ پیدا کر سکیں۔

شریمتی سروجنی نیڈو نے ہماری قومی جدو جہد کی سطح کو بلند کیا

وزیر اعظم کا خراج عقیدت

وزیر اعظم ہند نے شریمتی سروجنی نائیڈو کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے ہند پارلیمنٹ میں کہا کہ وہ دنیا میں بحیثیت ایک شاعر کے داخل ہوئیں پھر جب قومی جدو جہد نے ان کو کھینچ لیا۔ ان کا دل و دماغ اسی میں سما گیا۔ تو پھر انہوں نے قلم سے شاعری نہیں کی۔ لیکن ان کی شخصیت ہی مجسم شاعری اور گیت بن گئی۔ وہ مجسم شعلہ تھیں۔ لیکن ساتھ ہی بہتا ہوا سریلی پانی بھی تھیں۔ اتنا سرد کہ جو دوسرے کو وہ سکون دے دیتا ہے۔ جو ہمارے سیاسی جذبات کو سرد کر کے انسانیت کی سطح تک لے آتا ہے۔ باپانے قوم اور اس عظیم خاتون نے ہماری قومی جدو جہد کو ایک نئی صورت بخشی۔ یہ نئی صورت سیاسی پہلو سے تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ ان غیر مرئی پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہے۔ جو اس وجہ سے بہت ہی اہم ہوتے ہیں۔ کہ وہ ملک کے کیریکٹر کو تعمیر کرتے ہیں۔

ہز ایکسیلینسی شریمتی سروجنی نائیڈو کی وفات پر وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے ۳ مارچ کو ڈومینین پارلیمنٹ میں جو بیان دیا۔ اس کا خلاصہ ذیل میں درج ہے۔

اس ایوان کے لیڈر کی حیثیت سے مجھ پر ہندوستان کی عظیم شخصیتوں کے انتقال کے ذکر کرنے کا تکلیف دہ فرض عائد ہوا ہے۔ جب ہم ملک کی سرکردہ ہستیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ تو ہم اکثر یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ ان جیسا شخص پیدا کرنا مشکل ہے۔ اور ہمارا یہ کہنا خاص حد تک صحیح ہوتا ہے۔ لیکن آج میں آپ کی اجازت سے ایسے شخص کے انتقال کا ذکر کر رہا ہوں جس کے متعلق تمام صداقت سے یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان کا بدل پیدا کرنا یا اُن جیسا شخص پیدا کرنا ناممکن ہے۔

ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ تک وہ ایک عظیم صوبے کی گورنر رہیں۔ اُن کو کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے بحیثیت گورنر کے بڑی کامیابی اور قابلیت سے کام کیا اور اس بات کا اندازہ ہمیں اس بات سے ہوتا ہے۔ کہ صوبے کے وزیر اعظم اور وزراء سے لے کر ہر طبقے کے لوگ مزدور اور کسان ان کے یہاں آیا کرتے تھے۔ اور وہ ان کا خیر مقدم کیا کرتی تھیں۔ وہ گورنر اور حکومت کے رکن کی حیثیت سے بہت کامیاب رہیں۔ لیکن مجھے محض گورنر کی حیثیت سے ان کا ذکر نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ ان کی شخصیت اس درجہ سے بلند تر تھی۔ جو عام طور پر ایک گورنر کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

وہ کیا تھیں۔ یہ بیان کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ کیونکہ وہ ہمارا ایک جز ہو گئی تھیں۔ اور ہمارا ایک قومی سرمایہ بن چکی تھیں۔ وہ ہم میں سے اُن افراد کا جز بھی بن گئی تھیں۔ جن کا ان سے اُن کے گوناگوں مشاغل اور آزادی کی جدو جہد میں ساتھ رہا تھا۔ وہ بے حد ذکی اور بے حد وسیع النظر تھیں۔ بکثرت اہلیتوں کی مالک تھیں۔ جن میں سے بعض کی موجودگی سے ان میں ایک نرالی شان آ گئی تھی۔ وہ دنیا میں بحیثیت ایک شاعر کے داخل ہوئیں پھر جب قومی جدو جہد نے ان کو کھینچ لیا۔ اور ان کا دل و دماغ اس میں سما گیا۔ تو پھر انہوں نے قلم سے شاعری نہیں کی۔ لیکن ان کی شخصیت ہی مجسم شاعری اور گیت بن گئی۔ انہوں نے اسی طرح شاعری اور گیت کو ہماری قومی جدو جہد میں داخل کر دیا۔ جس طرح قوم کے باپ نے اخلاقی بلندی اور عظمت کو داخل کر دیا۔ مسز سروجنی نائیڈو ایسی اجیت اسپرٹ لے کر قومی جدو جہد میں داخل ہوئیں۔ جو صرف مصیبتوں اور تباہیوں کا مقابلہ ہی نہیں کرتی۔ بلکہ ان کو ہنسی خوشی مسکراتے اور گاتے ہوئے ہونٹوں سے برداشت کرتی ہے۔

اگر ان کی سوانح حیات پر نظر ڈالئے تو اتنے مختلف قسم کے کمالات یکجا ملتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ انسان حیرت زدہ ہو جاتا

ہئے سان کی زندگی صرف زندگی ہی نہیں تھی۔ بلکہ وہ طاقت اور حرکت سے بھرپور زندگی تھی۔ جو ہماری زندگی کے بہت سے سیاسی اور ثقافتی شعبوں میں گھل مل گئی ہے۔ وہ مجسم شعلہ تھیں لیکن ساتھ ہی بہتا ہوا سرد پانی بھی تھیں ساتھا سرد کہ جو دوسرے کو بھی سکون دے دیتا ہے جو ہمارے سیاسی جذبات کو سوکھ کر انسانیت کی سطح تک اتار لاتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ کہ آئندہ نسلیں انہیں یاد کیا کریں گی لیکن ممکن ہے۔ کہ جو ہمارے بعد آئیں یا جنہیں اُن سے بہت قریب سے دیکھنے اور ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ وہ ان کی ہمہ گیر شخصیت کا احساس نہ کریں کیونکہ اُن کی شخصیت اس نوعیت کی تھی۔ اور انہوں نے ہندوستان کے لئے اس طرح کام کیا کہ انہیں الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ انہیں کام کرنے کا ڈھنگ اور کھیلنے کا طریقہ دونوں معلوم تھے۔ اور یہ ایک شاندار امتزاج ہے۔ انہیں معلوم تھا۔ کہ عظیم مقاصد کے لئے کس طرح قربانی دینی چاہیئے۔ اور وہ یہ اس شان کے ساتھ کرنا جانتی تھیں۔ کہ سب کچھ آسان معلوم ہوتا تھا۔ اس طرح انہوں نے ہماری جدوجہد کو ایک بلند تر سطح پر لا کر اس کو اس طرح کا رنگ دیا۔ کہ میرے خیال میں کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا تھا اور نہ آئندہ کر سکتا ہے۔

اُن میں مشرق اور مغرب کی مختلف تہذیبوں کے رجحانات کا امتزاج تھا۔ اور اس طرح وہ ایک عظیم قومی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی نقطۂ نگاہ رکھنے والی تھیں۔ چنانچہ دنیا کے جس حصے میں وہ جاتیں۔ وہاں اُن کے اس درجہ کو تسلیم کیا جاتا۔

بابائے قوم اور اس عظیم خاتون نے ہماری قومی جدوجہد کو ایک نئی صورت بخشی۔ یہ نئی صورت سیاسی پہلو سے تعلق نہیں رکھتی۔ حالانکہ انہوں نے سیاسی میدان میں بھی بہترین کام کیا بلکہ اُن غیر مرئی پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہے۔ جو اس وجہ سے بہت ہی اہم ہوتے ہیں۔ کہ وہ ملک کے کیریکٹر کو تعمیر کرتے ہیں سوراج میں ملک کی ذہنی، جمالیاتی اور آرٹسٹک زاویہ نظر کو بچاتے ہیں اور اس ذہنی، اخلاقی، جمالیاتی اور آرٹسٹک نقطۂ نظر کے بغیر جو کچھ حاصل کی جائے۔ صحیح معنوں میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آزادی حاصل کرنے کے بعد ہم عوام کے لئے بہتر زندگی کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ آئندہ بھی ہندوستان سپوتوں کو جنم دے گا۔ جب ہندوستان سیاسی لحاظ سے پست تھا۔ تب بھی اُس نے عظیم شخصیتوں کو پیدا کیا لیکن مجھے شبہ ہے۔ کہ وہ سروجنی دیوی جیسی شخصیت پھر پیدا کر سکے گا۔

اس ایوان کا دستور ہے۔ کہ مرنے والے کے عزیزوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا جاتا ہے۔ لیکن سروجنی دیوی ہم کو اور اس ملک کے کروڑوں انسانوں کو اتنی ہی عزیز تھیں جتنی کہ ان کے اپنے عزیزوں کو۔ اور حالانکہ ہم اُن کے عزیزوں سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں لیکن حقیقت میں ہم سب کی تشفی کے لئے اسی اظہار ہمدردی کی ضرورت ہے۔

روزگار کی تبادلہ گاہیں اور ہڑتالیں۔

حکومت ہند کی توجہ سوشلسٹ لیڈروں کے بیانات کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ اِن بیانات میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ بعض موقعوں پر روزگار کی تبادلہ گاہوں کو ہڑتالیں بند کرانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

وزارت لیبر کے تحت روزگار کی تبادلہ گاہوں کی اعلان کردہ پالیسی مزدوروں کے جھگڑے میں سختی کے ساتھ غیر جانبدار رہنے کی ہے۔ اس کی تائید سنٹرل ایمپلائمنٹ ایڈوائزری کمیٹی نے بھی کی ہے جو حکومت کے نمائندوں، نوکر رکھنے والوں اور مزدوروں کا ایک سہ جماعتی ادارہ ہے جب تک ذمہ دار حاکم اس ہڑتال کو پبلک مفاد کے پیشِ نظر ناجائز قرار نہ دیدے اس وقت تک یہ تبادلہ گاہیں مزدوروں کے تنازعے کے سبب سے خالی اسامی پر امیدوار نہیں فراہم کرتیں۔ ایسا صرف موخر الذکر موقع پر ہی کیا جاتا ہے جب کہ بعض اوقات روزگار کی تبادلہ گاہیں امیدواروں کو نوکر رکھنے والوں کے پاس بھیجتی ہیں۔ اس پالیسی پر سختی کے ساتھ عملدرآمد ہو رہا ہے اور وزارت لیبر کے علم میں ایسے واقعات نہیں ہیں جن میں اس پالیسی سے انحراف کیا گیا۔

کھانڈ کی صنعت کیلئے تحفظ کی ضرورت

بمبئی کانفرنس میں صدر کی افتتاحی تقریر

شری سی۔ایل مہتہ صدر انڈین ٹیرف بورڈ نے کھانڈ تیار کرنے والے ٹیکنیکل ماہرین ۔ کھانڈ کے بیوپاریوں اور خریداروں مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے نمایندوں کی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا۔

"اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہندوستانی کھانڈ کی صنعت بہت مہنگی صنعت ہے۔ اور اگر غیر ممالک سے کھانڈ کی آزادانہ برآمد ممکن ہو۔ یا اس کی اجازت دے دی جائے تو اس صنعت کو غیر ملکی کارخانہ داروں کے ہاتھوں شدید نقصان پہنچے گا۔ یہ ملک کی دوسرے درجہ کی سب سے بڑی صنعت ہے۔ اور قومی اقتصادیات میں اس کی خاص اہمیت ہے۔ اس لئے اس صنعت کو غیر مساوی بدیشی مقابلہ۔ کے ہاتھوں نقصان پہنچنے کی بجائے بچنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کھانڈ کی صنعت کو یہ تحفظ دینے سے کھانڈ استعمال کرنے والے لوگوں کو جو قربانی دینی پڑتی ہے۔ اسے بھی دھیان میں رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اور کھانڈ تیار کرنے کے اخراجات کو لازمی طور پر گھٹانے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ اس مقصد کے لئے بڑھیا قسم اور زیادہ مقدار میں گنا حاصل کرنے کے لئے جدید بہتر طریق استعمال کئے جانے چاہئیں۔ اس صنعت کی تنظیم اور پیسر تج کو بہتر بنایا جائے۔ اور ثانوی پیداوار کو مناسب طور پر استعمال کیا جائے۔ تا کہ کھانڈ کی اندرون ملک قیمتوں کو موجودہ حالت کی بہ نسبت دنیا کی منڈی میں کھانڈ کی قیمتوں کے زیادہ قریب لایا جا سکے"۔

کھانڈ کی صنعت ہند کی ان قدیم صنعتوں میں سے ایک ہے جن کو جنگ سے پہلے کے زمانہ میں بھی تحفظ دیا جاتا تھا۔ اور اس صنعت کے تحفظ کے لئے حفاظتی محصول عائد کرنے کے قوانین کو ہر سال توسیع دی جاتی رہی ہے۔ گذشتہ مارچ میں آئین ساز اسمبلی نے اس صنعت کے تحفظ کے قانون کو توسیع دینا منظور کیا تھا۔ اور یہ تحفظ موجودہ مالی سال کے اختتام پر ختم ہو جائے گا۔ مختلف مفاد کے نمایندوں کی یہ کانفرنس ٹیرف بورڈ نے اس لئے منعقد کی تھی۔ کہ حکومت کو سفارش کی جائے کہ ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء کے بعد اس صنعت کے تحفظ کے لئے کس قسم کے اقدامات کی ضرورت ہے۔

شری مہتہ نے اعداد و شمار کے ساتھ یہ ظاہر کیا کہ گنے کی فی ایکڑ پیداوار اور کھانڈ کی پیداوار میں کافی زیادہ اضافہ کی گنجائش موجود ہے۔ شری مہتہ نے مندرجہ ذیل نکات پر زور دیا۔ اول یہ کہ ملک کی تقسیم کی وجہ سے کھانڈ کی گھریلو کھپت کے لئے مانگ ڈھائی لاکھ ٹن کم ہو گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ دو لاکھ ٹن کھانڈ کا ذخیرہ فالتو پڑا ہے۔ دوئم یہ کہ دسمبر ۱۹۴۷ء میں کھانڈ پر سے کنٹرول ہٹانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ کھانڈ تیار کرنے والوں نے اس کی قیمت ۲۰ روپے ۱۴ آنے سے ۳۵ روپے سات آنے تک بڑھا دی۔ تیسرے یہ کہ اگرچہ گذشتہ بارہ ماہ میں دنیا کی کھانڈ سے متعلقہ حالت میں کافی تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ پھر بھی کھانڈ برآمد کرنے والے ممالک کے ساتھ کسی خاص مقابلہ کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ کم از کم آئندہ چند برسوں تک تو کسی قابل ذکر مقابلہ کی امید نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ کیوبا سے کھانڈ خرید کرنے کے لئے کافی تعداد میں ڈالر حاصل نہیں کئے جا سکتے۔ اور جاوا میں حالات غیر یقینی ہیں۔

کھانڈ کے کارخانہ دار کھانڈ تیار کرنے کے اخراجات بڑھاتے جاتے ہیں۔ اس صنعت کی قیمتوں سے متعلق پالیسی کے خلاف عوام کی زبردست نکتہ چینی کے پیش نظر اور خاص کر کنٹرول ہٹائے جانے کے بعد کھانڈ کے کارخانہ داروں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس تحفظ کو جائز ثابت کریں جس سے وہ برسوں سے فیض اٹھاتے رہے ہیں۔

مشکل خیالات کا اظہار کر سکے۔ اگرچہ جدید اردو شاعری کی پیدائش لاہور میں ہوئی تھی پھر بھی یہ علی گڑھ کے سازگار ماحول میں ہی پروان چڑھی۔

انیسویں صدی ہندوستان کے لئے ایک عبوری دور تھا۔ زندگی اور افکار کی راہیں اختیار کی گئیں۔ مسلمانوں کے لئے اس نئے دور کی اصلاحات کا عمل علی گڑھ میں ہی ہوا۔

سر سید احمد کی وفات کے ساتھ علی گڑھ کی بہت سی امتیازی خصوصیات ختم ہو گئیں لیکن آج ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم اس سنہری ترکے کے مالک ہیں جو علی گڑھ نے ہمیں دیا۔ اسی سنہری ماضی کو مدنظر رکھتے ہوئے علی گڑھ اور ملک کے نوجوان ایک سنہرے مستقبل کا خواب دیکھ سکتے ہیں۔

آج ہندوستان آزاد ہے اور حکومت ہندوستان نے ایک جمہوری اور غیر مذہبی نظام کو قبول کیا ہے۔ مرکزی حکومت نے ملک کی تعلیم کے لئے تمام منصوبوں کی بنیاد بھی جمہوری اور غیر مذہبی رکھی ہے۔ تمام شہریوں کو ایک ہی قسم کی تعلیم ملنی چاہئے اور اس تعلیم کا مقصد انسانی ترقی اور خوشحالی ہے۔ اس کے ساتھ حکومت ہند نے خاص قسم کی تعلیم دینے والے اداروں کے لئے بھی گنجائش رکھی ہے۔

مولانا آزاد نے کہا کہ علی گڑھ کی یونیورسٹی کے دروازے سب لوگوں کے لئے کھلے ہونے چاہئیں۔ یہ اس کی روایات کے عین مطابق ہوگا۔ کیونکہ اس کے شروع سے ہی ہندو طلبا اور پروفیسر اس میں شریک رہے ہیں۔ یونیورسٹی میں تعلیم کے ہر شعبے میں تحقیق و تجربہ کے لئے سازگار ماحول پیدا ہونا چاہئے۔

مولانا آزاد نے کہا کہ مسلمانوں کو اردو کے ساتھ ہندی ادب میں بھی برابر کی دلچسپی لینی چاہئے۔ ہندی ادب پر مسلمانوں کا اتنا ہی حق ہے جتنا ہندوؤں کا۔ مغلوں کے زمانہ کی برج بھاشا ہندو مسلم میل کا ایک اعلےٰ نمونہ ہے۔

رسم الخط کے بارے میں مولانا آزاد نے مہاتما گاندھی کے خیالات کی تائید کی کہ ہر ہندوستانی کو اردو اور دیوناگری دونوں طریقے سیکھنے چاہئیں۔ ملک کے موجودہ حالات کا یہی ممکن حل ہے۔ اس سلسلے میں دوسرے گروہ کا ردعمل معلوم کئے بغیر آگے قدم بڑھایا جانا چاہئے۔ اگر دوسرے لوگ ایک ہی لکھاوٹ سیکھ سکتے ہیں تو ہمیں دو لکھاوٹوں کی بہرہ وری کا افسوس نہیں ہونا چاہئے۔ مسلمانوں کو دونوں لکھاوٹیں سیکھ کر ملک کے سامنے ایک مثال قائم کرنی چاہئے۔

نئے گریجویٹوں کو خطاب کرتے ہوئے مولانا آزاد نے کہا کہ اپنے آزاد ملک میں انہیں نئی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہئے۔ ان کے سامنے وسیع مواقع ہیں۔ اگر ان میں ایک بلند کیرکٹر ہے اور ایک ترقی پسند قومیت کا جذبہ ہے تو وہ ملک کی ترقی اور خوشحالی کے قابل رشک معمار بن سکتے ہیں۔

غیر ممالک میں مطالعہ کے مواقع

اقوام متحدہ کے تعلیمی سائنسی اور ثقافتی ادارہ نے ایک نئی کتاب موسومہ "غیر ممالک میں مطالعہ۔ وظائف وغیرہ کا ہدایت نامہ" کی پہلی جلد شائع کی ہے۔ اس کتاب میں بین الاقوامی مطالعہ کے دس ہزار پانچ سو مواقع کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ کتاب میں اقوام متحدہ اور اس کے مخصوص اداروں کے وظائف کے پروگرام پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے لئے جو اس قسم کا پروگرام مرتب کرتے ہوں انتظام وظائف کی ٹیکنک کا خلاصہ بھی دیا گیا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کا یہ مقصد ہے کہ وظائف کے لئے امیدواروں کی تعداد بڑھائی جائے اور وظیفہ دینے والوں کو بتایا جائے کہ پروگرام کے لئے کہاں گنجائش ہے اور کہاں زیادہ ضرورت۔ جو لوگ اپنے ممالک سے باہر مطالعہ کے لئے جانا چاہتے ہوں کتاب ان کے لئے کارآمد ہوگی۔ آسٹریلیا۔ بلجیم۔ برما۔ کینیڈا۔ چین۔ کولمبیا۔ چیکوسلواکیہ۔ ایکوے ڈور۔ آئرلینڈ۔ فرانس۔ ہندوستان۔ اٹلی۔ نیوزی لینڈ۔ ناروے۔ فلپائن۔ پرتگال۔ جنوبی افریقہ۔ برطانیہ اور امریکہ کے وظائف اس کتاب میں درج ہیں۔

ہمارے فوجی جوانوں کے کارہائے نمایاں تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں

ہند کی فوج اب مکمل طور پر ہندوستانی ہو چکی ہے

بجٹ سیشن میں وزیر دفاع کی افتتاحیہ تقریر

ہند پارلیمنٹ کے بجٹ سیشن میں وزیر دفاع نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے فوج میں آٹھ سو برطانوی افسر تھے لیکن آج ان کی تعداد ۲۰۰ سے بھی کم ہے۔ اور یہ بھی ٹیکنیکل اور مشاورتی عہدوں پر ہی کام کر رہے ہیں۔ فوج کی عملی کمان اور کنٹرول اب کلیتاً ہندوستانی ہاتھوں میں ہے۔ اسلحہ سازی کے میدان میں بھی ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک میں اب جنگی سامان اور چھوٹے ہتھیار بنانے کے کارخانے ہیں۔ یہ ذخائر حربی ایک قابل قدر قومی اثاثہ ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں بھی ہم غیر ملکی اور خصوصاً برطانیہ کی امداد لینے پر مجبور ہیں۔ پاکستان کے فوجی اخراجات سے مقابلہ کرتے ہوئے وزیر دفاع نے کہا کہ ہند کے فوجی اخراجات اس کی آمدنی کا اڑتالیس اعشاریہ سات فیصدی اور پاکستان کے فوجی اخراجات اس کی آمدنی کا پینسٹھ اعشاریہ چار فیصدی ہیں۔ وزیر دفاع نے کہا کہ ہندوستانی فوج اور ہوا بازوں نے جو کام کشمیر میں سرانجام دیا اس کو ہندوستانی فوج کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

۷ مارچ کو ہند پارلیمنٹ کے بجٹ سیشن میں آنریبل وزیر دفاع نے اپنی افتتاحیہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

پچھلے سال میں نے یہ امید ظاہر کی تھی کہ ریلوے بجٹ کی طرح ڈیفنس کا بجٹ بھی الگ طور پر پیش کیا جا سکے گا لیکن جائزہ سے معلوم ہوا کہ یہ ممکن نہیں کیونکہ شعبہ دفاع ایک خرچ کرنے والا محکمہ ہے اور اس کی ذاتی آمدنی نہیں۔

آزادی کے بعد ہمیں جو کچھ ملا اور جن حالات سے دوچار ہونا پڑا آپ سب کو معلوم ہیں۔ ہماری فوج کے کندھوں پر انتہائی بوجھ آ پڑا لیکن ہمارے جوانوں نے جس ذہنی چستی، وفاداری اور جانفشانی کا ثبوت دیا۔ وہ تاریخ کے سنہری اوراق میں لکھے گئے ہیں۔

ملک کی تقسیم ہو جانے پر ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد ہندوستان کی فوج کو بانٹنا پڑا۔ یہ نہایت نازک مرحلہ تھا۔ ایک طرف تو وقت اتنا کم تھا دوسری طرف مرکزی اور علاقائی ادارہ کا شیرازہ بکھر گیا تھا۔ آزادی کے دن ہمارے ہیڈ کوارٹرز میں صرف ڈیڑھ سو افسر اور ۵۶ دوسرے رینک تھے جن میں سول اور ملٹری دونوں شامل تھے۔ لیکن ہم نے ہمت اور حوصلہ سے کام لیا۔

ہم جو کر چکے ہیں۔ وہ ملک کے سامنے ہے مصیبت زدہ دیہاتی لوگوں کو لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان میں لایا گیا۔ لڑائی کے میدانوں میں کئی بار فتح حاصل کی گئی۔ اور ساتھ ساتھ فوج کی ازسر نو تنظیم کا کام ہوتا رہا۔ ہم جو کچھ کر چکے ہیں۔ وہ یقیناً معجزہ ہے۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے فوج میں آٹھ سو برطانوی افسر تھے۔ لیکن آج وہ دو سو سے بھی کم ہیں۔ اور یہ بھی ٹیکنیکل اور مشاورتی عہدوں پر ہی کام کر رہے ہیں فوج کی عملی کمان اور کنٹرول اب کلیتاً ہندوستانی ہاتھوں میں ہے۔

ہندوستان کی فضائی فوج کو قومی بنانے کے کام میں کافی ترقی حاصل ہوئی ہے۔ ہمارے نوجوانوں نے شروع سے ہی اس سروس کی طرف رجوع کیا۔ اور ملک کی تقسیم کے وقت ہماری فضائی فوج میں باقی ہندوستانی تھے۔ آج ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ اس کی ترقی اور توسیع کی جائے۔ اس وقت کمانڈر انچیف غیر ہندوستانی ہے۔ اور کوئی ایک درجن سینئر افسران ایسے افسر ہیں جن کی خدمات عارضی طور پر حاصل کی گئی ہیں باقی تمام فضائی فوج ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہے۔ ٹیکنیکل کاموں میں صرف سہا سویلین ہیں۔

ہمارا بحری بیڑہ ابھی عالم طفولیت میں ہے۔ اس باب میں ہمیں کچھ عرصہ کے لئے غیر ملکی امداد لینی پڑے گی۔

وسیع مصروفیات کے باوجود ہم نے علاقائی فوج اور نیشنل کیڈٹ

گورے کام کو نظر انداز نہیں کیا۔ جو روداد آپ کو دی جا چکی ہے۔ اس میں آپ دیکھیں گے۔ کہ مجبوریوں کے باوجود اس کام میں بھی ہم نے کافی ترقی کی ہے۔ علاقائی فوج میں بھرتی کا کام اگلے سال سے شروع ہو جائے گا۔ اور کیڈٹ کور کا کام تو بہت سے صوبوں اور ریاستوں میں کافی راستہ طے کر چکا ہے۔

ہم اپنی فوج کے جوانوں کی اعلیٰ تربیت کے لئے ضروری سہولتیں مہیا کر رہے ہیں۔ ان کے لئے آزادی حاصل کرنے سے پہلے ہم برطانیہ کے محتاج تھے۔ لیکن اب ہم خود مکتفی ہونے کے لئے انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ بری، بحری اور فضائی تینوں سروسوں کے لئے ہم نے موزوں اداروں کی تعمیر کو پہلی ترجیح دی ہے۔ لیکن اس کے لئے ہم اپنی تمنا کے مطابق تیز رفتار نہیں ہو سکتے۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ بنیادیں مضبوط بنائی جائیں۔ اور ہماری رفتار ہمارے ذرائع کے ماتحت رہے۔ اسلحہ سازی کے میدان میں بھی ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک میں اب جنگی سامان اور چھوٹے ہتھیار بنانے کے کارخانے ہیں۔ یہ ذخائر حربی ایک قابل قدر قومی اثاثہ ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں بھی ہم غیر ملکی اور خصوصاً برطانیہ کی امداد لینے پر مجبور ہیں۔ ہمارے پاس پوری طرح تربیت یافتہ عملہ نہیں۔ ان کی تربیت کے لئے ملک میں پورا سامان نہیں لیکن ہم اپنی کمی کو پورا کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ اور ہمیں اپنے کام کو باقاعدہ طور پر کرنا ہے۔ ملک میں اساسی صنعتیں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ فولاد اور دیگر معیاری دھاتیں تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جب تک یہ سب کچھ مکمل نہیں ہو جاتا ہمیں یہ اشیا غیر ملکوں سے منگوانی ہوں گی۔

ملک کے متعدد مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک وقت درکار ہے۔ لیکن اس دوران میں ہمیں اپنی اہم ضرورتوں کو بھی پورا کرنا ہے۔ ہمیں اپنے ذخائر حربی کو اس قدر ترقی دینی ہے۔ کہ ہماری فوج کو اپنی ضرورتوں کے لئے دوسروں کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی خیال رکھنا چاہئے۔ کہ امن کے زمانہ میں اپنے کارخانوں سے ہمیں شہری ضرورتوں کا بھی کام لینا ہوگا۔

ظاہر ہے کہ ہمارے سامنے ایک بہت بڑا پروگرام ہے۔ اور اس کے لئے ہماری قوم کی ضرورت ہے۔ ہم یہ بھی نہیں بھول سکتے کہ ہمارے ملک کا معاشی نظام بہت زیادہ اخراجات برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہم حتی الوسع کم از کم اخراجات سے کام لے رہے ہیں۔ سلامتی کے لئے ہمارا سب سے بڑا مقصد ملک کا تحفظ ہے۔

۱۹۴۹ء میں ہم نے اپنی فوج میں زمانہ امن کی ضروریات کے مطابق کمی کرنے کا کام شروع کیا۔ لیکن بعد میں حالات بدل گئے۔ ہمیں ملک کے تحفظ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا پروگرام بدلنا پڑا۔ اس تبدیلی کی وجہ سے اخراجات بھی بڑھ گئے۔ ان اخراجات کے اسباب حسب ذیل تھے۔ (۱) کشمیر کی لڑائی اور حیدرآباد میں پولیس کی کارروائی۔ اس کارروائی پر بھاری اخراجات ہوئے۔ (۲) ہمیں ریاستی فوجوں کی خدمات حاصل کرنی پڑیں۔ (۳) گورکھا جوانوں کے ایک دستہ کی خدمات حاصل کرنی پڑیں۔ (۴) اسلحہ جنگی سامان اور ذخیروں میں اضافہ کرنا۔ (۵) سرحد اور مغربی پنجاب کے علاقے چھن جانے سے ہمیں افسروں کے رہن سہن کے لئے نئی تعمیر اور انتظامات کرنے پڑے۔ (۶) قیمتوں میں ہر طرف گرانی کا استمرار رہا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان میں اضافہ ہونے کی وجہ سے اخراجات میں اضافہ ہونا ناگزیر ہے۔ حالات کے تحت ہمیں اپنے فوجی دستوں میں اضافہ کرنا پڑا۔ اس سب پر وہ اسباب عیاں ہیں۔ جن کی بنا پر میں اس اضافہ کے متعلق زیادہ نہیں بتا سکتا۔

آزادی حاصل کرنے کے بعد سب سے بڑی مشکل یہ آپڑی کہ ہماری فوجوں پر بہت بوجھ پڑ گیا۔ یہ ہمارے بس کی بات نہ تھی۔ میں ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ جس وقت بھی عملی طور پر ممکن اور عام صورت حالات پیدا ہو گئی۔ ہم اپنی فوج کے اخراجات گھٹا دیں گے۔ کیونکہ عام حالات میں ملک کی آمدنی میں سے فوجی اخراجات کے تناسب کو یقیناً گھٹنا ہی ہوگا۔

پاکستان کے فوجی اخراجات سے مقابلہ خواہ اس قدر کو نامناسب ہی خیال کیا جائے لیکن مذکورہ ذیل حقائق قابل غور ضرور ہیں۔ لیکن میں یہ امور اپنے فوجی اخراجات کو جائز ٹھہرانے کے لئے پیش نہیں کر رہا ہوں۔ ہند سرکار کی ۵۱-۱۹۵۰ء کی آمدنی کا تخمینہ ارب بائیس کروڑ نوے لاکھ روپیہ ہے۔ اور پاکستان کی اس برس آمدنی کا تخمینہ ۴۶ کروڑ ۶۶ لاکھ روپیہ ہے۔ اسی برس کے دوران

فوجی اخراجات کا تخمینہ بالترتیب ستاون کروڑ سینتیس روپے اور تینتالیس کروڑ باسٹھ لاکھ روپے ہے۔ اگر دونوں ملکوں کے فوجی اخراجات کی ان کی آمدنی سے نسبت نکالی جائے تو ہند کے اخراجات اس کی آمدنی کا اڑتالیس اعشاریہ سات فیصدی اور پاکستان کے فوجی اخراجات اس کی آمدنی کا پینسٹھ اعشاریہ دو فیصدی ہیں۔ اس بارے میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

فوجی افسروں کی تنخواہیں۔

بعض معزز ممبروں نے فوجی افسروں کی تنخواہوں کے نئے معیار کا ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ نئے افسروں پر اس معیار کا بڑا اثر پڑا ہے۔ میں اس بارے میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ تنخواہوں کے نئے معیار ایک کمیٹی نے بڑے غور و فکر کے بعد مقرر کئے ہیں۔ اس کمیٹی میں فوج سمندری بیڑے اور فضائی بیڑے کے نمایندے شامل تھے تاہم بڑھی ہوئی قیمتوں کے پیش نظر ان کو بعض مراعات دی جا چکی ہیں۔ میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ حکومت کو تمام فوجی افسروں اور جوانوں کے مفاد عزیز ہیں۔ اور تنخواہ کمیٹی کی بنیادی سفارشوں اور ملک کے محدود ذرائع کے دائرے میں رہتے ہوئے حکومت فوجیوں کی تمام تکالیف دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔

ہم نے فوجیوں کے خانماں برباد کنبوں کو پھر سے بسانے کے لئے ایک ادارہ قائم کیا ہے۔ لاکھوں لوگوں کو جو پاکستان سے بے گھر کئے گئے ہیں۔ ان میں کافی بڑی تعداد فوجیوں کے کنبوں کی ہے۔ ان کی زبوں حالی کی وجہ سے فوجیوں میں بڑی تشویش پائی جاتی تھی۔ اس لئے انہیں پھر سے آباد کرنے کے لئے ایک اعلے افسر کی زیر نگرانی ہم نے اپنا ایک الگ شعبہ کھول دیا ہے۔ اس شعبہ نے کافی مفید کام کیا ہے۔

قربانیاں ہمارا سرمایہ ہیں۔ جناب والا۔ میں وزارت دفاع کے خرچ کھاتہ کی تفاصیل آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں۔ جہاں تک روپیہ کا تعلق ہے۔ شومئی قسمت سے اس وزارت کا جمع کھاتہ بالکل کورا اور خالی ہے۔ لیکن صرف پیسہ کو ہی کسی قوم یا فرد واحد کا سرمایہ حیات نہیں کہا جا سکتا۔ اور بہت سی چیزیں ہیں جن کو ہم اپنے جمع کھاتے میں شمار کر سکتے ہیں۔ سال گذشتہ میں نے بتایا تھا کہ صرف ایک رات بھر میں کئے گئے فیصلہ کے بعد ہماری فوج ہوائی بیڑے کی حمایت سے کس طرح کشمیر کے لوگوں کی امداد کو جا پہنچی تھی۔ اور رسل و رسائل اس خطہ زمین کے جغرافیائی حالات اور آب و ہوا کی مشکلات کے باوجود ہماری فوجوں نے کشمیر کی حسین وادی کو ان حملہ آور لٹیروں کی دست برد سے بچا لیا تھا جو سرحد پار کے علاقوں سے وہاں آ گھسے تھے۔ قبائیلیوں اور دیگر حملہ آوروں کے علاوہ ہر ایک محاذ پر پاکستان کی باقاعدہ فوجیں بھی کافی بڑی تعداد میں لڑتی رہی ہیں۔ اب اس محاذ پر سکون ہے۔ اور لڑائی بند ہو چکی ہے۔ اس لئے میں مزید کچھ نہ کہوں گا۔ ہم خلوص دل سے یہ اُمید رکھتے ہیں۔ اور ہماری یہ خواہش ہے۔ کہ کشمیر میں امن کا دور دورہ ہو۔ اور ہمارے ہمسایہ مملکت پاکستان سے ہمارے تعلقات پر امن رہیں۔ لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ہماری فوجیں اور ہوا باز بڑے شاندار طریقے سے اپنے فرائض بجالانے میں ہمت استقلال اور مستحکم ارادے سے کام کرنا ہندوستانی فوج کی قدیم روایت ہے۔ انہوں نے اس روایت کو نہ صرف برقرار رکھا ہے۔ بلکہ وہ اس سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ انہوں نے پچھلے تمام ریکارڈ مات کر دئے ہیں۔ جنگ کشمیر ہمارے نوجوان افسروں کے لئے ایک انوکھا تجربہ تھا۔ میں بڑے فخر سے کہتا ہوں۔ کہ ان افسروں اور جوانوں نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ ہر طرح اپنے کمانڈروں کے اعتماد کے قابل ہیں۔ جس طرح کے موسمی اور جغرافیائی حالات میں ہماری فوجوں کو جنگ لڑنی پڑی ہے۔ اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ دوسری عالمگیر جنگ میں بھی ایسے حالات کا سامنا کسی فوج کو نہیں کرنا پڑا۔ انہیں بعض اوقات صرف چند گھنٹوں میں ہی بغیر تام سڑکوں اور ٹینک ڈنڈیوں کے ذریعہ سولہ ہزار فٹ کی بلندیوں پر بھاری اسلحہ پہنچانا پڑا۔ ہمارے انجینیروں اور سفر مینا پلٹنوں نے جنگلوں اور پہاڑیوں کو صاف کیا۔ دشمن کی گولیوں کی بوچھاڑ میں ایسے مقامات پر سڑکیں اور پلیں تعمیر کیں جہاں کبھی کسی فوج کے قدم تک نہ پڑے تھے۔ انہوں نے ایسی مشکلات کا سامنا کیا جو پہلے کبھی سننے میں بھی نہیں آئیں۔ انہوں نے جہاں کہیں دشمن کو پایا اسے مار بھگایا۔ ہمارے ہوائی بیڑے نے بھی بہت قابل

تعریف کام کیا ہے۔ ان کے کارناموں کی مثال فضائی جنگ کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی صرف نقشوں کی مدد سے دریاؤں کے تنگ راستوں اور بہت بڑی بلندیوں پر ہوائی جہازوں کو اتارنے کی دلیری اور جسارت دن رات دشمن کی بے پناہ گولہ باری کی زد میں آئے ہوئے علاقوں میں ہوائی جہاز اتارنا ایسے کارنامے ہیں جن پر وہ ہمیشہ فخر کر سکیں گے۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ یہ تمام کارہائے نمایاں ہمارے نوجوان ہوابازوں نے جنہیں کوئی خاص تجربہ بھی حاصل نہ تھا غیر ملکی افسروں کی امداد کے بغیر ہی سرانجام دئے ہیں۔

ہم نے بیش بہا جانیں قربان کی ہیں۔ بریگیڈیئر عثمان۔ کرنل رائے اور بہت سے دیگر افسر اور جوان جو سب کے سب بہادر۔ نیک اور مادر ہند کے سچے سپوت تھے۔ ان کے فوجی بھائی اور ہم سب ہمیشہ انہیں عزت سے یاد کیا کریں گے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ سارا ایوان ان کو خراج عقیدت پیش کرے گا۔

ریاستی فوجوں نے بھی شاندار خدمات سرانجام دی ہیں وہ ہماری فوجوں کے شانہ بشانہ جنگ لڑتے رہے ہیں۔ اور ہر جگہ انہوں نے بڑی حوصلہ مندی اور طاقت کا ثبوت دیا ہے۔

سب سے آخر میں آپ کی اجازت سے میں اس ایوان میں اس بات پر فخر و مسرت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہماری فوجیں اپنی حکومت، عوام اور ملک کی پوری طرح وفادار ثابت ہوئیں۔ وہ سیاسیات سے الگ رہے۔ ذات پات یا عقیدہ کے تنگ نظریوں کا ان پر اثر تک نہیں ہوا۔ مجھے رتی بھر شبہ نہیں ہے۔ کہ ہماری فوجیں ہمیشہ وفاداری، شان اور خلوص دل سے مادر وطن کی خدمت کرتی رہیں گی۔

غیر ممالک سے زرعی مشینوں کی درآمد

جنوری سے دسمبر ۱۹۴۹ء تک ہندوستان میں غیر ممالک سے جو زرعی مشینری منگوائی گئی اس کے بارے میں ۲۱ مارچ کو انڈین پارلیمنٹ میں وزیر تجارت نے حسب ذیل تفصیل بتائی۔

زرعی مشینیں	قیمت
زرعی ٹریکٹر اور پرزے	ایک کروڑ نواسی لاکھ اسی ہزار روپے
ہل اور پرزے	سینتیس لاکھ تیس ہزار روپے
دیگر مشینیں	اکیس لاکھ اسی ہزار روپے

۱۹۴۹ء میں شمالی امریکہ سے حسب ذیل مشینیں حکومت کے زیر اہتمام منگوائی گئیں۔

قسم	تعداد	ملک جس سے منگوائی گئیں	اندازاً قیمت
ٹریکٹر	۲۰۷	امریکہ	۳۳ لاکھ ۲۰ ہزار روپے
پانی کھینچنے والے آلے	۲	"	۲۰ ہزار روپے
کھیت کاٹنے والی مشینیں	۲۵	امریکہ	۲ لاکھ ۵۰ ہزار روپے
کھیت کاٹنے والی مشینیں	۲۵	کینیڈا	۳ لاکھ روپے
متفرق زرعی آلے	۱۵	برطانیہ	۹۰ ہزار روپے
" "	۲۰	کینیڈا	۳۰ ہزار روپے
" "	۷۹	امریکہ	ایک لاکھ ۶۰ ہزار روپے

ہندوستان کے کارخانہ داروں نے حسب ذیل سامان صنعت و رسد کے ڈائرکٹر جنرل کے ذریعہ منگوایا۔

قسم	تعداد	ملک جس سے منگوایا گیا	اندازاً قیمت
ٹریکٹر	۱۲۰	برطانیہ	نو لاکھ ۸۰ ہزار روپے
"	۴۲	کینیڈا	۲ لاکھ ۵۰ ہزار روپے
متفرق زرعی آلے	۲۲۰	برطانیہ	۲ لاکھ ۳۰ ہزار روپے
" "	۵۰	کینیڈا	۶۰ ہزار روپے

انڈیا سپلائی مشن اور ہندوستانی کارخانہ داروں نے جو ۱۰۴ ٹریکٹر حاصل کئے تھے۔ ان میں سے ۲۴۸ ٹریکٹر وزارت زراعت کے مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن کو اور ۱۰۷ صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو دئے گئے۔

بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں کے لئے جاپان سے مشینوں کی درآمد

وزارت تعمیر معدنیات و برق کی سالانہ کارگزاری کی رپورٹ

وزارت تعمیر معدنیات و برق کی سالانہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اگلے پانچ برس میں حرارت اور پانی سے بجلی پیدا کرنے کے ایسے منصوبے مکمل کر لئے جائیں گے جن کی بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت چودہ لاکھ کلو واٹ ہو گی۔ دامودر وادی کے منصوبے پر اندازاً بارہ کروڑ روپیہ خرچ آئے گا۔ مغربی بنگال میں گنگا بیراج پروجیکٹ سے اور فائدوں کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہوگا کہ کلکتے سے جہاز رانی کے لئے براہ راست اور سارا سال کھلا رہنے والا ایسا راستہ تیار ہوگا جو کلیتاً ہندوستان کے علاقے سے ہو کر گزرے گا۔ موجودہ جہاز رانی کا راستہ ۵۰ میل تک پاکستان کے علاقے میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ یہ محکمہ جو جو کام شروع کرنے والا ہے ان میں حسب ذیل اہم ہیں۔ دہلی میں غیر ملکی سفارت خانوں کے لئے تقریباً دو سو ایکڑ زمین کو درست کرنا۔ انڈیمان میں تعمیرات کا کام۔ ناسک میں سرکاری دفتروں کی تعمیر پارلیمینٹ کے ممبروں کے لئے دہلی میں رہائشی مکانات۔ سکونتی مکانات حاصل کرنے کی درخواستوں کی تعداد سال ۱۹۳۹ میں گیارہ ہزار تھی۔ لیکن اب یہ تعداد دس ہزار تک پہنچ چکی ہے۔

وزارت تعمیر معدنیات و برق کی ۱۹۴۸ء-۱۹۴۹ء کی کارگذاری کی رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہندوستان سرکار ملک میں بجلی پیدا کرنے کی مختلف سکیموں کو جلد از جلد جامہ عمل پہنانے کے لئے جاپان سے بجلی پیدا کرنے کی مشینیں منگانے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔ اس رپورٹ میں ان کارگذاری کی مختصر روئداد درج کی گئی ہے۔ جو ان دریائی وادیوں کے منصوبوں کے بارے میں کی گئی جن کی تعمیر یا تحقیقات کی منظوری دی جا چکی تھی۔ اور جو ملک کے مختلف حصوں میں بجلی پیدا کرنے کی توسیع کے لئے کی گئی۔ رپورٹ ہذا میں محکمہ مرکزی تعمیرات عامہ کے آئندہ سال کا تعمیری پروگرام اور سال ۱۹۴۹ء-۱۹۵۰ء میں ہند کے طبقات الارضی سروے اور وزارت مذکورہ کے مینرل ویلیم ڈویژن یعنی پیٹرول سے متعلقہ شعبہ کی سرگرمیاں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آئندہ پانچ برس میں بجلی کی پیداوار میں اضافہ۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں کے لئے مشینیں وغیرہ درآمد کرنے کے بارے میں آئندہ کچھ عرصہ تک مشکل پیش آتی رہے گی۔ پھر بھی یہ توقع کی جاتی ہے کہ اگلے پانچ برس میں حرارت اور پانی سے بجلی پیدا کرنے کے ایسے منصوبے مکمل کر لئے جائیں گے۔ جن کی بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت چودہ لاکھ کلو واٹ ہو گی۔ اس وقت بجلی تیار کرنے کے جتنے کارخانے چل رہے ہیں۔ ان میں مجموعی طور پر تقریباً بائیس لاکھ کلو واٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔

اس رپورٹ میں لکھا ہے کہ مرکزی برقی کمیشن سارے ملک میں بجلی کی توسیع پیداوار اور اس کے استعمال کے کاموں کو مربوط کرنے اور ان میں امداد بہم پہنچانے والا مرکزی ادارہ ہے۔ اس ادارہ نے سی پی اور برار نیز آسام کے دیہات میں بجلی پہنچانے کی سکیمیں تیار کی ہیں۔ بہار میں آبپاشی کے فوری پروگرام کے سلسلہ میں بجلی پیدا کرنے کی ایک سکیم بھی بنائی گئی ہے۔ انڈیمان کی عمارتی لکڑی کے ذخیروں سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے پورٹ بلیئر کے حکام کو بجلی مہیا کرنے کی ایک سکیم تیار کرنے کو کہا گیا ہے۔ کمیشن ہذا نے ہماچل پردیش میں بجلی مہیا کرنے کے بارے میں تحقیقات کی ہے۔ اور بعض دیگر منصوبوں مثلاً وادی دامودر کے علاقہ میں فولاد کا کارخانہ جاری کرنے، بنگلور میں مشینوں کے اوزار بنانے کا کارخانہ چلانے اور ہوڑہ مغل سرائے ریلوے لائن پر بجلی مہیا کرنے کے لئے برقی ضروریات کے تخمینے تیار کئے ہیں۔ دامودر اور مانجی کے علاقوں کی ارضی سروے بھی کی گئی ہے۔ اسی طرح کی ارضی سروے آئندہ سال میں شمالی بہار اور

مدھیہ بھارت، راجستھان اور اجمیر میں بھی چھوٹے پن بجلی کے منصوبہ کے سلسلہ میں کئے جائیں گے۔ کمیشن بذا یہ توقع رکھتا ہے کہ اگلے برس ایک قومی برقی کوڈ تیار کر لیا جائے گا۔ اور ہند کے قانون برق سنہ ۱۹۱۰ء کی نظر ثانی کی جائے گی۔

دامودر وادی کا منصوبہ۔ مرکزی برقی کمیشن کے منصوبہ بندی کرنے والے شعبہ نے سب سے اہم کام دامودر وادی کے برقی نظام کے متعلق سرانجام دیا ہے۔ اس منصوبہ پر اندازاً بارہ کروڑ روپیہ خرچ آئے گا۔ اس منصوبہ کا پہلا مرحلہ طے کیا جا چکا ہے۔ تجاویز اور نقشے تیار کرنے اور ٹنڈروں کے لئے تفصیلی نمونے تیار کرنے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ مشینوں اور دیگر ضروریات کے لئے بڑے بڑے آرڈر بھی دئے جا چکے ہیں۔

دامودر وادی کا منصوبہ یہ ہے۔ کہ دریائے دامودر اور اس کی معاون ندیوں پر جن کا پھیلاؤ قریباً آٹھ ہزار مربع میل میں ہے۔ آٹھ کثیر الفوائد بند تعمیر کئے جائیں۔ ان میں سے اکثر بندوں کی جائے وقوع پر ابتدائی کام کیا جا چکا ہے۔ اور توقع ہے کہ تلایہ بند پر عملی تعمیر کا کام سال ۱۹۴۹ء کے دوران میں ہی شروع ہو جائیگا۔

کثیر الفوائد منصوبے۔ ملک کے آبی ذرائع کو ترقی دینے کا انتظام مرکزی پن بجلی آبپاشی اور جہازرانی کمیشن کے ہاتھ میں ہے۔ یہ ادارہ سی ڈبلیو آئی این سی کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ دریائی وادیوں کے بڑے بڑے منصوبوں کی تعمیر یا تحقیقات کے کاموں میں مصروف ہے۔ ہیراکد بند پروجیکٹ کی تعمیر کا کام حکومت اڑیسہ نے اسی ادارہ کے سپرد کر دیا ہے۔ سنبل پور اڑیسہ کے مقام پر جہاندی پر سڑک اور ریل کا مشترکہ پل تیار کرنے کا کام بھی اسی ادارہ کے سپرد ہے۔ یہ پل بمبئی سے کلکتہ تک ایک قومی شاہراہ تیار کرنے کی سکیم کا ایک جزو ہے۔ یہ پل ہیراکد بند تعمیر کرنے اور اس سے متعلقہ کاموں کو سرانجام دینے میں سہولت پیدا کرنے کا باعث بنے گا۔ بہار اور مغربی بنگال میں کوسی بمبئی اور سی پی برار میں نربدا اور تاپتی اور وادی آسام کے منصوبوں کی تحقیقات کا کام بھی اس ادارہ نے شروع کر دیا ہے۔ امید ہے کہ سال ۱۹۵۰ء میں حکومت بمبئی تاپتی پروجیکٹ کے ابتدائی مرحلے کے کام کی منظوری دے دیگی۔ اور مزید پروجیکٹ کی تحقیقات اسی سال میں کی جائے گی۔

گذشتہ برس مندرجہ ذیل منصوبوں کی تحقیقات کی منظوری دی گئی تھی۔ حکومت سی پی اور برار کا سابرمتی پروجیکٹ۔ دریائے گوداوری اندراوتی اور سابری کے تین چھوٹے منصوبے جو کورگ کے مرکزی نظم و نسق کے ماتحت علاقے سے متعلق ہیں۔ اور مغربی بنگال میں گنگا بیراج پروجیکٹ جس سے دیگر فائدوں کے علاوہ کلکتہ سے جہازرانی کے لئے براہ راست اور سارا سال کھلا رہنے والا ایسا راستہ تیار ہو جائے گا۔ جو کلیتاً ہندیونین کے علاقہ میں سے ہو کر گذرے گا۔ موجودہ جہازی راستہ ۵۰۰ میل تک پاکستان کے علاقہ میں سے ہو کر گذرتا ہے تعمیر و تحقیق کے جو کام براہ راست اس کمیشن کے سپرد ہیں۔ ان کے علاوہ یہ کئی صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو ان کے مختلف منصوبوں کے بارے میں مشورہ دیتا ہے۔ مثلاً پوربی پنجاب میں بھاکرا بند یوپی میں نایر، مغربی بنگال میں موسہ، مدراس اور حیدرآباد میں تنگ بھدرا اور پوربی پنجاب کی ریاستی یونین میں دیجی۔

۱۹۴۹-۵۰ء میں تعمیرات کا پروگرام۔ محکمہ مرکزی تعمیرات عامہ کی سب سے زیادہ درخشاں کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے رپورٹ مذکور میں لکھا ہے۔ کہ جموں پٹھانکوٹ سڑک نہایت قلیل وقت میں تیار کی گئی۔ اس پر تین کروڑ روپیہ لاگت آئی۔ اور اس پر طرہ یہ کہ سڑک ایسے علاقے سے ہو کر گذرتی ہے۔ جو میدان جنگ کے بالکل قریب واقع تھا۔ اس کے علاوہ اس محکمہ نے جو دیگر کارہائے نمایاں سرانجام دئے ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل کام شامل ہیں کشمیر اور جموں میں شرنارتھیوں کے لئے بہت بڑے کیمپ تیار کرنا۔ دہلی میں شرنارتھیوں کے لئے دوکانوں اور مکانوں کی تعمیر۔ سندری میں کھاد تیار کرنے کا کارخانہ اور اڑیسہ میں دریائے کوکہائی اور کاٹھ جوڑی پر پل تعمیر کرنا۔ یہ محکمہ آئندہ سال جو کام شروع کرنے والا ہے۔ ان میں سے حسب ذیل اہم ہیں۔ دہلی میں غیر ملکی سفارت خانوں کے لئے قریباً دو سو ایکڑ زمین کو درست کرنا۔ انڈیمان میں تعمیرات کا کام۔ ناسک میں سرکاری دفتروں کی تعمیر۔ فیڈرل کورٹ کے لئے عمارت کی تعمیر پارلیمنٹ کے ممبران کے لئے دہلی میں مزید سکونتی مکانات۔

پیٹرولیم کی درآمد اور تقسیم۔ اس رپورٹ میں ایک اور اہم

رکاوٹ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ جو وزارت تعمیر، معدنیات اور برق کے پٹرولیم ڈویژن نے پٹرولیم کی ہر قسم کی مصنوعات کی درآمد اور ان کی تقسیم کے بارے میں سرانجام دی ہے۔ سال ۱۹۴۹ء کے لئے ملک کی پٹرولیم کی بڑی بڑی مصنوعات کی مانگ تقریباً ساری کی ساری سٹرلنگ سکہ والے ممالک سے حاصل کر کے پوری کر سکنے کی کوشش کی گئی۔ پچھلے دنوں غیر ملکی ماہرین کی ایک پارٹی نے ہند کا اس مقصد کے لئے دورہ کیا تھا کہ غیر ممالک سے جو کروڈ آئیل درآمد کیا جاتا ہے اسے صاف کرنے کے لئے ہندوستان میں کارخانے قائم کرنے کے بارے میں تحقیق کی جائے۔ آئندہ برس میں تیل کی بہم رسانی کی حالت کے بارے میں رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ آہستہ آہستہ بہتر ہوتی جا رہی ہے۔

پٹرولیم کی مختلف مصنوعات پر کنٹرول قائم رکھنا پڑا ہے کیونکہ ان [illegible] کا زیادہ تر انحصار ملک کی اندرونی ٹرانسپورٹ کی ضروریات پر رہے۔ ملک کی موجودہ ٹرانسپورٹ مانگ کو پورا کرنے کے لئے بہت سے ٹینک ویگنوں کے آرڈر دئے گئے ہیں۔ لیکن مستقبل میں مزید ٹینک ویگنوں کی مانگ پوری کرنے کا پروگرام بنانا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن ملک کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے تیل کی کمپنیاں اپنے ذخیروں کی توسیع کے منصوبوں کی تکمیل نہیں کر سکتی ہیں کیونکہ فولاد اور سیمنٹ کی قلت ان کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔

معدنیات کے استعمال کے منصوبے۔ پچھلے برس طبقات الارضی سروے اور تحقیق کا اتنا کام کیا گیا کہ اس سے پہلے اس [illegible] کام ہند میں نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن اگلے برس کے لئے اس سے بھی بہت زیادہ کام کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ اور اسے پورا کرنے کے لئے سال زیر تبصرہ میں اس محکمہ کا عملہ بڑھایا گیا ہے۔ انجینئرنگ کے بڑے منصوبوں، لوہے اور فولاد کے مجوزہ کارخانوں کو نمک، پٹرولیم تیار کرنے کے کارخانوں اور برتن بنانے اور شیشے کی زیر غور صنعتوں وغیرہ کے بارے میں اس محکمہ نے اس سال کے دوران میں بہت مفید سروے کا کام کیا ہے۔ یہ محکمہ ایک انچ فی میل کے پیمانہ پر ہند کا ایک طبقات الارضی نقشہ بھی تیار کر رہا ہے۔ اگلے برس تیل اور دیگر معدنیات کی کھوج لگانے اور نایاب دھاتوں کے سیکشن کے کام پر زیادہ توجہ دی جائے گی۔

آزادی مل جانے سے ملک کے معدنی ذرائع کو بڑی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ یکم مارچ ۱۹۴۸ء کو ہندوستان کا شعبہ معدنیات کھولا گیا۔ تاکہ وہ معدنی ترقی سے متعلقہ معاملات اور پچھلے برس ہند پارلیمنٹ نے کانوں اور معدنیات کے متعلق جو قانون پاس کیا تھا، اس کے عملدرآمد کے بارے میں ہند سرکار کو مشورہ دیا کرے۔ توقع کی جاتی ہے کہ ملک کے معدنی ذرائع کو استعمال میں لانے کی منصوبہ بندی سے متعلقہ وسیع سرگرمیاں اسی شعبہ کے سپرد ہوں گی۔

دھنباد میں کانوں اور طبقات الارض کے بارے میں عملی تعلیم دینے والے سکول میں ہندوستانی طلبا کو کانکنی اور انجینئرنگ کی ٹیکنیکل تعلیم دی جاتی ہے۔ اس سکول کی از سر نو ترتیب و تنظیم کی گئی ہے تاکہ طلبا کی زیادہ تعداد کو ہر سال اس سکول میں داخل کیا جا سکے۔ پہلے اس سکول میں ہر برس ۴۲ طلبا داخل کئے جاتے تھے۔ اب اس میں ۸۴ طلبا داخل کئے جا سکتے ہیں۔ اور آخر کار سکول کو ہر برس ۲۰ طلبا داخل کرنے کے قابل بنایا جائے گا۔

چھاپہ خانوں کے کام میں اضافہ۔ آزادی حاصل ہونے کے بعد اس وزارت کے پرنٹنگ اور سٹیشنری کے شعبہ کو ایک نئی مشکل درپیش آئی۔ جنگ کے دنوں میں اور اس کے بعد کے برسوں میں بہت زیادہ کام کرنے اور گھسنے کی وجہ سے مشینیں وغیرہ پہلے ہی کافی خراب ہو چکی تھیں۔ آزادی کے بعد حکومت کے مختلف محکموں کی ضروریات بہت زیادہ بڑھ گئیں۔ اس لئے اس شعبہ کو ان کی روز افزوں مانگ کو پورا کرنا پڑا۔ چونکہ پرانی مشینوں کو بدل کر نئی مشینیں لگانے میں مشکلات درپیش ہیں۔ اس لئے حالات اور بھی زیادہ خراب ہو گئے۔ یہ تجویز کیا گیا ہے کہ بہت بڑھے ہوئے کام کو پورا کرنے کے لئے ناسک میں ایک پریس کھولا جائے۔ اس کے لئے مشینیں حاصل کرنے کا آرڈر دیا جا چکا ہے۔

دفاتر اور سکونت کے لئے مکانات۔ اس وزارت کی ایک اور شاخ اسٹیٹ آفس ہے جس پر پچھلے برسوں سے بہت دباؤ پڑ رہا ہے۔ دہلی، شملہ، کلکتہ اور بمبئی میں دفاتر کے لئے کی مانگ ۱۹۳۹ء میں آٹھ لاکھ مربع فٹ تھی۔ لیکن یہ مانگ

(بقایا صفحہ ۲۷۸ پر)

ریزرو بنک کے حصص کا تبادلہ

ہند پارلیمینٹ میں سوالات کا جواب

۹ مارچ کو آئین ساز اسمبلی (قانون ساز) کے اجلاس میں آنریبل ڈاکٹر جان متھائی وزیر مالیات نے ایک تعلیل المہلت سوال کا جواب دیا۔ جسے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

سوال۔ کیا وزیر مال بتائیں گے۔

(الف) آیا یہ صحیح ہے۔ کہ ریزرو بنک آف انڈیا کے قومی ملکیت قرار دئے جانے کے بعد اس کے حصہ داروں کے نام ایک عام اطلاع جاری کی گئی تھی۔ کہ ۳۰ نومبر ۱۹۴۸ء کو حصہ داروں کے ناموں کا اندراج بند کر دیا جائے گا۔ اور حصص کے تبادلہ کے بارے میں تمام درخواستیں اس تاریخ کو یا اس سے پہلے دے دی جائیں۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے۔ کہ بہت سے ایسے لوگ جنہوں نے بنک کے حصص عدم قبضہ طور پر اپنے نام تبدیل کر رکھے تھے ان کو کوئی اطلاع نہ ملی۔ اور وہ اپنے نام حصص کا باقاعدہ انتقال بنک میں تاریخ مذکورہ سے پہلے نہ کرا سکے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے۔ کہ اب ریزرو بنک آف انڈیا ایسے تبادلوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہا ہے۔ اور وہ زر معاوضہ ان تبادلوں کے باوجود ان حصہ داروں کو ادا کر رہا ہے جن کے نام اس کے پاس درج ہیں۔

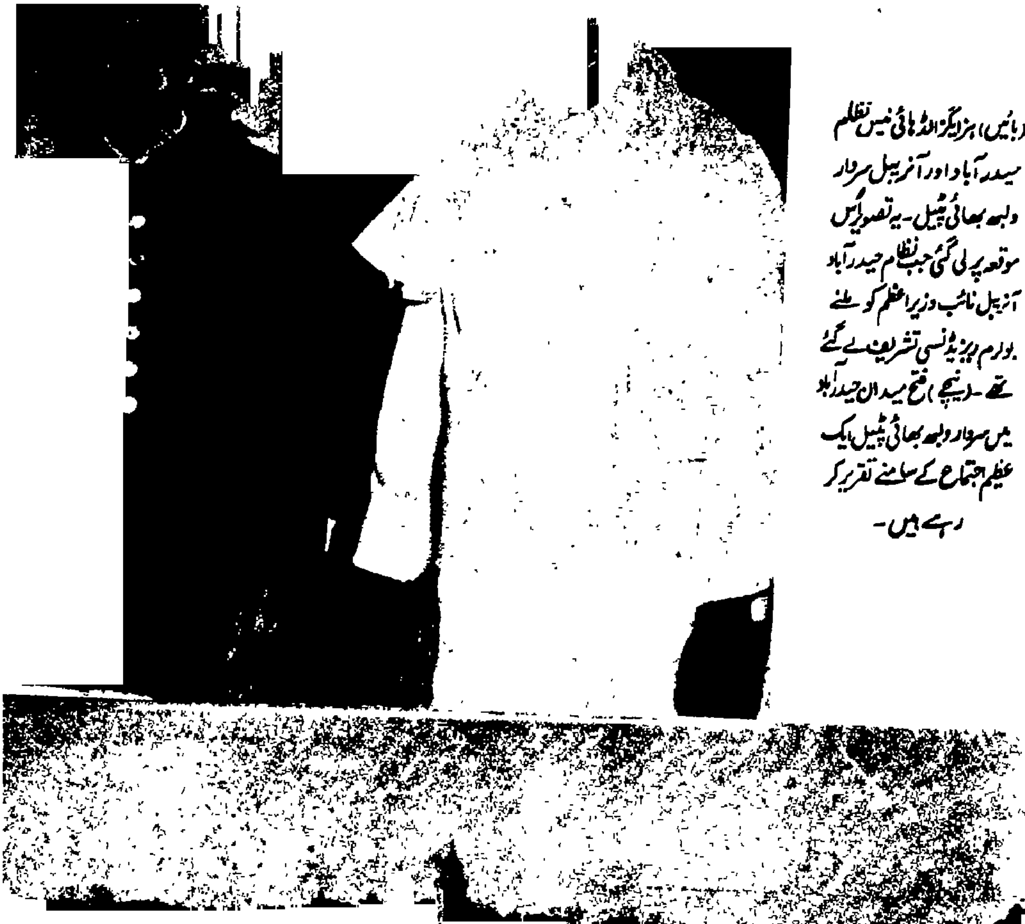
جواب۔ (الف) ہند سرکار نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو ایک سرکاری اعلان شائع کیا تھا۔ کہ ریزرو بنک یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے حصہ داروں کے رجسٹر بند کر دے گا۔

(ب) ظاہر ہے کہ جب تک بنک کو باقاعدہ طور پر تبادلہ کی دستاویز نہ بھیجی جائے۔ اسے کسی قسم کے تبادلہ کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ایسے تبدیل شدہ حصہ داروں کو اطلاع دینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن حصص رجسٹروں کو بند کرنے کی اطلاع ریزرو بنک کی تمام شاخوں نے جاری کی تھی۔ اور دہ انگریزی اور ہندوستانی زبانوں کے تمام اخبارات میں چھپی تھی۔ یہ اطلاع کافی عرصہ پہلے دی گئی تھی۔ تاکہ جس کسی شخص نے بنک کے حصص لے رکھے ہوں۔ اور ان کا اپنے نام اندراج نہ کرایا ہو۔ وہ اپنا اندراج کرا سکے۔

(ج) ریزرو بنک کو لازمی طور پر قانون ریزرو بنک (تبدیلی ملکیت عامہ) ۱۹۴۸ء اور اس کے ماتحت مرتبہ قواعد کے مطابق کام کرنا پڑتا ہے۔ جن کی رو سے زر معاوضہ صرف اس حصہ دار کو یا اس کے قانونی نمایندہ کو ہی ادا کیا جا سکتا ہے جس کا نام ۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ریزرو بنک کے حصہ داروں میں درج تھا۔ تاہم وہ شخص جس کا نام حصہ داروں کے رجسٹر میں درج ہے۔ اس وقت تک زر معاوضہ وصول نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ وہ حصہ داری کا سرٹیفکیٹ پیش نہ کرے۔ تاکہ اگر اس نے حصص بیچ دئے ہوں۔ تو وہ زر معاوضہ حاصل نہ کر سکے۔ کسی اصل معاملہ میں ایسی دقت کو دور کرنے کے لئے ریزرو بنک تبدیل شدہ حصہ دار کو زر معاوضہ حاصل کرنے میں امداد دیتا ہے۔ اگرچہ اس میں کچھ تاخیر ہو جانا لازمی ہے۔ حکومت کو معلوم ہے۔ کہ کچھ ایسے معاملات میں جو ریزرو بنک کے سامنے پیش کئے گئے بنک کے دلچسپی لینے پر حصص تبدیل کرنے والے اور ان کو حاصل کرنے والے لوگوں میں باہمی رضامندی سے زر معاوضہ جائز حقدار کو ادا کیا گیا۔

ہندوستانی زراعت کے لئے بین الاقوامی ماہروں کی خدمات

عنقریب ہند سرکار کو خوراک اور زراعت کے بین الاقوامی ادارہ کے دو ماہروں کی خدمات حاصل ہونے والی ہیں۔ یہ ماہر ہندوستانی زراعت کے متعلق سرکار کو مشورہ دینگے۔



(بائیں) ہزاگزالٹڈ ہائی نیس نظام
حیدرآباد اور آنریبل سردار
ولبھ بھائی پٹیل۔ یہ تصویر اس
موقعہ پر لی گئی جب نظام حیدرآباد
آنریبل نائب وزیراعظم کو ملنے
بولرم ریزیڈنسی تشریف لے گئے
تھے۔ (نیچے) فتح میدان حیدرآباد
میں سردار ولبھ بھائی پٹیل ایک
عظیم اجتماع کے سامنے تقریر کر
رہے ہیں۔





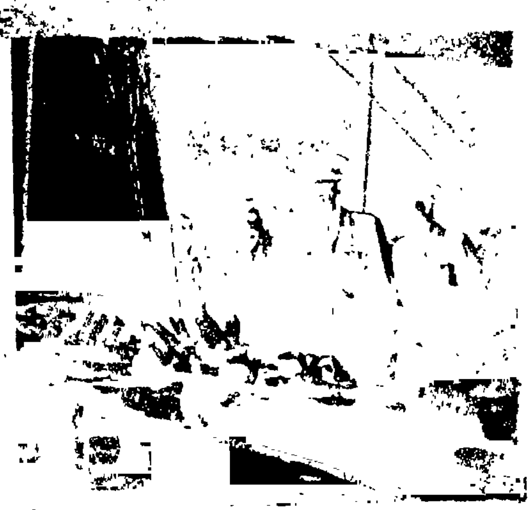
۔فروری کو بلند شہر میں پنشن یافتہ فوجیوں اور رنگروٹوں کی ایک میٹنگ ہوئی تصویر میں ہندستانی فوج کے کمانڈر انچیف جنرل کے ایم کیری آپا ان رنگروٹوں کا معائنہ کر رہے ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو بھرتی کے لئے پیش کیا۔

نیچے) ہندوستانی فوج کے کمانڈر انچیف جنرل کے ایم کیری آپا گارڈ آف آنر کا معائنہ کر رہے ہیں۔ یہ انھیں بلند شہر میں لڑکیوں کے رائفل کلب کی طرف سے پیش کیا گیا۔



نیچے (دائیں) جنرل کیری آپا زراعتی اشیا کا معائنہ کر رہے ہیں ان اشیا کو بلند شہر میں نمائش کے لئے رکھا گیا تھا (بائیں) جنرل کیری آپا ایک بہادر سپاہی کی بیوہ کو ایک خاص رقم پیش کر رہے ہیں۔ یہ رقم کشمیر میں کام آئے ہوئے سپاہیوں کے رشتہ داروں کو دینے کے لئے ملاحوں، فوجیوں اور ہوابازوں کے بورڈ نے جمع کی ہے۔











(اوپر) مشکل حالات میں جنگ کرنے کے بعد ہندوستانی فوج کو اب تفریح کا موقع بھی ملا ہے (تصویر میں) میجر جنرل آتما سنگھ میجر لی (اقوام متحدہ کے فوجی مبصر) اور بریگیڈیر کھونا لکر راجوری جاتے ہوئے ایک ندی پار کر رہے ہیں (بائیں) میجر جنرل آتما سنگھ جی اور اقوام متحدہ کے فوجی مبصروں نے بھی تین ٹانگوں کی دوڑ میں حصہ لیا



(اوپر) ہندوستانی فوج کے جوان "فینسی ڈریس" میں (دائیں) کھیل "پاگل" کھیل رہے ہیں

کل ہند نمائش مویشیاں



وزیر خوراک و زراعت - شری جیرام داس دولت رام سب سے زیادہ دودھ دینے والی گائے کے لئے انعام عطا کر رہے ہیں - یہ گائے بنگلور کے انڈین ڈیری ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی طرف سے کل ہند نمائش مویشیاں میں رکھی گئی تھی درمیان (دائیں) مرّاہ قسم کے اس بھینسے کو نمائش میں بہترین نسل کا قرار دیا گیا (بائیں) ناگوری بیلوں کی یہ جوڑی نمائش میں برائے فروخت رکھی گئی تھی - نیچے (دائیں) اس سرخ سندھی گائے کو نمائش میں بہترین گائے قرار دیا گیا - گائے کی عمر ۸ سال ہے (بائیں) حصار نسل کے اس بیل کو نمائش میں بہترین قرار دیا گیا اس کی عمر ۳ سال ہے









۲/

زرعی پیداوار میں توسیع کے لئے بہتر بیلوں کی ضرورت

آٹھویں نمائش مویشیان کے موقع پر مسٹر جیرام داس دولت رام کی تقریر

آٹھویں نمائش مویشیان کے موقع پر وزیر زراعت نے اپنی تقریر میں کہا کہ مویشیوں کی ترقی کے سلسلہ میں فوری اور وسیع نتائج حاصل کرنے کے لئے نسل بڑھانے کے مقابلہ میں غذائیت پر زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ آج کل بھی بعض علاقوں میں کاشتکاری کے کام ٹریکٹروں ہی کی بدولت انجام پا رہے ہیں لیکن ہند کے کھیتوں کی کثیر تعداد میں کاشتکاری اور دوسرے کاموں کے لئے بیل کی طاقت ہی کام آئے گی۔ پس خوراک اور زرعی پیداوار کا اضافہ اچھے بیلوں کی کافی تعداد پر منحصر ہے۔ انہوں نے کہا کہ جانوروں کو بھوکا رکھنا اور ان سے لاپرواہی برتنا جانوروں کی ہتیا سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے۔

۲۷ فروری کو حکومت ہند کے وزیر خوراک و زراعت نے راج گھاٹ پر آٹھویں کل ہند نمائش مویشیاں کا افتتاح کرتے ہوئے کیٹل شو کمیٹی (کمیٹی نمائش مویشیاں) کی دس سالہ جد وجہد کی تعریف کی اور کمیٹی نے ہندوستان کے مویشیان کی ترقی کے لئے پروپیگنڈے اور تعلیم کے جو طریقے اختیار کئے ان کو سراہا۔ آپ نے بیان کیا کہ ہندوستان کے باشندوں کو روزانہ اوسطاً ۲ء۵ اونس فی کس دودھ میسر آتا ہے اور اس لحاظ سے ہم برطانیہ اور امریکہ سے دس گنا پیچھے ہیں۔ ہم نہ صرف دودھ دینے والے مویشیوں کے معاملہ میں پیچھے ہیں بلکہ ہمارے پاس کام کاج کرنے والے بیلوں کی بھی کمی ہے۔ ہمارے پاس مشکل سے ۱۰ ایکڑ مزروعہ زمین کے لئے صرف بیلوں کی ایک جوڑی ہے۔ لیکن اس کا مقابلہ یورپ اور امریکہ کے کھیتوں میں کام کرنے والے گھوڑوں سے کسی طرح بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

آپ نے اس امر پر زور دیا کہ مویشیوں کی ترقی کے سلسلہ میں فوری اور وسیع نتائج حاصل کرنے کے لئے نسل کشی کے مقابلہ میں غذائیت پر زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ آپ نے کہا کہ ہندوستان کے مویشیوں کا مسئلہ حل کرنے کے لئے بہت کافی منصوبہ بندیاں موجود تھیں۔ اکثر صوبائی حکومتوں اور ان اداروں سے جو مویشیوں کی بہبود سے دلچسپی رکھتے ہیں حکومت کو تجویزیں اور مشورے موصول ہوئے ہیں۔ لیکن اب ان تدابیر پر عملدرآمد کرنے کی ضرورت ہے۔ وزیر خوراک نے کہا "جب تک ہندوستان کے لاکھوں کھیتوں کے لئے ایک وسیع تنظیم قائم نہ کی جائے اس وقت تک ہماری ترقی ایسی سست رفتار رہے گی جیسی کہ اب ہے۔ ہمیں کاشتکار کی امداد کے لئے ایسے آدمی فراہم کرنے چاہئیں جو کاشتکاروں کے اپنے اداروں کے تحت موقع پر بھی ان کی رہنمائی کر سکیں۔ ہمیں آئندہ ۵ سال سے ہندوستان کے ۴۰ گاؤں کے ایک حصے کے لئے مویشیوں کی مقابلہ بازی کی تنظیم کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ اور ۳۰ جنوری کو قومی دن مقرر کیا جائے جبکہ ہندوستان کا ہر گاؤں زراعت اور مویشیوں کی نسل پروری کے سلسلہ میں اپنے مقصد کے حصول کے لئے اس قومی جد و جہد اور کوشش میں شریک ہو سکے۔ ہماری قومی زندگی کا یہ ایک متبرک دن ہے جس کا تعلق اس عظیم ہستی سے ہے جس کی ساری زندگی گرام سدھار میں گزری۔

وزیر زراعت نے مشورہ دیا کہ مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں اس قسم کی تنظیم کا کام فوراً شروع کر دینا چاہئے اور اس کے ساتھ ہی ریاستوں اور صوبوں کو شامل کرنے کی سرگرمیوں پر نظر رکھنی چاہئے۔ آپ نے یہ بھی بیان کیا کہ حکومت بیکار اور گھاس سے اٹی ہوئی زمینوں کو قابل کاشت بنانے کے لئے بہت سے منصوبے تیار کر چکی ہے۔ اور ان کے لئے ٹریکٹروں کی ضرورت ہے۔ اگرچہ آج کل بھی بعض علاقوں میں کاشتکاری کا کام ٹریکٹروں ہی کی بدولت انجام پا رہا ہے لیکن ہند کے کھیتوں کی کثیر تعداد میں کاشتکاری اور دوسرے کاموں کے لئے بیل کی طاقت ہی کام آئے گی۔ پس خوراک اور زرعی پیداوار کا اضافہ

اچھے بیلوں کی کافی تعداد پر منحصر ہے ہندوستان میں لوگوں کی صحت کا دارومدار بھی مناسب اور اچھی دودھ دینے والی گائیوں پر ہے۔ انڈین ایگریکلچرل انسٹی ٹیوٹ دہلی نے بیلوں کی کمی کو پورا کرنے کی غرض سے گائیوں سے دودھ حاصل کرنے اور ہل چلانے کا کام لینے کے سلسلہ میں بھی تجربہ کیا تھا۔ ممکن ہے کہ ہل چلانے میں جو محنت اور ورزش ہوتی ہے وہ گائے کے لئے منفعت بخش ہو۔ بہرحال ہندوستان کے کھیتوں اور گھروں کا مطالبہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ نہ صرف ڈیری فارموں اور گئوشالاؤں میں بلکہ گاؤں کے ہر جھونپڑے میں جانوروں کو صحت مند اور طاقتور رکھنے کے فن کو اصول کے مطابق سکھانا چاہئے۔

ملک کے موجودہ جذبات کہ "جانوروں کی ہتیا بند ہو جانی چاہئے" کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وزیر زراعت نے کہا کہ "جانوروں کو بھوکا رکھنا اور ان سے لاپرواہی برتنا اس سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے"۔ "جانوروں کی سچی خدمت ایک ناگزیر ضرورت ہے اور جب جانوروں کی ہتیا بند ہو جائے گی تو اس پر بہت زیادہ توجہ دینی پڑے گی"۔

بنکاک میں چاول کے بین الاقوامی کمیشن کا اجلاس

۷ر مارچ ۱۹۴۹ء کو بین الاقوامی ادارہ خوراک وزراعت کے چاول کمیشن کے پہلے کھلے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے ہندوستانی وفد کے لیڈر شری ایس رامامورتی نے کہا۔

بین الاقوامی چاول کمیشن کا قائم ہونا ایک اطمینان بخش امر ہے۔ میں نے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں ادارہ خوراک وزراعت کے ابتدائی کمیشن کے اجلاس میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ جنوب مشرقی ایشیا کے لئے ایک رائس بورڈ بنایا جائے اور آج مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ میری تجویز کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے جنوب مشرقی ایشیا کی معاشیات میں چاول کو مرکزی اہمیت حاصل ہے کہا جاتا ہے کہ چاول کا اصل مقام جنوب مشرقی ایشیا اور چین ہے۔ ہزارہا سال گذر جانے کے بعد بھی ان ممالک کی غذا میں چاول کو وہی اہمیت حاصل ہے جو پہلے تھی دنیا بھر کی چاول کی پیداوار اور کھپت کا ۹۰ فی صدی حصہ جنوب مشرقی ایشیا میں ہوتا ہے چنانچہ ہمارے لئے یہ ایک اشد ضروری معاملہ ہے کہ ہم چاول کی پیداوار تقسیم اور کھپت کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیں اور جدید حالات کی روشنی میں ان کی اصلاح کریں۔

جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک میں بنیادی طور پر جغرافیائی اور تاریخی میل ہے بہت سی حالتوں میں ان کے قدرتی ذرائع بھی ایک سے ہیں ہندوستان میں ایسی زمین سے جس پر آبپاشی کی گئی ہو اوسطاً بارہ سو پونڈ فی ایکڑ چاول پیدا ہوتا ہے چین میں یہ پیداوار دو ہزار چار سو پونڈ ہوتی ہے اور جاپان میں ساڑھے تین ہزار پونڈ ہوتی ہے اگر جنوب مشرقی ایشیا کے تمام ممالک میں چاول کی پیداوار پر حائل ہونے والے عناصر کا مطالعہ کیا جائے تو مختلف ممالک کی پیداوار میں ایک میل پیدا کیا جا سکتا ہے اس طرح جو طریقے ایک ملک میں مفید ثابت ہوئے ہوں انہیں طریقوں سے پڑوسی ملک کی پیداوار کو بھی بہتر بنایا جا

چاول کی کاشت کے سلسلہ میں آج جنوبی مشرقی ایشیا کے ممالک مل کر کام کر رہے ہیں۔ انھیں ممالک میں چاول کی کاشت کا آغاز ہوا لیکن مشینی طریقوں سے وسیع پیمانہ پر چاول کی کاشت کا کام امریکہ اور آسٹریلیا نے ہی کیا ہے اب چاول کا بین الاقوامی کمیشن بن جانے سے جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کو ضروری امداد ملنی چاہئے اگر چاول کی کاشت کی صحیح طور پر اصلاح کی گئی تو ان ممالک کی غربت خوشحالی میں بدل جائے گی۔

ہند سرکار نے خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے جو پروگرام تجویز کیا ہے۔ اس میں ٹریکٹروں کے ذریعہ ایسی چالیس لاکھ ایکڑ اراضی میں پھر سے کاشتکاری کرنا بھی شامل ہے جو گھاس سے اٹی پڑی ہے۔

غیر ممالک سے چاول اور گندم کی درآمد

مختلف صوبوں اور ریاستوں کے لئے کل ۵۶۹ ٹریکٹر خریدے جا چکے ہیں

خوراک سے متعلقہ جرائم کے لئے سزائے قید

خوراک کے متعلق جو تازہ خبرنامہ شائع ہوا ہے اُس کی خاص خاص باتیں یہ ہیں۔ چاول کے بارے میں یہ توقع ظاہر کی گئی ہے۔ کہ چاول کی پیداوار گزشتہ برس کے برابر ہی ہوگی۔ گذشتہ تین برس میں حکومت ہند نے کل ۵۶۹ ٹریکٹر درآمد کئے یا خریدے۔ ان میں سے ۱۲۵ ٹریکٹروں کو مشرقی پنجاب میں کام پر لگایا گیا۔ بہار میں چار لاکھ پچیس ہزار ٹن چنے پیدا ہوئے۔ پارلیمنٹ میں ایک نیا قانون پیش کیا گیا جس کی رو سے خوراک سے متعلقہ جرم کرنے والوں کے لئے قید کی سزا لازمی قرار دی جائے گی۔ ۲۴ فروری ۱۹۴۹ء کو ختم ہونے والے ہفتہ کے دوران میں، غیر ممالک سے ۴۵ ہزار ۴۰۰ سو ٹن گندم اور ۲۷ ہزار ۳۰۰ سو ٹن چاول درآمد کیا گیا۔ ایک پریس کانفرنس میں بتایا گیا۔ کہ صوبجات متوسط میں خوراک کی راشن بندی نہیں کی جائے گی۔

ہند سرکار کے محکمہ اطلاعات نے خوراک کے متعلق جو تازہ خبرنامہ شائع کیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ ہند سرکار کو امریکہ سے جو اطلاعات ملی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ سال ۱۹۴۸ء میں وہاں مکی کی فصل اتنی اچھی ہوئی ہے کہ ایسی آج تک پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ امریکہ کی زرعی تاریخ میں دوسری مرتبہ گندم کی اتنی فصل ہوئی ہے۔ کینیڈا میں دیگر اجناس کی پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوا۔

ہند سرکار کے وزیر خوراک نے ہند پارلیمنٹ میں ایک بیان میں ہند یونین میں چاول کی فصل کے بارے میں یہ توقع ظاہر کی ہے۔ کہ چاول کی پیداوار گزشتہ برس کے برابر ہی ہوگی۔ مدراس میں خشک سالی اور بمبئی، سی پی اور مغربی بنگال میں ماہ نومبر کی بے وقت بارشوں کی وجہ سے فصلوں کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ سال ۴۷-۱۹۴۶ء میں جن ملکوں سے چاول درآمد کیا گیا۔ ان کو حسب ذیل قیمتیں ادا کی گئیں۔ متحدہ اقوام سے منسلک ممالک:۔ سیام نو روپے آٹھ آنے۔ برازیل سترہ روپے ایک آنہ۔ متحدہ اقوام سے غیر منسلک ممالک:۔ برما چودہ روپے دس آنے۔ ہند چینی سولہ روپے گیارہ آنے۔ انڈونیشیا پانچ روپے بارہ آنے۔

ہند میں ٹریکٹروں کا استعمال۔ گذشتہ تین برس میں ہند سرکار نے کل ۵۶۹ ٹریکٹر درآمد یا خرید کئے ہیں جن کو بمبئی۔ یوپی۔ بہار، مدراس، سندھ، پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ، بنگال، آسام، سی پی، رام پور، بڑودہ، حیدرآباد، میسور، کشمیر، فرید کوٹ اور پٹیالہ وغیرہ صوبوں اور ریاستوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن نے متسیہ یونین میں ۲۶ اور پوربی پنجاب میں ۱۲۵ ٹریکٹروں کو کام پر لگایا ہے۔

ہند یونین میں چنے کی پیداوار۔ یکم اکتوبر ۱۹۴۶ء سے عام لوگوں کو ایک سے دوسرے صوبے کو چنے بھیجنے کی ممانعت کر دی گئی تھی صرف ایک صوبہ کی حکومت ہی دوسرے صوبہ کو چنے بھیج یا منگوا سکتی ہے۔ سال ۴۷-۱۹۴۶ء میں ہند یونین میں چنے کی کل پیداوار تینتیس لاکھ سینتالیس ہزار ٹن ہوئی تھی۔ سب سے زیادہ سترہ لاکھ چوبیس ہزار ٹن چنے یوپی میں پیدا ہوئے۔ پوربی پنجاب میں آٹھ لاکھ دو ہزار ٹن بہار میں چار لاکھ پچیس ہزار ٹن سی پی اور برار میں دو لاکھ ستائیس ہزار ٹن چنے پیدا ہوئے۔ باقی سب صوبوں اور ریاستوں میں چنے کی پیداوار ایک لاکھ ٹن سے کم ہی رہی۔

پوربی پنجاب کے صوبہ اور پوربی پنجاب اور پٹیالہ کی ریاستی یونین نے جس قدر مقدار چنے اپنی ضرورت سے زائد قرار دئے تھے۔ اسے مرکزی وزارت خوراک نے بمبئی، سوراشٹر، مدراس، بڑودہ اور کچھ کے

غلت والے علاقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

خوراک سے متعلقہ جرائم کے لئے عدالتوں کو نئے اختیارات ہندپارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا گیا ہے۔ جس کی رو سے عدالتوں کو یہ اختیار دیا جائے گا کہ وہ چوری چھپے اناج لے جانے والی گاڑی یا کشتی کو ضبط قرار دے سکیں۔ نیز خوراک سے متعلقہ جرم کرنے والوں کے لئے قید کی سزا لازمی قرار دی جائے گی۔ یہ بل اسی نوعیت کے ایک آرڈیننس کو قانونی شکل دینے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔

ہند میں دودھ سے تیار کی ہوئی اشیا کی درآمد سردار داتار سنگھ نائب صدر زرعی تحقیقاتی کونسل نے میسور میں مویشیوں کی پرورش کی سالانہ کانفرنس میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ سال ۱۹۳۵ء سے لے کر ۱۹۴۹ء تک ہند میں دودھ اور دودھ سے تیار کی ہوئی اشیاء کی سالانہ درآمد کی رپورٹوں کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مکھن کی درآمد ۱۳۹ ہنڈرڈ ویٹ سے بڑھ کر گیارہ ہزار چھ سو پینتیس ہنڈرڈ ویٹ ہوگئی۔ اور مالیت کے لحاظ سے جہاں ۱۹۳۵ء میں یہ درآمد تیس ہزار ایک سو چھیانوے روپے کی تھی۔ ۱۹۴۹ء میں یہی درآمد ۳۲ لاکھ نوے ہزار روپے کی ہوگئی۔ اسی طرح پنیر کی درآمد سات لاکھ نوے ہزار روپے سے بڑھ کر پندرہ لاکھ روپے کی ہو گئی۔ دودھ کا سفوف سال ۱۹۳۵ء میں ۳۰ لاکھ روپے کا درآمد کیا گیا تھا۔ لیکن [illegible] ۱۹۴۹ء میں یہ درآمد دو کروڑ دو لاکھ روپے کی ہو گئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہند اپنی بے شمار مویشی دولت کے باوجود دودھ کے متعلق اپنی ضروریات پوری کرنے کے قابل نہیں رہا۔ لہٰذا اس جانب خاص توجہ دی جانی چاہئے۔

غیر ممالک سے اناج کی درآمد۔ ۲۴ فروری ۱۹۴۹ء کو ختم ہونے والے ہفتہ کے دوران میں اناج کی حسب ذیل مقدار غیر ممالک سے ہند میں درآمد کی گئی۔ گندم سینتالیس ہزار چار سو ٹن۔ چاول ستائیس ہزار تین سو ٹن۔ جو پانچ ہزار ایک سو ٹن۔ اور جوار باجرہ پانچ سو ٹن۔ یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے لے کر ہفتہ مذکورہ کے اختتام تک غیر ممالک سے کل درآمد حسب ذیل ہے۔ گندم تین لاکھ اڑتیس ہزار چار سو ٹن۔ آٹا پندرہ لاکھ ایک سو ٹن۔ چاول ایک لاکھ تینتیس ہزار آٹھ سو ٹن۔ میلو ایک لاکھ انیس ہزار ٹن۔ جو بائیس ہزار تین سو ٹن۔ اور جوار باجرہ پندرہ ہزار ٹن۔

صوبجات سے آمدہ خبریں۔ بمبئی۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ حکومت کو افسوس ہے۔ کہ کچھ گمراہ لوگ کاشتکاروں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تاکہ سرکار نے خوراک کے بارے میں جو نئی پالیسی اختیار کی ہے۔ اس کو ناکام بنایا جائے۔ حکومت بمبئی جن قیمتوں پر کاشتکاروں سے خوراک حاصل کرتی ہے۔ وہ قیمتیں ہند سرکار کی مقرر کردہ زیادہ سے زیادہ قیمتوں کے برابر ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے۔ کہ کسانوں کو اکسانے والے لوگ بالکل غلط باتیں پھیلا کر ان کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔

بہار۔ صوبائی حکومت پرتاپ گنج تھانہ میں ٹریکٹروں کے ذریعہ دس ہزار ایکڑ بیکار پڑی اراضی کو زیر کاشت لانے والی ہے۔ اس علاقہ میں پانچ ٹریکٹر بھیجے جا چکے ہیں۔ عنقریب پانچ اور ٹریکٹر بھیجے جائیں گے۔ حکومت کاشتکاروں سے چالیس روپے فی ایکڑ کے حساب سے بیکار پڑی ہوئی زمین کو زیر کاشت لانے کے اخراجات وصول کرے گی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کاشتکاروں کو جن کی زمینیں آباد کی جائیں گی۔ اس مقصد کے لئے قرضہ دیا جائے گا۔ اسی طرح پورنیا ضلع کو ٹریکٹروں کا ایک دستہ بھیجا جائے گا۔ ہزاری باغ اور گیا کے علاقہ میں بھی ٹریکٹروں سے کھیتی باڑی کی جائے گی۔

صوبجات متوسط۔ شری آر۔ کے پاٹل وزیر خوراک سی پی نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا۔ کہ حکومت خوراک کی راشن بندی کا ارادہ نہیں رکھتی۔ حکومت اس برس مزید ساٹھ ہزار ایکڑ اراضی کو آباد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ صوبائی حکومت نے کسی ایک اناج کی تھوک خرید و فروخت کی مقدار بیس من سے گھٹا کر دس من کر دی ہے۔ بیک وقت مختلف اناجوں کی تھوک خرید و فروخت کی مقدار پچاس من سے گھٹا کر بیس من کر دی ہے۔

یو۔ پی۔ صوبائی حکومت نے امدادی راشن کے کوٹا کی دکانوں کی مراعات صوبہ کے تمام شہروں میں جاری کر دی ہے۔ توقع ہے۔ کہ اس اقدام سے خوراک کی قیمتوں کا چڑھاؤ رک جائے گا۔ اور عوام کو خوراک حاصل کرنے میں آسانی ہوگی۔ صوبائی حکومت نے اس اقدام کی کامیابی کے لئے مرکز سے دس ہزار ٹن چنے اور چالیس

(بقایا صفحہ ۲۷۸ پر)

ہند میں خوراک کی حالت اب تسلی بخش ہے

وزارت خوراک کے نمائندہ کا بیان

مرکزی وزارت خوراک کے ایک نمائندے نے کہا ہے۔ کہ سال ۱۹۴۹ء میں اندازاً چالیس لاکھ ٹن اناج حاصل ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ آسام کے صوبہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور حکومت خود اناج اکٹھا کرتی ہے۔ بنگال میں بہت سا حصہ بندوبست دوامی کے ماتحت ہے۔ اس لئے وہاں اراضی کے ریکارڈ نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے لگان نہیں لگ سکتا۔ بمبئی میں کنٹرول ہٹائے جانے سے پہلے لگان داری کا جو طریقہ تھا حکومت پھر اسی طریقے سے کام لے رہی ہے۔ اور مدراس میں خوراک کے کنٹرول کے وقت راشن بندی اور اناج حاصل کرنے کا جو طریقہ تھا اسے پھر شروع کیا جا رہا ہے۔

راشن بندی کے ذریعہ ملک بھر میں اناج کی مناسب تقسیم کے بارے میں مرکزی وزارت خوراک کے ایک نمائندہ نے نئی دہلی میں ۱۱ مارچ کو بتایا کہ ہندسرکار نے مختلف صوبوں اور ریاستوں کے خوراک کے افسروں کو لکھا ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں اناج کی پیداوار بڑھانے کے لئے ہر ممکن اقدام کریں۔ تازہ اندازہ یہ ہے کہ ۱۹۴۹ء میں چالیس لاکھ ٹن اناج حاصل ہوگا جہاں یہ دیکھا جائے گا کہ مقامی طریقہ ناقص ہے وہاں مرکزی حکومت کی طرف سے ضروری اقدام کئے جائینگے۔

اس نمائندہ نے بتایا کہ آج سے چھ ماہ پہلے جب کنٹرول کو بتدریج ہٹانے کی پالیسی اختیار کی گئی تھی تو حکومت کے پاس اناج کا زیادہ اسٹاک نہیں تھا نہ ہی اس وقت اناج کی فصلیں تیار تھیں جس سے اناج کی قیمتوں پر کنٹرول کامیاب ہوسکتا لیکن گذشتہ ستمبر میں جب دوبارہ اناج پر کنٹرول کیا گیا تو اس کا اطلاق محدود طور پر مشرقی پنجاب کے دس قصبوں پر کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اناج کی قیمتیں جو پہلے بڑھ رہی تھیں فوراً گر گئیں۔ صوبجات متحدہ میں بھی جزوی طور پر راشن بندی کی گئی جس سے وہاں بھی قیمتیں مزید بڑھنے سے رک گئیں۔ گندم کی قیمتیں اب پھر بڑھ گئی ہیں لیکن فصل ختم ہونے کے دنوں میں ایسا ہونا حسب سابق ہے۔ دو مہینے بعد ربیع کی فصل آجانے سے گندم کی قیمتیں کم ہونا شروع ہو جائینگی تب تک حکومت اپنے اسٹاک کو بھی بڑھالے گی اور راشن بندی میں بھی توسیع ہو جائے گی۔

وزارت خوراک کے نمائندہ نے بتایا کہ اندرون ملک سے اناج حاصل کرنے کے لئے بڑے مضبوط طریقوں سے کام لیا جا رہا ہے۔ مختلف صوبوں میں اناج کی موجودہ صورت حسب ذیل ہے۔

آسام۔ صوبہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور حکومت خود اناج اکٹھا کرتی ہے۔

بنگال۔ کنٹرول ہٹا دئے جانے کے دنوں میں بھی حکومت اناج اکٹھا کرتی رہی ہے اور اس کام میں حکومت کو کامیابی ہوئی صوبہ کا بہت سا حصہ بندوبست دوامی کے ماتحت ہے اس لئے وہاں اراضی کے ریکارڈ نہیں ہیں جس کی وجہ سے لگان نہیں لگ سکتا۔

بہار۔ بہار کے حالات بھی بہت حد تک بنگال کی طرح ہیں۔ اس لئے یہاں بھی لگان وصول کرنا مشکل ہے تاہم چاول اور دھان کو اجارہ داری کے طریقے پر حاصل کیا جائیگا۔ اس کے لئے کچھ علاقوں کو اجارہ داری کے علاقے قرار دیا جائے گا۔ صوبے میں چاول کے تمام کارخانوں کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ حکومت کی طرف سے صرف وہی دھان کی خرید کریں گے اور حکومت بعد میں ان کارخانوں سے تمام چاول لے لے گی۔

بمبئی۔ کنٹرول ہٹائے جانے سے پیشتر لگان داری کا جو طریقہ تھا حکومت پھر اسی طریقے سے کام لے رہی ہے۔

صوبجات متوسط اور برار۔ لائسنس یافتہ تاجر پچاس فیصدی

جوار اور پچاس فی صدی چاول حکومت کو قیمتاً دینگے۔

مدراس خوراک کے کنٹرول کے وقت راشن بندی اور اناج حاصل کرنے کا جو طریقہ تھا اسے پھر شروع کیا جا رہا ہے۔ اس اسکیم کے تحت حکومت کاشتکار سے تمام فاضل پیداوار حاصل کر لیتی ہے اور کاشتکار اپنی گھریلو ضرورت، بیج اور ضروری اخراجات کی گنجائش رکھ لیتا ہے۔

اڑیسہ صوبہ میں چاول اور دھان کے لئے اجارہ داری کا طریقہ جاری کیا جا چکا ہے اور اسی طریقہ سے ایک لاکھ ٹن گندم حاصل ہونے کا اندازہ ہے۔

صوبہ متحدہ۔ سیلاب کی وجہ سے خریف کی فصل کو جو نقصان پہنچا ہے اس کے باعث چاول کے سوا باقی اناج کا حصول ناممکن ہے۔ اس سال چاول کے حصول کے لئے ایک لاکھ ٹن کی مقدار مقرر کی گئی تھی جو دستیاب ہو چکی ہے۔ اور مزید حصول جاری رہے گا۔ ربیع کی فصل کے حصول کی مقدار چار لاکھ ٹن متعین کی گئی ہے۔

بہت سی ریاستوں مثلاً۔ بڑودہ۔ میسور۔ ٹراونکور اور کوچین میں حصول کی تنظیم تسلی بخش خیال کی جاتی ہے لیکن بعض ریاستوں میں موزوں انتظامی عملے کی کمی کے باعث نتائج بدستور امید کے خلاف رہیں گے۔ یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ انتظامات کی دشواریوں کے باعث مرکز ریاستی حکومتوں کو مرتب شدہ منصوبہ بندیوں پر عمل درآمد کرنے میں امداد دینے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا ہے۔

ملک کے بعض حصوں کی کیفیت کی اطلاعات اس امر کا اشارہ کرتی ہیں کہ اگر تمام تر جدوجہد اور سازگار فضا بھی پیدا ہو جائے تو اس حالت میں مجوزہ حصول سے بھی زیادہ حصول کے امکانات ہیں۔

راشن بندی۔ راشن بندی کے دوبارہ اجراء کی ترقی خاص خاص علاقوں میں حسب ذیل ہے۔

بمبئی میں وہی حالت پیدا ہو گئی جو نومبر ۱۹۴۷ء میں پائی جاتی تھی۔ اس مہینہ کے آخر تک مدراس کے پورے صوبہ اور میسور میں راشن بندی عمل میں آجائے گی۔ مغربی بنگال کے متعلق تو کلکتہ اور اس کے صنعتی علاقوں میں کنٹرول کی پابندی دور کرنے کی مدت میں راشن بندی بدستور جاری رہی ہے اور مزید دو قصبوں یعنی اسنسول اور کھڑگ پور میں بھی راشن بندی جاری کر دی گئی ہے۔ صوبہ بہار کے شہر جمشید پور میں راشن بندی دوبارہ جاری کر دی گئی اور ماہ مارچ کے آخر تک مشرقی پنجاب کی تقریباً انیس لاکھ آبادی راشن بندی سے اثر پذیر ہوگی۔ یوپی میں ربیع کی فصل حاصل ہوتے ہی راشن بندی میں توسیع کر دی جائے گی۔ اس وقت پورے طور پر یا جزوی طور پر دس کروڑ ۴ لاکھ لوگ حکومت سے راشن حاصل کر رہے ہیں۔ کنٹرول ہٹانے سے پہلے نومبر ۱۹۴۷ء میں یہ تعداد چودہ کروڑ تراسی لاکھ تھی۔

بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں کے لئے جاپان سے مشینوں کی درآمد (بسلسلہ صفحہ ۲۷۱)

۱۹۴۵ء میں ساٹھ لاکھ مربع فٹ تک پہنچ چکی تھی۔ اسی طرح رہائشی مکانات حاصل کرنے کی درخواستوں کی تعداد سال ۱۹۳۹ء میں گیارہ ہزار تھی۔ لیکن اب یہ تعداد ستر ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ اتنی زیادہ جگہیں حاصل کرنا اسٹیٹ آفس کے لئے سب سے زیادہ مشکل کام ہے۔ رپورٹ میں محکمہ مادہ ہائے آتش گیر، ہمالیہ کی مشین کے مرکزی بورڈ، مرکزی بائلرز بورڈ، کوئلہ کی کانوں کا جبس دور کرنے کے بورڈ وغیرہ کے متعلق بھی مختلف ابواب دئے گئے ہیں۔

ملکی ضرورت کے لئے غیر ممالک سے چاول اور گندم کی درآمد (بسلسلہ صفحہ ۲۷۶)

ہزار ٹن گندم طلب کی ہے۔ امید ہے کہ یہ اناج جلد ہی اس صوبہ کو غیر ملکی درآمد سے مل جائیں گے۔ اس سکیم سے پچاس لاکھ اشخاص مستفید ہونگے۔

مغربی بنگال حکومت نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو سندربن کے علاقہ کو فوراً ترقی دینے کے امکانات پر غور کرے گی تاکہ اس علاقہ میں خوراک کی پیداوار، مچھلیوں کی پرورش اور ڈیری کے کام کو فروغ دیا جا سکے۔

افواج ہند کے لئے افسروں کا طریقہ انتخاب

آل انڈیا ریڈیو سے بریگیڈیر بلیموریا کی تقریر

بریگیڈیر بلیموریا نے آل انڈیا ریڈیو سے تقریر کرتے ہوئے اُن طریقوں پر روشنی ڈالی جن کے تحت فوج کے لئے افسروں کا انتخاب ہوتا ہے۔ انھوں نے کہا امتحان اور انٹرویو کا طریقہ قابل اطمینان نہیں ہے۔ فوج میں جو طریقے استعمال کئے جاتے ہیں حالانکہ وہ مکمل نہیں ہیں۔ پھر بھی وہ زیادہ سائنٹفک ہیں۔ یہ طریقہ پہلے جرمنی میں شروع ہُوا تھا۔ موجودہ طریقے کے تحت امیدوار کا امتحان چار دن تک لیا جاتا ہے پہلے ٹیسٹ میں ایسے سوالات کئے جاتے ہیں۔ جن سے اُمیدوار کی زندگی کا پس منظر اجاگر ہو۔ دوسرے ٹیسٹ میں امیدوار کو ایک چھوٹی سی تقریر کرنی ہوتی ہے۔ ان دونوں امتحانوں کے بعد انٹرویو ہوتا ہے۔ اس میں دو افسروں کے تاثرات میں ربط پیدا کیا جاتا ہے امتحان کے اس طریقے کا مقصد یہ ہے کہ فوج میں وہی جوان بھرتی ہو سکیں جنھیں فوجی زندگی سے واقعی کوئی دلچسپی ہو۔

آرمی ہیڈکوارٹرز میں شعبہ انتخاب ملازمین کے ڈائرکٹر بریگیڈیر این بی بلیموریا نے ۱۰ مارچ کو آل انڈیا ریڈیو سے مذکورہ بالا عنوان پر ایک تقریر نشر کی ان کی اس تقریر کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

بریگیڈیر بلیموریا نے بتایا کہ آج کل ترقی یافتہ ممالک میں افسروں کے انتخاب کے دو طریقے رائج ہیں۔ ان میں سے ایک امتحان اور انٹرویو کا ہے اور دوسرا طریقہ زیادہ سائنٹیفک ہے اور آج کل سروسز سلیکشن بورڈ اسی پر عمل کر رہے ہیں۔

امتحان اور انٹرویو کا طریقہ قابل اطمینان نہیں ہے اگر آپ محنت کر سکتے ہیں تو امتحان میں پاس ہو جائیں گے۔ رہا انٹرویو تو بذات خود اس کی کوئی قیمت نہیں ہے جو لوگ انٹرویو کرتے ہیں ان کا رجحان طبیعت کسی نہ کسی طرف ہوتا ہے بڑے افسر اور خاص طور پر وہ بڑے آدمی جو اعلیٰ شخصیتوں کے ہوتے ہیں یہ خوب جانتے ہیں ان کو کس طرح کا آدمی چاہئے اور جو آدمی ان کے زاویہ نگاہ سے پورا نہیں اترتا اس کا شاذ و نادر ہی خیال کرتے ہیں

ہمارا بڑا کام مسلح افواج کی اکیڈمی کے مختلف امیدوار چننا ہے اس لئے ہم عام طور پر ۱۵ سے ۲۱ برس کی عمر کے امیدوار لے لیتے ہیں انٹرویو کے پہلے دن یہ امیدوار امید و بیم دنیا میں منتشر اوسانوں اور حواسوں کو جمع کرنے کی کوشش میں مصروف اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب اس کا نام پکارا جائے اور جب نام پکارا جاتا ہے تو یہ امیدوار لرزہ براندام چار یا پانچ ممبران کے بورڈ کے سامنے پیش ہوتا ہے یہ تجربہ کار اور باوقار لوگ آرام سے بیٹھے ہوئے اس امیدوار کے متعلق اپنا فیصلہ صادر کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ امیدوار کو ۲۰ منٹ کے عرصہ میں ان لوگوں کو اپنی قابلیت صلاحیت اور ترقی کی اصلیت کا یقین دلانا ہوتا ہے یہ بڑا مشکل کام ہے۔ کوئی آدمی بھی ان حالات میں اپنے اوسانوں کو پوری طرح قابو میں نہیں رکھ سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ امیدوار ایسے موقعہ پر اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکیں۔ بہرحال زیادہ امیدوار ایسے ہوتے ہیں جن کے اوسان قابو میں نہیں رہتے اور بورڈ ان کی خفتہ صلاحیتوں کے بارے میں صرف اندازہ ہی لگا سکتا ہے۔

آئیے اب ہم یہ دیکھیں کہ کس طریقہ سے امیدواروں کو منتخب کرتے ہیں امیدوار کو کسی ایک مقام پر بلایا جاتا ہے اور اسی طرح سے رکھا جاتا ہے جس طرح افسر رہتے ہیں پہلے دن امیدوار کو یونہی چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ وہ ٹھیک ٹھیک ہو سکے بورڈ کے ممبر اور پریذیڈنٹ فوجی وردیوں کی جگہ عام سادہ لباس میں ہوتے ہیں تاکہ امیدوار فوجی وردیوں سے مرعوب نہ ہو جائے۔

دوسرے دن امتحان شروع ہوتا ہے جس میں تین چار دن لگ جاتے ہیں ان تین چار دنوں میں جو ملاقاتیں ہوتی ہیں ان کا اہم مقصد

یہ ہوتا ہے کہ طالب علم کو آزادانہ طور پر بولنے چالنے کا موقع ملے اور اس طرح اس کی شخصیت اور قابلیت کا اظہار ہو سکے۔

اس طریقہ سے جو انتخاب ہوتا ہے اس کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ تربیت گاہوں میں تقریباً ۳۰ فی صدی کی بچت ہوتی ہے۔

انتخاب کے یہ بورڈ نہایت ہی سائنٹفک طریقہ سے کام کرتے ہیں امیدواروں کو منتخب کرنے والے لوگ اپنی شخصیت سے الگ ہو کر امیدوار کو صرف اس کے نام اور صلاحیت کی بنا پر جانچتے ہیں وہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ امیدواروں کو ان کی قابلیت کے لحاظ سے کس درجہ پر رکھا جائے۔ یہ درجہ بندی ایک سے سات تک ہوتی ہے جب کسی آدمی کو نامنظور کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس کی قابلیت یا صلاحیت پر حرف گیری مقصود ہے: اصل بات یہ ہے کہ زندگی کے مختلف شعبوں کے لئے مختلف صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے مثال کے طور پر ایک صاحب کو فوج کے لئے نامنظور کر دیا گیا جو اب ایک بڑے کامیاب تاجر ہیں۔ اور اس بات کے شکر گذار ہیں کہ ہم نے انہیں نامنظور کر دیا تھا کیونکہ انھیں حقیقتاً فوج سے کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ تو فوج میں صرف اس لئے آنا چاہتے تھے کہ کوئی جگہ مل جائے۔

انتخاب کا موجودہ طریقہ جرمنی میں شروع ہوا وہاں ہر سپاہی کو اسی طرح منتخب کیا گیا امریکیوں نے بھی یہ طریقہ اختیار کر لیا۔ ۱۹۴۳ء میں برطانیہ نے بھی اس طریقہ کو اپنایا۔

مختصر طریقہ انتخاب یہ ہے کہ بورڈ کا پریذیڈنٹ ایک سینیر ممبر کو رکھا جاتا ہے اور ماہر نفسیات معالجہ دماغی کا محقق اور ایسے ہی دوسرے افسر صدر کا ہاتھ بٹاتے ہیں آزمائشی امتحان چار دن رہتا ہے۔

پہلے ایسے امتحان لئے جاتے ہیں جن سے امیدوار کی ذہانت اور شخصیت کا علم ہو سکے اور ایسے ایسے سوال نامے مہیا کئے جاتے ہیں جس سے اس کی زندگی کا پس منظر اجاگر ہو سکے

دوسرے ٹیسٹ میں امیدواروں کو چھوٹے گروپوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے ان میں سے ہر گروپ میں آٹھ ممبر ہوتے ہیں۔ اس گروپ کا ایک امتحانی افسر مقرر کیا جاتا ہے اس میں ہر ایک امیدوار ایک چھوٹی سی تقریر کرتا ہے۔ تجویزیں تیار کی جاتی ہیں اور امیدوار کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کا امتحان ہوتا ہے پہلے امتحان میں محقق معالجہ دماغ ہر ایک امیدوار کو ایک خاص درجہ دیتا ہے دوسرے امتحان میں گروپ ٹیسٹنگ آفیسر امیدواروں کی درجہ بندی کرتا ہے۔ اس میں درجہ بندی کا حساب نہیں نکالا جاتا بلکہ خصوصیات پر نظر رکھی جاتی ہے۔ چنانچہ انہی دنوں ۱۷۵ امیدواروں میں سے جنہیں چنا گیا تھا ۲۶ کو دراصل محقق دماغ نے سب سے کم درجہ پر رکھا تھا

بہرحال امیدواروں کو یہ نہیں بتایا جاتا کہ انہیں کسی وجہ سے نامنظور کیا گیا ہے انہیں یہ بتا دیا جائے کہ ان کی شخصیت میں کیا بنیادی کمی ہے تو اس کا علم ان کے لئے مصیبت بن جائے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ انتخاب کا یہ طریقہ مکمل ہے۔ بہرحال یہ ظاہر ہے کہ پہلے طریقوں سے کہیں بہتر ہے۔

یہ بات واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر سفارشیں قبول کی جائیں تو یہ سارا نظام عمل بیکار ہو جائے گا۔ کمانڈر انچیف نے نہایت سخت ہدایت دی ہیں جو امیدوار کسی طرح کی سفارش پہنچانے کی کوشش کرے اس کو فوراً نامنظور کر دیا جائے اس لئے ہم تمام اس ہدایت پر سختی سے کاربند ہیں۔ فوج کے افسروں کا انتخاب بڑا مقدس فرض اور بڑی اہم ذمہ داری ہے اس لئے ہمارے سامنے صرف ایک مقصد ہے ہمیں مادر وطن کی دفاع کے لئے بہتر سے بہتر آدمی کو چننا ہے اور اس سے کم تر آدمی نہیں چنا جا سکتا۔

برما کے محکمہ آڈٹ کے ہندوستانی ملازم

ہند کے آڈیٹر جنرل کو معلوم ہوا ہے کہ بہت سے ہندوستانی باشندے جو برما کے محکمہ آڈٹ اور اکاؤنٹس میں کام کرتے تھے ان کو قبل از وقت ملازمت سے ریٹائر کر دیا گیا ہے۔ اور اب وہ ملازمت کے متلاشی ہیں۔ آڈیٹر جنرل ایسے اشخاص کو اپنے ماتحت دفاتر میں پھر سے ملازم رکھنے کے سوال پر غور کر رہے ہیں۔

جنرل شری نگیش کو الوداعی سلامی

گورنمنٹ آف انڈیا پونا اسکول سے ۲۴۳ کیڈٹوں کی کامیابی

۵ مارچ کو آفیسرز ٹریننگ اسکول پونا سے بارہ ہفتے تک سخت تربیت حاصل کرنے کے بعد ۲۴۳ کیڈٹ پاس ہوئے۔ یہ کیڈٹ اب باقاعدہ طور پر ہندوستانی کمیشن یافتہ افسر بننے سے پہلے فوج کے مختلف شعبوں میں خاص مہارت کے لئے مزید تربیت حاصل کریں گے۔ ۵ مارچ کی صبح کو ایک قابل دید رخصتی پریڈ ہوئی جس میں لفٹننٹ جنرل ایس۔ ایم۔ سری نگیش جنرل آفیسر کمانڈنگ پچھمی کمانڈ کو سلامی دی گئی۔ کیڈٹوں نے انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا۔

جو کیڈٹ پاس ہوئے ہیں ان میں سے ۳۰ نے پیدل فوج ۳۳ نے توپ خانہ۔ ۲۸ نے انجنیئرز ۱۱ نے سگنلز۔ ۱۲ نے آر۔ آئی۔ اے۔ ایس۔ سی۔ ۲ نے آئی۔ ای۔ ایم۔ ای۔ ۱۱ نے آرڈیننس اور ۱۲ نے آرمرڈ کور میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

جنرل شری نگیش نے کیڈٹوں کو اس بات پر مبارکباد دی کہ وہ بڑی عمدگی سے فرائض سے عہدہ برآ ہوئے۔ اور اعلیٰ درجہ کی قواعد سیکھی۔ جنرل موصوف نے کہا۔ وضع قطع اور لباس کا بانکپن خودداری کی علامت ہے۔ لیکن جھوٹی اکڑ فوں کو بانکپن نہیں سمجھ لینا چاہئے۔ کیونکہ اکڑ تو خودداری اور رفاقت کے جذبات کو برباد کر دیتی ہے۔ رفاقت ہندوستانی فوج کی نمایاں خصوصیت ہے۔ اس لئے افسروں کو ایک دوسرے کے ساتھ اور اپنے ماتحت جوانوں کے ساتھ تحمل اور تپاک۔ خواہشات سے پیش آکر انہیں میں رفاقت پیدا کرنی چاہئے۔ کیونکہ کسی فوجی جوان کا بہترین دوست اس کا افسر ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن افسروں نے اگر اپنے ماتحت جوانوں کے ساتھ آزادانہ میل جول رکھتے ہوئے بھی اپنا وقار قائم رکھنا ہو۔ تو ان کو یہ دھیان رکھنا ہوگا۔ کہ وہ اپنے ماتحت جوانوں سے جس طرح عہدہ کے لحاظ سے افضل ہیں۔ اسی طرح وہ اخلاقی صفات کے لحاظ سے بھی ان سے زیادہ ممتاز ہیں۔

ڈسپلن اور اکٹھے مل کر کام کرنے سے طاقت بڑھتی ہے جوانوں کا ایک دستہ ڈسپلن کے بغیر محض ایک بے ترتیب مجمع ہوتا ہے۔ لیکن ڈسپلن کے ساتھ وہی دستہ ایک طاقت ور اور مربوط جنگ آزما مشین بن جاتا ہے۔

عام فہم و فراست نہایت پسندیدہ صفت ہے۔ مجھے تو یقین ہے کہ ہمارا قدرتی رجحان خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن معمولی فہم و فراست یا کوئی دیگر مفید قسم کی صفت ہم میں اس وقت تک نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ صفت ہم اپنے اندر پیدا نہ کریں۔ اس لئے میں اپنے پیشہ میں سخت محنت کرنے کا قائل ہوں۔ میرا اعتقاد ہے کہ ہر ایک مسئلہ پر اس کے درپیش آنے سے پہلے سخت غور و فکر کرنا چاہئے۔ لیکن آپ کو فوراً سوچنے کی عادت سیکھنی چاہئے۔ اور جو کچھ آپ کریں یا آپ کو بعد میں کرنا ہو۔ اسے پختہ ارادے سے کریں۔

آخر میں شری نگیش نے کیڈٹوں کو یاد دلایا۔ کہ سب سے بڑی صفت احساس فرض ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو تہیہ کر لینا چاہئے۔ کہ ہر فرد اپنے فرائض سے فارغ ہونے کے بعد ہم میں سے ہر ایک بشر دیانتداری سے یہ کہنے کے قابل ہو کہ "پرماتما کا شکر ہے۔ میں نے اپنا فرض پورا کیا۔"

ہندوستانی فوج میں افسروں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے نوجوانوں کو تربیت دینے کے لئے یہ اسکول ۱۸ ستمبر ۱۹۴۷ء کو کھولا گیا تھا یہ اسکول ایک خوش منظر ماحول میں دکن کالج کی عمارت میں واقع ہے۔ جنگ کے دوران میں یہاں ٹیکنیکل اسکول تھا۔ اس اسکول میں ۷۵۰ کیڈٹوں کو تربیت دینے کا انتظام ہے۔ افسروں کو تربیت دینے کے لئے ۴۰ فوجی اور ۱۰ اصول انسٹرکٹر ہیں۔ اس دستہ سے پہلے ۴۵۲ کیڈٹ دو دستوں میں اس اسکول سے پاس ہو کر

(بقایا صفحہ ۳۸۳ پر)

کشمیر میں ہندوستانی فوج کا تیسرا محاذ

بیماریوں اور وباؤں کے خلاف جنگ

ریاست جموں و کشمیر کے عوام کو بیماریوں اور وباؤں سے نجات دلانے کے لئے جو عظیم الشان کام ہندوستانی فوج نے سرانجام دیا ہے ریاست کے لوگ اس کا احسان امن بحال ہو جانے کے بعد عرصہ تک نہ بھول سکیں گے۔

ہندوستانی فوج کو سب سے پہلے جن مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا ان میں سے بڑی مشکل یہ تھی۔ کہ جو علاقے آزاد کرائے گئے تھے۔ ان میں شہری نظم و نسق بالکل برباد ہو چکا تھا۔ حفظانِ صحت کے لئے پہلے جو کچھ بھی انتظام تھا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ ہر جگہ کوڑے کرکٹ گندگی اور غلاظت کے ڈھیر بیماریوں اور وباؤں کے جراثیم کے گڑھ بنے ہوئے تھے۔ اس لئے ہندوستانی فوج کو حملہ آوروں اور موسمی حالات کا مقابلہ کرنے کے ساتھ ہی ساتھ تیسرا محاذ ان کے خلاف قائم کرنا پڑا۔ ریاست جموں و کشمیر کے جو علاقے حملہ آوروں سے آزاد کرائے گئے تھے۔ ان میں ملیریا اور ناقص غذا سے پیدا ہونے والی بیماریوں، ہیضہ اور چیچک کی وباؤں جیسے بڑے دشمنوں کے خلاف ہندوستانی فوج کے طبی دستوں کو مورچہ بندی کرنی پڑی۔

اگست کے آخر میں صوبہ جموں کے قصبہ راجوری میں گھر گھر کا معائنہ کرنے پر پتہ چلا کہ وہاں پر ہیضہ کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ فوراً ہی ہیضہ کے تدارک اور بچاؤ کی تدابیر اختیار کی گئیں۔ ہراول دستوں کے ساتھ مرہم پٹی کرنے والے مرکز کی طرف سے اس وبا کو خطرناک صورت اختیار کرنے سے روکنے کے لئے ایک دستہ منظم کیا گیا۔

مقامی دستوں کے تمام فوجیوں کو شہر کے گلی کوچوں کی صفائی اور جراثیم کو مارنے کے لئے ڈی ڈی ٹی چھڑکنے پر لگا دیا گیا۔ شہریوں کے پینے کے پانی کے تمام ذرائع میں کلورین ڈالی گئی۔ فوج نے نمکین پانی کی کچھ بوتلیں مہیا کیں۔ وہ بہت سی جانیں بچانے کا باعث بنیں۔

اکتوبر کے شروع میں ہندوستانی فوج نے راجوری سے سات میل شمال میں واقعہ وادی درہال کو دشمن سے آزاد کرایا۔ تو اس علاقہ میں ہیضہ پھیلا ہوا تھا۔ ہندوستانی فوج نے سلفیگوانا ڈائن کی ٹکیاں اور بلیچنگ پاؤڈر لوگوں میں تقسیم کیا۔ اور ان کو پینے کا پانی صاف کرنے اور اس میں کلورین ملانے کا طریقہ سکھایا۔

نوشہرہ میں ہیضہ کے بہت سے مریضوں کی جانیں بچائی گئیں۔ ۲۷ اشخاص پر ہیضہ کا حملہ ہوا تھا۔ جن میں سے دو فوت ہو گئے۔ پنسلین اور گندھک کی آمیزش والی تمام قیمتی دوائیں فوج نے مہیا کیں۔

ستمبر کے آخر میں اکھنور اور اس کے گردونواح میں ہیضہ پھیل گیا۔ ایک چھوٹا سا طبی دستہ شہری طبی حکام کی امداد کے لئے روانہ کیا گیا۔ چند ہی روز میں قریباً ۲۰۰۰ اشخاص کو ٹیکہ لگایا گیا۔ اور ۴۰ مریضوں کی دیکھ بھال کرنے کے قابل ایک چھوٹا ہسپتال کھول دیا گیا۔

صوبہ کشمیر میں جو علاقہ دشمن سے آزاد کرایا گیا۔ اس میں فوج نے امدادی تدابیر اختیار کیں۔ سارڑی، بارہ مولا، گندھربل، گریز، ٹنگ دھار اور کارگل میں دواخانے کھولے گئے۔ جہاں کہیں فوج کے طبی دستے ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان کو ہدایت کی گئی۔ کہ وہ شہری مریضوں کا علاج بھی کریں۔

جب کرگل کو دشمن سے چھڑایا گیا تو اس کے فوراً ہی بعد پتہ چلا۔ کہ اس قصبہ کے لوگوں میں چیچک کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ ہندوستانی ہوائی جہازوں نے چیچک کے آٹھ ہزار ٹیکے اس جگہ گرائے۔ اور اسی طرح پانچ ہزار ٹیکے ٹنگ دھار بھیجے گئے۔

گذشتہ موسم گرما میں ہندوستانی فوج کی طبی کمان کے میجر جیکب نے ساری وادی کشمیر کا سروے کیا۔ تاکہ وہاں ملیریا کے حملہ کا جائزہ لیا جائے۔ سرینگر میں جتنے شرنارتھی کیمپ تھے۔ ان کی صحت و صفائی کو بہتر بنانے کے لئے فوجی افسر باقاعدہ ان کا معائنہ کرتے تھے۔ وہاں ڈی ڈی ٹی چھڑکی جاتی تھی۔

اناج کی پیداوار میں چھ لاکھ ٹن کا اضافہ

سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء کی صورت حال پر تبصرہ

صوبوں اور ریاستوں سے سنہ ۱۹۴۷ء میں اناج کی پیداوار کے جو تازہ ترین اعداد و شمار وصول ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۴۶ء کی نسبت سال زیر تبصرہ میں ملک میں اناج کی پیداوار میں تقریباً چھ لاکھ ٹن کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ اضافہ صوبہ متوسط اور بہار، بمبئی اور یوپی میں ہوا۔ اور اس کی مقدار ۱۹ لاکھ ٹن ہے لیکن مدراس میں شمال مشرقی مون سون کے نہ ہونے سے اس صوبہ میں بارہ لاکھ ٹن اناج کم پیدا ہوا اور اس طرح دوسرے صوبوں میں جو ۱۹ لاکھ ٹن کا اضافہ ہوا تھا۔ اس میں تخفیف ہوگئی۔ آسام، مغربی بنگال، بہار، آسام اور مشرقی پنجاب میں تقریباً چھ لاکھ ٹن اناج کم پیدا ہوا لیکن ہندوستانی ریاستوں میں اناج کی پیداوار میں چار لاکھ ٹن کا اضافہ ہوا۔

رقبہ زیر کاشت سنہ ۱۹۴۷ء اور سنہ ۱۹۴۶ء میں اناج کی جو کاشت ہوئی۔ اس کی جدول درج ذیل ہے۔

اناج	رقبہ (ایکڑ) سنہ ۱۹۴۶-۴۷ء	رقبہ (ایکڑ) سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء	اضافہ یا تخفیف
چاول	۶۰۹۸۷	۵۹۶۵۶ -	منفی ۱۳۳۱ -
گیہوں	۲۲۳۴۸	۲۰۲۰۹ -	منفی ۲۱۳۹
جوار	۳۷۸۴۴	۳۵۶۶۵ -	منفی ۲۱۷۹
باجرہ	۲۱۴۴۲	۱۹۶۲۶ -	منفی ۱۸۱۶
مکئی	۷۸۸۸	۷۷۵۵ -	منفی ۱۳۳
راگی	۵۱۷۴	۵۱۰۸ -	منفی ۶۶
جو	۷۰۸۲	۷۱۲۷ +	جمع ۴۵
چنا	۹۷۱	۱۸۴۹۷ +	جمع ۱۵۲۷

چنے کے سوا باقی سب اناجوں کی فصلوں کا رقبہ کم ہوگیا۔ راجپوتانہ کی ریاستوں اور گوالیار میں جو زیادہ رقبہ میں بویا گیا۔ مشرقی پنجاب، صوبہ متوسط اور بہار، یوپی، دلّی، گوالیار، مشرقی پنجاب کی ریاستوں اور راجپوتانہ کی ریاستوں میں چنے کی کاشت زیادہ رقبہ میں کی گئی۔

پیداوار کے اعداد و شمار سنہ ۱۹۴۶ء اور سنہ ۱۹۴۷ء میں بڑے بڑے اناجوں کی جو پیداوار ہوئی ہے۔ اس کی مقدار کے اعداد و شمار حسب ذیل ہیں۔

اناج	پیداوار سنہ ۱۹۴۶-۴۷ء	پیداوار سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء		اضافہ (جمع) تخفیف (منفی)	
چاول	۱۹۸۵۶	۱۸۷۶۰	-	منفی	۱۰۱۶
گیہوں	۴۷۴۴	۵۳۴۸	+	جمع	۶۰۴
جوار	۵۲۷۷	۵۷۳۰	+	جمع	۴۵۳
باجرہ	۲۶۶۷	۲۵۲۵	-	منفی	۱۴۲
مکئی	۲۰۳۵	۲۱۱۱	+	جمع	۷۶
راگی	۱۴۷۶	۱۳۹۱	-	منفی	۸۵
جو	۲۴۱۴	۲۴۸۸	+	جمع	۷۴
چنے	۳۵۹۹	۴۳۱۰	+	جمع	۷۱۱

اس طرح جہاں چاول، باجرہ اور راگی کی پیداوار میں کمی ہوئی وہاں گندم، جوار، مکئی، جو اور چنے کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔

چاول کی پیداوار میں صوبجات متوسط اور صوبجات متحدہ کے سوا ہر جگہ کمی ہوئی۔ بمبئی، بہار، صوبجات متوسط اور صوبجات متحدہ میں گندم کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ صوبجات متحدہ، صوبجات متوسط اور بمبئی میں جوار کی پیداوار بڑھی۔

صوبجات متحدہ اور بہار میں باجرہ، مکئی اور راگی کی پیداوار بھی بڑھی۔ مشرقی پنجاب اور صوبجات متحدہ میں جو اور چنے کی پیداوار میں بہت اضافہ ہوا۔ ان اعداد و شمار میں ریاستوں کی پیداوار کے اعداد شامل نہیں کیونکہ وہ الگ طور پر دستیاب نہیں۔

صوبوں کی حالت۔ صوبوں میں کاشت کے رقبہ اور پیداوار کی صورت حسب ذیل ہے۔

آسام۔ صرف چاول کی پیداوار کے اعداد و شمار ملے ہیں۔ ۴۷-۱۹۴۶ء کے مقابلہ میں ۴۸-۱۹۴۷ء میں چاول کی مجموعی پیداوار میں ایک لاکھ ایک ہزار ٹن کی کمی ہوئی۔ اس کی دو وجوہات ہیں (۱) شروع میں موسم خراب ہونے کی وجہ سے کم رقبے میں کاشت کی گئی۔ اور (۲) طغیانی کی وجہ سے فصلوں کی بہت تباہی ہوئی۔ اضلاع کے نچلے علاقوں میں یہ تباہی بہت زیادہ تھی۔ کچھ اضلاع میں کیڑوں کی وباؤں اور کچھ اضلاع میں ژالہ باری سے بھی فصلوں کو نقصان ہوا۔

بہار۔ ۴۸-۱۹۴۷ء میں آٹھ بڑے اناجوں کی مجموعی پیداوار میں کل اناسی ہزار ٹن کمی ہوئی۔ یہ کمی زیادہ تر چاول اور اس سے کم جو اور چنے کی پیداوار میں ہوئی۔ دوسرے اناجوں کی پیداوار میں درحقیقت اضافہ ہوا۔ چاول کی مجموعی پیداوار میں کمی ہو جانے کے اسباب یہ تھے۔ کہ بیج بونے کے وقت بارشوں کی کمی کی وجہ سے کم رقبے میں کاشت کی گئی۔ اور پھر موسم بھی زیادہ سازگار نہ رہا۔

بمبئی۔ اگرچہ آٹھ بڑے اناجوں کی کاشت کے رقبے میں کمی پائی گئی۔ پھر بھی مجموعی پیداوار میں دو لاکھ ستائیس ہزار ٹن کا اضافہ ہوا۔ یہ اضافہ زیادہ طور پر جوار۔ باجرہ۔ مکئی اور گندم کی پیداوار میں ہوا۔ ۴۷-۱۹۴۶ء میں گردی کی وجہ سے پچھلی فصل کو بہت نقصان ہوا تھا۔ چاول۔ راگی۔ جو اور چنے کی مجموعی پیداوار گھٹ گئی۔

صوبجات متوسط و برار۔ ۴۷-۱۹۴۶ء کی نسبت ۴۸-۱۹۴۷ء میں اناج کی کل پیداوار میں آٹھ لاکھ پچانوے ہزار ٹن کا اضافہ ہوا۔

مشرقی پنجاب۔ ۴۸-۱۹۴۷ء میں گندم۔ چاول۔ جوار باجرہ اور مکئی کی پیداوار میں کل تین لاکھ اٹھائیس ہزار ٹن کی کمی ہوئی۔ اس کی ایک وجہ تو بوتے وقت بارشوں کی کمی تھی۔ اور دوسری وجہ فرقہ وارانہ فسادات تھے جن سے فصلوں کو بہت نقصان ہوا۔ اس کے بعد طغیانی کی وجہ سے جوار اور مکئی کی فصلوں کو بہت نقصان ہوا۔ البتہ جو اور چنے کی پیداوار میں دو لاکھ بارہ ہزار ٹن کا اضافہ ہوا۔

مدراس۔ ۴۸-۱۹۴۷ء میں بڑے اناجوں کی کاشت کے رقبہ میں تیرہ لاکھ چھبیس ہزار ایکڑ اور کل پیداوار میں گیارہ لاکھ پچپن ہزار ٹن کی کمی ہوئی۔ کاشت کے رقبے میں کمی ہونے کی وجہ یہ تھی۔ کہ بونے وقت بارشیں کم ہوئیں۔ پیداوار میں کمی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ شمال مشرقی مون سون نہ ہونے سے کچھ اضلاع میں بارش نہ ہوئی۔ اور دسمبر ۱۹۴۷ء میں سرکار کے علاقوں میں بہت زیادہ بارش ہوئی۔ کچھ اضلاع میں کیڑوں کی وباؤں سے بھی چاول۔ جوار۔ اور راگی کی فصلوں کو نقصان ہوا۔

اڑیسہ۔ چاول کی پیداوار میں کمی ہونے سے صوبہ کی پیداوار میں چھیاسی ہزار ٹن کی کمی ہوئی۔ ۴۸-۱۹۴۷ء میں چاول کی کاشت کا رقبہ تریسٹھ ہزار ایکڑ زیادہ تھا لیکن موسم کی خرابی کی وجہ سے پیداوار میں کمی واقع ہوئی۔

صوبجات متحدہ۔ تمام اناجوں کی پیداوار میں عام طور پر اضافہ ہوا۔ کل اضافہ آٹھ لاکھ سترہ ہزار ٹن رہا۔

مغربی بنگال۔ ۴۸-۱۹۴۷ء میں آٹھ بڑے اناجوں کی پیداوار میں کل دو لاکھ انتیس ہزار ٹن کی کمی ہوئی۔ زیادہ طور پر چاول کی پیداوار میں کمی ہوئی۔ فصل کے شروع میں موسم کی خرابی کی وجہ سے کاشت کے رقبے اور پیداوار میں کمی ہو گئی۔ چوبیس پرگنوں کے بعض حصوں میں زیادہ بارشوں کی وجہ سے بھی فصلوں کو نقصان ہوا۔ اس کے علاوہ مرشد آباد اور بیربھوم میں طغیانیوں سے بہت نقصان ہوا۔ جوار اور راگی کی پیداوار تقریباً ۴۷-۱۹۴۶ء کے برابر رہی۔

ریاستوں کی پیداوار میں اضافہ۔ تین ریاستوں سے اطلاع ملی ہے۔ وہاں کل چار لاکھ انیس ہزار ٹن کا اضافہ ہوا۔

جنرل سری نگیش کو الوداعی سلامی دی گئی (بسلسلہ صفحہ ۲۸۱)

جا چکے ہیں۔ بارہ ہفتے تک سخت تربیت دینے کے بعد کیڈٹوں کو یہ اختیار دیا جاتا ہے۔ کہ فوج کے کسی شعبہ کو اپنے لئے منتخب کر لیں جس میں وہ خدمات بجا لانا چاہتے ہوں۔ اس کے بعد ان کو کور اسکولوں میں خاص تربیت دی جاتی ہے جو لوگ پیادہ فوج میں شامل ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ ان کو سکول میں چھ ماہ تک تربیت دی جاتی ہے۔ فوجی انتخابی بورڈ شہروں میں سے کیڈٹوں کا انتخاب کرتا ہے۔ ہر ماہ ۱۵ کیڈٹ داخل کئے جاتے ہیں۔

پٹ سن کی پیداوار میں اضافہ

کاشت کا رقبہ بڑھانے کی تجویز

۱۹۴۸ء میں پٹ سن کی پیداوار میں ۴ لاکھ سے زیادہ گانٹھوں کا اضافہ ہوا ہے۔ اس کا سہرا سنٹرل جوٹ کمیٹی اور مرکزی وزارت کے سر ہے جنھوں نے اچھے بیج اور کھاد تقسیم کرکے ایک قابل قدر کام سرانجام دیا۔ اس کے علاوہ پٹ سن پیدا کرنے والے چار صوبوں میں افزائش بیج کے دس فارم فوراً قائم کرنا تجویز کیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک فارم کا رقبہ تین سو ایکڑ ہوگا۔ علاوہ ازیں جانچ پڑتال سے معلوم ہوا ہے کہ صوبے کے خاص خاص حصوں میں پٹ سن کی کاشت ہوسکتی ہے۔ اس کے علاوہ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ ٹراونکور کے نشیبی علاقوں میں جن کا رقبہ ۵۰ ہزار ایکڑ ہے۔ دوسری فصل کے طور پر پٹ سن کی کاشت کا امکان ہے۔

سنٹرل جوٹ کمیٹی اور مرکزی وزارت زراعت کی سرگرمیوں کے باعث ۱۹۴۸ء میں پٹ سن کی پیداوار میں چار لاکھ سے زیادہ گانٹھوں کا اضافہ ہوا۔ پیداوار میں یہ اضافہ اچھے بیج اور کھاد تقسیم کرکے اور مناسب وقت پر پٹ سن کے بیجوں پر برآمد کی پابندی عائد کرکے حاصل کیا گیا ہے۔ ان امور کے علاوہ جہاں پر ممکن ہوسکا بیکار زمین پر کاشتکاری کرنے سے اور بیک وقت دو فصلیں اگانے سے بھی یہ اضافہ ہوا اگرچہ اجناس خوراک کے موجودہ رقبہ کو چھوا بھی نہیں گیا۔

ملک کی تقسیم کے باعث ہندوستان کو جن اقتصادی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے ان میں جوٹ کے رقبہ میں کمی نے بہت نازک صورت اختیار کرلی ہے کیونکہ پٹ سن آمدنی کا بہت اچھا وسیلہ ہے۔ اگرچہ ۱۹۴۸ء میں ہندوستان کی اپنی ضروریات کے لئے پٹ سن کی ۷۰.۵ لاکھ گانٹھیں درکار تھیں لیکن اس سال کل ۱۶ لاکھ گانٹھوں کی پیداوار ہوئی۔ ان ضروریات کی تفصیل یہ ہے کہ پٹ سن کی ۶۰ لاکھ گانٹھیں کارخانوں کے لئے خام پٹ سن کی ۹ لاکھ گانٹھیں برآمد کے لئے اور ۱.۵ لاکھ گانٹھیں کارخانوں کے علاوہ دیگر ضروریات کے لئے درکار تھیں۔

ترقی کی منصوبہ بندیوں میں کاشت کو وسعت دینے کی غرض سے ہندیونین کے وہ علاقے بھی شامل کرلئے گئے ہیں جہاں کی زمین اور موسمی حالات پٹ سن کی کاشت کے لئے موزوں ہیں۔ یہ بھی امکان ہے کہ دو فصلیں ساتھ ساتھ اگنے سے پیداوار بہت زیادہ بڑھ جائے۔ اس منصوبہ بندی میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں: بیج بڑھانے کے فارموں کے ذریعہ اچھے بیجوں کی پیداوار اور کاشت کرنے والوں کی رجسٹری، امدادی نرخوں پر بیج کی تقسیم۔ کھاد کی بہم رسانی، بیکار زمینوں کو کاشت کے قابل بنانا، سامان والی دھان کی زمینوں میں پہلے سے پٹ سن کی کاشت کے لئے ہمت افزائی کرنا۔ کاشتکاروں میں پروپیگنڈا اور آبپاشی کی سہولتیں۔ خام پٹ سن کی انتہائی قیمت مقرر کرنا بھی لازمی ہوگا تاکہ کاشتکار کو اپنی پیداوار کی معقول قیمت وصول ہونے کا یقین ہوسکے۔

بیج بڑھانے کے فارم۔ پٹ سن پیدا کرنے والے چار صوبوں یعنی مغربی بنگال، بہار، آسام اور اڑیسہ میں افزائش بیج کے دس فارم فوراً قائم کرنا تجویز کیا گیا ہے۔ اور ان فارموں میں سے ہر ایک فارم کا رقبہ تین سو ایکڑ ہوگا۔ انڈین سنٹرل جوٹ کمیٹی نے اپنے آخری جلسہ میں سفارش کی تھی کہ مذکورہ بالا فارموں کا غیر متواتر خرچہ متعلقہ حکومتوں کو اور متواتر خرچہ آدھا متعلقہ حکومت کو اور آدھا کمیٹی کو برداشت کرنا چاہئے۔ بہرصورت اس بات کی امید ہے کہ اگر ان فارموں کو اچھے طریقے سے چلایا گیا تو وہ اپنا خرچہ بیجوں اور ریشہ کی فروخت کی آمدنی سے اور جب پٹ سن کی فصل کا موسم نہ ہو تو بیج کی

فصل بوکر حاصل کر سکیں گے۔

امید ہے۔ کہ ہر ایک صوبے اور ریاست میں مندرجہ ذیل رقبہ جس کا اجناس خوراک کے موجودہ رقبہ سے کوئی تعلق نہ ہوگا، پر پٹ سن کی کاشت کی جائے گی۔ مغربی بنگال ایک لاکھ ایکڑ۔ کوچ بہار ۵ ہزار ایکڑ مدراس ۲۰ ہزار ایکڑ اور ٹراونکور ۲ ہزار ایکڑ۔ ۱۹۴۹ء میں ۵۰۷ لاکھ گانٹھ کی زائد پیداوار کا بھی امکان ہے۔

پٹ سن پیدا کرنے والے چار صوبوں میں ترقی کے کام کے لئے جوٹ ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن قائم کی جائے گی۔ اس آرگنائزیشن کا سلسلہ صوبوں کے زرعی محکموں سے پورا پورا تعاون کرے گا۔ جوٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا ڈائرکٹر ڈیولپمنٹ آفیسر کے فرائض بھی انجام دیگا۔

مدراس اور ٹراونکور کی اسکیمیں۔ مدراس میں جو تفتیش کی گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس صوبہ کے خاص خاص حصوں یعنی وزیگاپٹم۔ تنجور۔ مالابار۔ جنوبی کنارا کے اضلاع میں پٹ سن کی کاشت ہوسکتی ہے۔ ضلع وزیگاپٹم کے بہت سے تعلقوں میں ایک گھٹیا قسم کا ریشہ جسے لوگ بمبلی پٹس کہتے ہیں تھوڑی سی مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ ان علاقوں میں پٹ سن کی کاشت کی جاسکتی ہے ساتھ جن دوسرے علاقوں میں موزوں حالات پائے جاتے ہیں ان میں بہت اچھے طریقہ پر وسعت بھی دی جاسکتی ہے۔

ٹراونکور کے بہت سے نشیبی علاقوں میں جن کا رقبہ ۵۰ ہزار ایکڑ ہے۔ اور جہاں آج کل نومبر دسمبر۔ مارچ اور اپریل میں صرف ایک فصل پیدا ہوتی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ دوسری فصل کے طور پر پٹ سن کی کاشت کا امکان پایا جاتا ہے۔ ٹراونکور میں پٹ کو کو بھگو کر نرم کرنے کی سہولتیں بھی میسر ہیں۔ اور جن کے باعث عمدہ قسم کی پٹ سن کی امید ہے۔ مشرقی بنگال میں اسی قسم کی سہولتیں عمدہ کا موجب ہوئی ہیں۔

بمبئی میں مرکب کھاد کی پیداوار میں اضافہ

۴۹-۱۹۴۸ء کے پہلے چھ مہینوں میں حکومت بمبئی کے محکمہ زراعت نے شہر کے کچڑا اور پھوک سے ۷۷،۵۶۳ ٹن کھاد تیار کی۔ یہ ۴۸-۱۹۴۷ء کے سارے سال کی کھاد سے ہزاروں ٹن زیادہ ہے۔ مارچ ۱۹۴۸ء میں کھاد کو ترقی دینے والی مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں جو فیصلے کئے گئے انھیں عملی جامہ پہنانے کے لئے حکومت نے ایک سرگرم مہم شروع کی اور پچھلے چھ ماہ کے نتائج بڑے حوصلہ افزا رہے ہیں۔

کھاد کی ترقی دینے والی مرکزی کمیٹی نے صوبہ کی چھماہی تیاریوں کے لئے حسب ذیل مقدار مقرر کی ہے۔ یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء تک ایک لاکھ ٹن یکم اپریل ۱۹۴۹ء سے ۳۰ ستمبر ۱۹۴۹ء تک ڈیڑھ لاکھ ٹن اور ۳۰ ستمبر ۱۹۴۹ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۵۰ء تک دو لاکھ ٹن۔

گوبر کے ذخیرے۔ بمبئی کے قصباتی علاقوں میں گوبر کے اسٹاک کی تقسیم کا کام بھی شروع کیا گیا ہے۔

۱۹۴۴ء میں دیہاتی کچڑا پھوک جمع کرنے اور کھاد کے کھیتوں کی جو اسکیم شروع کی گئی تھی اس سے ایک ہزار دیہات میں کھاد مہیا کی جا چکی ہے اس کے لئے اب تک ایک لاکھ پچیس ہزار گڑھے کھودے گئے اور حکومت کی طرف سے پانچ لاکھ دس ہزار روپے کی مالی مدد دی گئی۔ اس اسکیم کی رو سے ہر سال ا گاؤں میں نوے گڑھے کھودے جانے چاہیئں اور ایک ہز دیہات کو کھاد ملنی چاہیئے۔

بمبئی شہر کے گندے نالوں کی کیچڑ۔ بمبئی شہر میں ہر روز ا کروڑ بیس لاکھ سے ڈیڑھ کروڑ گیلن تک کیچڑ پانی اکٹھا ہوتا ہے۔ آ کل یہ کیچڑ سمندر میں پھینک دی جاتی ہے اس سے ہر سال ساڑھے سات ہزار ٹن نائٹروجن کا نقصان ہوتا ہے۔ یہ نائٹروجن ۳۰،۰۰۰ ٹن امونیم سلفیٹ کی قیمت کے برابر ہے جو ایک کر روپیہ ہے۔ اب اس کیچڑ سے کھاد بنانے کے اقدام کئے جا رہے چیمبور میں ہر روز اعلیٰ قسم کے آٹھ سو ٹن کیچڑ کو روز دیا جا ہے۔ حکومت اس کھاد کو زرعی آبادی میں تقسیم کرنے کے ا کر رہی ہے۔

ہند سے سوتی کپڑے کی برآمد
تاجروں کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت کا اقدام

ہند سے سوتی کپڑے کی برآمد میں کمی واقع ہوئی ہے۔ حالات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہند سرکار اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ملک کی تجارت برآمد کو مجموعی طور پر فائدہ پہنچانے کے لئے اسے اپنی برآمد پالیسی میں نرمی پیدا کرنی چاہئے تاکہ باہمت برآمد تجارت کرنے والوں کو زیادہ سہولتیں دی جائیں۔ اس سلسلے میں یہ امر قابل توجہ ہے۔ کہ ایسے ممالک کو جن کا سکہ مشکل سے دستیاب ہوتا ہے۔ کپڑا برآمد کرنے کے لئے کافی مقدار کے کوٹے مقرر ہیں۔ لیکن ان کوٹوں کو بہت کم استعمال کیا گیا ہے۔ حکومت کو یقین ہے۔ کہ کمیاب سکہ والے ممالک کی منڈیوں کو قابو میں رکھنے اور وہاں اپنے مال کی برآمد کو فروغ دینے کے لئے حتی الوسع کوشش کی جائے گی۔

ہند سے سوتی کپڑے کی برآمد میں کمی واقع ہونے پر ہند سرکار کو بڑی تشویش ہوئی ہے۔ ہند اور پاکستان کے باہمی معاہدہ کے مطابق ہند سے پاکستان کو جتنا کپڑا برآمد کیا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ تیس کروڑ گز کپڑا سالانہ مختلف مقامات کو برآمد کرنے کے لئے تخصیص کیا گیا ہے۔

سال سنہ۱۹۴۹ء میں کل برآمد اس مقدار کے نصف سے قدرے زیادہ تھی۔ عام طور پر سوتی کپڑے کے کوٹے کی معیاد ختم نہیں ہوتی۔ اور مال باہر بھیجنے والوں کو ان کے کوٹا کی مقررہ معیاد ختم ہونے پر مال کی برآمد کے لئے معیاد کی ضروری توسیع دے دی جاتی ہے۔ لیکن اس وقت غیر برآمد شدہ کوٹے کی مقدار اتنی زیادہ ہو چکی ہے۔ کہ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر اس ضروری شے کی تجارت برآمد حکومت کے منظور کردہ معیار کے مطابق رکھنی مطلوب ہو۔ تو کوئی فوری اور زیادہ ٹھوس اقدام کرنا ہوگا۔ دوسرے ممالک سے مقابلہ زیادہ سخت ہوتا جا رہا ہے۔ جاپان نے اب پھر سے کافی مقدار میں سوتی کپڑا برآمد کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ اگر ہم اپنی منڈیوں کو ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے کھونا نہیں چاہتے۔ تو ہند سے کپڑا برآمد کرنے والے تاجروں کو چاہئے۔ کہ وہ زیادہ سرگرمی اور ہمت سے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ پچھلے تجربہ سے پتہ چلتا ہے کہ تمام برآمد کرنے والے تاجر اس خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ پھر بھی یہ دیکھ کر کہ کچھ نئے تاجر اور کارخانہ دار اپنے مال کے لئے نئی منڈیاں تلاش کرنے کے لئے بڑی دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں کچھ امید بندھتی ہے۔

حالات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہند سرکار اس نتیجہ پر پہنچی ہے۔ کہ ملک کی تجارت برآمد کو مجموعی طور پر فائدہ پہنچانے کے لئے اسے اپنی برآمد پالیسی میں نرمی پیدا کرنی چاہئے۔ تاکہ ایسے باہمت برآمد تجارت کرنے والوں کو زیادہ سہولتیں دی جائیں جنہیں اس وقت معدقہ "شیئرز سسٹم" پر سختی سے عمل درآمد کرنے کی وجہ سے بہتر مواقع حاصل نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ جن معدقہ برآمد کرنے والے تاجروں نے مختلف مقامات کے لئے اپنا پورا کوٹا برآمد کر لیا ہو۔ اور وہ زیادہ کوٹا حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ ان کو جتنا زائد کوٹا ممکن ہو۔ دیا جائے۔ اور جن مقامات کے لئے ان کے پاس خود تو کوئی کوٹا نہ ہو۔ لیکن وہاں کے لئے جو کوٹا مقرر ہے۔ اسے پورا کرنے کی کوئی علامات نظر نہ آتی ہوں۔ تو انہیں ان نئی منڈیوں میں مال بھیجنے کا موقع دیا جائے۔ اسی طرح جن ملکوں کو پیشتر ازیں ہند سے باقاعدہ برآمد نہیں ہوتی رہی ہے۔ اور ان کے لئے نہ تو کوٹا مقرر ہے۔ نہ وہاں مال بھیجنے والے معدقہ تاجر ہی مقرر ہیں۔ تاجروں کو ان ملکوں کے لئے کوٹا حاصل کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ سوتی کپڑے کے تمام کارخانوں کو خود مال برآمد کرنے والے

نہیں ہیں لیکن اب وہ براہ راست تجارتی سودے کرنا چاہتے ہیں ان کو بھی ایسے مواقع دئے جائیں گے۔

اس ضمن میں حکومت تمام برآمد کرنے والے تاجروں اور کارخانہ داروں کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہے کہ ایسے ممالک کو جن کا سکہ مشکل سے دستیاب ہوتا ہے کپڑا برآمد کرنے کے لئے کافی مقدار کے کوٹے مقرر ہیں لیکن اس کوٹے کو بہت کم استعمال کیا گیا ہے۔ حکومت کو علم ہے کہ کمیاب سکہ والے ممالک کی منڈیوں کو کپڑا برآمد کرنا نہ تو آسان ہے اور نہ منافع بخش جنگ کے زمانہ میں نایاب سکہ والے کئی ممالک ہندوستان سے مال حاصل کرتے رہے ہیں مثلاً پرتگالی اور بلجمی افریقہ۔ حکومت کو یقین ہے کہ نایاب سکہ والے ممالک کی منڈیوں کو قابو میں رکھنے اور وہاں ہندوستانی مال کی برآمد کو فروغ دینے کے لئے حتی الوسع کوشش کی جائے گی۔

ایسے ممالک کے لئے کوٹا دینے میں مصدقہ تاجروں اور نئے تاجروں میں امتیاز نہیں کیا جاتا۔ ہر ایک تاجر درخواست دے کر ان ممالک کے لئے کوٹا حاصل کر سکتا ہے۔ جو تاجر کسی نایاب سکہ والے ملک کو کپڑا بھیج سکتا ہے اس کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت اسے مساوی مقدار کا کوٹا ان ممالک کے لئے دے دے گی جن کا سکہ آسانی سے مل سکتا ہے۔

ماہ جولائی میں فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے امتحانات

جولائی ۱۹۴۹ء میں فیڈرل پبلک سروس کمیشن کی طرف سے حسب ذیل شعبوں کے لئے مقابلہ کے مشترکہ امتحان ہونگے۔

(۱) انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس (۲) انڈین فارن سروس (۳) انڈین پولیس سروس (۴) انڈین آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس سروس (۵) ڈیپارٹمنٹ (۶) انڈین ریلوے اکاؤنٹس سروس۔ (۷) امپیریل کسٹمز سروس (۸) انکم ٹیکس آفیسرز (کلاس اول گریڈ دوم) سروس (۹) ریلوے کے بڑے صیغہ مال کے ٹرانسپورٹیشن (ٹریفک) اور کمرشل محکمے (۱۰) سٹیٹ ریلویز کا ایس ٹیبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ (۱۱) انڈین پوسٹل سروس (کلاس اول)

عمر کی حدود مندرجہ بالا نمبر ۹ اور ۱۰ کے امیدواروں کی عمر یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو اکیس سے پچیس سال تک ہو۔ دوسرے صیغوں کے لئے یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو اکیس سال سے چوبیس سال تک ہو۔ اچھوتوں اور مستند شرنارتھیوں کے لئے چوبیس سال سے اوپر تیس سال کی رعایت برتی جائے گی۔ سیاسی مصیبت زدوں کے لئے عمر کی حد پچیس سال تک ہوگی۔

تعلیمی معیار۔ مندرجہ بالا نمبر ایک اور نو کے لئے۔ کسی منظور شدہ یونیورسٹی سے آرٹس، سائنس کامرس کی ڈگری یا اس کے برابر کی سند دوسرے شعبوں کے لئے کسی منظور شدہ یونیورسٹی کی

غیر ممالک میں ہندوستانی طلبا کے لئے وظائف

رائے کمیٹی کی سفارشات۔

ہندوستانی طلبا کو غیر ممالک میں وظائف دینے کی اسکیم کی ترقی اور گنجائش کے بارے میں تحقیقات کرنے کے لئے وزارت تعلیم کی طرف سے ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ اس کمیٹی نے اپنا کام ختم کر لیا ہے اور سفارش کی ہے کہ اس سکیم کو ابھی پانچ سال کے لئے جاری رکھا جائے۔

ڈاکٹر بی سی رائے اس کمیٹی کے صدر تھے اور ڈاکٹر ایچ جے بھابا۔ ڈاکٹر بی بی ڈے، پروفیسر این کے سدھانتا اس کمیٹی کے ارکان تھے۔ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں اسکیم کے بنیادی مقصد کے بارے میں لکھا ہے کہ ملک کے سائنسی فنی اور تعلیمی اداروں کو اس حد تک ترقی دی جانی چاہئے کہ علمی اور عملی مطالعہ کے ہر شعبہ کی تربیت ملک میں مہیا ہو سکے۔ اس کام کے لئے ملک کے طلبا کو باہر بھیجا جائے تاکہ وہ مناسب تربیت حاصل کرنے کے بعد ہندوستان کے تعلیمی اداروں میں مفید کام کریں۔

وظائف دینے کے بارے میں کمیٹی نے کہا ہے کہ وظائف صرف اوصاف کی بنا پر دئے جائیں لیکن تعلیمی طور پر پسماندہ فرقوں کے امیدواروں کو ترجیح دی جائے۔ یہ رپورٹ بہت جلد گورنمنٹ پبلیکیشنز دہلی کے مینیجر سے قیمتاً مل سکے گی۔

ہندوستان اور پاکستان میں تجارت

تجارت کے نئے انتظامات۔ مارچ کے پہلے ہفتہ کراچی میں ہندوستان اور پاکستان کی حکومتوں کے نمائندوں میں جو بات چیت ہوئی تھی۔ اس کے نتیجہ کے طور پر کچھ اشیا کے بھیجنے اور منگوانے کے بارے میں حسب ذیل طریقے منظور کئے گئے۔

کپاس کی خرید کے بارے میں حکومت پاکستان کی طرف سے ایک شرط یہ بھی کہ اگر مقررہ وقت تک کپاس نہ خریدی گئی۔ تو ہندوستان کو اس کے خریدنے کا حق نہیں رہے گا۔ اب حکومت پاکستان نے اس شرط کی میعاد میں ۱۵ مئی ۱۹۴۹ء تک توسیع کر دی ہے۔ تب تک متعلقہ لائسنس کام دیں گے۔ اس کے بعد اور توسیع نہیں ہوگی۔

پاکستان نے اس موسم کے روئی کی چھ لاکھ پچاس ہزار گانٹھوں کے بقایا کوٹے کے لائسنس جاری کرنا بھی منظور کر لیا ہے۔ ان لائسنسوں کے ذریعہ اگست ۱۹۴۹ء تک سمندر کے راستہ ہندوستان کو روئی بھیجی جائیگی۔ ہندوستان نے اس روئی کو جلد از جلد خریدنا منظور کیا ہے۔

ہندوستان نے دو ہزار ٹن بناسپتی تیل کی برآمد کے لائسنس جاری کرنا بھی منظور کیا ہے۔ سرسوں کے تیل کی برآمد سے تمام پابندیاں ہٹا دی گئی ہیں۔

بلا لائسنس اشیا بھیجنے کی اجازت نئی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے ہند سرکار نے حسب ذیل اشیا کو پاکستان بھیجنے کے سلسلے میں لائسنس کی پابندیاں ہٹا لی ہیں۔

(۱) نمک (۲) سلک اور ریشمی سوت کے سوا آرٹ سلک کی اشیا (۳) گرم کپڑے (۴) المونیم کے برتن (۵) سلائی کی دیسی مشینیں (۶) تانبے اور نقلی تانبے کے برتن (۷) بیٹری کے سیل اور خول (۸) پریشر لیمپ (۹) صابن (۱۰) مشینوں کے دیسی اوزار (۱۱) چائے کے دیسی ڈبے (۱۲) سوتی اور ربڑ کی دیسی بیلٹنگ (۱۳) دیسی برش (۱۴) کینوس کے جوتے (۱۵) رکشا (۱۶) دیسی سائیکل رکشا (۱۷) بجلی کے لیمپ اور (۱۸) بجلی کے چھت کے پنکھے۔

ان میں سے بہت سی اشیا کی ملک میں اتنی افراط نہیں کہ غیر محدود درآمد کی اجازت دی جائے۔ تاہم فی الحال ہند سرکار ان کی میعاد اور مقدار پر کوئی پابندی نہیں لگا رہی۔ ایک مہینے کی برآمد کے بعد اس کے متعلق رائے قائم کی جائے گی۔ جب بھیجی جانے والی اشیا مقررہ مقدار تک پہنچ جائے گی۔ تو حکومت کی طرف سے کھلی برآمد کی آخری تاریخ کا اعلان کر دیا جائے گا۔ قاعدہ کے مطابق اس اعلان کی میعاد دو ہفتے سے کم نہ ہوگی۔ متعلقہ تاجروں کو چاہئے۔ کہ وہ لمبے عرصے کے وعدے نہ کریں۔

پاکستان کو دیاسلائیاں وغیرہ کی برآمد

مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان دونوں کو دیاسلائیاں اور لالٹینیں بھیجنے پر بھی تین مہینہ کے لئے کوئی پابندی نہ ہوگی۔ اس رعایت کی تعمیل بھی ۵ مارچ سے ہوگی۔ ملک میں ان دونوں اشیا کی فراوانی ہے۔ اگر دیکھا گیا کہ ان اشیا کی برآمد اس قدر نہیں کہ ملک میں ان کی قلت ہو جائے۔ تو آزادانہ برآمد کے عرصہ میں توسیع کی جا سکتی ہے۔ ہند سرکار کو امید ہے۔ کہ بعض اور اشیا کے لئے بھی ایسی پالیسی اختیار کرنا ممکن ہو جائے گا۔ اور ان کے بارے میں جتنی جلدی ہو سکے گا۔ اعلان کر دیا جائے گا۔

پاکستان سے نمک منگوانے پر پابندی۔

چونکہ بمبئی کی بندرگاہ پر بہت زیادہ سامان اکٹھا ہو جاتا ہے اس لئے ہند سرکار نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سمندر کے راستہ پاکستان سے آنے والا نمک بمبئی کی بندرگاہ پر نہ اتارا جائے۔ چنانچہ نمک کو کھلے عام لائسنس نمبر دس سے خارج کر دیا گیا ہے اس لائسنس کی رو سے روئی کے سوا پاکستان سے باقی تمام اشیا آزادی سے منگوائی جا سکتی ہیں۔ تاہم اسی لائسنس کے تحت زمین کے راستہ پاکستان سے کھیوڑہ نمک منگوانے پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ جہاں تک بمبئی کے علاوہ دوسری بندرگاہوں پر پاکستان سے نمک منگوانے کا تعلق ہے ہند سرکار نے متعلقہ افسروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ لائسنس دینے میں نرمی برتیں۔

کشمیر میں سیاحوں کی تعداد بڑھانے کی تدابیر

نئی دہلی میں مشاورتی کمیٹی نے جامع پروگرام تیار کیا

شری وائی این سکتھنکر آئی سی ایس سیکرٹری وزارت ٹرانسپورٹ کی زیر صدارت نئی دہلی میں سیاحوں کی آمد و رفت کی مشاورتی سب کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں ایسے اقدامات پر غور کیا گیا جن کے ذریعہ ہند میں اور خاص کر آئندہ موسم میں کشمیر میں سیاحوں کی آمد کو بڑھایا جا سکے۔ اس سب کمیٹی میں بخشی غلام محمد نائب وزیر اعظم ریاست جموں و کشمیر شری وشنو سہائے آئی سی ایس وزارت ریاستہائے ہند شری بی ایل شرما پرنسپل انفارمیشن آفیسر ہند سرکار اور دوسرے اصحاب شامل ہوئے۔

شری سکتھنکر نے ایک مختصر تقریر میں کمیٹی کے ممبروں کا سواگت کیا اور غیر ممالک خاص کر کمیاب سکہ والے ممالک مثلاً امریکہ وغیرہ سے ہند میں سیاحوں کی آمد کو بڑھانے کے لئے حکومت کی تجاویز ان کے سامنے رکھیں۔ اور ان کو اس بارے میں اپنی تجاویز پیش کرنے کے لئے کہا۔

کشمیر میں سیاحوں کی آمد بڑھانے پر کافی غور و خوض کیا گیا۔ بخشی غلام محمد نے حکومت کشمیر کی طرف سے کہا کہ کشمیر بہت حسین مناظر کا ملک ہے اور وہ ہمیشہ ہی سیاحوں کے لئے جنت بنا رہا ہے۔ اپریل سے کشمیر جانے کا موسم شروع ہو جائے گا۔ کشمیر جانے کے لئے سڑک اور ریل کے سفر کی سہولتیں بہت ناکافی ہیں۔ اور پرمٹ سسٹم بھی ایک رکاوٹ ہے۔ سڑک کے ذریعہ سفر کرنے کی دقت جلد ہی دور کر دی جائے گی۔ کشمیر سے قریب ترین ریلوے اسٹیشن پٹھانکوٹ ہے۔ وہاں بستر اور زیادہ سہولتیں مہیا کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ پرمٹ سسٹم کی دقت کو آسان بنانے کے لئے موزوں انتظام ہونا چاہئے۔

شری بی ایل شرما نے نشر و اشاعت کے متعلق بہت سی مفید تجاویز پیش کیں۔ آپ نے کہا کہ کشمیر کے حسین مناظر کے تصویری والے پوسٹروں جن پر کشمیر آیئے لکھا ہو اور کشمیر کے مناظر کے فوٹو پر مبنی باتصویر رسالے شائع کئے جائیں۔ آل انڈیا ریڈیو اور اخبارات [illegible]

گاؤں گاؤں نمائش مویشیان کی تجویز

مویشیوں کی پرورش کرنے والوں کی کل ہند کانفرنس کے فیصلے

راج گھاٹ دہلی میں جو کل ہند نمائش مویشیاں ہوئی۔ اس میں مویشیوں کی پرورش کرنے والوں کی دوسری کل ہند کانفرنس کا تین روزہ اجلاس ۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو ختم ہوا۔ اس کانفرنس میں جو اہم قراردادیں منظور ہوئیں ان میں مندرجہ ذیل تجاویز بھی شامل ہیں۔ مرکزی اور صوبائی حکومتوں سے مویشیوں کی پرورش کے فارم بنانے کے سلسلہ میں زمین حاصل کرنا۔ کاٹھیا واڑ کی مویشیوں کی ترقی اور افزائش نسل کیونکہ یہ چیز ملک کے بٹوارے کے باعث مفقود ہو گئی ہے۔ ہندوستانی یونینوں میں مویشیوں کی پرورش کے محکموں کی تنظیم۔ اور ایک ایسی مناسب ایجنسی کا قیام جو کانفرنس کے منظور کردہ ریزولیوشنوں پر عملدرآمد کرا سکے۔ اور جانوروں کی فروخت اور جانوروں کی اپنے علاقوں سے برآمد کو محدود کر سکے۔

اس کانفرنس میں بمبئی۔ یو پی۔ سی پی۔ بہار۔ پنجاب۔ مدراس۔ میسور۔ کورگ۔ حیدرآباد۔ صوبہ متوسط و برار۔ راجپوتانہ۔ مدھیہ بھارت۔ کشمیر اور ٹراونکور کے نمائندے شامل ہوئے۔ اور فیصلہ کیا کہ ہندوستان بھر میں مویشیوں کی نمائشیں منعقد کرنے کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جائے جس کا کام ہر ۲ گاؤں کے لئے ایک سالانہ نمائش منعقد کرنا ہوگا۔ اور آئندہ جنوری کی ۲۳ تاریخ اس مقصد کے لئے مقرر کی گئی۔

کیونکہ سرخ سندھی تھرپارکر اور ساہی وال نسلیں پاکستان چلی گئی ہیں۔ لہذا ان نسلوں کی ترقی کے لئے خاص تدابیر اختیار کرنے پر زور دیا گیا۔ آل انڈیا کیٹل شو کمیٹی کے نائب صدر سردار داتار سنگھ نے اپنی صدارتی تقریر میں بھی ان نسلوں کی ترقی کے لئے زور دیا۔

کیٹل شو کمیٹی کے واسطے خاص مالی امداد کی بابت حکومت ہند سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نمائش میں لائے جانے والے مویشیوں کے نقل و حمل میں بہتری پر اظہار اطمینان کیا گیا۔ کانفرنس نے سواری گاڑیوں کے ذریعہ جانوروں کے نقل و حمل کی ریلوے حکام سے درخواست کی۔

مختصر خبریں

امریکن سوسائٹی کا ہندوستان کو تحفہ۔

نیشنل کیتھولک ویلفیر کانفرنس کے نمائندے ہز ایکسیلینسی تھامس بے لیو پیٹر کیر کلر نے کانفرنس کی طرف سے ۹ مارچ کو ہند سرکار کو ایناسین کی چار پیٹیاں پیش کیں جن میں سو سو گولیوں والی ۱۵۴۷ بوتلیں تھیں۔ امریکہ کے مسیحیوں کی یہ کانفرنس ایک انسان دوست جماعت ہے جو دنیا بھر میں بلا امتیاز مذہب و فرقہ غربا کو ملیریا سے محفوظ رہنے کے لئے امداد دیتی ہے۔

ہندوستان کی وزیر صحت راجکماری امرت کور نے تحفے کو قبول کرتے ہوئے امریکن نمایندے سے کہا کہ وہ اپنی کانفرنس کو ہند سرکار کے تشکر کا پیغام پہنچا دے۔ یہ کانفرنس اس سے پہلے تین بار ہندوستان کو ایسے امدادی تحفے دے چکی ہے۔ پہلے تحفہ میں چھ لاکھ پونڈ گندم، دوسرے میں ایک لاکھ اسی ہزار پونڈ راشن کے اناج اور تیسرے میں ایک لاکھ اسی ہزار پونڈ چاکلیٹ ملک پاؤڈر تھا یہ اشیا شرنارتھیوں میں بانٹ دی گئی تھیں۔

سناور کے لارنس میموریل اسکول میں داخلہ

سناور علاقہ شملہ کے لارنس میموریل اسکول کو اب پبلک اسکول قرار دے دیا گیا ہے لہٰذا ذات پات اور سماجی حیثیت کے امتیاز کے بغیر ہر شخص کے لئے داخلہ کھول دیا گیا ہے۔ اسکول میں داخلہ قابلیت کی جانچ کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ لیکن ۲۰ فیصدی جگہیں فوجی افسروں کے بچوں کے واسطے مخصوص ہیں۔

وظیفہ کا ایک درجہ وار طریقہ جاری کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ایسے طلبا جن کی مالی حالت اچھی نہیں ہے اسکول میں میسر خاص آسانیوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔ مذکورہ بالا اسکیم کے تحت خاص قابلیت رکھنے والے طلبا کے لئے فیس و دیگر اخراجات کے بغیر تعلیم حاصل کرنے کی بہت کافی گنجائش ہوگی۔

والدین کی درخواستوں کی بنا پر داخلہ کی تاریخ ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ء تک بڑھا دی گئی ہے۔ درخواستیں پرنسپل کے نام روانہ کی جائیں۔

شرنارتھی ٹھیکیداروں کو مراعات۔

وزارت رسد و صنعت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ آئندہ سرکاری ضرورتوں کے لئے خیمہ کے ٹھیکے دیتے وقت شرنارتھیوں کو ترجیح دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں جو لوگ خیمے بنانے کے کام کا تجربہ رکھتے ہوں۔ حکومت نہ صرف ان کی درخواستوں پر ہمدردی سے غور کریگی بلکہ انہیں مالی مدد بھی دے گی۔

جو شرنارتھی اس کام کا تجربہ رکھتے ہوں۔ اور بے سرمایہ ہوں۔ انہیں مالی مدد کے لئے حسب ذیل پتوں پر درخواست بھیجنی چاہئے

۱۔ اپنے صوبہ کے متعلقہ افسر کو۔ ۲۔ یا چیف ایڈمنسٹریٹر ریہیبلیٹیشن فائیننس ایڈمنسٹریشن، تھیٹر بلڈنگ کناٹ سرکس نئی دہلی۔

ہندوستانی نوٹ پاکستان میں لے جانے پر پابندی۔

ہند سرکار اور ریزرو بنک آف انڈیا کی طرف سے دو اعلان جاری ہوئے ہیں۔ ہند سرکار کے اعلان کے ذریعے ایک روپے والے ہند سرکار کے نوٹوں پر پاکستان سے ہندوستان میں داخلہ پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اور ریزرو بنک کے اعلان کے ذریعہ ہند سرکار اور ریزرو بنک کے نوٹوں کو ہندوستان سے پاکستان میں لے جانا بند کر دیا گیا ہے لیکن ہندوستان سے اگر کوئی شخص پاکستان جانے کے لئے پرمٹ حاصل کر چکا ہو تو وہ پچاس روپے تک کی رقم اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے

مویشی ہتیا پر پابندی۔

زرعی وزارت سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند کو متعدد افراد و اداروں سے سولہ ہزار خطوط موصول ہوئے ہیں۔ ان خطوط میں مویشی ہتیا پر پابندی عائد کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ کیٹل پریزرویشن اینڈ ڈویلپمنٹ کمیٹی کی رپورٹ پر حکومت غور کر رہی ہے۔ یہ کمیٹی اس مسئلہ کو جانچنے اور اپنی سفارشات پیش کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔

پھلوں کی پیداوار کا کنٹرول آرڈر۔

گزٹ آف انڈیا میں ایک اعلان شائع ہوا ہے جس کی

نقصے پھلوں کی پیداوار کے سلسلہ میں جو معیار اور اصول صحت ۱۹۴۹ء کے آرڈر میں بتلائے گئے ہیں۔ ان کا اطلاق ونفاذ صوبائی وریاستی حکومتوں اور مقامی افسروں کا کام ہے۔ آئندہ مرکزی حکومت صرف پھلوں کی پیداوار کے کارخانہ داروں کے لائسنس کے معیار اور رجسٹریشن کے لئے ذمہ دار ہوگی۔

برما میں ہندوستانی باشندوں کی خیروعافیت۔

حکومت ہند کو برما میں ہندوستانیوں کی خیریت اور پتہ کے متعلق ہندوستان میں ان کے عزیزوں کی جانب سے بہت سے استفسارات موصول ہوئے ہیں۔ چونکہ ڈاک کے رسل ورسائل میں عارضی طور پر خلل واقع ہوگیا ہے۔ اس لئے خیال ہے کہ خطوط کے پہنچنے میں تاخیر ہوجائے۔

برما سے جو اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس کے مطابق موجودہ جھگڑے میں ہندوستانیوں کو غیر جانبدار تصور کیا جاتا ہے۔ اور اسی سبب سے ان سے کوئی تعارض نہیں کیا جاتا۔ عام طور پر ان کے محفوظ ہونے کی خبر ملی ہے۔ سرکاری ذرائع سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ مانڈلے میں ہندوستانی محفوظ ہیں۔

انجمن ترقی اُردو کی مالی امداد کے متعلق غلط فہمی۔

سال آئندہ میں انجمن ترقی اُردو کے لئے جو امدادی رقم تجویز کی گئی ہے۔ اس کے متعلق کچھ غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے۔ دراصل چالیس ہزار روپے کی رقم اس مقصد کے لئے مختص کی گئی ہے۔ لیکن ایک یادداشت کے ضمنی بیان میں غلطی سے یہ رقم چالیس لاکھ چھپ گئی ہے۔ جب بجٹ کے کاغذات آخری بار طبع ہوں گے اس میں اس رقم کی تصحیح کردی جائے گی۔

ماریشش کے لڑکے اور لڑکیوں کی قلمی دوستی۔

ماریشش کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں ہندوستان کے لڑکے اور لڑکیوں کے ساتھ قلمی دوستی قائم کرنے کے بہت خواہشمند ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بہت سی درخواستیں بھی موصول ہوچکی ہیں۔ ماریشش کے ان لڑکے اور لڑکیوں کو ٹکٹ جمع کرنے کا شوق ہے۔ نیز وہ فوٹوگرافی اور سیاسی وسماجی مسائل سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ سمندر پار کے ان ہموطنوں سے قلمی دوستی پیدا کرنے کے خواہشمند وزارت امور خارجہ وتعلقات دولت مشترکہ کے تحت ڈائرکٹر انڈین انفارمیشن سروسز سے خط وکتابت کریں یا پھر براہ راست حکومت ہند کے کمشنر مقیم ماریشش کے دفتر واقع پورٹ لوئی کو لکھیں۔ اور وہ ماریشس میں ان کے خطوط پہنچا دے گا۔ کیونکہ ماریشش والے اس مسئلہ پر کمشنر کے دفتر کو کثیر تعداد میں خطوط لکھ چکے ہیں۔

خوراک اور زراعت کے متعلق متفرق معلومات۔

(۱) مرکزی وزارت زراعت کی طرف سے جو ٹریکٹر مہیا کئے گئے ہیں۔ ان کی مدد سے آج کل ملک کے مختلف حصوں میں ہر روز ۲۲۱۵ ایکڑ زمین جوتی جارہی ہے۔

(۲) ملک میں اٹھائیس ہزار ٹن گندم کی پیداوار سے ہندوستان کو ایک کروڑ روپیہ کے غیر ملکی زرکی بچت ہوئی ہے۔

(۳) ہندوستان کے کل زیر کاشت علاقے کے ۸۳ فیصدی حصے میں اناج کی فصلیں ہوئی ہیں۔ اس میں اکیس اعشاریہ چھ فیصدی حصہ میں چاول کی۔ ۲۹ فیصدی میں باجرہ اور دیگر اناج کی اور چودہ اعشاریہ سات فیصدی حصہ میں گندم کی فصلیں بوئی جاتی ہیں۔

(۴) ۱۹۴۸ء میں مرکزی وزارت خوراک نے ملک کے کمی والے علاقوں میں ۳۲ لاکھ ٹن اناج تقسیم کیا۔

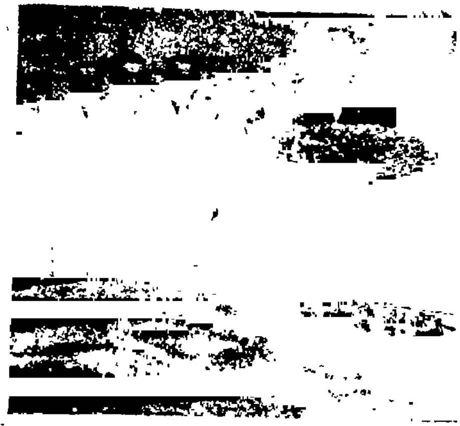
(۵) تقسیم ہند کے بعد ہند کو غیر منقسم ہندوستان کی آبادی کا ۸۷ فیصدی حصہ ملا۔ اس کے مقابلہ میں غیر منقسم ملک میں جس قدر علاقے میں چاول بویا جاتا تھا۔ اس کا اکیاسی اعشاریہ سات فیصدی علاقہ ہندوستان کے حصہ میں آیا ہے۔ اور گیہوں کے کاشت شدہ کل رقبے کا اکہتر فیصدی علاقہ ہند کو ملا ہے۔

(۶) مشرق کی سب سے بڑی اور سب سے پرانی جنگل بانی کی درسگاہ (فارسٹ کالج) ڈیرہ دون میں ہے۔

ہندوستانی انجینئروں کا وفد امریکہ جائے گا۔

ہند سرکار نے فیصلہ کیا ہے کہ سرکار اور ریاستی حکومتوں کے سڑکوں کے انجینئروں کی ایک پارٹی کو امریکہ بھیجا جائے۔ جہاں وہ شاہراہوں کی تعمیر کے جدید طریقوں کی وسیع اور مخصوص تربیت حاصل کریں گے۔ اس پارٹی کے لیڈر مسٹر ڈی پی نیر سپرنٹنڈنگ انجینئر محکمہ تعمیرات پبلک پنجاب جالندھر ہوں گے



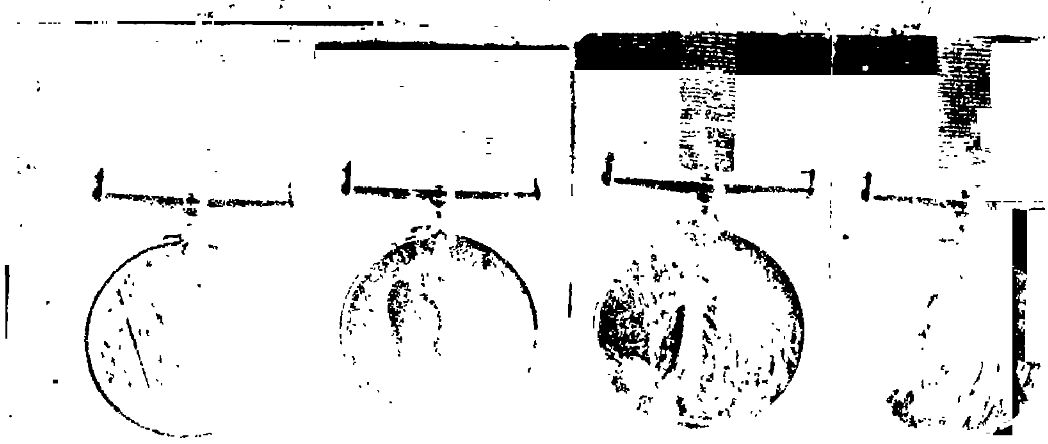




(اوپر) ۲۰ فروری کو اٹلی کا تجارتی وفد راج گھاٹ خراج عقیدت پیش کرنے گیا اور وہاں گاندھی جی کی سمادھی پر پھول چڑھائے (تصویر میں دائیں سے دوسرے) ہندوستان میں اٹلی کے چارج ڈی [illegible] روچی۔

اوپر (بائیں) اقوام متحدہ کے خوراک اور زراعت کے ادارہ کے ڈائرکٹر مسٹر نارس ای ڈاڈ گاندھی جی کی سمادھی پر پھول چڑھا رہے ہیں۔

(بائیں) آسٹریلیا کے وزیر خارجہ اور ادارہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر ڈاکٹر ہربرٹ ایویٹ عقیدت کے طور پر گاندھی جی کی سمادھی پر پھولوں کے ہار چڑھا رہے ہیں۔



(اوپر) یہ دو تمغے مہاتما گاندھی کو غالباً بوئر اور زولو جنگ میں برطانیہ کے وار آفس سے دئے گئے تھے۔ ان کو اب گاندھی منڈپ نمائش میں رکھا گیا ہے

(دائیں) کوئینز ساؤتھ افریقن میڈل بابت ۱۸۹۹-۱۹۰۲ء (آگے کا سامنا) اسی تمغے کا دوسرا رخ (بائیں [illegible]) میں زولو تحریک کا نگس میڈل ۱۹۰۶ء اس کے سامنے

اسی تمغے کا دوسرا رخ۔

رجسٹرڈ نمبر ڈی ۳۹

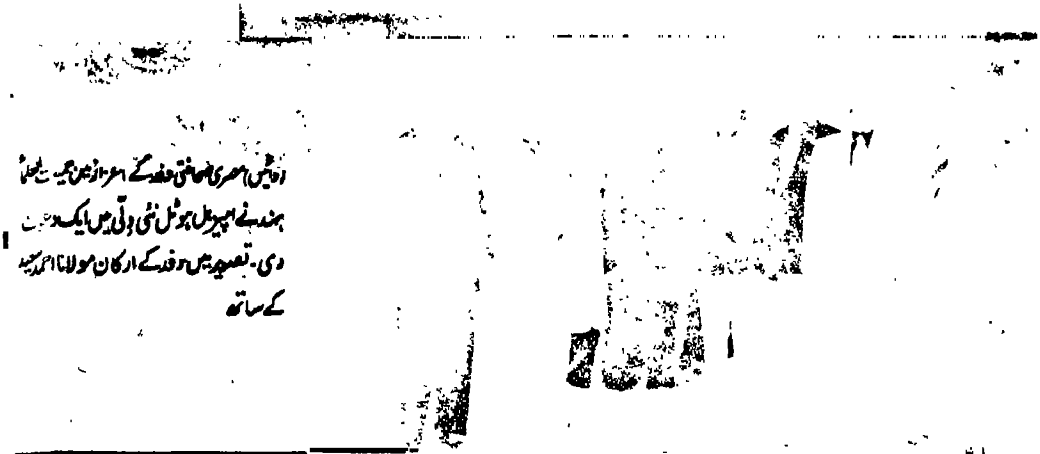


کروکشیتر کے حالیہ دورہ کے [illegible]

[illegible] of India. Printed in India by [illegible]
[illegible] communications to be addressed to [illegible]

مرکزی
اطلاعات





(دائیں) مصری صحافتی وفد کے اعزاز میں جمعیت العلماء ہند نے امپیریل ہوٹل نئی دلی میں ایک دعوت دی۔ تصویر میں وفد کے ارکان مولانا احمد سعید کے ساتھ



(بائیں) مصری صحافتی وفد کے اعزاز میں جو دعوت دی گئی اس کا ایک منظر۔ تصویر میں (بائیں سے دائیں) مولانا حفیظ الرحمن، آنریبل شری .بی. ایکسکر، مسٹر عبدالمجید حامدی اور آل انڈیا ریڈیو کے مسٹر طالیار خاں۔

سرورق وزیر اعظم جموں و کشمیر شیخ محمد عبداللہ کے ادھمپور جانے کے موقعہ پر عوام نے اُن کا پرجوش استقبال کیا۔

مرکزی اطلاعات کیا ہے؟

مرکزی اطلاعات اخبارات کی سہولت اور امداد کے لئے ہے اور اس کا مقصد حکومت ہند کی خاص خاص کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔ یہ رسالہ عوام میں تقسیم نہیں ہوتا مگر ایسے لوگوں اور اداروں کو بھیجا جا سکتا ہے جو پبلک کو معلومات فراہم کرنے کا کام کرتے ہیں۔

مرکزی اطلاعات میں عنوانات اور جلی عبارتوں کا مقصد پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے ان سے لازماً سرکاری نقطۂ خیال کا اظہار مقصود نہیں۔

مرکزی اطلاعات میں باہر کے مضامین شامل نہیں کئے جاتے۔ اس کا ہر مضمون حوالہ دئے بغیر نقل کیا جا سکتا ہے۔

(ایڈیٹر :- بی۔ ایل شرما، پرنسپل انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا)

خاص مضامین

جلد ۱۷ نمبر ۸ ۱۵ اپریل [illegible]

ہند کے مستقبل کا انحصار ہندوستانی ریاستوں کے نظم و نسق پر ہے

سردار پٹیل کی طرف سے وزارت ریاستہائے ہند کی کارگزاری پر تبصرہ

۱۷ مارچ کو ہندوستانی پارلیمنٹ میں وزارت ریاستہائے ہند کے مطالبات پر جو بحث ہوئی اس کا جواب دیتے ہوئے نائب وزیر اعظم ہند سردار ولبھ بھائی پٹیل نے کہا۔ وقت کم ہونے کی وجہ سے میں محکمہ کی کارگذاری کی تفصیل بیان کرنے کی بجائے آج صرف ان اعتراضات کا جواب دینے پر اکتفا کروں گا جو اس ایوان میں پیش کئے گئے ہیں۔

ملک کے آزمودہ کار رہنما شری شنکر راؤ دیو نے مشیر کا روں اور وندھیا پردیش کی یونین کے بارے میں کہا ہے کہ ریاستوں کے نظم و نسق کے لئے صلاح کار متعین کئے جانے چاہئیں میری اپنی پالیسی بھی یہی ہے لیکن ریاستوں کے نمایندے اپنے علاقوں کے نظم و نسق کے بارے میں کوئی تنقید سننا نہیں چاہتے کہا جاتا ہے کہ ایک جمہوری نظام میں صلاح کار میل نہیں کھاتے۔ میں انہیں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ صلاح کاروں سے خائف نہ ہوں۔ آپ دیکھئے کہ خود مجھے اپنے لئے ایک صلاح کار کی ضرورت ہے۔

وندھیا پردیش یونین کا وزیر اعظم اور ایک وزیر ایک لمبے عرصے تک کانگریس میں کام کر چکے ہیں۔ انہیں ناتجربہ کار نہیں کہا جا سکتا۔ میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ اگر نظم و نسق خاطر خواہ نہ ہوا تو اس فیصلہ میں یونین کو توڑ دیا جائے۔ اور اس کی ریاستوں کو نزدیکی صوبوں میں ملا دیا جائے۔ میرے جو رفقا ریاستوں میں کام کر رہے ہیں وہ آزمائے ہوئے دوست ہیں۔ لیکن قربانیاں اور جدوجہد آزادی میں حصہ لینا قوم کی تعمیر کے کام سے بہت مختلف ہے۔ میری تمنا یہ ہے کہ کانگریس کے دروازے ریاستوں اور یونینوں کے تمام عناصر کے لئے کھلے رہیں اسے چھوت چھات نہ بنایا جائے۔ جو لوگ ملک کی آزادی کے لئے قربانیاں کرتے رہے۔ انہیں اب اقتدار کی ہوس نہیں کرنی چاہئے بلکہ اور قربانیاں کرنی چاہئیں۔

ریاستی یونینیں بنانے والوں کو یہ ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ ہندوستان کی تاریخ بنانے کے لئے انہیں ایک سنہری موقع ملا ہے۔ ہمیں ہندوستان کو ایک ایسا ملک بنانا چاہئے جس پر دنیا بھر کے ملک رشک کریں۔ ہم نے ہندوستان کا نقشہ تو بدل دیا ہے لیکن یہ فقط ہمارے کام کا آغاز ہے۔ منزل ابھی دور ہے۔ جن لوگوں کے کندھوں پر ذمہ داری کا بار پڑا ہے۔ انہیں پوری محنت اور تندہی سے کام کرنا ہوگا۔

مشرقی پنجاب کی ریاستوں کی یونین کے نمائندے نے ضرور پنجاب کے مفاد کی نیابت کی ہے۔ اور وزارت کی تشکیل کے بارے میں شکایت کی ہے۔ یہ یونین سکھوں کی اکثریت کی خواہش پر قائم ہوئی انہوں نے مجھے اس کے افتتاح کے لئے بلایا۔ اور عین وقت پر ایک لیڈر جو وزارت کا بڑا وزیر بننے والا تھا معترض ہو گیا۔ اور کہا کہ وہ وزارت کی تشکیل سے متفق نہیں۔ میں نے بہت سمجھایا لیکن بے سود۔ میں نے اس توہین کو برداشت کیا۔ اور واپس دلی چلا آیا۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر تین ہفتوں کے اندر وزارت نہ بنی۔ تو میں جو بہترین اشخاص مل سکے انہیں لے کر ایک عبوری وزارت قائم کر دوں گا۔ بالآخر وزارت عوام کے انتخاب کی بنا پر قائم ہوگی۔ اس کے بعد میرے پاس وہ لوگ آئے جنہوں نے کہا کہ وہ عام لوگوں کے نمایندے ہیں اور انہوں نے وزارت بنا لی ہے۔ میں نے اسے منظور کیا۔ اب وزارت کے بارے میں پھر شکایت کرنا کہاں تک معقول ہے۔ ایسی تحریک سے مشرقی پنجاب یا سکھوں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ آپ کو چاہئے کہ خود مل کر اپنے اختلافات کو دور کریں۔ ریاست پٹیالہ یا دوسری ریاستوں میں میرا کوئی حصہ نہیں۔ اگر آپ پنجاب کی ساری ریاستوں کا ادغام چاہتے ہیں تو اس کے لئے ایک موافق رائے عامہ پیدا کریں۔ میں نے ہندوستان بھر میں ریاستی یونینیں بنائی ہیں۔ تو آپ کے ہاں کیوں [illegible] مجھے [illegible] خوشی ہوگی۔ اگر تمام سکھ یہ چاہیں اور کہدیں

کہ وہ پنجاب کو متحد کرنا چاہتے ہیں لیکن اگر آپ آپس میں جھگڑتے رہیں۔ تو آپ خود اپنے فرقہ کو زک پہنچائیں گے۔ لہٰذا میں یہ اپیل کروں گا کہ اگر آپ آپس میں اتفاق نہیں کر سکتے۔ تو اس ایوان میں ایسے سوال نہ اٹھائیں۔ فرقہ وارانہ تقاضوں سے ہم پہلے ہی کافی نقصان اٹھا چکے ہیں۔

ایک اور دوست نے حیدر آباد کے بارے میں پوچھا ہے۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ فوج کو ایسے ہی رہنا دیا جائے۔ جیسے وہ آجکل ہے۔ میں ایوان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حیدر آباد کا انتظام بھی ایک عارضی انتظام ہے۔ یہ موجودہ حکومت ایک نگران حکومت ہے۔ جو انتخابی فہرستیں تیار ہو جانے اور انتخاب ہو جانے تک رہے گی۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ جلد از جلد انتخاب کئے جائیں۔ حیدر آباد میں ہندوؤں کی اکثریت ہے لیکن سرکاری عملوں میں نوے اور پچانوے فیصدی مسلمان ہیں۔ زمانہ ماضی میں ان کے تعلقات خراب رہے ہیں۔ میں ہمیشہ کھری کھری کہتا ہوں۔ اور حقائق کو چھپانا میری عادت میں شامل نہیں۔ میں نے حیدر آباد کی موجودہ حکومت کو کہا ہے۔ کہ وہ ایسے اشخاص کو خارج کر دے۔ جو کسی طرح نامناسب یا ناکارہ ہیں۔ میں انہیں سزائیں نہیں دوں گا۔ نہ ہی انہیں بھوکا ماروں گا۔ میں ان کی پنشن، گریجوئٹی یا دیگر معاوضہ کا انتظام کروں گا۔ خراب چال چلن والوں کو یہ مراعات نہیں ملیں گی۔ حیدر آباد میں پہلے تیرہ ہزار قیدی تھے۔ اب صرف چار ہزار ہیں۔ جو لوگ تشدد کے جرائم سے متعلق نہیں ہیں ہم انہیں نہ تو حراست میں رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ نہ انہیں سزائیں دینا چاہتے ہیں لیکن ہمیں ردعمل بھی دیکھنا ہوگا۔ مجھے بڑا تلخ تجربہ ہے۔ کچھ سرکاری افسر جنہیں رہا کیا گیا۔ وہ پاکستان جا کر ہندوستان کے خلاف زہر اگلنے لگے۔ ان حالات میں تمام ہندو اور مسلمان دوستوں کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حیدر آباد کے منتظم حیدر آباد کے نظم و نسق کو چلاتے وقت استقلال اور انصاف سے کام لیں گے۔ کچھ لوگ اب بھی حیدر آباد کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ حیدر آباد اب بھی سیکیورٹی کونسل کے ایجنڈے میں درج ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ حیدر آباد کا معاملہ طے ہو چکا۔ اور ہندوستان اپنے اس گھریلو معاملے میں کسی مداخلت کو پسند نہیں کرے گا۔ پچھلے دنوں جب میں حیدر آباد گیا تو دیکھا۔ کہ وہاں کے ہندو اور مسلمان موجودہ حکومت سے بہت خوش ہیں۔

ایک اور دوست نے کہا ہے۔ کہ ریاستوں کو صوبوں کی سطح پر لایا جائے۔ میری اپنی خواہش بھی یہی ہے۔ میں کوشاں ہوں۔ کہ ریاستوں کے نظم و نسق کو صوبوں کے نظم و نسق کی سطح پر جلد از جلد لایا جائے لیکن یہ آسان کام نہیں۔ زمانہ ماضی میں ریاستوں کو کچھ مراعات حاصل تھیں۔ معاہدہ میں انہیں کچھ قول و قرار اور کچھ معاہدے ملے ہیں۔ ہم ان کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اور یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ریاستیں باہمی رضا سے اور رضاکارانہ طور پر اپنے نظم و نسق کو صوبوں کے مطابق بنا لیں۔ میں آپ کو یہ مشورہ دوں گا۔ کہ آپ صبر سے کام لیں۔ مہاراجے ہم سے تعاون کر رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی کریں گے۔

کچھ ریاستوں میں بہت اچھی فوج ہے۔ ہم نے اس معاملے کی جانچ پڑتال کے لئے ایک فوجی افسر مقرر کر دیا ہے۔ جو ریاستوں کی فوجوں میں ہر طرح کی اصلاح کے لئے اقدام کر رہا ہے۔ میں آپ کو بتا دوں۔ کہ مہاراجے مجھے اپنا مصلح کار سمجھتے ہیں۔ اور وہ میرے مشورے پر عمل کریں گے۔

انہوں نے وقت کی نزاکت کو پہچان لیا ہے۔ اور اپنے فرائض کو سرانجام دے رہے ہیں۔ ہندوستان کے مستقبل کا انحصار نظم و نسق کے اس طریق پر ہے۔ جو آج جاری کیا جائے گا۔ میں پھر یہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ بے صبر نہ ہوں۔ اور کسی مشورے سے نفرت نہ کریں۔ جب تک انتخابات ختم نہیں ہو جاتے۔ آپ مجھے اپنا رہنما تصور کریں۔ افسر جو نصیحت آپ تک پہنچاتے ہیں۔ اس پر توجہ دیں۔ اگر یہ افسر کوئی غلطی کرتے ہیں۔ تو لوگوں کے نمائندے مجھے اس سے مطلع کریں۔ تاکہ میں ان غلطیوں کا ازالہ کر سکوں۔ آپ کی مدد کے لئے جو کچھ بھی مجھ سے ہو سکے گا۔ میں کروں گا۔

خواندگی کی ترقی کے لئے دہلی میں امریکی ماہر کی آمد۔ تعلیم کو عام کرنے اور لوگوں کو لکھانے پڑھانے کے امریکی ماہر ڈاکٹر فرینک، سی۔ لو جنھوں نے چین، کوریا، سیام اور فلپائنز میں نوشت و خواند کی ترقی میں بہت اہم حصّہ لیا ہے نیشنل کریسچن کونسل اور حکومت ہند کی مشترکہ سرپرستی میں ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں۔ اس دورہ کا مقصد حکومت ہند کی نوشت و خواند کی تحریک کو وسعت اور نئے پڑھنے بالغوں کے لئے لٹریچر لکھنے اور مرتب کرنے میں مدد دینا ہے۔

اندرونی امن کو تمام خطروں سے بچا لیا گیا ہے

پارلیمنٹ میں وزارت امورِ داخلہ پر تبصرہ

حکومت ہند کے وزارت امورِ داخلہ کی مدوں کے اخراجات پر بحث کے دوران میں، ۱۷ مارچ کو پارلیمنٹ میں نائب وزیر اعظم ہند سردار ولبھ بھائی پٹیل نے جو بیان دیا اُس کی خاص خاص باتوں کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

وزارت امور داخلہ کے کام کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک سرکاری ملازموں، آئی، سی، ایس، انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس، پولیس سروس اور مرکزی دفاتر کے سرکاری ملازموں کا تقرر اور برقراری اور دوسرا ملک کا اندرونی تحفظ۔ صوبوں کو مرکزی حکومت کی طرف سے صلاح مشورہ اور امداد دی جا سکتی ہے اور اسی طرح اُن کا اشتراک عمل حاصل کیا جا سکتا ہے۔

جہاں تک سرکاری ملازمین کا تعلق ہے یہ ظاہر ہے کہ ان کا اخلاقی معیار بلند ہونا چاہئیے۔ اُن میں ضبط و ربط ہونا چاہئیے اور وہ اپنے حلقات پر قانع ہونے چاہئیں۔ ہم تبھی سرکاری ملازموں سے مخلصانہ کام حاصل کر سکتے ہیں جب ہم اُن کی دِقّتوں کو پیش نظر رکھیں اور ان کے کام کو سراہیں۔ ہمیں سرکاری ملازمتوں پر نکتہ چینی کرتے وقت اس بات کو دھیان میں رکھنا چاہئیے کہ ہم نے موجودہ نظام کو حکومت برطانیہ سے حاصل کیا ہے جنھوں نے اس کو ایک خاص غرض کیلئے منظم کیا تھا۔ وہ لوگ جو طاقت کے زور اور سلطنت کے ذرائع کی امداد سے اس ملک پر حکومت کرتے تھے وہ اب نہیں رہے۔ اس کے علاوہ حکومت ہند کے مختلف شعبوں میں روز افزوں ترقی کی وجہ سے بھی ملازموں میں کمی ہوئی۔ لیکن اگر ہمارے غیر ملکی حاکم ملازموں سے اچھا کام لے سکتے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم نہ لے سکیں۔

آج کل بعض اصحاب یہ بھی شکایت کرتے ہیں کہ سرکاری ملازم رشوت ستانی کے مجرم ہیں۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ چند لوگ رشوت ستانی اور بد دیانتی کے مرض کے شکار ہیں۔ اپنے ضمیر میں جھانک کر یہ پتہ لگانا چاہئیے کہ کون غلطی نہیں کرتا اور پھر جنگ کا جو اثر لوگوں کے ذرائع اور اخلاق پر ہوا اُس کا بھی خیال رکھنا چاہئیے ہمیں یہ پیش نظر رکھنا چاہئیے کہ اخراجات زندگی کے بڑھ جانے کی وجہ سے اور ٹیکسوں میں اضافہ کی وجہ سے اُنھیں اس رقم کا نصف یا ایک تہائی ملتا ہے، جو اُنھیں پہلے ملا کرتا تھا۔ ایوان کو یہ پیش نظر رکھنا چاہئیے کہ مشکل اور غیر معمولی حالات کے باوجود بھی بعض انفرادی غلطیوں کو چھوڑتے ہوئے سرکاری ملازموں نے بحران کے دور میں خوش اسلوبی سے حکومت کا بوجھ سنبھالا۔ اس محکمہ کی زمام ہاتھ میں لیتے ہی میں نے جو پہلا کام کیا وہ سیکریٹری آف سٹیٹ سروس کو ختم کرنا اور اُس کی جگہ ایسی سروسز قائم کرنا تھا جن کے اختیار ہندوستانیوں کے ہاتھوں میں ہوں۔

جنگ کی وجہ سے ملازموں میں کمی ہو گئی تھی اور دوسری طرف مختلف محکمے ترقی کرتے جا رہے تھے اور ان کا کام بڑھتا جا رہا تھا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے تمام ذرائع استعمال کئے گئے لیکن پھر بھی یہ کمی پوری نہیں ہوئی چنانچہ اس غرض کے لئے ہم نے بھرتی کا ایک خاص بورڈ قائم کیا ہے جس نے منزل مقصود کو پہنچنے کے لئے بہت ہی کار آمد کام کیا ہے۔

سرکاری دفاتر میں کام کو تیز تر انجام دینے کی غرض سے اقدام کئے گئے ہیں۔ ایوان کے ارکان نے اس رپورٹ سے جو اُن میں تقسیم کی گئی ہے اندازہ لگایا ہوگا کہ اس سلسلے میں پوچھ گچھ کی گئی ہے اور دفاتر میں ملازمتوں کی از سر نو ترتیب کے لئے بہت کچھ کام کیا جا چکا ہے۔

اب میں سرکاری ملازموں پر رشوت ستانی کے الزامات کا ذکر کروں گا۔ ایوان کو معلوم ہوگا کہ اس سلسلے میں ہم نے ایک ادارہ قائم کیا ہے، جس کا نام دہلی پولیس اسٹیبلشمنٹ ہے۔ اس ادارہ نے محدود عرصے اور ذرائع کے باوجود جو کام کیا ہے میرے خیال میں وہ قابل تحسین ہے

لیکن میرا اسا خیال ہے کہ ادارہ کو اور بہتر کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس ایوان کے ارکان پر قائم ایک کمیٹی بھی بنائی گئی ہے۔ جو رشوت ستانی کو روکنے کے موجودہ قوانین کو اور سخت کرنے کے لئے اپنی سفارشات پیش کرے گی۔

وزارت کو ان پناہ گزینوں کا مسئلہ بھی درپیش تھا جو پہلے پاکستان میں ملازم تھے لیکن جنھوں نے ہندوستان میں ملازمت کرنے کو ترجیح دی تھی۔ چنانچہ ۱۱ ماہ کے قلیل عرصہ میں تقریباً تمام ملازمین کو کام پر لگا دیا گیا۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ بعض کی حالت پہلے جیسی نہیں ہے۔ سب سے پہلے ہمیں اس بات کی فکر کرنی تھی کہ وہ دربدر ٹھوکریں نہ کھائیں اور انھیں ملازمت مل جائے۔

ایک عرصے سے عارضی ملازمین کا مسئلہ بھی میرے پیش نظر تھا۔ مجھے ان سے ہمدردی ہے اور ان کی دقتوں اور مشکلات کا احساس ہے۔ چنانچہ ان دقتوں کو حل کرنے کے لئے میں بعض نتائج پر پہنچ چکا ہوں اور میں نے انھیں ایوان کے سامنے رکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم بہت جلد ان فیصلوں کا اعلان کرینگے جن سے ملازموں کے اس اہم حصے کی حالت بہتر ہو جائیگی۔

اب میں اندرونی تحفظ اور حفظ قانون کو برقرار رکھنے کا ذکر کروں گا۔ اس سلسلے میں میرے پیش نظر ہمیشہ دو اصول رہے ہیں ایک یہ کہ ملک میں بہر صورت امن برقرار رہنا چاہیئے اور دوسرا یہ کہ اندرونی گڑبڑ کو روکنا صرف پولیس کی ذمہ داری ہونی چاہیئے۔ میرا خیال ہے کہ بعض چھوٹے چھوٹے حادثات کو چھوڑتے ہوئے ہم اس سلسلہ میں کامیاب رہے۔

فرقہ وارانہ نقض امن کا خطرہ راشٹریہ سویم سیوک سنگھ اور اکالی دل نے پیدا کیا تھا۔ جہاں تک سنگھ کا تعلق ہے ہم نے پہلے ہی اپنی پوزیشن واضح کی ہے۔ اگر سنگھ ہندو فرقہ کو پر امن اور قانونی طریقوں سے بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے تو اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن جب یہ اپنا مقصد اُن فرقوں کے خلاف زہر پھیلا کر حاصل کرنا چاہتا ہے، جو موجودہ حکومت اور قانون کے تحت برابر تحفظ کے حقدار ہیں یا مقصد تشدد اور غیر قانونی کارروائی سے حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ قانون کی زد میں آتا ہے۔ ہم اس بات کو فراموش نہیں کر سکتے کہ کسی حد تک یہی جماعت اس نفسیاتی فضا کے پیدا کرنے کے لئے ذمہ دار ہے، جس کی وجہ سے گذشتہ سال گاندھی جی کے قتل کی واردات ہوئی۔ اگر حکومت نے اپنے اختیارات کو استعمال نہ کیا ہوتا تو مختلف فرقوں میں وہ توازن رکھنا ناممکن ہو جاتا جو ایک غیر مذہبی حکومت کی بنیاد ہے۔ مجھ سے زیادہ اس بات کا کسی کو احساس نہیں ہے کہ اس جماعت کے نوجوانوں میں ایک بے پناہ جوش ہے۔ میں نے متعدد بار اس جماعت کے ممبروں سے کہا کہ وہ غلط طریقوں کو چھوڑ کر آئینی طریقے استعمال کریں۔ مجھے خوشی ہے کہ اس جماعت کے لیڈر نے نام نہاد ستیہ گرہ بند کروا کر ہماری تجویز کو مان لیا ہے۔ اس جماعت کو غیر قانونی حرکات سے باز رکھنے میں عوام نے جو ہماری مدد کی اُس کا اعتراف کئے بغیر بھی میں نہیں رہ سکتا اور اُن سے مجھے یہی توقع بھی تھی۔

جہاں تک اکالی دل کا تعلق ہے میں اپنے انبالے والی تقریر میں اپنی پوزیشن واضح کر چکا ہوں۔ مجھ سے زیادہ سکھوں کا کون ہمدرد ہو سکتا ہے؟ اس فرقہ کو فائدہ پہنچانے کے لئے مجھ سے زیادہ کام کسی نے نہیں کیا ہے میں مسلسل طور پر اُن کا دوست رہا ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ اُنھوں نے میرے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا ہے۔ مجھے اُن دقتوں کا پورا احساس ہے جو اُنہیں تقسیم ملک سے پہلے کا درجہ پھر سے حاصل کرنے میں ہوئیں۔ جس طریقے سے اُنھوں نے اپنے آپ کو نئے حالات کے مطابق ڈھالا ہے اُسے میں سراہے بغیر نہیں رہ سکتا اسی لئے مجھے یہ دیکھ کر بہت دُکھ ہوا کہ اس فرقہ کا ایک حصہ ماسٹر تارا سنگھ کی انتہا پسند پالیسی پر چل کر گمراہ ہو رہا ہے۔ ماسٹر تارا سنگھ کی رہائی سے مجھ سے زیادہ کسی اور کو خوشی نہیں ہو سکتی اور اس کی کلید خود ماسٹر تارا سنگھ کے ساتھیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ اپنے عمل سے انھیں اس بات کا یقین دلائیں کہ اُس کا اختیار کیا ہوا طریق کار غلط ہے، تو ماسٹر تارا سنگھ کی رہائی میں کوئی دیر نہیں لگیگی۔

میں ہندوستان کے مسلمانوں کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے عام طور پر ملک کا امن برقرار رکھا ہے اور میں انھیں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ وفادار شہریوں کی طرح رہیں تو اُن کی زندگی جائداد اور مذہب اس حکومت کے تحت محفوظ رہینگے۔ چنانچہ گذشتہ

کہ اس رویہ کا ثبوت اُن اقدام سے ہوسکتا ہے جو دہلی میں ان کی حفاظت کے لئے کئے گئے۔ ہم نے اُن مسلمانوں کے مکان خالی رکھوائے جو پاکستان بھاگ گئے تھے حالانکہ اُس وقت پناہ گزینوں کی بہت بڑی تعداد مکانوں کے بغیر تھی۔ مسجدوں کو واپس دلوا تا اور پاکستان سے مسلمانوں کا آنا اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ ملک کے مختلف فرقوں میں کسی حد تک اچھے تعلقات ہیں۔ فوج اور دیگر ملازمتوں میں مسلمان اچھے اچھے عہدوں پر فائز ہیں اور اس طرح وہ مقصد حاصل ہوچکا ہے جس کے لئے گاندھی جی نے برت رکھا اور اپنی زندگی قربان کی۔

جہاں تک کیمونسٹوں کا تعلق ہے میں ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم کیمونزم کے اصولوں کے خلاف نہیں ہیں ہمارا جھگڑا اُن کے طریق کار سے ہے۔ اُن کا فلسفہ یہ ہے کہ ہر واقعہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر تباہی مچا دی جائے کیونکہ اُن کا خیال ہے کہ وہ اس طرح طاقت حاصل کرسکیں گے۔ ہم آئینی ترقی اور پُرامن طریقوں پر اعتماد رکھتے ہیں کیمونسٹوں کو اختیار ہے کہ وہ ان طریقوں سے سماجی نظام یا حکومت بدل دیں۔ لیکن اگر انھوں نے تشدد کی راہ اختیار کی تو اس صورت میں حکومت کو ایسے خطرہ کو ختم کردینے کے لئے اپنی تمام طاقت استعمال کرنی پڑے گی۔

تقسیم ملک کے بعد کے اثرات اور مذکورہ بالا خطرات کے پیش نظر مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو تحفظ عامہ کے قوانین کی غیر معمولی طاقت کو بھی استعمال کرنا پڑا۔ لیکن خطروں کی شدت اور ملک کی وسعت کے مدنظر ان قانونوں کے تحت جن اشخاص کو گرفتار کیا گیا یا نظر بند کیا گیا اُن کی تعداد نسبتاً بہت کم ہے چنانچہ ۱۵ فروری تک فرقہ وارانہ کارروائیوں کے لئے راشٹریہ سیوم سیوک سنگھ کے ایک ہزار چار سو اور کیمونسٹوں کے ایک ہزار چھ سو گیارہ اشخاص نظر بند کئے گئے۔

اگر ایوان کے ارکان ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کے حالات کا آج کل کے حالات سے مقابلہ کریں تو اُنھیں احساس ہوگا کہ ہم نے بڑی بڑی دقتوں کا مقابلہ کیا۔ اور اہم مسائل حل کئے لیکن یہ ظاہر کرنا کہ آج ملک میں سب کچھ ٹھیک ہے غلط ہوگا۔ لیکن اتنا میں کہہ سکتا ہوں کہ جہاں تک اندرونی امن اور شانتی کا تعلق ہے ملک کو اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔

آنریبل سردار پٹیل نے وزارت امور داخلہ کی مدوں کے اخراجات پر بحث کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ بعض لوگ تمام برائیوں کو سرکاری ملازموں کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں، یہ غلط طریقہ ہے اور چند مثالوں کی تعمیم نہیں کرنی چاہئے۔ ہماری تنقید متوازن اور تعمیری ہونی چاہئے۔ کہا جاتا ہے کہ اجمیر کو راجستھان کے ساتھ شامل کرنا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ پہلے عظیم تر راجستھان قائم کیا جائے پھر ہم یہ دیکھیں کہ حالات کیسے رہتے ہیں اور پھر اجمیر کو راجستھان کے ساتھ شامل کرنے کے سوال پر سوچا جا سکتا ہے۔

پنڈت کنزرو نے کہا ہے کہ کیمونسٹوں کی جماعت کو سنگھ کی طرح خلاف قانون کیوں نہیں قرار دیا گیا۔ میں انھیں کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک ہم کیمونسٹوں کو انفرادی طور پر گرفتار کرنے سے کام چلا سکتے ہیں اُس وقت تک اُن کی جماعت کو خلاف قانون قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن اگر ہمیں اس بات کا احساس ہوا کہ جماعت کو خلاف قانون قرار دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں تو جماعت کو خلاف قانون قرار دیا جائیگا۔

مرکزی انٹیلیجنس بیورو کا کام صرف اطلاعات جمع کرنا ہے اور اُسے صوبوں کو بھیجنا ہے۔ اس لئے جب تک کہ بیورو کو وسعت نہ دی جائے ہمیں موجودہ حالات میں اس کے کام سے قانع رہنا چاہئے۔

آنریبل پنڈت نہرو کا میر ایڈمرل نیمٹز کو پیغام

ہندوستان کے وزیر اعظم آنریبل پنڈت جواہر لعل نہرو نے مندرجہ ذیل پیغام ایڈمرل نیمٹز کو ارسال کیا ہے۔

متحدہ اقوام کے کمیشن برائے ہند و پاکستان نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ نے ناظم استصواب رائے عامہ کا عہدہ قبول کرلیا ہے۔ میں ہند سرکار اور اپنی طرف سے اس ذمہ دارانہ کام میں آپ کی کامیابی کا خواہاں ہوں۔ ہند سرکار نے سب سے پہلے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ریاست جموں و کشمیر کے عوام کو اپنی آزادانہ مرضی سے اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے پُرامن حصول کے لئے ہر ممکن امداد کریگی۔ آپ نے اپنے عظیم الشان ملک کی خدمت کرتے ہوئے بہت بڑی عزت حاصل کی ہے مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ آپ کا رتبہ آپ کے اس کام کی سرانجام دہی میں سب کے لئے اعتماد حاصل کرنے کا باعث ہوگا۔

دولتِ مشترکہ میں شامل ممالک کے وزرائے اعظم کی کانفرنس

پارلیمنٹ میں پنڈت نہرو کا بیان

۲۹ مارچ کو ہند پارلیمنٹ میں آنریبل وزیر اعظم نے جو بیان دیا ہے اس کا مضمون حسب ذیل ہے:۔

میں جناب والا کی اجازت سے ایک ایسے مسئلے کے متعلق جو ان دنوں عوام کی خاص توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے اور جس سے ایوان کو بھی بڑی دلچسپی ہے ایک مختصر سا بیان دینا چاہتا ہوں۔ اگلے مہینے لندن میں مملکتوں کے وزرائے اعظم کی جو کانفرنس ہونے والی ہے۔ یہ بیان اس کے متعلق ہے۔

اس کانفرنس کے انعقاد کی تجویز برطانیہ کے وزیر اعظم نے پیش کی تھی ان کا خیال ہے کہ دولت مشترکہ کی مختلف مملکتوں کے وزرائے اعظم سے بالمشافہ گفتگو کے ذریعہ آئینی نظام کے متعلق وضاحت ہو سکے گی۔ ایسے لوگوں کو جنہیں اپنے اپنے ملک میں ذمہ داریوں کا بوجھ سنبھالنا پڑتا ہو جمع کرنے کے لئے ایسی تاریخ مقرر کرنا جو سب کے لئے موزوں ہو بڑا مشکل کام ہے تاہم ایک تاریخ مقرر کر دی گئی ہے۔ میرے لئے یہ تصور بھی مشکل تھا کہ میں تھوڑے سے عرصے کے لئے بھی ہندوستان سے باہر جاؤں لیکن میں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کے بعد اس دعوت کو قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

وزیر اعظم برطانیہ اس کانفرنس کے متعلق آج ہاؤس آف کامنز لندن میں حسب ذیل بیان دے رہے ہیں۔

" دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس لندن میں ۲۱ اپریل کو ہو رہی ہے آسٹریلیا نیوزی لینڈ جنوبی افریقہ ہندوستان پاکستان اور لنکا کے وزرائے اعظم اس کانفرنس میں شریک ہو سکیں گے کینیڈا کے وزیر اعظم کو شبہ ہے کہ شاید وہ خود شریک نہ ہو سکیں مگر وہ خود شریک نہ ہو سکے تو امور خارجہ کے سیکرٹری مسٹر پیرسن کینیڈا کی نیابت کریں گے۔ اکتوبر میں وزرائے اعظم کی کانفرنس میں آئینی معاملات سے متعلق جن مسائل پر اچھی طرح غور نہیں کیا جا سکا تھا اب مختصر ملاقاتوں کے ذریعہ ان مسائل پر غور کیا جائے گا خیال ہے کہ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ ایک ہفتہ تک جاری رہے گا۔"

میرا ارادہ ہے کہ میں ۱۹ اپریل کو ہندوستان سے روانہ ہو جاؤں ۲۰ اپریل کی رات کو میں لندن پہنچ جاؤں گا امید ہے کہ میں مئی کے آغاز میں ہندوستان واپس آ جاؤں گا۔

جیسا کہ وزیر اعظم برطانیہ نے اپنے بیان میں جو میں نے ابھی پڑھا ہے بتایا ہے کہ اصل معاملہ حقیقتاً کچھ آئینی مسائل پر غور و خوض ہے اخباروں میں کچھ دوسرے مسائل کے متعلق بھی قیاس آرائی کی گئی ہے لیکن جہاں تک مجھے علم ہے ایجنڈے میں اور کوئی موضوع شامل نہیں ہے یہ کہنا بیکار ہے کہ اس گفتگو میں جو عام رویہ اختیار کیا جائیگا وہ اس پالیسی سے ہم آہنگ ہوگا جس کا میں کئی بار اعلان کر چکا ہوں۔

ایوان کو اس امر کا علم ہے کہ وزیر اعظم برطانیہ نے اس مسئلہ پر ابتدائی گفتگو کے لئے برطانیہ کے تعلقات دولت مشترکہ کے نائب سیکرٹری مسٹر گارڈن واکر کو بطور ذاتی نمائندے کے ہندوستان بھیجا ہے۔ میں مسٹر گارڈن واکر سے ملاقات کر چکا ہوں اور توقع ہے کہ لندن جانے سے قبل ان سے پھر ملوں گا۔

خوراک اور زراعت کے بارے میں متفرق معلومات ۔ ہندوستان کے ساڑھے بارہ کروڑ لوگ اس وقت اناج کے کنٹرول کے زیر اثر [illegible]

(۲) ہند میں اس وقت جتنے رقبہ میں چاول پیدا ہوتا ہے وہ غیر تقسیم شدہ ہند کے چاول والے رقبہ کا ۸۹ فی صدی ہے۔ اور گندم فصل کا رقبہ غیر منقسم ہند کے علاقہ کاشت گندم کا باون اعشاریہ نو فی صدی ہے۔

(۳) ۱۰ اپریل ۱۹۴۹ء کو ختم ہونے والے تیس دنوں میں برما سے ۳۰۰ ۹۲ ٹن سیام سے ۸۰۰ ۵ ٹن اور مصر سے ۵۰۰ ۱۵ ٹن [illegible] ہندوستان آنے کی توقع ہے۔

ہند یونین پاکستان کے خلاف کسی سازش میں شامل نہیں ہے

سرحدی صوبہ کی حکومت کے بے بنیاد کمیونک پر وزیر اعظم کا بیان

ہند پارلیمنٹ کے اجلاس میں ۱۵ مارچ کو شری دیش بندھو گپتا نے پاکستان کے صوبہ سرحد کے وزیر اعظم کی تقریر کے بارے میں ایک قلیل المدت سوال دریافت کیا۔ وزیر اعظم نے اُس کے جواب میں کہا۔

حکومت کی توجہ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی سرکار کے اس کمیونک پر دلائی گئی جس میں کئی الزامات ایک سازش کے بارے میں لگائے گئے ہیں اور [illegible] اور ان میں ضلع ہزارہ کے سرخپوش شامل تھے۔ اس کمیونک کو پڑھ کر حکومت کو بڑا تعجب اور رنج ہوا ہے۔ حالانکہ اس کمیونک میں ہند سرکار کا صاف طور پر ذکر تو نہیں کیا گیا ہے تو بھی اس کمیونک کے الفاظ یہ بدگمانی پیدا کرتے ہیں کہ حکومت شمال مغربی سرحدی صوبہ اور حکومت پاکستان کے خلاف کسی سازش میں ہند یونین بھی شامل ہے۔ اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ سرخپوشوں کو ہند سے روپیہ بھیجا گیا۔ جہاں تک ہند سرکار کا تعلق ہے۔ یہ الزامات بالکل بے بنیاد ہیں۔ اور اس نے حکومت پاکستان کو شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کے کمیونک میں مندرج اس بیان کے بارے میں زبردست پروٹسٹ کیا ہے جس سے دونوں ڈومینینوں کے تعلقات پر بُرا اثر پڑے گا۔

اب تک حکومت ہند ان سنگین واقعات پر کوئی رائے زنی کرنے سے احتراز کرتی رہی ہے۔ جو سرحدی صوبہ اور شمال میں قبائلی علاقہ میں ہوتے رہے ہیں کیونکہ وہ دوسری حکومتوں کے اندرونی معاملات میں کسی طرح بھی دخل اندازی نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن گزشتہ برس کے دوران میں جو کچھ وہاں ہوا ہے ہند سرکار نے اسے بڑی تشویش سے دیکھا ہے۔ ہر کسی کو معلوم ہے۔ کہ خان عبد الغفار خاں اور ڈاکٹر خانصاحب کی زیر سرکردگی خدائی خدمتگاروں نے جنہیں بعض اوقات سرخپوش بھی کہا جا سکتا ہے غیر ملکی حکومت سے ہند کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں بہت نمایاں حصہ لیا تھا۔ ان رہنماؤں کی دیانتداری۔ اخلاص اور حب الوطنی کی نہ صرف سارے ہندوستان میں بلکہ دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی تعریف کی گئی ہے۔ انھوں نے انتہائی اشتعال دلائے جانے کے باوجود پرامن طرز عمل پر کاربند رہنے کی شاندار مثال پیش کر کے ایک ایسا معیار قائم کر دیا تھا جس کی تقلید کرنا ہند کے دوسرے حصوں میں بھی آسان کام نہ تھا۔ خان عبد الغفار خاں نے بہادر اور جنگجو پٹھانوں کو عدم تشدد کا پیغام پہنچایا۔ اور ان کی زبردست طاقت کو پرامن ذرائع کی طرف موڑ دیا۔ ہندوستان کی تقسیم پر مضطرب ہونے کی باوجود انھوں نے پورے خلوص کے ساتھ اور علی الاعلان اسے قبول کیا اور نئے نظام سے اپنی وابستگی کا اظہار کیا۔ لیکن انھوں نے یہ دعویٰ کیا۔ کہ اپنے اندرونی معاملات کے بارے میں پٹھانوں کو خود مختاری کا حق حاصل ہے۔ پاکستان کو منظور کرنے کی پالیسی پر کاربند رہتے ہوئے انھوں اس کے ساتھ ہی پٹھانوں کی اندرونی آزادی حاصل کرنے کا پرامن طریق کار اختیار کیا۔ اور آزادی کے اس بہادر سپاہی کو جاننے والا کوئی شخص بھی ہرگز یہ نہیں مان سکتا۔ کہ وہ کسی طرح کی خفیہ سرگرمیوں کے ساتھ کوئی تعلق رکھ سکتے ہیں۔ راست بازی۔ دیانتداری۔ دلیری اور اپنے لوگوں کے مفاد سے عقیدت ان کی نمایاں خوبیاں ہیں۔

ہند سرکار اور ہند کے عوام ملک کی تقسیم اور اس کے نتائج کو قبول کر چکنے کے بعد پوری وفاداری سے ان تبدیلیوں پر قائم رہے ہیں۔ اور وہ پاکستان کے اندر رونما ہونے والے مقامی واقعات میں کسی طرح کی دخل اندازی نہیں کرنا چاہتے تھے تاہم یہ ناممکن تھا کہ ہندوستان نے آزادی کے جو سپاہی پیدا کئے ان میں سب سے زیادہ بہادر اور اعلیٰ ترین سپاہیوں پر جو کچھ بیت رہی ہے اس میں گہری دلچسپی نہ لیتے۔ اس لئے صوبہ سرحد میں ہونے والے مسلسل واقعات سے وہ بہت دکھی ہوئے۔ پرامن خدائی خدمتگاروں پر انتہائی تشدد کیا گیا۔ اور خاص کر ان لیڈروں سے اس قسم کا سلوک کیا گیا۔ جس کی توقع کسی حکومت سے نہیں کی جا سکتی۔

خان عبد الغفار خان کو جسے ہند میں گذشتہ ایک نسل سے بلند ترین درجہ کا انسان مانا جاتا ہے۔ ایک برس سے زائد عرصہ سے قید میں رکھا جا رہا ہے۔ اور اس عرصہ میں ان کی صحت بہت گر چکی ہے۔ گذشتہ ایک برس سے زائد عرصہ میں صوبہ سرحد میں جو کچھ ہوا ہے۔ میں اس کو دہرانا نہیں چاہتا۔ لیکن لگا ہے بگاہے اخبارات میں جو کچھ شائع ہوتا رہا ہے۔ وہ ایک افسوس ناک داستان ہے۔ ہم چپ رہے۔ اور خدائی خدمت گاروں یا ان کے لیڈروں سے ملک کی تقسیم کے بعد کوئی تعلق نہ رکھا۔ لیکن ہمیں ہندوستان کی جنگ آزادی کے پرانے ساتھیوں کی مصیبتوں نے حد درجہ دکھی کیا ہے۔

شمالی مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کے کمیونک میں شیخ عبد اللہ اور کشمیر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کو یہ یاد ہو گا کہ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں اور اس کے بعد حملہ آوروں کو کشمیر میں داخل ہونے کے لئے منظم کرنے اور ان کی امداد کرنے کے لئے سرحدی صوبہ کی حکومت اور خاص کر اس صوبہ کے وزیر اعظم نے بہت سرگرم حصہ لیا تھا۔ بلکہ حق تو یہ ہے۔ کہ ہر شخص جانتا ہے کہ کشمیر کے بارے میں اس کی سرگرمیاں حد درجہ قابل اعتراض رہی ہیں۔

آخر میں ایک بار پھر میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ شمالی مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت نے جو کمیونک جاری کیا ہے وہ بالکل بے بنیاد ہے۔ اور یہ ہند اور پاکستان کے تعلقات پر جنھیں ہم بہتر بنانے کی کوشش کرتے رہے ہیں، بہت خراب اثر ڈالنے کا موجب بن رہا ہے۔

ہند اور فرانسیسی مقبوضات کی کسٹم یونین کا خاتمہ

گذشتہ مارچ میں حکومت ہند نے حکومت فرانس کو جو نوٹس دیا تھا۔ اس کے مطابق ہندوستان میں فرانسیسی مقبوضات کے ساتھ سال ۱۹۴۱ء کا محصولی وفاق کا معاہدہ یکم اپریل ۱۹۵۰ء کو ختم ہو جائیگا۔

یہ خبر بالکل غلط ہے۔ کہ حکومت ہند محصولی وفاق کے معاہدے کی بجائے فرانسیسی مقبوضات کے ساتھ تجارتی معاہدے کی گفت و شنید کر رہی ہے۔ اپریل ۱۹۵۰ء سے ہندوستان میں فرانسیسی مقبوضات کو غیر ملکی علاقہ تصور کیا جائے گا۔ اور جنگ سے قبل کی حالت قائم ہو جائیگی

لڑائی کی وجہ سے جو خاص حالات پیدا ہو گئے تھے ان کی بنا پر فرانسیسی مقبوضات کے ساتھ محصولی وفاق کا معاہدہ کیا گیا تھا لیکن یہ حالات لڑائی کے بعد ختم ہو گئے۔ حالات پر نظر ثانی کرنے کے لئے حکومت ہند نے سال گزشتہ اس معاہدہ کی تنسیخ کا نوٹس فرانسیسی حکومت کو دیا تھا۔

جون ۱۹۴۸ء میں حکومت فرانس نے ایک اعلان جاری کیا۔ جس میں کہا گیا تھا۔ کہ فرانسیسی مقبوضات کے مستقبل کے بارے میں مقبوضات کے عوام رائے شماری کے ذریعے سے فیصلہ کریں گے۔ میونسپل انتخابات جو رائے شماری کا ابتدائی قدم تھے فرانسیسی مقبوضات میں ہو چکے ہیں۔ اور فرانسیسی حکومت نے حکومت ہند کو اس بات کا یقین دلایا ہے۔ کہ جلد سے جلد استصواب رائے عامہ کیا جائے گا۔ اس خیال کے پیش نظر کہ فرانسیسی مقبوضات کے لوگوں کو غیر ضروری تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ حکومت ہند اس بات کے لئے تیار تھی۔ کہ اگر فرانسیسی حکومت چاہے۔ تو اس مختصر سے عرصہ کے لئے جب تک فرانسیسی مقبوضات کے مستقبل کا فیصلہ ہو۔ محصولی وفاق کا معاہدہ جاری رہے۔

فرانسیسی حکومت کے نمایندوں نے حکومت ہند کو بتایا۔ کہ وہ کچھ ترمیموں کے ساتھ اس معاہدہ کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ چونکہ حکومت ہند کی یہ خواہش ہے کہ فرانسیسی مقبوضات کے عوام کو غیر ضروری تکلیف نہ دی جائے۔ اس لئے انہوں نے اس پر نہایت سنجیدگی اور ہمدردی سے غور کیا۔ لیکن اب جب کہ معاہدہ کے اختتام میں کل دو ہفتے باقی رہ گئے ہیں۔ حکومت ہند کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اب اس معاہدے میں کسی ترمیم کے لئے غور کرے۔ چنانچہ حکومت ہند نے فرانسیسی حکومت کو اس بات کی اطلاع کر دی ہے۔ اس معاہدہ کے اختتام سے کئی بڑے بڑے انتظامی اقدام اٹھانے پڑیں گے۔ اور اقتصادی اصول اور قواعد بنانے پڑیں گے۔ چنانچہ ترمیم کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لئے اگر فرانسیسی حکومت یہ نہ چاہے۔ کہ یہ معاہدہ جوں کا توں قائم رہے۔ تو پھر پہلی اپریل سے فرانسیسی مقبوضات کو ہندوستان ہی کا ایک حصہ تصور نہیں کیا جائے گا۔

وزارت نشر و اطلاعات کی کارگزاری

شری آر۔ آر۔ دواکر کا ہند پارلیمنٹ میں مفصل بیان

نشر و اطلاعات کے منسٹر آف سٹیٹ آنریبل شری آر۔آر۔دواکر نے ۲۴ مارچ کو ہند پارلیمنٹ میں وزارت کی کارگذاری پر غور کرنے کی تحریک پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر کے دوران میں کہا۔ کہ اگرچہ ایوان وزارت نشر و اطلاعات کے اخراجات کی مدوں پر بحث کئے بغیر منظوری دے کر اپنے کلی اعتماد کا اظہار کر چکا ہے ۔ لیکن پھر بھی میں نے یہ ضروری سمجھا کہ پارلیمنٹ کے اجلاس کے خاتمہ سے پیشتر آنریبل ممبران وزارت کے اخراجات کی مدوں کا جائزہ لیں۔ اس تحریک کی یہی ایک وجہ ہے۔ میں اس موقع کو ایک طرح سے وزارت اور آنریبل ممبران کی مشترکہ جانچ پڑتال کا موقع خیال کرتا ہوں۔ تاکہ اس جانچ پڑتال اور نکتہ چینی کی روشنی میں ہم یہ معلوم کر سکیں۔ کہ ہم کس طرح ترقی کی راہ پر چل سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ نشر و اشاعت ایسی ترقی پذیر وزارت کے لئے بغیر روپیہ کے اپنی سرگرمیوں میں توسیع کرنا مشکل ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں موجودہ حالات اور مجبوریوں کے تحت کام کرنا ہے اور میرے خیال میں جہاں ہم ناکافی زر کی وجہ سے کام کی مقدار نہیں بڑھا سکتے ہیں۔ وہاں ہمیں اپنی کوششیں موجودہ کام میں اصلاح کرنے کی طرف صرف کرنی چاہئیں۔

اس وزارت کی تنظیم اور مقاصد کے متعلق مفصل بیان معزز اراکین کو چند روز پہلے مہیا کیا جا چکا ہے۔ اب میں ایوان کے روبرو کچھ مزید نکات پیش کرتا ہوں۔

میرے لئے یہ امر باعث فخر ہے۔ کہ میرے پیشرو محترم نائب وزیراعظم سردار ولبھ بھائی پٹیل تھے۔ بہترین منتظم ہونے کی حیثیت سے انہوں نے اپنے تجربہ کی بنا پر شاندار روایات قائم کیں۔ اور میرے لئے راستہ بہت آسان کر دیا۔ قلمدان وزارت سنبھالنے کے بعد میں نے سب سے پہلے پبلسٹی کے مختلف مسائل کا جائزہ لیا۔ صوبوں اور ریاستوں کے وزرا اطلاعات کی ایک کانفرنس بلائی گئی۔ اور مشترکہ مفاد کے مسائل پر غور کیا گیا۔ تاکہ ایک طرف مرکز اور صوبوں اور دوسری طرف مختلف صوبوں میں کام میں بہتر ربط قائم کیا جا سکے کئی ایسے مسائل ہیں جن میں مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو ایک جیسی دلچسپی ہے مثلاً قومی تعمیر، تعمیر نو اور ہمہ گیر ترقی۔

کانفرنس کے فیصلوں میں ایک اہم فیصلہ یہ تھا کہ ہم نے پبلسٹی کا مشترکہ زاویہ نگاہ اور پبلسٹی کے مقاصد طے کئے۔ حصول آزادی کے بعد ہندوستان کے سامنے امن، ترقی اور خوشحالی کے راستے کھل گئے ہیں لیکن ان راستوں پر چلنا تبھی ممکن ہو سکتا ہے۔ اگر لوگ اپنے فرائض کو سنبھالنے میں فہم و ادراک سے کام لیں۔ اس سلسلے میں حکومت کا یہ بنیادی فریضہ ہے کہ مفاد عامہ کے بارے میں لوگوں کی رائے کی اصلاح کی جائے۔ ہندوستان ایسے آزاد جمہوری ملک کی پبلسٹی کا بنیادی اصول یہ ہے۔ کہ سچائی اور رائے عامہ کا پورا پورا احترام کیا جائے اس اصول کے پیش نظر ہی ہمیں پبلسٹی اور اس کے بنیادی مقاصد کا فیصلہ کرنا چاہئیے۔

اب میں معزز اراکان کو یہ بتاؤں گا۔ کہ وزارت کے مختلف یونٹوں نے ملک کی کیا خدمات کی ہیں۔

آل انڈیا ریڈیو اس وقت محکمہ براڈکاسٹنگ کے ماتحت آل انڈیا ریڈیو سٹیشن ہیں۔ اور اس کے دو شعبے ہیں۔ ایک ملکی اور دوسرا غیر ملکی۔ ملکی شعبہ سے ۱۵ مختلف زبانوں میں ہر روز ۱۲۸ گھنٹے کا پروگرام اور چالیس خبروں کے بلیٹن براڈکاسٹ کئے جاتے ہیں۔ غیر ملکی شعبہ سے آٹھ زبانوں میں روزانہ تیرہ گھنٹے بیس منٹ پروگرام براڈکاسٹ ہوتے ہیں جس میں ۲۵ خبروں کے بلیٹن بھی شامل ہوتے ہیں۔ لائسنس کی تعداد کے مطابق اس وقت ہند میں کل تین لاکھ پانچ ہزار ایک ریڈیو ریسیور ہیں۔ لیکن دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں ہمارے پاس ریسیور سیٹ بہت کم ہیں۔ تاہم یہ امر حوصلہ افزا ہے۔ کہ لوگوں میں ریڈیو

کا شوق بڑھتا جا رہا ہے۔ گذشتہ چند ماہ کے عرصہ میں ایک لاکھ ریڈیو سیٹ بڑھ گئے ہیں۔ پیشتر ازیں نئے لائسنسوں میں اضافہ کی اوسط دو ہزار فی ماہ تھی اب یہ اوسط نو ہزار ہو گیا ہے۔

چونکہ ریڈیو احساسات، تعلیم اور تفریح کا سامان مہیا کرنے کا ایک زبردست ذریعہ ہے۔ اس لئے نہ صرف اس کے پروگراموں کو بہتر بنانے بلکہ ملک کے شہری اور دیہاتی علاقوں میں ریڈیو کے استعمال میں اضافہ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

پریس انفارمیشن بیورو۔ ایک اور اہم محکمہ پریس انفارمیشن بیورو ہے۔ جو اخبارات اور نشر و اشاعت کے تمام دیگر اداروں کو خبریں اور دیگر مضامین مہیا کرتا ہے۔ اگرچہ یہ محکمہ حکومت کے تمام محکموں کے نشر و اشاعت کے کام کے لئے ذمہ دار ہے۔ لیکن خود اپنے کام کی سب سے کم اشاعت کرتا ہے۔ یہ محکمہ ۱۰۰ ہندوستانی اور غیر ملکی اخباری نمائندوں کو اطلاعات مہیا کرتا ہے۔ ایک ہزار ایک سو اخبارات براہ راست اس سے مضامین حاصل کرتے ہیں۔ اور اس سے خبریں اور مضامین حاصل کرنے والوں کی کل تعداد ڈھائی ہزار ہے۔ اس محکمہ میں ایک تجزیہ سیکشن بھی ہے جو قریباً ایک سو مشہور اخبارات کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اور متعلقہ وزارتوں کو قابل غور مضامین کاٹ کر بھیجتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک فوٹوگرافی کا سیکشن ہے جو مختلف اخبار و رسائل کو قریباً ۰۰۰ ۲ تصاویر ہر ماہ تقسیم کرتا ہے۔ ہماری ملکی زبانوں کے اخبار کو بہتر سروس بہم پہنچانے اور اخباروں کو ایبونائیٹ مہیا کرنے کے بارے میں تجاویز تیار کی جا رہی ہیں۔

اس وقت اس بیورو کے کلکتہ۔ بمبئی۔ مدراس اور لکھنؤ میں چار علاقائی دفاتر ہیں۔ جن کا صدر دفتر دہلی میں ہے۔

فلم ڈویژن۔ فلم ڈویژن حال ہی میں پھر سے زندہ کیا گیا ہے جو سال کے دوران میں ۲۰ نیوز ریل اور ۳۶ دستاویزی فلمیں تیار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ان فلموں کی تقسیم کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے کہ مئی ۱۹۴۹ء تک ہند کے کل دو ہزار دو سو سینما گھروں میں یہ فلمیں پہنچ جائیں گی۔

آج کل فلم صرف انگریزی اور ہندوستانی زبانوں میں ہی جاری کئے جاتے ہیں۔ لیکن اب ان کو بنگالی، تامل اور تلگو زبانوں میں بھی تیار کرنے کی تجاویز مرتب کی گئی ہیں۔ اس کے بعد مزید توسیع کر کے دیگر زبانوں میں بھی فلمیں جاری کی جائیں گی۔

جہاں تک اس ملک میں مجموعی طور پر فلمی صنعت کا تعلق ہے مدت سے اس کی مکمل تحقیقات کی سخت ضرورت محسوس کی جاتی ہے سابقہ تحقیقات ۱۹۲۸ء میں کی گئی تھی۔ اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کی چھان بین کرنے کے لئے عنقریب ہی کمیٹی قائم کی جائے گی۔

پبلیکیشنز ڈویژن۔ پبلیکیشنز ڈویژن کی خدمات کا بھی اچھا ریکارڈ ہے۔ یہ خدمات اگرچہ مفید ثابت ہوئی ہیں۔ لیکن ابھی ان میں اصلاح کی ضرورت اور گنجائش ہے جس کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ یہ سیکشن بھی اندرونی اور بیرونی نشر و اشاعت کے لئے مطبوعات تیار کرتا ہے۔ انگریزی، اردو اور ہندی میں رسالے شائع ہوتے ہیں۔ غیر ممالک میں تقسیم کرنے کے لئے دو رسالے ایک انگریزی اور دوسرا عربی میں شائع ہوتا ہے۔

رسالوں کے علاوہ ۴۴ کتابیں اور کتابچے ۱۹۴۸ء میں شائع کئے گئے تھے۔ چھ ابھی تک زیر طبع ہیں۔ اور پندرہ ابھی زیر ترتیب ہیں۔ ہماری اکثر مطبوعات قیمتاً بکتی ہیں جنہوں نے ان کو دیکھا ہے۔ وہ ان کی تعریف کرتے ہیں۔

ہماری بہت سی مشکلات میں سے ایک یہ ہے کہ ہمارے پاس اعلیٰ درجہ کا کوئی چھاپہ خانہ نہیں۔ ایک اچھا چھاپہ خانہ حاصل کرنے کے لئے گفت و شنید ہو رہی ہے۔ اگر وہ کامیاب ثابت ہو گئی تو یہ نہ صرف اپنی تمام مطبوعات خود چھاپنے کے قابل ہو جائے گا۔ بلکہ یہ اعلیٰ مطبوعات وقت پر شائع کرنے میں دوسری وزارتوں کی امداد کرنے کے قابل بھی ہو سکے گا نیز اس کے ساتھ ہی صرف چھپائی کی مد کے لاکھوں روپیہ کے اخراجات بھی بچا سکے گا۔

شعبہ مشیر اشتہارات۔ مشیر اشتہارات کا شعبہ مختلف قسم کے بڑے بڑے اشتہارات کی اخبارات۔ پوسٹروں۔ چھوٹے چھوٹے رسالوں اور کیلنڈروں وغیرہ کے ذریعہ اشاعت کا کام کرتا ہے۔ یہ شعبہ دوسری وزارتوں کا اشتہاری مشیر ہے۔ اسکیمیں، تخمینے اور اشتہار کے ڈیزائن وغیرہ تیار کرنا اس شعبہ کے فرائض میں داخل ہے ۱۹۴۸ء میں سات ہزار آٹھ سو چالیس اشاعتیں ہوئیں۔ اور یہ اشاعتیں

۔ لاکھ ۳ ۷ ہزار ۱۹۶ کالم انچ تھیں۔ ۳۹ پوسٹروں کے ڈیزائن تیار کئے گئے اور ان کی چھ لاکھ ۷ ہزار کاپیاں طبع کرائی گئیں ایک ہزار ایک سو ستّر سلائیڈ تیار کئے گئے اور ان کی نمائش کی گئی۔ جو رسالے کتابچے وغیرہ چھپوائے گئے ان کی مجموعی تعداد تقریباً پانچ لاکھ ہے۔ کچھ مختلف شعبے بھی ہیں مثلاً شعبہ حوالہ و تحقیق، فوجی نشر و اشاعت وغیرہ ان شعبوں کو مخصوص کام تفویض کئے گئے ہیں۔ اگر زیادہ کام کرانا ہے۔ تو پھر ان میں سے اول الذکر محکمہ کو جلد ہی بہت زیادہ ترقی دینی ہوگی۔ اس وقت میں ملکی پریس سے وزارت کے تعلقات کے متعلق بھی کچھ لفظ کہوں گا۔

مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت محسوس ہوتی ہے کہ ملک کے روز افزوں پریس سے جس میں خاص طور پر ہندوستانی زبانوں کے اخبارات تیزی سے اپنے درجے اور اثر کے لحاظ سے بڑھ رہے ہیں ہمارے تعلقات بہت قریبی اور اچھے رہے ہیں۔ اس موقعہ پر میں آل انڈیا نیوز پیپرز ایڈیٹرز کانفرنس کا خاص طور پر شکریہ ادا کروں گا ہم نے اس جماعت سے وقتاً فوقتاً مشورہ لیا ہے۔ اور اس نے ہمیشہ ان تمام مسائل میں جن کا حکومت اور پریس کے رشتہ سے تعلق تھا۔ خندہ پیشانی سے تعاون کیا ہے۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً میں ہم نے ہندوستانی اور غیر ملکی اخباروں کے مستند نمایندوں کی ضروریات معلوم کرنے اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آل انڈیا ریڈیو کے مختلف اسٹیشنوں کے لئے جو مشاورتی کمیٹیاں ہیں۔ انہوں نے بڑی مدد پہنچائی ہے۔ ایک نئی حکومت کا کام جسے ابھی قدم جمانے کا موقعہ ملا ہو۔ جسے بہت سی مشکلات سے گزرنا پڑا ہو۔ کچھ آسان نہیں۔ اس حکومت کی پالیسیوں کی وضاحت اور عوام تک اس کے پیغامات پہنچانے کا کام بھی کچھ کم مشکل نہیں لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ملکی پریس کی مدد اور حمایت سے یہ کام ہلکا اور آسان ہوگیا۔

اگر میں اس وزارت میں کام کرنے والے لوگوں کی خدمات کو نہ سراہوں۔ تو میں اپنے فرض میں کوتاہی کا مرتکب ہوں گا۔ ان کی وفاداری اور کام سے محبت کی وجہ سے وزارت کے پروگرام اور اسکیموں کو کامیابی سے جامہ عمل پہنایا جا سکا ہے مجھے امید ہے کہ اس ایوان کی ہمدردی اور حمایت اخبارات کے دلی تعاون اور وزارت کے وفادار ملازموں کی مدد کے ساتھ ہم لوگ اس ابتدائی کام میں کامیاب ہو جائیں گے جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ لوگوں کو صحیح معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ عوام کو دعوت فکر دی جائے۔ اور ان میں اتحاد و یکجہتی پیدا کی جائے۔ تاکہ ہم ایک مضبوط غیر مذہبی حکومت جو ہم سب کا آدرش ہے۔ قائم کر سکیں۔

ہندوستان اور چیکوسلاواکیہ کے مابین تجارتی سمجھوتہ پر دستخط

ہندوستان اور چیکوسلاواکیہ میں براہ راست تجارتی تعلقات بڑھانے کے لئے ۲۹ مارچ کو وزارت تجارت میں ایک تجارتی سمجھوتہ پر دستخط ہوئے۔ ہندوستان کی طرف سے شری۔ سی۔ سی ڈیسائی اور چیکوسلاواکیہ کی طرف سے چیکوسلاواکیہ کے ناظم امور مسٹر اے۔ ایف بیچیلر نے دستخط کئے۔

اس معاہدے کے مطابق تقریباً ۵ کروڑ روپیہ کے سامان کی تجارت ہوگی۔ ہندوستان سے جو سامان چیکوسلاواکیہ بھیجا جائے گا۔ اس میں خام پٹ سن، خام مینگنیز، تلہن اور تیل، چمڑے اور کھالیں، لاکھ، ناریل کا ریشہ، ابرق اور چائے شامل ہیں۔ یہ مال تقریباً ایک کروڑ ستر لاکھ روپیہ کا ہوگا۔ چیکوسلاواکیہ سے بڑی بڑی مشینیں، صنعتی مشینیں، دستکاری کی مشینیں اور یہ سامان تقریباً ۳ کروڑ ۳۰ لاکھ روپیہ کا ہوگا۔

اس معاہدے کی ایک خاص بات یہ ہے کہ چیکوسلاواکیہ مختلف صنعتوں کے قیام کے لئے ٹیکنیکی ماہر ہندوستان بھیجے گا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں ملکوں کے مابین جو تجارت ہوگی اس کا معقول حصہ ہندوستانی جہازوں میں آئے جائے گا۔

معاہدہ مشروط بہ تصدیق حکومتہائے ہند و چیکوسلاواکیہ ہے۔ دونوں حکومتوں کی تصدیق کے بعد معاہدے کا مضمون شائع کر دیا جائیگا۔ معاہدے کی مدت ۱۹۴۹ء کے آخر تک ہے لیکن بعض بڑی مشینیں آرڈر دینے کی تاریخ کے بارہ مہینے کے اندر اندر مہیا کی جائینگی۔

متعدد اہم صنعتوں کے قیام کے لئے منصوبہ بندی

صنعتی ترقی میں گھریلو دستکاری کی اہمیت

پارلیمنٹ میں وزیر صنعت و رسد کا بیان

وزیر صنعت و رسد نے پارلیمنٹ میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ سال گذشتہ جب حکومت نے صنعتی پالیسی کا اعلان کیا تھا۔ اس وقت اُس کے پیش نظر ایک ایسا پروگرام مرتب کرنا تھا جو متوازن ہو، جو تمام متعلقہ لوگوں کے لئے منصفانہ ہو اور جو ایک طرف کارخانوں کے مالکوں کے لئے زیادہ پیدا کرنے کا محرک ثابت ہوا تو دوسری طرف مزدوروں کے لئے بہتری اور امیدوں کا پیغام لائے۔ سندری میں کھاد تیار کرنے کا کارخانہ قائم کیا گیا ہے جہاں ساڑھے تین لاکھ ٹن کھاد تیار کیا جائے گا اور یہ ایشیا بھر میں کھاد تیار کرنے کا سب سے بڑا کارخانہ ہوگا۔ بنگلور کی ہندوستانی ایئر کرافٹ فیکٹری میں اب ایسے طیارے تیار کئے جائینگے جن کا نمونہ ہندوستان میں ہی بنایا جائیگا۔

پارلیمنٹ میں وزارت صنعت و رسد کے اخراجات کی مدین منظوری کے لئے پیش کرتے ہوئے وزیر صنعت و رسد ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے مندرجہ ذیل بیان دیا:۔

۱۹۴۷ء ہندوستان کے لئے بُرا سال تھا کیونکہ گذشتہ ۳ سال میں اس سال پیداوار میں سب سے زیادہ کمی آئی لیکن خوش قسمتی سے ۱۹۴۸ء میں صنعتی پیداوار ایک حد تک بہتر ہوگئی ہے اور اب پہلا سال میں ۴ سے ۶ فی صدی تک اضافہ ہوسکنے کی امید ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس اضافے سے سب کچھ درست ہو جائے گا۔ اور حکومت، کارخانوں کے مالکوں یا مزدوروں کو اپنی کوششیں کم کر دینی چاہئیں۔ ہمیں اس طرح کی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے ہاں ہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ہم بحران کو عبور کر چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم تدریجی ترقی کی پالیسی کو اختیار کریں اور کارخانوں کے مالک، مزدور اور عام لوگ اشتراک عمل کریں تو ہم منجملہ اُس مشکل اقتصادی حالات کا کامیابی سے مقابلہ کر سکیں گے جو اس وقت ہندوستان کے درپیش ہیں۔

صنعتی پالیسی۔ ہم نے ۱۹۴۸ء کے دوران میں اپنی صنعتی پالیسی کا اعلان کیا، اس وقت میں اس کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا لیکن اتنا ضرور کہنا ہوگا کہ ہم نے اس سے کوئی خیالی نظریہ پیش نہیں کیا۔ ہم ایسا پروگرام پیش کرنا چاہتے تھے جو متوازن ہو، جو تمام متعلقہ لوگوں کے لئے منصفانہ ہو اور جو ایک طرف کارخانوں کے مالکوں کو اور زیادہ پیدا کرنے کی تحریک دے، تو دوسری طرف مزدوروں کے لئے بہتری اور امیدوں کا پیغام لائے۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ بنیادی اہمیت رکھنے والے منصوبوں کو ہم خود زیر عمل لائیں اور ساتھ ساتھ کارخانوں کے مالکوں کو ایسی صنعتیں قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کریں جنہیں ہماری نظر میں اولین ترجیح ملنی چاہئے۔ ہمارے پیش نظر یہ تھا کہ صنعتی ترقی کے لئے ایک کل ہند پالیسی مرتب کر لینی چاہئے گزشتہ ایام میں صنعتیں صوبائی مدر ہیں ہیں مگر جوں جوں ہمیں ہندوستان کی وحدت کی اہمیت کا احساس ہوتا جا رہا ہے ہمیں یہ ضرورت بھی محسوس ہوتی ہے کہ کم از کم بڑی صنعتوں کے متعلق مرکزی حکومت کو ایک کل ہند پالیسی مرتب کر لینی چاہئے۔

نئے منصوبے۔ نئے منصوبوں کے سلسلہ میں ہم دو منصوبوں کو منظور کر چکے ہیں۔ ان میں سے ایک ٹیلیفون کی تاروں کا کارخانہ قائم کرنے اور دوسرا پنسلین، گندھک کی ادویہ اور پالیوڈین بنانے کے کارخانے سے متعلق ہیں۔ ہم اس رپورٹ پر بھی غور کر رہے ہیں۔ جو دس لاکھ ٹن فولاد تیار کرنے کے لئے ایک یا دو کارخانوں کو قائم کرنے کے سلسلہ میں پیش کی گئی ہے۔ ہم نے حسب ذیل دو صنعتوں کا انتخاب کیا ہے اور ان کو زیر عمل لانے پر غور کیا جا رہا ہے۔ بجلی کی مشینیں، ریڈیو کا سامان اور وائرلیس، کوئلے سے مصنوعی تیل، ٹریکٹر اور مشینی اوزار بنانے کے کارخا

امید ہے کہ اس سال کے دوران میں ان میں سے چند کو زیر عمل لانے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے مگر ان تمام منصوبوں کو زیر عمل لایا گیا رہا پانچ سال کے دوران میں ہمیں ان پر ۲ سو اور ۳ سو کروڑ کے درمیان خرچ کرنا پڑے گا اور اس وقت بجٹ میں نئے دوں کے لئے صرف ۳ کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔

ماہرین فن کی امداد۔ میں یہاں مختصر طور پر اُس طریق کار کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو حکومت نے نئے منصوبے عمل میں لانے کے اختیار کیا ہے۔ ہم نے بیرونی ممالک سے ماہرین فن کو بلایا انھوں ملک کا دورہ کیا، یہاں کے حالات کے پیش نظر ہمارے منصوبوں مطالعہ کیا اور اپنی رپورٹیں پیش کیں۔

سندری کا کارخانہ۔ اس کے علاوہ ہم نے دو یا تین منصوبوں کو بھی زیر عمل لایا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ اہم د تیار کرنے کا کارخانہ ہے جو سندری (بہار) میں واقعہ ہے۔ ح ہے کہ کارخانہ میں ساڑھے تین لاکھ ٹن کھاد تیار کیا جائیگا اور یہ یا بھر میں کھاد تیار کرنے کا سب سے بڑا کارخانہ ہوگا۔ ہم اب تک کارخانہ کا تین چوتھائی حصہ مکمل کر چکے ہیں اور امید ہے کہ کارخانہ ۱۹۵۰ء کے وسط سے کام شروع کرے گا۔ اس کارخانے کے لئے چن لیا گیا ہے اور بعض کو تربیت حاصل کرنے کے لئے بیرونی ممالک بھیجا جا چکا ہے۔

سیمنٹ کا کارخانہ۔ اس کارخانہ کے علاوہ سندری میں منٹ کا ایک کارخانہ بھی کھولا جائے گا۔ جو دو لاکھ پچاس ہزار ن سیمنٹ سالانہ تیار کرے گا۔ اس سلسلہ میں جپسم حاصل کرنے بڑی دقتیں پیش آئیں کیونکہ جب ہم نے اس سکیم کو پہلے منظور کیا تھا ہمارا خیال تھا کہ جپسم پاکستان سے آئے گا۔ لیکن اب اس کے ول کا انتظام ہو چکا ہے اور مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اب ہم ہندوستان میں ہی۔ (بیکانیر اور جودھپور سے) کافی مقدار میں جپسم حاصل کر سکیں گے۔

طیارہ ساز کارخانہ سال گزشتہ میں، ہندوستان ایرکرافٹ یکٹری نے قابل تحسین کام کیا ہے۔ طیاروں کی مرمت کرنے اور ہر سے ٹھیک ٹھاک کرنے کے علاوہ کارخانے میں ایک نمونہ ساز شعبہ بھی قائم کیا گیا ہے اور یہ شعبہ صرف ہندوستانیوں کی ہدایت میں کام کرتا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم نمونوں کے متعلق کسی غیر ملکی مصلح کار کی خدمات حاصل کرلیں، چنانچہ گزشتہ پندرہ دن میں بین الاقوامی شہرت رکھنے والے جرمن ماہر فن نے اپنی خدمات پیش کی ہیں اور ہم نے اُنھیں بنگلور کے لئے کہا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ نمونہ سازی کا جو کام ہمارے کارخانے میں شروع کیا گیا ہے وہ سال بھر میں مکمل ہو جائے گا اور ہم ڈیڑھ سال کے عرصے میں ہندوستان میں ایک ایسا طیارہ بنانے میں کامیاب ہو جائینگے، جس کا نمونہ ہندوستانیوں نے تیار کیا ہوگا اور جس کو ہندوستانیوں کی ہدایات میں ہندوستان میں ہی بنالیا جائے گا۔

صنعتوں کے ساتھ قریبی تعلقات ظاہر ہے کہ ہمارے ملک میں صنعتوں کا بیشتر حصہ انفرادی کاروبار کرنے والوں کے ہاتھوں میں ہے۔ اس لئے گزشتہ سال کے دوران میں ہماری یہی کوشش رہی کہ صنعتوں کے ساتھ قریبی تعلقات قائم کئے جائیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں صنعتی مصلاح کار کونسل بنائی گئی جو خوش اسلوبی سے کام کر رہی ہے۔ اس وقت ہمارے ہاں ترقیات کے لئے ۲۵ کمیٹیاں ہیں ہر ایک کمیٹی اہم صنعت کی نمائندگی کرتی ہے اور ان کمیٹیوں کا کام یہ ہے متعلقہ کمیٹی کی ضروریات وغیرہ پر بحث و مباحثہ کریں، اصلاح دیں اور آسانیاں بہم پہنچائیں۔ اس کے علاوہ وزیر مال کی صدارت میں ایک اکونومیک کمیٹی بھی کام کر رہی ہے اس کمیٹی کا اجلاس مہینے میں دو یا تین بار ہوتا ہے۔ اس میں مشترکہ مسائل پر بات چیت ہوتی ہے مختلف صنعتوں کی ترقی کے لئے مشترکہ پالیسی مرتب کی جاتی ہے۔

گھریلو دستکاری حکومت گھریلو دستکاری اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی ترقی پر خاص زور دیتی ہے چنانچہ اس سلسلہ میں پہلی بار ایک کل ہند بورڈ مقرر کیا گیا۔ اس بورڈ نے ایک عملی پروگرام مرتب کیا ہے جس کے زیر عمل آنے سے کافی دقتیں ختم ہو جائیں گی۔ ہم وسیع پیمانے کی صنعتوں پر خاص زور دیتے رہیں گے اور اس بات کا خاص خیال رکھیں گے کہ ملک کے ہر حصہ میں صنعتوں کی صحیح تعداد ہو، لیکن ہم صرف وسیع پیمانے کی صنعتوں پر ساری توجہ دینے کی غلطی کے مرتکب نہیں ہونگے میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے مستقبل کا انحصار اس بات پر ہے۔

کہ دونوں وسیع پیمانے کی صنعتوں اور گھریلو دستکاریوں کی اہمیت کو پیش نظر رکھا جائے حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ہم دیہات کو نئی زندگی بخشنا چاہتے ہیں اور بے روزگاری کے اہم مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ ہم گھریلو دستکاریوں اور درمیانی درجہ کی صنعتوں کی علاقہ واری منصوبہ بندی کریں۔ ہمیں جاپان سے اطلاعات ملی ہیں اور اگر ہم جاپان کے طرز پر گھریلو دستکاری کے سلسلے میں اقدام کریں تو مجھے اُمید ہے کہ ہم ہندوستان کے سب سے زیادہ اہم اور مشکل مسئلہ کو حل کر سکیں گے۔

کپڑے پر کنٹرول۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ مختلف اشیاء پر کنٹرول کو کامیابی سے چلانا بہت مشکل ہے لیکن میں اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ عام طور پر کپڑے پر کنٹرول کامیاب رہا۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قیمتوں پر کنٹرول عاید ہو گیا پیداوار میں اضافہ ہوا اور آج کل گذشتہ ایام کی بہ نسبت صوبوں میں کافی کپڑا دستیاب ہوتا ہے یہ بھی صحیح ہے کہ بعض جگہ کپڑا اکٹھا ہوتا رہتا ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پاکستان کو کپڑے کے جو ایک لاکھ گٹھے الاٹ کئے گئے تھے، وہ اُسے نہیں لے جا سکے۔

کپڑے کے کارخانوں کا مستقبل۔ کپڑے کے کارخانوں کے مستقبل کے متعلق میں ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کسی حد تک دھندلا نظر آتا ہے۔ ایوان کو شاید معلوم ہوگا کہ ہم کپاس کے قریباً ۴۲ لاکھ گٹھے استعمال کرتے ہیں۔ اور جہاں تک ہماری پیداوار کا تعلق ہے ہمیں توقع تھی کہ اس سال قریباً ۲۸ لاکھ گٹھے حاصل کر سکیں گے لیکن وزارت زراعت نے اطلاع دی ہے کہ ہم کو قریباً ۲۳ لاکھ گٹھوں سے زیادہ کی توقع نہیں کرنی چاہیئے۔ پہلے ہم پاکستان سے ۱۰ لاکھ گٹھے حاصل کرتے تھے لیکن اب انھوں نے اس کو ساڑھے چھ لاکھ گٹھے کر دیا ہے میرا خیال ہے کہ مصر اور مشرقی افریقہ سے کپاس حاصل کرنے کے بعد بھی اس سال کپاس کے ۷ لاکھ گٹھوں کی کمی رہے گی۔

دیگر اشیاء پر کنٹرول۔ جہاں تک دوسری اشیاء پر کنٹرول کا تعلق ہے ہم نے صوبوں کو زیادہ سے زیادہ اختیار دئے ہیں اس لئے کہ مرکزی حکومت کا دلّی میں بیٹھ کر کنٹرول کی پالیسی وضع کرنا زیادہ سودمند معلوم نہیں ہوتا۔ پھر بھی ہم نے صلاح کار کمیٹیاں قائم کی ہیں تاکہ صارفین، کارخانوں کے مالک اور دیگر متعلقہ اشخاص اپنی ضرورتیں اور سفارشات ان کمیٹیوں کو پیش کر سکیں اس کے علاوہ ہم صوبائی حکومتوں کے نمائندوں کو بھی اکثر مشورے اور مشترک پالیسی وضع کرنے کے لئے بلاتے ہیں۔ اس سلسلے میں رسل و رسائل کی دقتیں ہماری راہ میں روڑے اٹکاتی رہی ہیں لیکن خوش قسمتی سے گذشتہ چند ماہ سے رسل و رسائل کی صورت حال بھی بہتر ہو گئی ہے۔ مرکزی ٹرانسپورٹ مشاورتی بورڈ کی ماہانہ بیٹھکوں کے علاوہ ترجیح دینے کے لئے کمیٹیاں بھی مقرر کی گئیں ہیں جو حتی الوسع مختلف صنعتوں کی شکایات کو رفع کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔

ڈسپوزلز۔ ہم اب تک ۱۱۲ کروڑ روپیہ قیمت کی چیزیں بیچ چکے ہیں اور ابھی ۱۴۰ کروڑ روپیہ مالیت کی چیزیں بیچنے کے لئے رکھی ہوئی ہیں۔ تقسیم ملک سے پہلے چیزیں کم بکیں اور تقسیم کے فوراً بعد فسادات کی وجہ سے چیزوں کی فروخت پر پابندی لگائی گئی۔ وزارت دفاع نے بھی واضح وجوہات کی وجہ سے چیزوں کی فروخت پر پابندی لگائی۔ چنانچہ کشمیر کی جنگ کے دوران میں وزارت دفاع نے ڈسپوزلز سے ۲۲ کروڑ روپیہ قیمت کی چیزیں استعمال کیں۔ مگر یہی چیزیں بلاد کو بازار سے خریدنی پڑتیں۔ تو ظاہر ہے کہ وزارت کو بہت خسارہ رہتا۔ ڈسپوزلز کے مال کی فروخت میں ہماری پالیسی یہ رہی ہے کہ ہم مرکزی حکومت، صوبائی حکومتوں، تعلیمی اور سائنسی اداروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اگر صنعتوں کو اپنے استعمال کے لئے یہ مال درکار ہو تو انھیں بھی ترجیح دی جاتی ہے۔

مال خریدنے کے لئے تنظیم۔ سنہ ۱۹۴۷ء کے دوران میں (جس میں وہ عرصہ بھی شامل ہے جب ملک تقسیم نہیں ہوا تھا) حکومت نے ۹۲ کروڑ روپیہ کی مالیت کی چیزیں خریدکیں۔ ان میں وہ چیزیں بھی شامل ہیں جو انگلستان اور امریکہ سے خرید کی گئیں۔ سنہ ۱۹۴۸ء میں ۱۵ اکتوبر تک (جب ملک تقسیم ہو چکا تھا) ہم نے ۹۲ کروڑ کی مالیت کی چیزیں خریدکیں۔ یعنی ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۹ء کے اختتام تک ہم قریباً ۱۲۵ کروڑ روپیہ کی مالیت کا مال خرید لیں گے۔

مجھے اعتراف ہے کہ وزارت کے کام کرنے میں کچھ نقص اور کمزوریاں ہیں۔ لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ گذشتہ سال کے دوران میں ہم نے وزارت کی تنظیم بہتر کرنے کے لئے

(بقایا صفحہ ۳۴۰ پر)

وزارت امداد و بحالیات کی کارگذاری کی رپورٹ

پارلیمنٹ میں شری موہن لعل سکسینہ کا بیان

شری موہن لال سکسینہ وزیر امداد و بحالیات نے اپنی وزارت کی کارگزاری پر ۲۸ مارچ ۱۹۴۹ء کو حسب ذیل بیان اخبارات کے نام جاری کیا:

ملک کی تقسیم ہوئے اٹھارہ ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے۔ اس تقسیم کے بعد ہمارے پچپن لاکھ کے قریب ہموطن گھروں سے نکال دئے گئے تھے جس کی وجہ سے انھیں ناقابل بیان مشکلات مصیبتیں اور سختیاں برداشت کرنی پڑیں حکومت کے لئے ان لوگوں کو بسا کرانا اور ان کو امداد بہم پہنچانا اس قدر مشکل کام تھا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک وقت ایسا تھا کہ سارے ملک میں ۱۶۰ کیمپوں میں نو لاکھ اسی ہزار بے گھر لوگ پڑے تھے۔ آج بھی آٹھ لاکھ سے زائد خانماں برباد لوگ کیمپوں میں مقیم ہیں۔ اور ان کی پرورش کے لئے ملک کے خزانہ سے تقریباً اتنی ہی روپیہ روزانہ خرچ ہو رہا ہے۔ اس وقت تک ریلیف بہم پہنچانے کے سارے کام پر کل لگ بھگ سولہ کروڑ روپے خرچ آچکے ہیں صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ امدادی کام پر مقررہ توازن کے مطابق رقوم خرچ کریں اور ان کو مرکزی حکومت کے نام ڈال دیں۔

طلبا کو وظائف اور قرضے - امداد کے کام میں اور ہندوستانی ممالک میں طلبا کو اپنی تعلیم کا کورس مکمل کرنے کے لئے قرضے اور وظیفے دینا بھی شامل ہے۔ اس مد میں اس وقت تک کل خرچ سترہ لاکھ روپے ہوا ہے مرکزی حکومت نے کیمپوں میں ابتدائی تعلیم دینے کا کل خرچ اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اور سیکنڈری تعلیم دینے کے انتظامات بھی کئے جاتے ہیں۔

خودغرض لوگوں کی طرف سے رکاوٹیں - نکاس اور امداد کے کام کا پہلا مرحلہ تو اب عملی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ اور اب ہم اپنی تمام سرگرمیاں ان کو پھر سے آباد کرنے پر مجتمع کر رہے ہیں ہند سرکار گذشتہ اپریل سے صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو بار بار ذہن نشین کراتی رہی ہے کہ کیمپوں میں رہنے والوں کو جلد از جلد آباد کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ کام کرنے کے قابل جو لوگ مفت سرکاری امداد پر پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد کم سے کم کر دی جائے

مجھے یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ ہماری کوششوں کو کوئی بڑی کامیابی حاصل نہیں ہوئی مجھے یقین ہے کہ اگر امداد پر جو رقم خرچ کی جاتی ہے۔ اس کا کچھ حصہ صوبائی حکومتوں کو بھی برداشت کرنا ہوتا تو حالات اس وقت مختلف ہوتے امدادی کیمپوں کے گرد خودغرض لوگ جمع ہو گئے ہیں اور وہ بہت بڑی حد تک امدادی سکیموں کو طول دینے اور پھر سے بسانے کی راہ میں روڑے اٹکانے کے لئے ذمہ دار ہیں۔ اس صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کیمپوں کو دستکاری مرکزوں میں تبدیل کر دیا جائے اور جہاں کہیں ممکن ہو۔ ان کو غیر سرکاری انجمنوں کے انتظام میں دے دیا جائے نیز یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ کیمپوں کے اندر اور باہر دونوں جگہ خانماں برباد لوگوں کی دیکھ بھال کرنے کے لئے سوشل کام کرنے والے ملازم رکھے جائیں۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ چھ ماہ کے اندر اندر کیمپوں میں رہنے والے کام کرنے کے قابل تمام لوگوں کو نفع بخش روزگار تلاش کرنے میں امداد دی جائے گی اس طرح وہ اپنی روزی آپ حاصل کرنے کے قابل ہو جائینگے۔

بیکس عورتیں اور بچے - بیکس عورتوں اور بچوں کی نگہداشت کرنا ایک اور اہم مسئلہ تھا جس پر حکومت کو توجہ دینی پڑی اس خاص مسئلہ سے عہدہ برآ ہونے کے لئے وزارت میں عورتوں کا ایک شعبہ قائم کیا گیا۔ مختلف صوبوں اور ریاستوں میں ان عورتوں اور بچوں کے علاوہ جو کیمپوں میں پڑے ہیں اس وقت پانچ ہزار عورتیں اور بچے ان آشرموں میں ہیں جو خاص طور پر ان کے لئے کھولے گئے ہیں حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے ان بیکس عورتوں کو اپنی روزی آپ پیدا کرنے کے قابل بنا دیا جائے اور ان کو ہمیشہ کے لئے ان آشرموں میں نہ رکھا جائے مرکز میں اس شعبہ کی کامیابی سے متاثر ہو کر اب مختلف صوبوں اور ریاستوں میں بھی اسی طرح کے آشرم کھولے جا رہے ہیں۔

پھر سے بسانے کے منصوبے - پھر سے بسانے کے لئے عام اصول طے کرنے اور اس مسئلہ پر پوری طرح غور و خوض کرنے کیلئے تمام صوبائی

اور ریاستی حکومتوں کے وزیراعظموں کی ایک کانفرنس جولائی ۱۹۴۸ء میں دہلی میں منعقد کی گئی جس میں آبادکاری سے متعلقہ مختلف امور بے گھر لوگوں کو پھر سے بسانے کے لئے مکانات مہیا کرنے ان کو پیشہ ورانہ تربیت دینے اور ان کاموں پر اخراجات کو مرکزی حکومت کے ساتھ آدھا آدھا برداشت کرنے وغیرہ اہم مسائل کے بارے میں متفقہ فیصلے کئے گئے۔ کانفرنس کا سب سے بڑا مقصد صوبائی اور ریاستی حکومتوں پر یہ ذہن نشین کرانا تھا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں بے گھر لوگوں کو پھر سے بسانے کا کام بڑی تیزی سے سرانجام دیں۔ مجھے بہت افسوس کے ساتھ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہماری تمام کوششوں کے باوجود پھر سے بسانے کے کام کی رفتار کافی تسلی بخش نہیں رہی ہے اگرچہ پھر سے آباد کرنے کی منصوبہ بندی اور تیاری میں کسی حد تک وقت لگنا ناگزیر ہے۔ لیکن مجھے تو یقین ہو چکا ہے۔ کہ پھر سے بسانے کے کام میں روڑا اٹکانے والے اور بھی بہت سے عناصر ہیں۔ ان میں سب سے بڑھ کر صوبائی سیاسیات اور مقامی خود غرض ہیں۔ جو اپنی اغراض کیلئے وسیع تعداد لوگوں کے باہر سے آکر ان کے صوبہ میں آباد ہونے کے خلاف ایک عام نفرت کو بھی اپنے ساتھ ساتھ شامل کر لیتے ہیں۔

آبادکاری میں تاخیر واقع ہونے کے لئے ذمہ دار دوسرا عنصر یہ ہے۔ کہ بے گھر لوگ دور دراز شہروں اور صوبوں میں جانے اور اپنے سابقہ پیشوں کے علاوہ کسی دوسرے پیشہ یا روزگار پر لگنے کو تیار نہیں ہیں۔

خانماں برباد لوگوں کے لیڈروں کی ذمہ داری۔ پھر سے بسانے کے لئے جو راہ راشٹر پتا نے ہمیں دکھائی ہے۔ اس سے زیادہ یقینی اور فوری کوئی دوسرا راستہ ہے ہی نہیں یعنی اپنی مدد آپ کرنے اور باہمی تعاون کا راستہ انہوں نے ہمیں طفیلی پیشوں سے کاروبار اور بیوپار کی بجائے پیداواری اور دستکاری پیشوں میں لگ جانے گھریلو اور چھوٹی چھوٹی دستکاریاں شروع کرنے اور اپنی ضروریات آپ پیدا کرنے والے شہروں اور گاؤں بسانے کی راہ سوجھائی ہے۔ مختصراً یہ کہ سادہ رہن سہن اور بلند خیالی کی تلقین کی ہے۔ نیلوکھیڑی کے تجربہ نے اس بارے میں میرے نظریہ کی تصدیق کر دی۔ کوروکشیتر کیمپ کے دو ہزار بے گھر لوگوں نے ۵۰۰ ایکڑ رقبہ کے جنگل کو ایک ماڈل اور اپنی ضروریات آپ پیدا کرنے والی آبادی میں تبدیل کر دیا ہے جہاں دوسرے امدادی کیمپوں میں مفت سرکاری امداد اور لنگر فیس تقسیم کی جاتی ہے ... پر فی کس ۱۰ روپے ماہوار خرچ کئے جاتے ہیں۔ اس آبادی میں کام کرنے والے سب لوگ اپنی روزی آپ پیدا کرتے ہیں اور وہ اوسطاً پچاس سے ساٹھ روپے تک ماہوار کما رہے ہیں اسی طرح الور کے نیو والی فارم میں ٹریکٹروں کے ذریعہ کاشتکاری کر کے نئے آبادکار لوگوں کو چھ ماہ کے عرصہ میں ہی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بنا دیا گیا ہے۔

وزیراعظم کی صدارت میں کمیٹی کا قیام۔ یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے۔ کہ پہلے امداد و بحالیات کا بیشتر کام مختلف مرکزی اور صوبائی وزارتوں میونسپل اور لوکل بورڈوں کے ذریعہ کیا جاتا تھا جس کی وجہ سے مختلف سکیموں پر عملدرآمد میں ان ایجنسیوں کی وجہ سے دیر ہو جاتی تھی۔ اب فوری نتائج حاصل کرنے اور مرکز اور صوبوں کی مختلف وزارتوں کا موثر تعاون حاصل کرنے کی غرض سے وزیراعظم کی صدارت میں ایک کیبنٹ کمیٹی قائم کی گئی۔ جو پھر سے بسانے کی سکیموں کو جلد از جلد زیرعمل لانے کا انتظام کرے گی۔ ہر ایک وزارت میں بحالیات سے متعلقہ مسائل سے فوراً نپٹنے کے لئے خاص افسر مقرر کئے گئے ہیں۔

ہر کنبہ مکان یا پلاٹ کا حقدار ہے۔ خانماں برباد لوگوں کے دلوں میں ان کے مستقبل کے بارے میں اس وقت جو بے اطمینانی پھیلی ہوئی ہے اس کا فوراً دور کیا جانا اشد ضروری ہے۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر ایک بے گھر کنبہ کے رکن اعلیٰ کو فوراً ہی یہ بتا دیا جائے کہ اس کو کہاں بسایا جائے گا۔ اور وہ ایک مکان یا ایک قطعہ زمین کا حقدار ہے جس پر وہ اپنا مکان آپ تعمیر کر سکے گا۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس وقت تک ساڑھے چودہ لاکھ نکاسیوں کو مسلمان نکاسیوں کی چھوڑی ہوئی عمارتوں اور دیگر جگہوں میں رہنے کی جگہ دی جا چکی ہے۔ اس لئے ساڑھے سات لاکھ لوگوں کے رہنے کے لئے مکان مہیا کرنا ابھی باقی ہے۔ ہر ایک صوبہ اور ہر ریاست کو کم از کم ایک ایسا نیا شہر بسانے کا کام سونپا گیا ہے جس میں نفع بخش پیشوں کے لئے سہولتیں مہیا کی گئی ہوں اس کام کو جلد از جلد سرانجام دینے کے لئے روکاوٹوں اور تاخیر پیدا کرنے والے طریق کار کو دور کر دیا گیا ہے اور مختلف سکیموں پر کافی عملی کام ہو رہا ہے۔

دیہاتی شرنارتھیوں کے لئے زمین اور مکان۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ کہ ہمارا ارادہ ہر ایک شرنارتھی کو ایک مکان اور

نفع بخش روزگار مہیا کرنا ہے - دیہاتی شرنارتھیوں کو کھیتی باڑی کے لئے زمین - مکان - کنویں اور بیل مہیا کرنے کے لئے تقاوی قرضے اور اوزار - بیج اور کھاد حکومت کی طرف سے مہیا کیا جا رہا ہے - اس کے علاوہ پہلی فصل کے پکنے کے لئے کھانے پینے کا انتظام کیا جاتا ہے - زمین اور دیگر مراعات کے علاوہ ہر ایک کنبہ کو حکومت ایک مکان مہیا کرے گی - خواہ وہ نکاسیوں کی جائداد کی صورت میں ہو - یا حکومت کی طرف سے تعمیر کیا ہوا یا کرایہ پر دیا گیا ہو یا قطعہ اراضی ہو جس کے ساتھ مکان بنانے کے لئے قرضہ اور اگر ضرورت ہو تو عمارتی سامان بھی دیا جائے گا۔

نفع بخش روزگار - شہری بے گھر لوگوں کو نفع بخش روزگار پر لگانے کے لئے حکومت قرضے تقسیم کر رہی ہے تاکہ وہ بیوپار اور صنعت میں مصروف ہو جائیں - ان میں سے ایک خاص حصہ کو بیہ امدادی پیشوں پر لگانے کے لئے حکومت نے کافی وسیع پیمانہ پر ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ تربیت دینے کی سہولتیں مہیا کی ہیں ان کو ملازمت حاصل کرنے میں امداد دی جا رہی ہے - شرنارتھیوں کو مکانوں کی تعمیر - کاروبار اور صنعت کے لئے جو قرضے دئے جائیں گے حکومت ان سے کوئی نفع نہیں کمائے گی - شرنارتھیوں کو یہ قرضے نہایت آسان قسطوں میں واپس ادا کرنے ہونگے۔

پاکستان میں چھوڑے ہوئے اثاثے - اس کے علاوہ بے گھر لوگ پاکستان میں جو بہت بڑے اثاثے چھوڑ آئے ہیں - ان کے حصول میں امداد دینے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے - کیونکہ وہ اثاثہ ان کے پھر سے آباد ہونے میں کافی بڑی حد تک معاون ہو سکتا ہے - نکاسیوں کی جائدادوں اور دیگر معاملات کے بارے میں پاکستان حکومت کے ساتھ کئی کانفرنسیں کی گئی ہیں - آخری کانفرنس جنوری ۱۹۴۹ء میں ہوئی تھی - اس کانفرنس کا سب سے نمایاں کام شہری غیر منقول جائدادوں کے لین دین سے متعلقہ معاہدہ تھا - اس معاہدہ کے مطابق ایک ضابطہ بنایا گیا ہے - لیکن زرعی غیر منقول جائدادوں کے مسئلہ پر کوئی معاہدہ نہیں ہوا ہے - مذکورہ بالا معاہدہ کے خلاف اور پاکستان میں ذمہ دار لیڈروں نے اس بارے میں جو تقریریں کی ہیں - ان کے خلاف لوگوں کے جذبات سے حکومت پوری طرح واقف ہے - لیکن حکومت ہند بھی پاکستان میں چھوڑی ہوئی جائدادوں کی واجبی قیمتیں حاصل کرنے کی اتنی ہی مشتاق ہے جتنے کہ جائدادوں کے مالک خود ہیں - اور ہم دھیان رکھیں گے کہ دونوں ڈومینیوں کے نکاسیوں سے مساوی طور پر منصفانہ سلوک کیا جائے - کراچی کانفرنس میں ہم نے پاکستان حکومت پر زور دیا تھا کہ جائدادوں کے تبادلہ کا معاملہ سرکاری طور پر طے کیا جائے - لیکن پاکستان نے ہماری تجویز نہ مانی - پھر ہم نے بہت کوشش کی کہ جائدادوں کے دلالوں کی انفرادی ایجنسیوں کے علاوہ ایک مشترکہ سرکاری ایجنسی نکاسیوں کی جائدادوں کی فروخت اور تبادلہ کے لئے مقرر کی جائے - لیکن انھوں نے اس پر رضامندی ظاہر نہ کی - اس لئے ہم اپنی ہی ایک علیحدہ سرکاری ایجنسی قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - جو نکاسیوں کو اچھے سے اچھے سودے طے کرنے میں مدد دے گی۔

دفتری اخراجات میں کفایت شعاری - میں نے اس وزارت کا چارج سنبھالنے کے تھوڑی دیر بعد شری کے سنتانم کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی اس کمیٹی کا یہ کام تھا کہ وہ وزارت اور اس سے ملحقہ ان اداروں کے طریق کار کی جانچ پڑتال کرے اور ان کی ازسرنو تنظیم کرنے کے متعلق رپورٹ پیش کرے جو ہنگامی حالات کے ماتحت قائم ہو گئے تھے - اس کمیٹی نے بہت دور رس سفارشات کی ہیں اور کہا ہے کہ بحالیات اور ترقی کا بورڈ وزارت کا ایک شعبہ بنا دیا جائے ہیڈکوارٹر سے قریباً ۱۴۰۰ اشخاص کو تخفیف میں لایا جائے - اس کمیٹی کی سفارشات نافذ کر دی گئی ہیں - در اصل یہ پہلی وزارت ہے - جس نے خود اپنی مرضی سے اتنی زبردست کفایت شعاری دکھائی ہے۔

یہ بھی بتا دینا چاہئے کہ ہم نے عملہ کے اخراجات کے لئے ساڑھے سترہ لاکھ روپے کا اندازہ لگایا تھا - لیکن بجٹ کے تخمینہ میں دس لاکھ روپے کی گنجائش رکھی ہے - تازہ بین المملکتی معاہدہ کی رو سے ہمیں پاکستان میں ٹرسٹی ادارہ قائم کرنا ہے - اس لئے قدرتی طور پر ہمیں کم از کم اتنے روپیہ کی ضرورت تو ہے ہی جتنا ہم نے پچھلے برس خرچ کیا تھا - تاہم میں نے اس امید پر لائیزن ایجنسی قائم کرنے کی تجویز قبول کر لی ہے کہ اس بارے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی اور جب ضرورت پڑی روپیہ مل جائے گا۔

شریمتی وجے لکشمی پنڈت امریکہ میں ہند کی سفیر مقرر کی گئیں - روس میں ہندوستان کی موجودہ سفیر شریمتی وجے لکشمی پنڈت کو یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ میں شری بی راما راؤ کی جگہ ہندوستان کا سفیر مقرر کیا گیا ہے۔

صنعتی معیار بندی کی ہندوستانی کونسل کا اجلاس

ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی کی تقریر

جیسلمیر ہاؤس نئی دہلی میں انڈین سٹینڈرڈز انسٹی ٹیوشن کی جنرل کونسل کے اجلاس میں افتتاحیہ تقریر کرتے ہوئے وزیر صنعت و رسد ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے بتایا کہ حکومت ایک قانون کے ذریعہ ان معیاروں کو منظور کرنے کے معاملہ پر غور کر رہی ہے جو انسٹی ٹیوشن نے تیار کئے ہیں ڈاکٹر مکرجی نے انسٹی ٹیوشن کے منتظموں کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی تحقیقات کے نتائج کو جلد از جلد منظر عام پر لائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسٹی ٹیوشن کے سامنے ایک بہت بڑا کام ہے لیکن ایسی اشیا کی معیار بندی کی ضرورت اور بھی اہم ہے جو غیر ممالک کو بھیجی جاتی ہیں۔ حکومت چاہتی ہے کہ ہندوستانی اشیا دنیا کے بہترین کارخانہ والوں کی اشیا سے کسی طرح گھٹیا نہ ہوں۔ ان کے اعلیٰ ہونے سے ہی ہم غیر ملکی منڈی میں اپنی ساکھ قائم کر سکیں گے اور آمد محاصل میں کمی نہیں ہوگی۔

ڈاکٹر مکرجی نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ مرکز کی طرف سے انسٹی ٹیوشن کی مالی امداد میں اضافہ نہ کیا جا سکا۔ انھوں نے صوبائی اور ریاستی وزرائے اعظم سے اپیل کی کہ وہ انسٹی ٹیوشن کے کام کی اہمیت کو نظر انداز نہ کریں اور کہا کہ اسی کام کی بدولت ملک کی صنعتوں کی ترقی ممکن ہے اور ان کی کوالٹی بہتر ہوگی۔ کچھ صوبوں کی طرف سے اس کا خاطر خواہ جواب ملا ہے اور امید ہے کہ ملک کے کارخانہ دار اس پر دھیان دینگے۔

اجلاس میں انسٹی ٹیوشن کے لئے آنے والے سال کے عہدیداروں کا انتخاب بھی ہوا۔ جنرل کونسل نے ڈاکٹر کے مالیس کرشنا کو صدر اور ڈاکٹر ایل سی جمری والا کو نائب صدر چنا۔ اگلے سال کا مالی بجٹ بھی منظور کیا گیا اور ۱۹۴۸-۴۹ء کے تخمینے پر نظر ثانی بھی کی گئی۔

انسٹی ٹیوشن نے حسب ذیل اشیا کے بارے میں جو معیار تیار کئے ہیں کونسل کی طرف سے انھیں منظوری دی گئی۔

رسالوں کی طباعت کی کالم بندی اور صفحہ بندی۔ سوت سے بنے ہوئے کپڑے کے سکڑنے کے عمل کی جانچ۔ اور تیار شدہ رنگ و روغن میں رنگ کی آمیزش۔

جنگل بانی کے مسائل کو حل کرنے کی ضرورت

آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو کا پیغام

نئی دہلی ۲۸ مارچ ۱۹۴۹ء سے ایشیا اور بحر الکاہل کے ملکوں کی جنگل بانی اور عمارتی لکڑی کے استعمال کے متعلق جو کانفرنس میسور میں شروع ہو رہی ہے اس کے نام ہند کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے حسب ذیل پیغام بھیجا ہے۔

"چونکہ پارلیمنٹ میں میری موجودگی ضروری ہے اس لئے مجھے افسوس ہے کہ "ایف اے او" کے ڈائرکٹر جنرل نے ایشیا اور بحر الکاہل کے ملکوں کی جنگل بانی اور عمارتی لکڑی کے استعمال کی کانفرنس کا افتتاح کرنے کی مجھے جو دعوت دی میں اسے قبول نہ کر سکا۔ مجھے اس کے مسائل سے بیحد دلچسپی ہے۔ اور جنگلات کے تحفظ کو بہت اہمیت دیتا ہوں۔ جنگل بانی کے کثیر مسائل مشرق کے لوگوں بلکہ تمام دنیا کو دعوت فکر دے رہے ہیں۔ اگر دنیا کو زندگی بسر کرنے کا ایک بہتر مقام بنانا ہے تو ان مسائل کو حل کرنا ہی پڑے گا۔ چونکہ تمام ممالک کے بنیادی مسائل یکساں ہیں۔ اس لئے مجھے بھروسہ ہے کہ یہ کانفرنس جنگل بانی کے متعلق نہ صرف دنیا بھر کے علم اور تجربہ کار کو یک جا کرے گی بلکہ مشرقی ممالک کے جنگل بانوں کو متحد اور جنگل بانوں کے بھائی چارے کو مضبوط اور اس رشتہ و دوستی کو جو اس کانفرنس میں شریک ہونے والی قوموں میں اب بھی پایا جاتا ہے استوار کرے گی۔" میں کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

اہم صنعتوں کیلئے منصوبہ بندی

(بسلسلہ صفحہ ۳۰۶)

مسلسل کوششیں کیں۔ آج حکومت کو مختلف نقطۂ نظر سے واقعات اور حالات کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر حکومت صنعتی ترقی چاہتی ہے تو حکومت کو چاہئے کہ جو صنعتیں حکومت سے مدد کی طلبگار ہوں انھیں حکومت مدد دے۔ ممکن ہے کہ ہم بعض جگہ ناکام رہیں۔ لیکن ہمیں ان کمیوں سے خبردار کیا جائے تو ہم انھیں دور کرنے کی کوشش کرینگے۔ مجھے امید ہے کہ آنے والے سال میں تمام متعلقہ لوگوں کے اشتراک سے ہم ترقی کی راہ پر گامزن ہونگے۔

ہندوستانی ہوائی بیڑے کا شاندار ماضی اور روشن مستقبل

سولھویں سالگرہ کے موقعہ پر گزشتہ قربانیوں اور کامیابیوں کا تذکرہ

ہندوستانی ہوائی بیڑے کی سولھویں سالگرہ کی تقریب یکم اپریل کو منائی جائے گی۔ سیکن کمیٹی کی سفارش پر سب سے پہلے ۱۹۲۶ء میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ ہندوستان کی اپنی ہوائی فوج بنائی جانی چاہیئے۔ اس کے بعد ۱۹۳۳ء میں کراچی میں ہوائی فوج کا پہلا دستہ قائم کیا گیا اور اس نے پہلی اڑان کرکے معمولی سی ابتدا کی تھی ۱۹۳۹ء میں پہلا ہوائی دستہ پورے ساز و سامان سے لیس ہو چکا تھا اور شمال مغربی سرحد پر فوجی نقل و حرکت کی اڑانیں کرکے کافی تجربہ بھی حاصل کر چکا تھا۔ دوسری عالمگیر جنگ چھڑ جانے پر یہ احساس روز مرہ بڑھتا گیا۔ کہ شائد آخرکار سارا ایشیا ہی جنگ کی لپیٹ میں آجائے گا۔ اس لئے ہندوستانی ہوائی بیڑے کو بڑی تیزی سے ترقی دینے کے منصوبوں کو فوراً عملی جامہ پہنایا گیا۔ اور ۱۹۴۰ء تک بمبئی، کلکتہ، مدراس، کوچین اور کراچی میں ساحلی تحفظ کے لئے اڑانیں شروع ہو چکی تھیں۔ یہ اڑانیں والنٹیر ریزرو کے افسر کرتے تھے۔ جن میں زیادہ تعداد ہندوستانیوں کی تھی۔ ہندوستان کے تین ہزار میل لمبے ساحل کی حفاظت کرنے کا کام ان کے سپرد کیا گیا تھا۔

برما میں فوجی نقل و حرکت۔ سور گباشی ونگ کمانڈر کے۔ کے۔ موزمدار (جو اُس وقت سکواڈرن لیڈر تھے) کی زیر کمان نمبرا سکواڈرن نے جاپان کے خلاف جنگ میں حصہ لینا شروع کیا۔ اور اس نے برما کی جنگی نقل و حرکت کے پہلے کے تک دور میں اتحادی فوجوں کو فضائی پناہ بہم پہنچائی۔ ۱۹۴۲ء اور ۱۹۴۳ء میں جو دیگر ہوائی دستے قائم کئے گئے تھے۔ انھوں نے بھی برما کی جنگ کے دوسرے دور میں نمایاں حصہ لیا۔

۱۹۴۵ء تک ہندوستانی ہوائی بیڑہ کئی گنا بڑھ چکا تھا اور جدید مشینوں سے مسلح کیا جا چکا تھا۔ اس وقت دو سکواڈرن ڈی۔ وی قسم کے ڈائیو بمبار ہوائی جہاز استعمال کر رہے تھے۔ پانچ ہری کین فائٹر اور دیگر ہوائی جہاز دیکھ بھال کی اڑانیں کرنے اور زمینی حملوں کا کام کر رہے تھے۔ ہندوستانی ہوائی بیڑے کے دستوں نے چودھویں فوج کو امپھال سے مانڈلے اور رنگون تک دشمن کو پیچھے دھکیلنے کے تاریخی کارنامہ میں زبردست امداد بہم پہنچائی۔ اور اراکان کی جنگ میں بوتھیڈانگ، مانگڈا، اکیاب، مانبون، کانکاؤ اور رامڑی کے مقامات پر فتوحات حاصل کرنے میں بہت اہم کام سرانجام دیا۔

شاندار کارنامے اور تجربے۔ ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۵ء میں ہندوستانی بیڑے کے دستوں نے بڑی کامیابی سے جنگی حکمت عملی، فضائی حملوں اور بمباری کے سینکڑوں معرکے سر کئے دلدل، چیر تنگی اور مچھروں سے بھرپور جنگلوں پر ڈی ڈی ٹی چھڑکی اراکان کے ساحل کے ساتھ ساتھ فوجوں کو خشکی اور سمندر میں اترنے کا موقعہ دینے کے لئے دھوئیں کے بادل پھیلائے۔ اور فوجوں کے لئے فضا سے رسد گرانے والے ہوائی جہازوں کی رہبری کی۔ اس کے علاوہ ہندوستانی ہوائی بیڑے کے بہت سے ملازموں کو ہندوستان اور سمندر پار ممالک میں شاہی ہوائی بیڑے کے ساتھ شامل کیا گیا۔ کئی ہندوستانی ہوابازوں نے دشمن کے مقبوضہ یوروپی علاقوں پر حملہ کرنے والی فضائی مہموں میں بھی حصہ لیا۔

دوسری عالمگیر جنگ میں ہندوستانی ہوائی بیڑا مہم سے واپس آنے پر اپنی توسیع و ترقی کے کام میں مشغول ہو گیا ہر ایک قابل تعریف معرکہ اور انعام حاصل کرنے والے کام کے لئے ہندوستانی دستوں کو بڑی بھاری قربانی کرنی پڑی تھی۔ لیکن میدان جنگ میں ان کو جو تجربہ حاصل ہوا

تھا۔ وہ بعد میں ہنگامی اور شدید قومی ضرورت کے موقعوں پر نہایت درجہ اور نمایاں طور پر سود مند ثابت ہوا۔

اپریل ۱۹۴۶ء میں سپٹ فائر ہوائی جہازوں کے سکواڈرن نمبر ۴ کو ہندوستانی فوج کے چند مشہور دستوں کے ہمراہ جاپان پر قبضہ رکھنے والی برطانوی دولت مشترکہ کی فوج میں شامل کرنے کے لئے منتخب کیا گیا۔ یہ پہلا موقعہ تھا جب ایک پورے ہندوستانی سکواڈرن نے برطانیہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، اور امریکہ کی فضائی فوجوں کے ہمراہ کسی سمندر پار کے ملک پر قبضہ کرنے کے مشکل کام میں حصہ لیا۔

ہندوستان کی تقسیم ہو جانے سے شاہی ہندوستانی ہوائی بیڑے میں ایک ٹرانسپورٹ اور سات لڑاکے سکواڈرن رہ گئے۔ پیشتر اس کے کہ از سر نو تنظیم کے لئے مؤثر اقدامات کئے جاتے۔ اس بیڑے کے محدود ذرائع پر ایک غیر متوقع بار آ پڑا اور اسے پاکستان سے پناہ گزینوں کو نکال لانے کا کام سونپا گیا۔

کشمیر میں معجزہ۔ ہندوستانی ہوائی بیڑے نے وادئ کشمیر کو لٹیرے حملہ آوروں کی دستبرد سے بچانے کا معجزہ کر دکھایا۔ اور ساری مہم کے دوران میں یہ بے حد سرگرم اور مصروف عمل رہا۔ ناموافق فضائی حالات کے باوجود ہندوستانی ہوائی بیڑے نے بعض سب سے زیادہ مشکل کام کامیابی سے سرانجام دئیے۔ مثلاً پونچھ کے محصور شہر میں سے تین ہزار فاقہ کش پناہ گزینوں کو نکال کر لایا گیا۔ بہت بڑی بلندیوں پر پرواز کرنے کی مناسب سہولتیں میسر نہ ہونے کے باوجود ہزاروں ٹن رسد اور فوجوں کو لیہ کی وادی میں پہنچایا گیا۔ اور بارہ ہزار فٹ سے زائد بلندیوں پر بڑی عجلت میں اور ضرورت پڑنے پر چھوٹے چھوٹے ہوائی اڈوں پر ہوائی جہازوں کو اتارا گیا۔ ابھی کشمیر میں جنگ جاری تھی۔ کہ ہندوستانی ہوائی بیڑے کو حیدرآباد میں "پانچ روزہ پولیس کارروائی" کے دوران میں فوجوں کو بڑی بھاری امداد بہم پہنچانی پڑی۔

توسیع کے منصوبے۔ ہندوستانی ہوائی بیڑے کو آئندہ توسیع و ترقی دینے کے منصوبے تیار کئے گئے ہیں۔ فضائی ہیڈ کوارٹر کی توسیع کی اسکیم میں سابقہ تنظیمی سٹاف، فضائی سٹاف اور عملہ میں فنی اور رسد رسانی کا سٹاف حال ہی میں بڑھایا گیا ہے۔ پالم کا آپریشنل گروہ ہندوستانی ہوائی بیڑے کی سرگرمیوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ اور بنگلور کا تربیتی گروپ فضائی عملہ اور زمینی عملہ کو تربیت دیتا ہے۔ ان کے علاوہ ہوائی بیڑے کا ایک اور مرکزی ادارہ بھی ہے جس میں ہوائی جہازوں اور میکانیکی ٹرانسپورٹ کو جوڑنے، اوورہال کرنے، مرمت اور آزمائش کرنے کا کام کیا جاتا ہے۔

چیدہ افسروں کو زیادہ اعلےٰ تربیت کے لئے برطانیہ بھیجا جا رہا ہے۔ اور ہوائی فوج کو مزید توسیع دینے کے لئے ایک خاص بھرتی کرنے کی ایجنسی قائم کی گئی ہے۔ ہوائی بیڑے کے افسروں کو تعلیم دینے کے لئے اسٹاف کالج کھولا جا رہا ہے۔ ان کے لئے ایک خاص جماعت آئندہ مئی سے ملٹری اسٹاف کالج میں کھولی جائے گی۔ چیدہ افسروں اور ہوابازوں کو مزید اعلےٰ فنی تعلیم دینے کے لئے ایک کالج کھولنے کی اسکیم زیر غور ہے۔ ہندوستانی ہوائی بیڑے نے پچھلے دنوں برطانیہ سے جٹ سے چلنے والے تین ویمپائر لڑاکے ہوائی جہاز حاصل کئے ہیں۔ جن میں اس وقت سب سے زیادہ تیز چلنے والے ہوائی جہازوں کی مشینیں لگی ہوئی ہیں۔ لیکن دوسرے ممالک کے مقابلہ میں ہندوستانی ہوائی بیڑا ابھی تک بہت چھوٹا ہے۔ کم از کم موجودہ ہوائی بیڑا سارے ہند کے وسیع براعظم کے بچاؤ کے لئے ناکافی ہے۔ لیکن یہ ایک مضبوط اور ٹھوس بنیاد ضرور ہے۔ ملک کی خواہش اور مالی تقاضے کے مطابق زیادہ بڑا ڈھانچہ کھڑا کیا جا سکتا ہے۔

اگر سابقہ حالات کو مستقبل کا آئینہ دار سمجھا جائے، تو ہمارے ملک کے ہوائی بیڑے جس کی عمر اس وقت سولہ برس ہے، کا ریکارڈ ایسا ہے کہ ہم مستقبل کو امید اور بھروسے کی نظروں سے دیکھ سکتے ہیں۔



۲۲ مارچ کو برطانیہ کے سابقہ وزیر خارجہ مسٹر انیتھونی ایڈین
نے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو سے ملاقات کی۔

پلوودل

اندازہ ہے کہ
کی وجہ سے ضائع
اگر سارے اناج
ملک کی فصلوں
ادارہ قائم کیا
کی حفاظت کرنے
مہم کے لیے ٹیک
اور بیماریوں
میں وائیں، اوپر
(درمیان) دائیں
نیچے ۔ گھمس سے
تباہ ہوئی











ت کے لئے کل ہند ادارے کی سرگرمیاں

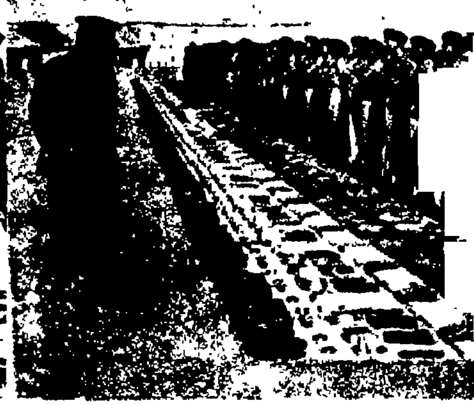
ان کی زرعی پیداوار کا بیس فی صدی حصہ پودوں کی بیماریوں اور وباؤں
ام طور پر اسی لاکھ ٹن اناج ہر سال ایسی وباؤں کی نذر ہو جاتا ہے ۔
حصے کو بچا لیا جائے تو ہمیں غیر ممالک سے اناج نہ منگوانا پڑے
یسی وباؤں سے بچانے کے لئے آج سے دو سال پہلے ایک مرکزی
ا مقصد یہ ہیں ٹڈی، گردی، کالا روگ اور پرندوں وغیرہ سے پودوں
پودوں کی حفاظت کے ادارے قائم کرنے میں مدد دینا۔ علاقہ وار
ملے اور وباؤں کی روک تھام کرنے والی دوائیں مہیا کرنا اور وباؤں
صوبائی حکومتوں کے لئے ایک صیغہ اطلاعات کا کام کرنا۔ تصویروں
ری سے پودوں کو محفوظ رکھنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔
ں کے دانے اور بائیں طرف گردی سے خراب ہوئے گیہوں کے دانے۔
لوؤں کے پودوں پر دوائی چھڑکی گئی ہے۔ بائیں (اوپر) کالا روگ سے
ے سے بچنے کے لئے آلوؤں کے پودوں پر دوائی چھڑکی گئی ہے۔



۱۹ مارچ کو جھنگڑ میں یوم جھنگڑ منایا گیا۔ ایک سال پہلے اسی دن جھنگڑ کو حملہ آوروں کے پنجے سے آزاد کرایا گیا۔ اس موقعہ پر بریگیڈیئر عثمان کی یادگار پر شیخ محمد عبداللہ پھولوں کے ہار چڑھا رہے ہیں۔ (نیچے) دائیں، جودھپور میں جنرل شری نگیش اُس گارڈ آف آنر کا معائنہ کر رہے ہیں جو اس موقعہ پر انہیں جودھپور لانسرس نے پیش کیا۔ نیچے (بائیں) بیکانیر میں لفٹیننٹ جنرل شری نگیش اوٹ پر سوار فوج کے ایک کیمل یونٹ کا معائنہ کر رہے ہیں۔









یکم اپریل سنہ ۱۹۴۹ء کو ہندوستانی ہوائی بیڑے کو وجود میں آئے سولہ سال ہوئے اور اس دوران میں اس نے ناقابل فراموش کارنامے انجام دیئے تصویر میں (بائیں سے دائیں) ایئرکموڈور آر۔ ایچ۔ ڈی۔ سنگھ۔ ایئرکموڈور اے۔ ایم۔ انجینئر، ڈی۔ ایف۔ سی ائیر وائس مارشل ایس۔ مکرجی، او۔ بی۔ ای۔ کمانڈر انچیف رائل انڈین ایئر فورس۔ ایئرکموڈور نریندرا اور ایئرکموڈور ڈی۔ اے۔ آر۔ نندا۔

عوام کی خدمت کے لئے وزارت تجارت کی سرگرمیاں

شری ڈیسائی سے ریڈیو پر بات چیت

آل انڈیا ریڈیو دلی سے وزارت تجارت کے سیکرٹری شری سی سی ڈیسائی نے ایک انٹرویو میں بتایا۔ کہ غیر ملکوں سے ہندوستانی تجارت کو بڑھانا اس تجارت کو باضابطہ بنانا اور ہندوستان کی جہازرانی کو ترقی دینا وزارت تجارت کی خاص سرگرمیاں ہیں۔ اعداد و شمار کمپنی و انشورنس، اور روشنی کے بحری مینارہ سے لے کر تاوان کی وصولی اور غیر ممالک میں تجارتی نمایندوں کے اہتمام تک کے لئے تفصیلات کے دفاتر ہیں۔

شری ڈیسائی نے کہا۔ کہ تجارت بجائے خود مقصد نہیں ہے بلکہ حصول مقصد کا ایک ذریعہ ہے۔ ہند سرکار کا مسلک یہ ہے۔ کہ لوگوں کے معیار زندگی کو بہتر بنایا جائے۔ وزارت تجارت اپنی پالیسی طے کرتے وقت مختلف مشاورتی کونسلوں سے صلاح مشورہ لیا کرتی ہے۔ ان کونسلوں میں تجارتی اور صنعتی مفاد کے طبقوں کے نمایندے شریک ہیں۔ جہاں تک ہمارے دائرہ عمل کا تعلق ہے ہم اس بات کے لئے کوشاں ہیں۔ کہ ہم عوام کی حکومت عوام کے ذریعہ اور عوام کے مفاد کے اصول پر گامزن ہوں۔

دوسری وزارتوں سے تعاون و ارتباط انہوں نے بتلایا وزارت تجارت کو اپنے کام کے لئے صنعت و رسد اور مالیات کی وزارتوں سے صلاح مشورہ کرنا پڑتا ہے۔ ہندوستانی صنعتوں کے تحفظ کے لئے وزارت تجارت ٹیرف بورڈ کی سفارشات کو پیش نظر رکھتی ہے ان سفارشات کی تعمیل سے بیشتر وزارت صنعت و رسد اور وزارت مالیات کی رائے حاصل کی جاتی ہے۔ اسی طرح درآمد اور برآمد کی پالیسی کے لئے کئی اور وزارتوں سے بھی مشورہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ متعلقہ مسائل کی مشترکہ طور پر جانچ کی جا سکے۔ مزید تجارت اور بیوپار کی عام امداد کے لئے بنیادی ذمہ داری ہونے پر وزارت تجارت خود بھی ضروری اقدام کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں بیوپاری پبلسٹی کی مثال خاص طور پر قابل ذکر ہے جس ... تجارت کے اعداد و شمار بھی شائع کئے گئے ... روداد

غیر ملکوں میں ہندوستانی اشیا کی نمائش کی گئی معاشی اعداد و شمار کا تجزیہ کیا گیا۔ اور غیر ملکوں میں تجارتی نمایندگی کا اہتمام کیا گیا۔

تجارتی نمائندے غیر ملکوں کے لئے ہندوستانی نمایندوں کا انتخاب ایک کمیٹی کے ذمہ ہے۔ جس میں وزارت تجارت اور وزارت امور خارجہ کے نمائندے موجود ہیں۔ غیر ملکوں میں عہدے سنبھالنے سے پیشتر امیدوار افسروں کو وزارت تجارت میں پوری تربیت دی جاتی ہے غیر ممالک میں ہمارے تجارتی قونصل خانے اور ٹریڈ کمشنر درآمد اور برآمد کی تجارت کے ضروری مطلبوں کے لئے ہندوستانی بیوپاریوں کی امداد کرتے ہیں۔ آج کل یورپ کے سات ملکوں میں مغربی نصف کرے کے پانچ ملکوں میں ایشیا کے گیارہ ملکوں میں آسٹریلیا میں ایک اور افریقہ میں دو ہندوستان کے تجارتی یا قنصلی نمایندے ہیں۔ ہندوستان نے امریکہ مقبوضہ جرمنی کے برطانوی علاقے۔ جاپان اور یوگوسلاویہ سے تجارتی معاہدے بھی کئے ہیں مزید ممالک سے معاہدوں کے لئے آج کل گفت و شنید ہو رہی ہے۔ ایسے معاہدوں کا بڑا مقصد یہ ہے۔ کہ ہم وہ اشیا حاصل کر سکیں جن کی ہمیں اشد ضرورت ہے۔ مثلاً مشینیں اناج، خام صنعتی مال وغیرہ ان کے بدلے ہم متعلقہ ملکوں کی ضرورت کا خام مال بھیجتے ہیں ان معاہدوں کے ذریعہ ہندوستانی اشیا کے لئے نئی منڈیاں بھی تلاش کی جاتی ہیں۔ چونکہ ہمارے پاس ڈالر کی قلت ہے۔ اس لئے ہم امریکہ جیسے ملکوں سے زیادہ تعداد میں ضروری اشیا نہیں منگوا سکتے۔ تجارتی معاہدوں کی بدولت ہم ضروری اشیا فراوان کرنسی کے علاقوں سے منگوا سکتے ہیں

درآمد اور برآمد کی تجارت پر کنٹرول تجارت برآمد کے کنٹرول کے لئے دو بنیادی باتیں ہیں (۱) ہمارے ہاں جن اشیا کی فراہمی کم ہے۔ یا محدود ہے ان کے بارے میں غیر محدود برآمد گوارا نہیں ہو سکتی (۲) ڈالر کی کمی کی وجہ سے ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی اشیا کو ... کرنسی کے علاقوں ... ہمیں پھر بھی ہند سرکار کی کوشش یہی ہے

کہ برآمدی تجارت کے لئے بھی کم سے کم پابندیاں عائد کی جائیں۔ دنیا کی منڈیوں میں دن بدن تجارتی مقابلہ بڑھ رہا ہے۔ اس کا سامنا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہندوستانی تاجروں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بنایا جائے۔ تجارت برآمد کو آسان بنانے کے لئے وزارت تجارت کئی اور اقدام بھی کر رہی ہے۔ غیر ملکی منڈیوں کی اطلاعات بہم پہنچانے کے لئے خاص رسالے وغیرہ شائع کئے جاتے ہیں۔ غیر ملکوں میں ہندوستانی اشیا کی نمائشوں کا اہتمام کیا گیا۔ غیر ملکی تجارت کے خاص مسائل کے مطالعہ کے لئے ایک مشیر معاشیات متعین ہے۔

مرکزی اور صوبائی حکومتیں عام طور پر وزارت تجارت غیر ملکی تجارت اور بیوپار کے مسائل کو حل کرتی ہے۔ اور صوبائی محکمے ملکی بیوپار اور تجارت کے مسائل حل کرتے ہیں۔ صوبائی محکموں کو غیر ملکی تجارت کی پالیسی پر کوئی اختیار نہیں۔ اس کے برعکس مرکزی وزارت انشورنس اکونٹسی جائنٹ اسٹاک کمپنیز تجارتی منڈیوں وغیرہ کے معاملوں کی نگرانی کرتی ہے۔ تاکہ انہیں ایک کل ہند سطح پر رکھا جائے۔

جہاز رانی کی ترقی مسٹر ڈیسائی نے بتایا کہ اس وقت سب سے اہم کام یہ ہے۔ کہ ہندوستانی جہازوں کی تعداد بڑھائی جائے۔ شپنگ پالیسی کمیٹی نے یہ سفارش کی تھی کہ ہندوستان کے پاس کم از کم اتنے جہاز ہونے چاہئیں کہ بیس لاکھ ٹن مال کی لدائی ہو سکے۔ اس سے ہم پانچ سات سال کے اندر اپنی ساری ساحلی اور آدھی غیر ملکی تجارت کو بھگتا سکیں گے۔ بحالات موجودہ نئے جہاز کے حاصل کرنے میں بہت سی مشکلات کا سامنا ہے۔ جنگ کے آخیر میں ہندوستانی جہازوں میں ایک لاکھ ٹن مال کی لدائی کی گنجائش تھی۔ اب یہ تین لاکھ ٹن ہے۔ حکومت نے جہاز رانی کی امداد کے لئے کچھ شپنگ کارپوریشن قائم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ ان میں سے ایک کارپوریشن عنقریب قائم کر دی جائے گی۔

ہندوستان کی دو سرکردہ جہاز ران کمپنیوں کی طرف سے اب ہندوستان سے برطانیہ اور براعظم یورپ تک باقاعدہ سروس جاری ہے۔ ایک کمپنی کی باقاعدہ سروس امریکہ تک بھی ہے۔

ساحلی تجارت آج کل کنٹرول کے ایک جامع طریقہ کے ماتحت ہے۔ حکومت کو یہ اختیار ہے۔ کہ ہماری ساحلی تجارت میں کام کرنے سے غیر ممالک کے کسی بھی نئے جہاز کو خارج کر دے۔ تاہم ملکی ضرورت پیش نظر کچھ پرانی برطانوی کمپنیوں کے جہازوں کو تجارت کی اجازت دی گئی ہے۔ عارضی طور پر پاکستان کے کچھ جہاز بھی ہمارے ساحل پر لدائی کرتے ہیں۔

قومی تحفظ کا انتظام

۲۶ مارچ کو گزٹ آف انڈیا میں ایسے قواعد شائع کئے گئے ہیں۔ جن کے ذریعہ سرکاری ملازمین کے اعتماد اور حکومت سے وفاداری کو پایۂ یقین تک پہنچاتے ہوئے قومی مفاد کا تحفظ مقصود ہے۔ ان کے مطابق مرکزی حکومت کو اختیارات دئے گئے ہیں۔ کہ اگر کوئی سرکاری ملازم تخریبی کارروائیوں میں حصہ لے یا ان سے اس طرح تعلق رکھے کہ اس کے اعتماد کے متعلق شبہ پیدا ہو تو اس کو ریٹائر کر دیا جائے۔

ان قاعدوں کا نام "سول سروسز (قومی تحفظ کے مفاد) کے قواعد ۱۹۴۹ء" ہوگا۔ ان کے مطابق جو سرکاری ملازم ریٹائر ہوگا اسے وہ پنشن۔ معاوضہ یا پراویڈنٹ فنڈ دیا جائے گا۔ جو اسے ملازمت سے علیحدگی پر ملتا۔

لیکن ان قواعد کے مطابق کسی آدمی کو اس وقت تک ریٹائر نہیں کیا جائے گا۔ جب تک کہ ڈیپارٹمنٹ کے بڑے افسر یا گورنر جنرل کو اس بات کا یقین نہ ہو جائے۔ کہ اس آدمی کا سرکاری ملازمت میں رہنا قومی تحفظ کے مفاد کے خلاف ہے۔ جب اس قسم کی ضرورت ہو۔ تو سرکاری ملازم کو مقررہ تاریخ سے رخصت پر جانا ہوگا اور اسے اس بات کا معقول موقعہ دیا جائے گا کہ وہ یہ وجہ پیش کرے کہ اس کے خلاف کارروائی کیوں نہ کی جائے۔ وہ جو عذر پیش کرے گا۔ اس پر آخری حکم سے قبل غور کیا جائے گا۔ مگر یہ حکم گورنر جنرل کی اجازت کے بغیر صادر نہیں کیا جائے گا۔

ان قواعد کے مطابق جو احکامات صادر کئے جائیں۔ ان کے متعلق فیڈرل پبلک سروس کمیشن سے کوئی مشورہ نہیں کیا

ہندسرکار کی صنعتی پالیسی

وزارت صنعت ورسد کے سیکریٹری سے ریڈیائی انٹرویو

وزارت صنعت ورسد کے سیکریٹری نے آل انڈیا ریڈیو سے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ حکومت نے ملکی صنعتوں کو قومی بنانے کے متعلق کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا جس کا مقصد موجودہ کارخانوں کو سرکاری اختیار میں لینا ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان آج ایک ایسے مقام پر ہے جسے ہم صنعتی انقلاب کا آغاز کہہ سکتے ہیں۔ امید ہے۔ کہ اس سال کے آخر میں فولاد کے نئے کارخانے قائم کردئے جائیں گے۔ چونکہ وزارت کو کم ملنے والی اشیا کی تقسیم اور معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے زیادہ صنعتی مال تیار کرنے کا اہتمام کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے وزارت کو کئی قسم کی غیر سرکاری مشاورتی جماعتوں کی امداد حاصل کرنی ہوتی ہے۔ تاکہ حکومت ایسی پالیسی وضع کرتے وقت مختلف طبقوں کے مفاد کو پیش نظر رکھ سکے۔

"عوام کی حکومت" کے سلسلہ میں آل انڈیا ریڈیو دہلی سے ایک بیان دیتے ہوئے وزارت صنعت ورسد کے سیکریٹری شری ایس۔ اے وینکٹارمن نے کہا۔ کہ حکومت نے ملکی صنعت کو قومی بنانے کے متعلق کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا جس کا مقصد موجودہ کارخانوں کو سرکاری اختیار میں لینا ہو۔ حکومت کی منشا صرف یہ ہے۔ کہ مستقبل میں مناسب مرحلہ پر حکومت خود کچھ صنعتوں کی ترقی کے لئے پہل کرے۔ لیکن ایسی حالت میں بھی جہاں ضروری ہو۔ حکومت بھی کارخانہ داروں سے اشتراک عمل کرے گی۔

انہوں نے کہا کہ ہندوستان آج ایک ایسے مقام پر ہے جسے ہم صنعتی انقلاب کا آغاز کہہ سکتے ہیں۔ اٹھارھویں صدی کے وسط تک ہندوستان مکمل طور پر خود کفیل تھا۔ لیکن تب اس کی آبادی بھی تیرہ کروڑ سے زیادہ نہ تھی۔ اور معیار زندگی بھی آج سے مختلف تھا۔ آج ہندوستان میں اس سے تین گنا آبادی ہے۔ اور ہماری ضرورتیں بہت بدل چکی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض قسم کا خام مال ہندوستان میں کثرت سے دستیاب ہوتا ہے۔ لیکن غیر ممالک سے خام یا تیار مال منگوائے بغیر ہمارا گذارہ بھی نہیں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ کوئی بھی ملک مکمل طور پر خود مکتفی ہونے کی امید نہیں کر سکتا۔

مرکزی حکومت کے صنعتی منصوبوں کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ اب ہندسرکار بہت جلد کچھ منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے والی ہے۔ منصوبوں کی تشکیل کے لئے بہتر سے بہتر ٹیکنیکل صلاح کاروں کی امداد حاصل کی گئی ہے۔ تاکہ ہماری مساعی بیکار اور ناکام ثابت نہ ہو۔ اس کے لئے ہمیں قدرتی طور پر غیر ملکی صلاح کاروں کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ فولاد کی صنعت کے بارے میں ہمیں حال ہی میں اپنے صلاح کاروں کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ اور امید ہے۔ کہ اس سال کے آخر میں فولاد کے نئے کارخانے قائم کردئے جائیں گے۔ بجلی کا بھاری سامان، ریڈیو کا سامان، مشینی آلے، پنسلین اور دیگر اہم دواؤں کی تیاری کے لئے بھی اگلے چند مہینوں میں کام شروع ہو جائے گا۔ نئے منصوبوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جن سے مستقبل قریب میں آمدنی حاصل ہونی شروع ہو جائیگی۔ نئے منصوبوں کے اخراجات ہفتوں یا مہینوں میں ختم نہیں ہو جائیں گے۔ بلکہ ان کی تکمیل کے لئے کافی وقت اور روپیہ کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کہا۔ کہ پچھلے چند سال میں محض کاغذی نقشے ہی تیار نہیں کئے گئے۔ بلکہ ملک کے کارخانہ داروں نے کیمیاوی اشیاء، دوائیں، مصنوعی ریشم، بجلی کی ہلکی اشیا اور سادہ قسم کے مشینی آلوں کی تیاری میں کافی ترقی بھی کی۔ لڑائی کے دنوں میں حکومت نے بھی

اہم صنعتی کاموں کو شروع کیا تھا وہ بھی کافی حد تک پایۂ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ سندری میں کھاد تیار کرنے والا کارخانہ اگلے سال کے وسط میں پیداوار شروع کر دے گا۔ اس کارخانہ کی بدولت ہندوستان میں اناج کی پیداوار میں دس لاکھ ٹن کا سالانہ اضافہ ہوگا۔ اگلے سال کے آخر میں ہندوستان ایئر کرافٹ فیکٹری پہلا ہندوستانی ہوائی جہاز تیار کر لے گی۔ یہ فیکٹری بنگلور میں واقع ہے۔ ساؤ سویز سے آسٹریلیا تک کے علاقے میں اپنی نظیر آپ ہے۔ بڑے پیمانے کی صنعتوں میں ملک کو اور بھی کامیابی ہوئی ہے۔ اس وقت ہندوستان میں تیار شدہ دو بحری جہازوں سے کام لیا جا رہا ہے۔ ہندوستان میں تیار شدہ سڑک کوٹنے والے بھاپ اور ڈیزل سے چلنے والے انجن بھی اپنا کام کر رہے ہیں۔ دیہات کے معاشی نظام کو برقرار رکھنے کے لئے حکومت کی طرف سے چھوٹی صنعتوں اور دستکاریوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔

تحفظ ٹیرف اور صنعتی کنٹرول کے بارے میں حکومت کی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے شری وینکٹا رمن نے کہا کہ ٹیرف اور تحفظ کی تدابیر سے حکومت کو صرف صنعتوں کے کام کو تیز کرنا اور انہیں ترقی دینا مقصود ہے۔ صنعتی کنٹرول چند ضروری اشیاء مثلاً فولاد، کوئلہ، کپڑے، نمک اور کاغذ کی موجودہ قلت کا نتیجہ ہیں۔ حکومت اس قلت کو بہتات میں بدلنے کے لئے ہر وقت کوشاں ہے۔

شری وینکٹا رمن نے کہا کہ وزارت صنعت و رسد کا بھی عوام کی حکومت کے نظریہ پر مبنی ہے۔ وزارت کو کم ملنے والی اشیاء کی تقسیم اور معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے زیادہ صنعتی مال تیار کرنے کا اہتمام کرنا ہوتا ہے۔ اس کام کے لئے وزارت کو کارخانہ داروں اور صارفین کے مسائل کو معلوم کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اسی لئے ہم کئی قسم کی غیر سرکاری مشاورتی جماعتوں کی امداد حاصل کرتے ہیں۔ تاکہ حکومت اپنی پالیسی وضع کرتے وقت مختلف طبقوں کے مفاد کو پیش نظر رکھ سکے۔

جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ وزارت صنعت و رسد صنعت کو ترقی دینا اور تمام سرکاری محکموں کی جن میں فوج بھی شامل ہے ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔ صنعت و رسد کا ڈائرکٹر جنرل دونوں کاموں کے لئے انتظامیہ ادارے کے فرائض سر انجام دیتا ہے۔ ملک اور غیر ممالک سے آج کل وزارت کی طرف سے ہر سال بارہ کروڑ کا سامان خریدا جاتا ہے۔

وزارت کا ایک اور اہم کام فالتو سامان کو فروخت کرنا ہے۔ ... کے آخر تک ہم نے ایسے سامان کی فروخت سے ایک ارب پینتیس کروڑ اٹھارہ لاکھ روپے کی رقم وصول کی۔

دہلی میں ملیریا کی انسدادی تدابیر کی کامیابی

ملیریا انسٹی ٹیوٹ دہلی کی سال ۱۹۴۷ء کے بارے میں سالانہ کارگذاری رپورٹ ابھی ابھی شائع ہوئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ سال ۱۹۴۶ء میں ملیریا کے انسداد کے لئے جو اسکیم جاری کی گئی تھی۔ اس سے نہایت مؤثر نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ رپورٹ میں لکھا ہے کہ اس سکیم کے ماتحت جو اقدامات کئے گئے وہ عوام میں بہت مقبول ہو گئے ہیں۔ دہلی کے شہری علاقوں میں اس سال ملیریا کے حملہ میں مزید کمی واقع ہو گئی۔

کوئلہ کی کانوں کے علاقہ میں ملیریا کا انسداد کرنے والے ادارہ کی سرگرمیوں کو ہزاری باغ کی کانوں میں جاری کیا گیا۔ اس وقت تک چھ کانوں میں اس ادارہ کی شاخیں کھولی گئیں۔ یہ چھ کانیں ملک کی کوئلہ کی کل پیداوار کا نوے فیصدی کوئلہ پیدا کرتی ہیں۔ کونگ میں بھی ملیریا کے انسداد کا ادارہ قائم کیا گیا۔ ... کی زرعی تحقیقاتی کونسل کے تعاون سے جنوبی ہند میں ... کرنے والے علاقوں میں بھی ملیریا کے انسداد کی سکیم جاری ہے۔ بہت سے غیر زرعی کیمپوں میں مچھروں، مکھیوں، پسوؤں اور ان کو دفع کرنے کے اقدامات کئے گئے جن کی وجہ سے ... کے ذریعہ پھیلنے والی وبائی بیماریوں کا خطرہ دور کیا جا سکا۔

میڈیکل افسروں کو تربیت دینے کے دو کورس جاری ... جن میں مختلف صوبائی حکومتوں، ریلوں اور ریاستوں کے ملیریا انسپکٹروں اور انجینئروں کو تربیت دی گئی۔

ہندوستان میں موسم پیمائی کے انتظامات میں ہمہ گیر توسیع

محکمہ موسمیات کی ۱۹۴۷-۴۸ء کی رپورٹ

۱۹۴۷-۴۸ء میں موسم پیمائی کے انتظامات میں بڑی نمایاں توسیع ہوئی۔ کسانوں کے لئے موسمیاتی اطلاعات کی بہم رسانی پر خاص طور پر توجہ دی گئی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ زلزلہ پیما اور فلکیاتی مشاہدے کی رسدگاہوں کے انتظام میں بھی اصلاح کی گئی۔ اگلے سال میں سینٹا کروز اور ڈمڈم کی رسدگاہوں کی اصلاح کی جائے گی۔ اور امپیریل کونسل آف اگریکلچرل ریسرچ کے اشتراک سے فصلوں پر موسم کے اثر کے مطالعہ کی اسکیمیں شروع کی جائیں گی۔ نومبر ۱۹۴۸ء میں ایشیا کے علاقے کے لئے جو موسمیاتی کانفرنس دہلی میں منعقد ہوئی۔ اس میں ہندوستان نے بڑا اہم حصہ لیا۔ ایشیائی ممالک کے درمیان ہوا بازی کے لئے موسمیاتی اطلاعات کی فراہمی اور اس کے تبادلے کے متعلق اہم سفارشیں منظور کی گئیں۔

۱۹۴۷-۴۸ء میں ہندوستان میں شہری ہوا بازی میں جو توسیع ہوئی ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ موسم پیمائی کے انتظامات میں بھی بڑی ممتاز ترقی ہوئی ہے۔ ۱۵ ہزار موسمی پیشینگوئیاں تحریری طور پر پرواز کرنے والوں کو مہیا کی گئیں۔ اور موسم کے بارے میں ۲۷ ہزار طیارچیوں کو پرواز سے قبل مطلع کیا گیا۔ دوران پرواز میں موسم کا جو حال رہا۔ اس کے متعلق چھ ہزار طیارچیوں سے رابطہ قائم کیا گیا۔ اس بات کی پوری کوشش کی گئی۔ کہ بین الاقوامی اور اندرونی فضائی سروسوں کے معیار کے مطابق جن معلومات کی ضرورت ہے۔ وہ بہم پہنچائی جائیں۔ ہندوستانی علاقہ کے سمندروں میں چلنے والے جہازوں کو بھی اطلاعات بہم پہنچائی گئیں۔ اور بندرگاہوں کو بھی ضروری خبریں بھیج دی گئیں۔ طوفانوں، زبردست بارش اور دھند کے متعلق اس سال ساڑھے چھ ہزار اطلاعات قبل از وقت پہنچائی گئیں۔

اس سال خاص طور پر کسانوں کے لئے موسمیاتی اطلاعات کی بہم رسانی پر توجہ دی گئی۔ بڑے بڑے دریاؤں کے آبگیروں میں آبی اور موسمیاتی پیمائش کے آلوں کا جال بچھایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ زلزلہ پیما اور فلکیاتی مشاہدے کی رسدگاہوں کے انتظام میں بھی اصلاح کی گئی۔ جولائی ۱۹۴۷ء میں دو بڑے زلزلے آئے جن سے ہندوستانی علاقہ پر اثر پڑا۔ ان میں سے ایک سرینگر کے پاس آیا۔ دوسرا آسام اور تبت کی سرحد پر۔ چھوٹے موٹے صدموں کو چھوڑتے ہوئے کلابہ کی زلزلہ پیما رسدگاہ میں ۵۳ معمولی زلزلے، ۵۰ خاصے بڑے جھٹکے، تین سخت زلزلے اور تین کافی سخت زلزلے محسوس کئے گئے۔

رسدگاہوں کا سامان تیار کرنے والے ورکشاپوں میں گرم صونیاتی اور دوسرے موسمیاتی آلے کم قیمت پر تیار کئے گئے۔ اس طرح باہر سے زیادہ قیمتی آلے منگانے کی ضرورت نہ رہی۔ مصنوعی کوششوں سے مینہ برسانے کے تجربات اس سال نہیں کئے جا سکے۔ کیونکہ نجی کمپنیوں سے ہوائی جہاز لینے کے کرائے بہت زیادہ تھے۔ شعبہ دفاع سے جب ہوائی جہاز مل سکیں گے۔ اس وقت ان تجربات کا انتظام کیا جا سکے گا۔

ترقی کی تجاویز۔ سال آئندہ میں سینٹا کروز اور ڈمڈم کی رسدگاہوں کی اصلاح کی جائے گی۔ اور امپیریل کونسل آف اگریکلچرل ریسرچ کے اشتراک سے فصلوں پر موسم کے اثر کے مطالعہ کی اسکیمیں شروع کی جائیں گی۔ مرکزی کپاس و نیشکر کمیٹیوں کے اشتراک سے کپاس اور گنے پر بھی موسمیاتی اثر کے مطالعہ کی اسکیمیں شروع ہوں گی۔ یہ بھی تجویز ہے۔ کہ دہلی اور پونہ میں راڈر باد پیما رسدگاہیں قائم کی جائیں تاکہ ابر آلود فضا میں جب غباروں کے ذریعہ باد پیمائی نہ ہو سکے۔ اس وقت ان باد پیماؤں سے بلند ہوا کا مطالعہ کیا جا سکے۔ پن بجلی، آبپاشی اور جہاز رانی کے مرکزی کمیشن کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے آبی اور موسمیاتی اسکیم کے مطابق بارش اور برف ماپنے کے لئے دریاؤں

کے آبلیروں میں آلات نصب کرنے کا انتظام کیا جائے گا۔ آبپاشی
کے مرکزی بورڈ کی ضروریات بھی اسی اسکیم کے ماتحت پوری کی جائیں گی
کچھ زلزلہ پیما رصدگاہیں بھی قائم کی جائیں گی۔ ان کے لئے زلزلہ پیما
آلے فراہم کر لئے گئے ہیں۔ یہ تجویز بھی ہے کہ کدائی کنال میں ایک چھوٹا
سا رصدخانہ قائم کیا جائے جہاں فلکیات اور ملکیاتی طبیعات کا
مطالعہ کیا جا سکے۔

بین الاقوامی کانفرنسیں۔ نومبر ۱۹۴۸ء میں ایشیا کے علاقہ
کے لئے موسمیاتی کانفرنس دہلی میں منعقد ہوئی۔ اس میں ہندوستان نے
بڑا اہم حصہ لیا۔ ایشیائی ممالک کے درمیان ہوابازوں کے لئے عمومیا
اطلاعات کی فراہمی اور اس کے تبادلے کے متعلق اہم سفارشیں منظور
کی گئیں۔ دنیا کے موسمیاتی اداروں میں ہندوستان کا یہ ادارہ بڑا اہم ہے
اور ایشیا میں سب سے بہتر ہے۔ ملکی مفاد کا یہ تقاضا ہے کہ اس انتظام
کو اور ترقی دی جائے اور اسے بین الاقوامی شہری ہوابازی کے میثاق
اور بین الاقوامی موسمیاتی میثاق کے معیار کے مطابق لایا جائے۔ ہندوستان
اوّل الذکر میثاق پر دستخط کر چکا ہے اور دوسرے میثاق کی تصدیق کی
کارروائی کی جا رہی ہے۔

عارضی سرکاری ملازموں کے فائدے کے لئے قواعد

نیم مستقل سروس کا اجرا

حکومت ہند نے سرکاری ملازموں کے لئے "نیم مستقل سروس" کا ایک
نیا طریقہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس طریقے سے عارضی ملازموں
کی ایک بڑی تعداد کو فائدہ ہوگا اور اپنی ملازمت کے متعلق ان میں
احساس تحفظ پیدا ہوگا۔

۱۹ مارچ کے گزٹ میں سنٹرل سول سروس (عارضی سروس) کے
جو قواعد ۱۹۴۹ء شائع کئے گئے ہیں، انہیں ملازمت کی کارکردگی
اور ڈسپلن کے مفاد کے مطابق بنایا گیا ہے۔ ساتھ ہی اس عارضی عملے
کا بھی خیال رکھا گیا ہے جنہوں نے تسلی بخش کام کیا ہو۔

ان قواعد کے ماتحت ایک ایسا عارضی سرکاری ملازم جس کا
مسلسل عرصۂ ملازمت تین سال سے زیادہ ہو چکا ہو، وہ نیم مستقل
عہدے کے لئے مستحق ہوگا بشرطیکہ وہ عمر، اسناد، کام اور چال چلن کے
لحاظ سے موزوں ہو۔ جس ملازم کے متعلق اس کے موزوں ہونے کا
اعلان کر دیا جائے گا۔ اس سے عہدہ داری، بھرتی، چھٹی اور ڈسپلن کے
تعلق میں مستقل سرکاری ملازموں ایسا سلوک ہوگا۔

ایسا اعلان کسی خاص عہدے یا گریڈ کے تعلق میں کیا جائے
گا۔ اگر ایک نیم مستقل ملازم کو ایک عہدے یا گریڈ سے دوسرے گریڈ
یا عہدے پر تبدیل کر دیا گیا تو اس سے اس کے حقوق میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

ان قواعد کے مطابق جن ملازموں کے نیم مستقل ہونے کا
اعلان کر دیا جائے گا۔ وہ ایک مخصوص تعداد تک نئی مستقل اسامیوں
کے لئے توثیق حاصل کر سکیں گے۔ توثیق ہو جانے پر انہیں اس نیم
مستقل سروس اور گذشتہ عارضی ملازمت کے نصف حصے کی پنشن
بھی ملے گی۔

اگر کبھی تخفیف ہوئی تو وہ حسب ذیل امور کی رقوم کے حقدار
ہوں گے۔ (۱) آدھے مہینے کی تنخواہ کے برابر گریجوئٹی۔ یہ ہر اس سال
کے لئے ملے گی جو نیم مستقل ملازمت میں پورا کیا گیا۔ (۲) گذشتہ عارضی
ملازمت سے اگر ڈسچارج کے کوئی فوائد واجب ہیں تو وہ بھی ملیں گے۔

ان قواعد میں عارضی ملازموں کی معیاد اور عہدے کی بھی
صاف تشریح کر دی گئی۔ ایسے ملازموں کو عام طور پر سروس ختم ہونے
سے ایک ماہ پیشتر ضروری اطلاع دی جائے گی۔

جو لوگ سندھ، صوبہ سرحد اور بلوچستان کی حکومت کے تحت
مستقل یا عارضی ملازمت کر چکے ہیں، انہیں تین سال کے مسلسل
ملازمت کے مقصد کے لئے موجودہ ملازمت میں شامل کر لیا جائے
گا۔ اس سے شرنارتھی سرکاری ملازموں کو نیم مستقل طریقے کے حقوق

حسب ذیل لوگوں پر ان قواعد کا اطلاق نہیں ہوتا۔ محکمہ ریلوے
کے ملازم۔ دفاعی سروسز کی مد سے اجرت لینے والا عملہ۔ ٹھیکے پر کام
والے یا روزانہ اجرت لینے والے سرکاری ملازم۔

ڈاک اور تار کی سرگرمیوں میں توسیع

دیہاتی علاقوں میں ڈاک کی مزید سہولتیں

۴۹-۱۹۴۸ء میں ڈاک خانوں کے ذریعہ دو ارب پندرہ کروڑ پچیس لاکھ اشیا کی آمد و رفت ہوئی۔ ایک ارب بتالیس کروڑ کے منی آرڈر تقسیم کئے گئے۔ اور سیونگ بنکوں میں نوے لاکھ نوے ہزار روپے کا حساب کتاب تھا۔ شبانہ فضائی سروس کی وجہ سے فضائی ڈاک میں توسیع ہوئی۔ ایک ہزار سات سو تین نئے ڈاک خانے کھولے گئے۔ شکایتی ادارہ نے کل ایک ہزار چار سو ستر شکایتیں نمٹائیں۔ تین افسروں کو معطل کر دیا گیا۔ اس سال عوام کے لئے ۱۳۰ ٹیلیفون چوکیاں کھولی گئیں۔ توسیع کے بڑے بڑے منصوبوں کو عملی شکل دی جا رہی ہے۔ اور کوشش یہ ہے کہ عوام کو ڈاک اور تار کی تیز تر سروس مہیا کی جائے۔

ڈاک اور تار کے محکمہ کی طرف سے دستور ساز اسمبلی کے ممبروں کو جو کتابچہ پیش کیا گیا ہے اس میں حسب ذیل باتیں بتائی گئی ہیں۔ ۴۹-۱۹۴۸ء میں تار اور خطوط کی آمد و رفت میں اضافہ ہوا۔ دیہاتی علاقوں میں ڈاک کی سہولتیں بڑھائی گئیں۔ اندرونی اور بیرونی فضائی ڈاک میں توسیع ہوئی۔ اور ڈاک بانٹنے کی رفتار زیادہ تیز کر دی گئی۔ یہ کام خاص طور پر شبانہ فضائی سروس کی وجہ سے ہوا۔

زیر جائزہ سال میں ڈاک خانوں نے ڈاک میں آنے جانے والی دو ارب پندرہ کروڑ پچیس لاکھ اشیا کو نمٹایا۔ ایک ارب سینتالیس کروڑ کی مالیت کے چار کروڑ تیس لاکھ منی آرڈر جاری کئے۔ سیونگ بنک میں نوے لاکھ نوے ہزار روپے کا حساب کتاب ہوا۔ اس سال میں تاروں کی تعداد دو کروڑ تیس لاکھ ستر ہزار ہو گئی۔ اور تین ارب اسی کروڑ نوے لاکھ ٹرنک کال ہوئے۔ ان اعداد و شمار سے ڈاک اور تار کے محکمے کے کام کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس محکمے کے عملے میں ایک لاکھ تریپن ہزار باسٹھ لوگ اور سات سو ستر گزیٹڈ افسر کام کرتے ہیں۔ یکم اپریل ۱۹۴۹ء کو محکمہ کا کل اثاثہ پینتیس کروڑ روپے تھا۔

دیہاتی علاقوں میں ڈاک کی سہولتیں بڑھانے کی پالیسی کے مطابق ایک ہزار سات سو تین نئے ڈاک خانے قائم کئے گئے۔ مدراس میں ۵۷۵ نئے ڈاک خانے کھولے گئے۔ اور باقی صوبوں کی نسبت یہ تعداد سب سے زیادہ تھی۔ صوبجات متحدہ میں ۳۴۲ اور بہار میں ۱۸۷ نئے ڈاک خانے کھولے گئے۔ کوشش یہ ہے کہ ہر اس گاؤں میں جس کی آبادی دو ہزار ہے۔ ایک ڈاک خانہ ہو۔ جہاں مالی اسباب حائل ہیں وہاں ڈاک سیوکوں کا طریقہ جاری کیا گیا ہے جس میں ایک ہی شخص پوسٹ ماسٹر، پوسٹ مین اور ڈاک لے جانے والے کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ صوبجات متوسط اور برار میں ناگپور، واردھا، بیتول، محل اور امراوتی کے علاقہ کے ڈیڑھ سو گاؤں میں ایک سفری ڈاک خانہ جاری کیا گیا ہے۔ اس ڈاک خانہ کے ذریعہ ڈاک اکٹھی کی جاتی ہے۔ ٹکٹ بیچے جاتے ہیں۔ خطوط رجسٹر ہوتے ہیں۔ منی آرڈر لئے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اس سال کی سب سے اہم بات اندرون ملک میں شبانہ فضائی ڈاک کا اجرا ہے۔ اس کی بدولت بمبئی، کلکتہ، مدراس، دلی اور ناگپور جیسے سرکردہ شہروں میں ایک رابطہ قائم کر دیا گیا ہے۔ اس سروس سے تمام وہ خطوط اور پارسل جن پر ڈاک کا محصول ادا کیا جا چکا ہو۔ مندرجہ بالا شہروں اور ان کے ماتحت کام کرنے والے مقاموں کو بھیجے جاتے ہیں۔ یہ ایک معرکہ خیز ترقی ہے جس کی بدولت سرکردہ شہروں میں آج شام کو بھیجی جانے والی ڈاک اگلے دن اپنی منزل تک پہنچ جاتی ہے۔ ڈاک کی یہ رفتار ایک حیرت انگیز امر ہے۔ سوموار کو سرینگر میں آپ ایک خط ڈالتے ہیں۔ اور منگل کی دوپہر کو یہ ترونندرم پہنچ جاتا ہے۔

زیر جائزہ سال کی ایک خاص بات یہ تھی۔ کہ خاص موقعوں کے لئے خاص ٹکٹ جاری کئے گئے۔ جون ۱۹۴۸ء میں ہندوستان کی

بیمبی بیرونی فضائی سروس تھی۔ انڈیا انٹرنیشنل کا افتتاح ہُوا۔ اور ہندستان کی آزادی کی پہلی سالگرہ پر خاص گاندھی میموریل ٹکٹ جاری کئے گئے۔ گاندھی میموریل ٹکٹ ڈاک کے ٹکٹ جمع کرنے والوں کے لئے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ اس لئے آمدنی کا ایک اچھا ذریعہ ہیں۔

شکایتوں کا فوری ازالہ۔ عوام کی رائے زنی کی قدر کرتے ہوئے محکمہ نے اپنے شکایتوں سے متعلق ادارے کی مناسب اصلاح کی۔ تاکہ عوام کی شکایتوں کا جلدی اور موزوں ڈھنگ سے ازالہ کیا جائے اور پاسداری اور بدعنوانیوں کی روک تھام کی جائے۔ شکایتوں سے متعلق مرکزی ادارہ نئی دہلی میں ڈاک اور تار کے ڈائرکٹر جنرل کے دفتر میں واقع ہے۔ یہ ادارہ ڈاک اور تار کے کام میں رشوت، پاسداری اور نااہلی کے متعلق تمام شکایتوں کی تفتیش کرتا ہے۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۷ء کو دہلی کے بڑے ڈاک خانے میں وی۔ پی کے جو ایک لاکھ بانوے ہزار سات سو چھیاسٹھ غیر تصفیہ شدہ کلیم تھے ان میں سے ایک لاکھ ترپن ہزار چار سو ستانوے کے بارے میں جنوری اور فروری ۱۹۴۸ء میں فیصلہ کر دیا گیا۔ شکایتوں سے متعلق مرکزی ادارے نے کل ایک ہزار چار سو ستتر شکایتیں نمٹائیں۔ ان میں ۲۶۱ بے بنیاد ثابت ہوئیں ۳۳۹ ایسی تھیں جن سے متعلقہ افسروں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے پورا مواد نہ تھا۔ ۱۳۷ حالتوں میں جو غلطیاں ہوئیں وہ شدید نوعیت کی نہیں تھیں۔ ۲۴۶ حالتوں میں محکمہ نے تادیبی کارروائی کی۔ چار گزٹیڈ افسروں کو نان گزٹیڈ کر دیا گیا۔ تین افسروں کو متعلقہ تفتیش کی تکمیل تک معطل کر دیا گیا۔ دو کی تبدیلی کر دی گئی اور سات افسروں کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔

ٹیلیفون سروس میں اصلاح۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو ہندستان میں ایک لاکھ سترہ ہزار آٹھ سو ستانوے ٹیلیفون لگے ہوئے تھے۔ ٹیلیفون سروس کے لئے محکمہ کو غیر معمولی بہتات کا سامنا ہے۔ پھر بھی اطلاع ملتے ہی حیدرآباد اور کشمیر کے لئے دفاعی ضرورتوں کو پورا کیا گیا ہے۔ پونہ میں گاندھی نگر کے مقام پر جب کانگریس کا اجلاس ہُوا تو محکمہ کو وہاں تار کا ایک دفتر کھولنا پڑا۔ جہاں دہلی، آگرہ، بمبئی اور کلکتہ سے راہ راست ٹیلی پرنٹر کی سروس تھی۔ اس کے علاوہ دس لائنوں کے ایک ٹیلیفون ایکسچینج اور ایک ٹرنک ایکسچینج لگایا گیا۔

کلکتہ میں خود حرکتی آلے لگانے کی اسکیم مکمل کی جا چکی ہے۔ اور سامان منگوانے کے لئے آرڈر دیا جا چکا ہے۔ اس وقت کلکتہ میں بیس ہزار ٹیلیفون لگے ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ ۱۹۵۳ء کے آخیر تک کلکتہ کے خودحرکتی ایکسچینج پر سینتیس ہزار ٹیلیفون کام کرنے لگیں گے۔ اسکیم کے مطابق کل چون ہزار ٹیلیفون لگانے کا کام ۱۹۵۴ء کے آخیر تک پورا ہو جائے گا۔ جنوری ۱۹۴۹ء میں دہلی میں نئے سامان سے دو ہزار نئی لائنیں لگیں۔ بمبئی، پونہ، الہ آباد، ناگپور اور کانپور میں بھی نئی لائنیں لگائی جائیں گی۔

زیر جائزہ سال میں کلکتہ کے ٹیلیفون ایکسچینج میں بڑی زبردست آگ لگ گئی۔ جس سے محکمہ کو بارہ لاکھ روپے کا نقصان ہُوا۔ اس آگ سے ٹیلیفون کے جن چھ ہزار سلسلوں کو نقصان پہنچا تھا۔ ان میں سے تین ہزار کو بحال کیا جا چکا ہے۔ اندازہ ہے کہ بحالی کے سارے کام پر ۲۵ لاکھ روپیہ خرچ ہو جائے گا۔

اس سال میں عوام کے لئے ۱۳۰ ٹیلیفون چوکیاں کھولی گئیں جن سے ایسی چوکیوں کی کل تعداد ۷۲۷ ہو گئی۔ سارے سال میں ٹرنک کال سے کل ایک کروڑ ننانوے لاکھ بیس ہزار روپے کی آمدنی ہوئی۔ اس کے علاوہ دفاع اور دیگر محکموں کے لئے لمبے فاصلوں کی لاسلکی خبر رسانی کے لئے انتظام کیا گیا۔ اس انتظام کے لئے متعلقہ محکموں سے چالیس لاکھ روپے کرایہ کے طور پر وصول کئے جاتے ہیں۔

وائرلیس سروس میں توسیع۔ سال ۴۸-۱۹۴۷ء میں پانچ کروڑ باسٹھ لاکھ روپے کی مالیت کے دو کروڑ انسٹھ لاکھ تار بھیجے گئے۔ مقاموں کے درمیان لائنوں کی تعداد میں اضافہ ہُوا ہے۔ زمین کے واسطہ خطوط وغیرہ بھیجنے کے علاوہ لاسلکی سروس کو بڑھانے کے لئے بھی بہت کچھ ہو رہا ہے۔ گو حالی میں نئے اسٹیشن کھولے گئے۔ دہلی، کلکتہ، مدراس اور بمبئی میں ٹرانسمیٹر نصب کئے گئے۔ موسم کے حالات نشر کرنے کا جو کام پہلے آر آئی اے ایف کے پاس تھا۔ وہ اب ڈاک اور تار کے محکمہ نے سنبھال لیا ہے۔ یہ کام موسمیاتی محکمہ کے لئے ہے۔ اس کے لئے گوہر گاؤں اور دہلی میں ٹرانسمیٹر لگائے گئے ہیں۔ بحری جہازوں سے اطلاع دہی کا رابطہ برقرار رکھنے کے لئے بمبئی، کلکتہ اور مدراس میں وائرلیس اسٹیشن موجود ہیں۔

خوراک کی پیداوار میں اضافہ

مرکزی وزارت زراعت کی سال ۱۹۴۸-۴۹ء کی کارگزاری

۱۹۴۸ء میں وزارت زراعت نے تینتیس ہزار تین سو چھ ایکڑ بنجر زمین کو کانس سے صاف کر کے قابل کاشت بنایا۔ سات لاکھ پچیس ہزار ٹن زائد اناج پیدا کیا گیا۔ گوڑے کرکٹ سے ساڑھے سترہ لاکھ ٹن مرکب کھاد تیار کیا گیا۔ ملک کے مختلف حصوں میں نباتاتی بیماریوں اور کرموں کا انسداد کیا گیا۔ مویشیوں کی صحت کے انتظامات کئے گئے۔ چاول کی تحقیقات کرنے کے لئے کٹک میں ایک ادارہ قائم کیا گیا۔ اور ترقی کی مختلف سکیمیں جاری کی گئیں۔

وزارت زراعت کی سال ۱۹۴۸-۴۹ء کی کارگذاری رپورٹ، ہند کی آئین ساز اسمبلی کے تمام ممبروں میں تقسیم کی گئی ہے۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ اس سال تینتیس ہزار تین سو چھ ایکڑ بنجر یا کانس سے اٹی ہوئی زمین کو مشینوں کے ذریعہ جوتا بویا گیا۔ سات لاکھ پچیس ہزار ٹن اناج زائد پیدا کیا گیا۔ نیز خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے ساڑھے سترہ لاکھ ٹن مرکب کھاد اور ایک لاکھ پچاس ہزار چار سو ٹن زرخیز بنانے والا کھاد زراعتی اغراض کے لئے بہم پہنچایا گیا۔

رپورٹ میں مرکزی وزارت زراعت اور صوبائی حکومتوں کے فرائض بیان کرنے کے بعد یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ مرکز کا کام زیادہ تر مندرجہ ذیل کاموں کو مربوط کرنے اور ان کی تحقیقات کرنے سے تعلق رکھتا ہے فصلوں کی پیداوار، پودوں کی حفاظت، آبپاشی کی چھوٹی سکیمیں، مویشی، ڈیری، مچھلی، پھل، جنگلات اور زمین کی زرخیزی کا تحفظ۔ اس رپورٹ میں ۱۹۴۸ء میں مختلف شعبوں میں وزارت کی سرگرمیوں مثلاً تربیت، تحقیقات، مشینوں کے ذریعہ کاشتکاری، مرکب کھاد تیار کرنے، کیمیائی کھاد کی بہم رسانی، پودوں کی بیماریوں اور کرموں کے انسداد کی تدابیر، مویشی کی پرورش، ڈیری اور ماہی پروری وغیرہ کی ترقی، ۱۹۴۹-۵۰ء کا پروگرام بھی رپورٹ ہذا میں درج کیا گیا ہے۔

ٹریکٹروں سے کاشتکاری۔ سال ۱۹۴۸ء میں مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن کے پندرہ پندرہ ٹریکٹروں کے چھ دستوں نے یوپی اور سی پی میں تینتیس ہزار تین سو چھ ایکڑ زمین میں نئے سرے سے کاشتکاری کی۔ یوپی میں جو بیس ہزار آٹھ سو چھ ایکڑ زمین آباد کی گئی ہے اس سے پہلی فصل خریف کی پیداوار تین لاکھ تیرہ ہزار تین سو چورانوے من ہوئی۔ اس کی مالیت بیس لاکھ چوالیس ہزار آٹھ سو دس روپے ہے۔ سی پی میں بنجر زمینوں کی آبادکاری کے نتائج ابھی تک موصول نہیں ہوئے۔ ۱۵۰ ٹریکٹروں کے گیارہ دستے ایک لاکھ ایکڑ اراضی کو پھر سے زیر کاشت لانے کا کام کر رہے ہیں۔ ۲۴۵ ہلکے ٹریکٹر تیس ہزار ایکڑ اراضی میں مشینوں سے کاشت کر رہے ہیں۔ متحدہ یونین اور پوربی پنجاب میں پینسٹھ ہزار ایکڑ اراضی کو زیر کاشت لانے کا پروگرام جون ۱۹۴۹ء تک مکمل ہو جائے گا۔ اس برس کے دوران میں وزارت زراعت نے ۱۸۲ ٹریکٹر غیر ممالک سے درآمد کئے۔ اور ان کو صوبوں میں تقسیم کر دیا۔ مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن نے بھاری ہل اور زرعی اوزار ہند میں ہی تیار کرنے اور ٹریکٹروں کو چلانے والے کاریگروں کو تربیت دینے کا انتظام بھی کیا۔ تقریباً ایک ہزار کاریگروں کو کام سکھایا گیا۔

زیادہ خوراک پیدا کرنے کے لئے امدادی عطیے۔ پیداوار بڑھانے، آبپاشی کے چھوٹے ذرائع تعمیر کرنے، کھاد تقسیم کرنے اور بہتر بیج پیدا کرنے، بڑھانے اور انہیں تقسیم کرنے کے لئے صوبوں کو سوا چار لاکھ روپے کے امدادی عطیے اور سات لاکھ روپے قرضہ دیا گیا۔

۱۹۴۷ء میں خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے جو پانچ سالہ سکیم تیار کی گئی تھی۔ اس کے مطابق ۱۹۴۸-۴۹ء کے لئے خوراک کی پیداوار سولہ لاکھ ۲۹ ہزار ٹن تک بڑھانے کا تہیہ کیا گیا تھا۔ اس بارے میں ٹھیک اطلاعات جولائی ۱۹۴۹ء سے پہلے دستیاب نہ ہو سکیں گی لیکن سال ۱۹۴۷-۴۸ء میں سوا سات لاکھ ٹن زائد خوراک پیدا کی گئی۔

مرکب کھاد اور زود خیز بنانے والا کھاد۔ ۱۹۴۷ء-۴۸ء میں مرکزی امداد حاصل کرنے والے صوبوں نے شہر دہلی اور دیہات کے کوڑے کرکٹ سے کل ساڑھے ستر لاکھ ٹن مرکب کھاد تیار کیا اور یہ کاشتکاروں میں تقسیم کر دیا گیا۔ سال ۱۹۴۸ء-۴۹ء میں مرکب کھاد کی پیداوار کا تخمینہ ساڑھے انتیس لاکھ ٹن کیا جاتا ہے۔ غیر ممالک سے امونیم سلفیٹ برآمد کر کے اسے منصفانہ طور پر صوبائی حکومتوں کو دیا گیا۔ صوبوں نے دو لاکھ ننانوے ہزار چھ سو اکہتر ٹن کیمیائی کھاد کا مطالبہ کیا تھا۔ اس میں سے ڈیڑھ لاکھ چار سو ٹن ان میں تقسیم کیا گیا۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان ذرائع سے کتنا کھاد حاصل ہوگا لیکن مقامی طور پر ۷۵ ہزار ٹن کھاد تیار کرنے کی توقع ہے۔

تحفظ نباتات۔ ملک کے مختلف حصوں میں نباتاتی بیماریوں اور کیڑوں کا انسداد کیا گیا۔ بمبئی میں گنے اور چاول کی فصلوں کی بیماریوں اڑیسہ کے ساحلی علاقوں میں بندروں کی زحمت، مغربی بنگال میں آلو کی کی بیماری اور اجمیر میرواڑہ میں ٹڈی کا کیڑے کے حملوں کا کامیابی سے تدارک کیا گیا۔ اور اس طرح بمبئی میں قریباً بائیس لاکھ روپے کے دو لاکھ من دھان، مغربی بنگال میں سات لاکھ من آلو جن کی مالیت بیالیس لاکھ روپیہ ہے۔ بچا لئے گئے۔

مویشیوں کی پرورش۔ ہندوستانی ویٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ عزت نگر نے نیم تجارتی معیار پر ٹیکے سپلائی کرنے کا کام شروع کر دیا۔ اندازاً نو لاکھ روپے کی مویشیوں کے لئے دوائیاں اور ٹیکے تیار کئے گئے۔ مختلف گوشالاؤں کو افزائش نسل کے لئے پانچ سو سانڈ مہیا کئے گئے۔ سارے ہند میں دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے ایک پانچ سالہ سکیم بنائی گئی۔ کچھ کے قحط زدہ علاقوں میں فوراً چارہ بہم پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ اس سلسلے میں وہاں سی پی، بھوپال اور سندھ ریاست سے چار ہزار ٹن مونگ پھلی کی کھلی اور سات لاکھ من خشک گھاس بھیجی گئی۔ مویشیوں کو منہ کھر کی بیماری سے بچانے کا انتظام بھی کیا گیا۔

تحقیقات۔ کٹک میں چاول کے بارے میں تحقیقات کرنے کے لئے ایک مرکزی انسٹی ٹیوٹ قائم کی گئی۔ آلو کی تحقیقات کے لئے ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے پر غور کیا جا رہا ہے۔ ڈیرہ دون میں جنگلات کی تحقیقات کی انسٹی ٹیوٹ کو نئے سرے سے منظم کیا جا رہا ہے۔ انڈیمان میں محکمہ جنگلات کی از سر نو تنظیم کی جا رہی ہے۔ اس سے ستر ہزار ٹن عمارتی لکڑی سالانہ حاصل کرنے کی سکیم بنائی گئی ہے۔

تربیت۔ نیو پرسا، مکتیسر، دہلی اور ڈیرہ دون میں واقعہ زرعی، ویٹرنری، پھلوں اور جنگلات کی تحقیقات سے متعلقہ اداروں میں تربیت دینے کا کام کیا گیا۔ اس کے علاوہ ماہی گیری، پودوں کے تحفظ وغیرہ کی تربیت دینے کا کام مرکزی وزارت کے ماتحت کیا گیا۔

ترقی کی مختلف سکیمیں۔ زرعی تحقیقات کی ہندوستانی کونسل نے دہلی کے ۴۰ دیہات میں ایک پانچسالہ سکیم جاری کی ہے جس سے کھیتی باڑی اور مویشیوں کی پرورش کے مختلف کاموں کو ترقی دینے کا کام کیا جائے گا جو دوسرے صوبوں کے لئے مثال بن سکے گا۔

تقسیم ملک کی وجہ سے روئی اور پٹ سن کی فصلوں کا رقبہ زیر کاشت بہت گھٹ گیا تھا۔ اناج کی فصلوں کے موجودہ زیر کاشت رقبہ پر اثر انداز ہوئے بغیر ان دونوں اشیا کی پیداوار بڑھانے کے لئے تدابیر کی گئیں۔ لمبے ریشے اور درمیانی ریشے والی روئی کی پیداوار نو لاکھ گانٹھ زیادہ کرنے کے لئے پانچسالہ سکیم تیار کی گئی۔

پٹ سن کمیٹی نے ایک تین سالہ سکیم بنائی ہے۔ اس کے تحت پٹ سن کے بیج پیدا کرنے والے تین سو ایکڑ زمین کے فارم بنائے جائیں گے۔ یہ فارم مغربی بنگال، آسام، بہار اور اڑیسہ میں بنائے جائیں گے۔ توقع ہے کہ اس سکیم کے مکمل ہونے پر پٹ سن کی سات لاکھ گانٹھ زائد پیداوار حاصل ہو سکے گی۔ تجربہ کے طور پر جبل پور میں مویشیوں کی افزائش نسل کے لئے ایک فارم کھولا گیا تاکہ مختلف نسلوں کی آمیزش سے زیادہ دودھ دینے والے اور بہتر مویشی پیدا کئے جائیں۔

بمبئی میں مچھلیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک بہت سرد خانہ تعمیر کیا جا رہا ہے۔ آئندہ تین برسوں میں مچھلیوں سے تیل نکالنے کے تین کارخانے قائم کرنے کی تجویز بھی کی گئی ہے۔

گنے کی قیمت گھٹانے کے لئے ۷۵ لاکھ روپے کی امداد صوبائی حکومتوں کو دی گئی ہے تاکہ جہاں تک ممکن ہو سکے گنے کی قیمتوں کو باقی دنیا کے نرخوں کے برابر لایا جا سکے۔ انڈین انسٹی ٹیوٹ آف شوگر ٹیکنالوجی کی توسیع کے لئے ۵۰ لاکھ روپے کی رقم منظور کی گئی ہے۔

کھیتی باڑی کے کاموں میں ذہنی صلاحیتوں کے استعمال کی ضرورت

میسور میں ہند کے وزیر خوراک کا اظہار خیال

ہند کے وزیر خوراک اور زراعت آنریبل شری جیرام داس دولت رام نے ۲۸ مارچ کو میسور سے روانہ ہونے سے پہلے ایک جلسہ میں تقریر کی جس میں آپ نے اس بات پر زور دیا۔ کہ ملک کی خوراک کا مسئلہ حل کرنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ کھیتی باڑی کے کاموں میں ذہنی صلاحیتوں سے زیادہ سے زیادہ کام لیا جائے اس تقریر کا نفس مضمون حسب ذیل ہے :-

بہت غور و خوض، پس و پیش اور نفع و نقصان کا حساب لگانے کے بعد ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس ملک کو جو اپنی سیاسی آزادی حاصل کر چکا ہے اپنی روزمرہ خوراک جیسی بنیادی چیز کے لئے دوسرے ممالک کا محتاج نہیں رہنا چاہیئے۔ اتنی بڑی قوم کو جس کے پاس اس قدر وسیع ذرائع ہیں اناج کے ایک دانہ کے لئے بھی دوسروں کے آگے دست دراز کرنے کی کوئی وجہ جواز نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ ہمارے ملک کی آبادی ہماری پیداوار سے کم ہے اور ملک میں اس قدر آبادی کو خوراک بہم پہنچانے کی استعداد نہیں ہمارے ملک کی آبادی اس وقت ۳۵ کروڑ ہے۔ اگر ہم مناسب طور پر کوشش کریں اور اس کے ساتھ ہی ملکی اور غیر ملکی ماہرین کے علم اور تجربہ کو استعمال میں لائیں تو ہم اپنی پیداوار کو دوگنا کر سکتے ہیں۔

جاپان کی مثال - جاپان کی مثال پیش کرتے ہوئے وزیر زراعت نے کہا۔ وہاں جس آدمی کے پاس چار ایکڑ کا چھوٹا قطعہ بھی ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو درمیانہ طبقہ کے لوگوں میں شمار کرتا ہے۔ ایک جاپانی کاشتکار اپنے پانچ افراد کے کنبہ کے لئے ساری خوراک اور کپڑا اس چار ایکڑ اراضی سے ہی پیدا کرتا ہے اکثر جاپانی ریشم پہنتے ہیں۔ ریشم کے کیڑے پالنے والے چند درخت اگا کر وہ ریشم پیدا کر لیتا ہے۔ جس سے ریشمی کپڑا بنا جاتا ہے۔ اس کے مکان کا ساز و سامان اور آرائش اتنی ہی ہوتی ہے جتنی میسور کے کسی اونچے درمیانی طبقہ کے شخص کے مکان کی ہو سکتی ہے۔ اس کے پاس اپنا ریڈیو سیٹ اور گھوڑا گاڑی ہوتا ہے۔ اور اسی چار ایکڑ کی کمائی سے ہی وہ دو لڑکوں کو کالج میں پڑھاتا ہے یہ سب کچھ کھیتی باڑی کے کاموں میں ذہنی صلاحیتوں کو پوری طرح استعمال کرنے سے ہی حاصل کیا جاتا ہے۔

ہمارا عہد خواہ کچھ بھی ہو۔ ہمیں ۱۹۵۱ء تک خوراک کے بارے میں خود مکتفی بن جانا چاہیئے۔ اگر ذہنی صلاحیتوں کو کھیتی باڑی کے کاموں میں نہ لگایا گیا تو یہ عہد پورا کرنا ممکن نہ ہو سکے گا۔ ہمیں مناسب ڈھنگ سے کاشتکاروں کی رہنمائی کرنی چاہیئے۔ کھیتی باڑی میں جدید طریقوں کا استعمال کرنے سے ملک کے مسائل حل ہو جائینگے۔ ہمیں نواناج کے بارے میں صرف دس فی صدی قلت کا ہی سامنا ہے دنیا میں ایسے ملک بھی ہیں۔ جو ایک ہی سال میں بیس فیصدی تک زیادہ فصلیں پیدا کرنے اور ایک ہی برس میں کسی خاص فصل کی پیداوار کو چالیس فی صدی تک بڑھانے کے قابل ہو گئے ہیں۔

ہندوستان نے زبردست سامراج کا عدم تشدد کے ذریعہ مقابلہ کیا۔ اس نے تنظیم اور ڈسپلن کے ذریعہ ہی سیاسی اتحاد حاصل کیا تھا۔ انسانی عزم ہی اس قسم کے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ جس طرح ہم نے سیاسی آزادی حاصل کی ہے۔ اسی طرح ہمیں اقتصادی آزادی بھی حاصل کرنی چاہیئے۔ اس لئے میں ان لوگوں سے جو میسور میں زمینوں کے مالک ہیں درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس سوال پر زیادہ توجہ اور دقت صرف کریں۔ اور یہ محسوس کریں کہ اس وقت انہیں بھی حقیقی کاشتکار کی طرح اپنا فرض پورا کرنا ہے۔ اگر تعلیم یافتہ لوگوں میں اس ذمہ داری کا احساس پیدا ہو گیا۔ تو ہم ۱۹۵۱ء تک اقتصادی طور پر آزادی حاصل کر سکیں گے۔ مجھے امید ہے۔ کہ ۱۹۵۱ء سے پہلے کوئی بین الاقوامی الجھن پیدا نہیں ہوگی۔ لیکن

(بقایا صفحہ ۳۳۰ پر)

خوراک کے معاملہ میں ہند کو ۱۹۵۱ء تک خود مکتفی بنانے کا تہیہ

پیداوار میں اضافہ کے لئے ڈیولپمنٹ بورڈ مقرر کئے جائینگے

ہندوستانی پارلیمنٹ میں ہند سرکار کی نئی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے وزیر خوراک اور زراعت شری جیرام داس دولت رام نے کہا کہ ۱۹۵۱ء کے بعد ہمیں غیر ممالک سے اناج منگوانے کی ضرورت نہیں ہوگی بشرطیکہ ہندوستان میں کسی وجہ سے فصلوں کی وسیع تباہی نہ ہو۔ البتہ مرکزی حکومت کو ایک احتیاطی ذخیرہ بنانا پڑے۔

وزیر خوراک نے بتایا۔ کہ شروع فروری کی بحث کے بعد انہوں نے ملک میں خوراک کی پیداوار کا پوری طرح جائزہ لیا۔ زیادہ خوراک پیدا کرنے کی اسکیم کو معاشیات کے ماہروں کی اس کمیٹی کے سپرد کیا گیا جو کابینہ سے ملحق ہے۔ ایوان کے کئی ارکان اور صوبائی افسروں سے تبادلہ خیال کیا گیا۔ اور کیبنٹ میں خوراک کے مسئلے کا دوبارہ جائزہ لیا گیا۔ وزیر اعظم متواتر اس مسئلے پر اپنی توجہ مبذول کرتے رہے۔

نئی پالیسی کے ماتحت صوبوں اور ریاستوں کو دو کام کرنے کے لئے کہا جائے گا۔ (۱) خوراک کی پیداوار کے منصوبے بناتے وقت یہ یاد رکھیں۔ کہ ۱۹۵۱ء کے بعد ہم غیر ممالک سے اناج نہیں منگوائیں گے۔ (۲) اناج کے حصول کے لئے مضبوط اقدام کئے جائیں تاکہ اگر کبھی ملک میں کسی جگہ کمی ہو۔ تو حاصل شدہ اناج کی کافی مقدار کا سہارا لیا جا سکے۔ زیادہ خوراک پیدا کرنے کی مہم کے لئے کاشت کے کام کو تیز کیا جائے گا۔ فی الحال یہ کاشت وہاں کی جائے گی۔ جہاں آبپاشی کے لئے پورا انتظام ہے۔ بہتر بیج۔ مرکب کھاد اور دیگر امداد کے لئے ایسے علاقوں کو کچھ خطوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ حکومت تقریباً ساڑھے لاکھ ایکڑ رقبے کی بازیابی کے لئے بھی تدابیر کر رہی ہے۔ ۱۹۵۱ء کے آخر تک تقریباً آٹھ لاکھ ایکڑ زمین کی بازیابی ہو جائے گی۔ بازیابی کی یہ اسکیم روس کو چھوڑ کر مشرق کے باقی ممالک میں سب سے بڑی اسکیم ہے۔ اس پروگرام کے ماتحت صوبجات: متحدہ اور صوبجات متوسط میں جو نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ وہ نہایت خوش کن اور حیرت ناک ہیں۔ حکومت ٹیوب ویل اور کنوئیں لگانے پر بھی غور کر رہی ہے۔ دیسی کھاد پوری طرح سے تیار ہونے تک حکومت چاول کی فصلوں کے لئے غیر ممالک سے زمین کو زرخیز بنانے والی خاص اشیاء بھی منگوا رہی ہے۔ فالتو فصلوں کے رقبے کے کچھ حصے کو بھی اناج کی پیداوار کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

ڈیولپمنٹ بورڈ۔ نئے پروگرام کو جلد از جلد عملی شکل دینے کے لئے دلی میں ایک ڈیولپمنٹ بورڈ قائم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ صوبوں اور ریاستوں کو بھی ایسے بورڈ قائم کرنے کے لئے کہا جائے گا۔ ان بورڈوں کے ساتھ اعداد و شمار کے محکمے بھی ہوں گے۔ اور یہ بورڈ خاص خاص مدت کے بعد مقررہ پروگرام کا جائزہ لیں گے۔

صوبوں کا تعاون۔ صوبوں کے منصوبوں کی تکمیل سے ۱۹۵۱ء کے آخر تک ملک میں خوراک کی کمی کا دس فیصدی حصہ ختم ہو جائے گا۔ صوبوں کو مرکز کی طرف سے مزید لوہے، فولاد، سیمنٹ، کوئلہ اور ٹرانسپورٹ کی مناسب سہولتوں کی ضرورت ہے۔ ان اشیا کی نقل و حرکت کو تیز کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے جلد فیصلہ کیا جائے گا۔ دریں اثنا اس معاملے کے لئے ایک خاص لائیزن افسر مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جو مرکز، صوبوں اور ریاستوں میں ایک رابطے کا کام کرے گا۔ اس کے علاوہ ہر مہینے مرکزی صوبائی اور ریاستی افسروں کی ایک میٹنگ ہوا کرے گی جس میں پیداوار کے مختلف منصوبوں کے عمل کی رفتار کا جائزہ لیا جائے گا۔ مزید برآں ایک ششماہی میٹنگ میں بھی ساری رفتار کا جائزہ لیا جائے گا۔ گندم، چاول اور دیگر اناج کی پیداوار بڑھانے کے علاوہ حکومت نے کیلے، پپیتے، آلو اور ٹیپوکا کی پیداوار کو ترقی دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ آج کل کے حالات میں یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی غذائی عادتوں میں تبدیلی کریں۔ زمینداروں اور کاشتکاروں کے تعاون کے بغیر زرعی پیداوار

(بقایا صفحہ ۳۲۷)

ہند کی تجارت درآمد و برآمد میں قابل قدر اضافہ

دسمبر ۱۹۴۸ء کو ختم ہوئے نو ماہ کے اعداد و شمار

دسمبر ۱۹۴۸ء کو ختم ہونے والے نو ماہ کے عرصہ میں ہند نے غیر ممالک کو کل تین ارب تیرہ کروڑ اکتالیس لاکھ روپیہ کا مال برآمد کیا اور ہند نے تین ارب پچپن کروڑ تراسی لاکھ روپے کا مال باہر سے درآمد کیا۔

ہند کی برآمد میں بڑی بڑی اشیا مندرجہ ذیل تھیں۔ پٹ سن کا تاگہ اور پٹ سن کی مصنوعات نیز خام اور ناکارہ پٹ سن ایک ارب اکتیس کروڑ نواسی لاکھ روپے، چائے اکتالیس کروڑ اسی لاکھ روپے، سوت اور سوتی مصنوعات اکتیس کروڑ انسٹھ لاکھ روپے۔ روئی اور روئی کا گودڑ ریچودہ کروڑ نواسی لاکھ روپے، کھالیں اور چمڑا کمایا ہوا یا کچا آٹھ کروڑ چوراسی لاکھ روپے، گوند بیروزہ اور لاکھ رسات کروڑ انتالیس لاکھ روپے، تمباکو چھ کروڑ انسٹھ لاکھ روپے، بیج رپانچ کروڑ تیس لاکھ روپے)۔

ہند نے جو اشیا درآمد کی ہیں۔ ان میں سے بڑی بڑی مندرجہ ذیل ہیں۔ ہر قسم کی مشینری رچھپن کروڑ باسٹھ لاکھ روپے) اناج اور آٹا رانتالیس کروڑ سینتیس لاکھ روپے) روئی اور روئی کا گودڑ رانتیس کروڑ ستر لاکھ روپے) تیل زیادہ تر معدنی تیل رستائیس کروڑ تیس لاکھ روپے) دھاتیں رتیس کروڑ اکیاسی لاکھ روپے) موٹر گاڑیاں تیئیس کروڑ روپے) کیمیائی اشیا دوائیں وغیرہ رانیس کروڑ چھپن لاکھ روپے، رنگ روغن کروڑ اکیس لاکھ روپے) چھری کانٹے لوہے کا سامان اوزار وغیرہ ردس کروڑ اکتیس لاکھ روپے)

اس نو ماہ کے عرصہ میں جن ممالک کو ہند سے مال برآمد کیا گیا ان کے درجہ وار نام مال کی مالیت کے مطابق نیچے دئے گئے ہیں اس کے بالمقابل ان ممالک سے جو مال ہند میں درآمد کیا گیا اس کی مالیت بھی دی گئی ہے۔

نام ملک	ہند سے برآمد کی مالیت	ہند میں درآمد کی مالیت
برطانیہ	۴۴۰۲ لاکھ روپے	۱۰۷۱۵ لاکھ روپے
امریکہ	۵۳۷۴ لاکھ روپے	۷۶۹۳ لاکھ روپے
پاکستان	۳۶۳۵ "	۱۱۳۰ "
آسٹریلیا	۱۵۴۹ "	۱۶۸۱ "
ارجنٹائن	۱۱۴ "	۲۷۱ "
برما	۹۰۲ "	۱۴۹۹ "
لنکا	۷۵۹ "	۱۹۶ "
کینیڈا	۶۲۱ "	۵۲۳ "
مصر	۵۷۹ "	۱۹۷۰ "
فرانس	۵۵۷ "	x
چین	۵۰۹ "	x
کیوبا	۴۸۳ "	x
اٹلی	۴۵۹ "	۱۴۷۹
نیدرلینڈ	۴۵۶ "	۲۳۳۶
بلجیم	۴۳۹ "	۴۸۱
جاپان	۴۰۹ "	x
سوویٹ روس	۳۷۹ "	x
مجمع الجزائر	۳۰۳ "	۵۲۴ "
ہانگ کانگ	۲۶۰ "	x
کینیا کالونی	x	۸۹۲
اینگلو مصری سوڈان	x	۴۷۹
بحرین	x	۳۲۲
سوئٹزرلینڈ	x	۲۹۶
سویڈن	x	۳۱۷
تھائی لینڈ	x	۲۱۶
میزان کل	۳۱۳۴۱ لاکھ روپے	۳۵۵۸۳

اگر سال ۱۹۴۸ء کے اسی عرصہ کے اعداد و شمار سے مقابلہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہند کی تجارت برآمد میں چوبیس کروڑ نو لاکھ اور درآمد میں ستاون کروڑ تین لاکھ روپے کا اضافہ ہوا یعنی ہند نے ۱۹۴۸ء میں اپنی برآمد سے چار کروڑ چوبیس لاکھ روپے زیادہ کا سامان منگایا۔ اس کے مقابلہ میں سنہ ۱۹۴۹ء میں یہ فرق زیادہ ہو گیا اور ہند نے اپنی درآمد کی نسبت بیالیس کروڑ اڑتالیس لاکھ روپے کا زیادہ سامان منگایا۔ پٹ سن اور مصنوعات کی برآمد پچھلے سال تینتیس کروڑ اکہتر لاکھ روپے تھی۔ لیکن سال زیر رپورٹ میں یہ بڑھ کر ایک ارب چودہ کروڑ چھ لاکھ روپے تک جا پہنچی۔ چائے کی برآمد میں ۴۹ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا۔ سوتی دھاگہ اور اس کی مصنوعات میں بھی ٹھوس اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ تیل، گوند، صندل، لاکھ، تمباکو، بیج، پھلوں اور سبزیوں وغیرہ کی برآمد میں اضافہ ہوا۔

درآمد شدہ اشیاء میں سے سب سے زیادہ درآمد اناج کی ہوئی اور پچھلے برس کی اناج کی درآمد سے اس برس چونتیس کروڑ تینتیس لاکھ روپے زیادہ کی مالیت کا مال ہند میں آیا۔

[نوٹ: مندرجہ بالا مضمون میں جو اعداد و شمار درج ہیں ان میں پاکستان کے صوبہ سندھ اور پوربی بنگال کے اعداد و شمار بالترتیب یکم اور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے شمار نہیں کئے گئے۔ ہند اور پاکستان میں جو سمندری تجارت ہوئی۔ وہ ان اعداد و شمار میں شامل نہیں۔ سرکاری کھاتہ میں جو بیوپار ہوا۔ وہ بھی ان اعداد و شمار میں شامل نہیں ہوا۔]

ہند میں اشیا کی تھوک قیمتوں میں مزید کمی

اقتصادی مشیر نے ہند میں اشیا کی تھوک قیمتوں کا جو حساب لگایا ہے اس کے مطابق ۵ مارچ ۱۹۵۰ء کو ختم ہونے والے ہفتہ کے دوران میں تھوک قیمتوں کے اشاریہ میں صفر اعشاریہ ۵ فیصدی کی کمی واقع ہوئی ہے۔ ایک ماہ پہلے کے اشاریہ سے مقابلہ کیا جائے تو یہ صفر اعشاریہ سات فیصدی کم ہو کر تین سو ستر اعشاریہ ایک ہو گیا۔ اگست ۱۹۳۹ء میں تھوک قیمتوں کا اشاریہ ایک سو تصور کیا گیا ہے۔ لیکن اس ہفتہ کا اشاریہ گزشتہ سال کے اسی ہفتہ کے اشاریہ سے ۹ اعشاریہ دو فیصدی زیادہ تھا۔

زیر تبصرہ ہفتہ میں خوردنی اشیا کی قیمتوں میں نمایاں کمی ہوئی۔ ان کا اشاریہ ایک اعشاریہ تین فیصدی کم ہو کر تین سو اٹھتر اعشاریہ چھ ہو گیا۔ اس کمی کی بڑی وجہ گندم کے نرخوں میں بارہ فیصدی، جو اور دال کے نرخوں میں چار فیصدی نیز چنے، قہوہ اور نمک کی قیمتوں میں دو دو فیصدی کی کمی ہو جانا تھا۔ حالانکہ چاول کے نرخوں میں دو فیصدی اور گڑ کے نرخوں میں تین فیصدی کا اضافہ ہوا تھا۔

"صنعتی خام مال" کے زمرہ میں جنگلی کے بیج کی قیمتیں تین فیصدی، خام مینگنیز کی تیرہ فیصدی، کچی کھالوں کی چھ فیصدی کم ہو گئیں لیکن روئی کے نرخوں میں ایک فیصدی، مونگ پھلی کے نرخ تین فیصدی، السی کے بیج کے چار فیصدی، تمباکو کے دو فیصدی بڑھ جانے سے اس زمرہ کی اشیا کے نرخوں میں [illegible] کی قریباً برابر ہو گئی۔ اس زمرہ کا اشاریہ صفر اعشاریہ تین بڑھ کر ۴۴۰ اعشاریہ سات ہو گیا۔

"اشیائے نیم مصنوعہ" کا اشاریہ ۳۲۰ اعشاریہ چار تھا۔ اس زمرہ کی قیمتوں میں صفر اعشاریہ پانچ فیصدی کی کمی ہوئی کیونکہ بکری کی کھالوں کے نرخ دو فیصدی سوتی دھاگہ کے نرخ دو فیصدی کم ہو گئے تھے۔ لیکن پٹرول (جس پر یکم مارچ ۱۹۴۹ء سے محصول بڑھا دیا گیا ہے) مونگ پھلی کا تیل، السی کا تیل اور تانبہ کی قیمتیں بالترتیب نو، دو، چھ اور تین فیصدی چڑھ گئی تھیں۔

"اشیائے مصنوعہ" کے زمرہ میں موٹر ٹائروں کے نرخ پندرہ فیصدی، درآمد کی ہوئی شراب کی قیمتیں چار فیصدی چڑھ گئیں کیونکہ ان پر محصول بڑھا دیا گیا تھا۔ لیکن ان دونوں کی قیمتوں اور پٹ سن کی مصنوعات اور مصنوعی ریشم کی قیمتوں میں دو فیصدی کا اضافہ ہونے کے باوجود کورے شرٹنگ کے پھر سے سستے داموں پر منڈی میں آ جانے سے اس زمرہ کا اشاریہ ۳۴۹ اعشاریہ آٹھ پر ہی ساکن رہ گیا۔

سپاری، سنگتروں، ناریلوں اور تمباکو ہر ایک کے نرخوں میں تین فیصدی کی کمی کی وجہ سے متفرق زمرہ کا اشاریہ ایک اعشاریہ چار فیصدی کی کمی سے ۵۰۷ ہو گیا۔ حالانکہ کالی مرچ اور مسالہ کی قیمتوں میں دو فیصدی کا اضافہ ہوا تھا۔

غیر منقولہ جائداد کی فروخت اور تبادلہ کے لئے ایجنسیاں

ضروری سہولتوں کے لئے سرکاری منظوری حاصل کرنی ہوگی

ماہ جنوری ۱۹۴۹ء میں کراچی میں جو انٹر ڈومینین معاہدہ ہوا تھا۔ اس کی رو سے غیر منقولہ شہری جائدادوں کی فروخت اور تبادلہ پرائیویٹ ایجنسیوں کے ذریعہ ہو سکتا ہے یا شرنارتھی خود کر سکتے ہیں۔ چونکہ حکومت کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ پرائیویٹ ایجنسیوں کی ایک غیر محدود تعداد کو سہولتیں بہم پہنچائی جائیں اس لئے حکومت نے ان ایجنسیوں کے لئے کچھ شرائط مقرر کی ہیں۔ جو ایجنسی ان شرائط کو پورا کریگی اسے غیر منقولہ شہری جائداد کی فروخت اور تبادلے کے کام کی منظوری دی جائے گی۔ اس طریقے کا ایک پہلو یہ ہو گا کہ شرنارتھی سرکاری سہولتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں گے۔

اس منظوری کے لئے پرائیویٹ ایجنسیوں کی درخواستوں پر غور کرنے کے لئے عنقریب ایک بورڈ بنایا جائیگا۔ اس بورڈ کی طرف سے سفارش ہونے پر ہند سرکار متعلقہ ایجنسی کو منظوری دے گی۔

جو ایجنسیاں یہ منظوری حاصل کرنا چاہتی ہوں انھیں ابھی سے وزارت امداد و بحالی کو اپنی درخواستیں بھیج دینی چاہئیں۔ منظوری حاصل کرنے کے لئے حسب ذیل امور کے متعلق اطمینان دلانا ضروری ہوگا۔

(۱) جائداد کے کام کا پچھلا تجربہ۔

(۲) پاکستان میں نیابت اور نمائندگی کا انتظام۔

(۳) کسی شیڈولڈ بنک سے پچیس ہزار روپے کی ضمانت۔

ہند سرکار کی طرف سے ایک افسر نامزد کیا جائیگا جو منظور شدہ ایجنسیوں کا حساب کتاب دیکھ سکیگا۔ ہر ایجنسی کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ وہ سرکاری افسر کو پندرہ روزہ رپورٹ بھیجے جس میں اور چیزوں کے علاوہ یہ بھی بتایا جائے کہ اس عرصے میں کون کون سے سودے ہوئے۔ اگر کسی ایجنسی کے خلاف کوئی شکایت موصول ہو تو ہند سرکار کو یہ حق ہوگا کہ وہ اس شکایت کی تفتیش کرے۔ کسی ایجنسی کو دو فیصدی سے زیادہ معاوضہ لینے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ شرنارتھیوں سے اور کوئی فیس یا خرچہ لینے کی اجازت نہ ہوگی۔

سرکار کا ارادہ ہے کہ مختلف ایجنسیوں کے لئے مختلف علاقے مقرر کئے جائیں۔ فی الحال جو علاقے بنائے گئے ہیں ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔ درخواست بھیجتے وقت ہر ایجنسی کو یہ بتانا ہوگا کہ وہ کون کونسے علاقے میں کام کرنا چاہتی ہے۔ بورڈ کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ بعد ازاں علاقوں میں کوئی تبدیلی کر دے۔

ہند سرکار کے تمام دفاتر اور ہندوستان و پاکستان میں واقع ایجنسیاں ان پرائیویٹ ایجنسیوں کے کام کو مقدم سمجھیں گی جنھیں ہند سرکار کی طرف سے منظوری حاصل ہوگی۔

(۱) سندھ اور بلوچستان کا حلقہ۔

(۱) کراچی حیدرآباد۔ تھرپارکر (۲) کراچی۔ دادو، لاڑکانہ (۳) کراچی نواب شاہ مشمولہ ریاست خیرپور، سکھر (۴) کراچی جیکب آباد۔ بلوچستان۔

(۲) پنجاب کا حلقہ۔

(۱) راولپنڈی۔ اٹک جہلم۔ گجرات۔ لاہور (۲) میانوالی شاہپور لاہور (۳) ملتان۔ مظفر گڑھ۔ ڈیرہ غازی خان۔ لاہور (۴) جھنگ۔ منٹگمری۔ لائل پور۔ لاہور۔ شیخوپورہ (۵) سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ لاہور۔

(۳) صوبہ سرحد کا حلقہ۔

(۱) پشاور۔ مردان۔ ہزارہ۔ (۲) کوہاٹ اور ڈیرہ اسماعیل خان۔

(بسلسلہ صفحہ ۳۴۴)

کی کوئی اسکیم پوری نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ہمارے پاس کئی تدابیر ہیں۔ ان کے ساتھ ہر علاقے میں ترقی پسند کاشتکاروں کی رہنمائی میں کسانوں کی جماعتیں بنائی جائیں گی۔

پیداوار کے اضافے سے نہ صرف کاشتکاروں کی قوت خرید اور معیار زندگی میں ہی اضافہ ہوگا بلکہ اس سے ملک کی اقتصادی آزادی بھی حاصل ہو سکے گی۔

خوراک کے متعلق خبریں

ہند میں فالتو اناج کی فراہمی کی مہم۔

مرکزی وزارت خوراک کے ایک نمائندے نے پچھلے دنوں یہ بتایا۔ کہ ملک بھر میں جس قدر فالتو اناج دستیاب ہو سکتا ہے اس کے حصول اور مناسب تقسیم کے لئے ہند سرکار نے ہدایات جاری کی ہیں۔ کہ خوراک کے زیادہ سے زیادہ حصول کی سرگرمیوں کو تیز کر دیا جائے۔ توقع ہے سال ۱۹۴۹ء کے دوران میں قریباً چالیس لاکھ ٹن اناج حاصل کر لیا جائے گا۔ جہاں کہیں مقامی انتظامات ناکافی نظر آئے وہاں مرکزی حکومت زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈالنے سے گریز نہ کرے گی خوراک کے حصول کی صوبہ وار صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ آسام میں حصول اناج کا کام حکومت خود کرتی ہے۔ اور اس غرض کے لئے سارے صوبہ کو چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بنگال میں اناج اکٹھا کرنے کا کام بدستور جاری ہے۔ لیکن جنس کی صورت میں مالیہ وصول کرنے میں کچھ دقت پیش آ رہی ہے۔ بہار میں اناج اکٹھا کرنے کا کام چاول کے کارخانوں کی معرفت کیا جاتا ہے۔ حکومت ان کارخانوں کی ساری پیداوار اپنے قبضہ میں کر لیتی ہے۔ بمبئی میں اناج جمع کرنے کی اسکیم پورے زور سے جاری ہے۔ سی۔ پی میں ساٹھ فی صدی باجرہ اور پچاس فی صدی چاول حکومت لائسنس یافتہ تاجروں سے خرید کر لیتی ہے۔ اڑیسہ اور پوربی پنجاب میں حصول اناج کی اجارہ داری رائج ہے۔ یو۔ پی میں فصل خریف کو طغیانیوں کی وجہ سے کافی نقصان پہنچا ہے۔ اس لئے چاول کے سوا باقی کسی اناج کا حصول ممکن نہیں ہو سکا۔ میسور۔ ٹراونکور اور کوچین میں اناج حاصل کرنے کا کام تسلی بخش خیال کیا جاتا ہے۔

خوراک کی پھر سے راشن بندی۔

بمبئی میں خوراک کی راشن بندی پھر سے نومبر ۱۹۴۷ء کے معیار پر آ چکی ہے۔ سارا صوبہ مدراس اور ریاست میسور ماہ رواں کے آخر تک راشن بندی کے ماتحت ہو جائے گا۔ ماہ مارچ کے آخر تک پوربی پنجاب میں قریباً انیس لاکھ اشخاص راشن بندی کے ماتحت ہو جائینگے۔ اس وقت کل قریباً ساڑھے دس کروڑ اشخاص جزوی یا مکمل راشن بندی کے ماتحت ہیں۔ نومبر ۱۹۴۷ء میں چودہ کروڑ تریاسی لاکھ اشخاص راشن بندی کے ماتحت تھے۔

گھی اور دودھ کی پیداوار۔

سال ۴۷-۱۹۴۶ء کے دوران میں خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے ہند سرکار نے کل قریباً ایک کروڑ انیس لاکھ روپے صرف کئے ہیں۔ یہ رقم صوبوں کو امداد کے طور پر دی گئی تھی سال ۱۹۴۸ء میں قریباً ایک لاکھ تیس ہزار ٹن بناسپتی گھی ہند میں تیار کیا گیا۔ اس وقت مدراس۔ بمبئی بنگال۔ یو۔ پی۔ بہار۔ اڑیسہ۔ سی۔ پی۔ دہلی اور کورگ میں ۲۰۲ ڈائریاں ہیں۔ بمبئی اور پوربی پنجاب کے بارے میں اطلاعات موصول نہیں ہوئیں۔ مذکورہ بالا علاقوں میں ۱۰۵ مرکز انڈے اور مرغیوں وغیرہ کی پرورش کے ہیں۔ ان تمام کو حکومت سے امداد ملتی ہے۔ مقامی تحقیقات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ زرعی پیداوار کی قیمتوں میں بھاری اضافہ ہو جانے کی وجہ سے ملک میں زرعی قرضے بہت گھٹ گئے ہیں۔ حکومت حلقہ وار تقسیم کے بہتر طریقہ پر نمک تقسیم کر رہی ہے۔ امید ہے کہ ہند ۱۹۵۱ء کے آخر تک نمک کی ساری ضروریات خود پوری کرنے کے قابل بن جائے گا۔ حکومت ہند نے پاکستان سے نمک درآمد کرنے کے لئے کافی سہولتیں دیدی ہیں اب بحری اور بری راستوں سے کھیوڑہ اور پاکستان کے دیگر علاقوں کا نمک بآسانی ہند آ سکے گا۔

ہند کے لئے بین الاقوامی ماہرین زراعت

بہت جلد ہی ہند سرکار کو دو بین الاقوامی ماہرین زراعت کی خدمات حاصل ہو جائینگی یہ ماہر حکومت ہند کو زرعی مسائل کے بارے میں مشورہ دیا کرینگے۔ ان کو ہند میں رہنے کا الاؤنس اور سفر خرچ دیا جائیگا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بین الاقوامی ادارہ خوراک و زراعت بھی ہند کے کچھ ماہرین کی خدمات جنوب مشرقی ایشیا کے بعض علاقوں کے لئے حاصل کرے گا۔

ریکہ سے ہند کو اناج کی الاٹمنٹ ماہ اپریل سے ماہ جون
.کی سہ ماہی میں حکومت امریکہ کے محکمہ زراعت نے انتیس لاکھ
ں ہزار ٹن اناج دوسرے ملکوں کو بھیجنا منظور کیا ہے۔ اس
ہسے ہند کو ایک لاکھ انتیس ہزار ٹن اناج ملے گا۔ اندرونی
بڑ کے باوجود جنوری اور فروری ۱۹۴۹ء کے دوران میں
ا نے ستر ہزار ٹن چاول برآمد کیا ہے حکومت برما کے ایک نمائندہ
بتایا ہے کہ پھر سے آباد کاری اور چاول کی پیداوار بڑھانے
۔ لئے برما کو ہند سے مندرجہ ذیل اشیا کی فوری ضرورت
ے۔ لوہا۔ فولاد۔ نالی دار لوہے کی چادریں اور خاص کر کوئلہ۔

ند میں اناج کی درآمد۔

۱۰ مارچ ۱۹۴۹ء کو ختم ہونے والے ہفتہ میں بیرونی ممالک
سے ہند میں اناج کی حسب ذیل مقدار درآمد کی گئی۔ گندم بیس ہزار چار
دٹن۔ چاول ستائیس ہزار نو سو ٹن۔ مکئی ۱۸ ہزار دو سو ٹن۔ یکم جنوری
۱۹۴۹ء سے لے کر مذکورہ ہفتہ کے آخر تک غیر ممالک سے ہند میں
جتنا اناج درآمد کیا گیا۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ گندم چار
کھ تینتالیس ہزار تین سو ٹن۔ آٹا پندرہ ہزار ایک سو ٹن۔ چاول
یک لاکھ اٹھانوے ہزار ٹن۔ باجرہ سولہ ہزار چھ سو ٹن۔ جو
چھتیس ہزار آٹھ سو ٹن۔ مکئی اٹھارہ ہزار دو سو ٹن۔ میلو ایک
اکھ تینتیس ہزار ٹن۔

چھ کے علاقہ میں چارہ کی کمی۔

حکومت ہند کو کچھ میں چارہ کی کمی طرف سے تشویش ہے اور
۔ اس علاقہ میں چارہ کی موجودہ قلت کو دور کرنے کے لئے ہر امکانی
شش کر رہی ہے اس علاقہ میں بھیجنے کے لئے حکومت ہند کو اب تک
چارہ کی جو مقدار دستیاب ہو سکی اس کی تفصیل یہ ہے۔ صوبہ متوسط۔
بھوپال اور سندور سے ۱۴ لاکھ من خشک گھاس بمبئی اور حیدرآباد
سے چار ہزار ٹن مونگ پھلی کی کھلی۔ اور صوبہ متوسط سے ۲ ہزار ٹن
بنولہ۔ دو سو چار ویگنیں خشک گھاس کی جن کا وزن آٹھ سو ٹن سے
زیادہ تھا اور تین سو ٹن مونگ پھلی کی کھلی۔ اور خشک گھاس کی ۳۶۰۰
گانٹھیں ایک سٹیمر کے ذریعہ اس علاقہ میں پہنچائی جا چکی ہیں۔ تیز رفتار
نقل وحمل کے ہر طریقے سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ ریلوں کے علاوہ
پگر لوگوں سے تین اسٹیمر اور دس دیسی کشتیاں بھی بلامعاوضہ حاصل
کی گئیں۔

مدراس میں زراعتی سرگرمیاں۔

حکومت مدراس نے جو زراعتی کام کئے ان میں حسب ذیل ہیں۔
اصلاح شدہ زرعی آلات اور کاشت کے بہتر طریقوں کی نمائش پنجری
کیچڑ اور سبزیوں کے پھوک سے مرکب کھاد کی تیاری۔ بہتر بیج اور آلات کی
رسد۔ کیڑوں کی وباؤں اور بیماریوں کی روک تھام کے طریقے اور خوراک
کے بدل مثلاً سبزیاں انڈے کٹ۔ پالتو مرغیاں اور پھلوں کی پیداوار کو بڑھانا
جدید زراعتی طریقوں کا وسیع پیمانے پر پرچار کیا گیا۔ اس کے لئے
سرکاری افسروں نے ۱۶۸۹ جگہوں پر لیکچر دئے یا لوگوں کو جدید آلے دکھائے۔
مختلف اضلاع کے کسان زرعی کھوج کے قریبی مقاموں پر جدید
آلات کو دیکھنے کے لئے آئے۔
شہر کی کیچڑ اور دیہاتی علاقہ کی سبزیوں کے پھوک سے ۲۲، ۲۲، ۴۳۶
مربع فٹ مرکب کھاد تیار کی گئی۔ یہ کھاد ۳، ۵، ۳ ایکڑ اراضی کے لئے
استعمال کی گئی۔
۵۳ ٹریکٹروں کی مدد سے کل ۱۶۰۸ ایکڑ کے رقبے کو جوتا گیا اور
اس کی سطح کو ہموار کیا گیا۔

کھیتوں میں خودرو گھاس کا سدباب۔

ہند میں کروڑوں ایکڑ زمین ایسی ہے جس میں کبھی سرسبز کھیت
لہلہاتے تھے اور اناج کا سونا اگلتے تھے لیکن کانس کی ستم رانی سے
وہ زمین آہستہ آہستہ اجاڑ اور بنجر بن چکی ہے۔
کانس بھی گھاس کی انہی قسموں میں سے ایک ہے جن میں سے
سرکنا ہے۔ اس کی جڑیں لمبی۔ زمین میں دور تک دھنسی ہوئی ہوتی ہیں
کئی برس کے تجربات سے یہ ظاہر ہوا ہے۔ کہ کانس کو ختم کرنے
اور کانس کی وجہ سے ان زمینوں کو جو ناکارہ ہو چکی ہوں دوبارہ زیر کاشت
لانے کا سب سے موثر طریقہ یہ ہے۔ کہ جنوری سے مئی تک اس زمین
میں کم از کم ایک فٹ گہرا ہل چلایا جائے۔ یہ خیال رہے۔ کہ ہل چلانے
کا کام برسات شروع ہونے سے کم از کم ایک ماہ پہلے ختم کر لیا جائے۔
تاکہ گہرے ہل چلانے سے کانس کے ٹکڑے ہوئے اور سورج کی گرمی سے
بالکل سوکھ جائیں۔ اور کانس کی تمام جڑیں خشک ہو جائیں۔ اس طرح

سات آٹھ برس تک کے لئے اس زمین کو کانس سے محفوظ بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن کانس کے نئے سرے سے اُگنے کی روک تھام کے لئے یہ مناسب خیال کیا جاتا ہے کہ پہلے چار برس کے بعد چھ سے آٹھ انچ تک گہرے ہل چلائے جائیں۔

غیر ممالک سے ہندوستان کو ہر سال دس لاکھ ٹن گندم ملے گی۔

نئی دہلی ۲۵ مارچ - انھیں دنوں واشنگٹن میں گندم کا جو بین الاقوامی معاہدہ ہوا ہے اس کی وضاحت مرکزی وزارت خوراک کے ایک ترجمان نے کی ہے کہ اب ہندوستان کو ہر سال دس لاکھ ٹن گندم مہیا کرنے کا اطمینان دلایا گیا ہے۔ اس گندم کے لئے زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم قیمتیں مقرر کر دی گئی ہیں جن کی وجہ سے ہمارے درآمد کے اخراجات میں کمی ہوگی۔ اس معاہدے کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ اب ملک میں زیادہ چاول پیدا کرنے کے کام پر مزید توجہ مبذول کی جا سکے گی۔

اس معاہدے کے مطابق ہندوستان گندم کے لئے وہی قیمت ادا کرے گا جو گندم درآمد کرنے والے دیگر ممالک ادا کریں گے۔ یہ قیمت زیادہ سے زیادہ دس روپے چھ آنے من ہوگی اور کم سے کم سات روپے تین آنے فی من ہوگی۔ گندم درآمد کرنے والے کسی بھی ملک پر یہ لازم نہیں کہ وہ متعلقہ مقدار کو ضرور خریدے۔

ریاست جموں و کشمیر جانے کے لئے پرمٹ

ریاست جموں اور کشمیر میں داخل ہونے کے لئے اب بھی پرمٹ حاصل کرنا ضروری ہے۔ یہ پرمٹ حاصل کرنے کے لئے ہند سرکار کی وزارت دفاع کے کشمیر پرمٹ سیکشن کو درخواست دینی پڑتی ہے۔ یہ درخواست اگر وزارت کی طرف سے مہیا کردہ فارم پر نہ ہو۔ تو اس میں مندرجہ ذیل اطلاع درج ہونی چاہئے۔ نام۔ باپ کا نام۔ پیشہ۔ مستقل پتہ۔ پتہ جس پر پرمٹ بھیجا جائے۔ وطن۔ کشمیر روانہ ہونے کی مجوزہ تاریخ۔ سفر کشمیر کا مقصد۔ کشمیر میں پتہ۔ سابقہ درخواست اگر کوئی ہو اور اگر درخواست کنندہ ۱۸ برس یا اس سے زیادہ عمر کا ہو تو اس کے دستخط یا نشان انگوٹھا۔ نابالغوں کے نام بالغ شخص کی درخواست میں درج کر دئے جائیں۔

ان اشخاص کے بارے میں جن کی تشخیص آسانی سے نہیں کی جا سکتی۔ یہ پرمٹ جلد حاصل کرنے کے لئے بہتر ہوگا۔ کہ ان کی درخواستیں مقامی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس یا پریذیڈنسی شہروں میں کمشنر پولیس سے پہلے تصدیق کروا کر وزارت دفاع کو بھیجی جائیں۔

ایک غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ کہ ایسی درخواستیں نئی دہلی میں وزارت دفاع کو شخصی طور پر بھیجی جانی چاہئیں۔ جو درخواستیں بذریعہ ڈاک بھیجی جائیں گی انھیں قبول کر لیا جائیگا۔ اس صورت میں پرمٹ بھی بذریعہ ڈاک بھیجے جائیں گے۔

عام طور پر روانگی کی مجوزہ تاریخ سے تین ہفتے پہلے درخواست دی جانی چاہئے۔ ریاست جموں و کشمیر کے وہ باشندے جن کو ریاستی حکومت نے ریاست سے باہر مقامات کو جانے اور واپس لوٹنے کے پرمٹ دیئے ہیں۔ ان کو اس کے بعد ریاست میں واپس لوٹنے سے پہلے اپنے پرمٹوں کی تجدید کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جو لوگ اس جدید ضابطہ کے بارے میں ہدایات جاری ہونے سے پہلے ریاست سے آئے ہیں۔ ان کے پاس جو پرمٹ ہوں۔ ان پر نئے ضابطے کے مطابق اگر مزید اندراجات نہ ہوں۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر کسی قسم کا شبہ ہو۔ تو ان کو یہ مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ مندرجہ ذیل حکام میں سے کسی ایک سے اپنے پرمٹوں کی تجدید کرا لیں۔ تاکہ ان کو ریاست میں داخلہ کے وقت کسی طرح کی مشکل پیش نہ آئے۔ وزارت دفاع ہیڈکوارٹرز پٹھانکوٹ۔ کشمیر کا تجارتی ایجنٹ مقیم امرتسر یا پٹھ

ضمیمہ بر خبر ہذا وزیر خوراک کی تقریر (بسلسلہ صفحہ ۳۴۲)

بفرض محال ایسا ہو جائے۔ اور کوئی جہاز سمندر پار سے یہاں نہ آ سکے۔ تو سوچئے ہمارا کیا حال ہوگا۔ اس لئے میں میسور کے رہنے والوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ اس وقت خوراک پیدا کرنے کے پروگرام کو پورا کرنا صرف دیہات کی ہی ذمہ داری خیال نہ کریں۔ بلکہ اسے اتنا ہی اہم خیال کریں جتنا سیاسی آزادی حاصل کرنا تھا۔ اور ۱۹۵۱ء تک اس کو پورا کرنے کے لئے اپنی پوری قوت صرف کریں۔

مختصر خبریں

کھنڈساری شکر تیار کرنے کے نئے طریقے۔

کھانڈ کی تحقیقات اور آزمائش کی تجربہ گاہ واقع بلاری میں کھنڈساری کو گندھک سے صاف کرنے کے بہتر طریقے معلوم کئے گئے ہیں کچھ کھیتوں میں تجارتی اغراض کے لئے انہیں طریقوں سے کام لیا گیا اور کافی کامیابی ہوئی ہے۔ پرانے دیسی طریقوں کے مقابلہ میں نئے طریقوں سے گنے سے جو کھانڈ نکالی جائے گی۔ وہ بہت زیادہ ہوگی۔ دیسی طریقے کے کڑاہے کے ذریعہ گنے سے پانچ اعشاریہ پانچ فیصدی کھانڈ حاصل ہوتی ہے ظاہر ہے۔ کہ اس طریقے سے بہت کم کھانڈ نکلتی ہے

آبی ذرائع کی ترقی پر بہترین مقالہ کے لئے انعام۔

مرکزی آبپاشی بورڈ نے ایک تمغہ مقرر کیا ہے جو ہر سال کسی ایسے شخص یا اشخاص کو عطا کیا جائے گا۔ جو ہند کے آبی ذرائع کی ترقی کے متعلق تحقیقات ٹیکنیک اصولی یا عملی طریقوں کے بارے میں سب سے اعلےٰ اور طبعزاد مقالہ پیش کرے گا۔ اور جس کو بورڈ کی انتظامیہ کمیٹی بہترین مقالہ خیال کرے گی۔

۱۹۴۹ء کے کام کے بارے میں مرکزی آبپاشی بورڈ کینیڈی ہاؤس شملہ نے درخواستیں طلب کی ہیں۔ جو ۳۰ اپریل ۱۹۴۹ء تک بورڈ کے سیکریٹری کو پہنچ جانی چاہئیں۔

وزارت تعلیم کی طرف سے ایک نئے رسالے کا اجرا

ہند سرکار کی وزارت تعلیم کی طرف سے ایک نیا سہ ماہی رسالہ جاری کیا جا رہا ہے۔ اس کا نام "دی ایجوکیشن کوارٹرلی" ہوگا۔ اس رسالے کا پہلا پرچہ مارچ کے آخیر تک شائع ہو جائے گا۔ یہ نیا رسالہ ایک مستند حیثیت کا حامل ہوگا اور اس میں تعلیمی اور ثقافتی سرگرمیاں درج ہوں گی۔ ہندوستان اور غیر ممالک میں تعلیم کے متعلق مفید اطلاعات بھی دی جائیں گی۔ اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ فی کاپی ہوگی۔ خواہشمند اصحاب منیجر آف پبلیکیشنز سول لائنز دہلی سے اسے حاصل کر سکتے ہیں

ہندوستان میں ریڈیو اور راڈار کے سامان کا کارخانہ۔

ہندوستان میں ریڈیو کے سامان اور راڈار کے ایک کارخانے کی سکیم بنانے کے لئے ہند سرکار نے ۱۲ مارچ کو فرانس کی ایک کمپنی سے معاہدہ کیا۔ یہ کارخانہ وہ ریڈیو تیار نہیں کرے گا جو عام طور پر گھروں میں استعمال ہوتے ہیں منصوبے کی رپورٹ کو دیکھنے کے بعد اگر ہند سرکار نے اسے منظور کیا۔ تو مذکورہ ادارہ حکومت کے فیصلے کے مطابق ریڈیو کا سامان اور راڈار تیار کرنے کے لئے کام شروع کر دے گا کمپنی منصوبے کے لئے ٹیکنیکل مدد بھی مہیا کرے گی۔ توقع ہے۔ کہ منصوبے کی رپورٹ چھ ماہ میں تیار ہو جائے گی معلوم ہوا ہے کہ عنقریب امریکہ اور برطانیہ کی دو کمپنیوں سے بھی ہند سرکار ایسے معاہدے کرنے والی ہے۔

پٹرول کی راشن بندی۔

جون ۱۹۴۹ء کی راشن بندی کی سہ ماہی کے لئے حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ متعدد ریاستوں اور صوبوں میں شہری استعمال کے لئے پٹرول کی مقررہ مقدار بدستور قائم رہے گی۔

۱۹۴۸ء کے اختتام پر پٹرول زیادہ دستیاب ہونے لگا تھا اس لئے ریاستوں اور صوبوں کا پٹرول کا کوٹا گذشتہ سہ ماہی کی معمولی مقدار پر آئندہ کی سہ ماہی کے لئے ۱۰ فیصدی بڑھا دیا گیا تھا۔ بندرگاہوں اور ان کے قریبی ریلوے اسٹیشنوں سے مال کی روانگی کے لئے زائد کوٹے بھی منظور کئے گئے ہیں۔

جاپان سے اشیا کی درآمد

جاپان سے اشیا منگوانے کے سلسلے میں کھلے عام لائسنس نمبر ۱۳ کی میعاد ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء تک ہے۔ اس میعاد میں کوئی توسیع نہیں کی جائے گی۔ چونکہ ڈالر کے حصول کا انداز تسلی بخش نہیں۔ اس لئے کھلے عام لائسنس کے ماتحت اشیاء کی درآمد کے لئے پندرہ دن کی رعایت بھی نہیں دی جائے گی۔ عام لائسنس کی تنسیخ کا اعلان ۱۷ مارچ کے غیر معمولی گزٹ میں بھی کیا جا رہا ہے۔

جاپان میں ہندوستانی تاجروں کا داخلہ

تجارتی اغراض کے لئے جاپان جانے والے ہندوستانیوں کی درخواستوں پر آج کل ہند سرکار کی وزارت تجارت میں غور ہو رہا ہے لیکن

اب یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ایسی درخواستیں آئندہ کلکتہ میں تجارتی اطلاع اور اعداد و شمار کے ڈائرکٹر جنرل کے دفتر میں بھیجی جائیں۔

ٹرانسفر بیورو میں ناموں کا اندراج بند کر دیا گیا

چونکہ مغربی پاکستان کی صوبائی حکومتوں کے ملازموں کا اخراج اب ختم ہو چکا ہے۔ اور وزارت امور داخلہ کے ٹرانسفر بیورو میں اب جو اشخاص نام درج کرانا چاہتے ہیں۔ وہ اس بیورو سے امداد حاصل کرنے کے مستحق نہیں ہیں اس لئے ہندسرکار نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ شمال مغربی سرحدی صوبہ سندھ اور بلوچستان سے آنے والے شرنارتھی سرکاری ملازموں کے ناموں کا اندراج ۱۵ اپریل ۱۹۵۰ء سے بند کر دیا جائے۔

سوڈا ایش کے لائسنس کی تنسیخ

سال ۱۹۴۹ء کے دوران میں سوڈا ایش کے لائسنس دینے کے لئے نرم پالیسی اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ ہند میں سوڈا ایش کی بہت بڑی مقدار درآمد کی گئی ہے۔ ڈالر اور کمیاب سکہ والے ممالک سے کافی بڑی مقدار سوڈا ایش درآمد کرنے کے کئی لائسنسوں کی تعمیل ابھی تک نہیں ہو سکی ہے۔ ڈالر اور کمیاب سکوں کے تبادلہ میں جو دقتیں ہیں ان کے پیش نظر اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ڈالر اور کمیاب سکے والے ممالک سے سوڈا ایش درآمد کرنے کے تمام باقی لائسنس منسوخ کر دئے جائیں۔ وہ لائسنس جن کے عوض ۲۱ مارچ ۱۹۴۹ء کو یا اس سے پہلے ناقابل تنسیخ ہنڈیاں جاری ہو چکی ہیں۔ یعنی جن کے عوض رقوم جمع کرائی جا چکی ہیں۔ اس فیصلہ سے مستثنےٰ ہوں گے۔ اور ان کا مال مقررہ میں مخصوص عرصہ کے اندر جہازوں میں لادا جا سکے گا۔ ایسے لائسنس رقم جمع کر دینے کے ثبوت کے ہمراہ چیف کنٹرولر امپورٹس کو بھیج دئے جائیں۔ تاکہ ان کو فوراً فوراً جائز قرار دیا جائے۔ کسی صورت میں بھی ایسے لائسنسوں کو اصل مقررہ عرصہ کے بعد تجدید نہ کیا جائے گا۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ آسانی سے دستیاب ہو سکنے والے ممالک سے سوڈا ایش کی درآمد کو کھلے عام لائسنس نمبر ۱۱ کی فہرست سے خارج کر دیا جائے۔ اس بارے میں ہند کے گزٹ کی غیر معمولی اشاعت مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۵۰ء میں اعلان شائع کیا جا رہا ہے۔

ہندسرکار نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے۔ کہ سیمولینا کو کھلے عام لائسنس نمبر ۱۱ کے دائرہ سے خارج کر دیا جائے۔ سیمولینا کو امپورٹس ٹریڈ کنٹرول کے حصہ چہارم کے سلسلہ وار نمبر ۷ کے ماتحت غیر مخصوص غذاؤں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یا اس کے سلسلہ وار نمبر ۷ حصہ پنجم کے ماتحت پیٹنٹ اور نشاستہ دار خوراک میں شمار کیا جا رہا ہے۔

مزید برآں ناریل کے تیل کو کھلے عام لائسنس میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ اس وقت امپورٹ ٹریڈ کنٹرول کے حصہ پانچ کے سلسلہ نمبر ۲۸ کے ماتحت شمار کیا جاتا ہے۔

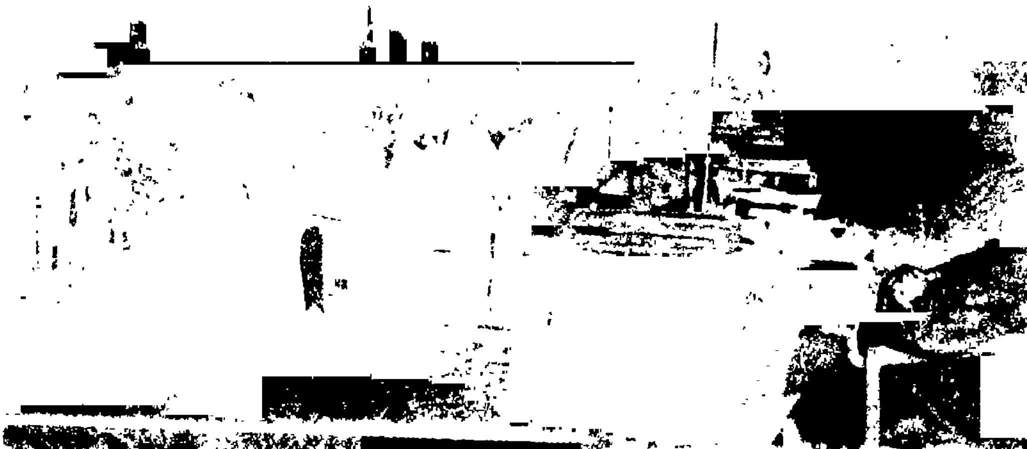
پاکستان سے آنے والے لوگوں کا اندراج

اکثر صوبائی اور ریاستی حکومتیں بحالی کے لئے صرف انھیں شرنارتھیوں کی مدد کرتی ہیں جنھوں نے اپنا نام ایک مقررہ تاریخ سے پہلے اپنے متعلقہ علاقے میں درج کرا دیا ہو۔ لیکن مختلف صوبوں اور ریاستوں میں ایسے بہت سے شرنارتھی ہیں جو کسی وجہ سے مقررہ وقت تک اپنا نام رجسٹر نہ کرا سکے۔

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں ہندسرکار نے مغربی پاکستان سے آنے والے بے گھر لوگوں کو مختلف صوبوں اور ریاستوں میں بانٹ دیا تھا۔ مرکزی وزارت امداد و بحالی نے اب تمام صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو گشتی خط بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جن صوبوں میں ان کے مقررہ حصے سے کم شرنارتھی ہیں انھیں فوراً ان کا رجسٹریشن کرنا چاہئے۔ بشرطیکہ کام پہلے نہ ہو چکا ہو۔ اگر رجسٹریشن کا کام ادھورا چھوڑ دیا گیا ہو تو اسے پھر سے شروع کیا جائے۔ ہر وہ شرنارتھی اپنا نام رجسٹر کرا سکتا ہے۔ جو رجسٹریشن کرنے والے افسر کو یہ اطمینان دلا دے کہ مستند شرنارتھی ہے۔ جن صوبوں میں مقررہ حصے سے زیادہ شرنارتھی رہ رہے ہیں وہاں کی حکومتوں کو اختیار ہے کہ وہ ان شرنارتھیوں کو بحالی کی مراعات نہ دیں جنھوں نے اپنا نام رجسٹر نہیں کرایا۔

ہندسرکار کو امید ہے کہ ایسا رویہ اختیار کرنے سے شرنارتھیوں کی کوٹہ وار تقسیم میں اصلاح ہو جائے گی۔

وزارت امداد و بحالی کو کچھ شرنارتھیوں کی طرف سے درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن میں شرنارتھیوں نے انفرادی طور پر اس صوبہ سے تبدیلی کے لئے کہا ہے جہاں ان کا نام رجسٹر ہو چکا ہے۔ ایسی حالتوں میں تبدیلی کا دارومدار اس حکومت کی مرضی پر ہے جس علاقہ میں متعلقہ شرنارتھی جانا چاہتا ہو۔





ئی دلی میں پنڈت نہرو
چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری
لانہ اجلاس میں تقریر کر
ہیں۔
ڈاکٹر ایس پی مکرجی
ن سینڈرڈ انسٹی ٹیوٹ
زل کونسل کی صدارت
ہے ہیں۔ (نیچے) گوشت
متعلقہ کل ہند کانفرنس
شری جیرام داس دولت رام
تقریر کر رہے ہیں



مرکزی اطلاعات

رجسٹرڈ نمبر ڈی ۳۱



اسکول کے بچوں کے ساتھ ہز ایکسیلنسی شری راجگوپال آچاریہ کی یہ تصویر گورنمنٹ ہاؤس کے باغ میں لی گئی۔

...lished by B. L. Sharma, Principal Information Officer, Government of India. Printed in India by L. Labha Ram (Manager) at the Mufid-i-Am Press, Nicholson Road, Delhi : All communications to be addressed to Press Information Bureau, Government of India, New Delhi, and NOT to the Printers.

مرکزی اطلاعات





بائیں۔ ۱۸ اپریل کو نئی دلی میں صوبائی وزرائے اعظم کی کانفرنس ہوئی۔ اس کی صدارت نائب وزیر اعظم ہند سردار پٹیل نے کی۔ جو اصحاب تصویر میں دکھائی دے رہے ہیں ان کے نام یہ ہیں: ازبیل سردار ولبھ بھائی پٹیل، شری مرارجی ڈیسائی، شری کمار سوامی راجہ، بی سی رائے۔ شری گوپی ناتھ باردولائی شری دی، ایس کھیرے، شری ڈی بیس باکھلے، میجر جنرل چودھری، ڈاکٹر تاراچند اور دیگر اصحاب۔

نیچے دلی میں مہاراج پرکھوں، اور وزارت ریاستہائے ہند اور وزارت دفاع کے نمائندوں کی کانفرنس ہوئی اس کانفرنس میں ریاستی فوجوں کی تنظیم نو پر غور کیا گیا۔



سرورق
...یونین کے
موقعہ پر
پٹیل صا
راج پر
کا حلف

مرکزی اطلاعات کیا ہے؟

مرکزی اطلاعات اخبارات کی سہولت اور امداد کے لئے ہے اور اس کا مقصد حکومتِ ہند کی خاص خاص کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔

مرکزی اطلاعات میں عنوانات اور جلی عبارتوں کا مقصد پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے ان سے لازماً سرکاری نقطۂ خیال کا اظہار مقصود نہیں۔

مرکزی اطلاعات میں باہر کے مضامین شامل نہیں کئے جاتے۔ اس کا ہر مضمون حوالہ دئے بغیر نقل کیا جا سکتا ہے

ایڈیٹر:- بی، ایل شرما، پرنسپل انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا

خاص مضامین

جلد ۱۷ نمبر ۹ یکم مئی ۱۹۴۹

ہندوستانی صنعتوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری

ہند پارلیمنٹ میں پنڈت نہرو کا بیان

۶ اپریل کو وزیر اعظم نے آئین ساز اسمبلی (مقننہ) میں ہندوستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کے متعلق حسب ذیل بیان دیا۔

معزز ارکان نے دیکھا ہوگا کہ بل میں ہندوستانی صنعتوں میں غیر ملکی سرمایہ لگانے سے متعلق کوئی خاص دفعات مندرج نہیں ہیں۔ پہلے ہم نے خیال کیا تھا کہ اس طرح کی خاص دفعات کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن مزید غور کے بعد ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ضروری قاعدوں کو ہم موجودہ قوانین سے بھی بنا سکتے ہیں۔ حکومت ہند کی ۶ اپریل ۱۹۴۸ء کی قرارداد میں واضح طور پر غیر ملکی سرمایہ کو ہندوستانی صنعتوں میں لگانے سے متعلق حکومت کی پالیسی بیان کی گئی ہے۔ قومی مفاد کے پیش نظر غیر ملکی سرمایہ کی حد کو متعین کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ ماضی میں غیر ملکی سرمایہ اور کنٹرول، ملک کی اقتصادیات پر غیر ملکی اقتدار سے وابستہ رہا ہے۔ لیکن آج حالات بالکل مختلف ہیں اس لئے آج ہمارا مقصد غیر ملکی سرمایہ کو اس طرح استعمال کرنا ہے جس سے ملک کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو سکے۔ ہندوستانی سرمایہ کو غیر ملکی سرمایہ کی ضرورت صرف اس لئے نہیں ہے کہ ہماری قومی بچت ملک کی اُس پیمانہ کی ترقی کے لئے ناکافی ہوگی جس پیمانہ پر ہم یہ ترقی چاہتے ہیں۔ بلکہ اس لئے بھی کہ اکثر حالتوں میں ہم سائنسی ٹیکنیکل اور صنعتی واقفیت اور بڑی بڑی مشینیں غیر ملکی سرمایہ کے ساتھ ساتھ حاصل کر سکتے ہیں۔

اس سلسلہ میں غیر ملکی سرمایہ لگانے والے بلاشبہ یہ چاہیں گے کہ ہم واضح طور پر سرمایہ کے معاوضہ، منافع کی ادائیگی اور ہندوستانی سرمایہ کے مقابلے میں غیر ملکی سرمایہ سے برتاؤ جیسے معاملات کے متعلق پالیسی کا اعلان کریں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اس سلسلے میں حکومت کی پالیسی بالکل واضح طور پر بیان کروں۔

سب سے پہلے تو میں یہ کہنا مناسب سمجھوں گا کہ حکومت تمام کاروباری اداروں سے خواہ وہ ہندوستانی ہوں یا غیر ملکی۔ یہ توقع کرے گی کہ وہ حکومت کی صنعتی پالیسی کی عام شرائط کو پورا کریں۔ جہاں تک موجودہ غیر ملکی مفاد کا تعلق ہے حکومت کسی قسم کی پابندی عائد کرنے یا ایسی شرائط ٹھونسنے کا ارادہ نہیں رکھتی جن کا اطلاق اسی قسم کے ہندوستانی کاروبار پر نہ ہو۔ حکومت اپنی پالیسی کو طے کرتے ہوئے بھی اس امر کا خیال رکھے گی۔ کہ یہ باہمی مفاد کی بنا پر غیر ملکی سرمایہ کے لئے باعث کشش ہو۔

۲۔ غیر ملکی اداروں کو منافع کمانے کی اجازت ہوگی۔ اور ان پر بھی قواعد لاگو ہونگے جو دوسروں پر ہونگے منافع کو بھیجنے کے سلسلے میں موجودہ سہولتوں کو جاری رکھنے میں ہمیں کوئی مشکل نظر نہیں آتی حکومت غیر ملکی سرمایہ کو واپس لینے پر کوئی پابندی عائد کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی لیکن ادائیگی کے سلسلہ میں جو سہولتیں دی جائیں گی قدرتی طور پر ان کا دارومدار غیر ملکی تبادلہ زر کی صورت پر ہوگا۔ لیکن اگر کسی غیر ملکی ادارے کو ضروری طور پر ہندوستانی اختیار میں لینے تک کی نوبت پہنچی تو حکومت آمدنی کی رقوم کی ادائیگی کے لئے مناسب سہولتیں دے گی۔

اگر غیر ملکی اداروں کو سرکاری اختیار میں لینے تک نوبت پہنچی اور انہیں سرکاری اختیار میں لے لیا گیا تو اس وقت ایک مناسب اور منصفانہ پیمانے پر اس کا معاوضہ دیا جائے گا جیسا کہ پہلے ہی حکومت کی پالیسی میں اعلان کیا جا چکا ہے۔

حکومت پہلے یہ کہہ چکی ہے کہ قاعدہ کے طور پر ایک ادارے کی ملکیت کے بیشتر مفاد اور اسے چلانے کا بیشتر اختیار ہندوستانی ہاتھوں میں ہونگے۔ حکومت کی طرف سے یہ اعلان بھی ہو چکا ہے کہ قومی مفاد کے پیش نظر خاص خاص حالتوں میں اپنے اختیار سے کام لیا جائیگا۔ ظاہر ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی سخت اور بے لوچ طریقہ اختیار نہیں کیا جائے گا۔

ہند سرکار کسی ایسے غیر ملکی سرمایہ پر اعتراض نہیں کرے گی جو ایک محدود عرصہ کے کسی ادارے کے لئے استعمال ہو رہا ہو اور اُس

ہندوستان کو فائدہ ہو رہا ہو۔ ہر صنعت کے بارے میں اس کے پیش واقعات کی بنا پر فیصلہ کیا جائے گا۔ حکومت کو اسبات پر بھی اعتراض نہیں ہوگا۔ کہ جہاں مناسب ٹیکنیکل قابلیت رکھنے والے ہندوستانی اشخاص نہ مل سکیں وہاں غیر ہندوستانی ٹیکنیکل اشخاص رکھے جائیں لیکن ایسے عہدوں کے سلسلے میں یہ بالکل ضروری ہوگا کہ تھوڑے سے تھوڑے وقت میں ہندوستانی اشخاص کو متعلقہ کام کی تربیت دی جائے۔

ہندوستان میں غیر ملکی سرمایہ کا بیشتر حصہ برطانوی مفاد سے تعلق رکھتا ہے اس لئے میں ان مفاد کے بارے میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگرچہ ہند سرکار ہندوستانی صنعت اور تجارت مشمولہ بنکنگ۔ جہاز رانی، اور انشورنس کو حتی الوسع ترقی دینے کے لئے کوشاں ہے پھر بھی ہندوستان میں برطانوی سرمایہ لگائے جانے کے لئے کافی گنجائش ہے اور رہے گی۔ اس نظریئے کا اطلاق دوسرے غیر ہندوستانی مفاد پر بھی ہوگا۔ ہند سرکار برطانوی یا دیگر غیر ہندوستانی مفاد کو کسی طرح زک پہنچانے کی کوئی خواہش نہیں رکھتی بلکہ ہندوستان کی معاشی ترقی کے لئے وہ ان مفاد کے تعمیری تعاون کو بخوشی پسند کرے گی۔

آدی باسیوں کے بارے میں سرکاری پالیسی کا مشترکہ اعلان

صوبجات متوسط و برار کے وزیر اعظم آنریبل پنڈت روی شنکر شکلا۔ اڑیسہ کے وزیر اعظم آنریبل شری ہرکیشن مہتاب مغربی بنگال کے وزیر اعظم آنریبل ڈاکٹر بی سی رائے اور بہار کے وزیر اعظم آنریبل مسٹر سری کرشن سنہا نے آدی باسیوں کے بارے میں حسب ذیل مشترکہ بیان جاری کیا ہے

" اڑیسہ۔ مغربی بنگال۔ بہار اور صوبجات متوسط میں وقتاً فوقتاً جلسوں اور اخباروں میں آدی باسیوں کے علاقے کی حدود تبدیل کرنے کے متعلق کچھ منافرت انگیز پراپیگنڈا کیا گیا جس سے بین الصوبجاتی تعلقات پر خراب اثر پڑا۔ اس سے ان غرض پرست جماعتوں کی حوصلہ افزائی بھی ہوئی ہے جو اپنے فائدے کے لئے ان علاقوں کے آدی باسیوں کو کام میں لانا چاہتے ہیں۔ دریں اثنا صوبوں کی لسانی کمیٹی نے بین الصوبجاتی حدود کو تبدیل کرنے کے خلاف رپورٹ دی ہے اور لسانی کمیٹی کی سفارش کو کانگرس ورکنگ کمیٹی کی منظوری بھی حاصل ہو چکی ہے۔

" ہم اپنی حکومتوں کی طرف سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم ایسے پراپیگنڈے کو ناپسند کرتے ہیں۔ ہم عوام کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ بحالات موجودہ ہماری حکومتیں صوبوں کی سرحدوں کو تبدیل کرنے کا کوئی مسئلہ کھڑا کرنا نہیں چاہتیں۔

بہار اور صوبجات متوسط و برار کے وزیر اعظم خاص طور پر یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہند سرکار نے مشرقی ریاستوں کی یونین دیگر ریاستوں کو جس ڈھنگ سے تقسیم کیا ہے وہ اسے منظور کرتے ہیں اور اس بارے میں وہ کسی بحث میں نہیں پڑتے۔ ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اس فیصلہ کے خلاف جذبات کو بھڑکانے والے پراپیگنڈے کی روک تھام کی جائے اور ان صوبوں کے لوگوں میں زیادہ سے زیادہ خلوص اور خیر خواہی کی صورت پیدا کی جائے۔ ہمیں امید ہے کہ بین الصوبجاتی خیر خواہی کو برقرار رکھنے کے سلسلہ میں ان صوبوں کے اخبار اور لوگ ہم سے تعاون کریں گے"۔

دہلی میں انٹر ڈومینین کانفرنس ختم ہو گئی

انٹر ڈومینین کانفرنس کا اجلاس تین روز کے بحث و مباحثہ کے بعد آج ختم ہو گیا۔ کانفرنس کے ایجنڈا پر ۲۷ معاملات تھے۔ جن پر غور کیا گیا۔ ان میں سے اکثر کے بارے میں سمجھوتہ ہو گیا ہے سب سے زیادہ اہم سمجھوتہ پنشنوں اور کیش سرٹیفیکیٹوں کی ادائیگی کے متعلق ہوا ہے۔ کانفرنس نے ان صوبائی اور ریاستی حکومتوں کے ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ سیٹلمنٹ۔ اور ضمانتوں کے روپیہ کی فوری ادائیگی کا انتظام کرنے کے لئے جو ایک ڈومینین کو چھوڑ کر دوسری ڈومینین میں جا چکے ہیں ضروری نظام قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا۔

جو معاملات پچھمی اور پوربی پنجاب کی تقسیم کمیٹی کے لائحہ عمل میں نہیں آتے ہیں۔ ان پر غور کرنے کے لئے ایک نظام مقرر کرنے کا فیصلہ جو تقسیم کمیٹی کے فیصلوں کو نافذ کرنے کا کام بھی سر انجام دے گا۔

صنعتوں کی ترقی۔ تنظیم اور کنٹرول کا بل

پارلیمنٹ میں ڈاکٹر مکرجی کی تقریر

۶ اپریل۔ کو ہندوستانی پارلیمنٹ میں وزیر صنعت و رسد ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کرنے کی تحریک کی جس کی رو سے حکومت کو کچھ صنعتوں کی ترقی تنظیم اور کنٹرول کا اختیار ہو گا۔ سلیکٹ کمیٹی کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ اگلے اجلاس کے پہلے ہفتے تک اپنی رپورٹ پیش کرے۔

بل کے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے کہا کہ اس بل سے ایسے مناسب قوانین نافذ کئے جا سکتے ہیں جس سے حکومت آسانی سے اپنی صنعتی پالیسی کو عملی جامہ پہنا سکیگی۔ یہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ صنعتی جھگڑوں سے متعلقہ قوانین میں ایسی ترمیم ہونی چاہیئے۔ جس سے ان صنعتوں کے بارے میں ایک مرکزی پالیسی اختیار کی جا سکے جو مرکزی حکومت کے ماتحت ہیں۔ ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے کہا کہ یہ بل صنعتی قوانین کے سلسلے میں ایک امتیازی درجہ رکھتا ہے۔ آزاد ہندوستان میں منصوبہ بندی کے مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہ پہلا ٹھوس قدم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ قدم ملک بھر کی منصوبہ بندی کے سلسلے میں کچھ نامکمل نظر آئے اور جب تک اس کے دائرہ عمل میں زراعت تعلیم۔ صحت وغیرہ کے شعبے شامل نہیں ہونگے یہ مکمل نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر مکرجی نے اس امید کا اظہار کیا کہ عوام کی راحت اور خوشحالی کے پیش نظر حکومت مستقبل قریب میں ایسے منصوبے تیار کر سکے گی جو سارے ملک پر اثر انداز ہوتے ہوں۔

حصول آزادی سے پہلے ہی یہ محسوس کیا گیا تھا کہ اگر ہندوستان کو دنیا میں ایک ایسا ملک بننا مقصود ہو جس کا اقتصادی نظام مضبوط اور مستحکم ہو تو کسی نہ کسی طرح کی منصوبہ بندی بالکل ضروری ہے۔ حکومت کی کارروائی سے قبل انڈین نیشنل کانگرس نے ایک نیشنل پلاننگ کمیشن قائم کیا تھا۔ قومی حکومت کے اختیارات سنبھالنے کے تھوڑی دیر بعد دسمبر ۱۹۴۷ء میں ایک صنعتی کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس میں صوبوں۔ ریاستوں۔ مزدوروں اور کارخانہ داروں کے نمائندے شامل ہوئے۔ اس کانفرنس میں جو صنعتی پالیسی مرتب کی گئی اسے گذشتہ اپریل میں پارلیمنٹ نے منظور کیا۔ موجودہ بل کوئی انقلابی قدم نہیں بلکہ محض اس پالیسی کو عملی شکل دینے کا ایک وسیلہ ہے جسے عوام کے نمائندوں نے اتفاق رائے سے تیار کیا۔

اس بل کے ماتحت ترقی تنظیم اور کنٹرول کیلئے حکومت کچھ ایسی صنعتوں کا انتخاب کریگی جن کی اہمیت ملک گیر ہو۔ حکومت ملک کے دفاع یا ملک کے وسیع خام مال کے استعمال یا کچھ بنیادی صنعتوں کی ترقی کے پیش نظر متعلقہ صنعتوں کا انتخاب کر سکتی ہے۔ اگر عوام کے مفاد کسی صنعتی ادارے کو مستثنیٰ کرنے کے مقتضی ہوں تو کچھ عرصہ کے لئے متعلقہ ادارے کو مستثنیٰ کر دیا جائے گا۔ بل میں ایک خاص بات یہ ہے کہ گھریلو صنعتوں اور دیگر چھوٹی و متوسط صنعتوں پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ ایسی صنعتوں کو کل ہند منصوبہ بندی کے ماتحت علاقہ وار پیمانے پر ترقی دینا ضروری ہے۔

بعض حلقے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حکومت اپنے ہاتھوں میں وسیع اور شدید اختیارات لے رہی ہے لیکن اسمبلی میں پیش کرنے سے پیشتر اس بل کا مسودہ صنعتوں کی مرکزی مشاورتی کونسل کے سامنے رکھا گیا۔ صوبوں کے وزراء اعظم کو بھیجا گیا اور اس کے علاوہ ملک کے خاص خاص کارخانہ داروں کی رائے بھی لی گئی سب حلقے اس بات پر متفق تھے کہ صنعتوں کی ترقی اور تنظیم کے لئے ایک مرکزی قانون کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے بعد وزیر موصوف نے اسمبلی میں یہ بھی کہا کہ اگر کوئی اور مناسب تجویز پیش کی جائے تو حکومت اس پر نہایت سنجیدگی سے غور کرے گی۔

اس کے بعد وزیر موصوف نے صنعتوں کی ترقی کے کام میں صوبوں کے اہم حصہ کا ذکر کیا۔ صنعتی پالیسی کے اصل بیان کے مطابق صنعتوں کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ موجودہ بل میں اس امتیا

کو قائم نہیں رکھا گیا کیونکہ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ ایسی سکیم تیار کرنا بہتر ہوگا جس میں یہ گنجائش رکھی گئی ہو کہ حکومت جب چاہے کسی صنعت پر قبضہ کر سکے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ مرکزی حکومت کی پالیسی کے مطابق صنعتوں کو انفرادی طور پر ترقی دینے کی اجازت ہوگی۔ اس سکیم کا اہم پہلو یہ ہے کہ وقت جو جو صنعتیں چالو ہیں وہ ایک مقررہ تاریخ تک اپنا اندراج کرائینگی اور اپنی صنعتی طاقت اور صلاحیت کے بارے میں حکومت کو پوری اطلاع مہیا کریں گی۔ نئے کاروبار کے لئے لائسنس کا طریقہ رائج کیا جائے گا۔ سرکاری صنعتوں کے ساتھ کسی طرح کا ترجیحی سلوک نہیں کیا جائیگا۔ صنعتوں کے لائسنس ان قواعد کے مطابق دیئے جائینگے۔ جو اس قانون کے ماتحت مرتب کئے جائیں گے۔ اور جن میں صنعتوں مزدوروں اور صوبائی حکومتوں کی رائے کو بھی شامل کر لیا جائے گا۔ یہ قواعد پہلے مشاورتی کونسل اور پھر مجلس قانون ساز سے منظور کرائے جائینگے۔

ڈاکٹر مکرجی نے یہ واضح کر دیا کہ اس قانون کے ماتحت مقرر کی گئی مشاورتی کونسل نہ تو خود مختار ہوگی اور نہ ہی وہ حکومت سے بالا اختیارات والی ہوگی وہ کونسل صنعتوں اور مزدوروں وغیرہ کے نمائندوں پر مشتمل ایک کاروباری قسم کی جماعت ہوگی۔ جس سے یہ توقع کی جائیگی۔ کہ جو مسائل اس کے سامنے پیش کئے جائینگے وہ ان پر ماہرانہ رائے دے سکیگی۔ اس قانون کو نافذ کرنے کی ذمہ داری صرف حکومت پر ہی ہوگی۔ اور وہ صرف مجلس قانون ساز کے سامنے جوابدہ ہوگی۔

وزیر صنعت و رسد نے ایوان کو بتایا۔ کہ اگر صنعتی کاموں کو مناسب طور پر اور قابلیت سے چلایا جائے۔ تو یہ شبہ کرنے کی وجہ نہیں ہے۔ کہ حکومت مطلق العنان طور پر کام کریگی۔ کیونکہ حکومت اس ایوان اور سارے ملک کے سامنے لوگوں کی حالت کو اور زیادہ بہتر بنانے کے لئے ذمہ دار ہے۔

حکومت کو صنعتوں پر کنٹرول حاصل کرنے کا اختیار دینے والی دفعہ کے بارے میں وزیر موصوف نے ایوان کو یقین دلایا کہ اس اختیار کا استعمال صرف ہنگامی ضرورت کے وقت ہی کیا جائے گا۔ اور جب حکومت کو پورا یقین ہو جائے۔ کہ ملک کے مفاد کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے تو اس وقت بھی مشاورتی کونسل سے مشورہ کرنے کے بعد اس کے ماتحت تمام حاصل شدہ اختیارات مرکز کے ہاتھ میں رکھے جائیں بلکہ یہ ضروری ہوگا۔ کہ صوبائی حکومتوں یا ایسے احکام کو اختیارات منتقل کئے جائیں جیسے کہ حکومت مناسب خیال کرے گی۔

مسزاسے متعلقہ دفعہ کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ قانون کی خلاف ورزی کی روک تھام کے لئے یہ دفعہ ضروری ہے۔ لیکن یاد رہے کہ تعزیری دفعہ کے ماتحت مقدمہ چلانے کا کوئی حکم مرکزی حکومت یا مرکزی حکومت کے مقرر کردہ کسی حاکم سے پہلے منظوری حاصل کرنے کے بغیر جاری نہیں کیا جا سکتا ہے۔ قانون میں یہ گنجائش بھی رکھی گئی ہے کہ کمپنیاں کسی ڈائریکٹر یا افسر کو نامزد کر سکیں جو قانون کی دفعات کی خلاف ورزی کے لئے ذمہ دار ہوگا۔ لیکن جہاں تک اس دفعہ کے تحت ٹیکنیکل ذمہ داری کا تعلق ہے اس کے لئے کمپنی ہی ذمہ دار تصور کی جائے گی۔

وزیر موصوف نے ملک میں فولاد کے کارخانے جاری کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس سلسلہ میں مرکزی حکومت خام مال کی دستیابی ٹرانسپورٹ کی آسانیوں، اقتصادی لحاظ سے مناسب موقعہ وغیرہ کے بارے میں صوبائی حکومتوں کی رائے معلوم کریگی۔ اور اس کے بعد فیصلہ کرے گی کہ یہ کارخانے کہاں قائم کئے جائیں نئی صنعتوں کو جاری کرنے کی آخری منظوری صوبائی حکومتوں کی سفارش پر ہی دی جائیگی۔ مرکزی حکومت صوبوں کی ضرورت کو نظرانداز نہیں کرنا چاہتی۔ نہ ہی ملک میں صنعتوں کی علاقہ واری ترقی کو روکنا چاہتی ہے۔ مرکزی حکومت ہر دم صوبوں سے مشورہ حاصل کرتی رہیگی۔ مجوزہ بل کے ماتحت صنعتی پیداوار کی قیمتوں کا تقرر اور ان کی تقسیم کا کام صوبوں کے ہاتھ میں رہے گا۔ تاوقتیکہ مرکزی حکومت خاص ضرورت محسوس نہ کرے۔

آخر میں وزیر موصوف نے کارخانہ داروں کے تعاون کی تعریف کی اور کہا۔ کہ ان میں بیداری اور نئے حالات کا احساس پیدا ہو چکا۔ انہیں مکمل طور پر اپنے آپ کو سارے ملک کے مفاد کے ساتھ وابستہ کر دینا چاہیئے۔

حکومت اس قسم کا قانون ایوان کے سامنے پیش کر کے اپنے اوپر بڑی بھاری ذمہ داری لے رہی ہے۔ جس کا اسے پوری طرح احساس ہے۔ اس قانون کی کامیابی کا انحصار اس نظم و نسق پر ہوگا۔ جو حکومت اس بارے میں قائم کرے گی۔ اور جس سے کارخانہ داروں۔ مزدوروں اور عام لوگوں کے دلوں میں اعتماد پیدا ہوگا۔

ہندوستانی ریلوں کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ

پارلیمنٹ میں شری این۔گوپال سوامی آئنگر کا بیان

۲۸ مارچ کو ڈومینین پارلیمنٹ میں ریلویز اور ٹرانسپورٹ کے وزیر شری این گوپال سوامی آئنگر نے انڈین ریلوے انکوائری کمیٹی کی رپورٹ پیش کی اور کہا کہ یہ ایک گرانقدر دستاویز ہے۔ اس میں نہ کوئی حیرت انگیز اعلان ہے نہ انقلابی سفارشات لیکن یہ ریلوے کے نظم و نسق کے بارے میں مستقل متواتر اور ان تھک تحقیق کا حاصل ہے۔

کمیٹی کے غور طلب مسائل کا ذکر کرتے ہوئے شری آئنگر نے کہا کہ یہ مسائل ایک بہت وسیع اور غیر یقینی نوعیت کے حامل تھے۔ ان میں کمیٹی سے یہ کہا گیا تھا کہ ریلوے کی آمدنی کو بڑھانے کے لئے تجاویز کریں چونکہ ریلوے کی کارکردگی میں جو اصلاحات اور کفایت پیش نظر رکھی گئی وہ بھی صرف ریلوے کی آمدنی کو بڑھانے کی خاطر تھی۔ اس سلسلہ میں حکومت جن کفایتوں کو فوری طور پر عملی شکل دینے والی ہے ان کے بارے میں اس رپورٹ میں کچھ زیادہ نہیں کہا گیا۔ لیکن کمیٹی نے متعدد تجاویز اور سفارشات کی ہیں۔ ان تجاویز اور سفارشات کی تفصیل کو اگر عملی جامہ پہنایا جائے تو اخراجات میں کمی ہونے کا امکان ہے۔ اس سے ریلوے کی کارروائی بہتر ہوگی اور ریلوے کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

بڑا مقصد۔ شری آئنگر نے کمیٹی کے چیرمین پنڈت کنزرو اور دیگر ارکان کے کام کی ستائش کی اور کہا کہ آج ایوان کسی خاص وزارت کی خامیاں ڈھونڈنے میں مصروف نہیں۔ آج ریلوے کے نظم و نسق کا سنجیدہ موضوع در پیش ہے۔ متعلقہ حقائق کو کسی خاص وزارت کے حوالہ سے نہیں بلکہ مجموعی طور پر نظم و نسق کے پیش نظر اور باقی دنیا کے ریلوے نظم و نسق کے معیار کے مطابق بنانے کا مسئلہ در پیش ہے۔ مجھے امید ہے کہ ایوان میں جب اس رپورٹ پر بحث ہوگی تو اس بڑے مقصد کو سامنے رکھا جائے گا۔

رپورٹ کا ذکر کرتے ہوئے وزیر موصوف نے کہا کہ یہ ان حقائق اور واقعات پر مبنی ہے جو ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء اور ۱۹۴۸ء کے کچھ مہینوں میں معلوم کئے گئے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے جب میں نے ریلوے بجٹ پیش کیا تھا تو میں نے اس میں کچھ تازہ ترین واقعات بھی شامل کر دئے تھے۔ اور اس طرح میں نے ایوان کے سامنے ۴۹-۱۹۴۸ء کے پہلے دس گیارہ ماہ کی روداد بھی پیش کر دی۔

میں اپنی بجٹ کی تقریر کو دہرانا نہیں چاہتا لیکن معزز ارکان نے دیکھ لیا ہوگا کہ وہ تقریر اس رپورٹ کی اکثر سفارشات کے اثر سے آزاد تھی۔

کمیٹی کی بڑی سفارشوں کا خلاصہ ۵۰ عنوانوں میں تیار کیا گیا۔ ان میں سے بعض سفارشیں تو صرف متعلقہ واقعات کا نتیجہ اور حاصل ہیں۔ کچھ سفارشیں ایسی ہیں جن پر ریلوے کے ارباب اختیار اپنے طور پر عمل کریں گے۔ اس بارے میں ہم نے ریلوے کے ہر محکمہ سے کہا ہے کہ وہ ماہ جولائی کے شروع تک ریلوے بورڈ کو اپنی ساری رپورٹ بھیجدیں۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے وہ متعلقہ سفارشوں پر فوری عمل کر ریلوے کے ہر محکمے میں مستعدی اور متعلقہ معاملوں کے عمل میں لانے کے لئے مزید اقدام بھی کئے جا رہے ہیں۔

ان دو اقسام کے علاوہ جو نکات ان ۲۰۳ سفارشوں سے متعلق ہیں جنہیں ریلوے بورڈ اور خود حکومت نے نمٹانا ہے۔ ان میں سے ۲۰ تو پہلے ہی ریلوے بورڈ اور حکومت کے زیر غور ہیں اور کچھ نکات کے بارے میں احکام جاری کئے جا چکے ہیں۔ ۲۸ سفارشیں ایسے مرحلہ پر پہنچ چکی ہیں کہ انہیں جلد منظوری مل جائیگی۔ باقی ۱۰۸ رہ جائیں گی جن کی جانچ ہوگی اور حکومت ان پر غور کرے گی۔ اس رپورٹ سے نمٹنے کے لئے ریلوے بورڈ میں ایک افسر متعین ہے۔ وہ صرف اسی کام کے لئے مخصوص ہے۔ اب ہمارا ارادہ یہ ہے کہ جو احکام جاری کئے گئے ہیں ان کے متعلق حکومت اور عوام کی رائے حاصل کی جائے۔

رپورٹ کے دوسرے باب میں مختصر طور پر ملک میں ریلوے کی کارگزاری کے نتائج درج کئے گئے ہیں۔ اس میں خراب پہلوؤں اور اصلاح شدہ پہلوؤں کی فہرستیں دی گئیں ہیں۔ اس باب کا جائزہ لیتے وقت ارکان کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ یہ اس تمام عرصے کے واقعات پر مبنی ہے جس میں جنگ، تقسیم اور فسادات رونما ہوئے۔ یہ رپورٹ کسی طرح بھی ہماری ریلوں کی صورت حال کی پوری نیابت نہیں کرتی۔ رپورٹ شائع ہوجانے کے بعد ریلوں کے کئی پہلوؤں کی اصلاح ہوچکی ہے۔ میں کہدوں گا کہ صرف ہندوستان کی ریلوں میں ہی خرابی نہیں ہوئی بلکہ اور ملکوں میں بھی یہی حال ہے۔

۱۹۴۷-۴۸ء میں ہندوستانی ریلوں کی نسبت کارکردگی چھتر اعشاریہ بیس تھی۔ اگر ہم اس میں ٹوٹ پھوٹ کا حصہ نکال دیں تو یہ بیاسی اعشاریہ پچاس تھی۔ ذیل میں کچھ دوسرے ملکوں کی نسبت درج ہے۔

کینیڈین نیشنل ریلوے	نوے اعشاریہ تریسٹھ
ساؤتھ افریقن ریلوے	چھتر اعشاریہ چھ
ویسٹرن آسٹریلیا ریلوے	ایک سو نو اعشاریہ چونتیس
ساؤتھ آسٹریلیا ریلوے	ایک سو سات

مسافروں کی بھیڑ۔ مرمت یا نئے سامان درآمد کرنے میں مشکلات ایسے مقاصد کے لئے غیر ملکی زر کی قلت کے مسائل ایسے ہیں جو صرف ہندوستان کو ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے ملکوں کو درپیش ہیں سچ تو یہ ہے کہ ایسے مسائل کی وجہ سے بعض ملکوں میں کام کی جو رفتار ہے ہندوستان کی رفتار سے بہت کم ہے۔

میکانکی قوت کی صورت حال: بجلی۔ انجن۔ مسافروں ڈبوں اور ویگنوں کے ضروری حصول کے لئے ہم ہر ممکن کوشش کر ہیں۔ ملک میں مسافروں کے ڈبے بنانے والا ایک کارخانہ قائم کرنیکی تجویز زیر

مالی پہلوؤں کے بارے میں مجھے دو باتوں کا اعتراف کرنا۔ (۱) ریلوے کے مختلف محکموں میں کچھ ایسے فرق ہیں جن کی وضاحت کسی ایک محکمے کے خاص حالات کے حوالے سے نہیں کی جاسکتی۔ چاہتا ہوں کہ اس فرق کی پوری تحقیق کی جائے تاکہ ہر محکمے کا نظم معیاری ہوجائے۔ (۲) میں کمیٹی کی اس رائے سے متفق ہوں، ریلوے کے لئے جو اسکیمیں پیش کی جاتی ہیں ان کے ساتھ مو مالی مشورہ نہیں ملتا۔ مجھے امید ہے کہ آنے والے سال میں ا کے متعلق بھی کچھ کیا جائے گا۔

پنڈت نہرو مشرق میں آزادی کی روح رواں ہیں

مصری صحافتی وفد کی جانب سے مسٹر قاسم گلاڈ نے اپنی روانگی کے وقت حسب ذیل پیغام دیا۔

"ہندوستان جیسے عظیم الشان ملک سے روانہ ہونے سے پیشتر ہم اس پر جوش خیر مقدم اور مربیانہ سلوک کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جس سے ہم اس برّاعظم کے مختلف حصوں کے دورہ میں محظوظ ہوئے۔

"ہمارے لئے یہ عزت اور مسرت کا باعث ہے کہ ہمیں ہندوستان کے وزیر اعظم ہز ایکسیلنسی پنڈت جواہر لعل نہرو اور ہندوستان کے سرکاری اور غیر سرکاری ممتاز لیڈروں سے ملاقات کا موقع میسر آیا۔ مصر کے لوگ ہندوستان کے لیڈروں خصوصاً پنڈت جی کو بہت عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کو نہ صرف ایک ہمسایہ ملک کا لیڈر بلکہ تمام مشرق میں آزادی کی نئی روح کی علامت تصور کرتے ہیں۔

ہمارے اس دورہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ مصر اور ہندوستان ایک دوسرے کی بہبودی کے لئے ہر میدان عمل میں حد امکان تک اشتراک کرسکتے ہیں۔ اور کرنا بھی چاہئے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارا یہ دورہ مصر ہندوستانی تعلقات کی تاریخ میں ایک امتیازی نشان ہوگا۔ اور ہند لوگ اور پریس کے نمائندے بھی ہمارے ملک کا دورہ اسی طرح سے کر اگرچہ ماضی میں ہم دونوں بیرونی وسائل سے اطلاعات حاصل کرتے لیکن اب کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستان اور مصر ان ممالک کو ا ہی چلنے دیں۔ ہمیں چاہئے کہ ایسے تنت کے وقت اطلاعات کا تبادلہ درست وسائل سے کریں۔ اور آپس میں براہ را رابطہ پیدا کریں۔

آئندہ موسم سرما میں ہندوستانی پریس کے نمایندوں کا استقبال میں ہمیں بہت مسرت ہوگی۔ اور اس وقت ہم اس مربیانہ سلوک او سے کسی قدر سبکدوش ہوسکیں گے جو ہمارے ساتھ ہوتی گئی ہے

ملک کو خوراک کے سلسلہ میں خود مکتفی بنانے کے لئے سائنس کے استعمال کی اہمیت

نئی دہلی میں زرعی سائنسدانوں کی کانفرنس میں وزیر زراعت کی تقریر

ہندوستانی زرعی تحقیقات کی درسگاہ میں ۱۶ اپریل ۱۹۴۹ء کو زرعی سائنسدانوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں وزیر خوراک اور زراعت شری جیرام داس دولت رام نے تقریر کی۔ اس کا نفس مضمون درج ذیل ہے۔

وزارت زراعت کے ماتحت یہ مرکزی درسگاہ زرعی تحقیقات کا کام کرتی ہے۔ پچھلے چند برسوں میں اس کی سرگرمیوں میں توسیع کی گئی ہے۔ آپ اس درسگاہ کے کارکنوں کے طریقوں۔ تجربوں اور ان کے مقاصد کا اندازہ لگائیں گے اور اپنے تجربوں کے ماحصل۔ نئی تجاویز اور تنقید سے فیض پہنچا کر ان کی ہمت بڑھائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ اس قسم کی کانفرنسوں کے ذریعہ آپ زرعی تحقیقات کے لئے سائنسی پالیسی مرتب کرسکیں گے۔ جس سے سائنسی پالیسی چھان بین اور کاشتکاری کے مابین گہرا تعلق قائم کرکے آپ ان مسائل کو حل کرنے میں معاون بن سکیں گے جو آج ہماری قوم کو درپیش ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہماری حکومت کی بنیادی پالیسی یہ ہے کہ ملک کے عوام کا معیار زندگی جلد از جلد بہتر بنایا جائے۔ آپ کے سامنے یہ نیک کام ہے کہ آپ سائنس کی امداد سے ہند کے عوام کی خدمت کریں۔ حکومت ہند تہیہ کرچکی ہے کہ سنہ ۱۹۵۱ء تک ملک کو خوراک کے سلسلہ میں خود مکتفی بنا دیا جائے گا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے آپ کو اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ مشہور جرمن کیمیادان اوٹو ہان نے جب پہلے پہل یورینیم کے ایٹم کو ریزہ ریزہ کرکے دکھایا تھا۔ تو اس علم کے ماہرین تک بھی اس کی دریافت کی اہمیت کا اندازہ نہیں کر پائے تھے۔ لیکن آج ہم یہ سوچ رہے کہ ایٹمک طاقت کو صرف تباہی کے نہیں بلکہ نوع انسان کی خدمت کے لئے استعمال کرنا ممکن ہے۔ صرف سائنسی دریافت کرنا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ سائنسدانوں اور عوام دونوں کو دیکھنا چاہئے کہ اس دریافت کو انسانی بہبودی کے لئے استعمال میں لایا جائے۔ ہمارے ملک کے عوام کا صرف معیار زندگی ہی گرا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ آج ہمارے سامنے ان کو خوراک اور رہنے کی جگہ مہیا کرنے کا اہم سوال بھی ہے۔

کانفرنس کے پروگرام میں بعض ایسے طریقے بیان کئے گئے جن سے ہمارے ملک کے لوگوں کے لئے زیادہ خوراک پیدا کی جاسکتی ہے۔ آپ اس بارے میں جو ٹھوس تجاویز پیش کریں وہ اس بارے میں کافی معاون ثابت ہونگی۔

آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ اس وقت جو سائنسی علم ہمیں حاصل ہے۔ اسے کہاں تک استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے مزید استعمال کے لئے کس قدر گنجائش موجود ہے۔ زمین اور پانی کے ذرائع کسی ملک کی سب سے بڑی ٹھوس دولت ہوتی ہے۔ ہمیں ان کا پورا استعمال کرنا ہے۔ تاکہ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے اور ہم ان کو زیادہ بہتر اور مفید صورت میں اگلی نسل کے حوالہ کرسکیں۔ اس لئے زراعت۔ جنگل بانی۔ آبپاشی۔ پن بجلی کی ترقی۔ ماہی گاہوں۔ قومی پارکوں اور جنگلی جانوروں کا تحفظ وغیرہ مسائل کے لئے کوششوں کی ضرورت ہے۔ آپ کو یہ بھی سوچنا ہے۔ کہ سائنسدانوں کو جو علم حاصل ہے۔ اسے ہل چلانے والے تک کیسے پہنچایا جائے کیونکہ جب تک وہ سائنسی دریافتوں اور علم سے بہرہ اندوز ہو کر اسے استعمال میں نہیں لے آتا۔ تب تک آپ لوگوں کی کوششیں بیکار رہیں گی۔

آپ کی کوششوں سے حکومت کو یہ امداد ملنی چاہئے کہ وہ لوگوں میں بھروسہ پیدا کرسکے جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ دس فیصدی کی قلت کو پورا کرنا محض خوش فہمی ہے۔ مجھے توقع ہے۔ کہ پیش آنے والی مشکلات کے باوجود آپ ملک کو سنہ ۱۹۵۱ء کے آخر تک خوراک کے سلسلہ میں خود مکتفی بنانے کے پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچا

کے لیے اپنا جائز پارٹ ادا کریگی۔

کانفرنس کا اجلاس ۹ اپریل تک جاری رہے گا۔ اس کے سامنے جو ایجنڈا ہے مثلاً مزید زمینوں میں اناج کی فصلیں کاشت کرنا خاص اور بہتر قسم کے بیج پیدا کرنا۔ ان کو بڑھانا اور لوگوں میں تقسیم کرنا۔ زمین کی مٹی کی تحقیقات جاپانی مشینوں کے ذریعہ کھیتی باڑی کرنا کھیتوں میں نقصان پہنچانے والے کیڑوں اور وبائی بیماریوں کا انسداد وغیرہ۔ اس کانفرنس کی صدارت ڈاکٹر بے این کرجی کر رہے ہیں جو ہندوستانی زرعی تحقیقاتی انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر ہیں۔ انہوں نے وزیر خوراک کو کانفرنس کا افتتاح کرنے کی درخواست کرتے ہوئے ایک مختصر تقریر کی تھی جس میں سائنسی تحقیقات کو خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لیے استعمال کرنے پر زور دیا گیا۔

کانفرنس میں ہند کے تمام صوبوں اور ریاستوں کے مشہور سائنسدانوں اور ماہرین نے شمولیت کی۔ مرکزی وزارت زراعت کے ماہرین میں دا تار سنگھ شری ڈی آر سیٹھی۔ شری مایا داس اور ڈاکٹر پی۔ بے۔ مے چند انی بھی شامل تھے۔

خوراک کے سلسلہ میں خود مکتفی ہونے کی جد و جہد

کاشتکاروں سے شری جیرام داس دولت رام کا خطاب

آج شام کو کنجھا والا گاؤں میں جو دہلی۔ رہتک روڈ پر دہلی سے ۱۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے فیڈریشن آف رورل پیپلز آرگنائزیشن (دیہاتی لوگوں کی تنظیم کا وفاق) کی سالانہ کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے وزیر خوراک اور زراعت آنریبل شری جیرام داس دولت رام نے کہا کہ کاشتکاروں کو چاہئے کہ خوراک کے لئے خود مکتفی ہونے کی غرض سے وہ حکومت کی منصوبہ بندیوں میں اشتراک عمل کریں۔ اور خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے جد و جہد کریں۔ انھیں تدابیر پر عمل کرنے سے حکومت ہند کو ۱۹۵۱ء تک درآمدی اجناس خوراک سے نجات مل جانے کے عزم میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کانفرنس کی صدارت پروفیسر این۔ جی رنگا ممبر دستور ساز اسمبلی نے کی۔ یہ کانفرنس دیہات کے جیسے ماحول میں منعقد ہوئی جو گیہوں اور چنے کے لہلہاتے ہوئے کھیتوں سے گھرا ہوا تھا۔ صوبۂ دہلی کے دیہات کی تقریباً ۲۰۰ پنچایتوں کے نمائندوں اور زراعت سے براہ راست تعلق رکھنے والوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔

امداد باہمی کی جد و جہد وزیر موصوف نے کاشتکاروں کو بڑھانے کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے کاشتکاروں سے امداد باہمی کی جد و جہد کے لئے درخواست کی۔ آپ نے مزید کہا کہ اگر صوبۂ دہلی کے ۲۶۰ گاؤں اجناس خوراک کی پیداوار میں اضافہ کے مقصد سے اپنے آپ کو پنچایتوں میں منظم کریں تو خوش کن نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ آپ نے دوسرے ملکوں کی مثال پیش کی اور خصوصیت کے ساتھ جاپان کا ذکر کیا۔ جہاں چار ایکڑ زمین کا مالک کسان بھی اپنی خوراک کپڑا اور دیگر ضروریات زندگی اپنی زمین سے فراہم کرتا ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ ممکن ہے کیونکہ زمین کی کاشت اور ذہنی قوت کے مابین گہرا تعلق ہے۔

شری جے رام داس دولت رام نے مزید کہا کہ کسانوں کی بہتری کھاد کھیتی باڑی کے اوزار جیسی ضروریات کے لئے حکومت امکانی حد تک امداد دے گی۔ لیکن جب تک کسان اجتماعی حیثیت سے خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے جد و جہد نہ کریں اس وقت تک حکومت کی کوششیں زیادہ کارگر نہ ہونگی۔ شری جیرام داس دولت رام نے کہا آج کل ہندوستان ایک ارب روپیہ کے اجناس خوراک جن میں زیادہ تر چاول اور گیہوں ہوتے ہیں غیر ممالک سے درآمد کرتا۔ گیہوں کی قلت کا سبب یہ ہے کہ پنجاب کا بہت سا رقبہ اور سندھ کا سارا رقبہ جس میں گیہوں پیدا ہوتا تھا پاکستان میں شامل ہو گیا۔ اگرچہ جنگ سے پہلے ہندوستان میں چاول کی کسی قدر قلت تھی اس قلت کو برما اور دیگر ہمسایہ ملکوں سے چاول درآمد کرکے پورا کیا جاتا تھا۔ آپ نے کسانوں پر اجتماعی جد و جہد کرنے کے لئے زور دیا تاکہ اس قلت کو دور کیا جا سکے اور ملک کی معاشی آزادی کو یقینی بنایا جا سکے۔

ایشیا میں جنگلات کے مسائل

جنگل بانی کی بین الاقوامی کانفرنس میں وزیر خوراک وزراعت کا بیان

جنگل بانی کی بین الاقوامی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے وزیر خوراک وزراعت نے کہا کہ ہمارے ملک کی سماجی اور روحانی زندگی میں جنگلات نے جو کام کیا ہے ایسا کام شائد کسی اور ملک میں نہیں ہوا۔ جنگل ہی وہ مقام ہے جہاں آدمی قدرت کو زیادہ قریب سے دیکھتا ہے۔ مشرقی ممالک میں جنگلوں کی کٹائی بڑھ رہی ہے اور اس طرح ہم زمین کے قدرتی محافظ سے محروم ہو رہے ہیں۔ امریکہ میں ایک ارب ایکڑ زمین پر کاشت ہوتی ہے۔ اس اراضی کا ایک چوتھائی سے زیادہ حصہ کٹاؤ کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے۔ ایشیا اور بحرالکاہل کے طبقہ کے لوگ عام طور پر گاؤں میں رہتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ جنگلات کے غیر محدود ذرائع کو دیہاتی عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے کام میں لائیں۔

میسور میں جنگل بانی کی بین الاقوامی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے ہندوستان کے وزیر خوراک وزراعت شری جے رام داس دولت رام نے کہا۔

"سائنس اور خوراک کا رشتہ تمام بین الاقوامی فاصلوں کو عبور کر لیتا ہے اور یہ رشتہ رفاقت۔ انسانی اتحاد اور ثقافتی مساوات کے جذبے کا بانی ہے۔ ایسی کانفرنسوں سے ثقافتی مساوات کے اصول کی حمایت ہوتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں یہ حمایت ان ٹھوس معاشی نتائج سے کہیں زیادہ اہم ہے جو ایسی کانفرنسوں سے برآمد ہونے لازمی ہیں۔

ایسی کانفرنسوں سے خوراک اور زراعت کا بین الاقوامی ادارہ ایک طرح سے عام آدمیوں کے معیار زندگی کو بڑھانے کی سعی کرتا ہے۔ جنگل بانی کے بارے میں ایشیا اور بحرالکاہل کی علاقہ واری کانفرنس کا ہندوستان میں منعقد ہونا کافی موزوں ہے۔ ہمارے ملک کی سماجی اور روحانی زندگی میں جنگلات نے جو کام کیا ہے ایسا کام شائد کسی اور ملک میں نہیں ہوا۔ ہندوستان کے سمجھدار لوگوں نے جنگلات کو غیر ضروری بنجر زمین یا خونخوار جانوروں کی آماجگاہ نہیں سمجھا۔ ہمارے پراچین رشی منیوں کے نزدیک جنگل انسان کی زندگی میں اہم جگہ رکھتے تھے۔ جنگل ہی وہ مقام ہے جہاں آدمی قدرت کو زیادہ قریب سے دیکھ سکتا ہے۔ اس مشاہدہ سے آدمی یہ دیکھنے کے قابل ہوتا ہے کہ کائنات میں اس کا کیا درجہ ہے اور سماج کے ارتقا اور ترقی میں جنگلات کو کتنا دخل ہے۔ صداقت کی تلاش کرنے والے ہمارے مہا رشیوں نے جنگلوں کی زندگی اختیار کی۔ ان کی دریافتیں آج مقدس کتابوں کی شکل میں ہمارا اثاثہ بن چکی ہیں۔

اب جنگلات ہمیں روحانی پیغام نہیں سناتے بلکہ ہمارے مادی فائدوں کے ذریعے ہیں۔ وہ موسم، زراعت اور صنعت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ لیکن آدمی نے جنگلوں کے کام میں بھی رخنہ ڈالا۔ تقریباً ہر ملک میں اور خصوصاً مشرق میں جنگلوں کی کٹائی وغیرہ بڑھ رہی ہے اور اس طرح ہم زمین کے قدرتی محافظ سے محروم ہو رہے ہیں۔ اوپری سطح کا کٹاؤ زرعی پیداوار کے لئے ایک بھاری خطرہ بن گیا ہے۔ آبادی دن بدن بڑھ رہی ہے اور پیداوار کے لئے ایسے خطرے کا ہونا ٹھیک نہیں۔ دنیا کی آدھی آبادی ایشیا کے میدانوں میں رہتی ہے اور آدمی کی خوراک کے لئے جنگلات کے علاقے کو روز بروز غصب کیا جا رہا ہے۔ اس سے زمین کے کٹاؤ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ امریکہ میں ایسے کٹاؤ سے جو نقصان ہوا ہے اس سے حکومت امریکہ چونک اٹھی ہے۔ امریکہ میں ایک ارب ایکڑ زمین پر کاشت ہوتی ہے اس اراضی کا ایک چوتھائی سے زیادہ حصہ کٹاؤ کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے۔ باقی بھی نقصان سے محفوظ نہیں۔ ایک سرکاری بیان میں بتایا گیا ہے کہ اس کٹاؤ کی وجہ سے پانچ ارب چالیس کروڑ ٹن سالانہ نقصان ہوتا ہے۔

جنگل بانی کے لئے منظم پالیسی کی ضرورت۔ ہمارے سامنے سب سے بنیادی مسئلہ زرخیز زمین کی حفاظت کا ہے۔ یہ مسئلہ لازمی طور پر جنگل بانی کے لئے ایک منظم پالیسی سے میل کھاتا ہے۔ اگر امریکہ جیسا ترقی یافتہ ملک آنے والے زرعی حالات سے پریشان ہو رہا ہے تو دنیا کے باقی گنجان آباد ملک کس طرح اپنے زرعی مسائل سے منہ موڑ سکتے ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے ہم کسی محدود عرصے کے منصوبے کا آسرا نہیں لے سکتے۔ زرعی اصلاح کی طرف ہندوستان کو خاص طور پر متوجہ ہونا چاہئے۔ ہم نے عہد کیا ہے کہ سنہ ۱۹۵۱ء کے بعد ہم غیر ملکوں سے اناج نہیں منگوائیں گے۔ اس مقصد کے لئے صوبوں اور ریاستوں کا تعاون ضروری ہے۔ ہم نے پانی کے بہتر استعمال، کھاد اور اچھے بیجوں سے کاشت کے کام کو تیز کرنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں زرخیز زمین کی حفاظت کے لئے ایک قومی پروگرام پر عمل کرنا ہوگا۔

جنگل بانی کے لئے ایک منظم پالیسی کے علاوہ آپ یہاں جنگلات کے اور مسائل پر بھی غور کریں گے۔

جنگلات کے ذرائع کا صنعتی استعمال اور اس سے پیدا ہونے والے دیگر مسائل پر آپ غور و خوض کریں گے۔ جنگلات کے ذرائع کی حفاظت اور ترقی کا بنیادی مسئلہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ دیگر فوری مسائل میں ایندھن، لکڑی اور عمارتی لکڑی کے مسائل شامل ہیں۔ میں جنگلات کے مضمون کا ماہر نہیں ہوں لیکن آپ کے غور و خوض کے لئے کچھ تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جنگلات شہروں کے فائدے کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں اور انہیں ہونا بھی چاہئے۔ لیکن ہمیں ایسی پالیسی بنانی چاہئے کہ بنیادی طور پر انہیں دیہاتی علاقوں کے فائدے کے لئے استعمال کیا جائے۔ ایشیا اور مشرق اکاہل کے طبقے کے لوگ عام طور پر گاؤں میں رہتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ جنگلات کے غیر محدود ذرائع کو دیہاتی عوام کے معیار زندگی کو سدھارنے کے کام میں لائیں۔ اس کے لئے ایسی دیہاتی صنعتوں کو ترقی دینے کی ضرورت ہے جن کا انحصار جنگلات پر ہے۔ دیہات میں ایندھن کی اشد ضرورت ہے۔ کھاد ایسی پیداوار بڑھانے والی چیز کو دیہاتی لوگ ایندھن کے طور پر استعمال کر لیتے ہیں اس سے پیداوار بڑھانے کے مقصد کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے ایندھن کے حصول کے لئے مناسب پروگرام بنایا جانا چاہئے۔ جنگلوں کے دیہاتی استعمال کے لئے کئی نئی راہیں دریافت کی جا سکتی ہیں۔

مغربی بنگال میں جنگلات کی اصلاح و ترقی

میسور میں آج کل جو جنگل بانی کی بین الاقوامی کانفرنس ہو رہی ہے اس میں مغربی بنگال کے جنگلات کی ترقی دینے کے منصوبوں کے اہم پہلو پیش کئے گئے۔ ان میں ذاتی املاک کے جنگلات کا تحفظ، اصلاح اور بنجر علاقوں کو جنگل بنا کر جنگلات کے علاقے کی توسیع کرنا شامل ہیں۔ بحالات موجودہ صوبہ کے اٹھائیس ہزار مربع میل کے رقبہ کا قریباً پندرہ فی صدی حصہ جنگلات ہیں۔

ذاتی املاک کے جنگلات۔ مغربی بنگال کے ذاتی املاک کے جنگلات کے قانون ۱۹۴۸ء میں یہ کہا گیا ہے۔ جنگلات کی اصلاح و ترقی کے لئے علاقہ وار افسر مقرر ہیں۔ جہاں جنگلات کے مالک ان افسروں کے منصوبوں کے ساتھ تعاون کرنے میں ناکام رہتے ہیں وہاں جنگلات کا انتظام حکومت سنبھال لیتی ہے۔ جب حکومت جنگلات کو اپنے کنٹرول میں لیتی ہے۔ تو ان سے کوئی منافع طلب نہیں کیا جاتا اور پہلے دس سال کے لئے مفت ٹیکنیکل سروس مہیا کی جاتی ہے۔ جب حکومت کو مستقل حق حاصل ہو جاتے ہیں۔ تو پچاس فیصدی منافع حکومت کو ملتا ہے۔

اب تک ذاتی املاک کے سات سو مربع میل رقبہ کے جنگلات کو حکومت اپنے اختیار میں لے چکی ہے۔ اور سال رواں میں متعلقہ قانون کا تمام صوبے پر اطلاق کرنے کے لئے ایک دفعہ اس میں شامل کر دی گئی ہے۔

جو علاقے اناج کی فصلوں کے لئے موزوں نہیں ہیں پر اور فضول اور اجڑی ہوئی زمین ہیں انہیں جنگل بنانے کے لئے کوشاں ہے۔ صوبائی حکومت نے جنگلات کی تقریباً تمام آمدنی کو جنگلات کے تحفظ، ترقی اور توسیع کے لئے الگ کر دیا ہے۔ دیہاتی لوگوں میں درخت اگانے کا شوق پیدا کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے ضروری اقدام کئے جا رہے ہیں۔

زمین کو مزروعہ بنانے کے لئے بہترین کام کرنے والوں کو انعامات

اناج کے لئے ملک کو خود مکتفی بنانے کے لئے حکومت کی کوشش

ٹریکٹر چلانے والوں سے وزیر خوراک و زراعت کی اپیل

سنٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن کی دوسری سالگرہ کے موقعہ پر ادارے کے ڈرائیوروں اور مستریوں کو خطاب کرتے ہوئے وزیر خوراک اور زراعت آنریبل شری جے رام داس دولت رام نے کہا۔

ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ ۱۹۵۱ء کے بعد ہم غیر ممالک سے اناج نہیں منگوائینگے۔ اس لئے ہم نے اپنے ملک کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے جو تدابیر اختیار کی ہیں کہ ہمیں چاہیئے کہ مقررہ وقت سے پہلے ہی ہم انھیں پایۂ تکمیل تک پہنچا دیں۔ ہمیں دنیا کو یہ دکھا دینا چاہیئے کہ ملک کو خوشحال بنانے کیلئے ہندوستان کے نوجوان کسی دوسرے ملک کے نوجوانوں سے کم نہیں ہیں۔

انھوں نے کہا کہ کسی مہم کو جیتنے کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ جرنیل نقشے اور منصوبے تیار کریں بلکہ سپاہیوں کو بھی انفرادی اور اجتماعی طور پر سرگرم عمل ہونا چاہیئے۔ اسی صورت میں مہم میں کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ اناج کے لئے ملک کو خود مکتفی بنانے کے لئے بھی ہر فرد کو اپنے طور پر انتہائی سرگرمی سے کام کرنا چاہیئے۔

انھوں نے انعام حاصل کرنے والوں کو مبارکباد دی۔ اور ان افسروں کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے ٹریکٹر یونٹ کو ٹرافی پیش کرنے کے لئے مالی مدد دی۔ اس یونٹ نے زمین جوتنے کے لئے بہترین کام کیا۔ اس کے لئے دس ہزار ایکڑ رقبہ مقرر ہوا تھا لیکن اس نے دس ہزار ایکڑ سے زیادہ زمین جوتی۔

شری جیرام داس دولت رام نے اس امید کا اظہار کیا کہ زمین کی بازیابی کا کام کرنے والے حکومت کے مسلک اور فیصلوں سے رابطہ قائم رکھیں گے۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ملک میں خوراک کی موجودہ ۱۰ فی صدی قلت کو ختم کر دینا چاہیئے۔ اس مقصد کے لئے آنے والے چند موسموں میں سخت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس قومی کام میں ٹریکٹر چلانے والوں کو بھی کافی کام کرنا ہے۔ پیداوار کے منصوبوں میں انھیں ایک اہم جگہ حاصل ہے۔

قوم کی نئی تعمیر کے لئے انھیں اپنے کام کی اہمیت معلوم ہونی چاہیئے۔ وہ بالکل ان سپاہیوں کی طرح ہیں جو جنگ جیتنے کے اصل باعث ہوتے ہیں۔ آج کل اناج کے لئے ہندوستان کو دوسرے ملکوں کا سائل بننا پڑتا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو اس ذلت سے ملک کو نجات دلانی ہے۔ جو لوگ آج کل کام کر رہے ہیں۔ وہ بازیابی کے ایک بڑے پروگرام کے پیشرو کہے جائینگے کروڑوں ایکڑ بیکار زمین کو کام میں لانے کا سہرا ان کے سر ہوگا۔

شری جے رام داس دولت رام نے کہا کہ انھیں ٹریکٹر چلانے والوں کی مشکلات کا علم ہے۔ انھیں یہ بھی پتہ ہے کہ بھتے اور کام کے بارے میں ٹریکٹر چلانے والوں کو کچھ شکایات ہیں۔ وزیر موصوف نے کہا کہ تمام جائز شکایات کی جانچ پڑتال ہوگی لیکن انھیں یہ خیال رہنا چاہیئے کہ جو کام وہ کر رہے ہیں وہ کسی خاص افسر یا فرد کے لئے نہیں بلکہ ملک بھر کے لوگوں کے لئے ہے۔ لہذا انھیں کبھی بھی کام کو بند کر دینے کا خیال دل میں نہیں لانا چاہیئے۔ حکومت نے حال ہی میں ایک لیبر ویلفیر افسر مقرر کیا ہے۔ یہ افسر مزدوروں کا نمائندہ ہوگا۔ اور مزدوروں کی شکایات فوراً دور کرانے میں مدد دے گا۔ ٹریکٹر چلانے والوں کا مقصد صرف مقررہ کام ختم کرنا ہی نہیں رہنا چاہیئے بلکہ انھیں مقررہ کام سے زیادہ کام کرنا چاہیئے۔ شری جیرام داس دولت رام نے اعلان کیا کہ موجودہ موسم کے آخر میں جس ٹریکٹر یونٹ کے ڈرائیور اور اس کے ساتھی نے سب سے زیادہ کام کیا ہوا انھیں حکومت کی طرف سے انعامات ملیں گے۔

ہند سرکار کے زرعی ترقی کے کمشنر اور سنٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن کے صدر شری ڈی، آر سیٹھی نے آنریبل وزیر کا سواگت کرتے ہوئے ادارے کے مقولے کا حوالہ دیا کہ کسی بھی کام کا حصول ناممکن نہیں اور کہا کہ ادارے کے ہر رکن کو اس مقولے پر پورا عمل کرنا چاہیئے۔

راشن کی دوکانوں پر خراب اناج بیچنے والوں کو عبرتناک سزائیں

ہندسرکار کی طرف سے صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو مراسلہ

ہندسرکار نے تمام صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو ایک چٹھی مال کی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ راشن کی دوکانوں سے جو اناج مہیا جاتا ہے اس کی عمدگی کے خلاف خریداروں کی شکایات کے اسباب ختم کرنے کے لئے وسیع اور جامع اقدامات کئے جائیں۔ صوبائی حکومتوں زور دیا گیا ہے کہ جو خوردنی اناج مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کی عمدگی کا خاص خیال رکھا جائے اور کسی صورت میں بھی عام اناج گھٹیا درجے کے اناج نہ ملائے جائیں۔

خوردنی اناج کی عمدگی میں مندرجہ ذیل وجوہات سے نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ (۱) جو اناج جمع کیا گیا وہ پہلے سے ہی گھٹیا اور مشتبہ قسم کا ہو (۲) گوداموں میں اناج کا خراب ہو جانا۔ (۳) راشن کی دوکانوں میں اناج کا خراب ہو جانا۔ یا اس میں ملاوٹ کیا جانا

اس چٹھی میں صوبائی حکومتوں سے کہا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے۔ ایسا اناج اکٹھا کیا جائے۔ جو عام لوگوں کے لئے قابل قبول ہو۔ غیر ممالک سے جو اناج درآمد کیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ اس میں اکثر اوسط درجے کا عمدہ اناج ہوتا ہے۔ لیکن ممکن ہے۔ کہ اس میں خفیف سی ملاوٹ یا اس میں کچھ فی صدی کرم خوردہ اناج بھی شامل ہو۔ ایسے معاملات میں خریدار کو یہ اناج عمدگی میں نقص کی کٹوتی کے ساتھ قبول کرنا پڑتا ہے بشرطیکہ ان نقائص کی وجہ سے اناج انسانوں کے کھانے کے ناقابل نہ سمجھا گیا ہو۔ اس طرح کے گھٹیا اناج کو نکالنے کا بہترین طریقہ یہ ہے۔ کہ اسے بالکل الگ کر لیا جائے۔ اور لوگوں کو صاف طور پر بتا کر کہ وہ گھٹیا درجے کا ہے۔ اسے سستے داموں پر بیچا جائے۔ صوبائی حکومتوں کو مشورہ دیا گیا۔ کہ اناج کو گوداموں میں رکھتے وقت اس کا پورا تحفظ کیا جائے اور گوداموں میں اسے خراب ہونے سے بچایا جائے اناج کے گوداموں کے معیاری نمونوں کے نقشے اور اناج کو صاف کرنے کی موزوں مشینوں کے متعلق ہدایات بھیجی گئی ہیں۔ ہر ایک صوبہ کی حکومت سے کہا گیا۔ کہ مناسب اور کافی ٹیکنیکل سٹاف اور کافی مقدار میں کیمیائی ادویہ کا سٹاک جمع رکھیں۔ تاکہ جبھی اناج کے خراب ہونے کی علامات نظر آئیں۔ اسے صاف کیا جائے۔ مرکزی حکومت نے اناج کو صاف کرنے کے لئے صوبوں کو ٹیکنیکل اور دیگر سامان کی شکل میں ہر قسم کی ضروری امداد دینے کا یقین دلایا ہے۔

چٹھی میں مزید لکھا ہے۔ کہ گوداموں کے اناج کو محفوظ رکھنے کی بہترین کوششوں کے باوجود کچھ اناج خراب ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اگر گوداموں میں کافی احتیاط برتی جائے تو بہت کم مقدار میں اناج میں نقص پیدا ہوگا۔ لیکن اس گھٹیا اناج کو کسی صورت میں بھی عام درجے کے صاف اناج میں نہ ملایا جائے اگر اناج میں کوئی ایسا نقص نہ ہو گیا ہو جس سے وہ کھانے کے قابل ہی نہ رہ گیا ہو۔ تو اس قسم کا گھٹیا اناج گاہکوں کو باقی اناج سے بالکل الگ اور سستے داموں پر بیچا جائے۔ لیکن پہلے لوگوں کو صاف بتا دیا جائے۔ کہ وہ گھٹیا قسم کا ہے۔ اور کھانے کے قابل ہے۔

اس امر پر بھی زور دیا گیا ہے۔ کہ راشن کی دوکانوں کو اناج مہیا کرنے سے پہلے اسے صاف کر لینا ضروری ہے۔ بڑی احتیاط سے اناج کی درجہ بندی کی جائے۔ اور عام قسم کے اناج کے نمونے ہر ایک راشن کی دوکان پر نمایاں جگہ پر لوگوں کو دکھانے کے لئے رکھے ہوئے چاہئیں ساتھ ہی ان کی قیمتوں کی فہرست بھی لکھی ہوئی ہو۔ راشن کی دوکانوں کا موثر طور پر بار بار معائنہ کرنے کا انتظام کیا جائے۔ اور قصورواروں کو عبرتناک سزائیں دی جائیں۔ راشن شدہ اناج کی عمدگی کو برقرار رکھنے کے لئے لوگوں کا تعاون حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

کوئلے کی صنعت کے لئے سامان لانے لے جانے کی سہولتیں

دھن باد میں شری کے۔ سنتانم کی تقریر

انڈین کولری اونرز ایسوسی ایشن کے سولھویں اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے شری کے سنتانم نے کہا کہ ملک کے اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ کوئلے کی کانوں کا کام حکومت کو اپنے اختیار میں لے لینا چاہئے۔ لیکن کول فیلڈز کمیٹی کی سفارش یہ ہے کہ اگلے دس سال تک کوئلے کی صنعت کو سرکاری ملکیت بنانے کا کوئی سوال نہ اٹھایا جائے۔ اس کے علاوہ موجودہ مالی مشکلات کی وجہ سے ہند سرکار ایسے معاملوں میں بڑی محتاط ہے۔ لہٰذا جو لوگ آج کل کوئلے کی کانوں کا کام سنبھالے ہوئے ہیں وہ ایک مناسب مدت میں یہ دکھا سکتے ہیں کہ ملک کا مفاد ان کو بھی ایسا ہی عزیز ہے جیسا کہ حکومت کو۔

۲۶ مارچ کو دھن باد میں انڈین کولری اونرز ایسوسی ایشن کے سولھویں سالانہ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے ٹرانسپورٹ اور ریلوے کے منسٹر آف سٹیٹ شری کے۔ سنتانم نے اس بات کے لئے ایسوسی ایشن کا شکریہ ادا کیا۔ کہ انہیں ان کے نمائندوں سے ملنے کا موقع مہیا کیا گیا۔ انھوں نے ایسوسی ایشن کے ارکان کو یقین دلاتے ہوئے کہا کہ ملک کی بھلائی چاہنے والا ہر شخص کافی تعداد میں کوئلہ پیدا کرنے اور اسے مناسب ڈھنگ سے تقسیم کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے۔ انڈین کول فیلڈز کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں کوئلے کے مسئلے کا جامع طور پر جائزہ لیا۔ یہ رپورٹ ۱۹۴۶ء میں شائع ہوئی تھی۔ اور ہند سرکار اس رپورٹ کی سفارشات کو عملی شکل دینے کے اقدام کر رہی ہے۔

کوئلے کی صنعت کو سرکاری اختیار میں لینے کے متعلق شری کے سنتانم نے کہا کہ ملک کے اکثر لوگ اس خیال کی حمایت کرتے ہیں کہ قومی مفاد کے پیش نظر حکومت کو کوئلے کی کانوں کا کام اپنے اختیار میں لے لینا چاہئے کول فیلڈز کمیٹی کی سفارش یہ ہے کہ اگلے دس سال تک کوئلے کی صنعت کو سرکاری ملکیت بنانے کا کوئی سوال نہ اٹھایا جائے کمیٹی کے خیال کے مطابق حکومت کو اس وقت تک کانوں کو اپنے اختیار نہیں لینا چاہئے جب تک معدنی حقوق حاصل نہیں ہو جاتے۔ اس مصلحت کے علاوہ موجودہ مالی مشکلات کی وجہ سے ہند سرکار ایسے معاملوں میں بڑی محتاط ہے۔ لہٰذا جو لوگ آج کل کوئلے کی کانوں کا کام سنبھالے ہوئے ہیں وہ ایک مناسب مدت میں یہ دکھا سکتے ہیں کہ ملک کا مفاد ان کو بھی ایسا ہی عزیز ہے۔ جیسا حکومت کو کوئلے کی صنعت ایک بنیادی صنعت ہے۔ ایسی صنعت کے لئے دو ہی راستے ہیں (۱) اس کے نمائندے رضا کارانہ طور پر اسے قومی بنا دیں۔ یا (۲) قانونی طور پر اسے سرکاری اختیار میں لے لیا جائے۔

دوسری صنعتوں کی طرح کوئلے کی صنعت کی ترقی بھی ایک غیر منظم طریقے سے ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک صنعت اور زراعت کے تمام شعبوں کی تربیت اور تنظیم نہ ہو گی۔ تب تک ملک تیزی سے ترقی نہیں کر سکے گا۔ کول فیلڈز رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۴۲۷ کوئلے کی کانوں میں سے ۲۲۵ کانیں پانچ ہزار ٹن سے بھی کم کوئلہ پیدا کرتی ہیں۔ یہ کوئی ایسا خوش کن امر نہیں۔ کوئلے کی کئی ایسی چھوٹی کانیں ہیں جن سے ایک دن میں صرف آدھا ویگن کوئلہ نکلتا ہے۔ ایسی کانیں ریلوے کے لئے ایک کٹھن مسئلہ ہیں۔

کوئلے کی پیداوار اور مختلف اقسام کی کھپت کو ملکی ضرورت کے موافق بنانے کے لئے صنعت کو قومی اختیار میں لینے کی ضرورت ہے۔ اس امر کا ذکر کرتے ہوئے شری کے سنتانم نے صاف کئے ہوئے کوئلے کو بچانے کی ضرورت پر زور دیا۔ کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق ہر سال کوئلے کی فراہمی میں پندرہ لاکھ ٹن کا اضافہ کیا جانا چاہئے اور اس طرح ۱۹۵۶ء تک چار کروڑ دس لاکھ ٹن کوئلہ حاصل ہونا چاہئے۔ سنٹرل بورڈ آف ٹرانسپورٹ نے حال ہی میں جو جانچ کی تھی اس سے معلوم ہوا کہ ۱۹۴۳ء میں بڑی بڑی صنعتوں کو کافی کوئلہ بھیجا

گیا۔ یہ تو ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ کوئلے کی پیداوار کو ایسی صنعتوں کی ضرورت کے موافق ہونا چاہیے جن میں کوئلہ استعمال ہوتا ہے۔

ریل ٹرانسپورٹ۔ وزیر موصوف نے کہا کہ جنگ کی وجہ سے ہندوستانی ریلوں کو بہت زیادہ کام کرنا پڑا۔ ملک میں انجن یا مشینی آلے بنانے کے لئے کوئی سہولتیں نہیں تھیں۔ ملک کی تقسیم اور فسادات کی وجہ سے ملک کی مشکلات اور بھی بڑھ گئیں۔ سابق ایسٹ انڈین ریلوے کے پاس باقی ہندوستان کی ریلوں کے لئے ساڑھے تین ہزار ویگن ہوا کرتے تھے۔ آج کل ہماری ریلوے کے پاس اس مقصد کے [illegible] آجکل ان میں سے ساڑھے تیرہ فیصدی ناکارہ ہیں۔

جنگ، تقسیم، فسادات اور دیگر رکاوٹوں کے باوجود ۱۹۴۸-۴۹ء میں ہندوستانی ریلوں نے مقابلتاً زیادہ وزن کا مال ڈھویا۔ لیکن کوئلے سے ریلوں کو جو آمدنی ہوئی وہ مقابلتاً کم تھی۔ دوسری اشیا کے مقابلے میں کوئلہ اٹھانے کی شرح بھی کم ہے۔ جہاں دوسری اشیا کی شرح چھپن اعشاریہ چھ فی صدی ہے وہاں کوئلہ کی صرف آٹھ اعشاریہ سولہ فیصدی ہے۔ گزشتہ سال ریلوے بجٹ میں جو آمدنی دکھائی گئی وہ درحقیقت تیسرے درجہ کے ڈبوں میں بھیڑ ہونے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اگر مسافروں کی تعداد کے مطابق پوری گاڑیاں چلا سکتے تو یہ آمدنی نہ ہوتی۔ کوئلے کے ایک ٹن پر فی میل آٹھ اعشاریہ چھیاسٹھ پائیں لاگت آتی ہے۔ اور تین اعشاریہ پانچ پائی آمدنی ہوتی ہے۔

دریں حالات ریلوے کے نمائندوں اور صنعت کوئلہ کے نمائندوں کو مل کر ایسی تدبیر کرنی چاہئے کہ موجودہ گھاٹا اور نہ بڑھے بلکہ اس کی پوری روک تھام ہو۔ اس کا بہترین حل یہ ہے کہ وہ اشیا زیادہ بھیجی جائیں جن کے ڈھونے کا نرخ زیادہ ہے۔

سنٹرل بورڈ آف ٹرانسپورٹ کی اسٹینڈنگ کمیٹی کی ایک میٹنگ ۱۱ فروری ۱۹۴۹ء کو ہوئی تھی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ کوئلہ کی نقل و حرکت کے لئے ہر روز دو ہزار سات سو ویگن مہیا کی جائیں۔ اس سے کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔ مسٹری کے۔ سنتانم نے کہا کہ یہ تعداد کم سے کم ہوگی۔ امر واقعہ یہ ہے پچھلے چند ہفتوں میں اس تعداد سے کہیں زیادہ کوئلہ بھیجا گیا۔ نئے انجن آجانے کے بعد زیادہ ویگن مہیا کئے جائیں گے۔

ریلوں کے لئے کوئلہ۔ ریلوں کے لئے صاف کئے ہوئے کوئلے کی بہت ضرورت ہے۔ آج کل کوئلے کی کل پیداوار کا چالیس فیصدی حصہ ریلوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قدرتی طور پر ریلوے کو یہ خیال رکھنا ہوتا ہے کہ صاف کئے ہوئے کوئلہ کو کم سے کم مقدار میں استعمال کیا جائے۔ نئے انجنوں میں بھی یہی خیال پیش نظر ہوتا ہے لیکن موجودہ انجن ایسے ہیں کہ ان کے لئے اعلیٰ درجے کا کوئلہ درکار ہے۔ گزشتہ برسوں میں جب ان انجنوں میں گھٹیا قسم کے کوئلہ کا استعمال کیا گیا تو کافی مشکلات پیدا ہوئیں۔

گھٹیا قسم کے کوئلہ کے استعمال کے بارے میں ایک بڑی دقت یہ ہے کہ یہ ساری مقدار ایک قسم کی نہیں ہوتی۔ اگر ایسے کوئلہ کو یکساں بنانے کے لئے اقدام کئے جائیں تو اس کا استعمال مفید ہو سکتا ہے۔

کول فیلڈز کمیٹی کی سفارشات پر محکمہ ریلوے نے حسب ذیل کارروائی کی ہے۔ (۱) ریلوے کی کوئلے کی کانوں کا انتظام عارضی طور پر وزارت صنعت و رسد کو سونپ دیا گیا ہے۔

(۲) بروده چیری لائن کے پہلے چالیس میل کی تعمیر ہو رہی ہے۔

(۳) بروده پور۔ گوردھنکا پنچھ کھار برانچ، چمپا برانچ، امریا برانچ اور ارکالی برانچ کی توسیع کے کام کی سروے ہو رہی ہے۔ توقع ہے کہ ۱۹۵۲-۵۳ء تک یہ تمام توسیعیں مکمل ہو جائیں گی۔

(۴) نئے انجن مل جانے پر مغل سرائے سے آگے مزید ٹریفک کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ مالوہ پل کی مرمت قریب قریب ختم ہو چکی ہے۔ رفتار کی پابندی ہٹ جانے کے بعد ٹریفک کی نقل و حرکت کافی آسان ہو جائیگی۔

(۵) لکھنؤ بریلی سیکشن اور کانپور شنڈلہ سیکشن پر بجلی کے سگنل ... سے ... کیا جا رہا ہے۔ سنٹرل بورڈ آف ٹرانسپورٹ کی طرف سے کول کمشنر اور وزارت صنعت و رسد کو متواتر یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ کوئلے کی نقل و حرکت کو ضروریات کے موافق بنائیں۔ ویگن کی وزن اٹھانے کی صلاحیت سے دو ٹن مزید وزن بھیجنے کی اجازت ہے۔ کوئلہ کی کانوں میں وزن تولنے کی مشینیں لگانے کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے لیکن ایسے انتظام کے لئے ہر سائیڈنگ موزوں نہیں ہے۔

آنے والے برس کے پروگرام میں بہت سے اسٹیشنوں پر یارڈ وں کی از سر نو ترتیب اور بہت سی کوئلے کی کانوں کے لئے سائیڈنگ کی سہولت دینا شامل ہیں۔

ہند میں خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے زرعی سائنسدانوں کی مساعی

نئی دہلی زرعی کانفرنس میں مختلف پیچیدہ مسائل پر بحث

ہندوستان کی زرعی تحقیقاتی انسٹی ٹیوٹ واقعہ نئی دہلی میں پچھلے چند روز سے زرعی سائنسدانوں کی جو کانفرنس ہو رہی ہے ۔ وہ سارے ہند کے ایک نمایندہ اجتماع کی صورت رکھتی ہے اس میں ملک کے ہر حصے کے زرعی سائنسدان شامل ہوئے ہیں ۔ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے نمایندے بھی کانفرنس میں شرکت کر رہے ہیں ۔ کانفرنس میں تمام بحث و مباحثہ اسی ایک موضوع پر مرکوز رہا ہے ۔ کہ زمین ۔ پانی اور جن شکتی کے مشترکہ وسائل کو سائنسی علم کی امداد سے ہندوستان کے ملک کو خوراک کے بارے میں خود مکتفی بنانے کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے کیسے استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ اور اس سے کس قدر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے ۔

پہلے روز کی کارروائی ۔ کانفرنس ۲۶ اپریل کو شروع ہوئی تھی پہلے روز کے اجلاس میں مندرجہ ذیل مضامین پر بحث کی گئی خوراک کے بارے میں ملک کو خود مکتفی بنانے کے نئے منصوبہ کے انتظامیہ ڈھانچے میں بنجر زمینوں کو پھر سے مزروعہ بنانا کیا حیثیت رکھتا ہے ۔ کچھ زمینوں کو جن میں اس وقت ایسی جنسیں بوئی جاتی ہیں ۔ جن کی پیداوار کو نقد روپیہ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے ۔ خوراک کی جنسیں پیدا کرنے والے رقبوں میں تبدیل کرنے کے کس قدر امکانات موجود ہیں ۔ اور پیداوار بڑھانے کے لئے زرعی تجربات ۔

کانفرنس کے صدر کی تقریر ۔ کانفرنس کے صدر ڈاکٹر بی ۔ این مکرجی نے اپنی ابتدائی تقریر میں ان تحقیقاتی کام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ۔ جو زرعی تحقیقات کی انسٹی ٹیوٹ میں کیا جا رہا ہے ۔ آپ نے زرعی تحقیقات کے آیندہ پروگرام پر اظہار خیال کیا اور اس طریق کار پر بحث کی جو ملک میں خوردنی اناج کی پیداوار کی مقدار اور خواص کو بڑھانے کے لئے اختیار کیا جانا چاہیئے ۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر مکرجی نے زمین کے تحفظ ۔ آبی ذرائع کی ترقی پودوں اور فصلوں کو بہتر بنانے کے لئے کھوج کی زرخیزی ۔ سطح زمین کی قوت بالیدگی کا امتحان کرنے کے لئے پودوں کی کاشت کا استعمال ۔ ادل بدل کر فصلوں کی کاشت کرنا ۔ زرعی تجربات وغیرہ پر بھی رائے زنی کی ۔

بنجر زمینوں میں کاشتکاری ۔ شری ڈی ۔ آر سیٹھی کمشنر زرعی ترقیات اور ہندوستان سرکار نے زمین سے متعلق ... اور ... ایس پی ۔ رائے چودھری نے کانفرنس میں بیکار اور بنجر پڑی ہوئی زمینوں کو پھر سے زیر کاشت لانے کے موضوع پر دو مضامین پڑھے ۔ شری سیٹھی نے اپنے مضمون میں بتایا کہ ہند میں کل آٹھ کروڑ ستر لاکھ ایکڑ بیکار پڑی ہوئی قابل کاشت زمین میں سے صرف ڈھائی کروڑ ایکڑ رقبہ کو ہی پھر سے زیر کاشت لایا جا سکتا ہے ۔

شری رائے چودھری نے زمینوں کی بازیابی کے موضوع پر عام بحث کی اور ان سرگرمیوں کا تذکرہ کیا جو مرکزی اور صوبائی حکومتیں اس بارے میں کر رہی ہیں ۔ اور بتایا کہ مزید زمینوں کو پھر سے زیر کاشت لانا ملک میں خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے ایک نہایت اہم ذریعہ ہے ۔ آپ نے بیکار پڑی زمینوں کا وسیع پیمانہ پر مفصل سروے کرنے کی اشد ضرورت ہے ۔ دوسرے ممالک میں زمینوں کی بازیابی کے لئے جو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہند ان کے تجربات سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے ۔

گنے کی کاشت کے رقبہ میں کمی کرنا ۔ سردار داتار سنگھ نائب صدر ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل اور ڈاکٹر این ۔ ایل ۔ دت نے بھی دو مضامین کانفرنس میں پڑھے جن میں ان زمینوں کو جن میں بوئی گئی فصلوں سے نقد روپیہ حاصل ہوتا ہے ۔ اجناس خوردنی پیدا کرنے والی زمینوں میں تبدیل کرنے کے موضوع پر بحث کی گئی ۔ سردار داتار سنگھ نے کہا ۔ کہ اس وقت جن رقبوں میں پٹ سن اور روئی کاشت کی جاتی ہے ۔ ان کو خوراک کی فصلیں

پیدا کرنے والے رقبوں میں تبدیل کرنا مناسب نہ ہوگا ۔ کیونکہ اس سے پٹ سن اور روئی کی پیداوار گھٹ جائے گی اور اس کا اثر مخالفانہ ہوگا ۔ لیکن اس وقت گنے کے زیر کاشت رقبوں میں سے کچھ رقبے تبدیل کئے جا سکتے ہیں ۔ آپ نے کہا کہ نقد روپیہ دینے والی فصلوں کے رقبہ کو کم کئے بغیر مندرجہ ذیل اقدامات سے خوراک کی پیداوار بڑھائی جا سکتی ہے ۔ بیکار زمینوں میں پھر سے کاشتکاری کرنا ۔ آبپاشی کی چھوٹی اور بڑی سکیمیں جاری کرنا ۔ کھاد کی پیداوار اور غیر ممالک سے درآمد میں اضافہ کرنا ۔ مرکب کھاد زیادہ تیار کرنا ۔ شہروں کے گندے نالوں کے پانی کا استعمال کرنا ۔ سبز کھاد اور مختلف قسم کی زیادہ پیداوار دینے والی فصلیں بونا ۔

ڈاکٹر این ۔ ایل ۔ دت نے بتایا ۔ کہ یو پی اور بہار کے بعض علاقوں میں گنے کی زیر کاشت موجودہ رقبوں میں سے کچھ رقبوں کو خوردنی اجناس پیدا کرنے والے کھیتوں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے

ان کی رائے ہے کہ ایسا کرنے سے ہند میں گنے کی موجودہ پیداوار میں کوئی کمی نہ ہوگی ۔ کیونکہ ان علاقوں میں گنے کی فی ایکڑ پیداوار بہت کم ہوتی ہے ۔ اس لئے ان میں گنا کاشت کرنا اقتصادی نقطہ نظر سے درست نہیں ہے ۔ ڈاکٹر دت کے اندازہ کے مطابق قریباً پانچ لاکھ ایکڑ گنے کی زیر کاشت زمین کو خوردنی اجناس پیدا کرنے والی زمینوں میں تبدیل کر دینا چاہیئے ۔

زرعی تجربات ۔ اس موضوع پر ڈاکٹر بی ۔ سی ۔ رائے چودھری اور جے ۔ چندانی نے مضمون پڑھے جن میں زمین کو زیادہ اور کم گہرا جوتنے کیمیائی کھاد کے استعمال کے وقت کس گہرائی پر بیج بوئے جائیں ۔ زرخیز مٹی میں زراعت کے طریقے ۔ پانی کا تحفظ ۔ پانی کا نکاس اور دیگر متعلقہ مسائل پر اظہار خیال کیا گیا ۔ اور پیداوار بڑھانے کے مختلف طریقے بیان کئے گئے اور بتایا گیا کہ جدید طریقوں سے کھیتی باڑی کے لئے کاشتکاری پر کوئی زائد خرچ نہیں پڑتا ۔ صرف زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے ۔

شرنارتھیوں کی آبادکاری کے لئے مشرقی پنجاب کو مزید قرضہ

مالی امداد کی کل رقم ۷ء۱۰ کروڑ روپیہ

حکومت ہند نے سال ۵۰-۱۹۴۹ء کے لئے مشرقی پنجاب کی حکومت کو ۲ کروڑ روپیہ مزید قرضہ دینے کی منظوری دیدی ہے ۔ تاکہ مشرقی پنجاب کی حکومت کو بے خانماں اشخاص کے لئے گھر بنانے کی اسکیموں پر عمل درآمد میں مدد مل سکے ۔ اس طرح سے اس مالی امداد کی مجموعی رقم ۷ء۱۰ کروڑ روپیہ ہو جاتی ہے ۔ جو مشرقی پنجاب کی حکومت اور پٹیالہ و مشرقی پنجاب کی ریاستوں کی یونین گورنمنٹ کو بحالی کے سلسلہ میں مرکز کی طرف سے دی گئی ۔

ان تازہ اسکیموں میں مکانات تعمیر کرنے کے لئے ۶۲۹۵۰ مقامات کی تکمیل اور بے خانماں لوگوں کو تعمیر کے لئے قرضے دینے کی منصوبہ بندیاں بھی شامل ہیں ۔ معلوم ہوا ہے کہ اس منصوبہ کے کچھ حصہ پر کارروائی بھی کی جا رہی ہے ۔ اس بات کا بھی علم ہوا ہے کہ مشرقی پنجاب کی حکومت ترقی کے لئے مستقبل قریب میں مزید زمین حاصل کرنے پر غور کر رہی ہے ۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ مشرقی پنجاب میں تقریباً ۱۲ لاکھ بے خانماں شہری موجود ہیں ۔ اس تعداد میں سے تقریباً ۹ لاکھ آدمیوں کو مشرقی پنجاب کے تخلیہ کنندگان کے گھروں میں آباد کیا جا چکا ہے ۔ اور ۲ لاکھ اشخاص مشرقی پنجاب کی ریاستوں کے مہاجرین کے گھروں میں آباد کر دیئے گئے ہیں ۔ یا انہیں آباد کیا جا سکتا ہے ۔ دیگر ایک لاکھ آدمیوں کو راجپورہ اور فریدآباد کے قصبوں میں جلد ہی آباد کر دیا جائے گا ۔ ان قصبوں میں تعمیر کے کام کی منظوری دی جا چکی ہے ۔ باقی ماندہ ایک لاکھ آدمیوں کو آباد کرنے کی غرض سے مندرجہ ذیل اسکیموں پر عمل درآمد کی ضرورت کو اب حکومت ہند نے اصولاً طور پر تسلیم کر لیا ہے ۔ اور ان اسکیموں کے لئے اولاً دو کروڑ روپیہ کی منظوری دے دی گئی ہے ۔ یعنی (۱) ۶۸۰۰ مکانات کے لئے جگہوں کی تکمیل کی اسکیم اور جہاں ضروری ہو جگہوں کے لئے نامزد کردہ لوگوں کو تعمیر کے قرضے دینا ۔ اور (۲) زمین حاصل کرنے ۔ ۶۱۵۰ مزید مقامات کی تکمیل ۔ اور تعمیر کے لئے قرضے دینا ۔



آنریبل پنڈت جواہرلال نہرو وزیراعظم برما آنریبل تھاکن نو کے ساتھ

شری راجگوپال
سفیر سرہانگ
یہ تصویر اُس د
ہو برمی سفیر



(نیچے) پنڈت
برائے ہندو
رابرٹ وان
الفریڈ لوزانو



ہندوستان میں چلی کے شارج ڈی ایفرز ڈاکٹر جوئن بیرین وزیراعظم ہند پنڈت جواہرلال نہرو کے ساتھ۔
[illegible] سے ملاقات کرنے آئے تھے۔ یہ تصویر اُسی موقع پر لی گئی ہے۔

گورنمنٹ ہاؤس نئی دلی میں ہند میں ہمارے کے نامزد نمائندے گورنر جنرل آنریبل شری راجگوپال آچاریہ کو خریطہ تعارف پیش کر رہے ہیں۔ بائیں جانب وزارت امور خارجہ کے سیکرٹری شری مینن نظر آ رہے ہیں۔





پنڈت جواہر لال نہرو ہندوستان میں لنکا کے ہائی کمشنر سر ارنولڈ مہادیوا سے مصافحہ کر رہے ہیں۔



پولینڈ کے تجارتی وفد کی یہ تصو
اُن کے ہندوستان پہنچنے پر
پالم ہوائی اڈے پر لی گئی۔ وفد
کے رہنما ہز ایکسیلنسی جوزف نود
ہیں (تصویر میں بائیں سے تیسرے



بین المشرقاتی کانفرنس میں ہندوستان اور
پاکستان کے نمائندے۔ یہ کانفرنس نئی
دلی میں ۲۔اپریل کو شروع ہوئی تھی پاکستانی
وفد کی رہنمائی مسٹر غلام محمد (تصویر میں
دائیں سے دوسرے) اور ہندوستانی
وفد کی رہنمائی مسٹر گوپال سوامی آینگر نے کی
بائیں سے دوسرے



ہندوستان نے زیکو
کے ساتھ ایک تج
معاہدہ کیا اس پر
ہند کی طرف سے
تجارت کے سیکر
مسٹر بی۔ سی ہو
نے دستخط کے

ہمالیہ کی پہاڑیوں پر سائنسدانوں کے لئے بستی اور تجربہ گاہ

ہمالیہ کی پہاڑیوں پر سائنسدانوں کے لئے ایک بستی اور تجربہ گاہ تعمیر کرنے کے لئے تحقیقات کی جارہی ہے۔ اس غرض کے لئے چھ ہندوستانی سائنسدانوں کی ایک پارٹی اب کی گرمیوں میں وہاں جارہی ہے پچھلے سال میں حکومت نے چھ سائنسدانوں کی ایک پارٹی وہاں اسی مقصد کے لئے بھیجی اور انھوں نے کئی بلند چوٹیوں کا مشاہدہ کیا۔ ذیل میں اس مہم کے مقاصد اور وہ نتائج درج کئے جاتے ہیں جو اس دوران میں حاصل کئے گئے۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ گھپ اندھیرے میں اس چھوٹی سڑک پر بس بڑی مشکل سے اپنا راستہ طے کر رہی تھی۔ بائیں طرف ایک ہزار فٹ اونچی پہاڑی تھی، اور دائیں طرف ایک ندی محو خرام۔ دور دور مدھم سی روشنیاں نظر آرہی تھیں جو تنہائی کے احساس میں اور بھی اضافہ کر رہی تھیں۔

اندھیرے میں یکایک بجلی کوندی۔ بس کی بریکوں سے یکساں چیخ سی نکل گئی اور بس رک گئی۔ چھ تھکے ماندے آدمی ہانپتے کانپتے باہر نکلے ڈرائیور نے انھیں بتایا کہ بس کے بلب خراب ہو گئے ہیں اور اس رات بس آگے نہیں چل سکے گی۔ مجبوراً انھوں نے اپنے بستر نکالے اور سڑک پر بچھا لئے انھوں نے سونے کی کوشش کی لیکن ہمالیہ کے اس غیر آباد اور سنسان علاقے میں نیند کا آنا مشکل تھا۔ تھوڑی دیر بعد بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک نے رات کے سکوت کو توڑ دیا اور پھر مینہ برسنے لگا۔ چھ آدمیوں نے اپنے بستر سنبھالے اور پھر بس میں جا بیٹھے۔

اچانک ڈرائیور کا ساتھی چیخ اٹھا۔ اس نے سامنے سے کچھ سیاہ چیزوں کو آتے دیکھا تھا وہ ڈر کی شدت سے چلا اٹھا "خونخوار بھینسیں" پارٹی میں کسی بھی شخص کے پاس پستول یا بندوق نہ تھی۔ بے بسی کی حالت میں وہ یہ دیکھنے لگے کہ کب وہ خونخوار جانور ان پر حملہ کرتے ہیں بجلی پھر کوندی اور انھیں معلوم ہوا کہ وہ جانور جنگلی بھینسیں نہیں بلکہ عام بھینسیں ہیں۔ ادھر ڈرائیور نے کچھ فالتو بلب ڈھونڈ لئے تھے اور اس نے پارٹی کے ارکان کی حالت پر گویا ترس کھاتے ہوئے کہا کہ وہ اب بس کو آگے لے جانے کے قابل ہے اور بس آگے چلنے لگی۔

جون ۱۹۴۸ء کی ایک صبح کے دھندلکے میں وہ بدری ناتھ پہنچے یہ مقام گڑھوال کے نزدیک صوبجات متحدہ میں واقع ہے۔ اس پارٹی میں ایک موسمیات کا ماہر۔ ایک ہیئت دان، برف اور گلیشیر کے دو ماہر، ایک ماہر ارضیات اور ایک ماہر حیاتیات شامل تھے۔ یہ سب لوگ ہندسرکار کی طرف سے سائنسی مقصد کے لئے ہمالیہ کی پہاڑیوں پر جارہے تھے۔

اس مہم کا مقصد یہ تھا کہ ہمالیہ کی پہاڑیوں پر بارہ ہزار سے سولہ ہزار فٹ کی بلندی پر دس ایکڑ کا ایک سپاٹ قطعہ ڈھونڈا جائے جس پر سوئٹزرلینڈ کی جنگ فروج لیبارٹری ایسی ایک کثیر الفوائد تجربہ گاہ قائم کی جاسکے۔ اس تجربہ گاہ میں حسب ذیل مختلف شعبوں کے لئے الگ الگ محکمے ہوں گے۔ (۱) برف و گلیشیر اور ہندوستانی دریاؤں کے لئے ان کی امداد (۲) فلکیات اور اس سے متعلقہ ارضیات کے مشاہدے۔ (۳) کائناتی شعاعیں۔ (۴) کرۂ ہوا کے اوپری حصّہ کا نظام شمسی اشعاع کا مطالعہ فضائی مظہر۔ سحاب صدفی وغیرہ (۵) فضیاتی مشاہدے (۶) مرکزی ایشیا کی سطح مرتفع کی موسمیات اور (۷) اس خطے کے جانوروں اور نباتات کا مطالعہ۔

سطح بحر سے بلندی کے کسی مقام پر ایک تجربہ گاہ قائم کرنے کی تجویز سب سے پہلے ۱۹۴۷ء میں ہوئی اور ضروری تحقیقات کے لئے ۱۹۴۸ء کی گرمیوں میں ایک پارٹی تیار کی گئی۔ اس پارٹی نے قریباً ایک ماہ تک ہمالیہ کی مختلف چوٹیوں کا مشاہدہ کیا ان چوٹیوں کے بہت سے فوٹو بھی لئے گئے۔ جن مقاموں پر اس پارٹی کے ارکان گئے ان میں سے دو تو بدری ناتھ کے قریب واقع ہیں۔ (۱) نارائن پربت بلندی ۹۰۰۰ فٹ اور (۲) نار پربت بلندی ۱۰ ۱۹۲ فٹ) اور تین مقام ودہ کواری کے پاس ہیں۔ ان کی بلندی بارہ ہزار فٹ سے پندرہ ہزار فٹ تک ہے۔ دلی واپس پہنچنے پر پارٹی نے کچھ بنیادی سفارشیں پیش کیں۔

پیشتر اس کے کہ اس بہتگے منصوبے اور اس سے متعلقہ مسائل

کے مالی اخراجات کو قبول کیا جائے۔ ہند سرکار نے یہ فیصلہ کیا ہے اس بارے میں پوری تفصیل حاصل ہونی چاہیئے۔ لہذا اب یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ جو مقام پچھلے سال دیکھے گئے اگر ہو سکے تو ان سے اور زیادہ مناسب مقام ڈھونڈے جائیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر ان گرمیوں میں سائنسدانوں کی ایک اور پارٹی ہمالیہ کی پہاڑیوں پر جا رہی ہے

آخر کار جس مقام کا انتخاب کیا جائے گا۔ اسے بہت سی مشکل شرائط پوری کرنی ہونگی۔ یہ پہاڑ کی چوٹی پر قریباً دس ایکڑ کا ایک ایسا سپاٹ قطعہ ہونا چاہیئے جس پر عمارتیں کھڑی کی جاسکیں۔ ان عمارتوں میں فلکیات کی ایک تجربہ گاہ۔ کائناتی شعاعوں کی تجربہ گاہ کے لئے محکمے۔ حیاتیاتی ریسرچ۔ برف اور گلیشیر کا مطالعہ، موسمیاتی مشاہدے اور ہمالیہ کے جانوروں اور نباتات کے [illegible] تحقیقات کا اہتمام ہوگا۔

اس کثیر المقاصد تجربہ گاہ کا انتظام متعدد سائنسدانوں کے ماتحت ہوگا۔ جن کے رہنے کے لئے عام حالات انسانی زندگی کے موافق ہوں۔

ایک اور شرط جو اس مقام کو پوری کرنی ہوگی وہ یہ ہے کہ پڑوس کی کوئی چوٹی [illegible] کے مقابلے میں [illegible] درجے سے زیادہ کا زاویہ نہ بناتی ہو۔

اس پہاڑی تجربہ گاہ پر پہنچنے کے لئے میدانی راستوں کے مسائل کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا۔ پچھلے سال جو پارٹی گئی اسے کہا [illegible] سائنسدانوں [illegible] بستی کے پاس ہو [illegible] نے لئے بھی کوئی موزوں جگہ ڈھونڈی جائے۔ [illegible] ایسی جگہ دیکھی جائے جہاں ہیلی کاپٹر کو اترنے اور روانہ ہونے میں آسانی رہے۔

گھریلو اور تجربہ گاہ کی بجلی کی ضرورتوں کے لئے اس اسکیم میں پن چکیوں یا آبشاروں سے بجلی گھر چلانے کی مد بھی شامل ہے۔

پارٹی سے کہا گیا تھا کہ وہ سائنسدانوں کو تجربہ گاہ تک لے جانے اور پھر انہیں مجوزہ بستی میں واپس لانے کے لئے حسب ذیل متبادل صورتوں کا جائزہ لے۔ (۱) ایک ایسی سڑک جس پر موٹر چل سکے (۲) وہ ریل جو لوہے کی رسیوں اور قائم انجن سے کھینچی جائے۔ (۳) یا رسی پر کام کرنے والی ایک ایسی ٹرالی جو بجلی کی طاقت سے چوٹی تک جائے اس کے ساتھ ایک ڈبہ ہو جو تین سائنسدانوں اور چار آدمیوں کو لے [illegible]

دیگر مسائل میں پانی کی فراہمی اور ہندوستان سے وائرلیس کے ذریعہ مواصلات کا رابطہ شامل ہے۔

یہ مہم نہ صرف دلچسپ رہی بلکہ پر از معلومات بھی ثابت ہوئی۔ اس پارٹی میں حسب ذیل سائنسدان شامل تھے۔ سائنس اور صنعتی ریسرچ بورڈ کے نمائندے پروفیسر ایس۔ پی۔ اگارکر۔ (۲) قوت آب پاشی اور جہاز رانی کے مرکزی کمیشن کے مشیر آر۔ ڈی۔ دھیر۔ وہ اس پارٹی کے لیڈر تھے۔ (۳) اسی کمیشن کے ایک اور افسر مسٹر ہوکمین سنگھ۔ یہ دونوں برف اور گلیشیر کے ماہر ہیں۔ (۴) موسمیات کے ہندوستانی ڈیپارٹمنٹ کے ایک ماہر فلکیات ڈاکٹر آر۔ اننت کرشن۔ اور ایک ماہر موسمیات مسٹر آر۔ وی باوا اور (۶) اور ہندوستان کی ارضیاتی سروے کے [illegible]۔ ان تمام کے اخراجات کا بار موسمیات کے ہندوستانی محکمے اور قوت آب پاشی اور جہاز رانی کے مرکزی کمیشن نے اٹھایا۔ روانگی سے پیشتر سر ایس ایس بھٹناگر۔ پروفیسر ایچ جے بھابھا۔ سر جے۔ سی گھوش۔ ڈاکٹر جے۔ این مکرجی۔ پروفیسر ایم این ساہا اور ہند سرکار کے مشاورتی انجینیر مسٹر اے۔ این کھوسلا نے پارٹی کے ارکان کو صلاح مشورہ دیا۔

پارٹی نے بہت سی چوٹیوں کا مشاہدہ کیا۔ [illegible] کوٹاری کے پاس واقع کچھ چوٹیوں کے [illegible] نے انہیں بہت متاثر کیا۔ ہنگار چھلا [illegible] گردو پیش کی پہاڑیوں سے بالکل الگ تھلگ ہے اور اس کی بلندی پندرہ ہزار فٹ ہے۔ ایک اور مناسب مقام ہنگار چھلا کی چوٹی اور دودھ کوٹاری کے درمیان ہے جس کی بلندی چودہ ہزار فٹ ہے۔ پارٹی نے خاص طور پر گھر سانگن کی چوٹی کے متعلق سفارش کی۔ اس کی بلندی [illegible] فٹ ہے اور اس کا رابطہ نیچے کے میدانوں میں واقع جوشی مٹھ کی ایک بل کھاتی ہوئی سڑک سے کیا جا سکتا ہے۔ اس چوٹی سے پانچسو فٹ نیچے ایک وسیع ترائی ہے جہاں سائنسدانوں کی بستی بسائی جا سکتی ہے۔ اس ترائی کا نام اولی بگیال ہے۔

پارٹی نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ لوہے کی رسیوں اور قائم انجن سے چلائی جانے والی ریلوے کی تجویز ناقابل عمل ہے اور کہا کہ تجربہ گاہ اور سائنسدانوں کی بستی ایک مرتفع میدان پر ہو تا کہ سڑک ریل یا دیگر صورت کے روزانہ سفر میں آسانی رہے۔ پن بجلی اور پانی کی فراہمی کے

تعلیم کو عام کرنے کا طریق کار

امریکن ماہر ڈاکٹر لوباش کا بیان

یکم اپریل کو وزارت تعلیم کی طرف سے کانسٹی ٹیوشن ہاؤس نئی دہلی میں خواندگی کے امریکن ماہر ڈاکٹر فرینک۔ لوباش کو چائے کی ایک دعوت دی گئی۔ ڈاکٹر لوباش امریکن ٹیشنل کریجن کونسل اور ہند سرکار کی وزارت تعلیم کے زیر اہتمام آج کل ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں

دعوت کے بعد ڈاکٹر لوباش نے ایک مختصر تقریر کرتے ہوئے ان کوششوں کا ذکر کیا جو انھوں نے ۱۹۳۹ء کے دورہ ہندوستان کے بعد مختلف ملکوں میں خواندگی کو عام کرنے کے لئے کیں۔ انھوں نے کہا کہ میکسیکو میں ہر تعلیم یافتہ شخص ایک غیر تعلیم یافتہ کو تعلیم دیتا ہے۔ اس طرح وہاں ہر سال دس لاکھ لوگ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہاں تعلیم کی مہم کو شروع کرنے کے لئے میکسیکو کے صدر نے خود کچھ ناخواندہ لوگوں کو تعلیم دی اور ایک اعلیٰ مثال قائم کی انھوں نے کہا کہ سیام میں بھی تعلیم کو عام کرنے کے لئے اچھا کام ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر لوباش نے ہندوستان کے تعلیمی ماہروں سے اپیل کی کہ وہ بھی ناخواندگی کو دور کرنے کے لئے ایک مہم شروع کریں اور تمام پڑھے لکھے وطن دوست شہریوں کی امداد حاصل کی جائے۔

اس دعوت سے پہلے ڈاکٹر لوباش نے دہلی پولی ٹیکنیک میں تعلیم کے ماہروں کے ایک اجلاس میں بھی تقریر کی اور تعلیم کو عام کرنے کے طریقے بتلائے

جمعرات کی شام کو ہند سرکار کے ایجوکیشن سیکرٹری ڈاکٹر تارا چند کی زیر صدارت وائی ایم سی اے نئی دہلی میں ایک عام جلسے میں ان کا استقبال کیا گیا۔

تعلیم کو عام کرنے کیلئے ڈاکٹر لوباش کے طریقے کے تین مرحلے ہیں سب سے پہلے ان پڑھ بالغ کو بارہ صفحے یا بارہ سبق پڑھائے جائیں اور ہر سبق میں دس نئے الفاظ سکھائے جائیں۔

اس کے بعد ۵۰ صفحوں کی ایک کتاب کے ذریعہ اسے مفید خیالات اور اطلاعات بہم پہنچائی جائیں اور ہر سبق میں اسے پھر دس نئے الفاظ سکھائے جائیں۔ اور آخر میں عام معلومات اور مفید باتوں کا ایک چار صفحوں کا رسالہ دیا جائے۔ اس رسالے کے ہر صفحے پر پانچ یا دس اور نئے الفاظ بتائے جائیں۔ اس طرح ایک سال میں ہر طالب علم کی یادداشت میں تقریباً تین ہزار الفاظ شامل ہو جائیں گے۔ ان کے علاوہ اسے کافی مفید باتیں اور خیالات معلوم ہو جائیں گے۔ ان باتوں اور خیالات کو درج کرتے وقت یہ دھیان رکھا جائے کہ پڑھنے والوں کو ان میں خاص دلچسپی ہو۔ اس طرح جب وہ ایک عام اخبار پڑھنے کے قابل ہو جائے گا۔ تو خواندگی کی سطح تک آ جائے گا۔

ڈاکٹر لوباش کا تعارف کراتے ہوئے ڈاکٹر تارا چند نے کہا کہ ہند سرکار کو ان کے خیالات اور طریقوں میں خاص دلچسپی ہے ناخواندگی ہندوستان کے سب سے اہم مسائل میں سے ہے۔ ایک جمہوری ملک میں تعلیم کو عام کرنا ازحد ضروری ہے۔ ہند سرکار ملک کے ہر شخص کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے کوشاں ہے۔ اس سلسلے میں اسے استادوں کی قلت اور روپے کی کمی کا سامنا ہے۔ ڈاکٹر تارا چند نے کہا کہ وہ ڈاکٹر لوباش کی امداد سے اس مسئلہ کو حل کر لینے کی امید رکھتے ہیں۔

ہمالیہ پر سائنسدانوں کی بستی (بہ سلسلہ صفحہ ۳۵۰)

لے کوئی مشکل پیش نہ آئے گی۔ ہوائی میدان کے لئے مناسب جگہ کا انتخاب اس وقت کیا جائے گا جب تجربہ گاہ کے مقام کے متعلق آخری فیصلہ ہو جائے گا۔

اشیائے خوردنی اور دیگر سامان کے لئے پارٹی کو بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ تقریباً چالیس مزدوروں اور خچروں سے کام لینا پڑا ان مزدوروں اور خچروں نے سامان اور طرح طرح کا [illegible] اٹھایا۔ موٹر کی سڑک کے بعد پارٹی کے ارکان نے کافی راستہ خود پیدل طے کیا پھر بھی مہم کے بعد پارٹی کے ہر رکن کی صحت بہت اچھی تھی۔

عوامی حکومت میں وزارت مالیات کے فرائض

شری مینن کے ساتھ آل انڈیا ریڈیو پر بات چیت

وزارت مالیات کے فرائض کا ذکر کرتے ہوئے وزارت مالیات کے سیکریٹری نے کہا کہ ہم مختلف وزارتوں کو بر جا کے دھن کو خرچ کرنے کے بارے میں مشورہ دیتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے اندازاً اکتیس کروڑ روپے کی رقم مخصوص کی ہے افراط زر کی روک تھام کے لئے بجٹ کو متوازن کر دیا گیا ہے۔ اس طرح مرکزی حکومت نے اپنے اخراجات کو گھٹا کر اپنی آمد کی حد میں کر لیا ہے اس کے علاوہ مرکزی حکومت کے سوا دیگر صرف کرنے والوں کی قوت خرید گھٹانے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔ آزادی سے پہلے وزارت مالیات کا کام ملک کی اقتصادیات کو ایسے طریقہ پر چلانا تھا جس سے ہند میں غیر ملکی حکومت پر امن طور پر جاری رہے لیکن اب وزارت کا مقصد عوام کی حکومت بنانا ہے۔

شری کے۔ آر۔ مینن سیکریٹری وزارت مالیات کے ساتھ ۱۳ اپریل کو رات کے نو بج کر چالیس منٹ پر آل انڈیا ریڈیو دہلی سے بات چیت نشر کی گئی۔ یہ بات چیت "عوام کی حکومت" کے سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔

شری مینن نے عوامی حکومت میں وزارت مالیات کے فرائض کے متعلق کہا "میرے خیال میں وزارت مالیات کی حیثیت کھیت میں گڈرے کے کتے جیسی ہے۔ دوسری وزارتوں پر ہمارا صرف یہی "کنٹرول" ہوتا ہے۔ کہ ہم انھیں پرجا کے دھن کو خرچ کرنے کے بارے میں مشورہ دیتے ہیں۔ ہمارا فرض صرف اتنا ہے۔ کہ ہم کوشش کریں اور یہ دھیان رکھیں کہ جو روپیہ دوسری وزارتیں خرچ کرتی ہیں۔ اس کی پوری قیمت ان کو وصول ہو۔ اس لئے دیگر وزارتوں کے ساتھ ہمارا کوئی تضاد ہوتا ہی نہیں ہے۔ اگرچہ ہم دوسری وزارتوں کے کام کے ماہر نہیں ہوتے۔ تو بھی عام طور پر ہمارا مشورہ تھوڑی بہت ترغیب کے بعد قبول کر لیا جاتا ہے یہ خیال غلط ہے کہ ہم ہر ایک تجویز کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ ہماری حیثیت تو اس کاریگر درزی کی سی ہے جسے اپنے مفلس گاہک کی خدمت کرنے کے لئے بہت کانٹ چھانٹ کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ نادار گاہک واسکٹ کے پارچہ سے اچکن بنوانے کی تمنا رکھتا ہے۔ آخر جب کوئی صورت نہیں بن آتی تو درزی اپنے گاہک کو سمجھا کر اس بات پر رضامند کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ واسکٹ بھی اچکن جتنا ہی کام کرے گی۔ یہی حال سرکاری اخراجات کا ہے۔ بلاشبہ ہمارے پاس اپنے فولاد کے کارخانے اور ہر قسم کی مشینیں ہونی چاہئیں۔ ملیریا کا انسداد ہونا چاہئے اور بالغوں کو لازمی تعلیم دینے کے انتظامات ہونے چاہئیں۔ ہمارے ملک میں بہت عمدہ اور زیادہ سڑکیں ہونی چاہئیں۔ سائنسی تحقیقات کا انتظام کیا جانا چاہئے۔ ہمارے ملک کے طلبا کو دوسرے ملکوں میں بھیجا جانا چاہئے۔ وغیرہ وغیرہ لیکن ان میں کوئی ایک کام شروع کرنے سے پہلے ہمیں اس کے لئے روپیہ چاہئے۔ یہ تو کبھی ہوا نہیں کہ کسی ملک کو اپنی تمام ضروریات کے لئے ایک ہی سال میں تمام رقم حاصل ہوئی ہو بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہند میں ہمیں جتنا روپیہ درکار ہوتا ہے ہمیں اس کا صرف کچھ حصہ ہی دستیاب ہوتا ہے۔ اب جو روپیہ حاصل ہوا اس کو مختلف معاملات پر ان کی فوری اہمیت کے تناسب سے خرچ کرنے کا انتظام ہونا چاہئے۔ مثال کے طور پر یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ ہم اپنے ملک بھر میں سے ایک ہی برس میں مچھروں کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کریں اور اناج کی خرید کو پس پشت ڈال دیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ہم مچھروں کو مارنے کے ساتھ ہی اپنے لوگوں کو بھی ہلاک کر دیں گے۔ اس لئے کوئی نہ کوئی معیار ترجیح قائم کرنا پڑے گا۔ اور یہی وزارت مالیات کا کام ہے۔

دفاعی اخراجات کا بھاری بوجھ۔ شری مینن نے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ دفاعی اخراجات مقابلتاً بہت

زہ ہوتے ہیں۔ اور انہیں دوسرے تمام معاملات پر فوقیت دی
ہے۔ آپ نے کہا " اندرونی تحفظ اور بیرونی حملے کے خلاف دفاع
ہر ملک کے لئے اولین کام ہے کیونکہ ان دونوں عناصر پر ہی
اری قوم کی زندگی کا انحصار ہوتا ہے۔ ہمارے دفاعی اخراجات
بہت بڑھے ہوئے تھے اور ہم انہیں اپنی خواہش کے مطابق
ی سرعت سے کم نہیں کرسکے ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ اندرونی
ظ کے معاملہ میں ہم تیقنی حالات پیدا نہیں کرپائے ہیں اور بیرونی
ع کے معاملے میں ہم ابھی تک اپنی ضروریات کا ٹھیک ٹھیک اندازہ
نہیں کرسکے ہیں بہرصورت موجودہ قومی حکومت دفاع کے اخراجات
لد از جلد اور حتی الامکان کم کرنے کی خواہشمند ہے۔ تاکہ قومی تعمیر
کے لئے زیادہ سے زیادہ روپیہ بچایا جاسکے۔

شرنارتھیوں کی بحالی ۔ قوم کی زندگی کے لئے دوسرا اہم
ئلہ خوراک کا ہے۔ ہم بہت زیادہ مقدار میں خوراک بیرونی ممالک
ے اتنی مہنگی قیمتوں پر منگاتے ہیں کہ ہمارے عوام انہیں ادا کرنے
استطاعت نہیں رکھتے۔ اس لئے خوراک کی قیمت کا زیادہ تر
ہ حکومت کو دینا پڑتا ہے۔ اس کے بعد امداد و بحالیات کا
املہ آتا ہے۔ مغربی پنجاب اور مشرقی بنگال سے ہمارے لاکھوں
قسمت ہموطنوں کو بے گھر کردیا گیا۔ ان کو پھر سے آباد کرنے کے
ئے ہم نے اندازاً اکتیس کروڑ روپے کی رقم مخصوص کی ہے اسی
رح خوراک کی پیداوار بڑھانے۔ جہاز سازی کارپوریشن ٹیلیفون
یکٹری۔ فولاد کے کارخانے کھولنے۔ دریائی وادیوں کی سکیموں کے
لسلہ میں بند تیار کرنے کے ابتدائی اخراجات کو ترجیح دی گئی ہے۔
س کے علاوہ مختلف تعلیمی۔ سائنسی اور معاشی اداروں مثلاً وشوابھارتی
جامعہ ملیہ۔ سائنس کی قومی درسگاہ۔ راما کرشنا مشن۔ ٹاٹا انسٹیٹیوٹ
آف سوشل سائنس انڈین اکاڈیمی آف میوزک وغیرہ کو مالی امداد دی
ئی ہے۔

جادو کا پٹارہ ۔ جب وزیر مالیات بجٹ پیش کرنے کے لئے
سمبلی کے اجلاس میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو لوگ اسے ایک جادوگر خیال کر
بیٹھتے ہیں۔ جو اپنی ٹوپی میں سے خرگوش پیدا کرکے دکھائیگا۔ لیکن
بجٹ جادو کا پٹارہ نہیں ہے بلکہ حساب و شمار، غور و فکر اور دماغی

محنت کا نام ہے۔ وزیر مالیات کی مثال اس جفاکش اور جانفشاں کسان
سے دی جاسکتی ہے۔ جو اپنے گرد و نواح کے ہر ایک چشمہ اور ندی نالے
کی جانچ کرکے یہ کوشش کرتا ہے۔ کہ باران رحمت سے جس قدر پانی برسے
اسے اکٹھا کرکے اپنے کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے استعمال میں لانے
کا بندوبست کرے۔ تاکہ خشک سالی کا مقابلہ کیا جاسکے۔ ملک کے خلاف
سے بہترین پیداوار حاصل کرنے کے لئے جتنے روپیہ کی ضرورت ہوتی
ہے۔ وزیر مالیات اس کی آمد کے بالواسطہ اور بلاواسطہ وسائل تلاش
کرتا ہے۔ آمدنی کے بلاواسطہ وسیلہ کی ایک مثال انکم ٹیکس ہے جو
ملک کے لوگوں کی جیب سے وصول کیا جاتا ہے۔ لوگ حیرت زدہ
دیکھتے ہیں۔ لیکن چوں چراں نہیں کرسکتے۔ محصولات۔ مرکزی آبکاری
وغیرہ بالواسطہ ٹیکس ہیں۔ جو لوگوں سے چپکے چپکے کھسکا لئے جاتے ہیں۔
مثال کے طور پر آپ کھانے کے بعد سگرٹ کا دھواں اڑاتے ہوئے
مسرت محسوس کرتے ہیں۔ لیکن آپ کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کے
سگرٹ کی آدھی قیمت تو ٹیکس میں چلی گئی ہے۔ ملک کا چالاک کسان یعنی
وزیر مالیات سارا سال اسی قسم کے تازہ وسائل کی تلاش میں لگا
رہتا ہے۔ اسی کا نام بجٹ کی تیاری ہے۔

افراط زر کی روک تھام ۔ شری میتھن سے پوچھا گیا۔ کہ
ان کی وزارت ملک میں افراط زر کی روک تھام کے لئے کیا کر رہی
ہے آپ نے کہا۔ کہ اس برس ہم نے افراط زر کے خلاف سب سے
بڑا اقدام یہ کیا ہے۔ کہ ہم نے بجٹ کو متوازن کر دیا ہے۔ یہ کوئی
آسان کام نہیں ہے۔ مرکزی حکومت جو ملک میں سب سے زیادہ
روپیہ خرچ کرتی ہے اس نے اس برس اپنے اخراجات کو گھٹا کر
اپنی آمد کی حد میں کرلیا ہے۔ مرکزی حکومت کے علاوہ دیگر صرفہ
کرنے والوں کی قوت خرید گھٹانے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔
مثلاً انکم ٹیکس وصول کرنے کے نظام کی رفتار تیز کردی ہے۔
زائد منافع ٹیکس کی جمع رقوم کی واپسی ملتوی کردی ہے۔ عیش و
عشرت کی چیزوں مثلاً شراب تمباکو۔ موٹروں۔ ریشم۔ اور نفیس
کپڑے پر محصول بڑھا دئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی صنعتی
پیداوار بڑھانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس
قسم کے اقدامات کی وجہ سے ہم آخر کار افراط زر کو روکنے میں کامیاب

ہوجائیگے۔ اس کے علاوہ "قومی بچت کی سکیم" بھی اس بارے میں اہم مددگار ثابت ہوگی۔

کیونکہ افراط زر کی روک تھام کے لئے لازمی امر یہ ہے۔ کہ ملک کے لوگوں کی قوت خرید حتی الامکان حد تک گھٹا دی جائے۔ قومی بچت کی سکیم سے ہم لوگوں سے ۳۸ کروڑ روپیہ سمیٹ لینے کی توقع رکھتے ہیں۔

سابقہ اور موجودہ وزارت مالیات۔ ہند کی آزادی سے پہلے وزارت مالیات کا کام صرف یہ تھا۔ کہ ملک کی اقتصادیات کو ایسے طریقے پر چلائے۔ جس سے ہند میں غیر ملکی حکومت پر امن طور پر جاری رہے۔ انھیں قومی تعمیر کے کاموں سے رتی بھر دلچسپی نہ تھی لیکن اب یہ سب کچھ بدل چکا ہے۔ بیرونی مالیات کے سلسلہ میں ہم نے برطانیہ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے۔ اب ہماری درآمد اور برآمد کنٹرول کی پالیسی بالکل آزادانہ ہے۔ اور اقتصادی تعمیر کے لئے اپنا پروگرام ہے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ ہم اپنی کوششوں میں کامیاب ہونگے۔ اور ہم سچ مچ ہی عوام کی حکومت بنا کر دم لیں گے

ٹرانسفر بیورو کے تعینات کئے ہوئے سرکاری ملازمین

جانچ پڑتال کے لئے ایک کمیٹی اور خاص افسر مقرر کئے گئے

ہند سرکار نے تین اصحاب کی ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ یہ کمیٹی ایسے معاملات پر نظر ثانی کرے گی۔ جو ٹرانسفر بیورو کی طرف سے مرکزی حکومت کے خانماں برباد اور سندھ۔ بلوچستان اور صوبہ سرحد کی صوبائی حکومتوں کے شرنارتھی ملازمین کی تعیناتی کے وقت سابقہ اور موجودہ ملازمت میں تسلسل غیر مطابقت برتنے کے متعلق ہوئے ہیں۔

شری کے۔ بی۔ بھاٹیہ جائنٹ سیکرٹری وزارت امور داخلہ اس کمیٹی کے صدر ہونگے

وزارت داخلہ میں ایک خاص افسر بھی اس غرض کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ جو ملازمت کی تعیناتی کے ادل بدل کے اس کام کی دیکھ بھال کریگا۔ ملک کی تقسیم کے بعد جن حالات کے تحت ٹرانسفر بیورو کو کام کرنا پڑا۔ اُن کی وجہ سے بے گھر سرکاری ملازموں کو کہیں نہ کہیں کام پر لگا دینا ہی سب سے زیادہ ضروری تھا۔ جس کی وجہ سے کئی بے جوڑ اور غیر منصفانہ تعیناتیاں ہو گئیں۔ اب ایک ری شفلنگ افسر اس قسم کی بے انصافی کے واقعات کی تعداد اور اُن کی نوعیت کے بارے میں اطلاعات اکٹھی کریں گے۔ جہاں تک ممکن ہوگا۔ اُن کو ٹھیک کرنے کی کوشش جائیگی۔ لیکن یہ بھی محسوس کیا جانا چاہئیے۔ کہ ملازموں کی حقیقی ادلا بدلی خالی آسامیوں کی تعداد پر منحصر ہوگی۔

ٹرانسفر بیورو کی طرف سے تعینات کرائے گئے کسی شخص کو اگر اپنی تعیناتی کے بارے میں جائز شکایت ہو۔ تو وہ اپنے محکمہ کی معرفت وزارت امور داخلہ کے ری شفلنگ افسر کو درخواست دے۔

تعلیمی درسگاہوں کا سرمایہ

پاکستان سے منتقل کرنے کے سلسلہ میں تدابیر

تعلیمی درسگاہوں کا جو سرمایہ پاکستان میں رہ گیا ہے اسے منتقل کرنے کے سلسلہ میں ہیڈ ماسٹروں اور منیجروں سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی تعلیمی درسگاہوں کی مالی اور منقولہ وغیر منقولہ جائداد کی تفصیل سے حکومت ہند کی وزارت تعلیم کو مطلع کریں۔ اس اطلاع کی فوری ضرورت ہے۔

اگر منیجر نہ مل سکیں تو منتظمہ کمیٹی کا کوئی ممبر اطلاع فراہم کرسکتا ہے اور مندرجہ ذیل معلومات درکار ہیں۔

(۱) اسکول ضلع اور صوبہ کے نام۔ (۲) سکول لڑکوں کا تھا یا لڑکیوں کا منظور شدہ تھا یا غیر منظور شدہ۔ آیا امداد ملتی تھی یا غیر امدادی تھا۔ (۳) سکول فنڈ کے نام اور ان بنکوں کے نام جہاں پر فنڈ جمع تھے۔ اگر ہوسکے تو حساب کا نمبر۔ اگر صحیح رقم معلوم نہ ہو۔ تو تقریباً رقم۔ ان فنڈوں کے نام جو انسپکٹروں کے ناموں سے جمع تھے۔ حساب کی کیفیت کی پوری تفصیلات۔ ان رقوم کا ادخال اور اخراج کن ناموں سے ہوتا تھا۔ (۵) منقولہ جائداد کی تقریبی مالیت۔ اور آیا وہ فسادات میں تباہ ہو گئی یا ابھی تک صحیح وسالم ہے۔ (۶) غیر منقولہ جائداد۔ عمارتیں۔ کھیل کے میدان۔ اور اوقاف وغیرہ وغیرہ اور ان کی مالیت۔ (۷) آیا ان املاک کی واپسی کے لئے درخواستیں دی گئیں اگر ایسا کیا گیا۔ تو کب کیا گیا اور درخواستیں کس کو دی گئیں۔ اور ان کے نتائج۔ ہیڈ ماسٹر اور منیجر کا موجودہ پتہ۔

شہروں کے کوڑے کرکٹ اور گندے پانی کا مفید استعمال

وزارت زراعت کے ایڈیشنل سیکریٹری کا ریڈیائی بیان

نئی دہلی، اپریل ۱۹۴۹ء حکومت ہند کی وزارت زراعت کے ایڈیشنل سیکریٹری سردار داتار سنگھ نے آج، اپریل ۱۹۴۹ء کو ریڈیو پر بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ہند کے قریب چار ہزار شہروں اور قصبوں کے کوڑے کرکٹ اور گندگی کو مناسب طور پر استعمال کرنے سے ایک کروڑ ٹن عمدہ قسم کا کھاد تیار کیا جا سکتا ہے جس سے ملک کی اناج کی پیداوار کو بڑھایا جا سکے گا۔ سردار داتار سنگھ نے کہا ۔

دیہات میں گائے کے گوبر کے علاوہ مویشیوں کے پیشاب۔ جوار۔ گندم دھان وغیرہ فصلوں کے بچے کھچے تنکوں۔ گھریلو کوڑے کرکٹ اور چولھے کی راکھ وغیرہ کو بھی مرکب کھاد میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ شہروں میں کچرا۔ فضلہ۔ ذبح خانوں کی گندگی وغیرہ کی بڑی بھاری مقدار کو ایک سادہ طریقہ کے ذریعہ مرکب کھاد میں تبدیل کیا سکتا ہے ہند کی شہری آبادی اب تقریباً دس کروڑ بڑھ چکی ہے۔ اس لئے چار ہزار دو سو تیئس شہروں اور قصبوں کے کوڑے کرکٹ کے مناسب استعمال سے ایک کروڑ ٹن عمدہ کھاد تیار کرنا ممکن ہو گیا ہے۔ اس سے خوراک کی پیداوار میں ڈیڑھ کروڑ سے دو کروڑ من سالانہ تک کا اضافہ کیا جا سکے گا۔

شہروں کے کوڑے کرکٹ کے علاوہ بہت سا گندہ پانی۔ نالیوں کی کیچڑ اور گندگی اس وقت بالکل ضائع ہو جاتی ہے جن شہروں میں زمین دوز گندی نالیاں بنی ہوئی ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ان میں آج کل روزانہ قریباً پچاس کروڑ گیلن گندہ پانی بنتا ہے۔ اس میں نائیٹروجن اور پودوں کی دیگر غذائی اشیا بڑی بھاری مقدار میں شامل ہوتی ہے۔ اور صرف گندے پانی کو ضائع کرنے سے ہر سال قریباً ایک لاکھ بیاسی ہزار ٹن امونیم سلفیٹ ضائع کرنے کے برابر نقصان ہوتا ہے جس کی مالیت کا اندازہ ساڑھے پانچ کروڑ روپے ہے یعنی مذکورہ بالا پچاس کروڑ گیلن گندہ پانی روزانہ ضائع کرنے سے ہمارے ملک کی سالانہ ساڑھے پانچ کروڑ روپیہ کی کیمیائی کھاد برباد ہو جاتی ہے۔ گندی نالیوں کے اس پانی کو استعمال کیا جائے تو اس سے تین لاکھ ساٹھ ہزار ایکڑ زمین سیراب کی جا سکتی ہے جس سے پیداوار میں ہر سال ۷ ۳ لاکھ من کا اضافہ ہو سکتا ہے۔

ہندوستان کی زرعی تحقیقاتی کونسل نے جو تجربے کئے ہیں۔ ان سے ایسے تسلی بخش طریقے معلوم کئے گئے ہیں۔ جن کو استعمال کر کے شہروں کے کوڑے کرکٹ اور گندگی کو مفید کھاد میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ جو ظاہری شکل اور باطنی خوبیوں کے لحاظ سے کھیتوں میں مویشیوں کے فضلہ سے تیار کئے ہوئے کھاد کے برابر ہوتا ہے۔ شہروں کے گندے پانی کو آبپاشی اور خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے اس طرح استعمال کیا جا سکتا ہے کہ اس سے لوگوں کی صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑیگا۔ صرف وہ سبزیاں جو زمین پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ یا جن کی جڑیں کچی کھائی جاتی ہیں اس گندے پانی سے سیراب کی ہوئی زمین میں نہیں بوئی جانی چاہئیں۔ لیکن باقی صاف کر کے پکا کر کھائی جانے والی فصلیں مثلاً اناج پھل۔ گنا وغیرہ بونے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

مرکب کھاد تیار کرنے اور گندے نالوں کے پانی کا صحیح استعمال کرنے کے منصوبوں کو عملی شکل دینے سے نہ صرف خوراک کی پیداوار بڑھائی جا سکتی ہے۔ بلکہ میونسپل کمیٹیوں کے وہ بھاری اخراجات بھی ختم ہو سکتے ہیں جو آج کل شہروں کی غلاظت کو اٹھوانے پر آتے ہیں۔ ایک مشکل یہ ہے کہ میونسپل کمیٹیوں کے ارکان ایسے کاموں میں دلچسپی نہیں لیتے اس لئے ایسے قانون بنائے جانے کی ضرورت ہے جن کے تحت میونسپل کمیٹیوں کو لازماً یہ کام کرنا پڑے صوبجات متوسط اور بہار میں اس طرز کا قانون بن چکا ہے۔ اور بمبئی۔ مشرقی پنجاب۔ بہار اور مغربی بنگال میں ایسے قوانین رائج

کرنے کے معاملہ پر غور ہو رہا ہے۔

اضافہ کی توقع - اس وقت کل چار ہزار میونسپل کمیٹیوں میں سے قریباً سات سو کمیٹیاں ہر سال ساڑھے سات لاکھ ٹن مرکب کھاد تیار کر رہی ہیں۔ لیکن توقع ہے کہ ۱۹۵۰ء میں یہ مقدار لگ بھگ دگنی ہو جائے گی۔ اگر ٹرانسپورٹ اور تقسیم کے مناسب انتظامات کئے جائیں تو صرف کلکتہ۔ بمبئی۔ مدراس اور دہلی ایسے بڑے شہر ہی اپنے ہی سال کے ذخیروں سے قریباً دس لاکھ ٹن مرکب کھاد مہیا کر سکتے ہیں۔

ملک میں زیادہ سے زیادہ مرکب کھاد تیار کرنے کے لئے ہند سرکار نے مارچ ۱۹۴۸ء میں سنٹرل مینور (کمپاسٹ) ڈویلپمنٹ کمیٹی قائم کی تھی اور اسے اختیار دیا گیا کہ مختلف علاقوں میں کھاد تیار کرنے کی رفتار ترقی کا جائزہ لیا جائے۔ کام کو بڑھانے کے لئے نئی اسکیمیں بنائی جائیں اور کمیٹی کے حصول مقصد کیلئے زبردست پرچار کیا جائے۔ اس طرح ملک بھر میں مرکب کھاد کی تیاری کے لئے مہم شروع کر دی گئی۔

مرکب کھاد تیار کرنے کا طریقہ - شہروں اور دیہات کے کوڑے کرکٹ سے مرکب کھاد تیار کرنے کے طریقے کے متعلق سردار داتار سنگھ نے کہا بہتر یہ ہے کہ مناسب طول و عرض کے گڑھوں میں کھاد تیار کی جائے۔ یہ گڑھے پچیس فٹ لمبے پانچ فٹ چوڑے اور ڈھائی فٹ گہرے ہونے چاہئیں۔ گڑھے میں پہلے شہری یا دیہاتی کیچڑ سے ایک فٹ کی تہ باندھ دی جاتی ہے اس کے اوپر کیچڑ یا گوبر کی دو انچ کی تہ چڑھائی جائے۔ اس پر پھر کیچڑ ڈالا جائے اور کیچڑ یا گوبر اور اس طرح گڑھے کو اوپر تک بھر دیا جائے۔ اس گڑھے کو پھر اس مٹی سے ڈھک دیا جائے جو پہلے اس سے کھودی گئی تھی۔ ایسا کرنے سے بدبو اور مکھیوں کی روک تھام ہو گی۔ یہ سارا مواد تحلیل ہو جائیگا۔ اور تین چار ماہ کے بعد مرکب کھاد بالکل تیار ہو جائے گی۔

ٹراونکور اور کوچین کی ریاستوں کی متحدہ یونین بنیگی

پچھلے مہینے جب ہند کی ریاستی وزارت کی کارگذاری رپورٹ شائع ہوئی تھی۔ تو اس وقت تک ۵۰۸ ہندوستانی ریاستیں یا تو صوبوں میں مدغم ہو چکی تھیں۔ یا وہ ایک دوسرے کے ساتھ ملحق ہو چکی تھیں لیکن جنوبی ہند کی ٹراونکور اور کوچین کی ریاستوں نے ان دونوں میں سے کوئی بھی راستہ اختیار نہ کیا تھا۔ اور وہ الگ الگ وحدت بنی رہیں۔ لیکن اس بات پر غور کیا جا رہا تھا۔ کہ ان دونوں کے بارے میں کونسی پالیسی اختیار کی جائے۔ چنانچہ وزارت ریاستہائے ہند کے مشیر نے اس سلسلہ میں مارچ کے اوائل میں ان دونوں ریاستوں کا دورہ کیا۔

وزارت ریاستہائے ہند کے مشیر نے دونوں ریاستوں میں وزراء اور عوامی نمائندوں سے ملاقاتیں کیں۔ اور ان سے مشورہ کیا۔ اور صورت حالات کا بچشم خود معائنہ کرنے کے بعد ایک رپورٹ پیش کی جس پر غور و خوض کیا گیا

یکم اپریل کو ریاست ٹراونکور اور ریاست کوچین کے وزرائے اعظم۔ دیگر وزراء اور دونوں ریاستوں کی کانگریس کے نمائندوں پر مشتمل وفد سردار پٹیل سے ملا۔ وفد نے متفقہ رائے سے یہ سفارش کی۔ کہ ان دونوں ریاستوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر ایک متحدہ ریاست بنا دیا جائے۔ ان دونوں ریاستوں میں مجالس قانون ساز بنی ہوئی ہیں۔ جنہیں حال ہی میں ہر بالغ کو حق ووٹ کی بنا پر منتخب کیا گیا ہے۔ دونوں ریاستوں کی وزارتیں ان مجالس کے سامنے جوابدہ ہیں۔ اس لئے مذکورہ بالا متفقہ سفارش کو دونوں ریاستوں کی رائے عامہ کی آواز تصور کیا جانا چاہئے۔ تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے وزارت ریاستہائے ہند کی یہ رائے ہے کہ ٹراونکور اور کوچین کی ریاستوں کی ایک متحدہ ریاست بنائی جائے۔ اس بنا پر دونوں ریاستوں کے حکمرانوں سے گفت و شنید شروع کر دی گئی

دونوں ریاستوں کو واحد نظام میں لانے کے مسائل کی تفاصیل طے کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔

یہ کمیٹی حسب ذیل اشخاص پر مشتمل ہے۔

صدر - وزارت ریاستہائے ہند کے جائنٹ سیکرٹری شری این ایم بچ آئی سی ایس

ریاست کوچین کے وزیر شری پی گووندا مینن — رکن

ریاست ٹراونکور کے وزیر شری ٹی' او' ماکوس — رکن

یہ کمیٹی اپنا کام فی الفور شروع کر دیگی۔ اور جلد سے جلد اپنی رپورٹ پیش کریگی

…جی ملازموں اور سابق فوجیوں کے اہل وعیال کی بہبود اور آرام کا انتظام

ملاحوں، سپاہیوں اور ہوابازوں کے بورڈ کی مفید خدمات

انڈین سیلرز سولجرز اینڈ ایئرمینز بورڈ گذشتہ ۳۰ سال سے مفید کام انجام دے رہا ہے۔ پہلے پہل فروری ۱۹۱۹ء میں سولجرز بورڈ کے نام سے قائم ہؤا اور اس وقت یہی سنٹرل ریکروٹنگ بورڈ کے فرائض انجام دیتا تھا۔ دوسری جنگ عظیم میں بحری اور ہوائی بیڑوں میں وسعت کے باعث اس بورڈ کو از سرِ نو مرتب کر کے دیگر دو سروسز میں کام کرنے کے لائق بنا دیا۔ انڈین سیلرز، سولجرز اینڈ ایئرمینز کے بورڈ کے دفتر ہر صوبے اور ہر ضلعے میں ہوتے ہیں۔ اور ان کا مقصد سبکدوش سپاہیوں کے بچوں کی تعلیم، اطلاعات کی اشاعت ان فوجی ملازموں کا پتہ معلوم کرنا جو گھر سے دور ہوں، سبکدوش سپاہیوں کو مقدمات کے سلسلے میں قانونی مشورے بہم پہنچانا پنشن کے حصول کے لئے امداد دینا وغیرہ شامل ہے۔

انڈین سیلرز۔ سولجرز اینڈ ایئرمینز بورڈ غیر معروف ہونے کے باوجود اپنے قیام کے دن سے ہی جسے ۳۰ سال گزر گئے بہت مفید کام انجام دے رہا ہے۔

اس ضرورت کے پیش نظر کہ بورڈ سبکدوش فوجیوں کے مفاد کی نگہداشت اور آج کل فوج میں خدمات انجام دینے والوں کے اہل و عیال کی بہبود کا کام اور زیادہ خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکے۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اسے زیادہ مستحکم اور زیادہ مستعد آرگنائزیشن بنایا جائے۔ کچھ عرصہ ہؤا وزیر دفاع کی کمیٹی نے بورڈ کی سرگرمیوں کو تیز کرنے اور اس کی افادیت کو بڑھانے کے سوال پر غور و خوض کیا تھا۔ اور اس وقت یہ تجویز ہؤا تھا کہ ایک اگزیکٹو کمیٹی قائم کی جائے جس کا وقتاً فوقتاً بورڈ کے مسائل پر غور و خوض کرنے کے لئے جلسہ بلایا جا سکے۔

بورڈ کی مجلس انتظامیہ میں وزارت دفاع، وزارت مالیات، وزارت ریاستہائے ہند، وزارت امداد و بحالی، نیول ہیڈ کوارٹرز، آرمی ہیڈ کوارٹرز اور ایئر ہیڈ کوارٹرز کے نمائندے شامل ہیں اور ایک مستقل سیکرٹری بھی ہے۔ ان کے علاوہ بورڈ کو وہ غیر سرکاری اشخاص کو ارکان بنانے کا بھی اختیار ہے۔

گو کہ یہ بورڈ ابھی تک کوئی خاص ترقی نہیں کر سکا لیکن آزادی حاصل کرنے کے بعد حالات بدل گئے ہیں اور اب زیادہ ہمت افزا نتائج حاصل ہونے کی امید ہے۔

سولجرز بورڈ کے نام سے قیام۔ سیلرز۔ سولجرز اینڈ ایئرمینز بورڈ فروری ۱۹۱۹ء میں سولجرز بورڈ کے نام سے قائم ہؤا اور اس وقت سنٹرل ریکروٹنگ بورڈ کے فرائض اس کے سپرد کر دئے گئے تھے۔ اس ادارے کا الحاق وزارت دفاع کے ساتھ تھا۔ اور یہ مامور خدمت، سبکدوش اور متوفی ہندوستانی سپاہیوں اور غیر حربی فوجیوں اور ان کے لواحقین کے مسائل میں اس وزارت کو اپنے مشورے پیش کرتا تھا۔ اس کے علاوہ یہ بورڈ مندرجہ ذیل مسائل پر بھی کارروائی کرتا تھا جنگی خدمات کا ریکارڈ۔ اراضی کا انعام اور بخشش۔ سرکاری ملازمت کے حصول کے لئے ترجیحات۔ بچوں کے لئے تعلیم کی رعائتیں، زخمی، اپاہج اور ناکارہ سپاہیوں کی نگہداشت اور گھروں سے غیر حاضر اور خدمت سے سبکدوش سپاہیوں کے مفاد۔

دوسری جنگ عظیم میں بحری اور ہوائی بیڑوں میں بتدریج وسعت کے باعث اپریل ۱۹۴۲ء میں سولجرز بورڈ دوبارہ مرتب کیا گیا اور دیگر دو "سروسز" میں اسی قسم کی خدمت انجام دینے کے لئے اس کا نام سیلرز۔ سولجرز اینڈ ایئرمینز بورڈ رکھا گیا۔

سنٹرل بورڈ کو نئی دہلی میں رکھا گیا ہے اور وزیر دفاع اس کے صدر ہیں۔ وزیر مالیات، وزیر تعلیم اور وزیر محنت۔ وزارت دفاع اور وزارت ریاستہائے ہند کے سیکرٹری۔ نیول اسٹاف کے چیف ایئر اسٹاف کے

چیف، ایجوٹنٹ جنرل، آرمی ہیڈکوارٹرز، فیناشل ایڈوائزر ہیلتھ سروسز کے ڈائرکٹر جنرل اور مسز حنا سین اس کے ممبر ہیں۔

سنٹرل بورڈ کے فرائض۔ صوبوں اور ریاستوں کے بورڈوں سے ارتباط۔ ان معاملات کے متعلق عام پالیسی طے کرنا جو سبکدوش سپاہیوں اور موجودہ سپاہیوں کے اہل وعیال کی بہبودی سے تعلق رکھتے ہوں اور اس کے زیر انتظام بعض فنڈوں کی نگرانی سنٹرل بورڈ کے فرائض میں داخل ہیں۔

صوبائی سیلرز، سولجرز اینڈ ائرمینز بورڈ عام طور پر صوبہ کی راجدھانی میں رکھے جاتے ہیں۔ گورنر اس کا سرپرست اور وزیر اعظم یا اس کا نامزد وزیر اس کا صدر ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کی ترتیب ہر صوبہ میں جداگانہ ہوتی ہے لیکن عام طور پر اس میں تینوں دفاعی سروسوں، ریڈکراس سوسائٹی، روزگار کی تبادلہ گاہ کے نمائندے اور کچھ سرکاری اور غیر سرکاری سربرآوردہ لوگ شامل ہوتے ہیں۔ ضلع کے بورڈوں کی سرگرمیوں کو مربوط کرنا سنٹرل بورڈ کے جاری کردہ احکام اور ہدایات پر عملدرآمد کرانا صوبائی بورڈ کے فرائض میں داخل ہے۔ جہاں جہاں خیراتی فنڈ جمع ہیں ان کی نگرانی کی ذمہ داری بھی ان صوبائی بورڈوں پر عائد ہوتی ہے۔

اس تنظیم میں کام کرنے والی وحدت ضلع کا سیلرز، سولجرز اینڈ ائرمینز بورڈ ہے اور یہ ہر ضلع میں قائم ہے۔ ضلع بورڈ کی استطاعت کے مطابق مناسب تعداد میں رنگروٹ بھی اسی ذریعہ سے بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ضلع بورڈ کا صدر کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے۔ لازمی فرائض کے علاوہ ضلع بورڈ کے فرائض میں مندرجہ ذیل امور بھی شامل ہیں مثلاً سبکدوش سپاہیوں کے بچوں کی تعلیم کے متعلق اطلاعات۔ ان ماموروں خدمت سپاہیوں کا پتہ معلوم کرنا جو گھر سے دور ہوں۔ سبکدوش سپاہیوں کو مقدمات کے سلسلہ میں قانونی مشورے بہم پہنچانا۔ عدالت سے باہر تنازعات کو طے کرنے میں امداد کرنا۔ مستحق سپاہیوں کے لئے تمغہ جات اور پنشن کے حصول کے لئے امداد بقایا تنخواہوں اور اہل وعیال کے لئے تقرر۔ مالی امداد کی درخواستوں کی دیکھ بھال یا دیگر امور۔ اور مقامی فوجی حکام کے ساتھ ارتباط کا قیام۔

ریاستوں میں بھی اسی قسم کے بورڈ ہیں جو ضلع بورڈوں کے اصولوں پر قائم کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ریاستوں میں مرکزی بورڈ بھی ہیں جو بالکل صوبائی بورڈوں کی طرح کے ہیں اور ریاست کے بورڈوں میں ارتباط قائم رکھتے ہیں۔

انڈین سیلرز، سولجرز اینڈ ائرمینز بورڈ کا اجلاس عام طور پر سال میں دو مرتبہ یعنی جنوری اور جولائی میں منعقد ہوتا ہے اور ان اجلاسوں کے بحث مباحثہ میں حصہ لینے کے لئے ریاستوں اور صوبوں کے نمائندے بھی مدعو کئے جاتے ہیں۔

بورڈ کا سیکرٹری سنٹرل سیلکشن بورڈ کا رکن بھی ہے جو مرکزی حکومت کے دفاتر میں جنگ کے زمانہ کی محفوظ کردہ کلاس نمبر ۳ اور نمبر ۴ کی خالی آسامیوں کو پر کرنے کی خدمات انجام دیتا ہے حال ہی میں اس سیلکشن بورڈ نے آل انڈیا ریڈیو میں پروگرام اسسٹنٹ اور ٹرانسمشن اسسٹنٹ کی خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لئے ۴۳ سبکدوش فوجیوں کا انتخاب کیا ہے

بورڈ کے اخراجات۔ سنٹرل بورڈ دہلی کے لکھ رکھاؤ کے اخراجات کلی طور پر مرکزی محاصل کو برداشت کرنے پڑتے ہیں اور صوبائی بورڈوں کے اخراجات مرکزی صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو مساوی طور پر اٹھانے پڑتے ہیں۔

بھرت پور اور دھول پور کی ریاستوں کا مستقبل

راجستھان کی ریاستوں کی متحدہ یونین قائم کرنے کے سلسلہ میں یہ سوال اٹھایا گیا۔ کہ متسیہ یونین کی چاروں ریاستوں کا بھی اس کے ساتھ الحاق کر دیا جائے۔ اس موضوع پر چاروں ریاستوں کے حکمرانوں۔ لوگوں کے نمائندوں اور متسیہ یونین کی وزارت کے ساتھ صلاح ومشورہ کیا گیا جہاں تک الور اور کرولی کی ریاستوں کو راجستھان میں شامل کرنے کا تعلق ہے کوئی اختلاف نہیں پایا گیا۔ ان ریاستوں کے لوگوں کی متفقہ رائے یہ ہے کہ انکا راجستھان یونین سے الحاق ہو جانا چاہئے۔ لیکن بھرت پور اور دھول پور میں لوگوں کی رائے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ وہ یہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ آیا وہ صوبہ یوپی میں شامل ہو جائیں۔ یا اُن کو راجستھان کے شامل ہو جانا چاہئے۔ اس لئے ان دونوں ریاستوں کی رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے وزارت ریاستہائے ہند نے حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی مقرر کی ہے ۱۔ شری شنکر راؤ دیو چیرمین ۲۔ شری آر کے سدھوا اور شری پربھودیال ہمت سنگھ ممبران۔

نئی دہلی میں صوبائی اور ریاستی حکومتوں کے نمائندوں کی کانفرنس

کپڑے کے کنٹرول کی کارروائی کا جائزہ

۱۴- اپریل کو نئی دہلی میں وزیر صنعت و رسد ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی کی زیر صدارت صوبائی اور ریاستی حکومتوں کے نمائندوں کی کانفرنس ہوئی جس میں ٹیکسٹائل ایڈوائیزری کمیٹی کے ارکان بھی موجود تھے۔ اس کانفرنس میں کپڑے کے کنٹرول کا جائزہ لیا گیا جو صوبائی اور ریاستی نمائندے شریک ہوئے ان میں بمبئی، مغربی بنگال اور ریاست جموں و کشمیر کے نمائندے بھی تھے۔

کانفرنس میں کپڑے کے کنٹرول کے عمل پر عام اطمینان کا اظہار کیا گیا اور اسے جاری رکھنے پر زور دیا گیا۔ کانفرنس میں ٹیکسٹائل ایڈوائزری کمیٹی کی اس سفارش کو بھی منظور کیا گیا کہ آئندہ جس مہینے گٹھڑیاں باندھی جائیں تیار ہونے والے کل کپڑے کی متوقع مقدار کا پچاس فی صدی حصہ اسی مہینے صوبوں اور ریاستوں کے لئے مقرر کر دیا جائے آج کل یہ تعین اس مہینے سے اگلے مہینے کیا جاتا ہے اس طرح کارخانوں میں زیادہ کپڑا جمع نہیں ہونے پائے گا۔ بحالات موجودہ کارخانوں میں عام طور پر بہت زیادہ کپڑا جمع نہیں ہوتا لیکن سوت خصوصاً درمیانی اور موٹی قسم کے سوت کے خاصے انبار لگ گئے ہیں۔

کانفرنس میں ٹیکسٹائل ایڈوائزری کمیٹی کی اس سفارش کو بھی منظور کیا گیا کہ اگر تعین کے ایک ماہ تک صوبائی خریدار اپنا مال نہ اٹھائیں تو کارخانہ داروں . . . . کو اسے اپنی پسند کے خریداروں کو بیچنے کا اختیار ہونا چاہئے۔ اگر ان خریداروں یا تھوک کے بیوپاریوں کے نام صوبائی یا ریاستی حکومتوں کی فہرست میں شامل نہ ہوں تو کارخانہ داروں کو مال بیچنے سے پیشتر متعلقہ صوبہ یا ریاست سے فروخت کی منظوری حاصل کرنی ہوگی۔

کارخانہ سے باہر نکلنے پر جو قیمتیں درج ہوتی ہیں آج کل ان پر کپڑے کی صورت میں بیس فی صدی اور سوت کی صورت میں پندرہ فی صدی منافع کی اجازت ہے۔ کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ فی الحال منافع کی اسی حد کو جاری رکھا جائے۔ تاہم جہاں کسی صوبہ کی طرف سے بکری ٹیکس عائد ہوتا ہے اس کی ادائیگی بیس فی صدی کے حصہ سے باہر کی جائے۔

کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ جن علاقوں میں کپڑا ضرورت سے زیادہ ہے وہاں کے کارخانوں کو کھپت کے علاقوں سے ملانے کے معاملے کی مزید چھان بین کی جائے اس سلسلہ میں کارخانوں کو اچھے درمیانہ اور گھٹیا قسم کے درجوں میں تقسیم کرنے کے مسئلہ پر غور کیا گیا۔ کانفرنس میں اس بات پر زور دیا گیا۔ کہ جو کارخانے اپنا مال خاص خاص صوبوں کو بھیجتے رہے ہیں وہ جہاں تک ممکن ہو سکے انہیں مال بھیجتے رہیں۔

ہندوستانی کارخانوں میں تیار ہونے والے کپڑے کی کوالٹی کو بہتر بنانے کی تفصیلات پر غور ہوا۔ عام طور پر یہ منظور کیا گیا کہ کارخانوں اور صوبوں کو منسلک کرنے کا کوئی فیصلہ کرنے سے پیشتر اس کنٹرول کے عمل کا کچھ دیر اور مشاہدہ کیا جائے جو اچھا کپڑا تیار کرنے کے متعلق حال ہی میں نافذ ہوا اور جس پر سختی سے عمل ہونا چاہئے۔ اس بات پر بھی اتفاق کیا گیا کہ جن علاقوں میں کپڑے کی قلت ہے وہاں کے کارخانوں کو کپڑے کی وہ اقسام زیادہ سے زیادہ تیار کرنی چاہئیں جن کی ان علاقوں میں ضرورت ہے۔

یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب تک مرکزی حکومت کی طرف سے کوئی ایسا حکم نہ ہو ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں کھڈی کے کپڑے کی نقل و حرکت پر کوئی پابندی نہ ہونی چاہئے ٹیکسٹائل کمشنروں کی طرف سے درآمد شدہ کپڑے کی نقل و حرکت کے لئے بھی کھلی اجازت ہونی چاہئے اس کپڑے کی تقسیم پر کوئی کنٹرول نہیں ہے۔

اعداد و شمار کے بارے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک چھوٹی کمیٹی کو جس میں صنعتی اعداد و شمار کا ڈائرکٹر بھی شامل ہو انھیں سادہ بنانے اور ان کی فراہمی کے طریقوں کو بہتر بنانے کے مسائل کی پڑتال کرنی چاہئے۔

ہندوستانی فوج عوام کی خادم ہے

جنرل کیری آپا کی سری نگر میں تقریر

ہند کے کمانڈر انچیف جنرل کے۔ ایم کیری آپا نے ۱۸ اپریل کو کو ایک عام جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا "میں اول بھی ہندوستانی ہوں اور آخر بھی ہندوستانی ہوں۔ میں نے ایسی فوج کی تنظیم کا عزم کر لیا ہے جس کی موجودگی میں کسی کو بھی ہندوستان پر بُری نظر ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے گی"

وادیٔ کشمیر میں پُرامن حالات کے دوبارہ قایم ہو جانے پر اطمینان اور تسلی کا اظہار کرتے ہوئے جنرل کیری آپا نے کہا یہ ملک کے اسی حصہ میں گزشتہ سال میں جب میں نے اپنے سامنے تقریر کی تھی تو اس وقت حملہ آوروں کی لوٹ مار اور آتشزدگیوں کی تباہ کاریوں کی بدولت یہ مقام ایک المناک منظر پیش کر رہا تھا اور میری آنکھوں میں شدت غم سے آنسو اُمڈ آتے تھے لیکن آج جب میں ہشاش بشاش لوگوں کے اس عظیم الشان اجتماع کو دیکھتا ہوں۔ تو خوشی سے میری آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔

"فوج عوام کی خادم ہے اور مہاتما گاندھی کے پرچار کئے ہوئے سچائی محبت اور قربانی کے عقیدے کے مطابق فوج کا وجود جمہوریت کی مدافعت اور ملک نے جو نئی آزادی حاصل کی ہے اس کی حفاظت کے لئے قائم ہے۔

ایک دلچسپ قصہ کو بیان کرتے ہوئے جس سے پاکستان کے جھوٹے پروپاگنڈے کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے آپ نے کہا "کچھ عرصہ گذرا پاکستان کے ایک بریگیڈیر نے یو۔ این کے مشاہدہ کے سامنے تفصیل کے ساتھ واقعہ پیش کیا کہ ہندوستانی فوج کے سپاہیوں نے مسلم کانفرنس کے ایک رضا کار کو کس طرح قتل کیا لیکن جب یو۔ این کے مشاہد اس حادثہ کی تفتیش کے لئے موقعہ واردات پر معائنہ کے لئے گئے تو انہیں ایک قبر دکھائی گئی۔ جب اس قبر کو کھودا گیا تو اس میں ایک کتے کا پنجر مدفون ملا۔

اس سے پیشتر مولانا سعید سیکرٹری نیشنل کانفرنس نے کمانڈر انچیف کا استقبال کرتے ہوئے ہندوستانی فوج کی ان خدمات کو سراہا تھا جو مصیبت کے وقت کشمیر کے لوگوں کے لئے انجام دی گئیں۔

جنرل موصوف صوبہ جموں میں پونچھ، نوشہرہ، راجوری اور مینڈھر کا صبار رفتار دورہ کرکے یہاں پہنچے تھے۔ یہاں پہنچنے پر سکھ سپاہیوں نے اور کشمیر پولیس نے آپ کو گارڈ آف آنر پیش کیا

بہترین فوجی ترانوں کے لئے انعام

ہند کے کمانڈر انچیف نے ایسے موزوں ترانے مرتب کرنے والوں کے لئے جو فوجی مارچ کے لئے ترانہ کی حیثیت سے اختیار کئے جا سکیں پچاس پچاس روپیہ کے ۱۲ انعامات کا اعلان کیا ہے۔ یہ ترانے سلیس ہندوستانی زبان میں اس انداز پر نظم کئے جائیں کہ آرکسٹرا پر بجائے جا سکیں اور فوجی براس بینڈ میں بھی بجائے جا سکیں

اگرچہ کچھ عرصہ سے فوج کے ذمہ دار حکام موزوں ترانوں کے حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف تھے لیکن کوئی خاص کامیابی [illegible]

مناسب خیال نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ ایسے گانوں کی ضرورت ہے جو اگر فوجی بینڈ پر بجائے جائیں یا مارچ کے وقت سپاہی گنگنائیں تو فوجی جذبات کو اسی طرح جوش میں لا سکیں جس طرح کہ برطانوی سپاہی اپنے قومی گانوں میں جذبات کو ابھارتے ہیں۔

مقابلہ میں حصہ لینے والوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے مسودے فوجی بینڈ کے لئے موسیقی کے خاص لائین دار کاغذوں پر لکھ کر بھیجیں۔ یہ مسودے یکم اگست ۱۹۴۹ء سے پہلے ایجوٹنٹ جنرل۔ آرمی ہیڈ کوارٹرز۔ نئی دہلی کو روانہ کئے جائیں اور اس تاریخ کے بعد کوئی مسودہ [illegible]

مادر وطن کے دفاع پر مامور لوگوں کا آدرش خدمت ہونا چاہیئے

ہندوستانی ہوائی بیڑے کی سولھویں سالگرہ پر ایر وائس مارشل مکرجی کا پیغام

ہندوستانی ہوائی بیڑے کی سولہویں سالگرہ کے موقعہ پر اس
ہ چیف آف دی سٹاف اور قائمقام کمانڈر انچیف ایر وائس ارشل
یس مکرجی نے یکم اپریل کو آل انڈیا ریڈیو سے ہندوستانی ہوائی بیڑے کے تمام
سول اور جوانوں کے نام ایک پیغام براڈکاسٹ کیا۔ آپ نے کہا۔
" صرف قواعد و ضوابط کی رو سے ہی نہیں بلکہ اس لئے بھی کہ
پ کو ہزاروں لوگوں میں سے مادر وطن کی حفاظت کا کام سنبھالنے کے
ے منتخب کیا گیا ہے۔ آپ کی زندگی کا آدرش خدمت ہونا چاہیئے۔ آپ
گوں میں سے ہی ایک فرد ہونے کی حیثیت سے مجھے ان دقتوں کا پورا
راعلم ہے۔ جو آج ہمیں پیش آتی ہیں۔ لیکن میں آپ کو یاد دلانا چاہتا
ں۔ کہ ہند کو آزادی حاصل کئے تھوڑا عرصہ گزرا ہے۔ اور ہمارے
سامنے بہت بڑا کام پڑا ہے۔ چونکہ ہمارے ملک کی تعمیر تو ابھی جاری
ہے۔ اس لئے ہمیں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

ہندوستان ایک وسیع ملک ہے۔ اور فوجی نقطہ نگاہ سے
ر اس اراضی پر ہمیں نہایت اہم جگہ حاصل ہے۔ گذشتہ جنگ عظیم نے یہ
واضح کر دیا ہے۔ کہ جب کبھی نازک حالات پیدا ہونگے۔ سب سے
پہلے ہمیں ہی اپنے ہوائی جہازوں کو لے کر فضا میں پرواز کرنے کا بلاوا دیا
جائے گا۔ اس لئے ہماری مشکلات بہت بڑی ہے۔ ہمیں ہر وقت محاذ
جنگ کی صف اول جیسی قابلیت رکھنی پڑتی ہے۔ ہمارے دور دراز تک پھیلے

اور بہت طویل ساحل یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہمارے فضائی دفاع کا نظم
و نسق ہمارے ملک کے موجودہ انتظامات سے بہت زیادہ وسیع ہونا
چاہیئے۔ خوش قسمتی سے ہماری حکومت قومی دفاع کے مسئلہ کے اس
پہلو سے بخوبی آگاہ ہے۔ اور ہندوستانی ہوائی بیڑے کی توسیع کی جا
رہی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا بلا امتیاز جاہ و منصب یہ فرض ہے
کہ ہم سب ذاتی قربانیاں کریں۔ اور آخر کار ہوائی بیڑے کو اتنی زبردست
طاقت بنا دیں۔ جو ہمارے ملک کی عزت و ناموس کا تحفظ کرنے
کی پوری طرح اہل ہو۔

" اس بیڑے کو ابتدائی برسوں میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا
میں ان کو اپنی ذاتی وابستگی کی وجہ سے پوری طرح جانتا ہوں۔ جنگ
کے زمانہ میں جو کامیابیاں اسے حاصل ہوئیں اور کشمیر میں جو کار عظیم
اس نے سرانجام دیا۔ اور جس کی ہمارے ملک کے لوگوں نے بہت
تعریف کی ہے میں ان سے بھی پوری طرح واقف ہوں۔ ان سب کے
لئے ہمیں بڑی قربانیاں دینی پڑی ہیں۔ ہمارے جن ساتھیوں نے
اپنی جانیں نچھاور کی ہیں ان کی یاد ناقابل فراموش ہے میں ان
سابق اور موجودہ ہوابازوں کو بھی بھول نہیں سکتا جنہوں نے
ان روایات کو جن پر آج ہمیں اتنا فخر ہے۔ قائم کرنے کے لئے
اپنا سب کچھ قربان کیا۔

تخلیہ کنندگان کی املاک کا تبادلہ اور فروخت

چونکہ حکومت ہند نے ۱۶ مارچ ۱۹۴۹ء کے پریس کمیونک
میں اس فیصلہ کا اعلان کیا تھا۔ کہ وہ ایسی نجی ایجنسیوں کو جو ہندوستان
اور پاکستان میں شہری غیر منقولہ جائیدادوں کے تبادلے یا فروخت کا
کاروبار کریں گی منظور کرنے کا طریقہ رائج کرے گی۔ لہٰذا اس سلسلہ
میں ایک بورڈ قائم کر دیا گیا ہے۔ جو مختلف نجی ایجنسیوں کی منظوری کی
درخواستوں کو وصول کر کے ان پر غور و خوض کرے گا۔

مندرجہ ذیل اصحاب اس بورڈ کے اراکین ہیں۔
لکشمی انشورنس کمپنی لمیٹیڈ نئی دہلی کے پنڈت کے۔ سنتا نم ہندو
ری سیٹلمنٹ کارپوریشن بمبئی کے بھائی پرتاپ دیال داس۔ مسٹر ڈی
رام جی ایجنٹ سنٹرل بنک آف انڈیا لمیٹیڈ نئی دہلی۔ مسٹر ڈی ڈی کا
ونتیا گی جوائنٹ سیکریٹری وزارت امداد و بحالی۔ نئی دہلی اور شری
رام چند گولانی ڈپٹی کسٹوڈین آف ایواکوئی پراپرٹی نئی دہلی۔

خوراک کے متعلق خبریں

چور بازاری ۔ رشوت اور ذخیرہ اندوزی کا انسداد ۔

ہند سرکار نے پچھلے دنوں تمام صوبوں اور ریاستوں کی حکومتوں کو ایک مراسلہ بھیجا ہے ۔ کہ خوراک پر کنٹرول اور راشن بندی کے تمام احکام کو سختی سے نافذ کرنے کے لئے ضروری اور سخت قانون بنائے جائیں ۔ اور ان کو فوراً جاری کر دیا جائے ۔ تمام صوبائی اور ریاستی حکومتوں سے کہا گیا ہے ۔ کہ خوراک پر کنٹرول کے قوانین میں ایسا ضروری تغیر و تبدل کیا جائے ۔ جس سے چور بازاری ذخیرہ اندوزی ۔ اور چوری چھپے بلا لائسنس خوراک کی خرید و فروخت کو قطعی طور پر بند کر دیا جائے خوراک پر کنٹرول رکھنے کے احکام پر عمل کرانے والے عملا میں سے رشوت خوروں کے خلاف بہت سخت اور عبرتناک کارروائی کی جائے ۔ اور خوراک سے متعلقہ جرم کرنے والوں کے مقدمات اور ان کی سزایابیوں کی وسیع اشاعت کی جائے تاکہ ایسے جرائم کرنے والے دیگر لوگوں کو عبرت حاصل ہو ۔

وزارت زراعت کا محکمہ اطلاعات ۔

زرعی تحقیقات کی ہندوستانی انسٹی ٹیوٹ میں ایک سائنسی اور ٹیکنیکل اطلاعات کا شعبہ کھولنے کی منظوری مل چکی ہے ۔ اور یہ شعبہ بہت جلد اپنا کام شروع کر دے گا ۔ وزارت زراعت میں ایک انفارمیشن بیورو کھولنے کی تجویز زیر غور کیا جا رہا ہے ۔ جو سارے ہند میں تحقیقاتی اور ترقی کی تمام سرگرمیوں کے متعلق اطلاعات جمع کر کے نشر کرے گا ۔ یہ بیورو اطلاعات بہم پہنچانے کے کتابچے اور رسالے شائع کیا کرے گا ۔

مرکزی حکومت کی طرف سے کشمیر کو چاول ۔

معلوم ہوا ہے ۔ کہ ہند سرکار نے ریاست جموں و کشمیر کو مزید پانچ ہزار ٹن یعنی ایک لاکھ چھتیس ہزار من چاول دینا منظور کیا ہے ۔ عام حالات میں کشمیر میں چاول کی افراط ہوتی ہے ۔ لیکن گذشتہ برس طغیانی سے پیداوار کو کافی نقصان ہوا ۔ اس کے علاوہ حملہ آوروں کے ہاتھ سے آزاد کرائے ہوئے مینڈھر ۔ پونچھ اور راجوری کے علاقوں میں شرنارتھیوں کی وسیع تعداد کو پھر سے بسانے کے لئے بھی زیادہ چاول درکار ہیں ۔ ریاست کشمیر کو سال ۱۹۴۹ء کے لئے پینتیس ہزار ٹن اناج کی قلت کا سامنا ہے ۔ اس کے مقابلہ میں ہند سرکار نے اٹھارہ ہزار ٹن گندم ۔ دس ہزار ٹن چاول اور ساڑھے تین ہزار ٹن مکی دینا منظور کیا ہے ۔

سوراشٹر کے قحط زدہ علاقوں کی امداد ۔

پوربی پنجاب اور بیکانیر سے اس علاقہ کو چارہ بہم پہنچانے کا کام تسلی بخش ہے ۔ مدھیہ بھارت سے پندرہ لاکھ پونڈ گھاس سوراشٹر میں پہنچ چکا ہے ۔ مزید پندرہ لاکھ پونڈ بھیجنے کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام ہو رہا ہے ۔ آئندہ تیس روز بہت خطرناک ہیں ۔ کیونکہ اگر گھاس اور چارہ فوراً بہم پہنچانے کا بندوبست نہ ہو سکا تو مویشی اور دیگر جانور تباہ ہو جائیں گے ۔ مرکزی ٹرانسپورٹ بورڈ کی مستقل کمیٹی نے سوراشٹر کو سمندر اور ریل کے ذریعہ سولہ سپیشل ریل گاڑیاں بھیجنے کا پروگرام تیار کیا ہے ۔ یہ پروگرام ماہ رواں کے آخیر تک پورا کیا جائے گا ۔

تیل میں ملاوٹ کی روک تھام ۔

پچھلے دنوں دہلی میں ہندوستانی تلہن کمیٹی کا سالانہ اجلاس ہوا ۔ اس میں حکومت سے سفارش کی گئی کہ کولہوں اور مشینوں کے ذریعہ ہند میں جو تیل نکالے جاتے ہیں ۔ ان میں سفید معدنی تیل ملا دیا جاتا ہے ۔ اس لئے اس تیل کی درآمد کی ممانعت کر دی جائے ۔ اور تیلوں کو ملاوٹ سے پاک رکھنے کے لئے خوراک میں ملاوٹ کا انسدادی قانون بڑی سختی سے نافذ کر دیا جائے

متحدہ یونین میں مشینوں کے ذریعہ کاشت

متحدہ یونین میں مزید پچاس ہزار ایکڑ اراضی میں مشینوں کے ذریعہ کاشتکاری کرنے کے سوال پر غور و خوض کرنے کے لئے وزارت زراعت نے متحدہ یونین کے منتظم ۔ مرکزی وزارت امداد و بحالیات ۔ وزارت مالیات اور ریاستی وزارت کے نمائندوں کی ایک کانفرنس یکم اپریل

(بقایا صفحہ ۳۶ پر)

مختصر خبریں

پاکستان سے کاپوک روئی محصول درآمد سے مستثنےٰ کر دی گئی۔

یکم مارچ ۱۹۴۹ء سے محصول چنگی کی اغراض کے لئے پاکستان کو "غیر ملک" قرار دے دیا گیا تھا۔ اس کے بعد خام کاپوک پر بھی ان دوسری اشیاء کی طرح محصول درآمد عائد ہو گیا۔ جو پاکستان سے ہند میں درآمد کی جاتی ہیں۔ (کاپوک۔ ایک عمدہ قسم کی روئی جس سے گدیاں وغیرہ بھری جاتی ہیں۔ یہ ایک درخت کے بیج کے گرد لپٹی ہوتی ہے)

ہند سرکار کو بہت سی عرضداشتیں موصول ہوئیں۔ کہ کاپوک پر محصول درآمد عائد ہو جانے سے بیلی ہوئی کاپوک اور اسکے گدّوں کی قیمتیں ناواجب طور پر بڑھ گئی ہیں۔ ان عرضداشتوں کے پیش نظر ہند سرکار نے پاکستان سے برآمد کی جانے والی خام کاپوک کو محصول درآمد سے مستثنےٰ کر دیا۔

محکمہ انجینیرنگ کے شرنارتھیوں کے لئے روزگار۔

حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ محکمہ انجینیرنگ کے وہ شرنارتھی جو مرکزی حکومت یا سندھ۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان کی حکومتوں کے ملازم تھے۔ ان کو روزگار سے لگانے کا کام وزارت برق معدنیات اور تعمیرات کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ یہ کام پہلے وزارت امور داخلہ کا ڈائرکٹر بہبود سر انجام دیتا تھا۔

جن مختلف وزارتوں کو انجینیرنگ کے عملے کی ضرورت ہو ان سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی ضروریات سے وزارت برق معدنیات اور تعمیر کو مطلع کریں۔

انجینیرنگ کے عملے کے ایسے بیکار شرنارتھیوں کو جو ڈائرکٹر بہبود میں رجسٹری شدہ ہیں۔ چاہیئے کہ وہ وزارت برق۔ معدنیات اور تعمیر سے رابطہ پیدا کریں۔ نیز اپنے رجسٹری کے نمبر اور دیگر تفصیلات کی بھی اطلاع دیں۔

پاکستان سے آئے ہوئے فوجی پنشنروں کے لئے رعایت۔

مغربی پاکستان یا جموں اور کشمیر سے جو فوجی پنشنر ہندوستان آ گئے ہیں۔ اور جن کے پنشن کے حسابات ابھی تک منتقل نہیں ہوئے۔ وہ اب ۳۱ مارچ ۱۹۵۰ء تک اپنی پنشن عارضی طور پر وصول کر سکتے ہیں۔ اس مدت میں یہ مزید اضافہ صرف ان پنشنروں کے لئے ہے۔ جو اس انتظام کے ماتحت پنشن وصول کر چکے ہیں۔

جرمنی کے لئے ہندوستانی چائے۔

ہند سرکار کو اطلاع ملی ہے کہ مقبوضہ جرمنی کے اینگلو امریکن علاقے کی جائنٹ ایکسپورٹ ایجنسی نے جنوری سے جون ۱۹۴۹ء تک کے عرصہ میں اسٹرلنگ کے علاقوں سے بیس لاکھ ڈالر کی چائے منگوانے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو ہندوستانی تاجر جرمنی کو چائے بیچنا چاہتے ہوں۔ وہ حسب ذیل دفتروں کو بتا دیں کہ وہ کس قدر چائے بھیج سکتے ہیں۔ جائنٹ ایکسپورٹ ایجنسی۔ فارن ٹریڈ سیکشن۔ امپورٹ برانچ یا میسرز ھالس اینڈ راکس

ہند سرکار کی طرف سے سوراشٹر یونین کو قرضہ

ہند سرکار نے سوراشٹر یونین کی حکومت کے لئے ستاسی لاکھ پچاس ہزار روپیہ کا قرضہ منظور کیا ہے۔ یہ رقم بحالی کے کام کے لئے استعمال ہوگی۔ اس رقم سے ۲۵ لاکھ روپیہ قرضوں کی شکل میں شہری شرنارتھیوں کی چھوٹے بیوپار میں بحالی۔ چھوٹی دستکاریوں۔ اور چھوٹے کام وغیرہ کے لئے دیا جائے گا۔ باقی روپیہ شرنارتھیوں کے لئے مکانات تعمیر کرنے پر خرچ ہوگا۔ اس رقم سے تین ہزار مکانات اور دوکانیں تعمیر ہوں گی۔

ہند اور ہنگری میں براہ راست تجارتی لین دین۔

ہند اور ہنگری کے مابین تقریباً ایک کروڑ بتیس لاکھ روپے سالانہ کی براہ راست تجارت کے معاہدہ پر ۱۸ اپریل ۱۹۴۹ء کو وزارت تجارت میں دستخط کر دیئے گئے۔ جنگ سے قبل ہندوستان کا ہنگری کے ساتھ زیادہ سے زیادہ چونتیس لاکھ روپے سالانہ کا تجارتی لین دین ہوتا تھا۔

اس معاہدہ کی رو سے ہنگری نے ٹرانسفارمر۔ سوچ گیئر۔ منجمد کرنے کی مشینیں۔ ایمونیا کمپریسر۔ ڈیزل انجن۔ بھاپ کے انجن۔ لاریاں

اور ڈک۔ ٹرانسپورٹ کا سامان کنکریٹ اور اسفالٹ کو ملانے والی مشین مشینوں کے اوزار۔ نالیاں اور فشنگز ریفریجریٹر گاڑیاں اور پیتنوں کو بھیجنا اپنے ذمہ لیا ہے۔ ہنگری سے ہندوستان کو کل برآمدکی مالیت کا اندازہ ایک کروڑ دس لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہنگری نے ریلوے کا سامان بھیجنا بھی منظور کیا ہے۔ ریلوے بورڈ جب کسی سامان کے لئے ٹنڈر طلب کرے گا تو اس پیشکش کا بھی خیال رکھا جائیگا۔

ہندوستان نے خام پٹ سن۔ کائنائٹ۔ روئی کا کوڑا۔ السی کا تیل اور کالی مرچ ہنگری کو برآمد کرنا منظور کیا ہے۔ ہند کی کل برآمد کی مالیت کا اندازہ بیس لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔

ہندوستان اور یوگوسلاویہ میں تجارتی معاہدہ۔

۲۹ دسمبر ۱۹۴۸ء کو کلکتہ میں ہندوستان اور یوگوسلاویہ کے مابین جو تجارتی معاہدہ طے ہوا تھا۔ اسے اب ہند سرکار اور فیڈرل پیپلز ریپبلک آف یوگوسلاویہ کی حکومت نے منظور کر دیا ہے۔

ہندوستان کی طرف سے وزارت تجارت کے سیکرٹری مسٹر سی۔ سی۔ ڈیسائی اور یوگوسلاویہ کی طرف سے مسٹر کومر موبجر نے اس معاہدے پر دستخط کئے تھے۔ اس کے مطابق ہندوستان یوگوسلاویہ کو متعدد اشیاء بھیجے گا۔ اور وہاں سے درآمد بھی کریگا۔

ہندوستان اور پاکستان کے درمیان سفر کے لئے پرمٹ

۱۱ مارچ ۱۹۴۹ء کو انٹر ڈومینین کمیشن کا ایک جلسہ منعقد ہوا تھا جس میں اس امر کی سفارش کی گئی تھی کہ جو تخلیہ کنندگان یا ان کے ایجنٹ جائداد کی فروخت یا تبادلے کی غرض سے ہندوستان سے پاکستان جائیں یا وہاں سے ہندوستان آئیں ان کے لئے دونوں ڈومینیوں کے پرمٹ جاری کرنے والے حکام زیادہ آزادی سے اجازت نامے جاری کریں۔

ایک لاکھ تیس ہزار نارتھیوں کو ملازمت دلائی جا چکی ہے۔

فروری ۱۹۴۹ء میں روزگار کی تبادلہ گاہوں میں چودہ ہزار چار سو سات اور اسپیشل ایمپلائمنٹ بیورو میں چار ہزار پانچ سو ستائیس اشخاص نے اپنے نام درج کرائے۔ اس طرح فروری تک نام درج کرانے والوں کی کل تعداد تین لاکھ اکتر ہزار چار سو سینتیس ہو گئی تھی۔ ان میں سے ایک لاکھ تیس ہزار نو سو بائیس کو ملازمت مل چکی ہے۔

خوراک کے متعلق خبریں

(بسلسلہ صفحہ ۳۶۲)

۱۹۴۹ء کو ٹڈی دل کی وبائی بلائی ہے

مسٹیل ملیں کے علاقہ میں جو لوگ ساڑھے تین لاکھ ایکڑ زیر کاشت اراضی چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اس میں سے ایک لاکھ ایکڑ اراضی میں مقامی لوگوں نے کاشت کر لی۔ چالیس ہزار ایکڑ اراضی میں ہند سرکار کی وزارت زراعت کی مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن نے مشینوں کے ذریعہ کاشتکاری کی۔ تقریباً دو لاکھ ایکڑ رقبہ اراضی ابھی تک بلا کاشت پڑا ہے۔ اگر اس زمین کو زیر کاشت لانے کے لئے کوئی کارروائی نہ کی گئی۔ تو اگلے دو برسوں میں یہ سارا علاقہ غیر آباد ہو جائے گا۔ اور اس کو پھر کاشتکاری کے قابل بنانے کے لئے از سر نو آباد کاری کرنے والے تدابیر اختیار کرنی پڑیں گی۔

(۲) ہند اس معاہدے کی وجہ سے اس برس اور آئیندہ برسوں میں اپنی توجہ چاول کی پیداوار بڑھانے پر مرکوز کر سکے گا۔

(۳) ہند کو دیگر گندم درآمد کرنے والے ممالک کی طرح گندم کی قیمت منڈی کی منڈیوں میں زیادہ سے زیادہ دس روپے چھ آنے اور کم از کم سات روپے تین آنے فی من ادا کرنی پڑے گی۔ آجکل ہند کو اپنی منڈیوں میں گندم کی قیمت پندرہ روپے فی من ادا کرنی پڑتی ہے

(۴) گندم درآمد کرنے والا کوئی ملک منظور کردہ مقدار کم از کم نرخوں سے زیادہ شرح پر خرید کرنے کے لئے مجبور نہیں ہے۔

خوراک پر کنٹرول میں مزید ایک سال کی توسیع

اس ہفتہ ہند پارلیمنٹ نے ڈاکٹر مکرجی وزیر صنعت و رسد کا ایک ریزولیوشن منظور کیا۔ جس کی رو سے ضروریات زندگی پر مزید ایک سال کے لئے کنٹرول جاری رکھا ہے۔ اب مندرجہ ذیل اشیاء پر ۳۱ مارچ ۱۹۵۰ء تک کنٹرول جاری رہے گا خوراک سوتی اور اونی کپڑے کاغذ مٹی کا تیل۔ لوہا اور فولاد۔ ابرق ۱۱ مشینوں سے چلنے والی گاڑیوں کے فالتو پرزے ہند پارلیمنٹ میں ایک اور بل پاس کیا گیا۔ کہ کھانڈ کی صنعت کو مزید ایک برس کے لئے تحفظ دیا جائے۔

یونیسکو سے اشتراک عمل کرنے کے لئے نیشنل کمیشن کا قیام



پنڈت جواہرلال نہرو یونیسکو سے اشتراک عمل کے ادارے انڈین نیشنل کمیشن کا افتتاح کر رہے ہیں۔ اس اجلاس میں ماہر تعلیم یونیورسٹی کمیشن اور ثقافتی اداروں کے نمائندوں نے شرکت کی۔



یونیسکو سے اشتراک عمل کرنے کے لئے انڈین نیشنل کمیشن میں آئے ہوئے نمائندوں کے اعزاز میں جو دعوت دی گئی اس کی خاص باتوں میں رقص بھی شامل تھا۔



نیشنل کمیشن میں شریک ہونے والے نمائندوں کے اعزاز میں مولانا آزاد نے جو دعوت دی تھی اس میں شری راجگوپال آچاریہ مولانا آزاد پروفیسر ہیں رادھا کرشن اور روسی سفیر مسٹر نوی کوف اور لیڈی نوی کوف

مرکزی اطلاعات

رجسٹرڈ نمبر۔ ڈی ۲۶



امریکہ میں ہند کی نامزد سفیر شریمتی وجے لکشمی کے ہندوستان پہنچنے پر پالم ہوائی اڈے پر وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو اور وزیر داخلہ جی بی پنڈت پنت نے ان کا سواگت کیا۔



انگلینڈ میں ہند کے سابقہ سفیر مسٹر راما راؤ اور مسز راما راؤ۔ آپ کے ہندوستان واپس پہنچنے پر وزارت امور خارجہ کے مسٹر بہادر سنگھ نے پالم ہوائی اڈے پر آپ کا استقبال کیا۔

Published by B. L. Sharma, Principal Information Officer, Government of India, Printed in India by L. Lebha Ram (Manager) at the Mufid-i-'Am Press, Nicholson Road, Delhi; All communications to be addressed to Press Information Bureau, Government of India, New Delhi, and NOT to the Printers.



خوراک سے
میں ۱۹
کے سالا
اور تجا
زراعت
ٹریکٹر آر
معائنہ کیا
کے صدر
سیٹھی
نے انھیں
کو زیر کا
منصوبے
باتیں

سرورق
آنریبل وا
انسداد
کا معائنہ



مرکزی اطّلاعات کیا ہے ؟

مرکزی اطّلاعات اخبارات کی سہولت اور امداد کے لئے ہے اور اس کا مقصد حکومتِ ہند کی خاص خاص کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔ مرکزی اطّلاعات میں عنوانات اور جلّی عبارتوں کا مقصد پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے ان سے لازماً سرکاری نقطۂ خیال کا اظہار مقصود نہیں۔

مرکزی اطّلاعات میں باہر کے مضامین شامل نہیں کئے جاتے۔ اس کا ہر مضمون حوالہ دئے بغیر نقل کیا جا سکتا ہے۔

ایڈیٹر :- بی - ایل شرما ، پرنسپل انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا

خاص مضامین

جلد ۱۷ نمبر ۱ ۱۵ مئی ۱۹۴۹ء

دولت مشترکہ کے ساتھ ہند کے نئے تعلقات

لندن کے مذاکرات کے متعلق سردار پٹیل کا بیان

لندن میں دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس کے متعلق سردار پٹیل نے ایک بیان کے دوران میں کہا کہ ہمارے سامنے یہ مسئلہ کبھی پیدا ہی نہ ہوا کہ ہم دولت مشترکہ کی تشکیل نو کے ساتھ تعلقات رکھنے کے لئے ہندوستان کو جمہوریت بنانے کے آدرش میں ترمیم کریں۔ ہماری کوشش یہ رہی کہ ہم ایسے تعلقات، جمہوریت کے درجہ پر اثر ڈالے بغیر یا اس سے دستکش ہوئے بغیر پیدا کریں۔ کانفرنس میں جو نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ وہ بہت حد تک ہمارے وزیر اعظم کی ذاتی کامیابی ہے اور حقیقت تو یہ کہ ان کی اس ممتاز حیثیت کو جو ان کو اقوام عالم میں حاصل ہے ان کی قابلیت اور خلوص کے لئے خراج تحسین ہے۔

۲۹ اپریل ۱۹۴۹ء کو ایک پریس کانفرنس میں نائب وزیر اعظم سردار ولبھ بھائی پٹیل نے جو بیان دیا اس کا مضمون درج ذیل ہے۔

ہندوستان اور دولت مشترکہ کے تعلقات کے مسئلہ پر لندن میں پچھلے ایک ہفتہ سے جو بحث و مباحثہ ہوتا رہا ہے اس کے متعلق آج صبح کے اخبارو میں پریس کمیونک شائع ہوا ہے جو مجھے یقین ہے آپ سب پڑھ چکے ہونگے۔ ایک ڈومینین کی حیثیت سے ہم دولت مشترکہ کے دیگر ممالک کی طرح تاج کے وفادار تھے جس وقت ہم نے اس درجہ کو تسلیم کیا اس وقت ہم نے یہ واضح کر دیا تھا کہ یہ درجہ ہم فی الحال تسلیم کرتے ہیں اور مستقبل میں ہمارے درجہ کا فیصلہ آئین ساز اسمبلی کو ایک خود مختار اور مکمل طور پر آزاد ادارہ کی حیثیت سے کرنا ہوگا۔ ہم نے آئین ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس میں مقاصد سے متعلق قرارداد منظور کی۔ مقاصد سے متعلق یہ قرارداد اب بھی قائم ہے اور اسے ہمارے آئین کے مسودے میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ہمارے جمہوریہ کا درجہ واضح اور لازمی طور پر اس کا ایک حصہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے ہمیشہ اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ ہم برطانیہ اور دولت مشترکہ کے ممالک کے ساتھ قریبی تعلقات قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارے سامنے یہ مسئلہ تھا کہ ہم ایک جمہوریت کا درجہ حاصل کرنے کے مقصد کے پیش نظر ان تعلقات کو کیسے قائم رکھ سکیں۔ یہ ایک مشکل مسئلہ تھا اور ہم نے اس پر بہت غور و خوض کیا تاہم ہم نے جمہوریت کا درجہ حاصل کرنے کے مقصد کو کبھی نظر انداز نہیں کیا اور ہمارے سامنے یہ مسئلہ کبھی پیدا ہی نہ ہوا کہ ہم دولت مشترکہ کی تشکیل نو کے ساتھ تعلقات رکھنے کے لئے اپنے اس مقصد میں کوئی ترمیم کریں۔ اس کے برعکس ہماری کوشش یہ رہی کہ ہم ایسے تعلقات جمہوریت کے درجہ پر اثر ڈالے بغیر یا اس سے دستکش ہوئے بغیر پیدا کریں۔ لہٰذا دولت مشترکہ کی موجودہ بناوٹ میں تبدیلی لازمی تھی ہمیں یہ بھولنا نہیں چاہئے کہ دولت مشترکہ کی تنظیم کبھی بھی غیر متبدل نہیں تھی۔ مختلف حصوں کی قدرتی ترقی کے ساتھ ساتھ اس نے تبدیلی کی حیران کن صلاحیت دکھائی اسی میں اس کی قوت اور سالمیت پنہاں ہے اور اس تغیر پذیری کی وجہ سے ہی وہ تاریخ کے کئی نازک لمحوں کو عبور کر سکی۔

اس اہم مسئلے پر ہم نے جو بھی گفت و شنید کی ہے اس کے دوران میں ہمارے نقطہ نظر کی برطانیہ اور دیگر ممالک کی حکومتوں کی طرف سے پوری طرح قدر کی گئی ہے ان ممالک کے نمائندوں سے ہم پہلے ہی غیر رسمی گفتگو کر چکے تھے اس سلسلے میں سب کی خواہش یہ رہی کہ ہماری نئی حیثیت کے مطابق تبدیلیاں کر دی جائیں ان احباب سے ہمیں جو مدد اور اشتراک عمل حاصل ہوا ہے اس کا مجھے اعتراف ہے۔ وقتاً فوقتاً وزیر اعظم نے اس مسئلے پر بیانات دئے ہیں اور ہمارے نقطہ نظر کی وضاحت کی ہے کانفرنس میں شمولیت کے لئے جانے سے پیشتر انہوں نے ہمارے اس نظریہ کی پھر وضاحت کی اور یقیناً آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ کانفرنس کے فیصلوں میں بنیادی طور پر یہ نظریہ قائم رہا ہے اس لئے یہ ممکن نہیں کہ کانفرنس میں گفت و شنید کی رفتار پر روشنی ڈال سکوں مجھے صرف اتنا

علم ہے کہ اس کے دوران میں وزیر اعظم کی طرف سب کا رویہ دوستی، خلوص اور خیر خواہی کے جذبات سے لبریز تھا۔ سب کی یہی خواہش تھی کہ ہند کے جمہوری درجہ پر اثر انداز ہوئے بغیر اس کو دولت مشترکہ میں رکھنے کی کوئی راہ نکالی جائے۔

جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں اب میں چند الفاظ ان کی وضاحت کے طور پر کہوں گا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ دولت مشترکہ کا نام بدل دیا گیا ہے۔ اب اسے "اقوام کی دولت مشترکہ" کہا جائے گا۔ اس کی تغیر پذیر ہیئت ترکیبی کے پیش نظر اس کے نام میں ایسی تبدیلی کیا جانا ضروری امر تھا۔ ہندوستان کی ایک خود مختار اور آزاد جمہوریت کی حیثیت پر اس تبدیلی کا کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ کیونکہ ملک معظم اب صرف ہمارے آزادانہ تعلقات کا ویسا ہی نشان ہوں گے جیسا وہ دوسرے رکن ممالک کا ہیں۔ اس لئے ان کے وفادار رہنے کا اب کوئی سوال نہیں ہے۔ ہم پہلے کی طرح دولت مشترکہ کے رکن ہیں۔ اس میں کوئی انقطاع نہیں ہوا اور دوسرے رکن ممالک کے ساتھ ہم ایک آزاد اور مساوی درجہ کے رکن کی حیثیت سے متحد ہیں۔ جہاں تک ہمارے آئین کا تعلق ہے یہ اندرونی و بیرونی دونوں معاملات کے بارے میں جمہوری ہوگا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ دولت مشترکہ کے سربراہ کے طور پر بادشاہ کی حیثیت صرف اس حد تک ہے کہ وہ دولت مشترکہ میں شامل آزاد ممالک کے آزادانہ تعلقات کا ایک نشان رہ گئے ہیں۔

ہند اور دولت مشترکہ کے دیگر ممالک نے ایک دلیرانہ اور نہایت اہم فیصلہ کیا ہے۔ جو تعلقات اب طے کئے گئے ہیں۔ ان کو صرف باہمی خیر خواہی اور دوستی سے ہی دیرپا اور مستحکم بنایا جا سکتا ہے۔ ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ ہم سب اسی جذبہ کے ساتھ ان تعلقات کو بنائے رکھیں گے ہم سب نے یہ اقدام اس امید پر کیا ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کی نیک نیتی پر بھروسہ ہے۔ مستقبل بتائے گا کہ یہ امید اور بھروسہ کہاں تک پورا ہو سکے گا۔

ہمارے وزیر اعظم نے ان فیصلوں کے لئے جو کام کیا ہے اس کے بارے میں یہاں چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں جو نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ وہ بہت حد تک ان کی ذاتی کامیابی ہے۔ اس مسئلہ پر ہندوستان کے فیصلہ کو پوری طرح تسلیم کرانے کے لئے انہوں نے بڑی سرگرمی اور محنت سے کام کیا ہے۔ اور جو فیصلہ اب ہوا ہے اس میں ہندوستان کی اس آئینی حیثیت کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ جو ہم سب کا مطمح نظر ہے۔ سچ پوچھئے تو یہ ان کی اس ممتاز حیثیت جو ان کو اقوام عالم میں حاصل ہے۔ اور ان کی قابلیت اور خلوص کے لئے خراج تحسین ہے۔

ہند اور پولینڈ کے مابین تجارتی معاہدہ

۲۲ اپریل کو وزارت ہند اور پولینڈ کے مابین ایک تجارتی معاہدہ پر دستخط ہو گئے۔ ہند کی طرف سے اس معاہدہ پر شری [illegible] اور پولینڈ کی طرف سے پولش تجارتی وفد کے لیڈر ہز ایکسیلنسی مسٹر جوزف ناڈ ووائی نے دستخط کئے۔ ہند نے یہ آٹھواں تجارتی معاہدہ کیا ہے۔

اس معاہدہ کے تحت ہند کو بہت سی ضروری اشیاء حاصل کرنے کی توقع ہے۔ مثلاً لیتھوپون۔ تارکول کے رنگ۔ سیمنٹ اخبار کا کاغذ بڑے سائز کے ٹرانسفارمر بجلی سے متعلقہ سامان اور فلمیں۔ ان میں سے بہت سی اشیاء آج کل امریکہ اور کینیڈا جیسے ڈالر والے دیگر ممالک سے درآمد کی جاتی ہیں۔ ہند میں درآمد کی جانے والی ان اشیاء کی مالیت اندازاً دو کروڑ روپے ہوگی۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ پولینڈ ہند کو کافی مقدار میں جو بھی بھیج سکے۔

ہند سے مندرجہ ذیل اشیاء پولینڈ بھیجی جائیں گی۔ ان کی مالیت کا اندازہ ایک کروڑ روپیہ ہے مثلاً پٹ سن کپاس چمڑا لاکھ۔ ابرق۔ ست بلیلہ۔ بید اور کھجور کے ریشے گائے کی کھالیں مونگ پھلی اور مونگ پھلی کا تیل کایانائٹ کالی مرچ چائے ناریل کے ریشے اور سوت یہ اشیاء ان چیزوں کے علاوہ ہیں جو ہند کے تاجروں کو پولینڈ سے منگانے یا بھیجنے کی پہلے سے اجازت ہے۔

پولینڈ ہندوستان کو ریلوے کا سامان بھیجنے کو بھی تیار ہے اور اس نے یقین دلایا ہے کہ جب ریلوے انجنوں کے لئے دنیا کے ممالک سے ٹینڈر طلب کئے جائیں گے اس وقت پولینڈ بھی اپنے ٹینڈر دے کر دوسرے ملکوں کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوگا۔

ہند آزاد جمہوریہ کی حیثیت سے دولت مشترکہ میں رہ سکے گا

دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس کا فیصلہ

مندرجہ ذیل پریس کمیونک نائب وزیر اعظم ہند کے دفتر سے ہلائے اشاعت جاری ہوا ہے۔

گزشتہ ہفتہ برطانیہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، جنوبی افریقہ، ہندوستان، پاکستان، لنکا اور کینیڈا کے وزرائے اعظم اور برطانوی وزیر خارجہ کا لندن میں ایک جلسہ ہوا۔ اس جلسہ میں شریک ہونے والے نمائندوں نے اس مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ کہ کس طرح ہند آزاد جمہوریہ ہونے کے باوجود دولت مشترکہ کا رُکن رہ سکتا ہے۔

نمائندوں نے اس بات پر بھی گفتگو کی۔ کہ دولت مشترکہ کی آئندہ شکل کیا ہوگی۔ اور اس کے ملکوں میں آپس کے تعلقات کی نوعیت کیا ہوگی۔

گفتگو میں باہمی مفاہمت اور خیر اندیشی کا مظاہرہ ہوا۔ اور دولت مشترکہ کے ملکوں کی یہ خصوصیت سامنے آئی۔ کہ کس طرح باہمی اتحاد اور استحکام کے روایاتی پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق مناسب تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

مفصل مباحثہ کے بعد نمائندوں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ طے شدہ اُمور کو باضابطہ تحریر میں لایا جائے۔

برطانیہ، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، جنوبی افریقہ، ہندوستان، پاکستان اور لنکا کی حکومتیں دولت مشترکہ کے اراکین ہونے کی حیثیت سے ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ اور تاج سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہی تاج باہمی آزادانہ تعلقات کی درمیانی کڑی ہے۔

دولت مشترکہ کے ملکوں نے ہندوستان کی آئینی تبدیلیوں پر غور کیا ہے۔ حکومت ہند کی طرف سے دوسری حکومتوں کے نمائندوں کو ہندوستانی عوام کے ارادوں کی اطلاع کی گئی۔ اور بتایا گیا کہ ہندوستان ایک آزاد جمہوریہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور بادشاہ کو ملکوں کے باہمی آزادانہ تعلقات کا شیرازہ تصور کر کے اسے دولت مشترکہ کا رکن مانتا ہے۔

دولت مشترکہ کے دوسرے ملکوں کی رکنیت کی نوعیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ اور یہ سب ملک ہندوستان کی اس تبدیل شدہ حیثیت کو منظور کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان اسی طرح دولت مشترکہ کا رکن بنا رہے۔ اس لئے برطانیہ، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، جنوبی افریقہ، ہندوستان، پاکستان اور لنکا اعلان کرتے ہیں۔ کہ وہ دولت مشترکہ کے ایک جیسے آزاد رکن ہیں۔ اور قیام امن آزادی اور ترقی میں ایک دوسرے سے اشتراک عمل کریں گے۔

اس کانفرنس کا خاص مقصد انہیں آئینی سوالوں پر غور کرنا ہے

ناظرین مرکزی اطلاعات کے لئے ضروری اطلاع

یکم جولائی ۱۹۴۹ء سے مرکزی اطلاعات کی اشاعت بند کی جا رہی ہے۔ ۱۵ جون ۱۹۴۹ء کو اس کا آخری شمارہ شائع ہوگا۔

مرکزی اطلاعات سے ہندوستان اور بیرونِ ہند کے ناظرین نے جو تعاون کیا ہے اُس کے لئے ہم شکر گزار ہیں۔

شرنارتھیوں کا مسئلہ حل کرنے کے لئے سب کے تعاون کی ضرورت

وزیراعظم کا بے گھر لوگوں کے نام پیغام

آج قبل جب وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے ہندوستان سے روانگی کے وقت ہندوستان کے بے خانماں لوگوں کے نام حسب ذیل پیغام بھیجا تھا۔

ملک سے اپنی روانگی سے قبل اور ایک لمبی مسافت کا آغاز کرنے سے پہلے میں ہندوستان کے شرنارتھیوں یا بے خانماں لوگوں سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ انہیں بڑی مشکلیں جھیلنی پڑ رہی ہیں۔ ان کو بسانے کے مسئلے سے زیادہ کوئی اور مسئلہ ہمارے لئے پریشان کن ثابت نہیں ہوا۔ یہ مسئلہ نہ صرف نہایت مشکل تھا بلکہ عدیم النظیر بھی تھا اور اگر ہم اسے سرعت کے ساتھ حل نہیں کر سکے تو اس کی وجہ کوشش کا فقدان نہیں۔ ہاں تجربہ کی کمی اور وسائل کی قلت ہو سکتی ہے۔ بہرحال یہ ہم سب کے لئے نہایت ہی اہم اور فوری مسئلہ ہے۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے۔ وہ ہمارے ان بہن بھائیوں کو بسانے کے لئے ہر ممکن کوشش بیکل خواہاں اور کوشاں ہے۔ لیکن اس بات کا احساس کرنا ضروری ہے کہ اس قدر زبردست مسئلہ مختصر سے عرصہ میں پوری طرح حل نہیں ہو سکتا۔ جب تک مختلف اداروں اور خود بے خانماں لوگوں میں تعاون نہ ہو یہ مسئلہ قابل اطمینان طریقہ پر حل نہیں ہو سکتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خود بے خانماں لوگوں کا رویہ اور اعتماد ہی اس مسئلہ کی کایا پلٹ دے گا۔

اس لئے مجھے یقین ہے کہ ایک دوسرے کی مشکلات کا احساس کرنے میں ہم دست تعاون دراز کریں گے۔ اس زبردست کام میں مدد دینے کی بجائے ایک دوسرے پر الزام رکھنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

میں روزانہ ایسے بے خانماں لوگوں سے ملتا ہوں جو میرے پاس امداد یا سکون کی تلاش میں آتے ہیں۔ بعض اوقات میں ان کی کچھ امداد کر پاتا ہوں۔ اور بعض اوقات نہیں کر سکتا۔ اب میں کچھ ہفتوں کے لئے ان سے دور رہوں گا اور میں ان سے نہ مل سکوں گا لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میرا خیال انہیں لوگوں اور اسی مسئلہ میں لگا ہوگا۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ یہاں میرے ساتھی اپنی پوری قوت کے ساتھ اس مسئلہ کو حل کرنے میں مصروف ہیں۔

تخلیہ کنندگان کی جائداد کے متعلق سمجھوتے میں جو تاخیر ہوئی اس کی وجہ سے ہمارے راستے میں سب سے بڑی مشکل پیش آئی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میں یہ کہوں گا کہ ہندو پاکستان کے درمیان یہ سب سے بڑا حل طلب مسئلہ ہے۔ اگر یہ حل ہو جائے تو دوسرے مسئلے رفتہ رفتہ خود حل ہو جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ ہم یہ دیانت داری سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے تخلیہ کنندگان کی جائداد کے متعلق فیصلہ کرنے کی پوری کوشش کی ہے لیکن اس تاخیر کی ذمہ داری ہم پر نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اسے حل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بہرحال ہمیں اسے حل کرنا ہے۔ ہم کچھ آگے بڑھے ہیں اور مجھے امید ہے کہ مستقبل میں زیادہ اطمینان بخش نتائج نکلیں گے۔

بہرحال ہم اس مسئلہ پر جس کا اثر اس قدر آدمیوں پر پڑے گا سمجھوتہ کرنے کی پوری کوشش کرتے رہیں گے۔ جو لوگ یہاں آئے اور جن کی جائدادیں پاکستان میں ہیں ہم نے ان کی مدد کے لئے کچھ قدم اٹھائے ہیں۔

میں بڑے مسائل پر گفتگو کرنے جا رہا ہوں۔ ایسے مسائل جن کا اثر شاید ہمارے ملک کے مستقبل اور ایشیا پر پڑے۔ لیکن اس وقت جب کہ میں دور ہوں گا میں برابر اپنے ملک کے ان مسائل پر سوچتا رہوں گا اور ان میں خاص طور پر شرنارتھیوں کا مسئلہ مقدم ہوگا۔

نیویارک کے طلباء نے پناہ گزینوں کے لئے چندہ جمع کیا

نیویارک کی ہندوستانی طلبا کی ایسوسی ایشن کی طرف سے پنڈت نہرو کو ۲۷۰ ڈالر کی رقم وزیراعظم کے رفیوجی ریلیف فنڈ میں شامل کرنے کے لئے بھیجی گئی ہے۔ یہ چندہ تمام اقوام کے طلبا سے حاصل کیا گیا۔ نیویارک کے ہندوستانی طلبا گاندھی جی کی تصنیفات اور ان پر لکھی ہوئی کتابیں جمع کر رہے ہیں۔ اس کے بعد یہ کتابیں نیویارک کی پبلک لائبریری کو بطور عطیہ دی جائیں گی۔

ہندوستان کی سب سے بڑی تنظیمی وحدت مہاراجستھان

نئی راجستھان یونین کے افتتاح کے موقعہ پر پیغامات

۳۰ اپریل کو جے پور میں نائب وزیر اعظم سردار ولبھ بھائی پٹیل نے مہا راجستھان یونین کا افتتاح کیا۔ یہ یونین چودہ ریاستوں پر مشتمل ہے۔ ان میں یہ ریاستیں شامل ہیں۔ اودے پور، جے پور، جودھپور، بیکانیر، جیسلمیر، کوٹاہ، ٹونک، کشن گڑھ، بانسواڑہ، ڈونگر پور، پرتاپ گڑھ، بوندی، جھالاواڑ اور شاہ پورہ۔ یہ ملک کی سب سے بڑی تنظیمی وحدت ہے۔ اس کا رقبہ ۱۲۰۸۶۸ مربع میل، آبادی ا کروڑ اکیس لاکھ اور مالیہ ۱۱ کروڑ ۳۶ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ ہے۔

اس موقعہ پر گورنر جنرل نے مندرجہ ذیل پیغام بھیجا تھا۔

"میں اس عظیم اور تاریخی موقعہ پر پُر خلوص نیک خواہشات بھیجتا ہوں۔ ہم سخت محنت کرنے کے فیصلے سے ہی اپنے عظیم آباؤ اجداد کا قرضہ چکا سکتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ متحدہ راجستھان ہند یونین میں بہترین اور خوشحال تنظیمی وحدت ثابت ہو۔"

اس موقعہ پر وزیر اعظم ہند نے حسب ذیل پیغام بھیجا تھا۔

"اس خاص موقعہ پر راجستھان کی کئی مشہور اور عظیم ریاستیں متحد ہو رہی ہیں۔ ان ریاستوں کی تاریخ ہندوستان کے ماضی کو روشن کرتی ہے۔ راجستھان کی سیاسی اور اقتصادی وحدت بن جانے سے وہاں کے عوام کی ترقی کے بہت امکان پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان پر نئی ذمہ داریاں بھی عاید ہوتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ عوام راجستھان اور ہندوستان کی ترقی کے لئے ان ذمہ داریوں اور فرائض کو خاطر خواہ طریقے سے ادا کریں گے۔

ہندوستان کی تاریخ کے دور میں بھی راجستھان ہندوستانی فنون لطیفہ کا مرکز بنا رہا۔ مجھے بھروسہ ہے کہ راجستھان کی حکومت وہاں کے فنکاروں کی حوصلہ افزائی کرے گی۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ سیاسی آزادی کے طلوع کے بعد ہم اپنے ثقافتی ورثہ کو نظر انداز کر دیں۔"

سردار پٹیل نے مہاراجہ جے پور سے یونین کے راج پرمکھ کے عہدہ کا حلف لیا۔ کوٹاہ کے مہاراج اپ راج پرمکھ بنائے گئے۔ اور پنڈت ہیرالال شاستری وزیر اعظم مقرر کئے گئے۔

مہاراجوں، جاگیرداروں، افسروں اور دیگر حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے سردار پٹیل نے کہا۔

"مجھے اس عظیم موقعہ، آنے والے اہم مسائل اور بڑی ذمہ داریوں کا پوری طرح احساس ہے۔ اس عظیم موقعہ کے ہونے میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ بلکہ اسے بھگوان نے ترتیب دیا۔ مقدر میں ہی لکھا تھا کہ یہ کام مناسب موقعہ پر ہونا چاہئے۔ اسی لئے میں کل کے حادثہ سے محفوظ نکل آیا۔

اس موقعہ پر میں مہاراجہ جے پور کو ان کے راج پرمکھ بننے پر مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔ اب تک وہ جے پور کے اولین خادم تھے۔ اب وہ راجستھان کے اولین خادم ہو گئے ہیں۔

آج جو کچھ ہم نے حاصل کیا ہے۔ وہ مہارانا پرتاپ کی خواہشوں اور تمناؤں کی تکمیل ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس موقعہ پر مہارانا اودے پور موجود نہیں ہیں۔ آج ان کے آبا و اجداد کے خواب، تمنائیں اور امنگیں پوری ہو رہی ہیں۔ میں ان راجگان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے زمانہ کے ساتھ چل کر راجستھان کو متحدہ کرنے میں مدد دی۔ میں نے ریاستوں کے سلسلے میں جو کچھ کیا اس کے لئے میری تعریف کی جاتی ہے۔ لیکن اس مبارکبادی اور تعریفوں کے مستحق وہ راجے ہیں جنہوں نے ملک کے لئے اس قدر قربانیاں دیں۔ اگر انہوں نے ہمارے ساتھ اشتراک نہ کیا ہوتا۔ ہم ملک کی تاریخ کو آج کی طرح بدلنے کے قابل نہ ہوتے۔ میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ میں لوگوں کو ان فرائض کا احساس دلانا چاہتا ہوں جو ان پر راجوں کی طرف سے عاید ہوتے ہیں۔ راجوں اور مہاراجوں نے میرے ساتھ اس بات پر اتفاق کیا کہ اتحاد اور امن کا راستہ ہی بہترین راستہ ہے۔ اور ہم نے اسی راستہ پر چلنے کا فیصلہ کیا ہے۔ راجوں نے آج میں یکجا ہی ریاستوں اور لوگوں کے لئے قربانیاں کی ہیں۔ اب بھی کر رہے ہیں۔

ماضی میں غیر متحد رہنے سے ہمارا ملک غلام بنا ہمیں آئندہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ایسے حالات دوبارہ پیدا نہ ہو جائیں۔ آج وہ پہلا موقعہ ہے جب ہم نے وہ اتحاد حاصل کیا ہے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ راجستھان کا ہر پتھر اور اینٹ ہمیں تاریخ اور بہادری کی داستان سنا رہا ہے۔ اس قدیم تہذیب اور تاریخ میں خوشی کے جذبات اور جوش عمل پیدا کرتی ہے۔ اب راجستھان کو موقعہ ملا ہے کہ وہ جدید معیار کے مطابق ایک نیا دور شروع کرے۔

آج مجھے راج پرمکھ اور وزیر اعظم سے ان کے عہدوں کے حلف دلانے کا خوشگوار موقعہ ملا ہے۔ آپ کو ان نئے عہدوں کا احساس ہونا چاہیئے جو آپ سے پیدا ہوتی ہیں۔

ہمیں وقت کی رفتار کا ساتھ دینا چاہیئے۔ یہ زمانہ "تیر و سنان" کا نہیں بلکہ علم و ہنر کا زمانہ ہے۔ آج ہمیں اونچ نیچ، امیر اور غریب، مذہب اور ذات کے تمام امتیاز کو مٹانا چاہیئے۔ ہم سب ایشور کے بندے ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کا احساس کر کے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

حقیقی قربانی یہ ہے کہ بے عزتی کے باوجود بھی آدمی عوام کی خدمت کے مقصد سے نہ ہٹے۔ آج ہیرالال شاستری نے عہدہ کا حلف نہیں اٹھایا ہے۔ بلکہ پوری کانگریس نے حلف اٹھایا ہے۔

شہریوں کو ضبط و نظم کی تربیت

رضاکارانہ تربیت کی اسکیم

لوگوں میں ضبط و نظم کا احساس پیدا کرنے کے پیش نظر ہندوستانی فوج نے شہریوں کو معمولی سی فوجی تربیت دینے کے لئے رضاکارانہ جماعتیں جاری کرنا تجویز کیا ہے اس اسکیم کے تحت پولیس کے مقامی حکام کے مشورہ سے ایک پریڈ گراؤنڈ منتخب کیا جائے گا۔ جہاں پر ۱۸ سے ۳۵ سال تک کی عمر والے شہری والنٹیروں کو ہفتہ میں ایک بار جمع ہونے کی اجازت ہو گی۔ ان والنٹیروں کو ۱۵ سے ۲۰ افراد تک کے چھوٹے چھوٹے دستوں میں منظم کیا جائے گا۔ ہر ایک دستہ ایک نان کمیشنڈ آفیسر کی کمان میں رہے گا۔ اور چار دستوں کے ایک گروپ پر ایک جونیئر کمیشنڈ آفیسر نگرانی رکھے گا۔ اور تین گروپ یعنی ۱۲ دستے ایک آفیسر کے ماتحت ہونگے۔

ہر ایک دستہ کو ۲۰ منٹ کی سادہ ورزش کی تربیت اور ۲۰ منٹ تک بغیر رائفلز کے سکاڈ ٹریننگ دی جائے گی۔ پھر دستوں سے فوجی شکل میں مارچ کرایا جائے گا۔

ان امور کے علاوہ ۲۰ منٹ تک علم صفائی، حفظان صحت اور ضبط و نظم کے متعلق بیان ہو گا۔ لیکن اس کے درمیان دس منٹ کا وقفہ بھی ملے گا۔ ہر شخص کے لئے پریڈ میں حاضر ہونا لازمی ہو گا۔

یہ پریڈ بالکل رضاکارانہ ہو گی اور تربیت حکومت کے لئے بلا قیمت کی بنیاد پر دی جائے گی یعنی حکومت کو کوئی خرچ برداشت نہیں کرنا پڑے گا۔ رضاکار کو کوئی رقم یا ناشتہ وغیرہ نہیں دیا جائیگا۔ اور انھیں اپنی پسند کے کپڑے پہننے کا اختیار ہو گا۔ اس قسم کی تربیت شہروں میں فوج انجام دے گی لیکن دیہاتوں میں اس تربیت کی ذمہ داری پولیس پر ہو گی۔

ابتدا میں اس کا تجربہ دہلی۔ لکھنؤ۔ جھانسی۔ جالندھر۔ انبالہ۔ امرتسر۔ کلکتہ۔ ناگپور۔ مدراس۔ بنگلور۔ کوئمبٹور۔ پونا اور احمد آباد کے شہروں میں کیا جائے گا۔ والنٹیروں کے پہلے جتھے کی تربیت اور نتائج کا اندازہ کرنے کے بعد اس اسکیم کو دوسرے مقامات پر رائج کرنے کے مسئلہ پر غور و خوض کیا جائے گا۔

امید ہے کہ لوگ اس اسکیم سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے اور یہ بھی توقع ہے کہ لوگوں کو ان کی شہری ذمہ داریوں سے زیادہ باخبر بنانے کے لئے یہ اسکیم بہت موثر ثابت ہو گی۔ جب اپنے افسر کے حکم پر لوگوں کے جتھے مارچ کرینگے۔ دائیں بائیں مڑینگے۔ سلیوٹ اور ہالٹ کریں گے۔ تو ایسے تربیت یافتہ لوگوں میں ڈسپلن کی عادت پیدا ہو جائے گی۔ فوجی ڈرل کی مفت تربیت لوگوں میں سیدھا چلنے اور صحیح بات کرنے میں امداد دینے کے علاوہ صحیح غور و فکر کے لئے بھی سودمند ہو گی۔

بہار اور مدراس میں زمینداری ختم کرنے کے بل

گورنر جنرل کی طرف سے جدا جدا کارروائی کی تشریح

بعض حلقوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ بہار اور مدراس میں زمینداری ختم کرنے کے لئے جو بل پاس ہوئے ہیں، گورنر جنرل نے ان سے امتیازی سلوک کیا ہے۔ یہاں یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ مدراس کا بل صوبہ کے گورنر نے دسمبر کے آخر میں بھیجا اور شروع اپریل میں گورنر جنرل نے اسے منظوری دے دی۔ بہار کا بل اس سے بہت پہلے جولائی ۱۹۴۸ء میں بھیجا گیا اور مارچ ۱۹۴۹ء میں اس پیغام کے ساتھ واپس کر دیا گیا کہ کچھ خاص باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صوبائی قانون ساز اسمبلی اس پر دوبارہ غور کرے۔ درحقیقت اس میں کوئی امتیازی سلوک نہیں برتا گیا۔ گورنر جنرل نے محض ایسے اصولوں کو سامنے رکھ کر یہ کارروائی کی جن کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

دونوں بلوں کی دفعات ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور اسی لئے ان کے بارے میں مختلف کارروائی کی گئی۔ بہار کے بل میں یہ کہا گیا تھا کہ ایکٹ کے نفاذ کے بعد چھ مہینوں کے اندر اندر تمام زمینداریاں صوبائی حکومت کے اختیار میں ہو جائیں گی۔ اس سے زمینداروں کو جو معاوضہ ادا کیا جاتا تھا اس کا اندازہ ایک ارب پچاس کروڑ روپیہ سے بھی زیادہ تھا۔ بل میں کہا گیا تھا کہ یہ معاوضہ نقد یا بانڈز کی صورت میں یا کچھ نقد اور کچھ بانڈز کی صورت میں ادا کیا جائے گا۔ یہ بانڈز بھنانے کے قابل ہوں گے اور چالیس سال تک ان کی رقم کی ادائیگی ہو سکے گی۔ دیکھا جائے تو یہ ایک ایسا مالی لین دین تھا جو صوبائی حکومت کے ذرائع سے بعید تھا۔ اگر یہ بعید نہ بھی ہوتا تو اس سے افراط زر میں اضافہ ہونے کا امکان تھا۔ گورنر جنرل نے اس بل کو واپس کرتے ہوئے جو پیغام بھیجا اس میں صوبائی اسمبلی سے کہا گیا تھا کہ بل میں ایسی ترمیم کی جائے کہ صوبائی حکومت قطعی طور پر زمینداریوں کو صرف اس حد تک اپنے اختیار میں لے جس حد تک ان کے معاوضہ کی نقد ادائیگی ممکن ہو۔ بہر حال الگ طور پر حکومت بہار کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ زمینداریوں کے جو مالک قابل انتقال بانڈ لینے کو تیار ہوں ان کی زمینداریاں باہمی رضامندی سے اختیار میں لے لی جائیں اور باقی زمینداروں کے لئے ایک بل بنایا جا رہا ہے جس کی رو سے ان کی زمینداریوں کا انتظام سنبھال لیا جائے گا۔

مدراس میں بل کے نفاذ کا جو اثر ہوگا وہ بہار کے مقابلہ میں تھوڑا ہے کیونکہ معاوضے کا کل اندازہ ساڑھے بارہ کروڑ روپیہ ہے اور اس رقم کو صوبائی حکومت آسانی سے برداشت کر سکتی ہے۔ اور پھر مدراس کے بل میں حکومت کو ایک ہی وقت میں نہیں بلکہ بتدریج طریقے سے کام کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ لہٰذا مدراس کے بل پر وہ مالی اعتراض نہ کیا جا سکا جو بہار کے بل پر تھا۔ مدراس کے بل میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ معاوضہ کی ادائیگی کے لئے خاص قواعد طے کئے جائیں گے۔ گورنر جنرل نے بل کو منظوری دیتے ہوئے صوبائی حکومت سے کہا ہے کہ مذکورہ قواعد طے کرنے سے پیشتر ان کے بارے میں ہند سرکار سے مشورہ کیا جائے۔

بہار کا بل جس صورت میں منظوری کے لئے بھیجا گیا اس سے صوبے کی کانوں کے نظم و عمل پر شدید اثر پڑتا ہے۔ بہار میں کانوں کا کام ایک نہایت اہم معاملہ ہے۔ اس لئے یہ محسوس کیا گیا کہ کانوں کے بارے میں بل کی دفعات مرکزی حکومت کی پالیسی کے مطابق ہونے چاہئیں۔ اس مقصد کے لئے گورنر جنرل کے پیغام میں بل میں ضروری ترمیم کرنے کے لئے کہا گیا۔ اس کے مقابلہ میں مدراس میں کانوں کا معاملہ اس قدر ہمہ گیر نہیں ہے۔ پھر بھی حکومت مدراس سے کہا گیا ہے کہ وہ متعلقہ قواعد کا مسودہ مرکزی حکومت کو بھیجے تاکہ صوبہ کی پالیسی کو مرکز کی پالیسی کے مطابق رکھا جا سکے۔ ظاہر ہے کہ اصل دونوں بلوں سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا گیا۔

آسام کے لئے دس کلوواٹ کا نیا ٹرانسمیٹر

جرنلسٹوں کے جلسہ میں شری آر-آر دواکر کی تقریر

اخبار "آسام ٹریبون" کے دفتر میں مقامی جرنلسٹوں کو خطاب کرتے ہوئے نشر و اطلاعات کے منسٹر آف سٹیٹ شری کے دواکر نے بتایا کہ اگلے چند مہینوں میں گوہاٹی میں ایک دس کلوواٹ کا ٹرانسمیٹر لگایا جائے گا جس کی بدولت کل آسام کے لوگ ریڈیو پروگرام سن سکیں گے۔

وزیر موصوف شیلانگ میں دو دن کے قیام کے بعد ۱۶ اپریل کی صبح کو گوہاٹی پہنچے جہاں مقامی جرنلسٹوں کی ایسوسی ایشن نے روزنامہ "آسام ٹریبون" کے دفتر میں ان کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا۔ وزیر موصوف نے اس تقریب پر ایک تقریر کی۔ انھوں نے کہا کہ جب تک صوبہ کے ریڈیو سٹیشنوں کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوتا لوگ موجودہ طاقتور ٹرانسمیٹر سے پوری طرح مستفید نہیں ہو سکیں گے۔ مثال کے طور پر دریائے برہمپتر کے پانی کو نہروں یا پمپوں کے ذریعہ کھیتوں تک نہیں لے جایا جاتا تو لوگوں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر ریڈیو سننے کے لئے مناسب سہولتیں مہیا نہیں کی جائیں گی تو ایک بہتر ٹرانسمیٹنگ اسٹیشن کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

شری دواکر نے کہا کہ جس طرح امیر اور متمول لوگ خیراتی اداروں کے لئے چندے اور عوامی لائبریریوں کے لئے کتابیں بطور عطیہ دیتے ہیں۔ اسی طرح انھیں اب دیہاتوں کے لئے ایسے ریڈیو سیٹ دینے چاہئیں جنہیں عام لوگ مل کر سنیں۔ وزیر موصوف نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ اگرچہ ٹرانسمیشن اور دیگر ٹیکنیکل نکات کے لحاظ سے ہندوستان دنیا میں چوتھے درجہ پر ہے لیکن ریڈیو سیٹوں کی تعداد کے لحاظ سے ایک ملک کے سوا باقی سب سے پیچھے ہے۔

عوام کو خواندہ بنانے کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے شری دواکر نے پڑھے لکھے لوگوں پر زور دیا کہ وہ اپنا علم زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں۔ علم کو بالکل اپنی ذات تک محدود رکھنا ایسا ہی غیر سماجی فعل ہے جیسا کہ دولت کو اپنے آرام کے لئے جمع کرنا۔ انھوں نے الگ تھلگ رہنے کی خواہش کی مذمت کی اور کہا کہ ہندوستان کے پڑھے لکھے لوگوں کے ایک طبقہ میں جو الگ تھلگ رہنے کا رجحان دیکھنے میں آتا ہے وہ علم کی اجارہ داری کے مترادف ہے۔ انھوں نے کہا کہ علمی سرمایہ کے بینک میں ہر پڑھے لکھے شخص کی رقم ملک کے ان پڑھ اور کم پڑھے لکھے لوگوں کے استعمال کے لئے ہونی چاہئے۔

جرنلسٹوں کے جلسے میں تقریر کرنے سے پیشتر شری دواکر مقامی کستوربا آشرم میں گئے جہاں تقریباً تیس عورتوں کو سماج سیوا کی تربیت اور بنیادی تعلیم دی جا رہی ہے۔ ان میں قبائلی علاقوں کی کچھ عورتیں بھی شامل ہیں۔ وزیر موصوف نے آشرم کے مختلف حصوں کا معائنہ کیا اور کویوں سے ریشم نکالنے کے کام کو دیکھا۔ آشرم کے کام کی تعریف کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ کسی بھی ملک میں سماج سیوا کا جامع پروگرام اکیلی حکومت پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا سکتی۔ حکومت کی مساعی کے ساتھ رضاکارانہ طور پر غیر سرکاری کوشش بھی ہونی چاہئیں۔ انھوں نے کہا کہ آسام مہیلا سمتی کو دیکھنے کے بعد انھیں معلوم ہوا ہے کہ سماج سدھار کے لئے آسام کی عورتیں کیا کچھ کر رہی ہیں۔ اس سمتی میں ۲۰۰۰ عورتوں کے نام درج ہیں اور اس کی ایک سو شاخیں ہیں۔

شری دواکر نے گوہاٹی کے عجائب گھر کا معائنہ کیا۔ انھوں نے وہاں قدیم سنگتراشی اور دستکاری کے جو نمونے دیکھے ان میں آسام کی ایک قدیم تاریخ جسے آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے اہوم راجوں کے وزیر اعظم نے لکھا تھا اور درخت کی چھال پر لکھی ہوئی ایک رنگا رنگ کتاب کی جلد خاص دلچسپی کی باعث تھی۔

ریشم کی صنعت کے مرکزی بورڈ کا اجلاس

ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی کی افتتاحی تقریر

ہند میں ریشم کی صنعت کے مرکزی بورڈ کا پہلا اجلاس ۲۷ اپریل کو بنگلور میں شروع ہوا۔ ہند سرکار کے وزیر صنعت و رسد ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے اس کا افتتاح کرتے ہوئے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا:

یہ بورڈ مرکزی حکومت صوبائی اور ریاستی حکومتوں۔ ریشم پیدا کرنے والے بڑے بڑے علاقوں اور ریشم کی صنعت سے تعلق رکھنے والے مختلف شعبوں کے ماہرین کے درمیان تعاون اور میل جول پیدا کرنے والا ادارہ ہے۔ جیسا کہ تمام گھریلو دستکاریوں میں قاعدہ ہے ریشم کے کیڑے پالنے اور ریشم کی صنعتوں کی ابتدائی ذمہ داری صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو اٹھانی پڑے گی

یہ اجلاس چونکہ بورڈ کا پہلا اجلاس ہے اس لئے ہمیں کچھ رسمی کارروائیاں اور اندرونی تنظیم کے چند مسائل طے کرنے ہونگے میں محسوس کرتا ہوں کہ ریشم کے کیڑے پالنا اور کچے ریشم کی صنعت ایک پیچیدہ کام ہے اور اکثر طور پر حد درجہ ٹیکنیکل نوعیت کا ہوتا ہے۔ اس صنعت کے مسائل دیہاتی اور زرعی اقتصادیات سے وابستہ ہیں۔

ہندوستان ان چند ایک ممالک میں سے ہے جن میں زمانہ قدیم میں ریشم کی صنعت پہلے پہل جاری ہوئی تھی چونکہ ریشم کی صنعت ہماری بہت پرانی صنعت ہے اس لئے اس سے نہ صرف ہماری ضروریات پوری ہونی چاہئیں بلکہ بہت زیادہ مقدار برآمد کرنے کے لئے بھی ہونی چاہئے گزشتہ ۵۰ برسوں میں جہاں چین نے اپنی ریشم کی برآمد کو دوگنا کر لیا جاپان نے چار سو فی صدی تک اور اٹلی نے پچاس فی صدی تک اپنی برآمد کو بڑھا لیا۔ ہمارے ملک کی برآمد گھٹتے گھٹتے صفر تک جا پہنچی۔

ایک اور قابل غور امر یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جو خام ریشم پیدا ہوتا ہے اس پر بہت زیادہ لاگت آجاتی ہے جہاں جاپان اور اٹلی میں پندرہ روپے فی پونڈ خرچ آتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہندوستان میں خام ریشم کی پیداوار کی لاگت ۴۰ روپے فی پونڈ ہے ان حالات کی موجودگی میں سودیشی صنعت کو غیر ملکی درآمد سے جو خطرہ درپیش ہے ہند سرکار اس سے پوری طرح آگاہ ہے۔ موجودہ حالات میں اس صنعت کو زندہ رکھنے کا ایک ہی طریقہ نظر آتا ہے۔ اور ہند سرکار نے ٹیرف بورڈ کی سفارش پر خام ریشم کی درآمد پر حفاظتی محصول لگا رکھا ہے لیکن یہ ایک عارضی اقدام ہے اور ایک سو پچاس فی صدی کا موجودہ حفاظتی محصول ہمیشہ جاری نہیں رکھا جا سکتا اگر ریشم کی صنعت کو زندہ رہنا ہے تو اس کی پیداوار بڑھانی ہوگی اور اس کی لاگت کو کم کر کے عمدگی میں اضافہ کرنا ہوگا

ہمارے ملک میں ریشم کو ابھی تک ہاتھ سے کاتا جاتا ہے۔ صنعت کو ترقی دینے کے لئے ہمیں یہ کام مشینوں سے کرنا ہوگا لیکن خیال رکھنا ہوگا کہ یہ صنعت لازمی طور پر ایک دیہاتی صنعت بنی رہے میں تو یہ بھی کہونگا کہ نہ صرف ریشم کاتنے والوں بلکہ ریشم کے کیڑے پالنے والوں اور ریشم بننے والوں کی کواپریٹو سوسائٹیاں ہونی چاہئیں۔

میرے خیال میں بورڈ کو ایک سائنسی سب کمیٹی قائم کرنی چاہئے جس میں چند مشہور سائنس دان بھی شامل ہوں یہ کمیٹی بورڈ کو ان بنیادی طریقوں کے بارے میں مشورہ دیگی جو صنعت کی ترقی کے لئے اختیار کئے جانے چاہئیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ہمارے پاس نہایت اعلیٰ درجہ کے تربیت یافتہ ماہرین ہوں اس لئے میں تجویز کرونگا کہ بورڈ اس امر پر غور کرے کہ اعلیٰ تربیت حاصل کرنے کے لئے کچھ لوگوں کو جاپان فرانس اٹلی میں وظیفے دے کر بھیجا جائے یہ وظیفے چنے ہوئے افسروں کو دئے جائیں جو پہلے ہی سے کسی صوبائی یا ریاستی حکومت کے ماتحت ریشم کی صنعت سے متعلقہ کام پر مامور

ہوں۔ بورڈ کے سامنے بہت وسیع اور کئی طرح کا مشکل اور پیچیدہ کام ہے۔ بورڈ کی رہنمائی پر نہ صرف ہمارے ملک کی دیہاتی آبادی کے کافی بڑے حصے کی خوشحالی کا دار و مدار ہے بلکہ ہندوستان کی ایک بڑی صنعت کا مستقبل بھی اسی پر منحصر ہے۔ میں آپ سب معززین سے تعاون چاہتا ہوں تاکہ ہم جلد از جلد اس بڑے کام کو سرانجام دے سکیں۔ ہند سرکار کی طرف سے میں آپ کو سرگرم حمایت اور پورے پورے تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔

ریاست میسور کے وزیر اعظم شری کے سی ریڈی نے ایک مختصر تقریر میں اپنی حکومت کی طرف سے کہا کہ وہ اس بورڈ کے آل انڈیا ہیڈ کوارٹر اپنے ہاں قائم کرنا منظور کرتے ہیں۔ شری این راما راؤ ریاست میسور ایک سال کے لئے۔ بورڈ کے نائب صدر چنے گئے اور شری ایس کے چودھری تین برس کے لئے بورڈ کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔

سرمایہ اور صنعت کی ترقی

کارخانہ داروں سے وزیر مالیات کی بات چیت

موجودہ اور نئی صنعتوں کے لئے ضروری سرمایہ حاصل کرنے کی راہ میں کارخانہ داروں کو جن مشکلات کا سامنا ہے۔ ان کے بارے میں ہند سرکار کے وزیر مالیات آنریبل ڈاکٹر جان متھائی نے ۲۷ اپریل کو بمبئی میں کارخانہ داروں کی کل ہند جماعت کی کمیٹی کے ارکان سے غیر رسمی بات چیت کی۔

شری وشویشوریہ نے وزیر مالیات کا سواگت کرتے ہوئے مختلف مسائل کا ذکر کیا جن میں آمدنی کے مختلف ذریعوں کا ٹیکس، منافع کی حد بندی، روزمرہ کی اشیا کی درآمد اور اعداد و شمار کی موزوں تفصیل کی ضرورت شامل تھے۔ جماعت کی طرف سے وزیر مالیات کو ایک یادداشت پیش کی گئی۔ جس میں کہا گیا کہ سال رواں کے بجٹ میں جو سہولتیں دی گئی ہیں۔ وہ سرمایہ لگانے کی ترغیب دینے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ اور مالی حالت کو اس قدر ترقی نہیں دی گئی کہ صنعتی سرگرمیوں کے لئے مناسب سرمایہ مہیا ہو سکے۔ یادداشت میں اس بات پر زور دیا گیا کہ نئی صنعتیں شروع کرنے کے لئے نجی کوششوں کی ہر ممکن امداد کی جائے اور انہیں کام کرنے کا پورا موقع دیا جائے۔ چونکہ افراط زر کا مقابلہ کرنے اور معیار زندگی کو بڑھانے کے لئے یہ اہم ہے کہ زیادہ سے زیادہ اشیا تیار کی جائیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ اشیا تیار کرنے کے کام پر ٹیکسوں کا غیر مناسب بوجھ نہ ڈالا جائے۔

کمیٹی کے ارکان سے غیر رسمی بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر جان متھائی نے کہا کہ انہیں صنعتوں کی موجودہ حالت اور ضروری سرمایہ کے مسائل کے سلسلہ میں صنعت کاروں اور کارخانہ داروں سے مل کر خوشی ہوئی۔ صنعت میں زیادہ سرمایہ لگانے کے لئے لوگوں کو بچت کرنی چاہئے۔ اور بھروسے سے روپیہ لگانا چاہئے۔

بھروسہ پیدا کرنے کے لئے قومی حکومت نے وہ سب کچھ کیا ہے جو کوئی بھی حکومت موجودہ حالات میں کر پاتی۔ وزیر موصوف نے کہا کہ نجی بیوپار میں کچھ نقصان ہونے کا خدشہ یقینی ہے۔ اور ان کے خیال میں اس نقصان کا خطرہ دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں کسی طرح زیادہ نہیں۔

اشیا کی قیمتوں میں کمی۔ بجٹ کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے وزیر مالیات نے کہا۔ کہ اس کا قیمتوں کی موجودہ اونچی سطح سے گہرا تعلق ہے اجناس خوردنی کے سوا باقی اشیاء کی قیمتوں میں کمی ہوتی نظر آ رہی ہے اور امید ہے کہ اگلے چند مہینوں میں اجناس خوردنی کی قیمتیں بھی کم ہو جائیں گی۔

صنعتوں کے بل کے ذریعہ مرکزی کنٹرول کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر جان متھائی نے کہا۔ کہ بعض حلقوں میں جو خدشات پائے جاتے ہیں۔ وہ حق بجانب نہیں ہیں۔ بل کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ صنعتوں کے نظم و عمل میں اور زیادہ یکساں پالیسی سے کام لیا جائے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو صنعتوں کی رفتار ترقی غیر منظم ہوگی۔ اور بالآخر ملک کے مفاد کے لئے مضر ہوگی۔ ڈاکٹر متھائی نے کہا کہ انہیں اس سے کوئی انکار نہیں کہ سلیکٹ کمیٹی کے لئے بل کی دفعات میں اصلاح کرنے کی گنجائش ہے۔ لیکن انہیں یقین ہے۔ کہ مجموعی طور پر یہ قدم سود مند ثابت ہوگا۔

پبلسٹی کا مقصد اور اسے حاصل کرنے کے طریقے

شری آر آر دِواکر کی ریڈیائی تقریر

آل انڈیا ریڈیو کے کلکتہ اسٹیشن سے تقریر کرتے ہوئے مہاپریل کی رات کو وزارت نشر و اطلاعات کے منسٹر آف سٹیٹ شری آر آر دواکر نے کہا "پبلسٹی کے مقصد اور اسے حاصل کرنے کے طریقے" کے موضوع پر خیالات کا اظہار کرنے سے پیشتر میں آسام اور بنگال کے لوگوں کی اس بے اندازہ مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے ان کے صوبوں میں میرے پہلے دورے کے دوران میں دکھائی ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ہمارے سرحدی صوبے ہیں اور ان کے مسائل ہمارے مسائل ہیں ہمارے سماجی معاشی اور سیاسی مفاد ناقابل تقسیم ہیں آزاد ہندوستان میں نا اصلوں اور سطحی اختلافات کی پرواہ نہیں کی جانی چاہئے ملک کی ہر زبان ہماری اپنی زبان ہے اور ملک کا کوئی صوبہ ہم سے دور نہیں ہندوستان کے ہر شہری کو ملک کے سب صوبے زبان اور مذہب کے متعلق زیادہ سے زیادہ واقفیت حاصل کرنی چاہئے اس طرح ہم اپنی قدیم ثقافت کے مشترکہ رشتے کا احساس کریں گے اور یہی احساس ہماری ترقی کا باعث ہوگا۔

پبلسٹی پراپیگنڈا سے ایک بالکل مختلف چیز ہے پراپیگنڈا کسی ایک پارٹی یا سیاسی اقتدار کے لئے کیا جاتا ہے۔ ڈکٹیٹروں نے اس کے ذریعہ عوام کی عقل سلیم کو معطل کیا اور ہر معاملہ کے لئے اپنے فیصلے منوائے اس کے برعکس پبلسٹی صحیح اور بروقت اطلاعات پہنچاتے ہوئے حق کی خدمت کرنا چاہتی ہے پبلسٹی کے ذریعہ حقائق کی تفصیل بہم پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے صحت مند بحث مباحثے کی فضا پیدا کی جاتی ہے تاکہ صحیح معنوں میں حقیقی جمہوریت قائم ہو جائے کیونکہ جمہوریت ان فیصلوں کا نچوڑ ہے جو اکثریت کے فیصلے پر مبنی کارروائی اور معتبر اعداد و شمار پر آزادانہ غور و خوض کرنے کے بعد کئے گئے ہوں۔

عمل کی اہمیت پبلسٹی کو عمل یا کامیابی کا بدل نہیں سمجھا جانا چاہئے پبلسٹی ہمیشہ کسی کام کے آغاز سے پہلے یا اس کے اختتام پر کی جاتی ہے عمل کے بغیر پبلسٹی کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

پبلسٹی کا مقصد یہ ہے کہ عام لوگوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیا جائے انہیں اس کارروائی کی اطلاع دی جائے جو ہو چکی یا ہونے والی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ صداقت کو پبلسٹی سے ہمیشہ ہر طرح کا فائدہ ہوتا ہے اور جھوٹ کو اس سے ہر طرح کا نقصان اور سچائی ظاہر ہو جاتی ہے اور اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے نیکی کو تقویت ملتی ہے۔ انسان بنیادی طور پر صداقت پسند ہے صداقت کا رہنا اسے تقویت دیتا ہے بخلاف اس کے جھوٹ کا افشا ہی اس کی موت ہے۔

آج اطلاعات اور پبلسٹی کی اہمیت کو ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے متحدہ اقوام کے بین الاقوامی ادارے نے اطلاعات کی آزادی کو اپنے چارٹر میں شامل کیا ہے آج تمام قومیں اس فکر میں ہیں کہ دنیا میں ان کے بارے میں صحیح اطلاعات پہنچیں۔ ظاہر ہے کہ پبلسٹی کو ایک اہم اور علمی درجہ حاصل ہے چنانچہ اس کام کے کرنے والوں کی ذمہ داری قدرتی طور پر بڑھ جاتی ہے ہمیں اپنے ملک میں ایک نئی اور بڑی جمہوریت کے فرائض کو پورا کرنا ہے ہندوستان کی جمہوریت کا کام صرف اپنی حفاظت کرنا اپنے ملکی نظام کو موزوں ترتیب دینا اور اپنے وجود کو حق بجانب قرار دینا ہی نہیں بلکہ پریشان اور مضطرب دنیا میں امن قائم کرنا بھی ہے۔

پبلسٹی کا ذریعہ سائنس کی نت نئی ایجادوں سے پبلسٹی کے ذرائع دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ پریس۔ ریڈیو اور فلم بہت سے نئے طریقوں سے اپنا کام کر رہے ہیں اور اب ٹیلی ویژن آنے والا ہے۔ پریس ریڈیو اور فلم کے ذریعہ آج دور دراز کے لوگوں کو ایک دوسرے تک رسائی حاصل ہے اور تصاویر اور الفاظ کی صورت میں ہر وقت کے حالات سب کے سامنے آ جاتے ہیں۔ بعض صورتوں میں دیکھا گیا ہے کہ لوگ تصاویر کو نسبتاً زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ ان کو سمجھنے میں آسانی رہتی ہے ہر شخص جو دیکھ سکتا ہے تصاویر کی صورت میں دنیا کی ۲۷۰۰ زبانوں کو کسی نہ کسی حد تک سمجھ سکتا ہے اس طرح تصویر کو دنیا بھر کے لوگوں کی قومی زبان کہا جا سکتا ہے ایک طرح

سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ زبان کی نسبت تصویر ایک واقعہ کو زیادہ اچھی طرح پیش کر سکتی ہے۔

سرکاری پبلسٹی۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے پبلسٹی کے میدان میں اس کی سرگرمیاں قدرتی طور پر محدود ہیں۔ لوگوں کی منتخبہ اور سرِ دست حکومت ایک بڑے ادارے کی طرح کام کرتی ہے جس کو کچھ فرائض اور کچھ ذمہ داریاں پوری کرنی ہوتی ہیں۔ حکومت کے پبلسٹی کے محکمے اس ادارے کے حصے ہوتے ہیں۔ اور ان کے بڑے بڑے فرائض حسب ذیل ہوتے ہیں۔ تعلقات عامہ، مختلف وزیروں کی سرگرمیوں کے بارے میں اطلاعات۔ حکومت کے مسائل اور منصوبوں کی تفسیر اور تشریح لیکن اس کے ساتھ ایک درجن زبانوں سے زیادہ کے ذریعہ وسیع ہندوستان کے عوام تک پہنچنے کا مسئلہ ہے۔

پبلسٹی کا مقصد

علاوہ ازیں مختلف طریقوں سے ملک کی خدمت کرنے والوں کی صحت مند سرگرمیوں کی پبلسٹی کرنے کا کام ہے۔ یہ اور ایسے دیگر کام پریس اور پبلسٹی کے دوسرے وسیلوں کے ذریعہ ہونے چاہئیں۔ اس لحاظ سے پبلسٹی تمام مذکورہ وسیلوں میں رابطہ قائم کرنے کے لئے ایک زبردست کوشش ہے۔

ہماری پبلسٹی کا مقصد ملک کے عوام کی ترقی اور خوشحالی ہے۔ چونکہ پبلسٹی کا بڑا مقصد لوگوں کو صحیح اطلاعات پہنچانا ہے تاکہ وہ مناسب فیصلے کر سکیں اس لئے پبلسٹی کرنے والوں کو اپنی مصروفیات کے لئے اشتراک کرنا چاہئے تاکہ ہم مقاصد میں پوری کامیابی حاصل ہو۔ دوسرے معاملوں کی طرح یہاں بھی مقاصد اور کامیابی میں ایک فرق ہے۔ لیکن سب سے ضروری معاملہ تو یہ ہے کہ ایمانداری سے کام کیا جائے۔ اگر ہم اپنا کام دیانتداری سے کرتے ہیں تو ایک طرح سے ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ اور ناکامی سے مایوس نہیں ہوتے۔ احساس فرض ہمیں مزید کوشش کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

ان کی اہمیت۔ نئے اور آزاد ہندوستان میں جرنلسٹوں، مصنفوں، آرٹسٹوں، ناشروں، سینما کے مالکوں اور دیگر ایسے لوگوں کے کندھوں پر بھاری ذمہ داری ہے لیکن تمام صحت مند سرگرمیوں کے لئے ان کی ضرورت ہے۔ جمہوریت کا پودا انتشار اور تشدد کی فضا میں نہیں پنپ سکتا۔ جمہوریت طاقت کے قانون کی نہیں بلکہ عقل کے قانون کی قائل ہے۔ مجھے امید ہے کہ آنے والے دنوں میں ہم اپنے فرائض کو ایسے ہی ایمانداری سے کر پائیں گے جیسے کسی اور ملک کے لوگ کر پاتے ہیں۔

۱۱۔ اپریل ۱۹۴۹ء کو اطلاعات و نشریات کے منسٹر آف سٹیٹ شری آر۔ آر۔ دیواکر نے شیلانگ میں ایک پریس کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ہندوستان کا جو آئین اس وقت مرتب کیا جا رہا ہے اس کے مطابق تقریباً ۱۶ کروڑ لوگوں کو حق رائے دہندگی ملے گا اور ہندوستان دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت بن جائے گا۔

رائے دہندگان کی اس بڑی تعداد کو جمہوریت کی بنیادی تعلیم دینا اور اعلیٰ شہریت کے اصول قائم کرنا اخبارات اور اطلاعات کی سرکاری نظامتوں کا کام ہے۔

جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے ہندوستان کے شانوں پر اپنی جغرافیائی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنے رقبہ، تمدن اور گزشتہ روایات کی وجہ سے ایشیائی اور کل عالمی سیاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ سیاسی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ اقتصادی اور سماجی حیثیت سے بھی مضبوط ہو۔ اگر ملک کے معیار زندگی، تعلیم، صحت اور صنعتی پیداوار میں فوری ترقی مقصود ہے تو پھر یہ ضروری ہے کہ عوام کو اس بات کا احساس کرایا جائے کہ ایک آزاد اور جمہوری ملک کے شہریوں کی حیثیت سے ان کی ذمہ داری کیا ہے۔ حکومت جو منظم نشر و اشاعت کرتی ہے اس کا اور اخبارات کے سرگرم تعاون کا یہی مقصد ہونا چاہئے۔

نشر و اشاعت کے مختلف ذرائع کا ذکر کرتے ہوئے شری آر۔ آر۔ دیواکر نے کہا کہ چونکہ بہت کم لوگ لکھے پڑھے ہیں اس لئے مطبوعہ لٹریچر عوام تک نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ فلم اور ریڈیو ایسی حالت میں بے حد کارآمد ہیں۔ گاؤں والوں کو ریڈیو سے فائدہ اٹھانے کا موقع اسی صورت میں دیا جا سکتا ہے جب کہ انہیں سستے ریڈیو مل سکیں۔ حکومت ہند یہ چاہتی ہے کہ ہندوستان میں ایسے سستے اجتماعی ریڈیو سیٹ بنائے جائیں جو بجلی کے بغیر چل سکیں۔

سوالوں کا جواب دیتے ہوئے شری دیواکر نے کہا کہ یہ قدرتی امر ہے کہ تفریح و اطلاع کے لئے مختلف ریڈیو اسٹیشن علاقائی زبان سے زیادہ کام لیں۔ لیکن قومی بھاشا کو معیاری نشریات میں جائز مقام ملنا چاہئے۔ ورنہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ لوگوں میں تنگ نظری اور مقامی و صوبائی تعصب بڑھ جائے گا۔

فنون لطیفہ۔ ادبیات اور ناٹک سے متعلقہ تین کانفرنسوں کا انعقاد

قومی ثقافتی ٹرسٹ قائم کیا جائے گا

ملک کی ثقافت اور فنون لطیفہ کے فروغ اور ترقی کے لئے ہندسرکار ایک قومی ثقافتی ٹرسٹ قائم کرنے کی اسکیم پر غور کر رہی ہے توقع تھی کہ یہ ٹرسٹ جلد قائم ہو جائے گا لیکن موجودہ مالی مشکلات کی وجہ سے اس کے قیام کو ملتوی کر دیا گیا ہے تاہم حکومت کی یہ خواہش ہے کہ جہاں تک موجودہ حالات اجازت دیں ملک میں ثقافتی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ لہذا اس سال کے دوران میں وزارت تعلیم تین کانفرنسیں منعقد کرنے کا خیال رکھتی ہے جن میں قومی ثقافت کو فروغ دینے اور اس کی سرگرمیوں کو تحقیقی فکر و عمل کی راہ پر لگانے کے لئے تدابیر و وسائل پر غور کیا جائے گا۔

توقع ہے کہ فن مصوری کی کانفرنس جولائی میں ہوگی۔ اس کانفرنس میں حسب ذیل امور پر غور و خوض ہوگا۔ مصوری کی ہندوستانی طرزوں اور لوک کلا کو ترقی دینے کے اقدام، فن کاروں اور عام لوگوں میں جمالیاتی حس اور تخلیقی عمل کو بڑھانا، بیوپاری کلا کی ترقی اور ہندوستانی ڈیزائن کا استعمال۔ اس کانفرنس میں ان طریقوں پر بھی غور کیا جائے گا جن سے صوبائی و ریاستی حکومتوں، فنون لطیفہ کی درسگاہوں اور فن کاروں کے تعاون سے فنون لطیفہ کو ترقی دینے کے منصوبوں کو زیر عمل لایا جا سکے۔ اس کانفرنس میں صرف ملک کے سرکردہ فن کاروں اور ناقدین کو ہی بلایا جائے گا۔ صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو بھی اپنے نمائندے بھیجنے کے لئے کہا جائے گا۔

ہندوستان کے مصنفوں اور ادیبوں کی بھی ایک کانفرنس بلائی جائے گی۔ اس میں حسب ذیل امور پر سوچ بچار ہوگا۔ موجودہ ہندوستانی ادبیات کی اصلاح و ترقی۔ سائنسی کتابوں کی اشاعت اور انہیں مقبول بنانے کے اقدام اور ہندوستان میں مستند قاموس (انسائیکلوپیڈیا) کی ترتیب۔ مختلف زبانوں کی بہترین کتابوں کو ہندوستان میں مختلف زبانیں بولنے والوں تک پہنچانے کے مسئلہ پر بھی غور کیا جائے گا۔ اس کانفرنس میں مختلف علاقوں کے رجحانات کا جائزہ لیا جائے گا۔ اور ان میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے مسئلہ پر غور کیا جائے گا۔

تیسری کانفرنس ناٹک کے فن اور علم سے متعلق ہوگی۔ اور اس میں ہندوستانی ناٹک کے فروغ کے لئے ادبی ناٹک کے علاوہ ڈرامہ کی مندرجہ ذیل اصناف پر بھی غور کیا جائے گا۔ کٹھ پتلی کے تماشے، تینیوں کے ناٹک۔ ناچ ناٹک، سماجیہ سوانگ اور سنگیت ناچ، دیہاتی علاقوں میں ناٹک کھیلنے اور قومی ناٹک کو ترقی دینے کے لئے غیر ملکی ڈراموں کے ترجموں اور استعمال کے مسائل پر بھی غور کیا جائے گا۔

ہندوستانی سنگیت اور ناچ کے متعلق فی الحال کانفرنس بلانے کی کوئی تجویز نہیں ہے۔ البتہ ناٹک کی کانفرنس میں اس سے متعلقہ جو امور پیش آئیں گے۔ ان پر سوچ بچار کیا جائے گا۔ اس سے پیشتر ہندسرکار کی طرف سے لکھنؤ اور مدراس میں بالترتیب ہندوستانی اور کرناٹک سنگیت کے دو ادارے قائم کئے جا چکے ہیں۔ یہ ادارے متعلقہ صوبائی حکومتوں کے تعاون سے قائم کئے گئے ہیں۔

پتھر کے کوئلہ کی قیمتوں میں کمی

۱۲ اپریل ۱۹۴۹ء کے گزٹ آف انڈیا (غیر معمولی) میں شائع ہونے والے اعلان کی رو سے گریڈ نمبر ۱۔ اے۔ اور گریڈ نمبر ۱۔ بی کے کوئلہ کی قیمتوں میں علی الترتیب ایک روپیہ ۲ آنہ اور ۲ روپیہ چار آنہ فی ٹن کی کمی ہوئی ہے۔ اور اب گریڈ نمبر ۱۔ اے کے کوئلے کی نئی قیمتیں فلیکسو سس اور کوئلے کے چورے کے لئے گیارہ روپیہ بارہ آنہ۔ اور اسٹیم کول۔ کوئلے کے ٹکڑوں اور بھٹی کے لئے ۱۲ روپیہ ۱۲ آنہ ہوگی۔ گریڈ نمبر ۱۔ بی کے کوئلے کی مذکورہ بالا اقسام کی قیمتیں علی الترتیب دس روپیہ ۹ آنہ اور ۱۱ روپیہ ۹ آنہ ہوں گی۔

نام نہاد امریکن یونیورسٹیوں کے سرٹیفکیٹ اور ڈگریاں

ہند سرکار اُن کو تسلیم نہیں کرتی

بہت سے لوگوں کی طرف سے ہند سرکار سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ ہندوستان میں امریکن یونیورسٹیوں کی جو ایجنسیاں ڈگریاں اور ڈپلومے دیتی ہیں، وہ کہاں تک مستند ہیں اور ان کی قدر و قیمت کیا ہے۔ ان یونیورسٹیوں میں انٹرنیشنل یونیورسٹی آف ڈیلاویئر امریکہ، دی چارٹرڈ یونیورسٹی آف برن، امریکہ، دی نیشنل یونیورسٹی آف کیلوریڈو اور دی میٹرو پولیٹن یونیورسٹی آف ڈیلاویئر امریکہ شامل ہیں۔

امریکہ کے محکمہ تعلیم کی طرف سے کالجوں اور یونیورسٹیوں اور سکولوں کی جو سرکاری فہرست شائع ہوتی ہے، اس میں نیشنل یونیورسٹی آف کیلوریڈو کا کوئی ذکر نہیں۔ نہ ہی اس یونیورسٹی کا نام ان منظور شدہ تعلیمی اداروں کی کسی فہرست میں ہے جن سے محکمہ تعلیم واقف ہے۔

تحقیقات کے بعد معلوم ہوا ہے کہ چارٹرڈ یونیورسٹی آف برن امریکہ دوسرے ناموں سے بھی کام کر رہی ہے مثلاً "چارٹرڈ یونیورسٹی آف امریکہ" "دی نیشنل یونیورسٹی ان کارپوریٹڈ" اور غالباً اس کے اور بھی نام ہیں۔ ہند سرکار کو اطلاع ملی ہے کہ واشنگٹن کے فیڈرل ٹریڈ کمیشن نے اس یونیورسٹی کے ساتھ یہ طے کیا ہے کہ آئندہ یہ ادارہ اپنے نام کے ساتھ "یونیورسٹی" "میڈیکل کونسل" یا "بورڈ آف ایگزامینیشنز" یا دیگر ایسے الفاظ استعمال نہ کرے جس سے اس کے بارے میں یہ گمان پیدا ہو کہ یہ امریکہ میں فروغ تعلیم کا ایک ادارہ ہے۔

(۱) ڈپلومے، ڈگریاں، سرٹیفکیٹ یا دیگر ایسی دستاویز جاری نہ کرے جن سے یہ ظاہر ہو کہ یہ ایک منظور شدہ تعلیمی ادارے کے فرائض کو نبھا رہی ہے، اور کہ کوئی اچھا کالج یا یونیورسٹی ان ڈپلوموں یا ڈگریوں کو تسلیم اور منظور کرتی ہے۔

ہند سرکار اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتی ہے کہ مذکورہ بالا اداروں کی کوئی ڈگری، ڈپلومہ، سرٹیفکیٹ یا ٹائیٹل کو کسی بھی مستند مقصد کے لئے تسلیم یا منظور نہیں کیا جائے گا۔ چونکہ ہندوستان کے اکثر لوگوں میں یہ خواہش ہونے کا امکان ہے کہ وہ امریکہ سے ایسی سندیں حاصل کریں جنہیں عام طور پر منظور کیا جائے، اس لئے ہند سرکار مذکورہ بالا اطلاع دینا اپنا فرض سمجھتی ہے۔

ہند سرکار یہ بھی بتا دینا چاہتی ہے کہ ایسے نام نہاد تعلیمی ادارے اکثر اپنے نام اور مقام بدل لیتے ہیں اور لوگوں پر یہ جتلانا چاہتے ہیں کہ وہ نئے اور مستند تعلیمی ادارے ہیں۔

ان نام نہاد تعلیمی اداروں میں سے کچھ ادارے ہندوستان میں رجسٹریشن آف سوسائیٹیز ایکٹ ۱۸۶۰ کے ماتحت رجسٹرڈ ہیں اور اس اندراج سے وہ لوگوں میں یہ خیال پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ انہیں ایسے ڈپلومے، سرٹیفکیٹ یا ڈگریاں دینے کا حق اور اختیار ہے جنہیں عام طور پر منظور کیا جائے گا۔ لہٰذا عوام کی اطلاع کے لئے یہ مشتہر کیا جاتا ہے کہ کسی ادارے کا محض ہندوستان میں رجسٹرڈ ہونا اس بات کی ضمانت نہیں کہ حکومت کی طرف سے کوئی اختیار دیا گیا ہے۔

عنقریب ہی ماسٹر تارا سنگھ کو کسی پہاڑی مقام پر منتقل کر دیا جائے گا

سکھ فرقہ کے کچھ حلقوں میں یہ کہا جا رہا ہے کہ جیل میں ماسٹر تارا سنگھ سے اچھا سلوک نہیں ہو رہا ہے جس کے نتیجے کے طور پر ان کی صحت خراب ہو گئی ہے۔

ایسی اطلاعات بالکل بے بنیاد ہیں۔ ماسٹر تارا سنگھ کی صحت مسلسل بہتر ہو رہی ہے۔ ان کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے وہ شاہی قیدیوں کے قواعد کے مطابق ہے۔ جن کی رو سے انہیں غذا، ملاقاتوں اور خط و کتابت کے بارے میں خاص رعائتیں حاصل ہیں۔ گرمی کے موسم کے پیش نظر انہیں باہر سونے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ اب حکومت نے انہیں کسی پہاڑی مقام پر منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مال واسباب کے کرایوں کی شرح کی پڑتال

حکومت کی طرف سے ٹریبونل قائم کردیا گیا

کولھاپور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر۔ این۔ ایس لوکور کو اس ٹریبونل کا پہلا صدر مقرر کیا گیا ہے جو ریلوے کے کرایوں کی شرح کا جائزہ لینے کے لئے بنایا گیا ہے۔ الہ آباد کے بیرسٹر مسٹر ایل۔ ایم رلئے اور اڑیسہ ہائی کورٹ کے ایڈوکیٹ مسٹر سوری پرشاد مہوترہ اس ٹریبونل کے ارکان ہونگے۔ ایم اینڈ ایس ایم ریلوے کے ڈپٹی جنرل مینجر مسٹر ایس آر کالیہ ناریمان اس ٹریبونل کے سیکرٹری ہونگے۔

سامان کے کرایہ کے متعلق محکمہ ریلوے کی پالیسی کی تشکیل کے لئے ریلوے ریٹس ٹریبونل کا قیام ایک اہم قدم ہے۔ کرایوں کی شرح مقرر کرنے اور شکایات کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے ایک با اختیار ٹریبونل قائم کرنے کی سفارش ۱۹۲۱ء میں ایکورتھ کمیٹی نے بھی کی تھی۔ اس سفارش کو اس کی اصلی حالت میں منظور نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن ۱۹۲۶ء میں محکمہ ریلوے کی طرف سے ایک ریلوے ریٹس ایڈوائزری کمیٹی قائم کی گئی جو ایک صدر اور دو ارکان پر مشتمل تھی۔ ایک رکن تجارتی مفاد کا نمائندہ تھا اور دوسرا ریلوے کا۔ اس کمیٹی کو ایک قانونی ادارے کا اختیار حاصل نہیں تھا۔ پھر بھی محدود کر دیا گیا تھا کیونکہ کسی شکایت کو کمیٹی کے حوالے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ریلوے بورڈ نے اپنے حق میں مخصوص کر رکھا تھا۔

ہندوستان کی تقریباً تمام ریلوں کے سرکاری انتظام میں آجانے سے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ مال کے کرایوں کی غیر واجب شرح کی غیر منصفانہ تشخیص کے خلاف شکایات سننے کے لئے ایک آزاد جوڈیشل ادارہ بنایا جائے۔ حال ہی میں محکمہ ریلوے نے مال واسباب کی درجہ بندی کے لئے جو تبدیلیاں کی ہیں اس کے پیش نظر مذکورہ بالا جوڈیشل ادارے کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ نومبر ۱۹۴۷ء میں ٹرانسپورٹ کے وزیر ڈاکٹر جان متھائی نے ہندوستان پارلیمنٹ میں کہا کہ موجودہ ریٹس اینڈ ایڈوائزری کمیٹی کی نسبت ایک ایسے آزاد و با اختیار جوڈیشل ادارے کے لئے کافی گنجائش ہے جو غیر جانبداری سے ریلوے کے کرایوں کی شرح کی پڑتال کرے۔ اس ادارے کے اختیارات محض مشاورتی ہی نہ ہوں بلکہ اسے حاکمانہ اختیارات بھی حاصل ہوں۔

ہندوستانی پارلیمنٹ نے ایک ریلوے ریٹس ٹریبونل بنانے کی منظوری ستمبر ۱۹۴۸ء میں دی۔ قانون کے مطابق اس ٹریبونل میں ایک صدر اور دو ارکان ہونگے اور یہ سب کے سب ایسے اشخاص ہونگے جو کافی عرصہ تک اعلیٰ عدالتی عہدوں پر فائز رہے ہوں۔ ٹریبونل کی امداد کے لئے تشخیص و تخمینہ کرنے والے دو گروپ بنائے جائینگے۔ ایک تجارت، صنعت اور زراعت کی نمائندگی کرے گا اور دوسرا ریلوے کی۔ ٹریبونل کے فیصلوں کے بعد کوئی اپیل نہ ہو سکے گی اور ٹریبونل تشخیص و تخمینہ کرنے والوں کی رائے کا پابند نہیں ہوگا۔

ٹریبونل کا دائرہ اختیار۔ ریلوے ریٹس ٹریبونل کو ریلوے افسروں کے اختیار میں رہتے کے متعلق شکایات سننے کا اختیار ہوگا۔ ان میں کرایوں کی غیر واجب شرح۔ اس شرح کے لئے غیر معقول وجوہ اور ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن تک غیر معقول طور پر شرح نہ بتانے کی شکایات شامل ہونگی۔ کسی شے کو اعلےٰ درجے میں شامل کرنے کا اختیار صرف ٹریبونل کو ہی ہوگا۔ اگرچہ مرکزی حکومت کی اجازت کے بغیر اس اختیار سے کام نہیں لیا جائے گا۔ کسی شے کو چھوٹے درجہ میں شامل کرنے کا اختیار مرکزی حکومت اور ٹریبونل دونوں کو ہوگا۔ لیکن جس شے کی پہلی درجہ بندی نہیں ہوئی اسے کسی درجہ میں لانے کا کام صرف مرکزی حکومت کرے گی۔

ٹریبونل صرف مال واسباب کے کرایہ کی شرح سے متعلق ہوگا۔

راجوری پر قبضہ کرنے والی ڈوگرہ بٹالین کی بہادری
نوشہرہ کے قریب فتح کی یاد میں شاندار پریڈ

ڈوگرہ رجمنٹ کی ایک بٹالین نے نوشہرہ کے جنوب میں ایک حسین سایہ دار وادی میں جسے پہاڑ کے گرد بند کہا ہے پچھلے ہفتے کے آخر میں اس بٹالین نے ایک یادگاری پریڈ کی اور ریاست جموں و کشمیر میں اپنی کامیابیوں کی یادگاری تقریب منائی۔ اسی موقعہ پر آج کے دن ایک برس پہلے ہندوستانی فوجوں کے راجوری پر قبضہ کرنے کی سالگرہ بھی منائی گئی۔

جنرل آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل آتما سنگھ نے سلامی لی۔ انہوں نے افسروں اور جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے ڈوگرہ فوجیوں کی بہت تعریف کی۔ انہوں نے کہا کہ ڈوگرے بڑے بہادر دلیر جنگ آزما ہیں۔

ڈوگرہ بٹالین یکم اکتوبر ۱۸۸۷ء کو قائم کی گئی تھی۔ یہ بٹالین تقریباً آسام، برما، بیت چینی اور جزائر شرق الہند میں فوجی خدمات سرانجام دے چکی ہے۔ کشمیر میں فوجی سرگرمیاں شروع ہونے پر یہ ڈوگرہ بٹالین جموں پہنچی۔

آج سے چار برس پہلے برما کی مہم میں اس بٹالین نے سب سے بڑی یہ کامیابی حاصل کی تھی کہ ۲۶ اپریل ۱۹۴۵ء کو دریائے ایراوتی کے کنارے واقع شہر یانگو پر اس بٹالین نے قبضہ کیا تھا۔ جنگی اہمیت کے اس شہر میں داخل ہونے سے پہلے اس بٹالین کو جاپانیوں کی بہت سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے دشمن کو مغلوب کر لیا۔

گزشتہ برس ۱۲ اپریل کو راجوری پر قبضہ کرنے کے لئے ہندوستانی فوجوں نے جب حملہ شروع کیا تھا تو یہی بٹالین سب سے آگے تھی۔ رات کے وقت ڈوگروں نے نوشہرہ سے کوچ کیا اور راجوری جانے والے راستہ پر نوشہرہ سے آٹھ میل شمال کی جانب برولی کے پہاڑی ناکہ پر حملہ آور دشمنوں پر حملہ بول دیا۔ دشمن کی زبردست گولہ باری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ڈوگرے متواتر آگے بڑھتے چلے گئے اور آخر کار انہوں نے اس اہم مقام پر قبضہ کر لیا جسے ناقابل رسائی خیال کیا جاتا تھا۔ حملہ آور دشمن بھاگ کھڑے ہوئے اور ہندوستانی فوجوں نے ٹینکوں کی مدد سے تا تا پانی کی گھاٹی پر قبضہ کر لیا۔ جب ۱۲ اپریل کو ہندوستانی فوج راجوری پہنچی تو دشمن وہاں سے رفوچکر ہو چکا تھا۔

برولی پہاڑی کی لڑائی کے دوران میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس سے ڈوگروں کی دلیری اور بہادری ظاہر ہوتی ہے۔ ڈوگروں کی جو کمپنی سب سے آگے تھی اس کا ایک جونیئر کمیشنڈ افسر صوبیدار جیل سنگھ مہلک طور پر زخمی ہو گیا تھا۔ جب اسے میدان جنگ سے اٹھا کر واپس لانے کی کوشش کی گئی تو اس نے کہا جب تک میں کمپنی کو اپنا مقصد حاصل کرتے نہ دیکھ لوں میں میدان سے نہیں ہٹنا چاہتا۔ ایک ٹانگ ٹوٹ جانے کے باوجود صوبیدار مذکور رینگ کر ایک برتر مقام پر جا پہنچا اور وہاں سے اپنی کمپنی کو ہدایات دیتا رہا حتیٰ کہ کمپنی نے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر لی اور اس اہم چوٹی پر قبضہ کر لیا گیا۔

اس حملہ کے دوران میں دو ڈوگرہ سپاہیوں نے بہادری دکھائی۔ انہوں نے دشمن کی گولیوں اور توپوں سے برستی ہوئی آگ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے زخمی ساتھیوں کو میدان جنگ سے بچا کر لانے اور لڑنے والوں کو گولہ بارود بہم پہنچانے کا کام متواتر جاری رکھا اور اپنے فرض کی ایک شاندار مثال قائم کی۔

مصنوعی ریشم کی صنعت کا تحفظ جاری رہے گا

مورخہ ۱۶- اپریل کو گزٹ آف انڈیا کی غیر معمولی اشاعت میں حکومت ہند کا وہ ریزولیوشن شائع ہوا ہے جو مصنوعی ریشم اور روئی اور مصنوعی ریشم سے تیار کردہ دھاگے کی صنعت کا تحفظ جاری رکھنے کے سلسلہ میں انڈین ٹیرف بورڈ کی رپورٹ پر مبنی ہے۔ ٹیرف بورڈ نے موجودہ شرح محصول پر دو سال تک تحفظ جاری رکھنے کی سفارش کی ہے۔

حکومت ہند نے اس سفارش کو منظور کر لیا ہے اور تحفظ کی مدت میں توسیع حاصل کرنے کے لئے انڈین ٹیرف ایکٹ میں ترمیم بھی کر

چترنجن میں انجن سازی کے ایک بڑے کارخانہ کی تعمیر

ہند کو ریلوے انجنوں کے بارے میں خود مکتفی بنانے کا منصوبہ

بہت ہی جلد ہند انجنوں کے متعلق اپنی ضروریات خود پوری کرنے کے قابل ہو جائیگا۔ توقع ہے کہ انجنوں کے کارخانہ واقعہ چترنجن میں یقیناً ہندوستانی ساخت کا پہلا انجن ۱۹۵۱ء تک مکمل ہو جائیگا۔ یہ کارخانہ ہند میں انجن سازی کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مندرجہ ذیل مضمون میں ہند کی ریلوے انجنوں کی استطاعت اور مستقبل کے لئے تیار کئے ہوئے منصوبوں کی تفصیلات درج ہیں۔

پچھلے دنوں ہند پارلیمنٹ میں ریلوے بجٹ پر بحث کے وقت ریلوے انجن بنانے کے سوال پر کافی دلچسپی کا اظہار کیا گیا تھا۔ کئی ممبروں نے مسافر اور مال گاڑیوں کی موجودہ غیر تسلی بخش حالت اور ریلوں میں بلیٹ فارم وغیرہ کے متعلق نکتہ چینی کی۔ ان سب خرابیوں کی اصل وجہ کسی حد تک ریلوے انجنوں کی قلت ہے۔ کچھ عرصہ سے انجنوں کی قلت ہندوستانی ریلوے کے نظم و نسق کے لئے میکانکی قوت کی کمی ایک بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ سابقہ حکومت کی ناعاقبت اندیشانہ پالیسی کی وجہ سے ہند کے وسیع ریلوے سسٹم کے اعلیٰ کام میں رکاوٹ پڑی ہوئی ہے۔ اس حکومت نے انجنوں اور مشینی اوزاروں کے سلسلہ میں ہند کو غیر ملکی کارخانوں کا محتاج بنا رکھا تھا۔

چھ سالہ جنگ کے اثرات — جنگ کے چھ برسوں میں ریلوے پر بہت بھاری بوجھ ڈال دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی انجنوں کو بہت ہی زیادہ کام کرنا پڑا۔ خاص کر پوربی پنجاب ریلوے پر انجنوں کو حد سے زیادہ کام کرنا پڑا۔ کیونکہ تقسیم ملک کے بعد آبادیوں کے وسیع تبادلے کے لئے ریلوے انجنوں کو اس قدر زیادہ آمد و رفت کرنی پڑی۔ کہ اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انجنوں کا برا حال ہو گیا۔ اس پر طرہ یہ کہ گذشتہ کئی برسوں سے نئے انجن دستیاب نہ ہو سکے تھے اور ان کی مرمت کے لئے فالتو کل پرزے نہیں ملتے تھے۔ اس سے ان کی حالت اور بھی ابتر ہو گئی۔ ہند کے سات ہزار انجنوں میں سے بارہ سو اکیانوے انجن تو ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء تک زائد المیعاد ہو جائینگے۔ یعنی ریلوے انجن کے چلنے کی میعاد ۴۰ برس لگائی جائے تو مزید ۹۱۷ انجن ۳۱ مارچ ۱۹۵۰ء تک زائد المیعاد ہو جائینگے۔ زائد المیعاد انجنوں پر نہ تو بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی ان سے کام لینا سودمند ثابت ہے۔ اس لئے جب ان سے کام لینے میں نقصان ہونے لگتا ہے تو ان کو توڑ دیا جاتا ہے۔

مرمت کا پیچیدہ مسئلہ — انجنوں کی کئی قسمیں ہونے کی وجہ سے ان کی مرمت کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہو گیا۔ ان میں سے اکثر کمپنی کے زمانہ انتظام میں خریدے گئے تھے۔ اور وہ عام طور پر مقامی ضروریات یا کسی خاص ایسی قسم اور درجہ کے کوئلہ کے استعمال کے قابل بنائے گئے تھے۔ جو اس زمانہ میں کسی خاص ریلوے کو دستیاب ہوتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک قسم کے انجن کے پرزے دوسری کسی قسم کے انجن میں کام نہیں دے سکتے۔ اس لئے فالتو پرزوں کی کمیابی انجنوں کو درست حالت میں رکھنے میں سدراہ بنتی رہی۔ جنگ سے پہلے تو سب کام ٹھیک طور پر چلتا رہا۔ کیونکہ ہر ایک ریلوے جس قسم کے انجن کے لئے جیسے زائد پرزے چاہتی تھی حاصل کر سکتی تھی۔ جنگی کام کو کامیابی سے سرانجام دینے کی زبردست کوششیں کرتے ہوئے ریلوں نے اپنا فالتو پرزوں کا سارا سٹاک استعمال کر لیا۔ خام مال کی کمیابی درآمد اور برآمد پر پابندیوں کی وجہ سے اس کے بدلے میں نیا سٹاک جمع نہ کیا جا سکا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد بھی حالت سدھاری نہ جا سکی۔ مثال کے طور پر ایک وقت ایسا آیا کہ بی بی اینڈ سی آئی ریلوے پر ست انجن قریباً ایک برس تک اس لئے بیکار پڑے

رہے۔ کہ ان کی مرمت کے لئے کرینک دُھرے برطانیہ سے موصول نہیں ہوئے تھے۔

باہر سے انجنوں کی درآمد - اب ریلیں پوری کوشش کر رہی ہیں۔ کہ انجنوں کی علم تعداد کو بحال کیا جائے۔ ۸۹۳ انجنوں کے لئے غیر ممالک میں آرڈر دئے جا چکے ہیں۔ بڑی لائن کے دس انجن اجمیر میں بی بی اینڈ سی آئی ریلوے کی ورکشاپ میں تیار کئے جا رہے ہیں۔ غیر ممالک کو انجنوں کے جو آرڈر دئے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے ۳۰۲ امریکہ - ۳۵۰ کنیڈا - ۱۹۰ برطانیہ اور ۴۰ فرانس ان میں سے قریباً ایک سو انجن تو ہند پہنچ بھی چکے ہیں۔ کئی دیگر ممالک سے بھی ریلوے انجن بنوانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ برس ہیت کشتہ جس شخص کو لے کر برطانیہ اور یورپ گئے تھے اس کا اہم مقصد یہ تھا کہ مختلف انجن ساز کمپنیاں کس قدر انجن مہیا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اور ہندوستانی ریلوں کی فوری ضرورت پوری کرنے کے لئے ان سے انجن حاصل کئے جا سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ ہندوستان کے جنگی اور کارخانوں سے دیسی ساخت کے فالتو پرزے تیار کرائے جائیں۔

چودہ کروڑ روپے کی سکیم - ورین اثنا ہند میں چترا انجن پروجیکٹ پر کام شروع کیا گیا ہے اس سکیم پر چودہ کروڑ روپے خرچ کرکے انجن سازی کا ایک کارخانہ قائم کیا جا رہا ہے۔ قومی مفاد کا یہ تقاضا ہے۔ کہ کلیدی صنعتوں کے معاملہ میں ہمارا ملک خود مکتفی ہونا چاہئے۔ ان حالات میں چترا انجن پروجیکٹ ہر طرح سے قومی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ٹھوس اہمیت رکھتا ہے۔

چترا انجن مہیجام کا نیا نام ہے۔ یہ مقام ایسٹ انڈین ریلوے پر اسنسول اور مادھو پور کے درمیان واقعہ ہے اور اسنسول سے بذریعہ ریل ۱۰ میل اور بذریعہ سڑک ۲۰ میل کی دوری پر مغربی بنگال کے ضلع بردوان میں ہے۔ یہ جگہ بہار کے سنتھال پرگنا اور مان بھوم اضلاع کے بالکل قریب ہے۔ جہاں مزدوروں کی کافی بڑی تعداد حاصل ہو سکتی ہے نیز کوئلہ کی کانیں اور فولاد تیار کرنے کے مرکز بھی اس کے آس پاس ہیں۔

انجن ساز کارخانہ کی تفاصیل - چترا انجن کی ورکشاپوں کو اس طرح تعمیر کیا جائے گا۔ کہ ان میں ہر سال ۱۲۰ دو خانی انجن اور ۵۰ سے زائد بائلر صرف ایک شفٹ کام کرکے تیار کئے جائینگے توقع کی جاتی ہے کہ یہ کارخانہ اور ٹاٹا کی انجن ساز فیکٹری دونوں مل کر ہند کو انجنوں کے بارے میں خود مکتفی بنا دیں گے۔ کل پرزے تیار کرنے اور ان کو جوڑ کر انجن تیار کرنے کے لئے قریباً بارہ سو مشینیں استعمال کی جائینگی۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے کئی قسم کی دیگر صنعتوں کی بھی ضرورت پڑیگی۔ مثلاً سانچے بنانا دھاتوں کو ڈھالنا دھاتوں کو موڑنا اور لوہار خانے جوڑیاں ڈالنا۔ ٹوپی دار کیل بنانا دھاتوں پر آب چڑھانا۔ ٹانکہ اور جوڑی لگانا۔ پرزوں کو زیادہ طاقت سے چلنے کے قابل بنانا۔ بائلر بنانا۔ پلیٹ تیار کرنا۔ تانبا اور ٹین کا کام اور پرزوں کو جوڑنا جس کے لئے بہت ہنرمندی اور صحت کی ضرورت پڑیگی نیز اوزار تیار کرنا وغیرہ۔

اس سکیم پر کل اخراجات کا اندازہ چودہ کروڑ سے کچھ زائد ہے۔ اس میں سے ساڑھے آٹھ کروڑ روپیہ بڑے اور ضمنی ورکشاپوں اور ان کے لوازمات پر اور ساڑھے پانچ کروڑ روپیہ سٹاف کے لئے بستی تعمیر کرنے اور اس کی بہبودی پر خرچ ہوگا اول الذکر ساڑھے آٹھ کروڑ روپیہ میں سے تین کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ مشینوں کی خرید پر خرچ کیا جائیگا۔ ایک کروڑ روپیہ سے بجلی کے انتظامات۔ اور دو کروڑ روپیہ سے ورکشاپوں کی عمارتیں بنائی جائینگی۔ ایک کروڑ روپیہ تعمیری اخراجات ہونگے۔ اس کارخانہ میں ایک بہت بڑا تعمیری کام چودہ ہزار ٹن فولاد کا تیار کرنا ہوگا۔ اس کارخانہ کے ملازمین کی رہائش کیلئے ایک جدید شہر تمام لوازمات کے ساتھ تعمیر کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے لیکن اس امر کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ کہ اگر ضرورت پڑے تو اس شہر کی مزید توسیع کی جا سکے۔ اس شہر کی مختلف بستیوں کو ایک دوسرے کے قریب قریب لیکن ہر ایک کو بہت حد تک علیحدہ اور اپنی ضرورت خود پوری کرنے کے قابل بنایا جائیگا۔ اسی لحاظ سے اس شہر کی دوکانیں۔ سکول شفاخانے کھیلوں کے میدان اور مجلسی آرام و آسایش کے مراکز قائم کئے جائینگے۔ شہر کے تمام مکانوں میں بجلی۔ مصفا پانی کے ہر وقت چلنے والے نل اور پانی سے صاف ہونے والی نالیاں ہونگی۔ شہر کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک جدید قسم کا اور ہر طرح کے ساز و سامان سے

(باقی صفحہ ۴۸۳ پر)

خوراک کی پیداوار بڑھا کر ملک کو خود مکتفی بنانے کے لئے عملی اقدامات

دہلی میں ہند بھر کے زرعی افسروں کی کانفرنس کے اہم فیصلے

صوبائی اور ریاستی حکومتوں کے محکمہ زراعت کے ڈائریکٹروں اور سیکریٹریوں کی کانفرنس ہند سرکار کی وزارت زراعت کے سیکریٹری شری کے ایل پنجابی کی زیر صدارت دہلی میں منعقد ہوئی۔ اس میں حکومت ہند کے وزیر خوراک شری جے رام داس دولت رام نے بھی شمولیت کی۔

اہم فیصلے۔ ۱۹۵۱ء تک ملک کو خوراک کے سلسلہ میں خود مکتفی بنا دینے کا جو منصوبہ ہند سرکار نے بنا رکھا ہے اس کانفرنس میں اسے پورا کرنے کے لئے ٹھوس فیصلے کئے گئے ہیں۔ ایک صوبہ کے لئے خوراک کی پیداوار بڑھانے کی ایک خاص حد کا تعین کیا گیا۔ اس سلسلہ میں یقینی اور فوری نتائج حاصل کرنے کے لئے وہ علاقے منتخب کئے گئے۔ جو یا زیر آبپاشی ہیں یا جہاں کثرت سے بارش ہوتی ہے۔ اور جو ناموافق موسم کے اثرات سے محفوظ ہیں۔ کاشتکاروں کو زرعی اغراض کے لئے لوہا۔ فولاد سڈ نیرل آئیل سیمنٹ اینٹیں۔ وغیرہ خام مال فوراً مہیا کرنے کے لئے خاص بندوبست تجویز کیا گیا۔ اس وقت کل جتنے رقبہ میں گنے کی کاشت کی جاتی ہے۔ اس کا دسواں حصہ خوراک کی فصل پیدا کرنے والے کھیتوں میں تبدیل کر دینے کی سفارش کی گئی زمینوں کے مالکوں اور کاشتکاروں کو بیکار پڑی قابل کاشت زمینوں میں کھیتی باڑی شروع کرنے کی ترغیب دینے کے لئے ایک مقررہ عرصہ تک انھیں مالیہ زمین معاف کرنے کی تجویز کی گئی کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے انعام اور تمغے دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ زرعی تحقیقات کے نتائج کو کھیتوں میں استعمال کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے بہترین کھاد۔ اور آبپاشی کے چھوٹے ذرائع کو توسیع دینے کا ارادہ کیا گیا۔

حکومت مدراس کے نمائندوں نے بتایا کہ وہ چھبیس ہزار تالاب بنوانے اور مرمت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ان سے پچاس لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہو سکے گی۔ اور پیداوار میں بیس لاکھ ٹن کا اضافہ ہوگا۔ شری جے رام داس دولت رام نے زور دیا کہ اس سکیم کو اولین ترجیح دی جائے۔

خاص افسر کی تعیناتی۔ زرعی اغراض کے لئے درکار لوہا۔ فولاد سیمنٹ۔ اینٹیں وغیرہ اشیا کی جلد از جلد بہم رسانی کے لئے مرکزی وزارت زراعت میں ایک خاص افسر تعینات کرنے کی تجویز منظور کی گئی یہ افسر صوبائی حکومتوں کے ساتھ ذاتی تعلق قائم رکھے گا۔ اور ضروری اوزاروں وغیرہ کی قلت کی وجہ سے خوراک کی پیداوار بڑھانے میں کسی طرح کی رکاوٹ نہ پڑنے دی جائیگی۔ صوبائی حکومتوں سے کہا گیا۔ کہ وہ اپنی ضروریات کے متعلق اس خاص افسر کو فوراً مطلع کریں۔

کیمیائی کھاد کے غلط استعمال کی روک تھام۔ کانفرنس میں بڑے دکھ سے یہ بتایا گیا کہ کچھ کاشتکار زیادہ روپیہ حاصل کرنے کے لالچ میں ایمونیا سلفیٹ ایسی قیمتی کیمیائی کھاد اناج کی فصلوں کے لئے استعمال کرنے کی بجائے سبزی گنا وغیرہ فصلوں کی کاشت کے لئے استعمال کر لیتے ہیں۔ کانفرنس نے فیصلہ کیا۔ کہ اس رجحان کو فوراً روکا جائے۔ اور آئندہ بیرونی ممالک سے نائٹروجن والی کیمیاوی کھاد درآمد کی جائے۔ تاکہ اسے اناج کی فصلوں کے سوا دوسری فصلوں کے لئے استعمال کرنے کے امکانات کم کر دئے جائیں۔ نیز یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ کیمیائی کھاد کی تقسیم پر پابندیاں لگا دی جائیں۔

قصبوں میں مرکب کھاد تیار کرنا۔ ہندوستان میں پانچ ہزار سے زائد آبادی والے قریباً چار ہزار قصبے ہیں۔ لیکن ان میں سے صرف ایک سو تین کے قریب قصبوں نے ہی اپنے ہاں گندے

پانی کوڑے کرکٹ اور گندگی سے مرکب کھاد تیار کرنے کا کام شروع کر رکھا ہے۔ کانفرنس نے یہ سفارش کی ہے۔ کہ میونسپل کمیٹیوں کو مرکب کھاد تیار کرنے پر مجبور کرنے کے لئے صوبائی حکومتیں ضروری قانون پاس کریں۔

مالکان زمین کو معافی۔ کانفرنس نے یہ فیصلہ کیا کہ جو نجی یا سرکاری ملکیت کی زمینیں سرکاری کوششوں کے ذریعہ زیر کاشت لائی گئی ہیں۔ ان کو صرف خوراک پیدا کرنے کے لئے ہی استعمال کیا جائے۔ بنجر زمینوں کے مالکوں کو یہ ترغیب دی جائے کہ وہ بیکار پڑی زمینوں کو پھر سے زیر کاشت لائیں۔ اس مقصد کے لئے انھیں اس شرط پر کہ وہ ان زمینوں میں صرف اناج کی ہی کاشت کریں گے۔ پانچ برس کے لئے مالیہ زمین معاف کر دیا جائے۔

جن مالکان اراضی کے پاس اپنے ٹریکٹر یا نلدار کوئیں ہیں انھیں ان کو چلانے کے لئے ڈیزل آئیل وغیرہ حاصل کرنے میں جو دقتیں پیش آئیں ان کو دور کرنے کے لئے یہ طے کیا گیا کہ اگر صوبائی حکومتیں ان کی ضروریات کو بھی اپنی فرمائش میں ہی شامل کریں تو حکومت ہند ان کی امداد کرنے کو تیار ہوگی۔

زمینوں میں کاشت نہ کرنے والوں کو سزا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ قابل کاشت زمینوں میں کھیتی باڑی نہ کرنا قانوناً جرم قرار دیدیا جائے۔ اور زمینوں کے مالکوں کو ان میں کھیتی باڑی کرنے پر مجبور کیا جائے۔ جو مالکان ایسا کرنے میں ناکام رہیں ان کو سزا دی جائے۔ یہ سفارش کی گئی۔ کہ اس وقت گنے کی فصل کے زیر کاشت کل رقبہ کا دسواں حصہ یعنی تین لاکھ چالیس ہزار ایکڑ زمین کو اناج پیدا کرنے والے کھیتوں میں تبدیل کر دیا جائے۔ کاشتکاروں میں پیداوار بڑھانے کے لئے جوش اور سرگرمی پیدا کرنے کی غرض سے انعامات خاص تمغے اور ملک کے لیڈروں کے ناموں سے منسوب کی گئی ٹرافیاں تقسیم کی جائیں۔ کانفرنس میں شامل اصحاب یہ بھروسہ لے کر گئے ہیں کہ ۱۹۵۱ء کے آخر تک ملک کو خوراک کے بارے میں خود مکتفی بنانے کا عزم پورا کر لیا جائے گا۔

چترنجن میں انجن سازی کے ایک بڑے کارخانہ کی تعمیر

(بسلسلہ صفحہ ۳۸۲)

پوری طرح لیس ہسپتال بھی تیار کیا جا رہا ہے۔

اس جگہ ایک جدید شہر کے لوازمات یعنی بجلی۔ پانی۔ صفائی اور صحت کے انتظامات مہیا کئے جائینگے۔ فی الحال یہ تجویز ہے کہ بجلی مہیا کرنے کے لئے چھ سو کلو واٹ بجلی پیدا کرنے والا انجن لگایا جائے جو ڈیزل آئیل سے چلے گا۔ لیکن بعد میں وادئے دامودر کارپوریشن سے بجلی سے چلنے والی مشینوں کو بجلی مہیا کرنے کے لئے آٹھ سب سٹیشن بنائے جائینگے۔

پہلے پہل اس کارخانہ میں عام معیاری نمونہ کے انجنوں کے پرزے تیار کئے جائینگے۔ توقع ہے کہ اس کارخانہ میں پہلا انجن ۱۹۵۱ء کے آخر تک تیار ہو جائے گا۔

روس سے گیہوں کی مزید درآمد

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ روس اور ہندوستان کے درمیان خوراک کے جس معاہدے پر حال ہی میں دستخط ہوئے ہیں اس کی رو سے روس ۲ لاکھ ٹن گیہوں اور ۲۰ ہزار ٹن مکئی ہندوستان کو فراہم کرے گا امید ہے کہ ان اناجوں کی کل مقدار آخر جولائی ۱۹۴۹ء تک ہندوستان پہنچ جائے گی۔ ان اجناس کے بدلے میں ہندوستان نے ۳۰ ہزار ٹن خام پٹ سن اور ۷ ہزار ٹن چائے کا کوٹا روس کو دیا ہے۔ روس کے ساتھ ہندوستانی چائے کے بدلے میں ۵۰ ہزار ٹن گیہوں کی فراہمی کے پہلے معاہدے پر گذشتہ سال جولائی میں دستخط ہوئے تھے۔ دوسرے معاہدے پر دستخط ہوئے دو ماہ گذرے۔ جس کے تحت پٹ سن۔ چائے اور ارنڈی کے تیل کے بدلے میں ہندوستان کو ایک لاکھ ایک ہزار ٹن گیہوں ملے گا۔



ت جواہر لال
یر بعدلت
زرائے اعظم
یں شرکت
لئے ۱۳ اپریل
سے روانہ
مویر میں)
بنرل شری
چاریہ اور
بھائی پٹیل
کر رہے ہیں



۱۸- اپریل کو آنریبل
پنڈت جواہر لال
نہرو نے دلی میں
تعلیم کے مرکزی
ادارہ کا سنگ بنیاد
رکھا۔ آپ کے
عقب میں وزیر
تعلیم مولانا آزاد
نظر آ رہے ہیں۔





وزیر زراعت و خوراک شری جیرام داس ودولت رام ریاستی اور صوبائی محکموں کے زراعت کے سیکرٹریوں اور ڈائریکٹروں کی کانفرنس کی صدارت کر رہے ہیں۔ (بائیں) ۱۲-اپریل کو نئی دہلی میں وزیر صنعت و رسد ڈاکٹر مکرجی ٹیکسٹائل ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ کی صدارت کر رہے ہیں۔







(دائیں) ۱۳-اپریل کو پنڈت نہرو نے ایشیائی ممالک کی ایک کانفرنس کی صدارت کی۔ اس میں انڈونیشیا کی صورت حال پر غور کیا گیا۔ (نیچے) گورنر جنرل، انڈیا ریڈ کراس سوسائٹی کی جنرل میٹنگ کے نویں سالانہ اجلاس کی صدارت فرما رہے ہیں۔



گورنر جنرل، برمی وزیر اعظم
تھاکن نو کے ساتھ



مسٹر کستور بھائی لا
ڈاکٹر راجندر پرشا
فنڈ کے لئے ۵ کروڑ
چیک پیش کر رہے

مختلف صوبوں میں زرعی منصوبوں کی ترقی کی رفتار

زیادہ کھاد تیار کرنے کے اقدام

خوراک کے لئے صوبوں کو خود مکتفی بنانے کے لئے صوبائی حکومتیں ترقی کے دیگر اقدام کے علاوہ ایسی تدابیر بھی کر رہی ہیں جن سے پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو۔ پیداوار بڑھانے کا ایک بہت اچھا ذریعہ کھاد کا استعمال ہے۔ مشرقی پنجاب اور مدراس کی حکومتیں پہلے ہی شہروں اور دیہات کے کوڑے کرکٹ سے کھاد تیار کرنے کے لئے خاص اقدام کر رہی ہیں۔ سوراشٹر کی حکومت ایسے کنوئیں بنا رہی ہے جن سے کھیتوں میں باقاعدہ پانی پہنچتا ہے۔ اس طرح وہ بارش کے بہت کم محتاج ہوں گے

زیادہ کھاد تیار کرنے کے اقدام۔ ۶ اپریل کو ختم ہونے والے پندرھواڑے کے دوران میں مدراس کے محکمہ زراعت نے ۴۴۴۵ ایکڑ علاقہ کے لئے ۱۸۱۱ ٹن کھاد اور زمین کو زرخیز بنانے والی دیگر اشیا تقسیم کیں۔ کل ۲۵۹۹ ٹن مرکب کھاد تیار کی گئی۔ ۲۹ مارچ کو مدراس میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں صوبائی دیہات کے گندے نالوں کی کیچڑ کو کام میں لانے کی ہند سرکار کی اسکیم پر غور کیا گیا۔ اس کانفرنس نے جو سفارشات کیں۔ انہیں عملی شکل دینے کے اقدام کئے جا رہے ہیں۔

۲۶ مارچ ۱۹۴۹ء کو ختم ہونے والے پندرھواڑے میں حکومت مشرقی پنجاب نے ۳۰۴۴۶ مربع فٹ مرکب کھاد تیار کی۔ اور کاشتکاروں میں ایک خاصی مقدار تقسیم کی۔ ۲۵ ٹن امونیم سلفیٹ بھی تقسیم کیا گیا۔

تقسیم سے پہلے متحدہ پنجاب میں قصبوں اور دیہات کے کوڑے کرکٹ سے بہت کھاد تیار کی جاتی تھی لیکن تقسیم کے بعد قصبوں کے کوڑے کرکٹ سے کھاد بنانے کا کام قریباً بند ہو گیا کیونکہ جن مرکزوں میں یہ کام ہوتا تھا ان میں سے ۴۴ مغربی پاکستان کا حصہ بن گئے۔ ۱۹۴۸ء میں قصبوں اور دیہات کے کوڑے کرکٹ سے کھاد تیار کرنے کا کام پھر سے شروع کیا گیا۔ قصبوں میں ایک لاکھ چھپن ہزار مربع فٹ کھاد تیار کی گئی۔ اس میں سے ایک لاکھ مربع فٹ کھاد فروخت کی گئی۔ کھاد تیار کرنے والے دیہاتی مرکزوں پر تقسیم کا بہت کم اثر پڑا۔

۱۹۴۸ء کی پہلی سہ ماہی میں سبزیوں کے چھوک اور کوڑے سے ۳۸ دیہاتی مرکزوں میں کھاد تیار ہوتی تھی لیکن اس سال کی تیسری سہ ماہی میں ان کی تعداد ۲۲۶ ہو گئی۔ ۱۹۴۸ء میں کل اکیس لاکھ پچاس ہزار مربع فٹ مرکب کھاد تیار کی گئی۔ اور اٹھارہ لاکھ نوے ہزار استعمال ہوئی۔

۱۹۴۸ء میں حکومت سوراشٹر نے کنوئیں اور تالاب کھودنے کی مہم شروع کی۔ اور تقریباً ڈھائی ہزار کنوئیں تعمیر کئے گئے۔ دو اور بڑے منصوبوں پر عمل شروع ہو چکا ہے توقع ہے کہ ان سے پچیس ہزار ایکڑ زمین سیراب ہو جائے گی۔ پچاس چھوٹے تالابوں کی مرمت کی گئی ہے تالاب کھودنے کا کام جاری ہے۔ اور امید ہے کہ مون سون سے پہلے قریباً [illegible] تالاب کھودنے کا کام مکمل ہو جائے گا۔ سطحی کنوئیں بھی بنائے جا رہے ہیں۔ اور توقع ہے کہ بارشوں سے پہلے سوراشٹر میں ایسے کل ساڑھے تین سو کنوئیں تیار ہو جائیں گے۔ کاشتکاروں میں نئے کنوئیں بنانے کا شوق پیدا کرنے کی غرض سے فی کنواں بارہ سو روپیہ تقاوی قرضے کے طور پر دیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ یہ رعایت بھی کی جا رہی ہے کہ جب کاشتکار کنواں بنا لے گا۔ اور اس سے پانی میسر ہو گا۔ تو اس کے تقاوی قرضے کی آدھی رقم چھوڑ دی جائے گی۔

زیر جائزہ دو ہفتے میں مشرقی پنجاب میں ۱۶۷ ایسے کنوئیں کھودے گئے جن سے کھیتوں کو باقاعدہ پانی پہنچتا ہے گا۔ ایسے ۸۶ اور کنوئیں زیر تعمیر ہیں۔ ۱۱۴۰ ایکڑ زمین کے گرد ایسے بند بنا دئے گئے ہیں جن میں بارش کا پانی جمع رہے

حکومت مدراس نے ضلع جنوبی کنارا میں اوپی تعلقہ کے ایک بڑے تالاب کی اصلاح کے لئے ایک اسکیم منظور کی ہے جس پر ساڑھے چھبیس ہزار روپیہ خرچ آئے گا۔ اس اسکیم کی تکمیل کے بعد اس تالاب کے ذریعہ ۲۴۳ ایکڑ علاقے کی آبپاشی ہو سکے گی۔

زمین کو مزروعہ بنانے کی سرگرمیاں۔ مشرقی پنجاب اور مدراس میں گھاس پات سے اٹی بالترتیب ۵۰۰۴ اور ۳۴۰۰ ایکڑ زمین کو صاف

کیا گیا ۱۴ ملین کو ختم ہونے والے پندرھواڑے میں حکومت مشرقی پنجاب نے ۵۰۰ ایکڑ قابل کاشت بیکار پڑی زمین اور ۸۰۰ ایکڑ گھاس پات سے اٹی زمین کو مزروعہ بنایا۔ ۱۵ اپریل کو ختم ہونے والے پندرھواڑے میں مدراس کے محکمہ زراعت نے ۳۳۰ ایکڑ بیکار پڑی زمین کو مزروعہ بنانے کے علاوہ ۹۹۲۳ ایکڑ اراضی کو ٹریکٹروں کے ذریعہ جوتا۔

حکومت سوراشٹر نے زمین کو مزروعہ بنانے کے چار منصوبوں کا کام شروع کر دیا ہے۔ اس کی تکمیل سے اگلے پانچ سات برسوں میں پچیس ہزار ایکڑ زمین کو زیر کاشت لیا جا سکے گا۔

مدراس میں ماہی گاہوں کی ترقی۔ ۳۰ اپریل کو ختم ہونے والے پندرھواڑے میں مچھلی پکڑنے والے جہازوں نے ساحل سے پرے ۱۸۸۱ پونڈ مچھلی پکڑی۔ اس شکار میں شارک مچھلی کی مقدار بھی خاصی تھی۔ اور اس سے ۴۵۷ پونڈ مچھلی کا جگر حاصل ہوا جس سے ۲۳۱ پونڈ تیل نکالا گیا۔ مدراس کمزری۔ منڈل اور مغربی ساحل پر بھی مچھلی پکڑی جاتی ہے۔ مغربی ساحل پر بہت تھوڑی مچھلی پکڑی گئی۔ ناموافق موسم کی وجہ سے سرکار قسم کی مچھلیاں بہت کم مقدار میں پکڑی جا سکیں۔

زرعی کھوج کی ہندوستانی کونسل کی سالانہ رپورٹ کی اشاعت

حیوانات اور زراعت کے متعلق تحقیقات

زرعی کھوج کی ہندوستانی کونسل کی سالانہ رپورٹ برائے ۴۸-۱۹۴۷ء حال ہی میں شائع کر دی گئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ زیر جائزہ سال میں چاول۔ گندم کی گروی۔ جو۔ مکی۔ ترش پھل اور آلو کی تجارتی قسموں کے متعلق تحقیقات کونسل کی خاص سرگرمیوں میں شامل رہیں۔ اور جہاں تک بیکا۔ ی کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں بیلوں کی دق بیل روگ مویشیوں کی پاؤں اور منہ کی بیماریوں۔ غذائی کمی۔ اور مرغے مرغیوں کی رانی کھیت کی بیماریوں کے بارے میں خاص طور پر تحقیقات کی گئی اور کچھ مفید نتائج برآمد کئے گئے۔

چاول کے بارے میں جو تحقیقات کی گئی اس سے معلوم ہوا۔ کہ پیداوار کو بڑھانے کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہری کھاد سے کام لیا جائے بجائے اس کے کہ زمین کو کچھ عرصے کے لئے بن جوتے چھوڑ دیا جائے۔

دھان کی جن نئی قسموں کی تحقیقات کی گئی۔ ان میں چین کے دھان کی پیداوار سب سے زیادہ پائی گئی۔ معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کی دھان کی کاشت سے فی ایکڑ ستر من تک پیداوار حاصل ہو سکتی ہے۔

گندم کی پہاڑی قسموں پر یہ دیکھنے کے لئے تجربے کئے گئے کہ وہ پیلی گروی کا کہاں تک مقابلہ کر سکتی ہیں۔ دو قسمیں ایسی پائی گئیں جو گروی کا شکار نہیں بنتیں۔

پھلوں کے سلسلہ میں ترش پھلوں کی تحقیقات پر زیادہ زور دیا گیا۔ سنگترے منقرے اور لیموں کی جڑوں پر تجربوں سے معلوم کیا گیا کہ قلم لگانے کے لئے کونسا موسم اچھا ہے۔ آم کی جڑوں کو پیوند لگانے کا طریقہ پہلی بار معلوم کیا گیا۔

شملہ میں آلوؤں کی سو پیوندی قسمیں تیار کی گئیں۔ یہ سائز اور پیداوار کے لحاظ سے تجارتی قسموں سے ملتی جلتی ہیں۔ پیوندی آلو کی بعض قسمیں ایسی ہیں۔ جو پالے کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔

بیلوں کی دق کی تحقیقات کے۔

بہت سے مویشیوں کا معائنہ کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مویشیوں میں یہ بیماری چھوت سے بہت بڑھتی ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ انڈین ویٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے تیار کردہ سیرم پی پی ڈی سے مویشیوں کے اس روگ کی تشخیص کی جا سکتی ہے۔

صوبجات متحدہ میں بیل روگ بکری کے جھلیوں کے پاؤڈر سے تیار شدہ ویکسین کو آزمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ناموافق حالات میں بھی ویکسین دس سے سترہ دن تک اثر کرتا ہے۔ اور اس کے استعمال سے جانور سات ماہ کے لئے بیل روگ سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ پاؤں اور منہ کی بیماریوں کی تحقیقات کو جاری رکھا گیا۔ اور پہاڑی بیلوں۔ بھیڑوں بکریوں اور امریکی چوہوں کو بیماری سے محفوظ رکھنے کے لئے ویکسین تیار کئے گئے۔

مرغ مرغیوں کی بیماریوں کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ رانی کھیت کی بیماری عام طور پر سب سے زیادہ ہے اور اس سے بے حد نقصان

صنعتوں میں کام کرنے والوں کی صحت کا بیمہ

ڈاکٹروں کو خدمتِ خلق کے جذبے کا اظہار کرنا چاہیئے

وزیر صحت راجکماری امرت کور کا مشورہ

۱۴ - اپریل کو کونسل چیمبر نئی دہلی میں ملازمین کے سرکاری بیمہ بیمہ کے کارپوریشن کی طبی امداد کی کونسل کے پہلے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے ہند سرکار کی وزیر صحت آنریبل راجکماری امرت کور نے جو افتتاحی تقریر کی اُس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ چھ ماہ پہلے ملازمین کے سرکاری بیمہ کا کارپوریشن قایم کیا گیا۔ اس کارپوریشن کے کام کی ترقی کا ایک اہم مرحلہ ہمارے سامنے ہے۔ اس سکیم کے ماتحت طبی امداد کے قیام اور اسے جاری رکھنے کے لئے طبی امداد کی کونسل قایم کی گئی ہے جسے صوبائی حکومتیں اور کارپوریشن مشترکہ طور پر چلائیں گی۔

آغاز میں اس اسکیم سے کارخانوں میں سارا سال کام کرنے والے صنعتی مزدوروں کو فائدہ حاصل ہوگا۔ ان کی تعداد لگ بھگ پچیس لاکھ ہے۔ مزدوروں کی صحت کی خرابی ملک کی پیداوار میں کمی لانے کا موجب بنتی ہے۔ اس لیئے ان کی صحت کا معیار بلند رکھنے کے لئے ہر قسم کی امداد بہم پہنچانا ملک کے مفاد کے لیئے از بس ضروری ہے۔ اس قانون میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ طبی امداد تمام طبقوں کے مزدوروں۔ دفتروں تجارتی اداروں بلکہ کھیتوں اور دکانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو بھی بہم پہنچائی جائے گی۔ علاوہ بریں مزدوروں کے اہل وعیال بھی اس اسکیم سے مستفید ہو سکیں گے۔ زندگی کے قواعد وقانون سے ناواقفیت ہمارا ایک بڑا دشمن ہے۔ اس اسکیم کے ماتحت بیماروں کے علاج کے لیئے شفاخانے اور انسان کو گھر پر دیکھنے کا انتظام کیا جائے گا۔ جو لوگ صحت کے کاموں پر مامور ہوں ان کو فنی طور پر ماہر طب ہونے کے ساتھ ہی سوشل کام کرنے والے بھی بننا چاہیئے۔ وہ خدمت خلق کے جذبہ سے کام کریں۔ جس سے مزدوروں کا نہ صرف جسم ہی تندرست و توانا بنے بلکہ انھیں ذہنی عمدگی اور توانائی بھی حاصل ہو۔ میں خوش ہوں کہ کہ عورتوں کی بہبود کے لیئے ایسی آسانیاں مہیا کی گئی ہیں جن سے وہ زچگی اور اس کے بعد کے دنوں میں کافی امداد حاصل کر سکیں گی۔ یہ ہمارے پروگرام کا ایک اہم پہلو ہے

صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری - صوبائی حکومتوں پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ انھیں ان تمام لوگوں کو جن کا وہ بیمہ کریگی طبی امداد بہم پہنچانی ہوگی۔ کل اخراجات کا دو تہائی حصہ کارپوریشن برداشت کرے گی۔ لیکن مزدوروں کی بستیوں کے قریب شفاخانے اور ہسپتال مہیا کرنا اور قابلیت کا اعلے معیار قایم رکھنے کی ذمہ داری صوبائی حکومتوں پر ہوگی۔

میں اس امر پر بھی زور دینا چاہتی ہوں۔ کہ طبی کام کرنے والے عملہ کو معقول تنخواہیں دے کر لوگوں میں اس پیشہ کے لئے کشش پیدا کی جائے۔ ہندوستان کسی حالت میں یہ برداشت نہیں کر سکتا ہے کہ مزدوروں کی خدمت کے لیئے جس سکیم کا آج ہم افتتاح کر رہے ہیں۔ وہ کسی وجہ سے بھی ناکام ہو جائے۔ کیونکہ اگر اس سکیم کو مناسب ڈھنگ سے چلایا گیا اور وسعت دیگئی تو یہ ملک کی کل آبادی کے ۸۰ سے ۸۵ فی صدی تک حصہ کو اپنے دائرہ میں شامل کر لے گی

میں آپ سب کی کوششوں کی کامیابی کے لئے دعا کرتی ہوئی یہ امید ظاہر کرتی ہوں کہ آپ سماج کی خدمت کرنے کے طریقے تلاش کرنے میں کامیاب ہوں۔

صاف کئے ہوئے کوئلے کا تحفظ

سرکار کو مشورہ دینے کے لئے کمیٹی کا قیام

ہند سرکار کو صاف کئے ہوئے کوئلے کے تحفظ کے لئے مشورہ دینے کے لئے وزارت صنعت و رسد کی طرف سے ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ یہ کمیٹی ان اطلاعات پر خاص طور پر غور کرے گی۔ جو حال ہی میں کوئلہ کے تحقیقاتی اداروں سے کوئلہ دھونے، مرکب کوئلہ تیار کرنے اور دیگر ذیلی معاملوں کے بارے میں موصول ہوئی ہیں۔

انڈین بیورو آف مائینز کے ڈائرکٹر ڈاکٹر ایم ایس کرشنن اس کمیٹی کے چیئرمین ہوں گے۔ دوسرے ارکان کے نام درج ذیل ہیں۔ دھنباد میں ایندھن کے تحقیقاتی انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر ڈاکٹر جے ڈبلیو وائٹاکر۔ ریلوے بورڈ کے نمائندے ڈاکٹر دیس راج ملہوترہ۔ بجلی کے مرکزی کمیشن کے نمائندے مسٹر سی ایس ایس راؤ۔ وزارت مالیات کے مسٹر ایس کے سین۔ ہندوستان میں کوئلہ استعمال کرنے والوں کی جماعت کے نمائندے مسٹر سے نارتھ اور مسٹر ڈبلیو ایم وبلیس۔ کوئلے کی کانوں کے نمائندے مسٹر ڈبلیو ایچ ایس مچلمور اور مسٹر بی ایل اگروال۔ گریدھی کول کمشنر کے نمائندے مسٹر اے سی گوہا۔ موخرالذکر کمیٹی کے سیکرٹری کے فرائض بھی سر انجام دینگے۔

یہ کمیٹی ایندھن کی تحقیقاتی کمیٹی۔ ایندھن کے تحقیقاتی انسٹی ٹیوٹ اور دوسرے تحقیقاتی اداروں کی اشاعتوں اور سفارشوں کا جائزہ لینے کے بعد حکومت کو یہ بتائے گی۔ کہ اس کی رائے میں کون کون سے اقدام کئے جانے چاہئیں۔ مزید یہ کمیٹی ایسے معاملوں پر بھی غور کرے گی۔ کہ مرکب کوئلہ تیار کرنے اور کوئلہ دھونے سے کیا نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں اور ان کے لئے کن اقدام کی ضرورت ہے۔ صاف کئے ہوئے کوئلے کے تحفظ کے لئے کارخانہ داروں اور صارفین پر کن پابندیوں کی ضرورت ہے اور مرکب کوئلہ تیار کرنے و کوئلہ دھونے کے کام کو کم خرچ بنانے کے لئے کوئلے کی موجودہ قیمتوں میں کیا اصلاح ہونی چاہئے۔ کمیٹی ٹرانسپورٹ کی ان دقتوں پر بھی غور کرے گی۔ جو صاف کئے ہوئے اچھی قسم کے کوئلے کی وسیع پیمانے پر تیار کرنے کے مانع ہیں۔ یہ بھی اندازہ لگایا جائے گا۔ کہ اگلے چند سال میں صاف کئے ہوئے اچھے کوئلے کے لئے ملک کی ضرورتوں میں کس قدر اضافہ ہوگا۔ کمیٹی اپنی رپورٹ ۱۵ جون ۱۹۴۹ء تک پیش کر دے گی۔

صوبجات متوسط میں خام میگنیز کی دریافت

جیولاجیکل سروے آف انڈیا کی سہ ماہی رپورٹ

ماہر ارضیات کی ایک پارٹی نے صوبجات متحدہ کے ضلع بالاگھاٹ میں تیرودی کے قصبے میں خام مینگنیز کی کچھ کانیں دریافت کی ہیں۔ یہ پارٹی ہند سرکار کی جیولاجیکل سروے آف انڈیا نے متعین کی تھی۔ سنٹرل پراونسز مینگنیز اور کمپنی کچھ عرصے سے اس صوبہ میں معدنیاتی کام کر رہی ہے۔ اور اسی کمپنی کی درخواست پر مذکورہ بالا پارٹی نے تحقیقات کی۔

جیولاجیکل سروے آف انڈیا کی طرف سے ہندوستان کے دوسرے حصوں میں جو پارٹیاں کام کر رہی ہیں۔ انہوں نے حسب ذیل دریافتیں کی ہیں (۱) سامبلپور ریاست اڑیسہ کے مغربی حصہ میں باکسائٹ کے ذخیرے (۲) مدراس کے ضلع سلم میں الی پورم کے نزدیک میگنیسائٹ کی کچھ مقدار اور (۳) صوبجات متوسط کے ضلع بلاسپور میں دریائے ہاسو کے مغربی کنارے پر کوئلے کی تہیں۔

جیولاجیکل سروے آف انڈیا کی اکتوبر سے دسمبر ۱۹۴۸ء تک کی سہ ماہی رپورٹ میں مذکورہ اور دیگر سرگرمیوں کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے

پشتوں اور پانی کی فراہمی کے لئے کام۔ زیر جائزہ سہ ماہی میں بھاکڑا، کوسی۔ کھوہ، پیپری، ہیراکد اور دامودر کے منصوبوں کے سلسلہ میں ارضیاتی تفتیش کی گئی۔

جیولاجیکل سروے آف انڈیا نے حسب ذیل علاقوں میں پانی کے ذرائع سے متعلقہ تحقیقات بھی کی۔ (۱) گودھرا (بمبئی) (۲) سجالپور (ریاست بھوپال) میں پانی کی فراہمی کی صورت اور (۳) ریاست جودھپور میں پانی سے بجلی حاصل کرنے کے امکانات۔

زیر جائزہ سہ ماہی میں محکمہ کے افسروں نے جو تحقیقات کی ان کی ۵۴ رپورٹیں تیار کی گئیں۔ اور ہندوستان و ہندوستان سے باہر ۱۸۹ استفسارات کا جواب دیا گیا۔

ارضیات کی تربیت دینے کے لئے سالانہ فیلڈ کیمپ ۵ نومبر ۱۹۴۸ء سے ۴ جنوری ۱۹۴۹ء تک رہا۔ اور جیولاجیکل سروے آف انڈیا کے مقرر کردہ بائیس نئے افسروں اور یونیورسٹی کے دس اعلےٰ تعلیم یافتہ اشخاص کو تربیت دی گئی۔

امداد باہمی کی ایک مرکزی انجمن بنانے کی تجویز

ماہروں کی کمیٹی کی سفارشات

امداد باہمی کی تنظیم ۔ سرمایہ اور دیگر متعلقہ امور کا جائزہ لینے کے لئے ہند سرکار نے پچھلے سال جو کمیٹی مقرر کی تھی اس نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے ۔ اس میں امداد باہمی کی موجودہ انجمنوں کے الحاق سے ایک مرکزی انجمن اور امداد باہمی کے معاملوں میں وزارت زراعت کو مشورہ دینے کے لئے ایک مرکزی کونسل قائم کرنے کی تجویز کی گئی ہے ۔

مذکورہ بالا کمیٹی انجمن ہائے امداد باہمی کے رجسٹراروں کی کانفرنس کی سفارش پر قائم کی گئی تھی ۔ یہ کانفرنس بمبئی پراونشل کواپریٹو بنک لمیٹڈ کے چیرمین شری آر جی سرایہ کی زیر صدارت ۱۹۴۷ء میں مدراس میں ہوئی تھی ۔ مرکزی وزارت زراعت کے نمائندے صوبائی انجمن ہائے امداد باہمی کے رجسٹرار کواپریٹو بنکوں کے نمائندے اور امداد باہمی کا کام کرنے والے سرکردہ غیر سرکاری اشخاص کمیٹی کے ارکان تھے ۔ حکومت کمیٹی کی رپورٹ پر غور کر رہی ہے ۔

مرکزی انجمن ۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ آج کل جو مندرجہ ذیل کل ہند انجمنیں کام کر رہی ہیں انہیں ملا کر ایک نئی انجمن بنائی جائے (۱) آل انڈیا کواپریٹو انسٹی ٹیوشن ایسوسی ایشن (۲) آل انڈیا پراونشل بنکس ایسوسی ایشن اور (۳) کواپریٹو انشورنس کواپریٹو ایسوسی ایشن ۔ نئی انجمن کا نام انڈین کواپریٹو ایسوسی ایشن ہو ۔ دونوں کل انڈیا کواپریٹو کانفرنسوں کو بھی جن میں ایک سرکاری ہے اور دوسری غیر سرکاری ایک کواپریٹو کانفرنس بنا دیا جائیگا اور اس کا اہتمام ایسوسی ایشن کی طرف سے ہوگا

امداد باہمی کے سرکاری اور غیر سرکاری نظریوں میں زیادہ تال میل کرنے کے لئے ایک مرکزی کواپریٹو کونسل بنانے کی تجویز کی گئی ہے ۔ یہ کونسل کواپریٹو ایسوسی ایشن اور حکومت کے نامزد ممبران پر مشتمل ہوگی ۔ وہ مرکزی وزارت زراعت کو صلاح مشورہ دیا کریگی

قرضے کی پالیسی میں اصلاح کی جائے ۔ رپورٹ میں امداد باہمی کے لئے قلیل مدت کے سرمائے کی موجودہ ضرورتوں کا وسیع طور پر جائزہ لیا گیا ہے اور ریزرو بنک آف انڈیا ایکٹ میں کچھ ترمیمیں کرنے کی تجویز کی گئی ہے تاکہ بنک تحریک امداد باہمی کی زیادہ اچھی طرح امداد کر سکے ۔ اس سلسلہ میں جو سفارشات کی گئی ہیں ان میں مندرجہ ذیل بھی شامل ہیں ۔ قرضہ دینے کی میعاد کو بڑھا کر ایک سال کر دیا جائے ۔ قرضوں کی گنجائش میں توسیع کی جائے اور یہ امداد باہمی کی صنعتی انجمنوں کو بھی دئیے جائیں ۔ انجمن ہائے امداد باہمی یا مرکزی بنکوں کے پرمیسری نوٹ قرضوں کے لئے دستاویزوں کے طور پر قبول کئے جائیں ۔

ایک اور تجویز میں انجمن ہائے امداد باہمی کے قانون ۱۹۱۲ میں ترمیم کرنے کے لئے کہا گیا ہے کیونکہ اس کے بہت سے پرانے قواعد اب فرسودہ اور بیکار ہو چکے ہیں ۔ تجویز میں کہا گیا ہے کہ صوبائی حکومتیں پچھلے تجربات اور مستقبل کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قانون میں ترمیم کریں

ریزرو بنک آف انڈیا کی طرف سے وقتاً فوقتاً تحریک امداد باہمی سے متعلقہ اعداد و شمار کے جو بیان شائع کئے جاتے ہیں ان کے طریقے میں تبدیلی کر لینے کے لئے بھی کہا گیا ہے ۔

فوجی ترانوں کے لئے انعام کی رقم میں اضافہ

حال ہی میں ہند کے کمانڈر انچیف نے ایسے سب سے اعلیٰ ترین بارہ ترانے ۔ جو فوجی مارچ کے ترانوں کے طور پر اختیار کئے جانے کے لئے موزوں ہوں ۔ نظم کرنے والے اشخاص کو پچاس پچاس روپیہ کے انعام کی پیشکش کی گئی لیکن اب ان چند انعامات کی رقم کو پچاس روپیہ سے بڑھا کر ڈیڑھ سو روپیہ کر دیا گیا ہے ۔

کرگھے کی صنعت میں ترقی

آل انڈیا ہینڈلوم کی بجائے حکومت ہند نے آل انڈیا کاٹیج انڈسٹریز بورڈ کے تحت ایک اسٹینڈنگ ہینڈلوم کمیٹی قائم کی ہے جس میں صوبائی اور ریاستی حکومتوں۔ تمام علاقوں کے غیر سرکاری پارچہ بافوں ہاتھ سے کاتنے کی (کھادی) صنعت ۔ کپڑے کے کارخانوں کی صنعت کرگھے بنانے کی صنعت ۔ وزارت صنعت و رسد اور وزارت تجارت کے نمائندے اور دیگر ماہرین شامل ہیں۔

مذکورہ بالا کمیٹی کا پہلا جلسہ پروفیسر این۔ جی رنگا کی صدارت میں ۱۰ اور ۱۱ اپریل کو نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ وزیر صنعت و رسد آنریبل ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے جلسہ کا افتتاح کیا۔

ڈاکٹر مکرجی نے اپنی افتتاحی تقریر میں کہا کہ کھادی کی صنعت کو ترقی دینے کے لیے حکومت کرگھے کی صنعت کو ہر امکانی امداد اور کھادی کی تنظیموں کے ساتھ اشتراک عمل کی خواہاں ہے۔

کمیٹی نے کھادی اور کرگھے کی صنعتوں کے مسائل کے تمام پہلوؤں پر غور کیا۔ اور مرکزی اور صوبائی حکومتوں سے کھادی کی صنعت کو ترقی دینے کے لیے مالی اور دیگر امداد کی سفارشات کیں۔ کمیٹی نے مندرجہ ذیل سفارشات بھی کیں۔ پارچہ بافی کو سوت کی فراہمی میں اضافہ کرگھے کی صنعت کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے اعلیٰ قسم کے سوت کی درآمد کرگھے کی صنعت کی ضروریات کے مطابق کتائی کے کارخانوں میں پیداوار کے پروگرام کو ہم آہنگ بنانا۔ پارچہ بافوں کی امداد باہمی کی انجمنوں کو سرعت سے ترقی دینا۔ امداد باہمی کی انجمنوں کے ذریعہ پارچہ بافوں میں سوت متعلقہ سامان اور رنگ کی تقسیم۔ ہندوستان اور غیر ممالک میں کرگھے کے کپڑے کی فروخت کا انتظام۔ اعلیٰ قسم کا مال برآمد کرنے کے لیے نگرانی۔ اور تربیت و تحقیق کے لیے ادارے قائم کرنا۔ مرکزی حکومت نے ۱۰ لاکھ روپیہ کے ابتدائی عطیہ سے ہینڈلوم ڈیولپمنٹ فنڈ جاری کیا ہے اس فنڈ کو استعمال میں لانے کے لیے بھی کمیٹی نے سفارش کی

نئی قسم کے ہل کی ایجاد

مرکزی وزارت زراعت کے زرعی کھوج کے ہندوستانی انسٹی ٹیوٹ نے ایک نئی قسم کا ہل تیار کیا ہے۔ جو دو بیلوں کے ساتھ آج کل کے عام ہل کی نسبت دگنا کام کر سکتا ہے۔

نئے ہل کی ساخت سادہ ہے۔ اس کے نیچے دو عام دیسی ہل ہیں جنہیں لوہے کے ایک چوکھٹے سے مناسب طور پر ملایا جاتا ہے۔ اس کو کھینچنے کے لئے ایک مرکزی ہرس ہوتا ہے۔ پیچھے کے دو ہلوں اس طرح جگہ چھوڑی جاتی ہے کہ اس سے کھیت میں ایک سی نالیاں بن جاتی ہیں۔ ایک دفعہ چلنے سے یہ ہل عام دیسی ہل کے مقابلہ میں دگنا کام کرتا ہے۔

نیا ہل نسبتاً ہلکا ہے۔ اور اس کا وزن عام دیسی ہل سے قریباً پچاس فیصدی کم ہے۔ زرعی کھوج کے انسٹی ٹیوٹ میں اس ہل سے جو تجربے کئے گئے۔ ان سے معلوم ہوا کہ ایک دفعہ چلانے سے اس نے ۲۶۰ پونڈ مٹی کھودی۔ اس کے مقابلہ میں عام دیسی ہل ۱۵۵ پونڈ مٹی کھودتا ہے۔ نئے ہل سے جو زائد مٹی کھودی جاتی ہے۔ اس سے بیلوں کا بوجھ زیادہ ہونے کا امکان نہیں کیونکہ تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ جہاں تک ہل چلانے کا تعلق ہے بیل عام طور پر کم وزن کھینچتے ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ میں جو آزمائشیں کی گئیں۔ ان سے معلوم ہوا۔ کہ نیا ہل بیلوں کی ایک عام جوڑی کے لئے بھی کافی نہیں۔ اس ہل سے کام اچھا اور زیادہ ہوگا۔ ہل چلانے والے جن لوگوں نے نئے ہل کو استعمال کیا ہے۔ انہوں نے اسے بہت پسند کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ یہ مضبوطی سے کام کرتا ہے۔ اور چلانے میں نسبتاً آسان ہے۔

ساخت کی سادگی کے علاوہ اس کے بنانے پر خرچ بھی نسبتاً کم آتا ہے۔ اور اس کے استعمال کرنے والوں کے لئے خاص طور پر ہے۔ عام دیسی ہل سے یہ دگنا کام کرتا ہے لیکن اس کے بنانے پر دیسی ہل سے آدھا خرچ ہوتا ہے۔ گاؤں کا لوہار یا بڑھئی بڑی آسانی سے اس کی مشین بنا سکتا ہے۔ اور اس کی مرمت بھی کر سکتا ہے۔

اس مہینے کے آغاز میں دہلی میں منعقدہ بین المستعمراتی کانفرنس کے نتیجے کے طور پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے کے جاری شدہ پوسٹ آفس کیش۔ ڈیفنس اور نیشنل سیونگز سرٹیفیکیٹوں کو ایک ڈومینین سے دوسری ڈومینین میں ۳۰ جون ۱۹۴۸ء تک منتقل کرنے کی اجازت دی جائے

ہند میں زرعی اعداد و شمار کی فراہمی سنہ ۱۹۵۰ء میں ہوگی

خوراک و زراعت کے بین الاقوامی ادارہ کی سفارشات پر عمل

بین الاقوامی ادارہ خوراک و زراعت نے سفارش کی تھی کہ ۱۹۵۰ء میں اس ادارہ کے ممبر ممالک میں زرعی اعداد و شمار فراہم کئے جائیں اس سفارش کے مطابق ہند سرکار نے ایک ٹیکنیکل کمیٹی مقرر کی ہے جس کے صدر وزارت زراعت کے مشیر اعداد و شمار شری ڈبلیو۔ آر۔ نتو ہیں۔

کمیٹی کے باقی ممبروں کے نام یہ ہیں۔ پروفیسر پی۔ سی مہلا نوبس مشیر اعداد و شمار کیبنٹ سیکریٹریٹ نئی دہلی۔ ڈاکٹر وی۔ جی پنسے ڈپٹی ڈائریکٹر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف پلانٹ انڈسٹری اندور۔ ڈاکٹر پی۔ ایس نرائن۔ اقتصادی مشیر حکومت مدراس شری جی۔ ایم سنکپال ڈائریکٹر اقتصادیات اور اعداد و شمار حکومت بمبئی۔ شری کے کشن افسر زرعی اعداد و شمار حکومت یو پی۔ شری این سی چکرورتی ڈائرکٹر زراعت جنگلات اور ماہی گیری حکومت مغربی بنگال۔ شری آئی سی کوٹھاری افسر اعداد و شمار حکومت جے پور شری کے۔ ایس سودھی سنگھ جی ڈائریکٹر زراعت حکومت سوراشٹر۔ شری بی۔ اے بھاولا آئی سی۔ ایس سیکریٹری حکومت سی پی و برار۔ اور شری جے ایس شرما ریسرچ افسر ڈائریکٹوریٹ اقتصادیات اور اعداد و شمار وزارت زراعت (سیکریٹری)

یہ کمیٹی حسب ذیل امور پر غور کرے گی۔

(الف) مختلف صوبے اور ریاستیں اس وقت حسب معمول اعداد و شمار جمع کرنے کے لئے جو فارم پر کرکے بھیجتی ہیں ان کا معائنہ کرنا اور اعداد و شمار بھیجنے کے لئے معیاری فارم مقرر کرنا۔

(ب) اس امر پر غور کرنا کہ آیا جن علاقوں میں آج کل زمین کا سروے اور اصل حقیقت کا رواج نہیں ہے۔ ان کے لئے پوچھ تاچھ میں کوئی ضروری اصلاح کی جانی چاہئے یا نہیں۔ اور

(ج) ایسے پہلو دریافت کرنا۔ جن میں زرعی اعداد و شمار کی فراہمی کو مردم شماری کے اعداد و شمار جمع کرنے کے کام کے ساتھ مفید طور پر ملایا جا سکے۔

ستمبر ۱۹۴۸ء میں صوبوں اور ریاستوں کے وزرائے زراعت کی کانفرنس نے بین الاقوامی ادارہ خوراک و زراعت کی اس دعوت پر غور کیا گیا تھا۔ جس میں ۱۹۵۰ء میں زرعی اعداد و شمار فراہم کرنے کو کہا گیا تھا۔ اس کانفرنس نے سفارش کی تھی۔ کہ اس موقعہ کو زراعت کے بارے میں تمام بنیادی اعداد و شمار فراہم کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ اور اس فراہمی کے سلسلہ میں ایسے طریقے سے پوچھ تاچھ کی جائے۔ جس سے زرعی ترقی کے منصوبوں کے لئے مطلوبہ تمام بنیادی اطلاعات جمع کی جا سکیں۔

کھلے عام لائسنس کے تحت جاپان کو خام لوہے کی روانگی

اگرچہ نقل و حمل کی نازک صورت حال کے باعث مستقبل قریب میں کمی کنٹرول نقل و حمل کا سر انجام پانا ناممکن ہے۔ لیکن اس کے باوجود جاپان کو برآمد کرنے کے لئے خام لوہے کو کلکتہ پہنچانے کے واسطے خاص آسانیوں کی فراہمی کے لئے مزید کوشش کی جا رہی ہے۔ اور ایسا انتظام کرنے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ کہ جہاز کی ایک کھیپ کا خام لوہا کلکتہ پہنچ جائے۔ جن برآمد کرنے والے تاجروں کا مال ریلوے کے گوداموں میں پڑا ہے انہیں عام حالات کی طرح کلکتہ میں بنگال ناگپور ریلوے کو درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔

اس نقل و حرکت میں آسانی پیدا کرنے کی غرض سے خام لوہے کی جاپان کو برآمد "کھلے عام لائسنس" کے تحت کر دی گئی ہے اور یہ مدت ۱ مئی ۱۹۴۹ء سے شروع ہوگی۔ اس برآمد کو "کھلے عام لائسنس" کے تحت اس لئے کیا گیا ہے۔ تاکہ جو خام لوہا بندرگاہ پر لایا جائے اسے لائسنسوں کی خانہ پری کے بغیر جہازوں پر لادا جا سکے۔

رنگ بنانے والے جرمن مسالے تیار کرنے کے آسان طریقے

پٹ سن اور پٹ سن کے ریشے میں خرابی کا سدباب

سائنسی اور صنعتی کھوج کے رسالے کی پہلی اشاعت میں رنگ بنانے والے جرمن مسالے کی صنعت پر ایک طویل اور کارآمد مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں ایسے مصنوعی رنگوں کے بنانے کے طریقوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو ہندوستان کے لئے خاص دلچسپی کا باعث ہو سکتے ہیں جرمنی کی آئی جی فاربن انڈسٹری کے جن کارخانوں میں انہیں طریقوں سے کام لیا جاتا ہے۔ بمبئی یونیورسٹی میں کیمیاوی ٹیکنالوجی کے محکمہ کے پروفیسر کے وینکٹ رمن نے ان رنگوں کی تحقیق کی۔

اس رپورٹ میں رنگ، مسالے اور متفرق کیمیاوی اشیا بنانے کے لئے جو طریقے بتائے گئے ہیں۔ وہ بہت سادہ اور آسان ہیں۔

پٹ سن اور پٹ سن کے ریشے میں خرابی کا اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ مصنوعہ پٹ سن اور اس کی اشیا میں استعمال کے دوران خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھپھوندی سے پٹ سن اور پٹ سن کے ریشے کو جو نقصان ہوتا ہے۔ اس کا ذکر رسالے کے ایک دوسرے مضمون میں کیا گیا ہے۔ تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ پٹ سن کے ریشے کا جو حصہ پانی میں گھل جاتا ہے۔ وہ فنگس کی بہت سی اقسام کی نشوونما میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس میں وہ زبردست "فنگس" بھی ہوتا ہے۔ جو پٹ سن اور جوٹ کی اشیا کو بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ ان تجربوں کے نتائج سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اگر پٹ سن کے ریشے اور پٹ سن کی مصنوعہ اشیا کو گرم پانی میں بھگو کر نچوڑ لیا جائے تو دوران استعمال پھپھوندی کا بہت حد تک سدباب ہو جائے گا۔

سفری پروڈیوسر گیس پلانٹ فلٹروں کے لئے فلٹر کا کام دینے والی اشیاء۔ رسالے کے ایک اور مضمون میں ان اشیا کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو پروڈیوسر گیس پلانٹ کے فلٹروں کے لئے آسانی سے فلٹر کا کام کر سکتی ہیں۔ ان اشیا کے تجربے سائنسی اور صنعتی کھوج کی کونسل کی فیول ریسرچ لیبارٹریز دہلی میں کئے گئے۔ جن اشیا کے متعلق تحقیق کی گئی ان میں سوت کا گودا اور پٹ سن سب سے زیادہ کارآمد ثابت ہوئے۔ ان میں مٹی جذب کر لینے کی بھاری صلاحیت ہے۔ طویل اور لفعت فطری فلٹروں کے لئے ان اشیا کے استعمال پر کافی تفصیل دی گئی ہے۔

چونے سرخی کا مسالہ۔ سائنسی اور صنعتی کھوج کی مدد کی کونسل کے عمارتی تحقیقات کے یونٹ میں چونے سرخی کے مسالوں کے متعلق کچھ تجربے کئے گئے۔ اور دیکھا گیا کہ پانی کی مختلف مقدار ملانے سے عمارت کی پختگی اور دیر پا قوت پر کیا اثر ہوتا ہے۔ ان تجربوں کے نتائج پر بھی رسالے میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ خاص خاص نتائج حسب ذیل ہیں۔ مسالے میں پائیداری ہوتی ہے۔ اس وقت اس مسالے کی ابتدائی قوت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ جب چونے سرخی کے اس مسالے کو زیادہ نمی کی بجائے کم سے موزوں کیا جاتا ہے۔ تو اس میں شگاف پیدا ہوتے ہیں۔ اور مسالے میں چونے کی نسبت بڑھ جانے سے اس سے زیادہ طاقت حاصل کرنے کے لئے پانی کی ضرورت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اگر چونے اور سرخی برابر برابر ملایا جائے۔ تو نسبتاً ابتدائی طاقت کم سے کم ہوتی ہے۔ اس مسالے کی طاقت کے بڑھنے کا کافی انحصار درجہ حرارت پر ہے۔ درجہ حرارت جتنا زیادہ ہو گا مسالے کی طاقت بھی اتنی ہی بڑھے گی۔

ملی جلی دھاتیں، آنے اور خاص فولاد کی صنعت

ملی جلی دھاتوں، آنوں اور خاص فولاد کی صنعت کے تحفظ کو جاری رکھنے کے لئے انڈین ٹیرف بورڈ نے جو رپورٹ دی تھی۔ اس کے متعلق ہند سرکار کی قرارداد ۲۷ اپریل کے غیر معمولی گزٹ میں شائع کر دی گئی ہے۔ ٹیرف بورڈ نے سفارش کی ہے۔ کہ تحفظ کی میعاد میں دو سال کی توسیع کی جائے۔ یعنی محصول کی موجودہ شرحوں کے مطابق یہ تحفظ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۵۱ء تک رہے۔ ہند سرکار نے اس سفارش کی منظوری دے دی ہے۔

عازمین حج کے لئے ضروری اطلاع

سعودی محصول میں پچیس فی صدی کی کمی

ہندوستانی قونصل مقیم جدہ نے ہند سرکار کو اطلاع دی ہے عازمین حج سے جو فی کس سعودی محصول لیا جاتا ہے۔ اس میں پچیس فی صدی کمی کر دی گئی ہے۔

سعودی محصول اور دیگر اخراجات نیز عازمین حج پر حاوی ہونے والے دیگر قواعد درج ذیل ہیں۔

۱ — **ٹیکس**۔ وکیلوں اور طیرانی اداروں کو دی جانے والی رقوم ماسوائے کرایہ آمد و رفت فی حاجی ۳۷۳ روپے چھ آنے۔

۲۔ **کرایہ آمد و رفت**۔ اعلیٰ درجہ، دوم آٹو بس، سوئم لاری، چہارم اونٹ

	ٹیکسی کار	نشستوں والی لاری		ہودہ کے بغیر	بغیر ہودہ
جدہ سے مکہ تک اور واپس	۶۰ روپے	۴۰ روپے	۲۰ روپے	۱۰ روپے	۱۲ روپے ۸ ریال
مکہ سے منیٰ عرفات	۹۰ روپے	۴۵ روپے	۳۰ روپے	۱۵ روپے	۸ روپے ۶ ریال
جدہ سے مدینہ اور واپس	۲۴۰ روپے	۱۲۰ روپے	۸۰ ،،	۴۰ ،،	۶۷ ۱۵

قرنطینہ ۶۶ روپے ....

۳۔ (الف) قرنطینہ فیس ۶۶ روپے بارہ آنے

(ب) کشتی کا کرایہ ۴ روپے

(نوٹ) مندرجہ بالا رقومات جہازران کمپنیاں، ہوائی جہاز اور موٹر کمپنیاں جدہ میں مقامی حکام کو دینے کے لئے ٹکٹ کے کرایہ کے ساتھ ہی جمع کر لیتی ہیں۔ جو عازمین حج خشکی کے راستہ آتے ہیں مگر انھوں نے اپنے اپنے ملک میں یہ محصولات ادا نہ کئے ہوں۔ تو انھیں سرحدوں پر متعین متعلقہ حکام کو ادا کر دینے چاہئیں۔

۴۔ **مال و اسباب کا کرایہ**۔ ہر ایک عازم حج کو اپنے ہمراہ تیس کلوگرام تک وزنی سامان بلا کسی کرایہ ادا کرنے کے لے جانے کی اجازت ہے۔ تیس کلوگرام سے زائد سامان پر مندرجہ ذیل شرح سے کرایہ لیا جاتا ہے۔

جدہ سے مکہ	ایک پیسٹہ (سعودی سکہ)	فی کلوگرام
مکہ سے جدہ	،، ،،	،، ،،
مکہ سے مدینہ	تین پیسٹہ	،، ،،

۵ — **جدہ اور مکہ میں زیادہ دیر تک قیام**۔

(الف) حج کرنے والا جدہ میں دو راتوں سے زیادہ مدت تک قیام کرے گا۔ اسے متعلقہ دلیل کو فی زائد شب دو سعودی ریال ادا کرنے ہونگے۔ زیادہ سے زیادہ آٹھ ریال تک ادا کئے جا سکتے ہیں۔ چار شب سے زیادہ ٹھہرنے کی صورت میں کوئی زائد رقم وصول نہ کی جائے گی۔

(ب) ہر ایک حج کرنے والے کو مدینہ میں دس روز تک قیام کرنے کا حق حاصل ہے۔ جو شخص دس روز سے زائد عرصہ تک مدینہ میں ٹھہرنے کا خواہشمند ہو اسے مندرجہ ذیل رقوم ٹرانسپورٹ کمپنی کو ادا کرنی ہوگی۔

اگر کل قیام کا عرصہ۔

(۱) دس روز سے زائد لیکن بیس روز سے کم ہو تو .... دس سعودی ریال

(۲) بیس روز سے زائد لیکن تیس روز سے کم ہو تو .... تیس ،، ،،

(۳) تیس ،، ،، ،، چالیس ،، ،، ،، ،، .... تیس ،، ،،

۶ — حج کرنیوالوں کا سامان محصول چونگی سے مبرا ہوگا۔ ہر ایک حج کرنے والے کو اپنے ہمراہ ۵۰ کلوگرام تک خوراک بلا محصول چونگی لانے کی اجازت ہے۔

۷۔ جو حج کرنے والا مدینہ یا عرفات یا جدہ جانے کے لئے موٹر کار کا کرایہ ادا کر دے لیکن اسے بالکل استعمال نہ کرے وہ مقررہ نوٹس دینے پر اپنا روپیہ کمپنی سے واپس حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن اگر وہ کار استعمال کر کے پھر اپنی مرضی سے اسے چھوڑے گا۔ تو اسے کوئی رقم واپس طلب کرنے کا حق ماسوائے اس صورت کے نہ ہوگا۔

جب وہ ثابت کرے کہ وہ کار کو استعمال کر ہی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے وکیل کی معرفت کمپنی سے موٹر کار طلب کرنے کے باوجود کمپنی اس کو موٹر کار مہیا نہ کر سکی تھی۔ اس صورت میں اسے باقی رقم واپس حاصل کرنے کا حق ہوگا۔

۸ - اگر کوئی حج کرنے والا (درجہ اول) ٹیکسی کا کرایہ ادا کرے لیکن وہ (درجہ دوئم) آٹو بس میں سفر کرے۔ تو کمپنی کو اسے دونوں کرایوں کا فرق واپس ادا کرنا ہوگا۔ اسی طرح جب کوئی حج کرنے والا (درجہ دوئم) آٹو بس کا کرایہ ادا کرنے کے بعد (درجہ اوّل) ٹیکسی کار میں سفر کرنا چاہئے۔ تو اسے دونوں کا فرق ادا کرنا ہوگا۔

۹ - کوئی ٹرانسپورٹ کمپنی اس امر کی پابند نہیں ہے - کہ وہ موٹر کار ضرور مہیا کرے۔ تاوقتیکہ ان کے پاس پوری سواریاں نہ ہوں۔ جدہ سے مکہ اور واپس۔

۱۰ - جدہ سے مکہ اور واپس جدہ آنے جانے والے مسافروں کو لے جانے والی موٹر کاروں میں صرف ضروری سامان ہی لایا لے جایا جائے گا۔ غیر ضروری سامان اونٹ پر لاد کر بھیجا جائے گا۔ اس کی شرح پیرا ۴ مذکورہ میں دی گئی ہے۔

۱۱ - پانچ سال سے کم عمر کے کسی حج کرنے والے شخص سے کوئی ٹیکس وصول نہیں کیا جائے۔ پانچ اور دس برس کے درمیان عمر والوں سے نصف ٹیکس وغیرہ وصول کئے جائینگے

۱۲ - جو عازمین حج پہلے جدہ سے مکہ جانا چاہتے ہوں - اور پھر مکہ سے مدینہ جانے کے خواہشمند ہوں - انھیں مکہ سے جدہ اور واپس کا کرایہ جدہ سے مدینہ اور واپسی کرایہ کے علاوہ ادا کرنا ہوگا۔

۱۳ - جہاں تک ایک کمرہ میں مقررہ تعداد اشخاص کو ٹھہرانے کا تعلق ہے۔ عازمین حج کو حفظان صحت کے مقامی قواعد کی پابندی کرنی ہوگی

ریلوں کی نقل و حرکت میں ترقی قائم رہی

ویگنوں کی لدائی میں اضافہ

گذشتہ چند ماہ کے دوران ریلوں کی سرگرمیوں میں جو ترقی بذیر اصلاح دیکھنے میں آئی۔ وہ ۳۱ مارچ کو ختم شدہ مہینے میں بھی قائم رہی۔ اس ماہ حکومت ہند کی چوڑی پٹڑی کی ریلوں پر ویگن لادنے کی روزانہ اوسط ۱۱۵۲۸ ویگن تھی۔ جبکہ گزشتہ ماہ یہ اوسط ۱۱۴۱۹ ویگن تھی۔ اگرچہ سنٹرل بورڈ آف ٹرانسپورٹ کی سٹیئرنگ کمیٹی نے بنگال اور بہار میں کوئلہ کے میدانوں سے کوئلہ لادنے کی روزانہ اوسط کی حد ۲۷۰۰ ویگن مقرر کی تھی۔ لیکن لدائی اس حد سے بڑھ گئی۔ تین بنیادی صنعتوں یعنی لوہا، فولاد، کپڑے اور سیمنٹ کے لئے خام سامان اور تیار شدہ مال کی نقل و حرکت کے لئے ۱۰۰ فیصدی ٹرانسپورٹ کی منصوبہ بندی کی گئی تھی۔ جو اطمینان بخش طریقہ پر سرانجام پائی۔ پٹرولیم کی نقل و حرکت تیز تر کر دی گئی۔ بندرگاہوں سے پوری گاڑی کے بوجھ کی نقل و حرکت کی منصوبہ بندی کر دی گئی۔ اور تیل لے جانے والے ویگنوں کے بہتر استعمال کی غرض سے ٹینک ویگن کنٹرول آرگنائزیشن کو بلا واسطہ ریلوے انتظامات کے تحت کر دیا گیا تھا۔ اب پٹرول کی نقل و حرکت میں وسعت دینے میں یہ دقت ہے کہ بندرگاہوں پر ذخیرہ کرنے کی گنجائش نہایت محدود ہے۔

۱۱۴ اسپیشل مال گاڑیاں ۔اس مہینے میں خاص خاص تجارتی مرکزوں کے درمیان ۱۱۴ اسپیشل مال گاڑیاں چلائی گئیں جن کے ذریعہ بلا لحاظ ترجیحی پابندیوں کے پورے ویگن کے بوجھ کے تجارتی سامان کی نقل و حرکت عمل میں آئی۔ یہ ثبوت موجود ہے۔ کہ ان میں سے بعض شہروں کو کافی سامان نہیں مل رہا ہے۔ چنانچہ ڈومینین ریلوے سے احتجاج کیا گیا تھا کہ کلکتہ سے مشرقی پنجاب کے بعض اسٹیشنوں کے لئے ریل کے نقل و حمل کی سہولتیں ناکافی ہیں۔ چنانچہ کلکتہ سے براستہ سہارن پور ایسٹ پنجاب ریلوے کے بعض اسٹیشنوں تک ایک مال گاڑی چلانے کے لئے اعلان کیا گیا۔ لیکن مال کی آمد و رفت کے لئے اتنی کافی فرمائشیں دستیاب نہ ہوئیں جن کی بنا پر اس گاڑی کو چلایا جا سکتا۔

مسافروں کی نقل و حرکت میں بھی ساؤتھ انڈین ریلوے کے علاوہ تمام ریلوں پر کافی ترقی دیکھنے میں آئی۔ ساؤتھ انڈین ریلوے پر ہڑتال کے اندیشہ کی وجہ سے پٹرول کی ٹرینیں چلانی پڑیں جس سے ریلیں چلنے کے اوقات درہم برہم ہوگئے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس مہینے میں ایسٹ انڈیا، جی آئی پی، ایم ایس ایم اور ایسٹ پنجاب غرضیکہ چاروں ریلویز پر ۹۰ فیصدی میل اور ایکسپریس ٹرینیں وقت پر چلیں۔

کھجور سے گڑ تیار کرنے کی گھریلو دستکاری

ہند کے پچاس لاکھ کنبوں کے لئے جزوی روزگار

ہندوستان کے کئی علاقوں میں خرما اور چھوٹے پتوں والے کھجور کے درخت پائے جاتے ہیں۔ اگر ان کو مناسب طریق پر استعمال میں لایا جائے اور ان سے فائدہ اٹھایا جائے تو پچاس لاکھ کنبوں کے لئے بہت اچھا روزگار مہیا کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ملک کے لئے بہت بڑی مقدار میں سستا گڑ تیار کیا جا سکتا ہے۔

ہند میں کھجور کے تقریباً پانچ کروڑ درخت ہیں جو قریباً تمام صوبوں اور ریاستوں میں پائے جاتے ہیں۔ چھوٹے پتوں والے کھجور کے درخت پنجاب اور آسام کے سوائے باقی تمام صوبوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی تعداد قریباً چار کروڑ ہے۔ باقی ایک کروڑ کے قریب خرما کھجور کے درخت ہیں۔ بنگال اور مدراس میں زمانہ قدیم سے کھجور کے درختوں کو کام میں لایا جا رہا ہے۔ ان سے گڑ تیار کیا جاتا ہے۔ اور دیہاتی لوگ اپنی کھانڈ کی ضروریات اس سادہ اور [illegible] طریقے سے ہی حاصل کر لیتے ہیں۔

کھجور کے درخت چونکہ دور دور فاصلے پر ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا رس لے کر ایک مرکزی مقام پر اکٹھا کرنے اور اس کو بڑے کارخانہ میں استعمال کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ اس لئے کھجور سے گڑ تیار کرنا لازمی طور پر ایک گھریلو دستکاری ہی بن جاتا ہے۔

اقتصادی امکانات۔ مرکزی وزارت زراعت گذشتہ ایک برس سے کھجور سے گڑ تیار کرنے کی سودیشی گھریلو دستکاری کی حوصلہ افزائی کرتی رہی ہے۔ اور کھجور کو بہترین طور پر استعمال کرنے کے طریقے دیہاتیوں کو سکھانے کے لئے کوشش کی جاتی رہی ہے۔ اس دوران میں اس صنعت کے اقتصادی امکانات کے بارے میں دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش بھی کی جاتی رہی ہے۔ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ ایک گھریلو دستکاری کے طور پر ہند میں کھجور کے پانچ کروڑ درختوں کو ٹھیک طریقہ پر استعمال کرنے سے پچاس لاکھ کنبوں کے لئے کم از کم جزوی روزگار مہیا کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں برتن بنانے والے اور لوہار بھی اپنی روزی کما سکیں گے کیونکہ وہ ... گڑ کے لئے مطلوبہ برتن اور رس نکالنے والے دستی اوزار بنایا کریں گے۔

اس صنعت کے لئے خام مال حاصل کرنے کا ذریعہ مستقل ہے۔ اور گنے کی طرح اسے خاص عرصے کے بعد پھر سے اگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کھجور کے درخت خالی پڑی زمینوں پر پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو کھاد ڈالنے یا آبپاشی کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ گنے کے برعکس جنگلی جانور بھی انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس کے علاوہ گڑ تیار کرنے کا طریقہ شروع سے لے کر آخر تک اتنا سادہ ہے کہ رس اکٹھا کرنے سے لے کر گڑ تیار کرنے تک کا سارا کام ایک کنبہ آزادانہ طور پر کر سکتا ہے۔

گاندھی جی کی خواہش۔ مہاتما گاندھی خرما کھجور کے اقتصادی امکانات سے بہت متاثر ہوئے تھے۔ اور انہوں نے وردھا میں کھجور سے گڑ تیار کرنے کا کام شروع کر دیا تھا کیونکہ وہ اسے ایک گھریلو دستکاری کے طور پر ترقی دینے کے خواہاں تھے۔ ان کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی پا کر کل ہند گرام ادیوگ سنگھ وردھا نے کھجور سے گڑ تیار کرنے کا ایک الگ شعبہ کھول دیا تھا جس کے سپرد یہ کام تھا کہ صوبوں کی عوامی وزارتوں کو مختلف صوبوں میں کھجور سے گڑ تیار کرنے کا کام شروع کرنے کی ترغیب دی جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہند سرکار کی وزارت زراعت نے دسمبر ۱۹۴۸ء میں کھجور سے گڑ تیار کرنے کی صنعت کو ترقی دینے کے لئے ایک علیحدہ سیکشن کھولا۔ ایسے تجربہ کار افسروں کو جو وردھا میں کام کر چکے تھے۔ اس سیکشن کا انچارج بنایا گیا۔

کھجور کے گڑ کی صنعت کو دو پہلوؤں پر ترقی دی جا رہی ہے۔ اوّل یہ کہ بنگال، مدراس، کوچین اور ٹراونکور وغیرہ صوبوں اور ریاستوں میں جہاں یہ صنعت پہلے سے موجود ہے۔ اصلاح شدہ جدید طریقے اختیار کر کے اس صنعت کو مزید ترقی دینا۔ دوسرے اس صنعت کو باقی صوبوں اور ریاستوں میں بھی رائج کرنا۔ اگرچہ اس پروگرام کو زیر عمل لانے کے لئے ابتدائی ذمہ داری صوبائی اور ریاستی حکومتوں پر ہی ہے۔ تو بھی صوبوں کو فنی رہنمائی اور مالی امداد دینے پر جو اخراجات ہوتے ہیں ان کا نصف مرکزی حکومت برداشت کرتی ہے۔

صنعت کی ترقی کے لئے سکیمیں ۔اس صنعت کی ترقی کے لئے جن سکیموں کی ہند سرکار نے سفارش کی ہے ان کو بمبئی سی پی مغربی بنگال بہار آسام ۔یو پی ۔مغربی بنگال ۔بھوپال اور دیگر بڑے صوبوں اور ریاستوں میں زیر عمل لایا جا چکا ہے۔ کئی دیگر صوبوں اور ریاستوں میں بھی کام شروع کرنے کے سوال پر غور کیا جا رہا ہے۔ بمبئی ۔بہار ۔سی پی ۔یوپی اور مغربی بنگال نے کھجور سے گڑ تیار کرنے کی دستکاری کی تربیت دینے کے مرکز بھی کھول دئے ہیں۔ تربیت حاصل کرنے کے عرصہ میں ہر ایک طالب علم کو تیس سے چالیس روپے تک وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ تربیت کا عرصہ ایک ماہ سے چار ماہ تک ہوتا ہے۔ مکمل تربیت حاصل کر چکنے پر ہر ایک تربیت یافتہ شخص کو پچاس سے ایک سو روپے تک کی امدادی رقم دی جاتی ہے تاکہ وہ خود اپنی صنعت شروع کرنے کے لئے ابتدائی سامان وغیرہ خرید کر لے۔

تربیت کے لئے مرکزی ادارہ۔ گذشتہ سال ستمبر کے مہینے میں ہند سرکار نے مدراس کے ضلع جنوبی کنارا میں مودبدری کے مقام پر کھجور سے گڑ بنانے کی تربیت دینے کے لئے ایک مرکزی سنٹر کھولا تھا۔ اس مرکز میں اس عملہ کو تربیت دی جائے گی جو صوبوں اور ریاستوں کو اس کی ترقی کے لئے مطلوب ہے۔ اس جگہ عملی طور پر تجربہ اور درسی اسباق کے ذریعہ تربیت دینے کے علاوہ ہند کے مختلف حصوں میں اس صنعت کی حالت کے متعلق بھی سبق پڑھائے جاتے ہیں۔

کھجور کے گڑ کو لوگوں میں مقبول بنانے کے لئے مختلف صوبائی مرکزوں میں نمائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بعد میں کانگریس نمائش پٹنہ میں بہار سرو... دوسری نمائش احمد آباد میں کل ہند سرو اودے سماج کے موقعہ پر بھی اس صنعت کی نمائش کی گئی۔ مختلف قسم کی مٹھائیاں وغیرہ اس گڑ سے تیار کرنے کے عملی مظاہرے بھی کئے گئے۔

بہار میں واقعہ پلسا پوسا انڈین زرعی تحقیقات کی درسگاہ میں اس صنعت کے مختلف مسائل کے بارے میں تحقیقات کی جا رہی ہے مثلاً رس کا تحفظ اور کھجور کا گڑ بنانے کی کھپت میں بچت اور جتنیوں کو بہتر کھجور کے گڑ کی اقتصادیات ۔تین کنبوں کو کام پر لگانے کے لئے ساٹھ جوڑے تنوں والی کھجور کے درخت درکار ہیں۔ ان سے غالباً چھ ہزار پونڈ گڑ سالانہ تیار کیا جائے گا جس کی مالیت پندرہ سو روپیہ ہوگی۔ مال کی قیمت وغیرہ پر قریباً ۱۵۰ روپے خرچ ہوں گے۔ اس طرح تینوں کنبوں کی اجرت کے طور پر ایک ہزار تین سو پچاس روپے بچ رہیں گے۔ اس صنعت میں کام کرنے والے ایک کنبہ یعنی مرد ۔عورت اور ایک نابالغ بچہ کو کل قریباً ۷۵ روپے ماہوار کی آمدنی ہوگی۔ یہ آمدنی ان کو اس ملک کے چھ مہینے کے موسم کے لئے ہوگی۔

ڈیڑھ سو قریباً کھجور کے درختوں سے ایک مرد اور ایک عورت پر مشتمل ایک کنبہ تین ہزار پونڈ گڑ جس کی قیمت ۷۵۰ روپے ہوگی تیار کرسکا۔ وغیرہ کا خرچ قریباً ایک سو روپیہ اس میں سے نکال دیں تو باقی ۶۵۰ اس کنبہ کی اجرت ہوگی۔

بے گھر لوگوں کو قطعات اراضی کی الاٹمنٹ

دہلی میں جن خانماں برباد لوگوں کے نام مقررہ وقت کے اندر درج ہو چکے ہیں ان کو رہنے کی جگہ مہیا کرنے اور مکان تعمیر کرنے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کرنے کی پالیسی کے ماتحت وزارت امداد و بحالیات نے نئی دہلی شمالی توسیع شادی پور ملکہ گنج اور نظام الدین میں آبادیاں بسانے کی سکیمیں شروع کر رکھی ہیں۔

ان کے علاوہ وزارت اس امر پر غور کر رہی ہے کہ کیلوکڑی میں چھ ہزار کالکاجی میں تین ہزار تین سو اور جنگ پورہ میں چھ سو بیس قطعات اراضی مکانوں کے لئے تیار کئے جائیں۔ یہ مقامات بھوگل کی طرف نظام الدین کے قریب واقع ہیں۔ وزارت کی پالیسی یہ ہے کہ جو خانماں برباد لوگ پہلے ہیں ایک ہی علاقے کے رہنے والے تھے ان کو پاس پاس کے رقبوں میں الاٹ کئے جائیں۔ اس لئے خیال یہ ہے کہ جنگ پورہ کا علاقہ سندھ سے آئے ہوئے بے گھر لوگوں کے لئے کالکاجی کے قطعات شمال مغربی سرحدی صوبہ سے آئے ہوئے بے گھر لوگوں کے لئے مخصوص کر دئے جائیں۔ کیلوکڑی کے پلاٹ مغربی پنجاب سے آئے ہوئے خانماں برباد لوگوں کے لئے مخصوص کر دئے جائیں گے اور باقی نصف میں سے کچھ حصہ بلوچستان اور کچھ بہاولپور سے آئے ہوئے بے گھروں کے لئے مخصوص کیا جائے گا۔

جموں میں سگنلز رجمنٹ کے کارنامے

روانگی کے وقت ایریا کمانڈر کی ستائش

ریاست جموں اور کشمیر کے لئے ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کے بہت سے مفید پروجیکٹ مکمل کرنے کے بعد ہندوستانی فوج کی سگنلز رجمنٹ پانچواں (۵) ڈویژن جموں سے مشرقی ہند کے کسی مقام پر اپنی مستقل قیام گاہ کو روانہ ہو گیا ہے۔

جب ہندوستانی سپاہیوں نے پونچھ اور زوجی لا۔ کارگل کے علاقہ میں فوجی کارروائیاں شروع کیں تو سگنلز کور پر ایک بھاری ذمہ داری آپڑی کیونکہ رسل و رسائل کے سلسلوں کو کافی حد تک وسیع کرنا تھا۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے سگنلز رجمنٹ کا پانچواں ڈویژن "متارکہ" یعنی یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے تقریباً دو مہینے پہلے یہاں پہنچا تھا۔

رجمنٹ نے اپنے قیام کی تھوڑی سی مدت میں ریاست کے ٹیلیفون اور لاسلکی کے سسٹم میں بہت بڑی اصلاح کی۔ پٹھانکوٹ اور جموں کے درمیان اور جموں سے اکھنور تک ٹیلیگراف کی لائنیں بچھائی گئیں۔ رجمنٹ کے آدمیوں نے دن رات کام کرکے اور اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر رسل و رسائل کے سلسلوں کو قائم رکھا۔ اس کے علاوہ انھوں نے اقوام متحدہ کے کمیشن برائے ہند و پاکستان کے مبصروں کے استعمال کے لئے نگرانی کرنے کا لاسلکی اسٹیشن تعمیر کرنے میں ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔

ایریا کمانڈر میجر جنرل ایس۔ بی۔ ایس رائے نے فرمان بموقع میں سگنلز رجمنٹ کے افسروں اور دیگر عملے کے عمدہ کام کی بہت تعریف و توصیف کی ہے۔ موصوف نے کہا "اگرچہ اکثر موقعوں پر ان لوگوں کو گھنٹوں کام کرنا پڑا۔ لیکن اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ میری دعا ہے کہ خوش نصیبی ہر جگہ ان کے قدم چومے"۔

جموں ویمنز ویلفیئر کمیٹی (خواتین کی بہبودی کمیٹی) نے اس رجمنٹ کے افسروں اور سپاہیوں کی چائے اور ناشتہ وغیرہ کی ہمالیہ کینٹین میں دعوت کی۔

ہندوستان کے لئے ۱۵ ہزار ڈالر کی مالیت کے کوپن

"یونیسکو" نے حکومت کی وزارت تعلیم کو ہندوستان میں کتابوں کے کوپن تقسیم کرنے والا ادارہ مقرر کیا ہے۔ ہندوستان کو ۱۵ ہزار ڈالر کی مالیت کے بک کوپنز دیئے گئے ہیں۔ متحدہ اقوام کے فراہم کردہ کوپن آرڈر فارموں اور ضروری لٹریچر کے ساتھ وزارت کے پاس پہنچ چکے ہیں۔

عارضی طور پر یہ تجویز کیا گیا ہے۔ کہ ۸ ہزار ڈالر کی مالیت کے کوپن یونیورسٹیوں کو ۴ ہزار ڈالر کی مالیت کے کوپن سائنسی اور تمدنی اداروں کو ۲ ہزار ڈالر کی مالیت کے کوپن حکومت ہند کی لائبریریوں کو اور ایک ہزار کی مالیت کے کتابوں کے کوپن مختلف افراد کو دے دیئے جائیں۔ ارادہ ہے۔ کہ ان کوپنوں کو تمام اداروں اور افراد کے درمیان مساوی طور پر تقسیم کیا جائے۔

"یونیسکو" بک کوپن کی اسکیم اس لئے مرتب کی گئی ہے تاکہ بیرونی ممالک سے تعلیمی، سائنسی اور تمدنی مطبوعات خریدنے میں سہولت پیدا ہو سکے۔ اور یہ خصوصاً تبادلہ زر کی پابندیوں کی ان مشکلات کو دور کرنے کے لئے ہے جو سہل الحصول سکے والے ممالک کی مشکل الحصول سکے والے ملکوں سے مطبوعات حاصل کرنے میں پیش آتی ہیں۔

اس اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ سہل الحصول سکے والے ممالک یونیسکو سے بین الاقوامی ساکھ کے کوپن خرید کر اپنے ملک کے اداروں اور افراد میں تقسیم کر سکیں۔ جو کوپن کسی بیرونی علاقہ سے مطبوعات کی قیمت کی ادائیگی کے لئے استعمال کئے جائیں گے انھیں یونیسکو ذریعہ اس علاقہ کی کرنسی میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

ایک تجرباتی مدت کے دوران میں جو آخر ۱۹۴۹ء تک قائم رہیگی کتابوں کے کوپن صرف چین، چیکوسلاواکیہ، فرانس، ہندوستان، پولینڈ اور سلطنت برطانیہ میں فروخت کئے جائیں۔ اس کے علاوہ کوپنوں کی ایک محدود تعداد جن کی قیمت یونیسکو کے ۱۹۴۸ء کے فنڈ برائے تجدید تعلیم سے ادا کر دی گئی ہے آسٹریلیا، چین، چیکوسلاواکیہ، یونان، ہنگری، اٹلی، فلپائنز اور پولینڈ میں مفت تقسیم کی جائے گی۔

روئی پر کنٹرول جاری رکھا جائے گا

نئی دہلی میں کانفرنس کا اہم فیصلہ

۱۸ اپریل ۱۹۴۹ء کو ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی وزیر صنعت و رسد کی زیر صدارت نئی دہلی میں روئی سے متعلقہ کانفرنس ہوئی۔ اس میں ہند کے روئی پیدا کرنے والے علاقوں کی صوبائی اور ریاستی حکومتوں کے نمائندے، ایسٹ انڈیا کاٹن ایسوسی ایشن، انڈین سنٹرل کاٹن کمیٹی اور روئی سے متعلقہ دیگر اداروں کے نمائندے شامل ہوئے۔ اس کانفرنس میں روئی پر کنٹرول کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی نیز آئندہ فصل کے لئے روئی کی قیمتوں کے تقرر پر بھی غور کیا گیا۔ حاضرین میں حسب ذیل اصحاب شامل تھے۔ آنریبل شری جے رام داس دولت رام وزیر خوراک و زراعت، آنریبل شری آر۔ کے پاٹل وزیر رسد، صوبجات متوسط، مدھیہ بھارت، سوراشٹر اور راجستھان کے چیف سیکرٹری، شری ایم۔ اننتا سیانم آئینگر، شری ٹی۔ کے۔ راما لنگم چیٹیار، شری موہن لال گوتم، شری کستور بھائی لال بھائی، شری چونی لال بی۔ مہتہ، شری بھگوان جی بھائی، نواب زین یار جنگ بہادر، شری آر۔ سی۔ سریا، بمبئی اور مدراس کی حکومتوں کے نمائندے اور متعلقہ مرکزی وزارتوں کے نمائندے۔

کانفرنس میں عام رائے یہ پائی گئی کہ افراط زر کے انسداد کے متعلق ہند سرکار کی عام پالیسی کے پیش نظر روئی پر فی الحال کنٹرول جاری رہنا چاہئے۔ یہ طے پایا کہ روئی کی قیمتوں میں جو بھی رد و بدل کرنا ضروری ہو اور روئی کی مختلف قسموں کی قیمتوں اور بنیادی قیمتوں میں جو بھی تفاوت رکھی جائے مگر نئی قیمتوں کا نفاذ آئندہ فصل کی روئی پر کیا جائے۔ روئی کی موجودہ فصل اور اس کے سٹاک پر نئی قیمتوں کا ہرگز کوئی اثر نہ پڑے۔ کانفرنس نے ایک عارضی کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا جس میں متعلقہ صوبائی اور ریاستی حکومتوں کے نمائندے شامل ہوں۔ یہ کمیٹی مطالعہ کرنے کے بعد رپورٹ کرے گی کہ اگر ضرورت ہے تو کیا ردو بدل کیا جانا چاہئے۔

عام طور پر یہ تسلیم کیا گیا کہ روئی کی قیمتیں اناج اور دیگر مد مقابل فصلوں کی قیمتوں کے ساتھ مطابقت رکھتی ہوں۔ تاکہ صوبوں نے خوراک کی پیداوار بڑھانے کے لئے خود جو منصوبے بنا رکھے ہیں ان پر کوئی مخالفانہ اثر نہ پڑے۔ یہ بھی تسلیم کیا گیا کہ خوراک کی پیداوار بڑھانے کے منصوبوں پر کوئی اثر ڈالے بغیر روئی کی پیداوار بڑھائی جا سکتی ہے۔ جس کے لئے ضروری کارروائی فوراً کی جانی چاہئے۔

کانفرنس میں عام رائے یہ تھی کہ جہاں ضرورت ہو صوبائی اور ریاستی حکومتیں روئی کے سٹاک پر قبضہ کرنے کے لئے اپنے اختیارات کو استعمال کرنے سے گریز نہ کریں اور جتنی جلد ممکن ہو سکے مرکزی حکومت بھی اس بارے میں قانونی اختیارات حاصل کر لے۔ لیکن روئی کے ذخیروں پر قبضہ کرتے وقت یہ دھیان رکھا جائے کہ صوبائی اور ریاستی حکومتیں کارخانوں کی خرید کردہ روئی پر قبضہ نہ کریں۔ نیز یہ رائے ظاہر کی گئی کہ کپاس کے ایک صوبہ یا ریاست سے دوسرے صوبہ یا ریاست کو لے جانے پر کوئی پابندی نہ ہونی چاہئے۔ چونکہ بیرونی ممالک میں روئی کی قیمتیں ہمارے موافق ہیں اس لئے ہند میں روئی کی درآمد کی عام اجازت دی جائے۔

ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے اپنی اختتامی تقریر میں حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور ان کو یقین دلایا کہ جو انہوں نے رائے ظاہر کی ہے حکومت اس پر پوری طرح غور کرے گی۔

غیر مسلم ٹرسٹ کی املاک

حکومت ہند مذہبی، تعلیمی، خیراتی اور تمدنی غیر مسلم ٹرسٹوں کی ان املاک کے متعلق تفصیلات جمع کر رہی ہے۔ جو پاکستان میں رہ گئی ہیں۔ لہذا ایسے ٹرسٹوں سے کسی طرح کا بھی تعلق رکھنے والے اشخاص سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ براہ کرم ٹرسٹوں کے اغراض و مقاصد، ان کا عمل، انتظامات کی نوعیت، جائیداد کی نوعیت اور ان کی مالیت کے تخمینے وغیرہ سے مسٹر آر۔ جی۔ گولانی، پی بلاک ہٹمنٹ، روم نمبر ۱۳۹ اے (نئی دہلی کو مطلع کریں۔ مسٹر آر۔ جی گولانی وزارت امداد و بحالی کے تحت ٹرسٹ پراپرٹی کمیٹی کے سیکرٹری ہیں۔

آتش گیر مادے کے حادثوں کو روکنے کے طریقے

آتش زدگی کے متعلق ایک معلوماتی مضمون

کہا جاتا ہے کہ آپ کسی علاقے میں سخت سے سخت انتظام بھی کر
حادثے ہو کر رہیں گے۔ قدرت کی شوخیاں یا کوئی اور وجوہ جن پر
کو قابو نہیں تمام ان اعلیٰ سے اعلیٰ احتیاطی تدابیر کو بے اثر کر
ہر جو حادثے کو روکنے کے لئے اختیار کی گئی ہوں۔

پھر بھی کچھ حادثے ایسے ہیں جنھیں آسانی سے روکا جا سکتا
مثال کے طور پر یہ ایک حادثہ لیجئے۔

تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ ایک سرد رات کو ہوڑہ میں
پیٹھ کے مقام پر سات اشخاص کا ایک کنبہ دن بھر کا کام ختم کرنے کے
سویا اور اگلی صبح کو لقمۂ اجل ہو گیا۔ یہ حادثہ غفلت کی وجہ سے ہوا۔

اس کنبے کے تمام افراد آتش بازی بنانے کا کام کرتے تھے۔
ں کمرے میں وہ سونے کے لئے گئے اس کمرے میں انھوں نے
ش بازی کی کچھ اشیا جمع کر رکھی تھیں۔ کسی ادھ بجھی چیز سے ان
یا کو آگ لگ گئی اور اسے پھیلنے میں کوئی دیر نہ لگی۔ وہ گھر آگ
پنجرہ بن گیا اور اس میں رہنے والوں کے نکلنے کی کوئی صورت
تھی نتیجہ یہ ہوا کہ دہکتی آگ کے گھس میں انکا دم گھٹ کے رہ گیا
ا پر طرہ یہ کہ وہ تمام لوگ لائسنس کے بغیر آتش بازی کا کام کرتے تھے

یہ حادثہ جس سے ایک سارا کنبہ بن آئی موت کا شکار ہو
گیا روکا جا سکتا تھا۔ لیکن یہ ان بیسیوں حادثوں میں سے ایک
ہے جو اس ملک میں آتش گیر مادے کے غلط استعمال سے اکثر
ہوتے ہیں۔

۱۹۴۷ء میں آتش گیر مادے کے غلط استعمال یا اس سے
غفلت برتنے سے ۲۳ قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور اس سے کہیں
زیادہ ۱۰ اشخاص زخمی ہوئے۔ ان حادثوں کی تفصیل ہند سرکار کی
ملازمت تعمیر معدن و برق کی سالانہ رپورٹ برائے ۱۹۴۷ء
کے ایک ضمیمہ میں شائع کی گئی ہے۔

آتش گیر مادے کے لئے سرکار کا مشاورتی ادارہ
اس ملک کے رجسٹرڈ قوانین میں آتش بازی اور آتش گیر سامان استعمال کرنے والوں کے لئے دو قوانین ہیں (۱) قانون برائے مادہ آتش گیر اور (۲) پٹرولیم کا قانون۔ ہند سرکار کا ڈیپارٹمنٹ آف ایکسپلوسوز جو چیف انسپکٹر آف ایکسپلوسوز کے ماتحت کام کرتا ہے ایک مستند ادارہ ہے۔ اس ادارہ کی طرف سے حکومت ریلوے، پورٹ ٹرسٹس اور ملک کے صنعتی و تجارتی اداروں کو آتش گیر اشیا کے استعمال، ذخیرے، نقل و حرکت، درآمد اور انھیں تیار کرنے کے لئے صلاح دی جاتی ہے۔

آتش گیر مادے کی تجارت کے لائسنس اسی محکمہ سے ملتے ہیں
۱۹۴۷ء میں قانون برائے مادہ آتش گیر کے ماتحت ۲۰۲، اور پٹرولیم کے قانون کے ماتحت ۱۵۸۴ لائسنس جاری کئے گئے۔

جہاں آتش گیر مادے کے ذخیرے ہیں یا اس کا کام ہوتا ہے محکمہ کی طرف سے باقاعدہ ان کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں ایسی مختلف جگہوں کا ۲۷۲۰ بار معائنہ کیا گیا۔

حادثوں کے اسباب۔ محکمہ کا ایک اور کام ان حادثوں کی تحقیقات کرنا ہے۔ جو آتش گیر مادے یا ایسی دیگر خطرناک اشیا سے رونما ہوں۔ ۱۹۴۷ء میں ایسے ۶۲ حادثے ہوئے۔ ان میں سے کچھ حادثے جہازی ساخت کے بارود، آتش بازی کی اشیا، پٹرول وغیرہ کے غلط استعمال کی وجہ سے ہوئے۔ بارود کے حادثوں کا سبب ناتجربہ کار لوگوں کا کنوئیں کھودنے یا ایسے دیگر کاموں کے لئے ناجائز طور پر بارود بنانے کی کوشش کرنا تھا۔ سمندر کے ساحل پر یا ایک ایسے میدان میں جہاں فوج اپنی مشق ختم کر کے چلی گئی کچھ اشخاص کے آتش گیر مادہ اٹھا لینے یا اس سے کھیلنے سے بھی حادثے ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں اسی ایک وجہ سے گیارہ

آدمی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ۲ افراد زخمی ہوئے۔ ایسی حالت میں لوگوں کا فرض یہ ہے کہ وہ اگر کسی جگہ کوئی آتش گیر مادہ دیکھیں تو فوراً نزدیک کے تھانہ میں اس کی اطلاع دیں۔

جن اشیا کے بنانے میں کلوریٹ کا استعمال ہوتا ہے ایکسپلوسوز کے ڈیپارٹمنٹ نے وہاں کلوریٹ بالکل بند کر دیا ہے اور جن دوسری آتش گیر اشیا میں کلوریٹ پڑتا ہے ان کی پڑتال کی جا رہی ہے تاکہ حادثے کم ہوں۔

فلموں اور دیا سلائیوں سے آگ۔ سینما کے فلم کئی حادثوں کا سبب بن چکے ہیں۔ یہ ایک ایسی شے ہے جس سے آگ لگ جانے کا ہر وقت امکان ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے پیٹرولیم کے قانون کے ماتحت سینما ٹوگراف فلم رولز ۱۹۴۸ء بھی شائع کر دئے گئے ہیں تاکہ فلم کے ذخیروں اور نقل و حرکت کے لئے ملک بھر میں منظم قواعد حاصل ہوں۔ فلم کے تمام بڑے بڑے ذخیروں کو آبادی سے باہر بھیجنے کی بھی زبردست کوشش ہو رہی ہے۔

حادثوں کی ایک اور عام وجہ خصوصاً جنوبی ہندوستان میں دیا سلائیاں ہیں۔ دیا سلائیوں سے ہونے والے حادثے اکثر ان کی نقل و حرکت کے دوران ہوئے اور ان سے ریلوے کے سامان کو نقصان ہوا۔ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ان حادثوں کی تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ دیا سلائی کا مسالے والا سرا یا ڈبی کی اوپری اور نچلی سطح آگ کا باعث بنے بعض دوسری صورتوں میں یہ بھی دیکھا گیا کہ دیا سلائی کی ڈبیاں بہت کمزور تھیں یا ان کے اندرونی اور باہر والے حصے غیر ہموار تھے۔

ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جنوبی ہند میں دیا سلائی کے کارخانوں کا معائنہ کرنے کے لئے ایک افسر مقرر کیا گیا۔ وہاں دیا سلائی کی صنعت ایک گھریلو صنعت ہے۔ اس افسر نے کچھ تجاویز پیش کیں جن کے بعد اس کے بعد کافی اصلاح ہو گئی ہے۔

پٹرول کے بخارات سے آگ۔ ڈیپارٹمنٹ کی سالانہ رپورٹ میں آگ کے حادثوں کے کئی اور اسباب بھی درج کئے ہیں۔ مثلاً یہ لاعلمی کہ ہریکین لیمپ یا کسی ایسے دیگر چراغ سے پیٹرول کے بخارات بہت جلد جل اٹھتے ہیں کئی حادثوں کا باعث ہوئی۔ مدراس میں ایک صبح منہ اندھیرے بیس برج کے اسٹیشن پر مسافر گاڑی کے ایک ویگن میں بنگلور سے دیگر سامان کے ساتھ پیٹرول کے نو ڈرام آئے۔ جب ویگن کا دروازہ کھولا گیا تو گارڈ اپنے ہاتھوں میں لیمپ تھامے اندر داخل ہو گیا۔ اسی وقت پیٹرول کے بخارات کو آگ لگ گئی۔ چار آدمی زخمی ہو گئے جن میں سے ایک بعد میں مر گیا۔ اس حادثہ کے وجوہ یہ تھے۔ جب پیٹرول کو ایک ڈرم سے دوسرے میں انڈیلا جا رہا تھا اس سے بخارات پیدا ہوئے بخارات چونکہ ہوا سے بھاری ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ ویگن کے فرش کے نزدیک جمع ہو گئے۔ جب وہاں اپنا لیمپ لے کر داخل ہوا تو انہیں آگ لگ گئی۔

ایک اور مقام پر جب ہوائی جہاز کی الکحل کو ٹینکر سے اسے ٹینکوں میں ڈالا جا رہا تھا تو کچھ الکحل ضائع ہو گئی۔ عملے نے صفائی کرتے ہوئے اس الکحل کو دریا میں بہا دیا اور یہ لہر کے ساتھ چلی گئی۔ اس دریا میں ایک سٹیم لانچ کھڑا ہوا تھا۔ جب وہ الکحل اس کے نزدیک پہنچی تو اسے آگ لگ گئی۔ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آتش گیر مادے کے کام کرنے والے ہر شخص کو یہ صلاح دی جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ احتیاط برتیں۔ ذرا سی بات کا خیال رکھنے سے نہایت خطرناک حادثوں کی روک تھام ہو سکے۔

وزارت زراعت کے شعبہ اقتصادیات اور اعداد و شمار میں موصول شدہ اطلاعات کے مطابق ہند یونین میں سال [illegible] کی چاول کی فصل کے متعلق تخمینہ حسب ذیل ہے۔ رقبہ زیر کاشت چھ کروڑ چار لاکھ اسی ہزار ایکڑ اور پیداوار ایک کروڑ اٹھاسی لاکھ ترسٹھ ہزار ٹن۔ گذشتہ برس اعداد و شمار چھ کروڑ [illegible] لاکھ اٹھارہ ہزار ایکڑ اور ایک کروڑ چھیانوے لاکھ چھیاسی ہزار ٹن تھے۔ مطلب یہ کہ اس برس رقبہ زیر کاشت میں [illegible] اور پیداوار میں تین اعشاریہ سات فیصدی کی کمی واقع ہوئی ہے۔ صوبہ جات متوسط اور برار، بہار، آسام، مدراس [illegible] میں چاول کی پیداوار میں قدرے کمی ہوئی۔ اس کمی کی وجہ غالباً یہ ہے کہ موسمی حالات غیر موافق [illegible] رقبہ زیر کاشت میں قدرے اضافہ ہوا۔

مختصر خبریں

اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں اعشاریہ دو فیصدی کمی

حکومت ہند کے مشیر اقتصادیات کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ۲۳ اپریل سے ۳۰ اپریل تک کے ہفتہ میں ہندوستان میں اشیا کی تھوک قیمتوں میں اعشاریہ فیصدی کمی ہوئی ہے انڈکس پہلے ۳۸۱ تھا (بنیاد اگست ۱۹۳۹ء کو ختم ہونے والے سال تک ۱۰۰) وہ پچھلے مہینہ کے اسی ہفتہ کے مقابلہ میں اعشاریہ فیصدی کم اور پچھلے سال کے اسی ہفتہ کے مقابلہ میں سات فیصدی زیادہ تھا۔ زیر جائزہ ہفتے میں اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں اعشاریہ دو فیصدی کمی ہوئی اور انڈکس ۴۲۷ اعشاریہ ہو گیا اس کا سبب پنجاب میں گندم کی قیمتوں کا تیرہ فیصدی گر جانا تھا لیکن دالوں اور گڑ کی قیمتوں میں ۱۰ اور چھ فیصدی اضافہ ہوا۔

سوراشٹر میں چارے اور پانی کی قلت۔

سوراشٹر گورنمنٹ نے حکومت ہند کی وزارت زراعت سے شدید قلت کی صورت حال خصوصاً چارے اور پینے کے پانی کی قلت سے نجات پانے کے لئے امداد کی درخواست کی ہے۔ ۲۳ اپریل کو زراعتی وزارت کے جائنٹ سیکرٹری سردار دتار سنگھ اس نازک صورت حال کا موقع پر ملاحظہ کرنے کے لئے راجکوٹ جائیں گے اور اس سلسلہ میں اصلاحی تدابیر کی سفارش کریں گے۔ چارے اور پانی کی یہ شدید اور ہمہ گیر قلت مغربی ہندوستان میں موسمی ہواؤں کی کمی کے باعث رونما ہوئی۔

آرمی ہیڈکوارٹرز کے ریکارڈ کی درستگی

ہندوستان کے آرمی ہیڈ کوارٹرز کے ریکارڈ کو مکمل کرنے کے لئے حکومت ہند نے ان تمام غیر برطانوی افسروں سے جو ہندوستان یا ہندوستان میں مدغم ہونے والی ریاست کے باشندے ہوں لیکن پاکستان سے ہندوستان چلے گئے ہیں اور جن کا تعلق ہندوستانی فوج کے ریزرو آف آفیسرز سے ہے۔ نام، نمبر، تاریخ پیدائش، فوج سے سبکدوشی کی تاریخ جس کلاس میں کمیشن ملا رائے یا پی، اور موجودہ مستقل پتے کی تفصیلات ۳۰ مئی ۱۹۴۹ء تک طلب کی ہیں۔

چونکہ تقسیم کی وجہ سے اور اس کے بعد بڑے پیمانے پر نقل مکان کے باعث سے ہندوستانی فوج کے بہت سے افسروں جو عام طور پر بہم نہیں ہیں کے پتے تبدیل ہو گئے ہیں اس لئے حکومت یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوئی ہے۔

ہند میں مشینوں کے اوزار بنانے کا کام

سوئٹزرلینڈ کی فرم موسومہ کیری کن مشین ٹول ورکس بیوہرل اینڈ کو زیورچ کے ساتھ ایک معاہدہ طے پایا ہے کہ وہ ہند میں مشینوں کے اوزار بنانے کا ایک کارخانہ قائم کرے۔

اس کارخانہ پر اندازاً ۲ کروڑ روپے خرچ آئیں گے۔ سالانہ پیداوار قریباً ۱۰ کروڑ روپے تک ہوگی۔ توقع ہے کہ یہ کارخانہ چار سال کے عرصہ میں مکمل ہو جائے گا۔

اس معاہدہ کی رو سے یہ بھی طے پایا ہے کہ سوئٹزرلینڈ کی فرم کارخانہ کی تعمیر ہندوستانی عملہ کو تربیت دینے اور کارخانہ میں مال کی پیداوار اور نگرانی کرنے کے بارے میں کارخانہ کے چالو ہونے سے ۲۰ سال کے عرصہ تک امداد بہم پہنچاتی رہے گی۔ اس فرم کا اس کاروبار میں مالی مفاد بھی ہوگا۔

ہندوستانی فوج میں گارڈز بریگیڈ بنانے کا فیصلہ

ہندوستانی فوج میں بہت جلد ایک گارڈز بریگیڈ بنایا جائے گا۔ یہ بریگیڈ برطانوی فوج کے بریگیڈ آف گارڈز جیسا ہوگا جس میں کولڈ اسٹریم گرینیڈیئر سکاٹش، ویلش اور آئرش گارڈز ایسی شہرت یافتہ رجمنٹیں شامل ہیں اور جسے برطانوی فوج میں ایک امتیازی درجہ حاصل ہے۔

موجودہ پیادہ فوج کی تین مشہور بٹالینوں پنجاب رجمنٹ، انڈین گرینیڈیئرز اور آرمرڈ رجمنٹس کی از سر نو تنظیم کر کے انہیں انڈین گارڈز بریگیڈ میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ بعد ازاں اس میں گھوڑ سوار فوج اور دیگر ہند یونٹ بھی شامل کر دئے جائیں گے۔ بریگیڈ کے ہیڈ کوارٹرز دہلی میں ہوں گے اور فی الحال مذکورہ بٹالینوں کا الحاق دہلی میں راجپوتانہ رائفل کے رجمنٹل سنٹر سے کیا جائے گا۔

ہند میں وائٹ آئل کی درآمد پر پابندی

جون ۱۹۴۸ء میں ہند سرکار کو یہ اطلاع موصول ہوئی تھی کہ چند

تِل بیرونِ ملک سے ہند میں درآمد کیا جاتا ہے۔ اس سے کچھ لوگ غذائی تیلوں میں ملاوٹ کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس وقت سے ہند سرکار نے کسی بھی ذریعہ سے ہند میں مٹّی آئیل درآمد کرنے کے لائسنس جاری کرنا بند کر دیا تھا۔ تاہم عام رواج کے مطابق جو لائسنس جون ۱۹۴۹ء تک جاری ہو چکے تھے وہ تاریخ اجراء سے چھ ماہ تک کے عرصے کے لئے بدستور جائز تصور کئے گئے۔ اور ان کا مال جہازوں میں لاد کر ہند لانے کی اجازت دی گئی۔

حکومت کو یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ بعض فرمیں ایسے لائسنسوں کے عوض مٹّی آئیل درآمد کرنے کی سعی کر رہی ہیں جو ان کو دیگر قسم کے معدنی تیلوں مثلاً سفید سینڈل آئیل اور سفید ٹرانسفارمر آئیل کی درآمد کے لئے دئے گئے تھے۔ اس لئے بندرگاہوں پر متعین بحری محصولات کے کلکٹروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ ہند میں درآمد کرنے کے لئے مٹّی آئیل کو کسی دیگر نام کے ماتحت اس وقت تک جہازوں سے اتارنے کی اجازت نہ دیں جب تک کہ درآمد کنندہ اس کے عوض جائز درآمد لائسنس پیش نہ کرے اور جب تک وہ اس امر کے بارے میں اقرارنامہ پیش نہ کر دے کہ درآمد کئے جانے والے سفید تیل کو دوسرے کسی تیل میں ملاوٹ کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔

تعلیمی فلموں کی تیاری

حکومت ہند کی وزارت تعلیم نے "سماجی تعلیم" اور اسکولوں کی تعلیم میں نظری اور صوتی طریقوں کو ترقی دینے کے پیش نظر ایک سنٹرل فلم لائبریری اور ایک آڈیو ویژوئل (نظری و صوتی) ایجوکیشن یونٹ قائم کیا ہے۔ وزارت تعلیم بطور ابتدائی منصوبے کے وزارت اطلاعات و نشریات کے تعاون سے تعلیمی فلموں کی تیاری پر عمل درآمد کرنے کے لئے غور و خوض کر رہی ہے۔

وزارت تعلیم کو نجی فلمیں تیار کرنے والوں کی طرف سے بہت سی ایسی درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن میں تعلیمی فلمیں تیار کرنے کے پروگراموں کے لئے مشورہ اور اعانت طلب کی گئی ہے۔ اس میدان میں نجی کاروبار کی زیادہ سے زیادہ ہمت افزائی کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تعلیمی فلموں کی تیاری کا کام سرانجام دینے والے تجارتی اداروں کو تکنیکی امداد دی جائے۔ اس قسم کے فلموں کے مسودوں کی جانچ کرنے کے لئے ماہرین کی ایک پینل تیار کی جائے گی۔ جب کبھی ایسا کرنے کی درخواست کی جائے گی تو وزارت تعلیم فرم کے تیار کردہ فلم کے مسودے کو جانچ، مشورہ اور ہدایت کی غرض سے پینل کے کسی ممبر کے پاس بھیج دے گی۔ اس جانچ کا خرچہ متعلقہ فرم کو برداشت کرنا پڑے گا۔ حکومت ہند خیال کرتی ہے کہ فلم کی تیاری سے پیشتر مسودے کی ایسی ماہرانہ جانچ فلمیں تیار کرنے والوں کے لئے بیش قیمت ثابت ہوگی۔ نیز وہ غیر موزوں فلمیں تیار کرنے اور بے کار خرچ سے بھی محفوظ رہ سکیں گے۔ اس جانچ کا مقصد فلموں کو تعلیمی ضروریات کے مناسب حال بنانا اور مخصوص عمر کے طلباء کے گروپوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔

لارڈ بوائڈ آر نے ٹریکٹر آرگنائزیشن کا معائنہ کیا۔

۳۰ اپریل کی صبح کو خوراک و زراعت کے بین الاقوامی ادارے کے سابق ڈائرکٹر جنرل لارڈ بوائڈ آر نے زرعی وزارت کی سنٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن کا معائنہ کیا۔ آپ کے ہمراہ زرعی وزارت کے جائنٹ سیکرٹری مسٹر ایس۔ وائی کرشنا سوامی بھی تھے۔

سنٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن کے چیئرمین مسٹر ڈی۔ آر سیٹھی اور لارڈ موصوف کو ورکشاپ میں لے گئے اور حکومت کی زمینوں کو قابل کاشت بنانے کے پروگرام کی تفصیلات کی وضاحت کی۔ امید ہے کہ اس سال سنٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن کے ۲۰۰ ٹریکٹر گھاس پھونس سے اٹی یا نئی ایک لاکھ ایکڑ زمین کو کاشت کے قابل بنا سکیں گے۔ اس میں سے سال کے آغاز سے اب تک ۳۰ ہزار ایکڑ سے زیادہ زمین کو کاشت کے قابل بنایا جا چکا ہے۔

لارڈ بوائڈ آر نے زمین کو قابل کاشت بنانے کی اسکیم سے بہت دلچسپی ظاہر کی۔ اور مندرجہ ذیل معلومات بھی حاصل کیں۔ کاشت کے لئے مہیا شدہ زمین کی وسعت، زمین کی نوعیت، ان علاقوں میں بارش کی سالانہ مقدار اور زمین کے کٹاؤ کی وسعت۔

لارڈ بوائڈ آر نے اپنے اس ایک گھنٹے کے معائنے کے اختتام پر ملک کے خوراک کے مسئلہ کو حل کرنے کی جد و جہد پر سنٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن کو تحسین و آفرین پیش کی۔

ہندوستانی سائنسدان ماہ مئی میں ہمالیہ پہاڑ پر جائیں گے۔

نیپال کے مشرق میں کوہ ہمالیہ کے ایک بلند مقام پر تحقیقاتی اسٹیشن کے لئے ایک موزوں مقام کی تلاش کے سلسلہ میں سائنسدانوں کی ایک جماعت سکم کے خطہ کا جائزہ لینے کی غرض سے مئی ۱۹۵۰ء کے

وسط میں روانہ ہوگی۔ سائنسدانوں کی یہ جماعت مسٹر جے۔ بینرجی پروجیکٹ آفیسر سی۔ ڈبلیو۔ آئی۔ این۔ سی۔ ڈاکٹر اشتعا کر شنن دہیئت داں۔ بادھا کرشنا سی۔ جوشی پروفیسر آف زولوجی ہوشیار پور کالج مشرقی پنجاب پر مشتمل ہے۔ یہ جماعت جون اور اگست۔ ستمبر ۱۹۵۹ء میں پہلے جمنوتری اور بارالیچا کے علاقہ میں جائے گی۔ جمنوتری کے علاقہ میں دریائے جمنا کے طاس کا وہ حصہ شامل ہے۔ جو دریائے جمنا اور دریائے ستلج کے پن دھارے سے گھرا ہوا ہے۔ بارالیچا مشرقی پنجاب کے ضلع کانگڑہ میں وادیٔ لاہول میں واقع ہے۔ اور یہ جموں سے مشرق میں ۱۰۰ میل کے فاصلے پر ہے۔

یہ مہمات اس فیصلہ پر عمل درآمد کرنے کے سلسلہ میں ہیں جس میں طے پایا تھا کہ بلند سطح پر مشاہدہ گاہ کے لئے جگہ کے آخری انتخاب سے پہلے چند مقامات کا جائزہ لیا جائے۔ آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ ہند کے محکمۂ موسمیات نے ۱۹۵۷ء میں کوہ ہمالیہ کی مرکزی چوٹیوں پر ایک ایسی کثیر المقاصد تجربہ گاہ قائم کرنے کے لئے تجویز پیش کی تھی۔ جس میں برف برفانی تودوں۔ کائناتی شعاعوں۔ علم ہیئت، علم طبیعات۔ علم موسمیات بلند سطح کے مشاہدات اور کوہ ہمالیہ کی نباتات اور جانوروں کے مطالعے شامل تھے۔ جون ۱۹۵۸ء میں بھی چھ سائنسدانوں پر مشتمل جائزہ لینے والی ایک جماعت بدری ناتھ اور کوزی کے علاقوں میں گئی تھی۔

ہندوستانی طالبہ کو نو سو ڈالر کا بین الاقوامی فیلو شپ

امریکہ کی او ہیو سٹیٹ یونیورسٹی میں پڑھنے والی ایک ہندوستانی خاتون مسز رامبل یکپا تھن دیوداس کو اس کے اعلیٰ اوصاف تحقیقات تعلیمی قابلیت اور پیشہ ورانہ شوق کی وجہ سے تین اعزاز حاصل ہوئے ہیں۔ اور نو سو ڈالر کا ایک بین الاقوامی فیلو شپ ملا ہے۔

جو اعزاز مسز دیوداس کو ملے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ سیکرن نو۔ فی اسپلن۔ میکرن اور سگما ڈیلٹا اسپلن۔

مسز دیوداس پہلے مدراس یونیورسٹی میں گھریلو کام کاج سے متعلقہ فنون کی لیکچرار تھیں۔ ۱۹۵۶ء میں وہ سرکاری وظیفہ پر امریکہ چلی گئیں۔ ۱۹۵۸ء میں انہوں نے او ہیو یونیورسٹی سے گھریلو معاشیات اور علم غذا کی ایم۔ ایس۔ سی کی ڈگری حاصل کی۔ اس سال جون میں انہیں گھریلو معاشیات کی ایم۔ اے کی ڈگری ملے گی۔ اور اگلے سال جون میں انہیں علم غذا میں ڈاکٹری کی ڈگری ملے گی۔ ان کے مطالعہ کا فوری مقصد ایسی غذا کی دریافت ہے۔ جس کو کم خرچ پر اور آسانی سے صوبہ مدراس میں پیدا کیا جا سکے تاکہ اسے مدراس کے غریب طبقے کے لوگوں کی غذا میں جو آجکل ۸۰ فیصدی چاول پر مشتمل ہے۔ اضافہ کیا جا سکے۔ مسز دیوداس دو کتابوں کی مصنف ہیں (۱) وازِ غذا۔ یہ تامل زبان میں ہے۔ اور ہندوستان میں شائع ہوئی ہے۔ اور (۲) گھریلو معاشیات۔ یہ امریکہ میں شائع ہوئی ہے۔

نیویارک میں گیتا کے اشلوکوں کی صدابندی

فوک ویز ریکارڈ ز اینڈ سروس کارپوریشن نے "بھگوت گیتا" کے اشلوکوں کے گراموفون ریکارڈ تیار کئے ہیں۔ کا زیل یونیورسٹی میں وزیٹنگ ہندوستانی لیکچرار ڈاکٹر ٹی۔ ایم۔ پی۔ مہادیون نے سنسکرت کے متن کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ پہلے یہ ترجمہ سنایا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد اشلوکوں کا اچارن ہوتا ہے۔

اشلوکوں کا انتخاب گیتا کے دوسرے ادھیائے سے کیا گیا ہے۔ ان اشلوکوں میں عقلمند آدمی کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ انسان چھوٹی چھوٹی خواہشات کا غلام نہیں ہوتا۔ اور نہ کیف عرضیات کا پابند ہوتا ہے۔ وہ اپنے جاودانی وجود میں محو ہو جاتا ہے۔ اور فانی چیزوں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اسے نہ تو رنج و غم چڑھ کرتا ہے۔ اور نہ اس پر خوشی کا اثر ہوتا ہے۔ وہ خوف اور کروہ انتہائی نفرت اور دائمی محبت کے جذبات کا شکار نہیں ہوتا ہے۔ وہ عیش و عشرت کی راہ اختیار کرنے سے گریز کرتا ہے۔ وہ نفسانی خواہشات کا غلام نہیں ہوتا۔ وہ متلون مزاج انسان کی طرح توہمات کی رَو میں نہیں بہتا۔ بلکہ ذی ہوش انسان کو اپنے اوپر پورا پورا اختیار ہوتا ہے۔ وہ ضبط نفس اور اخفیار نفس میں کامل ہوتا ہے۔ اس کی روح بیدار رہتی ہے۔ لیکن اس کی دنیا خوابیدہ ہوتی ہے۔ اس کی حالت بالکل اس سمندر جیسی ہوتی ہے جس میں اگرچہ بہت سے دریا گرتے ہیں لیکن وہ پرسکون رہتا ہے۔ اسی ذی ہوش انسان کی روح اگرچہ حوادث سے گھری ہوتی ہے پھر بھی وہ غیر متزلزل اور پرسکون رہتی ہے۔

گاندھی جی کی یاد میں امریکہ میں ایک لائبریری کا قیام

ایسٹ لین سنگ کے مقام پر مچیگن سٹیٹ کالج کے ہندوستانی طلبا نے کالج کے صدر ڈاکٹر جان اے۔ حنا کی خدمت میں مہاتما گاندھی لائبریری قائم کرنے کے لئے ڈھائی سو ڈالر پیش کئے ہیں۔ یہ رقم محض ایک ابتدا ہے۔ کیونکہ کالج کی انڈین اسٹوڈنٹس

ایسوسی ایشن کو توقع ہے کہ نئے ہندوستانی طلبا کی آمد پر ان کے عطیات سے اس رقم میں سالانہ اضافہ ہوتا رہے گا نیز ہر سال چندے جمع کرکے بھی رقم کو بڑھایا جائے گا۔ تاکہ وقتاً فوقتاً ہندوستان کے متعلق موجودہ کتابوں کو بڑھایا جا سکے۔

یہ اپنی نوعیت کی دوسری لائبریری ہے جو مہاتما گاندھی کی یادگار کے طور پر اس ملک میں قائم کی گئی ہے۔ پہلی لائبریری کورنل یونیورسٹی میں ۲۸ فروری کو کھولی گئی تھی

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایسٹ لین سنگ میں ہندی زبان پڑھانے کی تجویز پر غور کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ اس سلسلہ میں جلد ہی فیصلہ کیا جائے گا۔

ہند میں درآمد تجارت پر کنٹرول

پچھلے دنوں جو واقعات رونما ہوئے ہیں۔ ان کی وجہ سے جرمنی کا فرانسیسی علاقہ کمیاب سکہ والا علاقہ قرار دے دیا گیا ہے۔ اس لئے اس علاقہ سے درآمد کی جانے والی اشیاء پر بھی پابندیاں عائد ہوں گی۔ جو کمیاب سکہ والے ممالک سے درآمد پر عموماً عائد ہوتی ہیں ہند سرکار نے جرمنی کے فرانسیسی علاقہ کو کھلے عام لائسنس نمبر ۱۱ کے دائرے سے خارج کر دیا۔ اس بارے میں ہند سرکار کے گزٹ کی غیر معمولی اشاعت مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۴۶ء میں اعلان شائع کر دیا گیا ہے۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ جرمنی کے فرانسیسی علاقہ سے عام لائسنس نمبر ۱۱ کے ماتحت جس مال کے لئے جہازوں میں لادے جانے کے عوض ناقابل تنسیخ ہنڈیاں جاری کی جا چکی ہیں سامان کو بلا لائسنس بندرگاہ سے اٹھوانے کی اجازت دے دی جائے گی۔ بشرطیکہ ہنڈی میں مقررہ تاریخ سے پہلے مال جہازوں میں لاد دیا گیا ہو۔

پٹ سن کے کارخانہ داروں کے نمائندوں کی ہند سرکار سے بات چیت

پٹ سن کی صنعت کو خام مال کی قلت کی وجہ سے پیدا ہونے والی موجودہ معیار پر قائم رہنے میں جو دقت پیش آ رہی ہے شروع اپریل میں اس پر پٹ سن کے کارخانہ داروں کے نمائندوں کی ہند سرکار سے بات چیت ہوئی ہے

گفتگو میں ہند کے پٹ سن کے کارخانہ داروں کی ایسوسی ایشن خام پٹ سن کے تاجروں اور کلکتہ جوٹ فیبرکس شپرز ایسوسی ایشن کے نمائندگان نے وزیر تجارت، وزیر صنعت و رسد اور وزیر زراعت سے تبادلۂ خیالات کیا۔ اس موقعہ پر وزیر اعظم بنگال بھی موجود تھے۔

اگرچہ حکومت یہ تسلیم کرتی ہے کہ پٹ سن کے سٹاک کی حالت تشویشناک ہے۔ تاہم وہ محسوس کرتی ہے کہ مال کم تیار کرنے کی پالیسی فوراً ہی اختیار کرنا مناسب نہیں ہے صورت حالات کو زیر نظر رکھا جائے اور جون کے آغاز میں اس پر پھر غور کیا جائے۔ حکومت کی طرف سے ہندوستان کے پٹ سن کے کارخانہ داروں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ کل پیداوار میں کمی کئے بغیر کارخانوں کو تمام پٹ سن کے سٹاک کی از سر نو تقسیم کر کے ٹاٹ زیادہ تیار کئے جائیں۔ ٹاٹ تیار کرنے کے لئے خام پٹ سن کی مناسب تقسیم کی جائے اور اس طرح ٹاٹ کی پیداوار سے بوریوں کی پیداوار کا تناسب بڑھایا جائے۔

انڈین سٹاف کالج میں ہوائی فوج کا شعبہ

نیلگری کی پہاڑیوں میں ویلنگٹن کے مقام پر اسٹاف کالج میں ہوائی فوج کا شعبہ کھولنے کے ساتھ ہی ساتھ ونگ کمانڈر سی۔ ستیہ نارائن کو ہند کے ایئر ہیڈ کوارٹرز نے اس درسگاہ کے ڈائریکٹنگ اسٹاف میں مقرر کیا ہے۔ آپ اس آسامی پر شاہی ہندوستانی ہوائی بیڑے کے پہلے افسر ہیں۔ اس وقت تک انڈین اسٹاف کالج فوج کے بنیادی اصولوں پر چلایا جاتا تھا۔ اور ہندوستانی ہوائی بیڑے کے افسروں کو ایئر فورس کے عملے کی خصوصی کاموں کی تربیت رائل ایئر فورس کالج بریکنیل انگلستان میں دی جاتی تھی۔ ایئر فورس ونگ کھولنے میں مدد دینے کے مقصد کے پیش نظر رائل ایئر فورس کے افسر کمانڈنگ ونگ کمانڈر ایچ۔ ایس۔ ڈی اسلی ڈی ایس او کی خدمات چند ماہ کے لئے ویلنگٹن اسٹاف کالج کے سپرد کی گئیں۔ اس منصوبہ بندی کا مقصد شاہی ہندوستانی ہوائی بیڑے کے افسروں کی مطلوبہ تعداد کو اس ونگ کے لئے افسر کمانڈروں کے طور پر تربیت دینا ہے۔



سردار بلدیو سنگھ نے ۱۹ اپریل
شہر کا دورہ کیا۔ وہاں آپ
تما گاندھی کی قد آدم تصویر
ب کشائی کی اور معذور سپاہیوں
انعامات تقسیم کئے تصویر میں
ایک گارڈ آف آنر کا معائنہ
کر رہے ہیں۔

ہندوستانی فوج کے کمانڈر انچیف جنرل
کے ایم کیری آپا نے حال ہی میں جموں
کا دورہ کیا۔ آپ نے وہاں پر مہارانی
سیوا دل کی لڑکیوں کو پریڈ کرتے
سنگینوں کا استعمال سیکھتے اور دستی
بم پھینکنے کی مشق کرتے ہوئے دیکھا۔
اس موقعہ پر ایک عظیم اجتماع ہوا تھا۔
میجر جنرل رائے اور مہاراجہ صاحب کشمیر
بھی تشریف لائے تھے





نڈر انچیف مہارانی سیوا دل
ں کی پریڈ کا معائنہ کر رہے ہیں۔
ایک لڑکی سنگین سے نشانہ پ
ہ کرنے کی نمائش کر رہی ہے۔

مرکزی اط

رجسٹرڈ نمبر ڈی ۳۶



مرکزی وزارت زراعت کے زرعی تحقیقی ادارہ نے ایک نئے قسم کا ہل تیار کیا ہے۔ یہ موجودہ ہل سے وزن اور قیمت میں پچاس فی صدی زیادہ ہے۔ لیکن یہ مروجہ ہل سے دوگنا کام کرتا ہے۔

ed by B. L. Sharma, Principal Information Officer, Government of India. Printed in India by L. Labha Ram (Manager) at the Mufid-i-'Am Press, Nicholson Road, Delhi : All communications to be addressed to Press Information Bureau, Government of India, New Delhi, and NOT to the Printers.


مرکز

سرورق
مسٹر کلان ... کی رہبری ... بودھوں کا ... نئی دہلی آیا ... نے حکومت ... یقین دلایا ... حالات میں ... ساتھ دائمی ... چاہتے ہیں ... تین ارکان ... برلا مندر میں ... باہر لی گئی



لندن میں دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شمولیت کرنے کے بعد پنڈت نہرو کا ان کی واپسی پر ولنگڈن ہوائی اڈے پر پُر جوش خیر مقدم کیا گیا۔

مرکزی اطلاعات کیا ہے؟

مرکزی اطلاعات اخبارات کی سہولت اور امداد کے لئے ہے اور اس کا مقصد حکومت ہند کی خاص خاص کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔ مرکزی اطلاعات میں عنوانات اور جلی عبارتوں کا مقصد پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے ان سے لازماً سرکاری نقطۂ خیال کا اظہار مقصود نہیں۔ مرکزی اطلاعات میں باہر کے مضامین شامل نہیں کئے جاتے۔ اس کا ہر مضمون حوالہ دئے بغیر نقل کیا جا سکتا ہے۔

ایڈیٹر:- بی۔ ایل شرما، پرنسپل انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا

خاص مضامین

جلد ۱۲ نمبر ۱۱ یکم جون ۱۹۴۹ء

دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس

آل انڈیا ریڈیو سے پنڈت نہرو کی تقریر

ہندوستان کے دولت مشترکہ میں رہنے کے فیصلہ کے متعلق وزیر اعظم نے ایک تقریر میں فرمایا کہ میں نے ہندوستان کی آزادی کے سلسلہ میں جو اقرار پرانے ہم وطنوں سے کئے تھے۔ میں ان پر پوری طرح کاربند رہا۔ جو کچھ میں نے لندن میں کیا ہے۔ اس سے صرف ہندوستان کی عزت اور آزادی برقرار نہیں بلکہ اسے چار چاند لگ گئے ہیں۔ ہماری خارجی پالیسی کا مقصد سب ملکوں سے دوستی پیدا کرنا اور امن عالم کے لئے کوشش کرنا ہے۔

آنریبل وزیر اعظم نے ۱۰ مئی کی رات کو ساڑھے آٹھ بجے آل انڈیا ریڈیو سے تقریر براڈ کاسٹ کی۔ اس کا مضمون حسب ذیل ہے۔

تین دن ہوئے میں لندن میں دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شرکت کرنے کے بعد دہلی واپس پہنچا۔ اس کانفرنس میں جو تذکرے اور اہم فیصلہ ہوا اس کے بارے میں مجھے آپ کو رپورٹ دینا واجب ہے۔ اس فیصلہ کو کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی کی منظوری کے لئے اس کے سامنے رکھا جانا ضروری ہے۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی بھی جو اتنے سالوں تک ہندوستان کی آزادی کی مشعل بردار رہی ہے۔ اس پر غور کرے گی۔ پچھلے ماہ میں نے اور دوسروں نے لندن میں جو کچھ کیا اس کا آخری فیصلہ ان دونوں اور نمائندہ جماعتوں کے ہاتھ میں ہے۔

لندن کانفرنس جن نتائج پر پہنچی ان کے متعلق اعلان آپ پیشتر ہی پڑھ چکے ہیں۔ واپسی کے بعد مجھے جتنا تاثرات معلوم ہوئے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کی ایک بہت بڑی اکثریت نے اس فیصلہ کا خیر مقدم کیا ہے۔ اگرچہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جنہوں نے کڑے الفاظ میں میرے اقدام پر نکتہ چینی کی ہے۔ اور اسے "میری سب سے بڑی غلطی" اور "ہندوستانی عوام کے قومی احساسات پر حملہ" قرار دیا ہے۔ ہندوستان کی خدمت کے طویل عرصہ کے دوران میں میرے خلاف کئی بار غلطیوں کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہے لیکن اس کے باوجود کبھی بھی ہندوستان یا اس ملک کے لوگوں کے وقار اور عقیدہ خودداری کے خلاف کوئی اقدام مجھ سے سرزد نہیں کیا گیا۔ چنانچہ میرے نکتہ چینوں کی تعداد تھوڑی بھی ہو تو بھی مجھے ان کی رائے کا احترام ہے اور میں اسے بہت سنجیدہ معاملہ خیال کرتا ہوں۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس میں مطلقاً شک نہیں کہ لگ بھگ بیس برس سے ہندوستان کی آزادی کے سلسلہ میں میں نے جو اقرار کر دار اور ہم وطنوں کے ساتھ کئے تھے۔ میں ان پر پوری طرح کاربند رہا ہوں۔ ہندوستان کی عزت اور آزادی کو نقصان پہنچانا تو کہیں رہا۔ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میں نے لندن میں کیا ہے اس سے نہ صرف ہندوستان کی عزت اور آزادی برقرار رہی ہے بلکہ اسے چار چاند لگ گئے ہیں۔

اگرچہ نکتہ چین کم ہیں۔ تاہم میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ پسندیدگی کا اظہار کرنے والی اکثریت کی بجائے انہیں ہی مخاطب کروں۔ میرا خیال ہے کہ اعتراض کرنے والے ایک غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ یا اس وہم میں ہیں کہ خفیہ طور پر کچھ طے کیا گیا ہے جسے صیغہ راز میں رکھا گیا ہے۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ پس پردہ کچھ طے نہیں کیا گیا۔ نہ ہی ایسا کوئی قول کیا گیا ہے جو ہندوستان کی فرمانروائی کو محدود کرے۔ یا سیاسی اقتصادی اور فوجی پہلوؤں میں ہماری اندرون ملکی یا غیر ملکی پالیسی پر روک لگائے۔ میں نے وقتاً فوقتاً اس امر کا اعلان کیا ہے کہ ہماری خارجی پالیسی کا یہ مقصد ہے کہ امن کے لئے کوشش کی جائے۔ سب ملکوں سے دوستی پیدا کی جائے اور ملکوں کی دھڑے بندی سے احتراز کیا جائے۔ ہماری پالیسی کا اب بھی یہی سنگ بنیاد ہے۔ ہمارا مقصد دبی ہوئی قوموں کی آزادی قائم کرنا اور نسلی امتیاز کو مٹانا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ متحدہ جمہوریہ ہند آزاد طور پر دولت مشترکہ کے ممالک سے اشتراک عمل کرتی ہوئی بھی ان مقاصد

پالیسی پر چلنے کے لئے آزاد ہوگی اور غالباً اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے اسے پہلے سے زیادہ مؤثر اور کامیاب مواقع میسر آئیں گے۔

جس طرح ہم نے پورن سوراج کی پرتگیا کی تھی ہم نے پورن سوراج حاصل کر لیا کیا کوئی قوم کسی دوسرے ملک سے معاہدہ کر کے بھی آزادی کھو بیٹھتی ہے۔ عموماً دوستی کے معاہدے عبارت ہوتے ہیں دو طرفہ ذمہ داریوں سے۔ دولت مشترکہ کے متعدد ممالک کا آزادانہ اشتراک ایسی ذمہ داریوں سے مبرا و معری ہے۔ اس کی طاقت دراصل اس کی لچک اور مکمل آزادی میں مضمر ہے۔ سب یہ بات جانتے ہیں کہ ہر ایک رکن ملک جب چاہے دولت مشترکہ سے علیحدہ ہو سکتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دولت مشترکہ کسی حیثیت سے بھی "ریاست اعلیٰ" نہیں ہے۔ ہم نے یہ منظور کر لیا ہے کہ بادشاہ اس آزادانہ اشتراک کی علامت ہے۔ لیکن دولت مشترکہ میں انہیں جو یہ درجہ حاصل ہے۔ اس کے ساتھ کچھ اختیار یا عمل وابستہ نہیں ہیں۔ جہاں تک ہندوستان کے دستور کا تعلق ہے۔ اس میں بادشاہ کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ تاج کی وفاداری کا بار ہمارے شانوں پر نہ ہوگا۔

میں نے قدرتاً ہندوستان کے مفاد کو پیش نظر رکھا ہے۔ چونکہ یہ میرا فرض اولین ہے۔ میں نے اس فرض کو ہمیشہ دنیا کے مفاد کے زاویہ نگاہ سے دیکھا ہے یہی وہ سبق ہے۔ جو ہمارے گورو نے ہمیں سکھایا ہے۔ انہوں نے ہمیں یہ بتایا تھا کہ ہم دوسروں کے ساتھ بھی امن اور دوستی کی راہ پر چلیں۔ اور اس کے ساتھ ہندوستان کی آزادی اور وقار کو بھی قائم رکھیں۔ ان دنوں دنیا جھگڑوں اور فساد کا ملجا اور ماوی بنی ہوئی ہے۔ اور افق پر تباہی کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ انسان کے دل میں نفرت اور خوف بھرا ہوا ہے۔ اور شک و شبہات نے اس کی نگاہ کو دھندلا دیا ہے۔ چنانچہ ہر وہ قدم جو اس تشنج اور کھنچاؤ کو کم کرنے کے لئے اٹھایا جائے۔ اس کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مستقبل کے لئے بہت اچھا شگون ہے کہ ہندوستان اور انگلستان کے درمیان پرانی رنجش ایک ایسے دوستانہ طریقہ پر دور ہو جائے۔ جو دونوں ملکوں کے لئے باعزت ہو۔ دنیا میں بہت سی تخریبی قوتیں نمایاں ہیں اور ان کسی کی حمایت کرنا تخریب ہی کے مترادف ہوگا چنانچہ پرانے زخم مندمل کرنے اور تعاون کے ہر موقع کو ہمیں خوش آمدید کہنا چاہئے۔

مجھے اس بات کا علم ہے کہ دولت مشترکہ کے متعلق سی ایسی باتیں کی جاتی ہیں جو ہمیں سخت ناپسندیدہ ہیں جن کے خلاف ہم جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ ان معاملات سے ہم ایک آزاد ملک کی حیثیت سے نپٹیں گے۔ وہ چیزیں جنہیں علیحدہ رکھنا چاہئے ہمیں انہیں خلط ملط نہیں کرنا چاہئے۔

پچھلے زمانہ میں ہندوستان کو یہ اعزاز ملا ہے کہ اس میں تو سنسکرتیوں اور تمدنوں کا میل اور سنگم ہوا ہے۔ اور اب شاید حال میں بھی یہ متصادم قوموں کے لئے ایک ذریعہ اتحاد ثابت ہو اور ... کی سب سے بڑی ضرورت اور مستقبل کی سب سے بڑی مانگ مطالبہ یعنی امن عالم کے قیام میں مدد و معاون ہو۔ چنانچہ اس کے پیش نظر کہ ہندوستان زیادہ مؤثر طریقہ پر اس پالیسی پر عمل ہو سکتا ہے۔ اور امن و آزادی کی حوصلہ افزائی کر سکتا ہے۔ اور ... کی موجودہ نفرت اور کھنچاؤ میں کمی پیدا کر سکتا ہے۔ میں نے لندن منظور کرنے کی حامی بھر لی۔ لندن میں وزرائے اعظم کی کانفرنس میں جو فیصلے ہوئے۔ میں نے انہیں اس یقین کے ساتھ منظور کیا کہ یہ فیصلے ہمارے ملک اور دنیا کے لئے مفید ہیں مجھے یقین ہے ہندوستان کے لوگ بھی انہیں اسی روشنی میں دیکھیں گے۔ اور اسی انداز پر قبول کریں گے۔ جو ہندوستان کی بلندی اور تمدن کے شایان شان ہو اور اپنے مستقبل پر پورا بھروسہ رکھیں گے تمام عالم کے اس نازک موقع پر خالی اور کھوکھلے مباحثوں پر اپنا وقت ضائع کرنا چاہئے۔ بلکہ آج کے ضروری کاموں کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تاکہ ہندوستان بلند اور مضبوط ہو اور اسے ایسا رتبہ حاصل ہو جس سے وہ ایشیا اور دنیا کے فائدہ کے لئے کام کر سکے۔

ہندوستان سرکار نے ٹرانسفر بیورو کی معرفت تعینات کئے گئے ملازمین کے معاملوں پر نظرثانی کرنے کے لئے ایک ری شفلنگ کمیٹی مقرر کی ہے۔ اس کمیٹی نے از سر نو تعیناتیوں کے لئے درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ ۳۰ جون ۱۹۴۹ء مقرر کر دی ہے۔

دھولپور اور بھرت پور کی ریاستیں راجستھان میں شامل کی جائینگی

ہند سرکار نے کمیٹی کی سفارش منظور کرلی

وزارت ریاستہائے ہند نے ۱۴ اپریل ۱۹۴۹ء کو ایک اعلان کے ذریعہ شری شنکر راؤ دیو صدر شری آر کے سدھوا شری پربھو دیال ہمت سنگھ ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی تھی جس کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا کہ وہ جس طرح مناسب خیال کرے ریاست بھرت پور اور ریاست دھولپور کے لوگوں کی رائے معلوم کرے کہ آیا وہ یوپی میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا راجستھان میں مل جانا چاہتے ہیں کمیٹی نے اپنی رپورٹ اور سفارشات پیش کردی ہیں جن کا مفہوم درج ذیل ہے۔

کمیٹی کی تحقیقات کے نتائج۔ ہم نے جو بیانات لئے ہیں اور دیہات کے لوگوں سے مل کر بات چیت کرکے جو اطلاعات حاصل کی ہیں ان سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دونوں ریاستوں کی کانگریس بہ حیثیت مجموعی یوپی میں شمولیت کے حق میں ہے۔ ریاست بھرت پور میں ساری کانگریس جماعت کی متفقہ رائے یہ ہے لیکن دھولپور میں کانگریس کی کچھ شاخیں اس کے خلاف راجستھان میں شمولیت کے حق میں ہیں کسان انجمنیں عام طور پر راجستھان میں شمولیت کے حق میں ہیں۔ خاص طور پر بھرت پور کی کسان انجمنیں زیادہ زور سے اور دھولپور کی قدرے کم زور سے راجستھان میں شمولیت کے حق میں ہیں ہم نے یہ بھی دیکھا کہ زرعی مفاد والے لوگ تجارتی مفاد والوں کے اور دیہاتی لوگ شہری لوگوں کے برعکس رائے رکھتے ہیں جن گروہ سے تعلق رکھنے والے دونوں ریاستوں کے لوگ جو زیادہ تر جاٹ ذات کے ہیں اور اپنے آپ کو جاٹو کہلاتے ہیں یوپی میں شمولیت کے حق میں ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ راجستھان میں شامل ہونے سے ان کو انہی تکالیف کا سامنا ہوگا جن سے آج کل انہیں دوچار ہونا پڑتا ہے۔

دونوں ریاستوں میں فرقہ وارانہ نظریہ سے کوئی شدید اختلاف رائے نہیں پایا جاتا۔ دھولپور کی جمیعتہ العلما جو ریاست دھولپور کے مسلمانوں کی نمایندہ جماعت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے راجستھان میں شامل ہونے کے حق میں ہے۔

جو شہادتیں ہمارے سامنے پیش کی گئی ہیں ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دونوں ریاستوں کے وہ حصے جو صوبہ یوپی کے ساتھ ملحقہ واقع ہیں۔ وہ یوپی میں شمولیت چاہتے ہیں۔ اسی طرح جو علاقے راجستھان کی سرحدوں کے ساتھ واقع ہیں۔ وہ راجستھان میں شمولیت چاہتے ہیں دونوں ریاستوں کے برج بھاشا بولنے والے علاقے یوپی کے ساتھ واقع ہیں اسی طرح راجستھانی، مارواڑی میواتی اور ان سے ملتی جلتی زبانوں والے علاقے راجستھان کی سرحد پر واقع ہیں۔ اس لئے وہ زبان کے لحاظ سے یوپی اور راجستھان میں شمولیت کے حق میں ہیں۔ زرعی مفاد والے لوگ جن میں کسان چھوٹے چھوٹے زمیندار کاشتکار بڑے زمیندار اور جاگیردار شامل ہیں

(بقایا صفحہ ۴۹۴ پر)

ناظرین مرکزی اطلاعات کے لئے ضروری اطلاع

یکم جولائی ۱۹۴۹ء سے مرکزی اطلاعات کی اشاعت بند کی جارہی ہے ۱۵ جون ۱۹۴۹ء کو اس کا آخری شمارہ شائع ہوگا۔

مرکزی اطلاعات سے ہندوستان اور بیرون ہند کے ناظرین نے جو تعاون کیا ہے۔ اس کے لئے ہم شکر گزار ہیں۔

سفارشات ہم یہ چاہتے ہیں کہ دونوں ریاستوں کے لوگوں کو اطمینان سے غور کرنے اور مختلف عناصر کے متعلق واضح طور پر اپنی رائے ظاہر کرنے کے لئے کچھ وقت ضرور دینا چاہئے تاکہ وہ زبان، اقتصادی معاشی اور تجارتی وجوہات یا سیاسی اور نظم و نسق سے متعلقہ امور پر غور کر کے اپنا آخری فیصلہ دے سکیں جس کا اثر صرف ان پر بلکہ ان کی آئندہ نسلوں پر بھی ہوگا۔ اس لئے ہم حکومت سے یہ سفارش کرتے ہیں کہ فی الحال بھرت پور اور دھولپور دونوں ریاستوں کو راجستھان میں شامل کر دیا جائے۔ اور ان کو اس بات کا کافی موقع دیا جائے کہ وہ اپنی پختہ رائے قائم کر سکیں جب یونین گورنمنٹ کو یہ تسلی ہو جائے کہ حالات ایسے ہیں اور لوگ یہ چاہتے ہیں تو ان کو موقع دیا جائے کہ وہ باقاعدہ عام اظہار رائے سے یا کسی دیگر مناسب طریقے سے اپنا ایسا آزادانہ فیصلہ دے سکیں جو محض سیاسی گروہ بندی سے متاثر نہ ہو کہ آیا وہ راجستھان میں رہنا چاہتے ہیں یا اس سے الگ ہونا چاہتے ہیں۔ حکومت ہند کمیٹی کی سفارش کو منظور کر کے فی الحال بھرت پور اور دھولپور دونوں ریاستوں کو راجستھان میں شامل کرنے کے لئے کارروائی کی جائے گی۔ وزارت ریاست ہائے ہند اس کے مطابق ایسی ضروری کارروائی کرے گی جس سے یہ دونوں ریاستیں راجستھان میں شامل کر دی جائیں گی لیکن اس بات کی گنجائش رکھی جائے گی کہ دھولپور، بھرت پور یا دونوں ریاستیں یا ان میں سے کوئی ایک راجستھان سے الگ ہونا چاہے تو وہ حالات کے مطابق قواعد کے ماتحت ایسا کر سکے۔ ہم سرکار کمیٹی کے صدر و ممبروں کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ انہوں نے ان کے لوگوں کی اس مشکل سوال کے متعلق رائے اتنے تھوڑے عرصہ میں معلوم کر کے حکومت کی مدد کی ہے۔

تعلیم کے متعلق مرکزی منصوبہ بندی کی اہمیت

حال ہی میں شائع شدہ "ایجوکیشن کوارٹرلی" کے پہلے شمارہ کے پیش لفظ میں وزیر تعلیم آنریبل مولانا ابوالکلام آزاد نے بتایا ہے کہ حکومت ہند کو تعلیم کے میدان میں سکول جانے کی عمر کے تمام بچوں کے لئے بنیادی تعلیم کا اہتمام، بالغوں کے لئے سماجی تعلیم کا بندوبست اور ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم کی تنظیم نو کے نہایت اہم مسائل سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ وزیر تعلیم نے اظہار خیال کیا کہ ان دونوں مقاصد کے حصول کے لئے مرکزی منصوبہ بندی اور ارتباط کی ضرورت ہے۔ آپ نے کہا "اگر ہم آغاز سے ہی قومیت کے اصول پر منصوبہ بندی نہ کریں۔ تو درحقیقت ان مقاصد میں سے ایک بھی انجام پذیر نہ ہوگا۔ لہذا منصوبہ بندی کے ارتباط کے پیش نظر مرکز کے پروگرام کی تفصیلی معلومات کی مطابقت اور تجربہ کے موازنہ کو مزید ترقی کے لئے جاری رکھنا نہایت ضروری امر ہے۔"

عالمگیر بنیادی تعلیم کی منصوبہ بندی کے کام میں مرکزی ارتباط کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا "اگرچہ عوام کو تعلیم سے بہرہ ور بنانے کا کام قطعی طور پر صوبوں کی ذمہ داری ہے لیکن صوبوں کے درمیان ہم آہنگی قائم کرنے کے لئے اور اس قسم کی تعلیم میں قومی خصوصیت کے تحفظ کے لئے مرکز کی امداد لازمی ہے۔" اعلیٰ تعلیم کی تنظیم نو کی ضرورت کے بارے میں مولانا آزاد نے کہا "ہمیں اس تعلیم پر ایک نئے زاویہ نگاہ سے غور کرنا ہے۔ تمام ترقیات خواہ وہ سماجی ہوں یا ٹیکنیکل یا صنعتی یا کاروباری انجام کار وہ تعلیم یافتہ قیادت کی خوبی پر مبنی ہوں گی۔ اور عوام کو تعلیم یافتہ بنانے کے پروگرام بھی اعلیٰ تعلیمی اصول پر تعلیم یافتہ معلموں کے بغیر عملدرآمد پذیر نہیں ہو سکتے۔"

امید ہے کہ "ایجوکیشن کوارٹرلی" ان ضروریات کو پورا کرے گا جن کا عرصہ سے فقدان تھا کیونکہ ہندوستان اور غیر ممالک کی متعدد تعلیمی ترقیوں کا یہ ایک مستند مرقع ہوگا۔

پہلے شمارہ کے مفید مضامین میں سے ایک مضمون میں مرکزی تعلیمی نظم و نسق کا مختصر سا تاریخی جائزہ درج ہے۔ دوسرے مضمون میں انگلستان کے "ایجوکیشن ایکٹ مجریہ ۱۹۴۴ء" کے طریق عمل اور اس کے اثرات بیان کئے گئے ہیں۔ صوبوں اور مرکز کی تعلیمی ترقیوں کی اطلاعات اور بیرون ہند کی تعلیمی سہولتوں کے علاوہ اس میں تعلیمی مفاد کی متعدد ایسی اہم کانفرنسوں کے حالات بھی درج ہیں جو حال ہی میں منعقد ہوئیں۔ سنٹرل ایجوکیشنل لائبریری میں آئی ہوئی نئی کتابوں کی فہرست بھی اس "کوارٹرلی" میں شامل کر دی گئی ہے۔ تعلیمی تحقیقات اور تازہ ترین تعلیمی ادب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے یہ فہرست بہت مفید ثابت ہوگی۔

دلت جاتیوں کے طلبا کے لئے وظیفے

پیداوار بڑھانے کی سکیموں کی کڑی نگرانی کے لئے اقدام

اسٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس کی روداد

وزیر مالیات شری مورارجی ڈیسائی کی زیر صدارت ۱۱ مئی ۱۹۶۱ء کو اسٹینڈنگ فائننس کمیٹی کا ایک اجلاس ہوا جس میں دیگر امور کے علاوہ حسب ذیل نکات کو بھی منظور کیا گیا

(۱) دلت جاتیوں کے طلبا کو وظیفے دینا۔ (۲) غیر ممالک میں ہندوستانی طلبا کو وظیفے دینے کی اسکیم۔ (۳) منگلور میں ایک ہوائی اڈے کی تعمیر اور (۴) سانتاکروز کی ہوائی بندرگاہ پر عمارتوں کی تعمیر کی منظوری دی گئی۔

اندازہ ہے کہ گوہاٹی اور سانتاکروز کے ہوائی اڈے پر ٹریفک کنٹرول کی تعمیر اور انتظامی دفاتر کی عمارتوں پر علی الترتیب ۱۶۲۰۰۱۸ اور ۴۹۹۰۵۷ روپیہ خرچ آئے گا۔ پانی کے لئے جو نلسی پائپ لائن کھودی جائے گی اس پر ۱۳۰۶۰۵ روپے خرچ ہونے کا اندازہ ہے۔

پیاؤ تنگر بمبئی اور سانتاکروز کے ہوائی اڈہ کو پانی پہنچانے والی بڑی لائنوں میں شامل ہیں۔ ہندوستان کی ممتاز فضائی گزرگاہ۔ بندرگاہ سانتاکروز کی ترقی کے لئے یہ دونوں منصوبے بہت اہم ہیں۔ جنگل پر پائپ لائن ٹیکسی کے مجوزہ راستوں اور ان سے متعلقہ علاقوں سے گزرتی ہے۔

اور بڑے پیمانے پر ترقی کا کوئی کام شروع کرنے سے پیشتر اس کی کھدائی کو مکمل کرنا ہوگا۔ اس طرح ہوائی بندرگاہ کی ترقی سے متعلق کوئی کام شروع کرنے سے پیشتر لائنوں کے رخ بدلنے کا معاملہ ترجیح طلب ہے۔

موسمیات سے متعلق اسکیمیں کمیٹی نے ہندوستانی موسمیات کے محکمے کی اسکیموں کو بھی منظوری دی۔ سب سے زیادہ تر بندرگاہ کے نزدیک ملازمین کے رہنے سہنے اور دفتروں کے کمروں سے متعلق تھیں۔ اندازہ ہے کہ ان پر ۲۰ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ تجویز ہے کہ نئی دہلی میں اشعاع اور شعاعی مشاہدے سے متعلق ایک ورکشاپ اور تجربہ گاہیں قائم کی جائیں تاکہ مشاہدے کے کاموں کے لئے مناسب سہولتیں مہیا ہوں۔ ہوا کی رفتار، ابر آلود موسم میں پچاس ہزار فٹ کی اونچائی تک ہوا کا رخ معلوم کرنے، سورج کی گردش کی پیمائش اور زمین کے نزدیک مختلف سطحوں پر موسم کے تیز و تند حالات راڈر کے ذریعہ معلوم کرنے کے لئے لودھی روڈ پر ضروری آلات نصب کئے جائیں گے۔

بالغ اندھوں کے لئے تربیت کا ایک مرکز قائم کرنے کی بابت تجویز کو بھی کمیٹی نے منظور کیا۔ حکومت کی تجویز ہے کہ جنگ میں اندھے ہو جانے والے ہندوستانیوں کے لئے ڈیرہ دون میں جو سینٹ ڈونسٹن ہوسٹل ہے اسے سرکاری اختیار میں لے لیا جائے۔ اور وہاں اندھوں کا ایک قومی مرکز بنا دیا جائے جو شہری اور فوجی عملے کی خدمت کرے۔ بحالات دیگر یہ درسگاہ شاید بند کر دی جاتی۔ کیونکہ سابقہ فوجی اندھے پوری تربیت حاصل کر چکے ہیں۔ اس درسگاہ کے قومی مرکز میں بدل جانے سے کوئی ابتدائی خرچ نہیں ہوگا۔ کیونکہ سینٹ ڈونسٹن کمیٹی نے وہ تمام سامان جو اس وقت درسگاہ میں موجود ہے۔ حکومت کو بلا معاوضہ منتقل کرنے کی پیشکش کی ہے۔

لکھنؤ یونیورسٹی نے تعلیم کے میدان میں جو کام کیا ہے اس کی قدرشناسی کرتے ہوئے یونیورسٹی کی سلور جوبلی کے موقعہ پر پانچ لاکھ روپے کا عطیہ منظور کیا گیا۔

تجویز ہے کہ دلت جاتیوں اور تعلیمی طور پر دیگر پسماندہ جماعتوں مشمولہ جرائم پیشہ و پہاڑی قبیلوں کے طلبا کو اعلیٰ تعلیم خصوصاً تکنیکی حرفیات اور پیشہ ورانہ مضامین کی تعلیم کے لئے اس سال دس لاکھ روپے دئے جائیں۔ یہ اسکیم ۱۹۴۴-۴۵ء میں شروع کی گئی تھی اور اب تک کافی مقبول ہو چکی ہے۔ دلت جاتیوں کے طلبا کو ۲۱۴۷۰۰ روپے کی مالیت کے ۲۴۳۳ امدادی وظیفے دئے جا چکے ہیں۔ اب اس اسکیم میں توسیع کر دی گئی ہے اور تعلیمی لحاظ سے تمام پسماندہ جماعتوں کو اس کے

دائرہ عمل میں شامل کر دیا گیا ہے تاکہ تعلیمی سہولت میں سب سے برابر کا سلوک ہو طلبہ کے انتخاب استعداد کی بنا پر ہوگا۔

۱۹۴۹ء میں ہندوستان کے وظائف کی ترمیم شدہ اسکیم کو جاری کرانے کے لئے اسٹینڈنگ فائننس کمیٹی نے ....۳۲۵ روپیہ کے خرچ کی بھی منظوری دی۔ اس اسکیم کے تحت جن تمام منتخبہ طلبا کا خرچہ اس سال اسی رقم میں سے دیا جائے گا طلبا کی اکثریت ان اشخاص میں سے منتخب کی جائے گی جو صوبائی یا مرکزی حکومتوں یا تعلیمی اداروں کی ملازمت میں ہیں۔

سائنس ٹیکنیکل مضامین۔ فوجی تربیت ادبیات وغیرہ ایک محدود حد تک اس اسکیم میں شامل کی جائیں گی۔

دلی میں کنویں کی کھدائی۔ اس سلسلے میں اسٹینڈنگ فائننس کمیٹی کے ارکان نے محسوس کیا کہ ہندوستان کی پیداوار بڑھانے کی جن مختلف اسکیموں کی منظوری دی ہے ان کے متعلق نگرانی اور پڑتال کی ضرورت ہے لہذا کمیٹی نے تجویز کیا کہ صوبہ دہلی میں پیداوار بڑھانے کی اسکیموں کے تمام پہلوؤں پر پڑتال کی جائے اور معلوم کیا جائے کہ کس حد تک اس رقم سے کام لیا جا رہا ہے۔ اور اخراجات کے مقابلہ میں پیداوار کی کیا صورت ہے۔ اس طرح پیداوار بڑھانے کی اسکیموں کی کامیابی کا اندازہ لیا جا سکے گا اور یہ معلوم ہو سکے گا کہ کون سی اسکیمیں زیادہ مفید نہیں ہیں تاکہ بیشتر توجہ ان پر لگائی جائے۔ کمیٹی نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ پیداوار بڑھانے کی اسکیموں کے بارے میں وزارت زراعت مرکزی انتظام کے ماتحت علاقوں اور صوبوں سے پروگریس رپورٹ طلب کرے اور اسے اسٹینڈنگ فائننس کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے۔

ہندوستان اور فن لینڈ کے درمیان تجارتی معاہدے پر دستخط

۲۸ مئی کو ہندوستان اور فن لینڈ کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ ہوا۔ اس پر ہندوستان کی طرف سے کامرس سیکرٹری مسٹر سی سی ڈیسائی نے اور فن لینڈ کی طرف سے حکومت فن لینڈ کے مندوب مسٹر ایرک اہلکوسیت نے دستخط کئے۔ معاہدے کی شرائط کے تحت ہندوستان نے مندرجہ ذیل اشیاء برآمد کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ تمباکو۔ مشرقی ہند کا دباغت شدہ چمڑا۔ ربڑ سے تیار شدہ اشیاء مع ٹائر اور ٹیوب۔ گرم مسالے۔ پٹ سن کا سامان۔ چائے۔ کافی۔ لاکھ۔ ناریل کی رسی۔ ناریل کے پٹھان اور چٹائی۔ مونگ پھلی اور مونگ پھلی کا تیل۔ ارنڈی کا تیل۔ السی اور السی کا تیل۔ دیگر علاوہ ازیں روغنیات۔ سوتی دھاگا۔ کیمیاوی پیداوار مثلاً شارک مچھلی کے لیور آئل میگنیشیم سلفیٹ سوڈیم بائیکرومیٹ میگنیشیم کلورائڈ۔ اسٹریکنین نائٹریٹ سارفین نیفتھالین۔ سوڈیم برومائیڈ۔ پوٹاشیم برومائیڈ۔ سیال برومائیڈ اور کچھ جیسی ادویات۔ سینڈل وڈ اور ینیاں۔ چرا ئتہ کھمی اندر جیم سوسن ہندی۔

فن لینڈ سے حسب ذیل اشیا آئینگی۔ کاغذ اور کاغذ کا گودا بنانے کی مشینیں۔ لکڑی کا کام اور چرمی جوتے بنانے کی مشینیں۔ بجلی کی مشینیں۔ بجلی کا ساز و سامان جس میں بجلی بنانے اور بجلی کے میٹر۔ ٹرانسفارمر وغیرہ شامل ہیں۔ اخباری کاغذ کاغذ جس میں سگریٹ کا کاغذ۔ چھاپنے اور لکھنے کا کاغذ۔ کاغذ بنانے کے لئے خام کاغذ۔ دیا سلائی کی تیلیاں نرم کاغذ ریلوے سلیپر۔ بارود بنانے کے لئے اور لکڑی کا گودا اور سلفائٹ بنانے کے لئے ہر قسم کی لکڑی۔ معاہدے کی ایک خصوصیت کی وضاحت بھی کی گئی ہے کہ دونوں حکومتیں ان چیزوں کی تجارت کی ہمت افزائی بھی کریں گی جو اصل معاہدے کی فہرست میں شامل نہیں ہیں۔

ہندوستان اور فن لینڈ کے درمیان تجارت عام تجارتی طریقوں سے انجام پذیر ہوگی۔

اس امر کی تصدیق کے لئے کہ دونوں ممالک کے جہاز اس معاہدہ کی تمام اجناس اور مال زیادہ سے زیادہ لے سکیں فن لینڈ اور ہندوستان تمام مناسب آسانیاں فراہم کریں گے۔

ہندوستان کو ہر سال ۳۰ ہزار تربیت یافتہ ماہر دستکار ہیں

ہر خواہشمند شہری کو ٹیکنیکل کام سکھانے کی اسکیم

ملک میں صنعت کو توسیع دینے کے لئے ایک بنیادی بات یہ ہے کہ کاریگروں کو باقاعدہ تربیت دی جائے۔ آج ملک کو ہر سال تقریباً ۳۰ ہزار تربیت یافتہ ماہروں کی ضرورت ہے پچھلے دو تین سال کے دوران ملک بھر میں صرف دس ہزار تربیت یافتہ ماہر مل سکے تھے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہند سرکار کی طرف سے کام سکھانے والے ساڑھے چار سو مرکز چلائے جا رہے ہیں جہاں ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ کام سکھائے جاتے ہیں۔

جب ہندوستان کے لئے بعد از جنگ منصوبے بنائے جا رہے تھے تو یہ ڈر تھا کہ جنگ کے بعد ملک کی ترقی کے ابتدائی مراحل میں روپیہ سے کہیں زیادہ آدمیوں کی قلت سد راہ ہوگی۔ جب منصوبوں پر عمل شروع ہوا تو یہ اور بھی نمایاں ہو گئی۔ اب تو یقینی طور پر یہ کہا جا رہا ہے کہ تربیت یافتہ کاریگروں کی تعداد بڑھانے سے ہی ملک میں صنعت کو توسیع دی جا سکتی ہے۔ ۱۹۴۶ء میں ہند سرکار کی طرف سے ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ تربیت کی اسکیم کا افتتاح کیا گیا اور اس کے لئے ملک بھر میں مرکز کھول دیے گئے۔ ان سے اگرچہ معرکۃ الآرا نتائج تو برآمد نہیں ہوئے پھر بھی باقاعدہ مسلسل ترقی ہوتی ہے۔ ان مرکزوں میں ہر سال ۲۰ ہزار اشخاص کو تربیت دینے کی صلاحیت ہے اور اب تک یہ پندرہ ہزار مردوں اور عورتوں کو تربیت دے چکے ہیں۔ ملک کی صنعتی ترقی کے لئے ماہروں کے ایک لشکر کی ضرورت ہے اور یہ لوگ اس لشکر کے لئے باعث تقویت ہوں گے۔ یہ لوگ خواہ کہیں بھی کام کریں ایک طرح سے حکومت کی احتیاطی فوج ہیں جس کی خدمات قومی بحران یا ہنگامی حالات میں حاصل کی جا سکتی ہیں۔

اس وقت ملک میں کام سکھانے والے ساڑھے چار سو مرکز ہیں جن میں انیس ہزار لوگ کوئی ٹیکنیکل یا پیشہ ورانہ کام سیکھ رہے ہیں۔ ان مرکزوں میں انجینئرنگ اور اشیا تیار کرنے کے قریباً پچاس اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں۔ تجارتی پیشوں اور انجینئرنگ سے غیر متعلقہ بڑے پیمانہ کی صنعتوں کے قریباً ایک سو پیشوں اور دھندوں کی تربیت دی جاتی ہے۔ ان مرکزوں سے تربیت پانے والے اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ اپنی اہلیت کے بھروسہ پر اپنا روزگار پیدا کریں۔ لیکن ملک کی ضرورتوں کے پیش نظر نہ تو تربیت یافتہ ماہروں کی موجودہ تعداد اور نہ وہ جو آج کل تربیت حاصل کر رہے ہیں کافی ہیں۔ اندازہ ہے کہ حکومت اور نجی صنعت کاروں کو ہر سال ۳۰ ہزار ہنرمند کاریگروں کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ تربیت کی سہولتوں کو بڑھانے کا مسئلہ ملک کے سب سے اہم مسئلوں میں سے ایک ہے۔ ہمارے ملک میں آدمیوں کی کوئی کمی نہیں اس وقت حکومت کے پاس سات ہزار ایسے لوگوں کی درخواستیں پڑی ہیں جو تربیت حاصل کرنے کے لئے آرزومند ہیں۔

شرنارتھیوں کو فائدہ۔ تربیت دینے کی یہ اسکیمیں دراصل سابق فوجیوں کے لئے تیار کی گئی تھیں لیکن بعد ازاں ان کے حلقہ عمل کو پاکستان سے آنے والے بے گھر لوگوں تک بڑھا دیا گیا اور آج کل ۱۸۰۰۰ شرنارتھی ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ جن صوبائی حکومتوں نے بار بار ہونے والے زائد خرچ کا بار اٹھانا منظور کر لیا ہے وہاں تربیت کے مرکزوں میں عام شہریوں کو داخل ہونے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ توقع ہے کہ تربیت دینے کی موجودہ اسکیمیں جب جولائی ۱۹۵۰ء میں ختم ہوں گی تو ایک نئی اسکیم کو زیر عمل لایا جائے گا جو کام سیکھنے کے خواہشمند عام شہریوں کی ضرورتوں کے مطابق ہوگی اور ان سفارشات پر مبنی ہوگی جو ۱۹۴۹ء میں ٹیکنیکل ٹریننگ کی ایڈوائزری کمیٹی نے کیں۔

ان اسکیموں کے علاوہ شاگردوں کو تربیت دینے کی ایک اسکیم ہے جس کے ماتحت کارخانوں میں اشیا تیار کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔

آج کل کپڑے کی ملوں میں ۷۵۰ شاگرد کام سیکھ رہے ہیں۔ ایسے سابق
فوجیوں کو جو جسمانی لحاظ سے کسی طرح معذور ہو چکے ہیں خاص تربیت
دی جاتی ہے اور انھیں اس قابل بنایا جاتا ہے کہ اپنی معذوری کے
باوجود وہ اپنے ہنر سے روزی کمانے کی ایسی صورت پیدا کر سکیں جس
میں تھوڑے سرمائے کی ضرورت ہو۔

قدرتی طور پر تربیت دینے کی اسکیم کی کامیابی کا دارومدار
اس بات پر ہے کہ کافی تعداد میں اچھی طرح تربیت یافتہ استاد مل سکیں۔
لہذا حکومت کی طرف سے صوبجات متوسط میں بلاسپور کے نزدیک استادوں
کو تربیت دینے والی ایک درسگاہ قایم کی گئی ہے۔ یہ درسگاہ دو سو
کے دوگروہوں میں چار سو استادوں کو تربیت دے سکتی ہے۔ استادوں
کو انجینیرنگ سے متعلقہ کاموں کی تربیت شروع ہو چکی ہے اللہ گھریلو اور
چھوٹے پیمانے کے صنعتوں سے متعلقہ تربیت بہت جلد شروع ہو جائیگی

تربیت دینے والے یہ مرکز دلکش ماحول میں واقع ہیں۔ مفت قیام
اور خوراک کے علاوہ وہاں کھیلوں، مفت طبی امداد اور لائبریری وغیرہ
کی بھی سہولتیں دی جاتی ہیں۔ پریذیڈنسی قصبوں میں ٹیکنیکل کام سیکھنے
والوں پر فی شخص ۹۷ روپے ماہوار خرچ ہوتا ہے۔ دوسرے قصبوں
میں یہ خرچ ۹۶ روپے ماہانہ ہے پیشہ ور تربیت حاصل کرنے والوں پر
فی شخص تر شھ روپے تین آنے ماہانہ خرچ ہوتا ہے کام سیکھنے والوں کی
تعداد گھٹنے بڑھنے سے اور غذائی اجناس، کپڑے اور ضروریات زندگی
کی دوسری اشیا کی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے سال بہ سال فی
شخص خرچ میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

سہولتوں میں اضافہ۔ تربیت کی اسکیموں کے اخراجات
طرح سے ایک ایسے کام میں روپیہ لگانے کے برابر ہیں جس
سال بعد ہوگا۔ تعلیم کے اخراجات کی طرح تربیت کی اسکیموں
اخراجات کے نتائج بھی فی الفور معلوم نہیں ہو سکیں گے۔

فی الحال کوئی ایسا پروگرام نہیں بنایا گیا جس سے ایک
میں ایک مقررہ تعداد کے کاریگروں کو تربیت دی جا سکے لیکن
گیا ہے کہ آج ملک کو جس قدر تربیت یافتہ آدمیوں کی ضرورت
تعداد کا صرف چوتھا حصہ مل سکتا ہے۔ اور جب تک ملک میں
ماہروں کی تعداد نہیں بڑھیگی صنعتی ترقی کی اسکیموں پر ٹھیک
نہیں ہو سکے گا۔ ملک میں آج جو بیکاری پائی جاتی ہے اس کی
وجہ روزگار کے متلاشیوں میں ٹیکنیکل ہنر کا فقدان ہے ایک
ہے کہ روزگار کی تبادلہ گاہوں میں جو لوگ اپنا نام درج کرا
ان میں سے ۸۵ فی صدی نہ تو کوئی ٹیکنیکل کام جانتے ہیں نہ

تربیت کی اسکیموں کو متواتر بدلتی ہوئی ضرورتوں اور
کے مطابق بنایا جاتا ہے۔ مرکزوں میں جو کام سکھائے جا
وقتاً فوقتاً ان میں نئے پیشوں کا اضافہ کیا جاتا ہے اور نصاب
مکمل کرنے کے لئے کہا گیا ہے پچھلے نصابوں کا جائزہ لیا
خیال ہے کہ جب تک سارے ہندوستان میں تربیت کا ایک
معیار قائم نہیں ہو جاتا کام سکھانے والے یہ مرکز مرکز کے
ماتحت جاری رہیں گے۔

وزیراعظم امریکہ تشریف لے جائینگے

کوئی ایک سال ہوا ریاستہائے متحدہ امریکہ کے پریذیڈنٹ
نے ہندوستان کے وزیراعظم کو کسی مناسب وقت پر امریکہ آنے کی
دعوت دی تھی لیکن وزیراعظم ہندوستان میں کام کی زیادتی کی وجہ سے
سال گذشتہ امریکہ نہیں جا سکے۔ پچھلے دنوں پریذیڈنٹ نے نئی دہلی
میں مقیم امریکن ایلچی کے ذریعہ اس دعوت کو دہرایا اور یہ تجویز کیا کہ
اکتوبر کا مہینہ مناسب ہوگا۔

وزیراعظم نے امریکن ایلچی سے کہا ہے کہ وہ اس بات کی اطلاع
دے دیں کہ ہند کے وزیراعظم نے اس دعوت کو مسرت سے
قبول کیا ہے اور وہ اس تجویز شدہ وقت پر امریکہ جائیں گے تاہم
انہوں نے ان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے کہ اس قدر
وقت کوئی قطعی پروگرام نہیں بنایا جا سکتا اگر کوئی غیر متوقع
بات نہیں ہوتی تو انہیں پوری امید ہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کریں گے
وزیراعظم کا یہ امریکہ کا پہلا سفر ہوگا۔

ہندوستان کے تجارتی بیڑے کے لئے انجنیئروں کی تربیت

ہندوستان میں اپنی قسم کی پہلی درسگاہ

. ہندوستان کا تجارتی بیڑہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے جنگ کے خاتمہ پر اس کے پاس ایک لاکھ ٹن وزن کے جہاز تھے گذشتہ چار برس میں یہ وزن بڑھ کر تین لاکھ تیس ہزار ٹن ہو گیا ۔ تجویز یہ ہے کہ اس بیڑے میں اتنا اضافہ ہو کہ اس کا مجموعی وزن بیس لاکھ ٹن ہو جائے ۔ مگر اس اضافہ کے ساتھ ساتھ ان جہازوں میں کام کرنے والے انجنیروں کی بھی ضرورت ہے ۔ چنانچہ ان کی تربیت کا نہایت عمدہ انتظام کیا جا رہا ہے ۔ اس اسکیم کے مطابق جو انجنیر تربیت پائیں گے وہ کسی دوسرے ملک کے تربیت یافتہ انجنیر سے پیچھے نہ ہوں گے ۔

جوانمردی ۔ ضبط اور فرض کی بجا آوری کے لئے مرمٹنے کا جذبہ ان اوصاف میں سے ہے جو ایک شہری کے لئے نہایت لازمی ہیں ۔ جو ہندوستانی نوجوان ان اوصاف کو حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں ان کے لئے بحری انجنیئرنگ خاص کشش کا باعث ہوگی کیونکہ اس روزگار میں انہیں قومی خدمت کرنے کے روز افزوں مواقع حاصل ہوں گے ۔

جنگ کے خاتمہ پر ہندوستان کے پاس کل ایک لاکھ ٹن وزنی بحری جہاز تھے ۔ اب آزادی حاصل ہو جانے کے بعد ہند کے پاس ایک بہت بڑا اور ہر طرح سے لیس تجارتی بحری بیڑہ ہونا نہایت ضروری ہے ۔ حکومت اور جہاز ران کمپنیاں باہمی تعاون سے تجارتی بحری بیڑے کو توسیع دینے اور اسے پھر سے منظم کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہیں گذشتہ چار برس میں بحری جہازوں کا مجموعی وزن تین لاکھ تیس ہزار ٹن تک پہنچایا جا چکا ہے جہازرانی پالیسی کمیٹی کی سفارش کے مطابق بحری جہازوں کا مجموعی وزن بیس لاکھ ٹن تک پہنچانے کا تہیہ کیا گیا ہے ۔ اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ ان جہازوں پر ہندوستانی افسر ہی کام کریں گے ۔ چونکہ ہر ایک بحری جہاز کے لئے کم از کم چار انجنیئرنگ افسر درکار ہوتے ہیں ۔ اس لئے اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہندوستان کے بحری بیڑے کے لئے سالانہ ایک سو انجنیروں کی ضرورت ہوا کرے گی ۔

تنخواہ اور ترقی کے موقع اچھے ہیں ۔ تنخواہ قریباً چار سو روپیہ ماہوار سے شروع ہوتی ہے ۔ اس کے ساتھ قیام و طعام مفت ہے ۔ اکثر کمپنیاں پراویڈنٹ فنڈ یا پنشن بھی دیتی ہیں ۔ اعلیٰ انجنیر نو سو روپیہ اور اس سے زیادہ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں ۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور نوجوان انجنیر جنہیں کم از کم ورکشاپ میں چار برس تک کام کرنے کا تجربہ حاصل ہو ساحل پر کام کرنے کے عمدہ عہدے حاصل کر سکتے ہیں ۔

حکومت کو پوری طرح احساس ہے کہ جہازران کمپنیوں کو تربیت یافتہ عملہ کی ضرورت ہے ۔ چنانچہ تربیت یافتہ افسران بحریہ کی کمیٹی نے جو سکیم بنائی ہے اس پر حکومت جلد ہی عمل درآمد کرنے والی ہے ۔ اس سکیم کا ماحصل یہ ہے کہ ہر ایک حوصلہ مند بحری انجنیئر کو ایسی تربیت دینے کا انتظام کیا جائے جیسی دنیا کے دوسرے ملکوں میں اس کے ہم پایہ بحری انجنیروں کو دی جاتی ہے مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کے لئے ایسے بحری انجنیر افسر تیار کئے جائیں جو کسی دوسرے سے پیچھے نہ ہوں ۔ یہ تربیت سخت محنت طلب ہے ۔

اس اسکیم کے تحت ایسے نوجوان جن کی عمر انیس برس سے زائد نہ ہو ۔ اور جو اچھے تعلیم یافتہ ہوں ۔ انتخاب کے بعد بمبئی ، کلکتہ کے ورکشاپوں میں جہاں بحری جہازوں کے انجن تیار اور مرمت کئے جاتے ہیں تین برس تک شاگردی کریں گے ۔ بحری انجنیئرنگ کی تربیت دینے کے ڈائریکٹر مسٹر جے ایس ۔ ٹی اسٹبولنس کا خیال

ہے۔ کہ ورکشاپ میں یہ تجربہ حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ تاکہ ایک نوجوان انجنیئر ایک بحری افسر کے طور پر اپنے فرائض بخوبی سرانجام دینے کے قابل ہو جائے۔ اور وزارت تجارت کی طرف سے اول اور دوئم درجہ کی قابلیت کی سند کے لئے جو پیشہ ورانہ امتحانات لئے جاتے ہیں۔ وہ ان میں کامیابی حاصل کر سکے۔ یہ سندیں ان سندوں کی ہمپایہ ہیں۔ جو برطانیہ کی وزارت ٹرانسپورٹ عطا کرتی ہے۔

تربیت حاصل کرنے والوں کو اعلیٰ درجہ کی پیشہ ورانہ تعلیم دینے کے لئے شام کے وقت پڑھانے کا انتظام بھی کیا جائیگا۔ ورکشاپ میں ایک برس تک شاگردی کرنے کے بعد ان کو کلکتہ میں ایک اقامتی کالج میں داخل کیا جائے گا۔ جہاں انھیں ایکسال تک پیشہ ورانہ تربیت دی جائے گی۔ یہ درسگاہ بھی ہند میں اپنی قسم کی پہلی درسگاہ ہے۔ اس میں حرارت اور میکانکی مشاہدہ کی تجربہ گاہیں اور ایک بجلی کا کارخانہ بھی ہوگا۔ جہاں انجنوں اور بائیلروں کی آزمائش کی جائیگی۔ جو امیدوار وزارت تجارت کے جاری کردہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے امتحانات دینا چاہیں ان کو مزید تعلیم و تربیت دینے کے لئے کلکتہ اور بمبئی میں خاص جماعتیں کھولی جائینگی۔

اس سکیم کے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے ماتحت ایک بحری انجنیئرنگ کے متعلم کے ورکشاپ میں داخل ہونے سے لیکر اس کے بحری افسر کا عہدہ سنبھالنے تک کالج میں اسے متواتر ایسی تربیت دی جاتی ہے جسکے نتائج طالب علم کو ترقی کی طرف لے جاتے ہیں۔ بحری خدمات سے اس ابتدائی عرصہ کے بعد وہ اس قابل ہو جاتا ہے۔ کہ بمبئی اور کلکتہ کے کالجوں میں ایک مختصر کورس کی مدد سے بڑی آسانی سے پیشہ ورانہ امتحان پاس کر سکے۔

سند یافتہ انجنیئروں کی فوری قلت دور کرنے کے لئے ٹیکنیکل اور انجنیئرنگ کالج بمبئی میں خاص کورس جاری کئے جا رہے ہیں۔ جس میں ان نوجوان انجنیئروں کو داخل کیا جائے گا۔ جنھوں نے منظور شدہ بحری انجنیئرنگ کی ورکشاپوں میں چار برس کی شاگردی کا عرصہ پورا کر لیا ہے۔ یہ کورس اس لئے جاری کئے گئے ہیں۔ کہ انجنیئروں کو وزارت تجارت کے سرٹیفکیٹ کے امتحان کا حصہ الف پاس کرنے کے قابل بنایا جائے۔ جسے سمندری خدمات بجا لانے کے لئے بنیادی قابلیت تصور کیا جاتا ہے۔

ڈاک کی فضائی سروس میں توسیع

ملک کے اندر تمام پارسل اسی سروس کے ذریعہ بھیجے جائیں گے

۲۱-مئی ۱۹۴۹ء سے ڈاک کے تمام پارسل ان تمام شہروں کو جہاں ملکی فضائی سروسوں کا جال پھیلا ہوا ہے بذریعہ ہوائی جہاز بھیجے جایا کرینگے۔ اب تک شبانہ فضائی ڈاک کے ذریعہ یہ پارسل صرف دلی اور کلکتہ سے ہی بھیجے جاتے تھے۔

فضائی سروس سے جانے والے پارسلوں کے لئے حسب ذیل فیس ادا کرنا ہوگی۔ پارسل کے عام محصول ڈاک کے علاوہ پہلے چالیس تولہ کے لئے ایک روپیہ اور ہر مزید بیس تولہ یا اس سے کم وزن کے لئے آٹھ آنے۔ کسی بھی پارسل کی لمبائی دو فٹ اور لمبائی اور چوڑائی مل کر چار فٹ سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ وزن زیادہ سے زیادہ آٹھ سو تولہ ہونا چاہیئے فضائی سروس سے جانے والے پارسلوں کا رجسٹریشن تو ہو سکتا ہے۔ لیکن بیمہ نہیں۔ سپردگی کی رسید کے لئے وہی زائد اخراجات دینے ہونگے جو ان سروسوں پر لئے جاتے ہیں

توقع ہے کہ اس نئی سروس سے پارسلوں کے لانے لے جانے کا کام تیز ہو جائے گا۔ اور بہت حالتوں میں لانے لیجانے کا وقت پہلے کی نسبت ایک ہفتہ کم ہو جائیگا۔

فروری ۱۹۴۹ء میں ہندوستان کی بحری تجارت

فروری ۱۹۴۹ء میں ہند نے ۴۵ کروڑ ۸۷ لاکھ روپے کا سامان برآمد کیا۔ اس میں دوبارہ برآمد بھی شامل ہے۔ اس مہینہ میں ۵۲ کروڑ ۱۱ لاکھ روپے کی درآمد کی گئی۔ گزشتہ مہینہ ہندوستان نے ۱۷ کروڑ ۱۹ لاکھ روپے زیادہ کا مال درآمد کیا تھا۔ اس مرتبہ یہ خسارہ گھٹ کر ۶ کروڑ ۲۴ لاکھ روپیہ رہ گیا۔

فروری ۱۹۴۹ء میں جن چیزوں کی برآمد کی گئی ان میں اہم اشیاء حسب ذیل ہیں۔

پٹ سن کا سوت اس کی اشیاء مصنوعہ اور خام یا ردی پٹ سن چائے خام یا ردی مصنوعہ کپاس اور سوت خام و بافت شدہ اور تیار کیا ہوا چمڑا اور کھالیں وغیرہ گوند رال اور لاکھ تیل مصالحے اور تلہن۔

باہر سے جو بڑی بڑی اشیاء آئیں وہ حسب ذیل ہیں۔

کپاس مشینری ہر قسم اناج آٹا موٹر گاڑیاں دھاتیں دوائیں کارخانہ میں کام آنے والی اور علاج کے تیل سوت اور سوتی کپڑا لوہے وغیرہ کا سامان کاغذ بجلی کا سامان اور آلے کیمیکل اور رنگ وغیرہ۔

برطانیہ ہندوستان کا بڑا اچھا گاہک رہا۔ اس مہینے اس نے ۱۰ کروڑ ۱۷ لاکھ روپے کا سامان خریدا حالانکہ فروری ۱۹۴۸ء میں اس نے ۶۹ لاکھ روپے کا مال خریدا تھا۔ دوسرے نمبر پر امریکہ تھا جسے ۶ کروڑ ۲۱ لاکھ روپے کا سامان بھیجا گیا۔ فروری ۱۹۴۸ء میں امریکہ کو ۴ کروڑ ۹۶ لاکھ روپے کا سامان بھیجا گیا تھا۔ تیسرے نمبر پر پاکستان ہے۔ اسے ۲ کروڑ ۵۹ لاکھ روپے کا سامان بھیجا گیا۔ ان کے بعد ارجنٹینا، لنکا، ہالینڈ، اور آسٹریلیا کا نمبر ہے۔ ان ممالک کے علاوہ فرانس، کینیا کولونی، بلجیم، کینیڈا اور اٹلی کو بھی سامان برآمد کیا گیا۔

درآمد کے سلسلہ میں امریکہ کے علاوہ تمام اہم ملکوں نے فروری ۱۹۴۸ء کی نسبت فروری ۱۹۴۹ء میں زیادہ سامان بھیجا۔ برطانیہ سے ۱۶ کروڑ ۷ لاکھ روپے کا سامان آیا۔ امریکہ سے جس کا نمبر دوسرا ہے ۸ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کا گویا فروری ۱۹۴۸ء کی نسبت اس ملک نے دو کروڑ ۳ لاکھ روپے کا سامان کم بھیجا۔ پاکستان کا نمبر تیسرا ہے۔ وہاں سے ۳ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے کا سامان آیا۔ اس کے بعد مصر کا نمبر ہے۔ جہاں سے ۳ کروڑ ۱۲ لاکھ روپے کا مال منگایا گیا۔ فروری ۱۹۴۸ء میں اس ملک سے ۲ کروڑ ۷۶ لاکھ روپے کا مال آیا تھا۔

فروری ۱۹۴۸ء کی نسبت فروری ۱۹۴۹ء میں پٹ سن کا سامان خام پٹ سن اور اس کی مصنوعہ اشیاء چائے کپاس اور اس کی مصنوعہ اشیاء اور دوسرا سوتی کپڑا ہندوستان سے زیادہ مقدار میں برآمد کیا گیا۔ فروری ۱۹۴۸ء میں ۷ کروڑ ۱۹ لاکھ روپے کی پٹ سن کی اشیاء بھیجی گئی تھیں لیکن ماہ زیر تبصرہ میں ۹ کروڑ ۹۶ لاکھ روپے کی اشیاء بھیجی گئیں۔

قیمت کے لحاظ سے ہندوستان آنے والی تمام اشیاء میں اضافہ ہوا۔ ماہ زیر تبصرہ میں سب سے اہم چیز کپاس تھی۔ فروری ۱۹۴۸ء میں ۲ کروڑ ۹۳ لاکھ روپے کی کپاس آئی تھی اس کے مقابلہ میں فروری ۱۹۴۹ء میں ۸ کروڑ ۸ لاکھ روپے کی کپاس درآمد کی گئی۔ مشینوں کی قیمت میں ایک کروڑ ۴۵ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا۔ تیسرے نمبر پر اناج دالیں اور آٹا تھا۔ گزشتہ فروری میں تین کروڑ ۵۱ لاکھ روپے کی اجناس آئی تھیں لیکن اس فروری میں ۱۱ کروڑ ۴۸ لاکھ روپے کی اجناس درآمد کی گئیں۔ گزشتہ فروری میں دو کروڑ ۴۸ لاکھ روپے کی موٹر گاڑیاں آئیں۔ اس کے مقابلہ میں ماہ زیر تبصرہ میں ۳ کروڑ ۲۲ لاکھ روپے کی موٹر گاڑیاں منگوائی گئیں۔ دھاتوں کی برآمد میں ۵۸ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا۔ اور تیل کی درآمد ۴۷ لاکھ روپے سے بڑھ کر دو کروڑ ۱۲ لاکھ پر پہنچ گئی۔

ہندوستان دنیا بھر میں سب سے زیادہ مونگ پھلی پیدا کرنے والا ملک ہے۔ دنیا کی کل پیداوار کا چالیس فیصدی حصہ یہاں پیدا ہوتا ہے۔ ۱۹۴۷ء ۱۹۴۸ء میں ہند میں چونتیس لاکھ چون ہزار ٹن مونگ پھلی پیدا ہوئی تھی۔

توقع ہے کہ ۱۰ جون کو ختم ہونے والے مہینہ کے اندر اندر سمندر پار ممالک سے دو لاکھ اکہتر ہزار چھ سو ٹن گندم اور ایک لاکھ پانچ ہزار نو سو ٹن چاول ہند میں پہنچ جائے گا۔

ایشیائی ممالک کے ساتھ تہذیبی تعلقات کی ترقی

اسکالرشپ کی جامع اسکیم

حکومت ہند نے ایشیا اور افریقہ کے ممالک کو ہندوستان کی موجودہ تعلیمی آسانیاں بہم پہنچانے کی غرض سے اور ان ممالک کے ساتھ ثقافت اور تہذیبی مفاہمت پیدا کرنے کے پیش نظر غیر ہندوستانی طلبا کو چالیس اور غیر ملکی ہندی نژاد طلبا کو ۳۰ وظیفے دینا تجویز کیا ہے۔

مختلف ممالک کے طلبا کے درمیان وظیفوں کی تقسیم حسب ذیل ہوگی

چالیس وظیفے غیر ہندی طلبا کو یعنی انڈونیشیا ۴ چین ۵ - نیپال ۴ - افغانستان ۲ - ایران ۲ - مصر ۳ (صرف متبادل بنیاد پر) جنوبی افریقہ افریقی طلبا) ۱ - برطانوی مشرقی افریقہ یعنی کینیا - یوگنڈا - ٹانگانیکا اور زنجبار (افریقی طلبا) ۴ - ملایا ۲ - برما ۲ - ایتھوپیا (ابی سینیا) ۲ - لنکا ۲ - سیام ۲ - بھوٹان ۱ - فلپائنز ۱ - ہندچینی ۲ - تبت ۱ - ترکی ۱ - پرتگال نوآبادیاتی افریقہ (افریقی طلبا) ۱ -

تیس وظیفے غیر ملکوں میں رہنے والے ہندوستانی نژاد طلبا کے لئے جنوبی افریقہ ۱ برطانوی مشرقی افریقہ ۳ - لنکا ۴ - ملایا ۴ - برما ۴ ماریشش ۳ - جمیکا - ٹرینیڈاڈ اور برٹش - گی آنا ۴ - جزائر فیجی ۲ ۱

وظیفے مندرجہ ذیل علوم کے مطالعے کے لئے پیش کئے جائینگے - فنون لطیفہ اور علم و ادب - علوم سائنس - زراعت - ادویات - ٹیکنالوجی علم تعلیم قانون - پوسٹ گریجویٹ نصابوں کے خواہشمند طلباء کو ترجیح دی جائے گی لیکن جن ممالک کی تعلیمی سہولتوں میں ترقی نہیں ہوئی ہے انکے طلبا انڈر گریجویٹ نصابوں کے لئے بھی داخل کئے جائینگے وظیفے کی مدت ہر ایک طالب علم کے منظور شدہ نصاب کی تکمیل تک جاری رہے گی - ہر ایک وظیفے کی اوسط مدت تین سال ہوگی لیکن طالب علم کے گزشتہ پس منظر اور منتخبہ نصاب کے مطالعہ کی نوعیت کی بنا پر چار سال تک بڑھائی جا سکتی ہے - ان تمام وظیفوں کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے گا - لیکن اگر کوئی ملک طالب علموں کی معینہ تعداد بھیجنے سے قاصر رہے گا تو فاضل وظیفے اس اسکیم میں حصہ لینے والے ملکوں کے درمیان تقسیم کر دئے جائیں گے -

ہندوستان میں قیام کے دوران ہر ایک طالب علم کو دو سو روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جائے گا جو ٹیوشن اور امتحان کی فیس وغیرہ سے مستثنٰی ہوگا کیونکہ مذکورہ اخراجات اور فیس متعلقہ درسگاہ کو حکومت ہند براہ راست ادا کرے گی - آنے اور جانے کے سفری اخراجات اور ہندوستان میں ریلوے کا صرفہ طالب علموں کو یا تو خود برداشت کرنا پڑے گا - یا ان کے اپنے ملک کے حکام کو برداشت کرنا پڑے گا.

طلبا کے بہبود کی نگرانی اور اس یقین کے لئے کہ انہیں ہندوستان کے لوگوں سے آشنا ہونے اور ان کی تہذیب کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے مناسب انتظامات کئے جائینگے - نیز سفر کرنے اور دلچسپ مقامات کو دیکھنے کی بھی ہمت افزائی کی جائے گی - ان ممالک میں مقیم حکومت ہند کے نمائندوں سے منظور شدہ فارموں پر درخواستیں طلب کرنے اور وزارت امور خارجہ کو ۱۵ مئی سے پیشتر روانہ کر دینے کی درخواست کر دی گئی ہے -

ایسے طلبا بھی ان وظیفوں کے لئے اہل ہیں جو ہندوستان میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن انہیں کوئی وظیفہ یا مالی امداد نہیں ملتی ہے - لہٰذا ان وظائف سے دلچسپی رکھنے والے طلبا وزارت تعلیم سے منظور شدہ فارم لے کر اور ان کی خانہ پوری کر کے فوراً اپنے وطن میں مقیم حکومت ہند کے نمائندوں کے پاس بھیجدیں -

---

ہند میں جنگلات کا کل رقبہ ایک لاکھ اکہتر ہزار پانچ سو مربع میل ہے - اس میں پچپن فیصدی کے قریب جنگلات سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

ہند میں چاول کی کل پیداوار میں سے اٹھاون فیصدی کو قدرے ابالا جاتا ہے - اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگر باقی مقدار کو بھی نیم جوش دے دیا جائے تو اس طرح سے چار لاکھ ٹن زائد چاول حاصل ہو سکیں گے۔

برما سے واپس آنے والے ہندوستانی ریلوں میں ان کے لئے روزگار کی گنجائش

برما کے موجودہ حالات کی وجہ سے وہاں کے رہنے والے بہت سے ہندوستانی باشندے بے روزگار ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں کو ہندوستان میں روزگار دلانے کے معاملہ پر ہندسرکار غور و خوض کر رہی ہے۔ شمالی بورڈ کو جامۂ عمل پہنانے کے لئے ہندوستانی ریلوں میں زائد ملازموں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اب فیصلہ کیا گیا ہے کہ برما سے آنے والے ہندوستانیوں کو ان کاموں پر لگایا جائے۔

فی الحال اس تجویز کا اطلاق درجہ اول اور درجہ دوم کے عملہ پر نہیں ہوتا۔ لیکن درجہ کے ان لوگوں کی درخواستوں پر غور ہو سکتا ہے جو درجہ دوم کا کام کر چکے ہیں اور اب بغیر کسی شرط کے درجہ سوم میں تقرری قبول کرنے کو تیار ہوں۔

مذکورہ ہندوستانی باشندوں کو خواہ وہ برما ریلوے کے سابقہ ملازم ہوں یا دوسرے لوگ ہندوستان کی سرکاری ریلوں میں کھپانے کے لئے تمام دفتروں کو ضروری کارروائی، شرائط اور تنخواہ کی تفصیلات بھیج دی گئی ہیں۔

بھرتی۔ ہندوستانی ریلوں کے محکمے برما ریلویز کے سابق ملازموں کے تجربے کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہیں ریلوے سروس کمشنر کی وساطت کے بغیر براہ راست ملازم رکھ سکتے ہیں۔ جو لوگ برما ریلویز میں پندرہ سال سے زیادہ عرصہ تک کام کر چکے ہیں۔ ان کے لئے کم سے کم تعلیمی قابلیت کی شرط میں نرمی برتی جائے گی۔ ریلوے کے تمام سابقہ ملازم جن کی عمر ۵۵ سال سے اوپر نہیں ہے۔ اپنی درخواست بھیج سکتے ہیں۔

جو لوگ برما ریلوے کے سابق ملازم نہیں ہیں۔ بمبئی، مدراس، کلکتہ اور لکھنؤ میں کلاس سوم اسٹاف کے لئے ان کی بھرتی ریلوے سروس کمیشن کریں گے اور کلاس چہارم کے عملے خود ریلوے کے دفتر بھرتی کریں گے۔ ان لوگوں کی زیادہ سے زیادہ عمر چالیس سال ہونی چاہئے۔

برما سے آنے والے ہندوستانیوں کی درخواستوں کی تصدیق کے لئے وزارت امور خارجہ نے رنگون کے ہندوستانی سفارت خانے سے ضروری انتظامات کئے ہیں۔ اس سفارت خانے سے کہا گیا ہے کہ وہ مستند کاغذات کی جانچ کرے۔ یہ کاغذات اس وقت پیش کئے جانے ضروری ہیں جب یہ لوگ سروس کمیشن یا ریلوے ایڈمنسٹریشن کو ملازمت کے لئے درخواستیں دیں گے۔ برما ریلوے کے جن سابقہ ملازموں کی مقررہ فارموں پر لکھی ہوئی درخواستیں برما میں ہندوستانی سفارت خانے اور وزارت امور خارجہ کی وساطت سے موصول ہو چکی ہیں۔ انہیں ہندوستانی ریلوے کے ان دفتروں میں بھیج دیا گیا ہے جو درخواست کنندگان کے علاقوں میں ہیں۔ مذکورہ درخواست کنندگان کو مزید اطلاع کے لئے متعلقہ علاقے کے جنرل منیجرز کو لکھنا چاہئے۔ برما ریلوے کے جو سابقہ ملازم مقررہ فارموں پر تحریر شدہ درخواستیں ہندوستانی سفارت خانے میں دئے بغیر واپس آ گئے ہیں۔ ان کے معاملے پر غور ہو رہا ہے۔ ان کو ملازم رکھنے کے لئے تجویز یہ ہے کہ اگر وہ اپنی ملازمت کی کسی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے تصدیق شدہ سند پیش کر دیں۔ تو ان کی درخواستوں پر غور کیا جائے۔

برما سے جو ہندوستانی باشندے اس اعلان کے بعد آئیں انہیں ہندوستانی ساحل پر اترتے ہی ای۔ آئی۔ اور ایم۔ ہینڈ بلس۔ ایم ریلوں کے جنرل منیجروں کو اپنے متعلق اطلاع دینی چاہئے۔ یہ جنرل منیجر انہیں رجسٹر کریں گے۔ اور پھر تقریباً صوبہ وار درخواست کنندوں کے نام ہندوستانی ریلوں کے مختلف دفتروں میں بانٹ دیں گے۔ شرط یہ ہوگی کہ اگر ریلوے سے غیر متعلقہ کسی ملازم کے حالات کی پڑتال کرنے کے بعد یہ معلوم ہو کہ اسے ریلوے کی ملازمت میں نہیں کھپایا جا سکتا تو اسے اس امر سے مطلع کر دیا جائے گا اور اس کی درخواست کا اندراج نہیں ہوگا۔

جون ۱۹۶۵ء سے جولائی ۱۹۶۶ء تک کے سال میں کل ایک لاکھ اکتیس ہزار دو سو ٹن ایلومینیم سلفیٹ صوبوں کو بانٹا گیا ہے۔ اس مقدار سے پچیس لاکھ ایکڑ زمین کو زرخیز بنایا جا سکتا ہے۔

مہاتما گاندھی کی تحریروں کی حفاظت کا انتظام

انڈین ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن کی کارروائی

انہی دنوں انڈین ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن کے چوبیسویں سالانہ جلسہ کی جو کارروائی شائع ہوئی ہے۔ وہ ہندوستانی تاریخ کے طلبا کے لئے بڑی قدر و قیمت رکھتی ہے۔ فروری ۱۹۴۸ء میں جے پور کے مقام پر سالانہ جلسہ میں جو تحقیقات ہوئی۔ اس رپورٹ میں اس کا تفصیلی ذکر ہے۔ سال بھر میں کمیشن نے جو دیگر سرگرمیاں دکھائی ہیں ان کا بھی اس میں ذکر کیا گیا ہے۔

یہ آزاد ہند کے نو ترتیب کمیشن کی پہلی رپورٹ ہے۔ اور قومی مفاد سے تعلق رکھنے والے مسائل پر اس میں جو قراردادیں منظور ہوئی ہیں ان سے کمیشن کے نظریہ کی تبدیلی کا پتہ چلتا ہے۔ کمیشن کی تحقیقاتی اور اشاعتی کمیٹی نے ایک قرارداد پاس کی جس میں یہ سفارش کی گئی ہے۔ کہ گاندھی جی کے تمام مسودات کو حفاظت کی خاطر نیشنل آرکائیوز آف انڈیا میں منتقل کر دیا جائے۔ کمیشن نے ایک ریزولیوشن کے ذریعہ ہندوستان کی قومی جدوجہد کی تاریخ لکھنے کے لئے کہا ہے۔ اور اس کے لئے پچیس ہزار روپے کی سرکاری امداد کی سفارش کی گئی ہے۔ کمیشن نے مسودوں کو حفاظت سے رکھنے اور تاریخ سے متعلقہ کئی مسائل پر بھی اظہار رائے کیا۔ اور "بعد از جنگ ہندوستانی محافظ خانوں کی تنظیم نو" کی رپورٹ کی بنیاد پر ہندوستان کے نیشنل آرکائیوز کی ترقی کی سکیم پر بھی رائے ظاہر کی۔ یہ رپورٹ کمیشن نے پہلے تیار کی تھی۔ جن دوسرے مسائل پر غور کیا گیا وہ یہ ہیں۔

قانون سازی برائے امتناع برآمد دستاویزات تاریخی سابق ریذیڈنسیوں سے ۱۹۰۲ء سے قبل کے ریکارڈوں کا نیشنل آرکائیوز کو انتقال۔

ہندوستان سے متعلق تمام کتب اور دستاویزات وغیرہ کی انڈیا آفس سے واپسی۔

ڈاکٹر سیلون جے بک نے یونیسکو کے زیر نگرانی ایک انٹرنیشنل آرکائیوز آرگنائزیشن کے مستقل قیام کی جو تجویز پیش کی تھی کمیشن نے اسے بھی ایک ریزولیوشن کے ذریعہ منظور کر لیا ہے۔

ہندوستانی تاریخ کے مختلف مسائل پر تحقیقاتی مقالے بھی اس رپورٹ میں شامل ہیں۔ انڈین ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن اور تحقیقاتی اور اشاعتی کمیشن کے کارروائی کے جلسوں کی رپورٹ بھی اس میں شامل ہے۔ جے پور میں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر تاریخی دستاویزات کی جو نمائش ہوئی تھی۔ اس کی فہرست بھی اس کے ساتھ طبع کر دی گئی۔ نیشنل آرکائیوز کے پانچ سالہ اشاعتی پروگرام کی تفصیلات اور اس کی مختلف اسکیموں کے ماتحت جو کام ہے اس پر بھی تبصرہ کیا گیا ہے۔

نجی طور پر جو دستاویزات لوگوں کے پاس ہیں۔ ان کی حفاظت کے طریقوں پر کمیشن نے گذشتہ چند دنوں سے کافی توجہ دی ہے۔ یہ کام بڑا اہم ہے۔ اور ریاستوں اور صوبوں میں علاقائی سروے کمیشنوں کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں کافی ترقی ہوئی ہے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ حکومت نے ان کے کام کی اہمیت کے پیش نظر ۱۹۴۹-۵۰ء کے لئے پندرہ ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔ حالانکہ سال گذشتہ ساڑھے چھ ہزار روپیہ کی رقم منظور کی گئی تھی۔

اس اشاعت میں مختصر مضامین ہیں جو غیر مطبوعہ ذرائع پر مبنی ہیں۔ اور جن میں مغل شہنشاہوں سے لیکر ایسٹ انڈیا کمپنی کے آخری ایام تک کے مختلف مسائل پر خامہ فرسائی کی گئی ہے۔

ہند میں اوسطاً فی کس سالانہ تین اعشاریہ چار پاؤنڈ مچھلی کی کھپت ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں جاپان میں یہ اوسط پچانوے پاؤنڈ ہے۔

ہند میں کل جتنے رقبہ میں گنا بویا جاتا ہے۔ اس کا ۸۰ فیصدی کوئمبٹور قسم کا گنا ہوتا ہے۔ اس قسم کا گنا بیماریوں اور خشک سالی کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ نیز مٹی اور آب و ہوا کے اثرات کے لحاظ سے بہت زیادہ علاقوں میں پیدا ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

۱۹۴۸ء میں تجارت برآمد

خریدکی منڈیوں میں زیادہ مال بھیجنے کی ضرورت

کمیاب سکہ والے ممالک سے تجارت میں اضافہ کیا جائے

۱۹۴۸ء میں ہندوستان کی تجارت برآمد میں قیمت کے لحاظ سے کافی ترقی ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں تین ارب ۶۶ کروڑ اور ۱۹۴۶ء میں ۲ ارب ۹۰ کروڑ کا مال برآمد کیا گیا تھا اس کے مقابلہ میں ۱۹۴۸ء میں ۴ ارب دس کروڑ روپیہ کا مال ہندوستان سے باہر بھیجا گیا۔ خیال ہے کہ قیمت میں یہ اضافہ قیمتیں بڑھ جانے کی وجہ سے ہوا ہے لیکن یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ ۱۹۴۸ء کے اعداد وشمار صرف ہند یونین کی تجارت برآمد سے متعلق ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے قبل کے اعداد وشمار غیر منقسم ہندوستان سے متعلق ہیں۔

۱۹۴۸ء میں جن اشیا کی برآمد ہوئی وہ حسب ذیل ہیں۔ پٹ سن کا سامان۔ سوتی کپڑا۔ تلہن۔ لاکھ۔ ابرق۔ مونگ پھلی اور السی اور انڈی کا تیل۔

تجارت برآمد میں کمی ہونے کی وجہ زیادہ تر تقسیم ملک ہے لیکن خام مینگنیز کی برآمد میں کمی نقل وحمل کے ذرائع کی وجہ سے ہوئی۔

تجارت برآمد کی مہم کا ایک اہم پہلو ڈالر حاصل کرنا ہے ۱۹۴۸ء میں ہندوستان کی کل تجارت برآمد کا تقریباً تیس فیصدی کم یاب سکے والے ممالک میں گیا۔ صرف یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ نے ہی اس رقم کا چھیاسٹھ فی صدی حصہ لیا۔

چائے، لاکھ، کاجو، ابرق، کھالوں اور مسالوں جیسی اشیا کی برآمد پر کنٹرول نہیں ہے اور پٹ سن اور اس کا سامان بھی شرائط کے مطابق باہر جاتا ہے وہ کنٹرول ڈھیلے کر رہا ہے

چیف کنٹرولر آف ایکسپورٹ نے سال گذشتہ کی کارروائی پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر اب تجارت برآمد پر کنٹرول کی جگہ اس کے اضافہ پر زور دینا ضروری ہے۔ بڑھتے ہوئے مقابلہ کے پیش نظر ہم نے تجارت کو فوراً ہی نہ بڑھایا تو ممکن ہے کہ ہماری منڈیاں دوسروں سے سامان خریدنے لگیں۔

اب یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ برآمد کے کنٹرول پر نظر ثانی کی جائے اور اسے صرف نہایت ہی ضروری اور لازمی اشیا تک محدود کر دیا جائے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اندھا دھند کنٹرول اٹھانے سے حالت میں اصلاح ہو جائے گی کچھ نہ کچھ نگرانی بہرحال ضروری ہوگی خاص کر کمیاب سکے والے علاقوں کے لئے یہ اشد ضروری ہے۔ لیکن بنیادی پالیسی یہ ہوگی کہ زیادہ سے زیادہ سامان باہر بھیجا جائے۔ یہ تجویز ہے کہ مال برآمد کرنے والوں کی مختصر سی نمائندہ جماعت بنائی جائے جو ان اشیا کا بیوپار کرتی ہو اور اس جماعت سے تجارت کے رجحانات اور تجارت کی مشکلات معلوم کی جائیں۔ کنٹرول اٹھ جانے کے بعد حکومت اس جماعت کی طرف رجوع کرے گی ملکی برآمد کنندگان اور غیر ممالک میں ٹریڈ کمشنروں کے درمیان رابطہ، درجہ بندی کا کنٹرول اور نقل وحمل کا بہتر انتظام ایسی چیزیں ہیں جن میں حکومت مدد دے سکتی ہے۔

جو اشیا ابھی کنٹرول میں ہیں ان کے متعلق چیف کنٹرولر نے حسب ذیل رائے دی۔

پٹ سن کا سامان۔ اگرچہ اب تک پٹ سن کا سامان پیکنگ کے لئے نہایت عمدہ ہے لیکن اس کی قیمت اب پھر بڑھی تو ہندوستان کی اس تجارت کے مستقبل پر برا اثر پڑے گا۔ پہلے کی نسبت اب دنیا بھر میں نسبتاً کم استعمال ہو رہا ہے امریکہ میں سے اس کی کھپت روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے۔ بہرحال یہ امر قابل اطمینان ہے قیمت میں اضافہ کے باوجود ۱۹۴۷ء کی نسبت ۱۹۴۸ء

میں پٹ سن کا زیادہ سامان برآمد کیا گیا۔

یہ بھی ڈر ہے کہ پٹ سن کا سامان جنوبی افریقہ بھیج دیا جائے۔ بہر حال سال گذشتہ جو خبریں تھیں ان کی جانچ پڑتال کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ان میں زیادہ شکایتیں بے بنیاد تھیں۔

خام پٹ سن تقسیم ملک کے بعد ہندوستان کو خام پٹ سن باہر سے منگانی پڑی۔

بہر حال کچھ اقسام جو ہندوستان میں ہوتی ہیں وہ برابر برآمد کی جائینگی۔

سوتی کپڑا۔ سال گذشتہ دوسرے ذرائع سے سخت مقابلہ کی وجہ سے ہندوستان کے لئے اتنا سوتی کپڑا پوری مقدار میں باہر بھیجنا مشکل ہو گیا۔ اگرچہ برآمد کا منتہا ۵۰ کروڑ روپے تھا لیکن پاکستان بھیجے جانے والے کپڑے کے اعداد و شمار شامل کرتے ہوئے کل تیس کروڑ ۳۹ لاکھ گز کپڑا باہر بھیجا گیا۔

اس سال میں رجحان تجارت برابر روبہ تنزل ہے اور یہ امر باعث فکر ہے۔ چنانچہ زیر تبصرہ سال میں یہ بات ظاہر ہو گئی کہ سوتی کپڑے پر سے کنٹرول اٹھانا ضروری ہے چنانچہ اس سال کے آغاز میں اس سلسلہ میں پالیسی کا اعلان کر دیا گیا۔

کپاس۔ ۱۹۴۷ء کی نسبت ۱۹۴۸ء میں کم کپاس برآمد کی گئی۔

کھالیں اور چمڑا وغیرہ۔ سال گذشتہ اس مال کی برآمد بند کر دی گئی تھی صرف کمیاب سکے والے علاقوں میں مال بھیجنے کی اجازت نہیں یہ پالیسی اس لئے اختیار کی گئی کہ ملکی ضرورت بڑھ گئی تھی بہر حال دباغت شدہ چمڑے کی برآمد کی اجازت تھی لیکن اس کی برآمد میں بھی کمی رہی۔

تیل اور تلہن۔ کنٹرول اُٹھ جانے کی وجہ سے یورپ کی مارکیٹوں کو مال قابل اطمینان طور پر جا رہا ہے لیکن مغربی ملک اتنی دلچسپی نہیں لے رہے ہیں کیونکہ انہیں سستا مال مل جاتا ہے۔

۱۹۴۸ء میں تجارت برآمد پر پاکستان سے معاہدہ ختم ہو گیا۔ چنانچہ پاکستان کے لئے غیر ممالک کی پابندیاں عاید ہو گئیں بہر حال حالت رفتہ رفتہ سدھر گئی اور اب تجارت برآمد کی پالیسی میں آسانیاں پیدا ہونے کی وجہ سے اور خاص کر پاکستان کے لئے آسانیاں پیدا ہونے کی وجہ سے امید ہے کہ حالات سدھر جائینگے

ہندوستانی ریاستوں کی تاریخی دستاویزات

انڈین ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن کی تحقیقات اور اشاعت سے متعلقہ کمیٹی کا چودھواں اجلاس ۲ مئی کو نئی دہلی میں ہند کے قومی محافظ خانہ کی عمارت میں منعقد ہوا۔ اس کے ایجنڈے پر سب سے اہم معاملہ یہ تھا کہ جو ریاستیں صوبوں میں یا بڑی یونینوں کے ساتھ مدغم ہو چکی ہیں ان کی تاریخی دستاویزات کو محفوظ رکھنے کے لئے کیا انتظام کیا جائے۔ ہند سرکار کے مشیر تعلیم ڈاکٹر تارا چند نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ سارے ہندوستان سے محافظ خانوں کے مشہور اور سرکردہ مہتمم اس اجلاس میں شامل ہوئے دیوان بہادر سی۔ ایس سرینواس آچاری مہامہاپادھیائے ڈی۔ سی۔ وی پوٹلدار کالج کے سابق پرنسپل پادری ہیراس سنہا ڈاکٹر پی۔ ایم جوشی جو حکومت بمبئی کے مہتمم محافظ خانہ ہیں اور علی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر محمد حبیب بھی اس اجلاس میں شامل ہوئے کمیٹی نے مذکورہ بالا مسئلہ کے بارے میں یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ حکومت ہند کے محافظ خانوں کے ڈائریکٹر ان دستاویزات کا معائنہ کریں اور انڈین ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن کو اپنی رپورٹ پیش کریں جس پر غور کیا جائے گا۔

اس اجلاس میں علاوہ دیگر معاملات کے ایسے تاریخی اور قلمی نسخہ جات کی جن میں ہندوستان کو دلچسپی ہو مائیکرو فلم نقول غیر ممالک سے درآمد کرنے کے سوال پر بھی غور کیا گیا۔ کمیٹی نے یہ سفارش کی ہے کہ ایسی فلموں کو عام محصول چنگی سے مستثنےٰ قرار دیا جائے۔

کمیٹی نے ایک ریزولیوشن پاس کیا جس میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ ہند میں تمام قدیم کے عجائب گھروں کے پاس ایسی جس قدر تاریخی دستاویزات اور قلمی نسخے ہیں جو آج سے سوا سو برس سے زیادہ قدیم زمانے کے ہیں انہیں محفوظ رکھنے کے لئے قومی محافظ خانہ میں بھیج دیا جائے۔ ایک اور ریزولیوشن کے ذریعہ کمیٹی نے اپنی سفارش کا اعادہ کیا کہ صوبائی حکومتیں اپنے یہاں مرکزی محافظ خانے قائم کریں۔



۱۱ و مئی
رفن لینڈ
ایک تجارتی
پر دستخط
صویر میں
تجارت
ری مسٹر
ندوستان
سے اور مسٹر
سٹفن لینڈ
سے دستخط
ہیں۔



ہندوستان اور
مصر کے درمیان
ایک تجارتی معاہدہ
ہوا۔ ہندوستان
طرف سے وزارت
جارت کے سیکرٹری
مسٹر سی۔ سی
ڈیسائی (تصویر
میں دائیں) اور
مصر کی طرف سے
مصری تجارتی وفد
کے رہبر مسٹر محمد
زکی بے نے معاہدہ
دستخط کیے۔

صوبائی گورنر





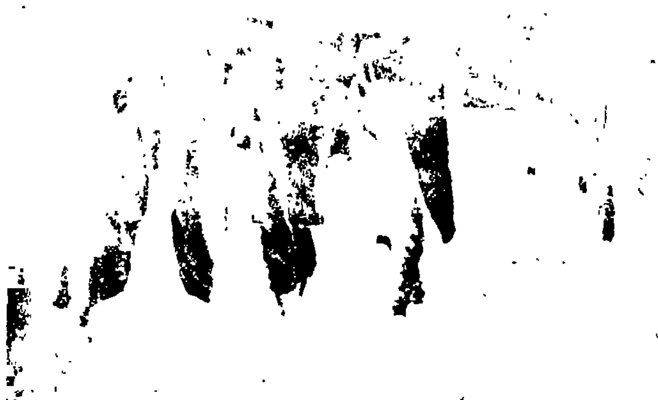
(بائیں سے دائیں) شری ہومی مودی (یو پی) مہاراجہ صاحب بھاونگر
(مدراس) شری ایم۔ ایس اینے (بہار) شری منگلداس پکواسا (سی پی و
برار)۔ شری چندولال ترویدی (مشرقی پنجاب)۔ پنڈت جواہرلال نہرو
شری راجگوپال آچاریہ۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل۔ ڈاکٹر کیلاش ناتھ
کاٹجو (مغربی بنگال) راجہ مہاراج سنگھ (بمبئی) شری آصف علی
(اڑیسہ) اور شری سری پرکاش (آسام)

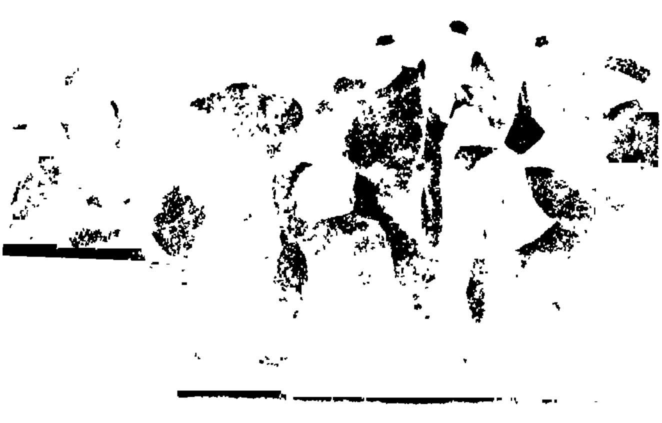




نائب وزیر اعظم ہند سردار ولبھ بھائی پٹیل اندور میں انڈین نیشنل ٹریڈ یونین کانگرس کے دوسرے سالانہ اجلاس میں آتے ہوئے نمائندوں کو نمسکار کر رہے ہیں۔ تصویر کی بائیں طرف حکومت ہند کے لیبر منسٹر شری جگجیون رام نظر آ رہے ۔

نائب وزیر اعظم ہند سردار ولبھ بھائی پٹیل لیبر منسٹر شری جگجیون رام۔ مہاراجہ صاحب گوالیار (تصویر میں بائیں طرف) مہاراجہ صاحب اندور (صافہ باندھے) اور وزارت ریاستہائے ہند کے سیکرٹری وی۔ پی مینن انڈین نیشنل ٹریڈ یونین کانگرس کے دوسرے اجلاس میں شرکت کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔





سردار پٹیل ہندوستان مزدور سیوک سنگھ کی ورکنگ کمیٹی کے ارکان کے ساتھ ایک میٹنگ میں اس میں آنریبل شری جگجیون رام نے بھی شرکت کی ۔

بمبئی میں حصول غلہ کی کامیاب مہم

بنجر زمینوں کو قابل زراعت بنایا جائیگا

ملک میں زرعی سرگرمیوں کی رفتار

اناج اکٹھا کرنے کے لیئے ملک میں سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ حکومت بمبئی نے حصول غلہ کی جو مہم شروع کی تھی اس سے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ پھالٹن ضلع ستارہ سے یہ دن میں جوار کے قریباً ۲۰ ہزار بورے اکٹھے کئے گئے نندگار اور ضلع بلگام سے دھان کے سات ہزار بورے اور کنود ضلع بلگام سے دھان کے تین ہزار بورے اکٹھے کئے گئے۔ اب تعلقہ [illegible] میں مزید حصول غلہ کے اقدام کئے جا رہے ہیں۔ حصول غلہ کی مہم کے ساتھ زبردست پراپیگنڈا بھی کیا جائیگا اور گاؤں کے جو لوگ بہت زیادہ مقدار میں غلہ دیں انہیں انعامات دینے کی بھی تجویز ہے امید ہے کہ ۵۰-۱۹۴۹ء کے دوران حکومت تین لاکھ ٹن اناج اکٹھا کرلے گی۔

حکومت بمبئی کی دیگر زرعی سرگرمیوں میں حسب ذیل بھی شامل ہیں۔ زیادہ مقدار میں اچھے بیج اور بہتر کھاد مہیا کرنا۔ ۱۹۴۹ء میں ٹیوب ویل اور کنوؤں کے لیئے پچاس ہزار فٹ کھدائی کرنا۔ صوبے کے پندرہ اضلاع میں ٹریکٹر کے ذریعہ کاشت اور متبادل غذا مثلاً آلو۔ سبزیوں وغیرہ کی پیداوار کی حوصلہ افزائی کرنا۔

آنے والے موسم برسات میں دھان کی فصلوں کے لیئے تیس ہزار ٹن مرکب کھاد تیار کرنے کی تجویز ہے یہ کھاد دھان کے کھیتوں کے دو لاکھ ۷ ہزار ایکڑ رقبہ کے لیئے کافی ہوگی اور اس سے اندازاً تینتالیس ہزار ٹن کی زائد پیداوار ہوگی۔ یہ کھاد کاشتکاروں کو عاملوں پر دی جائیگی۔ شرط یہ ہوگی کہ کاشتکار اس کھاد سے جو زائد پیداوار کریں وہ حکومت کو بیچ دی جائے۔

اس سال تالاب کنوؤں کے لیئے پچاس ہزار فٹ کھدائی کرنے کی تجویز ہے اس سے ۵ ہزار ایکڑ زمین کی آبپاشی ہوگی۔ بجلی سے چلنے والی کھدائی کرنے والی ۴ مشینیں امریکہ سے حاصل کی جا چکی ہیں اور ان سے کچھ کم قوت کی ۴ مشینیں زرعی انجینیوں کے ورکشاپ میں بنائی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت طویل عرصہ کے ایک ایسے منصوبہ پر بھی غور کر رہی ہے جس سے دریاؤں اور کافی پانی والی نہروں کے کنارے نل لگائے جائینگے تاکہ اناج پیدا کرنے والے نزدیکی علاقوں کی آبپاشی ہو سکے۔

۱۹۴۶ء میں متبادل غذا پیدا کرنے کی جو مہم شروع کی گئی تھی اس کے نتیجہ کے طور پر اب ۹۵۰۰ ایکڑ بنجر زمین پر سبزیوں کی کاشت ہو رہی ہے۔ حال ہی میں ڈیڑھ ہزار ایکڑ زمین پر آلو کی کاشت شروع کی گئی ہے اس کے لیئے حکومت نے امدادی رقوم دیں۔

مدراس میں مرکب کھاد تیار کرنے کی مہم۔ حکومت مدراس ۵۲-۱۹۵۱ء کے آخر تک چھ لاکھ پچاس ہزار ٹن زائد چاول پیدا کرنے کے منصوبے کو عملی جامہ پہنا رہی ہے۔ کاشتکاروں کو اچھے بیج کھاد اوزار وغیرہ مہیا کرنے کے علاوہ آبپاشی کے لیئے جو چھوٹے موٹے انتظامات ہو رہے ہیں وہ صوبہ میں پیداوار بڑھانے کی مہم پر بہت اثر کرینگے۔ حکومت مرکب کھاد تیار کرنیکا اقدام کر رہی ہے اور پیداوار بڑھانے کے کام کو تیز کرنے اور میونسپلٹیوں میں کھاد بانٹنے کے لیئے ایک خاص افسر مقرر کیا جا چکا ہے۔ اندازہ ہے کہ اس مہم سے شہری کوڑے کرکٹ سے ہر ہفتہ اوسطاً ڈیڑھ ہزار ٹن مرکب کھاد تیار ہوگی۔

کوچین میں پیداوار بڑھانے کے اقدام۔ حکومت کوچین کی تجویز ہے کہ ۵۰ ہزار ایکڑ مزید زمین میں دھان کی کاشت کی جائے اور امید ہے کہ اگلے تین سال کے دوران اس تمام علاقے کی آبپاشی ہو جائیگی جس سے دھان کی فصل میں ۵۰۰۰۰ ٹن کا

سالانہ اضافہ ہوگا۔

حکومت نے ایک امدادی اسکیم بھی شروع کی ہے جس کے ماتحت دھان کی کاشت کے لئے مونگ پھلی کی کھلی۔ نرم ہڈی، امونیم سلفیٹ وغیرہ کی طرح کی کھاد تقسیم کی جائے گی۔ ہر سال کاشتکاروں کو امدادی شرحوں پر پانچ لاکھ روپے کی کھاد دی جاتی تھی۔ حکومت نے مرکب کھاد تیار کرنے کا کام شروع کر دیا ہے اور اس کے لئے ایک خاص افسر مقرر کیا گیا ہے۔ آج کل ریاست میں کل دو لاکھ ایکڑ علاقے میں دھان کی کاشت ہوتی ہے۔ حکومت کی اسکیم ہے کہ اس تمام علاقے کو مرکب کھاد مہیا کی جائے۔ جب اسکیم پر پوری طرح عمل ہوگا تو چاول کی پیداوار میں اندازاً ۲۰ فی صدی کا اضافہ ہو جائے گا۔

متبادل غذا مثلاً ٹیپوکا۔ سبزیاں اور پپیتہ لگانے کی بھی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ ٹیپوکا کی پھر سے کاشت کرنے کے لئے ۱۹۴۸ء میں ایک مہم شروع کی گئی تھی۔ اور اس کے لئے کاشتکاروں کو ۱۵۰۰۰ روپیہ بلا سود قرضوں کی شکل میں دیا گیا۔ اس مہم کی وجہ سے ریاست میں پھر سے ٹیپوکا کی کاشت ہونے لگی ہے۔

مشرقی پنجاب۔ حکومت مشرقی پنجاب نے دریاؤں کے ساتھ ساتھ بیکار لیکن قابل کاشت زمینوں کی بازیابی کے لئے ایک اسکیم شروع کی ہے۔ ضلع کرنال میں ایسی دس ہزار ایکڑ زمین منتخب کی گئی اور اس میں سے تین ہزار ایکڑ سے زیادہ کو قابل کاشت بنایا جا چکا ہے۔ ہر روز ۷۵ سے ۱۰۰ ایکڑ تک زمین کو قابل زراعت بنایا جا رہا ہے اور پھر اس کے بعد اس زمین میں کاشت کی جاتی ہے۔ ایک تجویز ہے کہ ستلج کے بائیں کنارے کے ساتھ لدھیانہ کے نزدیک ۲۰ ہزار ایکڑ بیٹ زمین کو ۷۰ ٹریکٹروں کی مدد سے قابل زراعت بنایا جائے۔

حکومت نے چاول کی کاشت کے مختلف طریقوں کے اثر معلوم کرنے کے لئے جو تجربے کئے ان کی بنا پر اس نے کاشتکاروں سے یہ سفارش کی ہے کہ دھان کی پیداوار بڑھانے کے لئے انتقال پود کے طریقے سے اوسطاً ۲۰ فی صدی زیادہ پیداوار ہوئی۔

جنوری ۱۹۴۸ء میں حکومت کی طرف سے ۸۰ دیہات کے کل ۱۵۹۵۰ ایکڑ علاقے میں کھیت کے چوہوں کے خلاف وسیع مہم شروع کی گئی۔ یہ مہم بہت کامیاب رہی۔ اب دوسرے علاقوں میں ایسی مہمیں شروع کرنے کی تجویز ہے۔

کواپریٹو سوسائٹیوں سے شرنارتھیوں کے مطالبات

۲۲ اور ۲۳ اپریل ۱۹۴۹ء کو لاہور میں جو بنکنگ کے سلسلہ میں انٹرڈومینین کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ مندرجہ ذیل مقامات پر امداد باہمی کے اداروں میں روپیہ جمع کرنے والے بے خانماں لوگوں کے مطالبات کی تصدیق اور تصفیہ کے سلسلہ میں بھارت اور پاکستان کو خاص اقدامات کرنے چاہئیں۔ اس جانب پٹیالہ اور مشرقی پنجاب یونین، سابقہ بھرت پور اور بلاسپور کی ریاستیں، ہماچل پردیش اور دہلی اور دوسری جانب صوبہ سرحد، خیرپور اور بہاولپور کے مقامات ہیں۔ صوبہ سرحد، خیرپور اور بہاولپور کے امداد باہمی کے اداروں میں رقم جمع کرنے والوں سے جو ہندوستان چلے آئے ہیں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے مطالبات کی حسب ذیل تفصیلات رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز مشرقی پنجاب شملہ کو بھیجیں۔ اپنا نام معہ ولدیت۔ اس سوسائٹی یا ادارے کا نام جس میں رقم جمع کی گئی تھی۔ جمع شدہ رقم کی تعداد۔ اگر [illegible] کی رسید ہو تو اس کا نمبر اور تاریخ اور وہ تاریخ جس پر عموماً ڈپازٹ واجب الادا ہے۔

اس کانفرنس میں یہ بھی طے پایا تھا کہ مذکورہ بالا علاقوں اور مشرقی پنجاب و مغربی پنجاب کے کواپریٹو انسٹی ٹیوشنز کے بے خانماں حصہ داروں کے مطالبات کے سلسلہ میں بھی ایسے ہی انتظامات ہونے چاہئیں۔ مغربی پنجاب، صوبہ سرحد، بہاولپور، خیرپور کے کواپریٹو انسٹی ٹیوشنوں کے بے خانماں حصہ داروں سے جو ہندوستان چلے آئے ہیں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے مطالبات معہ مذکورہ بالا تفصیلات رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز مشرقی پنجاب کے سامنے پیش کریں۔

یہ تمام مطالبات ۱۵ جون ۱۹۴۹ء تک رجسٹرار کے پاس پہنچ جانے چاہئیں۔

خوراک کی منصوبہ بندی پر عام اعداد و شمار کا اطلاق

طلبا سے قومی کام کو عمل کرنے کی اپیل

کل شام زرعی کھوج کی انڈین کونسل کے اعداد و شمار کے ٹریننگ کورس کے دوسرے سالانہ کانووکیشن میں طلبا کو ڈپلومے دیتے ہوئے ہند سرکار کے وزیر خوراک و زراعت آنریبل شری جیرام داس دولت رام نے کہا۔ کہ آزاد ہند کی حکومت نے بہت سی بڑی مہمیں شروع کی ہیں۔ اور جو سب سے بڑی چنوتیاں قبول کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ سنہ ۱۹۵۱ء تک ہندوستان کو غیر ملکی غذا کی غلامی سے نجات دلائی جائے گی۔ انھوں نے کہا کہ اتنے بڑے کام کے لئے اعداد و شمار کے ماہروں کو ایک اہم ذمہ داری نباہنی ہے۔ کیونکہ مناسب اعداد و شمار پر مبنی ایک موزوں منصوبہ بندی ہی سے منتہائے مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے اور جو کام ہم کر پائیں اس کے نتائج معلوم کئے جا سکتے ہیں ہندوستان کے زرعی حالات میں جس ہمہ گیر ترقی کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے واضح اصولوں پر مبنی ایک وسیع منصوبہ بندی ضروری ہے۔ انھوں نے تربیت یافتہ طلبا پر زور دیا کہ اس قومی کام میں سادگی اور انکساری کے جذبہ سے شریک ہوں انھیں اپنے سامنے مہاتما گاندھی کی مثال رکھنی چاہئے۔ جن کے مرتبے کا انسان صدیوں تک پیدا نہیں ہوتا۔ انھوں نے سادگی اور نمرتا کے جذبے سے ہی مادر ہند کی غلامی کی زنجیروں کو اتار پھینکنے کا بیڑا اٹھایا راشٹرپتی کی قربانی میں جرأت اور حوصلہ تھا اور تربیت یافتہ طلبا کو بھی اپنے کام کے لئے ایسا ہی جذبہ رکھنا چاہئے۔

آنریبل وزیر نے زرعی کھوج کی انڈین کونسل کے کام کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ کونسل نے متعدد مشکلات کے باوجود اچھا کام کیا ہے۔ انھوں نے تربیت کے نصابوں کے ڈائرکٹر ڈی سکھاتمے کو خاص طور پر خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ ماہر اعداد و شمار کے طور پر انھیں بین الاقوامی شہرت حاصل ہے۔

ٹریننگ کے کورس۔ زرعی کھوج کی انڈین کونسل کے نائب صدر سردار داتار سنگھ کچھ ضروری مصروفیات کی وجہ سے تقریب میں شامل نہ ہو سکے۔ اس لئے کونسل کے سیکریٹری شری ایس ایم سری واستو نے نائب صدر کا خطبہ صدارت پڑھا۔ اس میں سردار داتار سنگھ نے کہا کہ تربیت کے نصابوں میں طلبا کے دو گروہوں کو تربیت دی جاتی ہے پہلے گروہ کے طلبا زراعت اور پرورش حیوانات کے علوم کی تحقیقات کرتے ہیں۔ یہ طلبا بنیادی طور پر تو اعداد و شمار سے متعلق نہیں ہوتے لیکن اپنی تحقیقات کے لئے اکثر اعداد و شمار کے طریقے ہی استعمال کرتے ہیں۔ دوسرے گروہ میں وہ طلبا ہیں جو بنیادی طور پر اعداد و شمار کا مطالعہ کرتے ہیں اور زراعت و پرورش حیوانات کے محکموں اور اداروں میں اپنی تعلیم و تربیت کی بدولت روزی کمانا چاہتے ہیں۔ طلبا کے پہلے گروہ میں عام طور پر صوبائی حکومتوں کے افسر ہوتے ہیں جنھیں اعداد و شمار سے متعلق تربیت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ ان کے کورس کی میعاد ساڑھے چار ماہ ہوتی ہے۔ زیر جائزہ سال میں صوبائی حکومتوں کے اٹھارہ افسر طلبا نے تربیت پائی اور اسناد حاصل کیں۔

دوسرے گروہ میں طلبا اپنے پیشہ کے لئے اعداد و شمار کی تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لئے تربیت کے دو نصاب ہیں (۱) سرٹیفیکیٹ اور (۲) ڈپلومے کا نصاب۔ سرٹیفیکیٹ کے نصاب کے طالب علم کو مبادیات علم اعداد و شمار اور زراعت کے لئے اس کے استعمال کی مہارت حاصل کرنی ہوتی ہے۔ ڈپلومہ کے نصاب کے طالب علم کو اعلیٰ اور اختراعی تحقیقات کے طریقوں کی واقفیت حاصل کرنی ہوتی ہے۔ ڈپلومے کا نصاب سرٹیفیکیٹ کا نصاب ختم کرنے کے بعد ہی لیا جا سکتا ہے اور ڈپلومے کا نصاب یونیورسٹی کی ڈگری کے برابر ہے۔

انھوں نے اعلان کیا کہ اقوام متحدہ کے ادارہ خوراک و زراعت کے بین الاقوامی ادارے کے شمار کے مطابق ایشیائی ممالک کے ڈیلی گیٹوں کو تربیت دی جائے گی۔

مطالعہ کے متعلق سیاحت - زرعی کھوج کی ہندوستانی کونسل کے اعداد و شمار کے ریسرچ افسر اور تربیت کے نصاب والی کے ڈائرکٹر ڈاکٹر پی - وی سکھاتمے نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا کہ اصولی تربیت کے علاوہ مطالعہ سے متعلق سیاحت کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے - طلبا کو ریسرچ کی مختلف اداروں میں جانے کا ... اس سے انہیں یہ دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے کہ اعداد و شمار کا پیشہ اختیار کرنے کے لئے تحقیقات کے کن کن مسائل

آنریبل وزیر نے کامیاب طلبا میں سرٹیفکیٹ تقسیم کئے - سرٹیفکیٹ کورس کے امتحان میں اول رہنے پر شری پی وی سکھاتمے کو رندھاوا طلائی تمغہ دیا گیا۔ کورس کا رندھاوا طلائی تمغہ شری پی ایم سکسینہ کو ملا۔

سوراشٹر کچھ اور بڑودہ کے علاقوں میں چارے کی کمی

بہتات کے علاقوں سے چارہ بھیجنے کے اقدام

سوراشٹر کچھ اور بڑودہ کے علاقوں میں چارے کی قلت کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ۱۹ مئی کو اندور میں مدھیہ بھارت یونین کے راج پرمکھ مہاراجہ گوالیار کی زیر صدارت ایک میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ کا اہتمام وزارت ریاست ہائے ہند نے کیا اور اس میں چارے کو ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں لے جانے کے معاملہ پر غور ہوا۔ اس میٹنگ میں حسب ذیل اشخاص شامل ہوئے۔

سوراشٹر کے بڑے وزیر مسٹر این سی ڈھابر، شری جیوراج مہتہ وزارت زراعت کے ایڈیشنل سیکرٹری سردار تارا سنگھ، ریلوے ترجمات کے چیف کنٹرولر شری ایم ڈی سیتھان، بمبئی کے محکمہ سول سپلائز کے سیکرٹری شری ساونت، مدھیہ بھارت کے وزیر ترقیات شری یادو، سوراشٹر کے چیف سیکرٹری شری ایشورن، حکومت مدھیہ بھارت کے سیکرٹری شری دشوناتھ، وزارت ریاستہائے ہند کے صلاح کار شری وی پی مینن - وزارت ریاستہائے ہند کے جائنٹ سیکرٹری شری این ایم بچ۔

میٹنگ میں اس بات کو تسلیم کیا گیا کہ مئی اور جون کے مہینوں میں چارے کی جو قلت ہو جائے گی اس کی روک تھام کی جائے۔

چارے کی نقل و حرکت میں تال میل پیدا کرنے اور اس کام کو تیز کرنے کے لئے وزارت زراعت کے ایڈیشنل سیکرٹری سردار تارا سنگھ کو مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

عازمین حج کے لئے سفر کا انتظام

جہاز میں جگہ حاصل کرنے کے متعلق ضروری ہدایت

عازمین حج کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جہاز راں کمپنیوں نے انتظام کیا ہے کہ ۱۹۴۹ء میں جو اصحاب حج کو جانا چاہیں وہ جہاز راں کمپنی کے دفتر میں درج کرا دیں - جدہ جانے والے کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ حسب ذیل دو کمپنیوں میں سے کسی ایک کے دفتر میں اپنی درخواست کافی پہلے سے درج کرا دیں۔

(۱) مغل لائن کے جہازوں کے لئے

میسرز ٹرنر موریسن اینڈ کو لمیٹڈ ۱۶ بینک سٹریٹ بمبئی

(۲) سندھیا لائن کے جہازوں کے لئے

سندھیا سٹیم نیوی گیشن کمپنی لمیٹڈ سندھیا ہاؤس بیلارڈ اسٹیٹ

جہاز راں کمپنیاں عازمین حج کو جنھوں نے اپنے نام درج رکھے ہونگے جہاز کی روانگی سے تقریباً دو ہفتہ قبل سفر خرچ کی اطلاع دینگی - عازمین حج کو چاہئے کہ وہ اس قسم کی اطلاع کے سفر خرچ بھیجیں یہ اس بات کی ضمانت ہوگی کہ جدہ کے لئے جہاز میں ان کی سیٹ کا انتظام ہو گیا ہے - عازمین حج کا اپنا مفاد اس میں ہے کہ جب تک جہاز راں کمپنیاں انھیں روپیہ بھیجنے کی اطلاع نہ دیں اور وہ روپیہ نہ بھیجیں اس وقت تک وہ بمبئی نہ آئیں - ورنہ خدشہ ہے کہ بمبئی تک آنا ہو گا اور سفر کرنے کے بعد جہاز میں جگہ نہ ملے۔

خوراک بچائیے اور دعوتوں میں کفایت کیجئے

قلت اناج کے خلاف جدوجہد

ہر مئی کو وزارت خوراک کے سیکرٹری شری آر۔ایل گپتا نے آل انڈیا ریڈیو دلی کے اسٹیشن سے تقریر کرتے ہوئے مرکزی وزارت خوراک کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ وزارت خوراک اور وزارت زراعت میں کیا فرق ہے۔ وزارت زراعت خوراک پیدا کرتی ہے۔ اور جب فصلیں کٹ جاتی ہیں تو پھر خوراک کا کام شروع ہوتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ساتھ ہی ساتھ نقل و حمل کا کام بھی بڑا اہم ہے۔ خوراک کو پیدا کرنا اور اسے حاصل کرنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا بھی بہت ضروری ہے۔ یہ بات بہت اہم ہے کہ وقت پر کافی اناج پہنچ جائے۔ اس کام کے لئے ہر ماہ تقریباً مال گاڑی کے دس ہزار ڈبوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔

خوراک پر کنٹرول۔ خوراک کے بارے میں ایک خاص بات یہ ہے کہ اس کی ضرورت کو ملتوی نہیں کیا جا سکتا۔ اسی وجہ سے کمیابی کے دنوں میں اناج کی قیمت بے تحاشا بڑھ جاتی ہے۔ اور سماج کے دشمنوں کو بھی اسی وجہ سے چور بازاری کا موقعہ ملتا ہے۔ چور بازاری کو اس وقت تک نہیں روکا جا سکتا جب تک حکومت کے پاس کافی ذخیرے نہ ہوں۔ اسی وجہ سے راشن بندی کی جاتی ہے۔ اور جب راشن بندی شروع کی جائے تو یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ اناج کے ذخیرے حاصل کئے جائیں۔ حکومت کو کسان اور کارخانہ میں کام کرنے والے مزدور دونوں کی ضروریات کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

حصول و درآمد۔ حصول کا یہ مطلب ہے کہ کاشتکار سے فالتو اناج لے لیا جائے۔ انتظامی پہلو سے یہ بڑا مشکل کام ہے۔ ہندوستان کے بہت سے چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں کے پاس فالتو اناج نہیں ہوتا۔ دوامی بندوبست والے علاقوں میں انفرادی طور پر کسی کسان کی پیداوار کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جس صوبہ میں زیادہ غلہ حاصل کیا جاتا ہے۔ وہ خوراک کے مسئلے کو حل کرنے میں بڑی مدد دیتا ہے۔ یوں کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ صوبہ مرکزی حکومت سے درآمد شدہ اناج کی امداد کم سے کم مانگے۔ اس نے بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ کیونکہ کسی قلت والے علاقہ کو ۴۰ ہزار ٹن اناج بہم پہنچانے کے لئے مرکزی حکومت کو ایک کروڑ پچاس لاکھ کا غیر ملکی زر مبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔

خوراک کے کنٹرول پر اعتراضات۔ کہا جاتا ہے کہ راشن بندی میں اناج کم اور خراب ملتا ہے۔ اور لوگوں میں عام طور سے بے اطمینانی پائی جاتی ہے۔ شری گپتا نے کہا بات یہ ہے کہ لوگ ہر قسم کے کنٹرول سے گھبراتے ہیں۔ اور خوراک کے معاملہ میں تو گھبراہٹ اور بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق براہ راست خوراک سے ہے۔ اس لئے خوراک کا کنٹرول کبھی ہر دلعزیز نہیں ہو سکتا۔ اندازہ تو لگائیے کہ یہ مسئلہ کس قدر وسیع ہے۔ اس انتظام کے سلسلہ میں تقریباً ۷۰ لاکھ ٹن اناج سالانہ آتا اور جاتا ہے۔ اگر دلی سے کلکتہ تک گرانڈ ٹرنک روڈ تک برابر بوریاں اور ٹرک میں اناج کی بوریاں اوپر تلے رکھی جائیں۔ تو یہ کل اناج اس ستر لاکھ ٹن کے نصف سے کم ہوگا۔

قلت کے خلاف جدوجہد۔ شری گپتا نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا کہ خوراک انسان کی ایک لازمی ضرورت ہے۔ اور یہ مسئلہ ہر ایک حکومت کے لئے سب سے زیادہ باعث توجہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ ہر شہری کو اپنی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ اس جدوجہد میں ہر شخص ایک سپاہی ہے۔ ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ ہمارے گھروں میں خوراک ضائع نہ ہو۔ دعوتوں کے موقعہ پر خوراک کے استعمال میں فضول خرچی نہ کی جائے۔ دسترخوان پر اس قدر خوراک رکھنا کہ وہ ضائع ہو دولت اور مہمان نوازی کا نشان سمجھی جاتی ہے۔ لیکن موجودہ حالات میں یہ قومی دشمنی ہے۔ اور جرم ہے۔ جس طرح فوج کے سپاہی ڈسپلن کے پابند ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں اس کنٹرول کو بھی برداشت کرنا چاہئے۔ اور میرے خیال میں ہماری اقتصادی آزادی کی یہ بہت تھوڑی قیمت ہے۔

مغربی بنگال اور اڑیسہ میں حصول نمک کے امکانات

لاکھ اور وارنش کے متعلق تجربات

سائنسی اور زرعی تحقیق کے رسالے کی اشاعت بابت ماہ مئی میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں مغربی بنگال اور اڑیسہ میں نمک جمع کرنے کے امکانات پر بحث کی گئی ہے۔ بتلایا گیا ہے کہ ان صوبوں کے ساحلی علاقوں میں اتنا نمک جمع کیا جا سکتا ہے جس سے ان صوبوں کی مقامی ضرورت پوری ہو جائے گی۔

ملک کی تقسیم کے بعد سے ہندوستان میں نمک کی قلت ہو گئی ہے۔ یہاں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مغربی پنجاب کی نمک کی کانوں سے بہت سا نمک منگوایا گیا۔ ان حالات میں مغربی بنگال اڑیسہ اور بہار کو نمک مہیا کرنے کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے۔

آج کل بمبئی، ساوکھا، مدراس، کوکاناڈا اور گوپال پور میں نمک کی صنعت خوب چل رہی ہے۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ان علاقوں کے موسمی حالات اور دوسرے عناصر مثلاً درجہ حرارت، بارش، ہوا کی رفتار، نمک تیار کرنے کی مدت، پانی کا کھاری پن اور ایندھن کی فراہمی، بنگال، اڑیسہ اور بہار سے کافی ملتے جلتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ مغربی بنگال میں کنتائی، سندربن اور سگور اور اڑیسہ میں بالاسور کے علاقوں میں نمک تیار کرنے کے بہت امکانات ہیں۔

مغربی بنگال اور اڑیسہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ تجارتی پیمانے پر نمک تیار کرنے کے لئے سورج کی دھوپ سے رطوبت خارج کرنے کے طریقے کی سفارش کی گئی ہے۔ ہندوستان کے دوسرے حصوں میں یہی طریقہ استعمال ہوتا ہے لیکن اگر زیادہ نمک تیار کرنا اور اس زیادہ مقدار کو برقرار رکھنا مقصود ہو تو ابالنے سے بخارات کو اٹھانا بہتر ہوگا۔ ان علاقوں میں دونوں طریقوں کو ملا کر سورج کی دھوپ سے ستر فیصدی اور ابال کر بخارات اڑانے سے تیس فیصدی نمک تیار کیا جا سکتا ہے۔

کنتائی کے ساحلی علاقے میں نو سو مربع میل رقبہ کے ایسے خطے ہیں جہاں نمک کے کارخانے بنائے جا سکتے ہیں۔ آج کل اس علاقہ کے صرف ڈیڑھ سو ایکڑ میں نمک جمع کیا جاتا ہے۔ اگر اس علاقے سے پوری طرح کام لیا جائے تو چالیس لاکھ من سے زیادہ نمک حاصل کیا جا سکتا ہے۔

لاکھ اور السی کے تیل کی وارنش۔ لاکھ اور السی کے تیل کی وارنش بنانے کے لئے مردار سنگ کی بجائے چونے کے استعمال کے بارے میں لاکھ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ رانچی میں تجربے کئے گئے۔ رسالے کے ایک دوسرے مضمون میں ان تجربوں کے نتائج شائع کئے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

(۱) لاکھ کے وزن میں اگر پانچ فیصدی چونا حل کر دیا گیا ہو تو لاکھ کو السی کے تیل میں ملایا جا سکتا ہے۔

(۲) چونے کی جگہ اسی مقدار میں ترسیب شدہ کیلسیم لینولیٹ یا سیرٹیٹ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(۳) لاکھ کو اس کے تیل میں ملانے کے لئے جست، سیسہ، ریٹ، پوٹاشیم لینولیٹ وغیرہ کی طرح کے صابن بھی کارآمد ہیں۔

(۴) چونے کی جگہ اگر جزوی طور پر کچھ مردار سنگ استعمال کیا جائے تو مرکب آسانی سے خشک ہو سکے گا۔

(۵) ہر حالت میں ایسی ہی وارنش تیار ہوگی جیسی صرف مردار سنگ کے استعمال سے صرف خشک کرنے کی خاصیتوں کا فرق ہوگا لیکن ان میں زیادہ عرصہ تک رہنے کی بہتر خاصیتیں ہیں۔

(۶) خشک کرنے کی خاصیتوں کی اصلاح کے لئے پا مینگنیز کو سیسے کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

کپاس کے ریشوں کو رنگنے کے بارے میں جو تحقیقات کی گئی اس کے حالات ایک دوسرے مضمون میں بتلائے گئے ہیں۔ اس مضمون میں سیبا بلو ۲ بی اور سیبانون آر پر رنگ کے اثرات بتائے گئے ہیں۔

سال رواں کی فصل خریف میں اٹھائیس لاکھ سینتالیس ہزار ٹن اناج ہند میں سے اکٹھا کرنے کا تہیہ کیا گیا تھا۔ اس میں سے سولہ لاکھ چھیاسی ہزار ٹن اناج اس وقت تک جمع کیا جا چکا ہے۔

مارچ ۱۹۴۹ء میں اشیا کی ٹھوک قیمتوں کا انڈکس

مصنوعہ غذائی اور متفرق اشیا کی قیمتوں میں کمی

ہندسرکار کے اقتصادی مشیر کے اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ مارچ ۱۹۴۹ء میں اشیا کی ٹھوک قیمتوں میں (ابتیاد۔ اگست ۱۹۳۹ء کو ختم ہونے والے سال تک۔ ۱۰۰) مزید اعشاریہ پانچ فی صدی کمی ہوئی اور انڈکس ۳۰۷ اعشاریہ ۲ ہوگیا۔ گزشتہ ماہ یہ انڈکس ۳۷۲ تھا۔ صنعتی خام مال اور نیم مصنوعہ اشیا کے انڈکس بالترتیب ایک اعشاریہ ۲ اور اعشاریہ ایک فی صدی بڑھ کر ۴۶۲ اعشاریہ ۸ اور ۳۲۲ اعشاریہ ۵ ہوگئے۔ غذائی اشیا، مصنوعہ اشیا اور متفرق اشیا کی قیمتوں میں بالترتیب ایک اعشاریہ نو۔ اعشاریہ دو اور ایک اعشاریہ سات کمی ہوئی اور ان کے انڈکس ۳۰۷.۶ اعشاریہ ۵۔ ۳۲۹ اعشاریہ ۴ اور ۵۱۵ اعشاریہ ۸ رہے۔

غذائی اجناس۔ سارا مہینہ گندم کی قیمتیں گرتی رہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اناج کی قیمتوں میں تین اعشاریہ ایک فی صدی کمی ہوگئی اور چاول کی قیمتوں میں معمولی سا اضافہ ہونے کے باوجود انڈکس ۲۶۶.۶ اعشاریہ ۸ رہا۔ چنے اور ارہر کی دال کی قیمتوں میں چار اعشاریہ آٹھ فی صدی کمی ہوئی اور دالوں کا انڈکس ۵۵۵ اعشاریہ ۴ رہا۔ ذیلی گروپ "دیگر" میں جہاں چائے کی قیمتوں میں کمی ہوئی وہاں گڑ کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ اور مجموعی طور پر ذیلی گروپ کی قیمتوں میں اعشاریہ آٹھ فی صدی اضافہ ہوا اور انڈکس ۴۶۴ اعشاریہ ایک رہا۔

صنعتی خام مال۔ دیگر ریشہ دار چیزوں کی قیمتیں تو حسب سابق رہیں لیکن کپاس کی قیمتوں میں اعشاریہ چھ فی صدی اضافہ ہوا اور ریشہ دار چیزوں کی قیمتوں کا انڈکس ۴۵۸ اعشاریہ ۵ ہوگیا۔ ذیلی گروپ کی قیمتیں عام طور پر بڑھ جانے سے تلہن کی قیمتیں چار اعشاریہ ۸ فی صدی بڑھ گئیں اور انڈکس ۴۶۲ اعشاریہ ۶ ہوگیا۔ اس کے برعکس معدنی اشیا کی قیمتوں میں کمی ہو جانے سے معدنی اشیا کی قیمتوں کے انڈکس میں ایک اعشاریہ ایک فیصدی کمی ہوئی۔ خام چمڑے۔ کھالوں اور لاکھ کی قیمتوں میں کمی ہو جانے سے "دیگر خام مال" کی قیمتیں تین اعشاریہ چار فی صدی گر گئیں اور انڈکس ۳۶۳ اعشاریہ ۵ رہا۔

نیم مصنوعہ اشیا۔ دباغت شدہ کھالوں کی قیمتیں جوں کی توں رہیں۔ لیکن کھالوں کی قیمتیں کچھ گر گئیں۔ لہٰذا چمڑے کا انڈکس ایک اعشاریہ آٹھ فیصدی گھٹ کر ۳۰۵ اعشاریہ ۸ ہوگیا۔ پٹرول کی قیمت میں اضافہ ہو جانے سے معدنی تیلوں کا انڈکس چار فی صدی بڑھ کر ۱۸۸ اعشاریہ ۵ ہوگیا۔ ارنڈی کے تیل کے سوا باقی بناسپتی تیلوں کی قیمتیں بڑھیں جس سے ذیلی گروپ کا انڈکس تین اعشاریہ سات فی صدی بڑھ کر ۵۷۷ اعشاریہ ۹ ہوگیا۔ گزشتہ ماہ یہ ۵۵۷ اعشاریہ ۲ تھا۔ سوت کی قیمتوں کا انڈکس دو فی صدی کم ہو کر ۴۵۱ اعشاریہ ۵ ہوگیا۔ دھاتوں کے ذیلی گروپ میں جہاں جست کی قیمتوں میں کمی ہوئی وہاں تانبے کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ مونگ پھلی کی کھلی کی قیمتیں بڑھنے سے کھلی کی قیمتوں میں دو اعشاریہ پانچ فی صدی کا اضافہ ہوا۔ ناریل کے ریشے اور عمارتی لکڑی کی قیمتوں میں مزید کمی ہوئی اور دیگر اشیا کا ذیلی گروپ تین اعشاریہ نو فیصدی کم ہو کر ۴۵۵ اعشاریہ ۴ میں مزید کمی ہوئی اور دیگر اشیا کا ذیلی گروپ تین اعشاریہ نو فی صدی کم ہو کر ۵۲۵ اعشاریہ ۴ ہوگیا۔

مصنوعہ اشیا۔ اونی اور پٹ کی اشیا کی قیمتیں جوں کی توں رہیں۔ لیکن سوتی۔ نقلی ریشے اور ریشمی اشیا کی قیمتیں گر گئیں جس سے مشینی کپڑے کا انڈکس ایک فیصدی کم ہو کر ۳۰۵ اعشاریہ ۲ ہوگیا۔ دھات کی اشیا کا انڈکس گزشتہ ماہ کے برابر ہی رہا۔ لیکن ٹائر ٹیوب کاغذ، شیشہ اور شراب کی قیمتوں میں اضافہ ہونے سے دیگر مصنوعہ

اشیا کا انڈکس ایک اعشاریہ سات فی صدی بڑھکر ۲۷۲ اعشاریہ ۴ ہوگیا۔

متفرق۔ چھالیہ۔ کاجو۔ اینٹوں۔ ٹائلوں اور تمباکو کی قیمتوں میں کمی ہوئی لیکن اچار مربے کی قیمتوں کے اضافے نے بے اثر کر دیا۔ مجموعی طور پر انڈکس ایک اعشاریہ سات فی صدی کم ہو کر ۱۵۱ اعشاریہ ۲ ہوگیا۔

۱۴۔ اپریل ۱۹۳۹ء کو جو ہفتہ ختم ہوا اس میں اقتصادی مشیر کے اشاریہ کی جانچ پڑتال کی رو سے ہندوستان میں تھوک قیمتوں کے اشاریہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس ہفتہ کا اشاریہ ۲۰۶۹ (بنیاد ۱۹۳۹ء کو ختم ہونے والا سال = ۱۰۰) رہا جو گذشتہ ماہ کے اسی ہفتہ کے مقابلہ میں ۱۶۰ فیصدی زیادہ رہا اور گذشتہ سال کی اسی مدّ کے مقابلہ میں ۵۶۲ فی صدی بڑھ گیا۔

اگرچہ چنے کی قیمتوں میں ۲ فی صدی کا اور ارہر کی دال میں ۴ فی صدی کا اضافہ ہوا لیکن مدت زیر تبصرہ میں گیہوں کی قیمت میں ۲ فی صدی کی کمی۔ کافی کی قیمت میں ایک فیصدی کی کمی، اور نمک کی قیمت میں ۴ فی صدی کی کمی کے سبب سے اشیائے خوراک کی قیمتوں میں مجموعی طور پر ۲۶۰ فیصدی کی کمی ہوئی اور اشاریہ ۱۸۵ رہا۔

صنعتی خام سامان کی قیمتوں میں ۶۵۰ کی کمی واقع ہونے سے اشاریہ ۴۰۱ء ۶ تک کم ہوگیا۔ اگرچہ ارنڈی کے بیج اور سرسوں کی قیمتوں میں ایک ایک فی صدی کا اضافہ ہوا۔ لیکن امراوتی میں کپاس کی قیمت میں ۳ فی صدی کی کمی، خام ریشم کی قیمت میں ۶ فی صدی کی کمی بکری کھالوں کی قیمت میں ۴ فی صدی کی کمی اور پٹ سن کی قیمت میں ۲ فیصدی کی کمی ہوئی۔

نیم مصنوعہ سامان کی قیمتوں میں ۲۶۰ فی صدی کا اضافہ ہوا اور اشاریہ ۳۳۵۶۸ ہوگیا۔ اور یہ اضافہ بھیڑ کی کھالوں کی قیمت میں ۳ فی صدی کے بکرے کی کھالوں کی قیمت میں ۴ فی صدی کے اور تل کے تیل کی قیمت میں ۵ فی صدی کے اضافہ کی وجہ سے ہوا۔ لیکن ناریل کے تیل میں ایک فی صدی کی اور مونگ پھلی کے تیل میں ۲ فی صدی کی کمی ہوئی۔

جوٹ کے سامان کی قیمتوں میں ۲ فی صدی کی اور نقلی ریشم اور ریشم کے سامان کی قیمتوں میں ۱ فی صدی کی کمی کے باوجود تیار شدہ سامان کی قیمتوں میں ۱۶۰ فی صدی کا اضافہ ہوا اور اشاریہ ۳۲۲۶ ہوگیا۔ یہ اضافہ سوتی سامان کی قیمت میں ایک فیصدی اضافہ کے سبب سے ہوا۔

"متفرقات کے شعبہ میں بھی قابل ذکر تبدیلیاں ہوئیں اس میں ۱۷ فی صدی کے اضافہ کی وجہ سے اشاریہ ۹ء۳۱۵ رہا۔ کاجو پھل کی قیمت میں ۱۲ فی صدی کے اور تمباکو کی قیمت میں ۴ فیصدی کے اضافہ کی وجہ سے یہ تبدیلیاں ہوئیں۔

ٹیلیفون کا غیر منظور شدہ سامان اپنے پاس رکھنا جرم ہے

دہلی ٹیلیفون ڈسٹرکٹ کے ڈسٹرکٹ منیجر کی طرف سے حسب ذیل اعلان ہوا ہے۔

"بہت سی شکایات موصول ہوئی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ جن لوگوں کے ٹیلیفون بند کر دئے گئے ہیں وہ ٹیلیفون کا سامان واپس کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ جن لوگوں نے ٹیلیفون لگوا رکھے ہیں انہیں متنبہ کیا جاتا ہے کہ ٹیلیفون کا تمام سامان حکومت کی ملکیت ہے اور مطالبہ ہونے پر ٹیلیفون کے محکمہ کو واپس کیا جانا چاہئے۔ جو ٹیلیفون کام کر رہے ہیں ان کے منظور شدہ سامان کے علاوہ کسی اور سامان کو اپنے قبضہ میں رکھنا انڈین ٹیلیگراف ایکٹ کے تحت جرم ہے۔ اور اس کے مرتکب کے خلاف قانونی کارروائی کی جا سکتی ہے نئی دہلی میں جن لوگوں کے پاس ایسا سامان ہے ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اسے سب ڈویژنل افسر۔ ٹیلیفونز۔ ٹیلیفون نمبر (۵۰۲۳) نئی دہلی کو دے دیں۔ پرانی دہلی میں جن لوگوں کے پاس ایسا سامان ہے وہ اسے ڈپٹی اسسٹنٹ انجینئر ٹیلیفونز۔ تو تین ایکسچینج ٹیلیفون نمبر (۶۲۰۰) کو دے دیں۔ ایسا سامان یکم جون تک واپس کر دیا جانا چاہئے اس کے بعد جس شخص کے قبضہ میں ٹیلیفون کا ناجائز سامان ہوگا اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے گا اور سامان برآمد کرنے کے لئے قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔

بحرین اور کویت سے ہندوستان کے خیرسگالی مشن کی واپسی

ہندوستانی مزدوروں کے حالات زندگی میں اصلاح کے لئے تجاویز

وزارت خارجہ کے ایک افسر شری سی ایس جھا اور علی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر محمد حبیب پر مشتمل خیرسگالی کے جس مشن نے حال ہی میں خلیج فارس کا دورہ کیا تھا۔ اس نے اپنی رپورٹ ہند سرکار کو پیش کر دی ہے۔

اس مشن کا مقصد یہ تھا کہ خلیج فارس کی تیل کی کمپنیوں میں کام کرنے والے ہندوستانیوں کے حالات زندگی، تنخواہیں وغیرہ اور ان سے جو برتاؤ ہوتا ہے اس کا جائزہ لیا جائے۔ ہندوستان اور خلیج فارس کے مابین جو معاشی اور تہذیبی تعلقات قائم ہیں مشن نے انہیں برقرار رکھنے اور اگر ممکن ہو تو انہیں مضبوط بنانے کے پیش نظر وہاں کے معاشی اور تعلیمی رجحانات کا بھی جائزہ لیا۔

گذشتہ دسمبر میں مشن کے جن ارکان نے خلیج فارس کا دورہ کیا تھا انہوں نے ہندوستان کی حکومت اور لوگوں کی طرف سے بحرین اور کویت کے شیوخ کو خیر خواہی اور پائیدار دوستی کا پیغام پہنچایا تھا۔ ہز ہائی نس شیخ بحرین نے ان ارکان کا رواجی آداب اور خوش خلقی سے استقبال کیا۔ مشن نے ہز ہائی نس کو ایک سپاسنامہ پیش کیا اور اس کے بعد جو بات چیت ہوئی اس کے دوران شیخ نے بحرین اور ہندوستان کے ان تعلقات کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ عربوں اور ہندوستانیوں کو ایک ہی خاندان کے لوگ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے یقین دلایا کہ بحرین میں بسنے والے مختلف فرقوں کے لوگوں میں کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا اور آئندہ بھی وہ اسی پالیسی پر چلیں گے۔

مشن نے ہز ہائی نس شیخ کویت کو بھی ایک سپاسنامہ پیش کیا جس کے جواب میں شیخ موصوف نے مشن کی آمد اور ہند سرکار کی [illegible] پر مسرت کا اظہار کیا۔ انہوں نے یہ امید ظاہر کی کہ مشن کی آمد ان نئے تعلقات کا آغاز ہے جو ہندوستان اور کویت کے مابین قائم ہوئے ہیں۔

مشن نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ بحرین اور کویت میں ہندوستانیوں اور عربوں کے تعلقات دوستانہ اور مخلصانہ ہیں۔ کویت میں بسنے والے بعض ہندوستانی ایک طویل عرصے سے وہاں بیوپار کر رہے ہیں۔ خلیج کی غیر ملکی تجارت کا بیشتر حصہ انہیں کے ہاتھوں میں ہے۔ اگرچہ وہ تاجر عربوں کی زبان بولتے ہیں اور عربوں کے ساتھ ان کا میل جول ہے۔

ہندوستان اور خلیج فارس میں ایک عرصے سے تجارتی تعلقات چلے آ رہے ہیں۔ اب بھی ہندوستان سے خلیج فارس کو چاول، چائے، قہوہ اور چمڑے کی اشیا بھیجی جاتی ہیں۔ خلیج فارس سے زیادہ تر جواہرات کی درآمد ہوتی ہے۔ وہاں کے جو ہندوستانی سوداگر مشن کے ارکان سے ملے انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ خلیج فارس کی بندرگاہوں سے تجارت کو خاص اہمیت حاصل ہے اور اس علاقے میں ہندوستان کی تجارت کو جو امتیاز حاصل ہے اسے برقرار رکھنے کے لئے مؤثر اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔ وہاں کچھ نئی اشیا بھی ہیں جنہیں ہندوستان برآمد کر سکتا ہے۔ ان میں چمڑے کی مصنوعات، بنیان، جراب وغیرہ، صابن، مزید یہ کہ قالین، المونیم کے برتن، ہندوستان کی نایاب چیزیں خصوصاً ہاتھی دانت جس پر کام کیا ہوا ہو اور کافور کی لکڑی۔

کویت میں "دھو" بنانے کا کام ہوتا ہے۔ یہ کشتیاں ہوتی ہیں جنہیں وسیع طور پر ساحلی تجارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک کشتی اوسطاً دو سو ٹن وزن اٹھا سکتی ہے۔ ان کشتیوں کے بنانے کے لئے لکڑی اور بادبانی کپڑا ہندوستان سے منگاتے رہتے ہیں۔ اب کچھ عرصے سے یہ نہیں آ رہے تھے اور "دھو" بنانے کی صنعت کو بہت مشکل پیش آئی۔ یہاں [illegible] کے تختوں کی بھی مانگ ہے۔

مشن نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ خلیج فارس کے سارے علاقے میں بہت سرگرمی پائی جاتی ہے اور یہ سرگرمی مستقبل کی ترقی کے لئے امید افزا ہے۔ اس رپورٹ میں یہ تجویز کی گئی ہے کہ اپنی [illegible] کو برقرار رکھنے اسے بڑھانے اور مستقبل کی تجارتی خوشحالی میں حصہ لینے کے لئے ہند سرکار کو بحرین اور کویت میں اپنے تجارتی ایجنٹ رکھنے چاہئیں۔

بحرین اور کویت کی تیل کی کمپنیوں میں بالترتیب قریباً پانچ سو اور پانچ سو ساٹھ ہندوستانی کام کرتے ہیں۔ مشن نے ان لوگوں کے کام کرنے کے حالات کا جائزہ لیا۔ اس کے علاوہ بحرین اور کویت میں معماروں کے ایسے طبقے ہیں جو کلی طور پر ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں یا پاکستان سے۔ کویت میں ان کی کل تعداد قریباً دو ہزار ہے جس میں تقریباً ساٹھ فیصدی پاکستان کے ہیں اور چالیس فیصدی ہندوستان کے۔ وہ سب وہاں جیسی بجلی کے مستری، مشین کا کام کرنے والے، نل لگانے والے، مشین چلانے والے یا کل چلانے والے ہیں۔ دونوں علاقوں میں ہندوستانی لوگ گھریلو ملازمتیں بھی کرتے ہیں۔

مشن نے ان تیل کی کمپنیوں کے منتظموں سے مل کر کہا کہ ہندوستانی مزدوروں سے وہی سلوک ہونا چاہئے جس کے ایک آزاد ملک کے باشندے مستحق ہیں۔ کام سے متعلق شرائط چھٹی کے قواعد میں جن اور تاجروں کے عام برتاؤ کے بارے میں ہندوستانی مزدوروں کو جو شکایات ہیں وہ بالتفصیل منتظمین کو بتائی گئیں۔

مشن نے اس بات پر خاص طور سے زور دیا کہ ہندوستانی مزدوروں کی ایک نمائندہ جماعت بنائی جائے۔ اور ان کی فلاح و بہبود کے تمام معاملوں میں منتظمین اس جماعت سے صلاح مشورہ لیں۔ یہ بھی تجویز کی گئی ہے کہ یہ کمپنیاں ہندوستانی مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے یا ان مزدوروں سے رابطہ رکھنے کے لئے افسر مقرر کریں۔ جو مزدوروں کے زاویہ نگاہ کو سمجھ سکیں۔ اور اس سے ہمدردی کر سکیں۔

مشن کے دورے سے خلیج فارس میں رہنے والے ہندوستانیوں کے حوصلے کو تقویت ملی ہے۔ مشن نے جو تجاویز پیش کی ہیں حکومت ہند اب ان پر غور کر رہی ہے۔

پودوں کی بیماریوں کے متعلق بین الاقوامی منشور

سنگاپور میں منعقدہ کانفرنس کے فیصلے

سنگاپور میں حال ہی میں پودوں کی تندرستی کے متعلق کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس میں بشمول ہندوستان ۱۶ ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں میں پودوں کی بیرونی بیماریوں اور وباؤں کے انسداد کی غرض سے ایک منشور منظور کیا گیا جس میں انسداد کی تدابیر کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اس کانفرنس کا اہتمام سلطنت برطانیہ کے کمشنر جنرل برائے جنوب مشرقی ایشیا نے اقوام متحدہ کے فوڈ اینڈ ایگریکلچرل آرگنائزیشن کے تعاون سے کیا تھا۔ مرکزی وزارت زراعت کے پلانٹ پروٹیکشن ایڈوائزر ڈاکٹر ایچ۔ ایس۔ پروتھی نے اس کانفرنس میں ہندوستان کی نیابت کی۔

اس منشور کے خاص خاص شرائط و ضوابط جو اس کانفرنس میں حصہ لینے والی حکومتوں میں گشت کرائے گئے یہ ہیں۔ (الف) ممبر ممالک میں پودوں کے تحفظ کی قانون سازی (ب) بیرونی بیماریوں کے داخلے کی روک تھام کی تدابیر اور (ج) دستخط کنندگان کی اکثریت اگر ضروری خیال کرے تو پودوں کی مخصوص برآمد پر کم سے کم نگرانی کا نفاذ۔ اس وفاق کے اطلاق کے لئے مندرجہ ذیل علاقوں کی سفارش کی گئی۔ برونی، برما، لنکا، چین، فیجی، ہانگ کانگ، ہندوستان، ہندچینی، انڈونیشیا، ملایا کی فیڈریشن، نیو کیلیڈونیا، نیوگنی، شمالی بورنیو، پاکستان، سیاپس، فلپائنز، پرتگالی ٹیمور، سراوک، سیام، سنگاپور اور وہ جزیرے جو بحرالکاہل میں ۳۰ درجہ شمالی اور ۳۰ درجہ جنوبی عرض بلد اور ۱۴۰ درجہ مشرقی اور ۱۷۰ درجہ مغربی طول بلد سے گھرے ہوئے ہیں۔

ہندوستان کا عطیہ ۳۵ سال گزرے کہ ہندوستان نے پودوں کی حفاظت کا منظم کام شروع کر دیا تھا لیکن پودوں کے تحفظ اور قرنطینہ کے اقدامات کا قانون ۱۹۱۴ء کے آغاز میں نافذ کر دیا گیا تھا۔ ہندوستان کے اس قانون سے کانفرنس بہت متاثر ہوئی۔ اور ممبر ملکوں سے اس امر کی سفارش کی کہ اپنے علاقوں میں اس قسم کی تدابیر اختیار کرتے وقت ہندوستان کے قانون کو پیش نظر رکھیں۔

ہندوستان میں پودوں کی حفاظت کا کام تسلی بخش خیال کیا گیا۔ اور کانفرنس نے ہندوستان کی بہت سی موجودہ تدابیر کو دوسرے ملکوں میں اختیار کرنے کی سفارش کی۔

بینکنگ اور انشورنش کمپنیوں کے صنعتی تنازعوں کے فیصلے

حکومت ہند کا نیا آرڈیننس

۱۹۴۹ء کا آرڈیننس نمبر ۔۔ آرڈیننس برائے فیصلہ تنازعات صنعتی متعلقہ کمپنی ہائے بنکنگ و انشورنس۔

چونکہ ایسی حالت پیدا ہوگئی ہے جس کے پیش نظر ایسی بنکنگ اور انشورنس کمپنیوں کے صنعتی تنازعات جن کی شاخیں یا تنظیمی ادارے ایک سے زیادہ صوبوں میں ہوں کے فیصلہ کا انتظام فوری ہوگیا ہے۔

اب بنابریں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء دفعہ ۴۲ کی ذیلی دفعہ ۱ کے مطابق جو اختیارات گورنر جنرل کو دئے گئے ہیں ان کے ماتحت حسب ذیل آرڈیننس نافذ کیا جاتا ہے۔

۱۔ مختصر عنوان حدود و آغاز۔ (۱) اس آرڈیننس کا عنوان تنازعات صنعتی (متعلقہ کمپنی ہائے بنکنگ و انشورنس) آرڈیننس ۱۹۴۹ء ہوگا۔

(۲) یہ تمام ہندوستان کے کل صوبوں پر حاوی ہے۔

(۳) اس کا نفاذ فوراً ہوگا۔

۲۔ تعریفیں۔ اس آرڈیننس میں بشرطیکہ متن یا سیاق و سباق میں کوئی چیز منافی یا متضاد نہ ہو "بینک"، "بنکنگ کمپنی"، "تنازعات صنعتی"، "انشورنس کمپنی" کے علی الترتیب وہی معنی ہوں گے جو قانون تنازعات صنعتی ۱۹۴۷ء (۱۹۴۷ء کا چودھواں قانون بشمول ترمیم آرڈیننس ہذا) کی دفعہ ۲ میں دئے گئے ہیں۔

۳۔ ترمیم دفعہ ۲۔ ۱۹۴۷ء کا چودھواں قانون، قانون تنازعات صنعتی ۱۹۴۷ء (جسے اب ایکٹ ہذا کے نام سے پکارا جائے گا) کی دفعہ ۲ میں (۱) دفعہ ذیلی (ا) متعلقہ دفعہ الف حسب ذیل الفاظ کی بجائے "ایک کان، تیل کا میدان" حسب ذیل الفاظ ہوں گے۔ "ایک بنکنگ یا انشورنس کمپنی یا ایک کان ایک تیل کا میدان"

(۲) دفعہ ب کے بعد حسب ذیل دفعہ کا اضافہ ہوگا۔

(ب ب) "بنکنگ کمپنی" سے مراد وہ بنکنگ کمپنی ہے جس کی قانون بنکنگ کمپنی ۱۹۴۹ء (۱۹۴۹ء کا دسواں قانون) کی دفعہ ۵ میں تعریف کی گئی ہے جس کی ایک سے زائد صوبوں میں شاخیں یا دوسرے تنظیمی ادارے ہوں اور اس میں امپیریل بنک آف انڈیا شامل ہے۔

(۳) دفعہ ص کے بعد حسب ذیل دفعہ کا اضافہ ہوگا۔

(ص ص) "انشورنس کمپنی" سے مراد وہ انشورنس کمپنی ہے جس کی قانون انشورنس ۱۹۳۸ء (۱۹۳۸ء کا چوتھا قانون) کی دفعہ ۲ میں تعریف کی گئی ہے اور جس کی ایک سے زائد صوبوں میں شاخیں یا دوسرے تنظیمی ادارے ہوں۔

۴۔ بعض صنعتی تنازعات متعلقہ فیصلہ تحقیق و تصفیہ کا صوبائی حکومتوں کی طرف سے برائے تجویز پیش کرنے کا امتناع۔ قطع نظر قواعد متذکرہ قوانین دیگر صوبائی حکومت یا ایسی حکومت کے ماتحت ایسے افسر یا ادارے کو تنازعات صنعتی متعلقہ کمپنی ہائے بنکنگ و انشورنس یا امور متعلقہ کے سلسلہ میں کسی ٹریبونل یا ادارہ مجاز کو برائے فیصلہ تحقیق و تصفیہ رجوع کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

۵۔ صوبائی حکومتوں کے مقررہ ٹریبونلوں کی زیر تجویز متعلقہ تنازعات کی کارروائی اور حوالوں کی تنسیخ اور دیگر کارروائی۔ (۱) جہاں کہیں کسی قانون کے ماتحت کسی بنکنگ یا انشورنس کمپنی کے متعلق صنعتی تنازع یا امور متعلقہ کو اس آرڈیننس کے نفاذ سے قبل صوبائی حکومت نے یا ایسی حکومت کے ماتحت ادارے نے کسی ٹریبونل کے سامنے یا کسی دوسرے ادارہ کے سامنے بغرض فیصلہ و تصفیہ رکھا ہو اور یا اس آرڈیننس کے فوراً آغاز سے قبل اس نوعیت کی کارروائی ایسے ٹریبونل یا ادارے کے سامنے کی ہو۔ تو اس آرڈیننس کے نفاذ کی تاریخ سے یہ متصور ہوگا۔ کہ کارروائی متعلقہ کو واپس لے لیا گیا اور وہ منسوخ ہوگئی۔

(۲) مرکزی حکومت نفاذ آرڈیننس کے بعد جس قدر جلدی ہوگا مگر تحریری حکم کے ذریعہ قانون متذکرہ دفعہ دس کے ماتحت

ہر ایک ایسے صنعتی تنازعہ کو جس پر ذیلی دفعہ ایک کے قواعد حاوی ہوتے ہیں ایک انڈسٹریل ٹرائبیونل کو برائے تصفیہ سپرد کر دے گی جسے متذکرہ قانون کے ماتحت بنایا گیا ہو۔

متنازعات تجویز شدہ کو تصفیہ مزید کے لئے پیش کرنے کے لئے مرکزی حکومت کے اختیارات (۱) اگر کہیں کسی بنکنگ یا انشورنس کمپنی کے متعلقہ تنازعات صنعتی کا صوبائی حکومت یا اس کے افسر یا اس کے ماتحت ادارے کے مقررہ ٹرائبیونل نے فیصلہ کر دیا یا اس کے متعلق ایوارڈ دے دیا ہو تو سوائے اس کے کہ وہ ایوارڈ یا فیصلہ زیر عمل ہو حکومت ہند دفعہ ۱۰ متذکرہ قانون کے مطابق ایک تحریری حکم کے ذریعہ انڈسٹریل ٹرائبیونل کو جو متذکرہ قانون کے مطابق بنایا گیا ہو۔ معاملہ تصفیہ مزید کے لئے سونپ دے گی اور مناسب وقت کے لئے اس ایوارڈ یا فیصلہ یا اس کے کسی حصہ کے نفاذ کو جسے انڈسٹریل ٹرائبیونل پیش کیا گیا ہو روک دے گی۔

(۲) جب انڈسٹریل ٹرائبیونل جسے یہ معاملہ برائے تصفیہ دیا گیا ہو دفعہ ۱ کی ذیلی دفعہ ایک کے ماتحت اپنا ایوارڈ دے تو مرکزی حکومت تحریری حکم کے ذریعہ یہ اعلان کر دے گی کہ معاملے کے بارے میں صوبائی حکومت کے یا اس کے ماتحت ادارے کے مقرر کردہ ٹرائبیونل یا ادارے نے جو فیصلہ کیا وہ کلی طور پر یا جزوی طور پر کالعدم قرار دیا گیا۔

سی راج گوپال آچاریہ

کے. وی. کے سندرم

سیکرٹری گورنمنٹ

کشمیر کو چاول کی رسد

وزارت خوراک سے استفسار کے بعد معلوم ہوا ہے کہ کشمیر کو اناج کی رسد برابر پروگرام کے مطابق پہنچ رہی ہے۔ حکومت ہند نے ریاست کشمیر کا کل مطالبہ جو سال رواں کے لئے ۳۱ ہزار پانچ سو ٹن کا ہے مہیا کرنا منظور کر لیا ہے۔ کشمیر کی ضرورت کے مطابق اس مقدار میں سے ۱۴ ہزار ٹن اناج جنوری سے اپریل تک کے عرصہ میں روانہ کر دیا گیا ہے۔ مئی تا ستمبر کے لئے کشمیر کو ۱۳ ہزار ٹن کی ضرورت ہے لیکن اس مقدار کا مئی جون میں کشمیر پہنچنا ضروری ہے۔ اس میں سے دس ہزار ٹن اناج اسپیشل گاڑیوں سے پٹھان کوٹ بھیجا جا رہا ہے جہاں سے اسے کشمیر بھیجا جائے گا۔ اس میں تین ہزار ٹن چاول، مکئی اور چار ہزار ٹن گیہوں شامل ہے۔ [illegible] ہزار ٹن اناج وسط جون تک کشمیر پہنچ جائے گا۔ چنانچہ سال میں ۱۴ ہزار ٹن اناج کشمیر پہنچ چکا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ اگر ضرورت پیش آئی تو حکومت تھوڑے عرصہ میں بقیہ ساڑھے سات ہزار ٹن اناج بھیجنے کو تیار ہے۔

دھولپور اور بھرت پور کی ریاستیں راجستھان میں شامل کی جائیں گی (بسلسلہ صفحہ ۴۰۴)

راجستھان میں شمولیت چاہتے ہیں لیکن بیوپاری اور تاجر پیشہ لوگ ان کی زیادہ تر تجارت یوپی کے ساتھ ہے۔ کثرت رائے سے یوپی میں شمولیت چاہتے ہیں۔ دونوں خیال کے گروہوں میں ایک ہی جذبہ کار فرما ہے۔ مگر یوپی میں شمولیت کے خواہشمند اپنی رائے کے جواز میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک مضبوط اور اچھی طرح منظم صوبہ کے ساتھ شمولیت سے دونوں ریاستوں کے پسماندہ لوگوں کو زیادہ ترقی کرنے کے مواقع حاصل ہوں گے۔ تو راجستھان میں شمولیت کے خواہشمند بھی یہی دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک نئی یونین میں شامل ہونے سے ان کو اپنی خواہشات اور ضروریات کے مطابق حکومت اور نظم و نسق قائم کرنے کے اچھے مواقع حاصل ہوں گے اور ان کے راجستھان سے ہزاروں تعلقات چلے آتے ہیں اور اس لئے راجستھان میں شمولیت بہتر ہے۔

ہماری رائے مجموعی طور پر یہ ہے کہ اس وقت دونوں ریاستوں میں لوگوں کی کثرت رائے راجستھان کے حق میں ہے۔ ہم نے ان کے حکمرانوں سے بھی بات چیت کی ہے۔ وہ اپنی ذاتی رائے میں اس بات کے خواہشمند ہیں کہ اس سوال پر جو فیصلہ لوگ خود کریں یا جو فیصلہ ہم کریں گے اسے وہ بھی قبول کر لیں گے۔

ضمنی خوراک کی پیداوار کے لئے کمیٹی

پیداوار بڑھانے کے لئے ایک اور اقدام

حکومت اپنے اس فیصلہ کے پیش نظر کہ سنہ ۱۹۵۱ء کے اختتام تک غیر ملکوں سے اناج کی درآمد سے نجات حاصل کر لی جائے ضمنی خوراک کی پیداوار بڑھانے اور شکر قندی کساوا کی سوجی جیسی چیزوں اور پھل مثلاً کیلوں کے استعمال کے سلسلہ میں جانچ پڑتال کر رہی ہے۔ ان چیزوں کو خوراک کے کام میں لانے سے ہندوستان میں ان کے استعمال اور غیر ملکی اناج کی مانگ میں کمی ہو جائے گی۔

چنانچہ حکومت ہند نے مرکزی وزارت خوراک کے تحت ایک "ضمنی خوراک کی پیداوار کی کمیٹی" قائم کی ہے۔ وزیر خوراک و زراعت مسٹر جیرام داس دولت رام اس کمیٹی کے چیرمین اور مندرجہ ذیل حضرات اس کے ارکان ہونگے۔

مسٹر شری رام۔ دہلی (وائس چیرمین)

مسٹر ایس۔ وی رام موتی۔ مدراس (رکن)

مرکزی وزارت خوراک کا جوائنٹ سیکریٹری اپنے عہدے کے لحاظ سے کمیٹی کا رکن ہوگا۔ اس کمیٹی کا سیکریٹری چیف ٹیکنیکل آفیسر کے فرائض بھی سرانجام دے گا۔

ضمنی اشیائے خوراک کے نمونوں اور اشیا کو خشک کرنے انھیں محفوظ کرنے اور ان کے لذت اور مزے۔ اقسام کی درجہ بندی اور ذخیرے کی بابت معلومات حاصل کرنے کے خیال سے کمیٹی اپنا کام تجربے کے طور پر فوراً شروع کر دیگی جو ایک کافی بڑے پیمانہ پر ہوگا۔ اس منصوبہ بندی کے قابل عمل ہونے اس کی وسعت کی شکل اور حد کے متعلق کمیٹی اپنے فیصلے آخر جنوری سنہ ۱۹۵۰ء تک حکومت کے سامنے رکھ دے گی۔ تاکہ اگر پیداوار کی مہم کو ایک بڑے پیمانے پر جاری کرنا ہو تو سنہ ۱۹۵۱ء میں پیداوار کو بڑھانے کے انتظامات وقت پر کئے جا سکیں۔

فی الحال ۱۰ لاکھ روپیہ کی رقم کمیٹی کو تفویض کر دی گئی ہے۔ تاکہ وہ اپنے مقررہ کام کو سرانجام دے سکے۔

آرڈیننس برائے فیصلہ تنازعات صنعتی

چند شکوک کی صراحت

انہیں دنوں مرکزی حکومت نے ایک آرڈیننس موسومہ آرڈیننس برائے تنازعات صنعتی متعلقہ کمپنی ہائے بنکنگ و انشورنس، نافذ کیا ہے۔ یہ آرڈیننس ان بنکوں اور انشورنس کمپنیوں کے تنازعات سے متعلق ہے جن کی شاخیں یا تنظیمی ادارے ایک سے زائد صوبوں میں ہیں۔ صوبائی قوانین کے مطابق ایسی کچھ کمپنیوں کے تنازعات کے بارے میں کچھ فیصلے بھی صادر کئے جا چکے ہیں۔ یہ آرڈیننس ایسے فیصلوں کے جواز سے بھی متعلق ہے۔

اس آرڈیننس کے مطابق ان کمپنیوں کے تنازعات کے فیصلے کے لئے جو ادارہ ہوگا اس کے متعلق کچھ شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں چونکہ اب یہ تنازعات مرکزی اختیار کے ماتحت ہو گئے ہیں۔ اس لئے آئندہ ہند سرکار کا چیف لیبر کمشنر، ریجنل لیبر کمشنر، اور مختلف جگہوں پر ہند سرکار کی طرف سے متعین مصالحتی افسران سے نمٹینگے۔

لہذا جو لوگ اس آرڈیننس کے حلقہ میں آنے والے تنازعات سے متعلق ہیں۔ انہیں مصالحتی افسر یا اپنے علاقہ کے ریجنل لیبر کمشنر سے ملنا چاہئے۔ مرکزی حکومت سے براہ راست خط و کتابت کرنے سے ان کا معاملہ تاخیر میں پڑ جائے گا۔

وہ تمام صنعتی تنازعات جن کے متعلق صوبائی ٹریبونل یا کسی ثالثی ادارے سے فیصلے ہونے والے ہیں۔ یا متعلقہ کارروائی ہو رہی ہے اس آرڈیننس کے اجرا سے منسوخ ہو جائیں گے۔ لیکن مرکزی حکومت ایسے تمام تنازعات کو ایک مرکزی ٹریبونل کے حوالے کرنا چاہتی ہے۔ یہ مرکزی ٹریبونل اس وقت زیر تشکیل ہے۔ حکومت کو امید ہے کہ آجر کوئی ایسا فعل نہیں کرینگے جس کا مطلب عملے میں تخفیف کرنا ہو اور اگر زیر سماعت تنازعات کی تنسیخ نہ ہوتی۔ تو وہ ایسا کرنے کے اہل نہ تھے۔

کسی ٹریبونل یا افسر مجاز کی طرف سے جو ایوارڈ اور فیصلے دئے جا چکے ہیں۔ ان سے متعلقہ آرڈیننس کی دفعہ کے بارے میں کچھ غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ افسران مجاز کی طرف سے جو فیصلے دئے جا چکے ہیں اور جو اجرائے آرڈیننس کے دن نافذ تھے۔ ان کی پابندی لازمی ہے۔ یہاں اگر مرکزی حکومت کی طرف سے خاص اختتامی حکم جاری کیا گیا ہے تو ان کی

(بقیہ صفحہ ۴۴۴)

منظور شدہ فلموں کی فراہمی

علاقائی دفتروں کا قیام

سینما کے مالکوں کو جو لائسنس دئے گئے ہیں ان کے ماتحت ہر شو میں حکومت ہند کی منظور شدہ فلموں کا دکھایا جانا لازمی ہے۔ وزارت نشر و اطلاعات کے فلم ڈویژن کے بمبئی، مدراس، کلکتہ، لکھنؤ اور ناگپور کے پانچ علاقائی دفتروں سے ان منظور شدہ فلموں کی باقاعدہ سپلائی ۳ جون سے شروع ہو جائے گی۔ یہ فلم سینما والوں کو مقررہ کرایہ پر دئے جائیں گے۔ ہر علاقائی دفتر حسب ذیل علاقوں کو منظور شدہ فلم مہیا کرے گا۔

بمبئی۔ پتہ: ۲۰ ہیمنر روڈ، مہالکشمی، بمبئی نمبر ۱۱۔ یہ دفتر بمبئی پریذیڈنسی کے علاقہ کو فلم مہیا کرے گا۔ اس میں سوراشٹر، کچھ اور سرہی کا علاقہ بھی شامل ہے۔ لیکن مشرقی اور مغربی خاندیش شامل نہیں۔

کلکتہ۔ پتہ: ۸۳/۱ دھرم تلہ سٹریٹ، کلکتہ۔ یہ دفتر مغربی بنگال، آسام، بہار، اڑیسہ، وزیگاپٹم، مدراس پریذیڈنسی میں مشرقی اور مغربی اضلاع گوداوری، کوچ بہار، تریپورہ، منی پور اور ریاستہائے کھاسی کو فلم مہیا کرے گا۔

مدراس۔ پتہ: ۱۰۹ ماؤنٹ روڈ، کیتھڈرل ڈاکخانہ، مدراس۔ یہ دفتر مدراس پریذیڈنسی کے علاقہ کو فلم مہیا کرے گا۔ اس میں وزیگاپٹم اور مشرقی اور مغربی اضلاع گوداوری شامل نہیں۔ لیکن کورگ، میسور، کوچین اور ٹراونکور شامل ہیں۔

لکھنؤ۔ پتہ: معرفت رتن ٹاکیز، لکھنؤ۔ یہ دفتر مشرقی پنجاب، دہلی، یو پی، اجمیر مارواڑہ، ہماچل پردیش، راجستھان، مدھیہ پردیش، پٹیالہ اور یونین ریاستہائے مشرقی پنجاب کے علاقہ کو فلم مہیا کریگا۔

ناگپور۔ پتہ: دھنوتی بلڈنگ، سلاویہ روڈ، سیتا بالدی، ناگپور۔ یہ دفتر سی پی اور برار، مشرقی و مغربی خاندیش، مدھیہ بھارت، بھوپال اور حیدر آباد کے علاقہ کو فلم مہیا کرے گا۔

سمندر پار ممالک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے سہولتیں

ہند کی وزارت تعلیم کی طرف سے تین پمفلٹوں کی اشاعت

سمندر پار ممالک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے جو سہولتیں میسر آسکتی ہیں ان کے بارے میں مفصل اطلاعات بہم پہنچانے کے لئے وزارت تعلیم پمفلٹ جاری کرتی ہے۔ اس سکیم کے ماتحت وزارت تعلیم نے حسب ذیل تین پمفلٹ شائع کئے ہیں: "کارہائے مجلسی و بہبودی صحت عامہ" اور "فارمیسی"۔ اس سلسلہ کا پہلا پمفلٹ فن عمارت کے متعلق تھا جو کچھ عرصہ پہلے شائع کیا گیا تھا۔ وزارت تعلیم کے ماہوار بلیٹن میں بعض اہم اور مفید مضامین کو بھی دوبارہ پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا جاتا ہے۔

"کارہائے مجلسی و بہبودی" پر جو پمفلٹ شائع کیا گیا ہے اس میں ان سہولتوں کا مختصر حال بتایا گیا ہے۔ جو برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ زیادہ ترقی یافتہ ممالک میں تربیت حاصل کرنے کے لئے میسر آسکتی ہیں۔ برطانیہ میں مجلسی اور بہبودی عامہ کے کام کے کورس کے لئے سرٹیفکیٹ ڈپلوما یا ڈگری دی جاتی ہے۔ امریکہ میں گریجویٹ کورس کے بعد ماسٹر یا ڈاکٹر کی ڈگریاں دی جاتی ہیں۔ "صحت عامہ" بذات خود ایک نئی سائنس ہے۔ اس سے متعلقہ پمفلٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس موضوع پر برطانیہ، امریکہ، کینیڈا اور آسٹریلیا میں جدید تربیت کے لئے کیا کچھ انتظامات پائے جاتے ہیں۔

اسی طرح فارمیسی سے متعلقہ پمفلٹ میں مذکورہ بالا چار ملک کی مختلف یونیورسٹیوں اور درسگاہوں کے متعلق مفصل واقفیت بہم پہنچائی گئی ہے۔ اور طلبا کو اس سائنس کی مختلف مخصوص شاخوں کے بارے میں تجاویز بھی دی گئی ہیں۔

ان پمفلٹوں میں مختلف ممالک کی مختلف یونیورسٹیوں اور درسگاہوں کے بارے میں پوری واقفیت مہیا کی گئی ہے۔ مثلاً مطالعہ کے کورس۔ پڑھائی کی فیس وغیرہ۔

یہ پمفلٹ منیجر پبلیکیشنز سول لائنز دہلی سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

صنعتی تنازعات آرڈیننس (بہ سلسلہ صفحہ ۴۴۳)

رک سکتی ہے۔ وہ تمام ایوارڈ اور فیصلے جو پہلے ہو چکے ہیں اس آرڈیننس کے نفاذ سے آپ ہی آپ منسوخ نہیں ہو جاتے۔ حکومت یہ تنبیہہ کر دینا چاہتی ہے کہ جو لوگ کسی ایوارڈ یا فیصلے کی خلاف ورزی کریں گے یا اس کی تعمیل سے انکار کریں گے وہ قانون کی زد میں آئیں گے۔

مختصر خبریں

برما کی امداد کے متعلق فیصلہ۔

دولت مشترکہ کی کانفرنس کے دنوں میں برطانیہ۔ ہندوستان پاکستان اور سیلون کے وزرائے اعظم نے مل کر برما کے وزیر اعظم کی اس درخواست پر غور کیا تھا کہ قیام امن کے لئے جلد از جلد برما کی امداد کی جائے۔ چنانچہ ان سب کی یہ خواہش ہے کہ جتنا کچھ برما کی حکومت کو جو بھی امداد دی جا سکتی ہے دی جائے تاکہ برما میں جلد از جلد امن قائم ہو سکے۔

اس فیصلہ کو جلد از جلد جامۂ عمل پہنانے کے لئے نیا طریقہ کار و تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

زراعت کے لئے لوہے اور فولاد کے کوٹے میں اضافہ۔

خوراک کی پیداوار بڑھانے کے سلسلہ میں حکومت کی کوششوں کے ایک حصہ کے طور پر مرکزی وزارت خوراک نے اس سال کی تیسری سہ ماہی کے واسطے ریاستوں اور صوبوں کے لئے دس ہزار ٹن لوہے اور فولاد کی ایک فاضل مقدار مقرر کی ہے جو خصوصی طور پر زراعتی کاموں میں استعمال کی جائے گی۔ دوسری سہ ماہی (اپریل تا جون ۱۹۴۹ء) کی کل مقررہ مقدار ۱۲۳۶۸ ٹن کے مقابلہ میں تیسری سہ ماہی جولائی تا ستمبر ۱۹۴۹ء کے لئے ۲۲۳۷۰ ٹن کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس مقدار میں دس ہزار ٹن درآمد شدہ لوہا اور فولاد اور ۴ ہزار پانچ سو ٹن ناکارہ اور ناقص لوہا اور فولاد بھی شامل ہے۔

ملک میں فولاد کے نئے کارخانے

۴ مئی کو مدراس۔ مغربی بنگال۔ بہار۔ سی پی و برار اور اڑیسہ کی پانچ صوبائی حکومتوں کے نمائندے مرکزی وزارت صنعت و رسد اور دیگر متعلقہ وزارتوں کے افسروں سے ملے۔ اور صلاح کاروں کی اس سفارش پر بات چیت کی جس میں فولاد کے نئے کارخانے قائم کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ ان نمائندوں نے اس بات پر بھی غور و خوض کیا کہ کن کن مقاموں پر ان کارخانوں کا قیام مناسب ہو گا۔

جن صلاح کاروں نے فولاد کے نئے کارخانے قائم کرنے کی سفارش کی ہے ان میں سے دو صلاح کار آج کل دہلی میں ہیں۔ مذکورہ بالا نمائندوں نے ان صلاح کاروں سے کچھ نکات کی صراحت کرائی۔

صوبائی حکومتوں کے نمائندوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ہند سرکار ان پر غور کرے گی اور اس بارے میں بہت جلد کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

تل کی فصل کا ضمنی اندازہ۔

وزارت زراعت کے تحت اعداد و شمار اور معاشیات کے ڈائریکٹر کی اطلاع کی بنا پر تل کی فصل کا ضمنی اندازہ یہ ہے کہ انڈین ڈومینین میں [illegible] میں ۳۵۶۷۰۰۰ ایکڑ رقبہ زمین پر کاشت کی گئی اور ۳۵۱۰۰۰ ٹن پیداوار حاصل ہوتی تھی اس سے رقبہ کی گئی تھی اور ۲۵۱۰۰۰ ٹن پیداوار حاصل ہوئی تھی۔ اس سے رقبہ میں ۱۴ فیصدی کی پیداوار میں ۲۸ فیصدی کی کمی ظاہر ہوتی ہے منجملہ اس اطلاع کے جو آخری اندازے کے ساتھ ابھی ابھی شائع کی گئی ان تخمینوں میں مدراس کی دوسری فصل کے اعداد بھی شامل ہیں۔ اس سال کمی زیادہ تر بارش کی کثرت سے صوبجات متحدہ میں اور سوراشٹر میں مون سون کی کمی کے سبب سے ہوئی۔

ہندی زبان میں تاروں کی ترسیل۔

یکم جون ۱۹۴۹ء سے عوام کے کئی تار جو ہندی زبان کی دیوناگری لپی میں ہوں مندرجہ ذیل مقامات کے درمیان ترسیل کے لئے قبول کئے جائیں گے۔ آگرہ اور الہ آباد۔ پٹنہ اور گیا۔ ناگپور اور جبلپور۔ الہ آباد اور بنارس۔ لکھنؤ اور کانپور۔ یہ تار عام دنوں میں جب کہ تار گھر کھلا ہو ساڑھے نو بجے صبح سے ساڑھے چار بجے تک انہیں عام شرائط پر قبول کئے جائیں گے۔ جو انگریزی زبان یا دیگر منظور شدہ زبانوں میں ملک کے کئی تار بھیجنے پر عائد ہوتی ہیں۔

ٹریکٹر ورکروں کا جلسہ۔

۹ مئی کو نئی دہلی میں سنٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن کے سینئر ورکروں

کا جلسہ منعقد ہوا۔ اس آرگنائزیشن کے سپرد شمالی اور وسط ہند کے مختلف حصوں کی بیکار زمینوں کو کاشت کے قابل بنانے کا کام ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سی۔ پی اور مدھیہ بھارت کے علاقوں میں زمینوں کو کاشت کے قابل بنانے کے کام میں سستی واقع ہو رہی ہے اور اس سال آخر جون یعنی مون سون ہواؤں کے آغاز تک ایک لاکھ دس ہزار ایکڑ زمین کو کاشت کے قابل بنانے کے منتہائے مقصد کو سرانجام دینے کے پیش نظر وزارت زراعت موجودہ مشکلات کو دور کرنے کے لئے فکرمند ہے

اس سال ۴۴ ہزار ایکڑ سے زیادہ بیکار زمینوں کو کاشت کے قابل بنایا جا چکا ہے اور یو۔پی۔ مشرقی پنجاب۔ اور صوبجات متوسط کے علاقوں میں کام کی رفتار پروگرام کے مطابق بیان کی جاتی ہے۔

بے خانماں استادوں کو نئے سرٹیفکیٹ دینے کا فیصلہ

سندھ سرکار کی وزارت تعلیم نے فیصلہ کیا ہے کہ بے خانماں استادوں کو نئے سرٹیفکیٹ دئے جائیں۔ اور صوبائی حکومتوں سے کہا گیا ہے کہ جن بے خانماں استادوں کے سرٹیفکیٹ کھو گئے ہیں ان سے پورا ثبوت لے کر انہیں نئے سرٹیفکیٹ جاری کر دئے جائیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو استاد پاکستان میں اچھی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ انہیں ان کے لئے خاص سرٹیفکیٹ دئے جائیں۔

وزارت تعلیم نے صوبائی حکومتوں سے یہ بھی کہا ہے کہ جو استاد اپنی عمر کے لحاظ سے مدت ملازمت ختم کر چکے ہیں۔ ان کی ملازمت میں توسیع کی درخواستوں پر ہمدردانہ غور کیا جائے۔

اس اعلان کے بعد مذکورہ معاملوں کے بارے میں بے خانماں استادوں کو سندھ سرکار سے رجوع نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ اپنی درخواستیں متعلقہ صوبائی حکومتوں کو بھیجنی چاہئیں۔

جوار کا دوسرا اندازہ

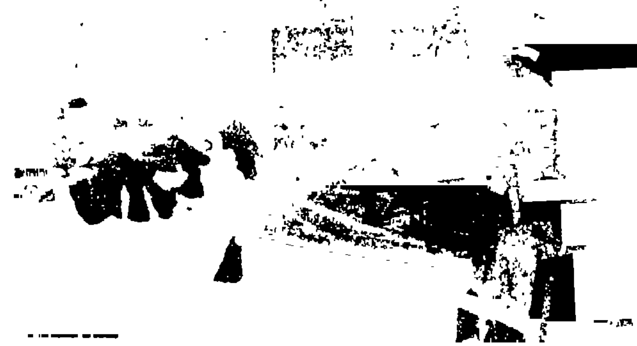
زرعی وزارت کے تحت اعداد و شمار کے دفتر کی اطلاع کی بنا پر جوار کا دوسرا اندازہ یہ ہے کہ ۴۹-۱۹۴۸ء میں ۲۱۴۰۰۰۰ ایکڑ رقبہ زمین پر کاشت کی گئی اور اس سے ۳۰۳۸۰۰۰ ٹن جوار پیدا ہوئی۔ جبکہ ۴۸-۱۹۴۷ء میں کاشت کا رقبہ ۲۲۰۰۰ ۴۴۴۳ ایکڑ اور پیداوار ۴۲۲۴۰۰۰ ٹن تھی۔ اس سے رقبہ میں ۴ء ۳۶ فی صدی کی اور پیداوار میں ۲۰۰۰ فی صدی کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔ رقبۂ کاشت میں کمی زیادہ تر صوبجات متحدہ۔ سوراشٹر اور حیدر آباد میں ہوئی جبکہ پیداوار میں کمی زیادہ تر صوبجات متوسط و برار اور صوبجات متحدہ میں واقع ہوئی۔ چونکہ صوبجات متوسط و برار میں ماہ نومبر کی کثیر اور غیر وقت کی بارش نے جو پیدا کرنے والے اضلاع کی فصل کو بہت کافی نقصان پہنچایا اور بہت سے اضلاع میں جوار کی پودوں کی کھڑی فصل کو برباد کر دیا۔ اس صوبہ میں ۴۸-۱۹۴۷ء کی پیداوار ۱۱۰۰۱۸۲ ٹن تھی جو سال رواں میں صرف ۶۵۲۰۰۰ ٹن رہ گئی۔ اسی طرح سے صوبجات متحدہ میں ۴۸-۱۹۴۷ء کی پیداوار ۵۰۲۰۰۰ ٹن تھی جبکہ سال رواں میں محض ۲۵۹۰۰۰ ٹن جوار پیدا ہوئی۔

۶ لاکھ افراد برسر روزگار

سال ۱۹۴۸ء میں ۲۲۶۲ مردوں اور عورتوں نے روزگار کی تبادلہ گاہوں کے ذریعہ روزگار حاصل کیا۔ اور اس طرح سے روزگار کی تنظیم کے اجرا سے اس وقت تک روزگار پانے والوں کی کل تعداد ۶۰۷۷۰۰ ہوتی ہے۔ اسپیشل ایمپلائمنٹ بیورو نے بھی ۱۶۲ اعلیٰ تعلیم یافتہ بے روزگار اشخاص کے لئے روزگار کا انتظام کیا۔ روزگار کی فراہمی کے ان اعداد میں ۵۹۴۴۳ بے روزگار افراد بھی شامل ہیں جو پاکستان سے آ گئے تھے۔ اور اس طرح سے روزگار پانے والے ایسے افراد کی کل تعداد ۹۸۲۴۶ ہو جاتی ہے۔ نیز اس مہینے میں ۱۰۰۹ درخواست کنندہ عورتوں نے بھی روزگار حاصل کیا۔ تبادلہ گاہوں سے مستفید ہونے والے مہاجرین کی تعداد میں بھی مزید اضافہ ہوا۔ اور ان کی تعداد ۴۸۲۵ تک پہنچ گئی۔ اس مہینے میں ۱۶۹۲ افراد کو جن میں ۱۰۹۵ بے خانماں لوگ بھی شامل ہیں منتخب کر کے متعدد ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ تربیتی مرکزوں میں تربیت پر لگایا گیا۔ اب تک جن سبکدوش فوجیوں اور بے خانماں افراد کو منتخب کر کے تربیت کے مرکزوں میں لگایا گیا۔ ان کی تعداد علی الترتیب ۸۰۰۷۹ اور ۲۱۳۰۵ ہوتی ہے۔ اس مہینے میں تربیت کے سب مرکزوں میں ۱۹۲۱۳ افراد تربیت پا رہے تھے۔ ان تربیت پانے والوں میں بشمول ۳۱ عورتوں کے ۱۰۱۸۵ شرنارتھی تھے۔



۱- اپریل کو نئی دہلی میں دامودر وادی کے منصوبہ
کی ترقی کے متعلق ایک میٹنگ ہوئی - اس میں
وزیر تعمیر برق و معدنیات شری این - وی
گیڈ گل - وزیر اعظم مغربی بنگال ڈاکٹر بی - سی رائے
تصویر میں دائیں طرف) بہار کے وزیر آبپاشی شری
رام چرتر سنگھ (دائیں سے دوسرے) اور سیکریٹری
وزارت تعمیر برق و معدنیات مسٹر بی - کے گوکھلے
(شری گیڈ گل کی بائیں طرف) نے شرکت کی -



انڈین کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ کے تحت امداد و شمار
سے متعلق کورس میں کامیاب طلبا میں اسناد تقسیم کرنے
کے موقعہ پر وزیر خوراک و زراعت شری جے رام داس
دولت رام تقریر کر رہے ہیں - اس موقعہ پر وزیر موصوف
نے طلبا پر اس اہم فرض کو واضح کیا - جو ہندوستان
خوراک کے سلسلہ میں خود مکتفی بنانے کے لئے ا
پر عاید ہوتا ہے

آنریبل شری جے رام داس دولت رام ، مرکزی اور صوبائی وزراء ئے خوراک کی کانفرنس
کی صدارت کر رہے ہیں -



مرکزی اطلاعات

رجسٹرڈ نمبر۔ڈی ۲۶



کشمیریوں کو حملہ آوروں سے آزاد کرنے کے بعد اب ہندوستانی فوج کے سپاہی انھیں جہالت سے نجات دلا رہے ہیں۔

[illegible] D. L. [illegible], Principal Information Officer, Government of India. Printed in India by L. [illegible]



وزیر دفاع جنگ میں کام آئے ہوئے ایک سپاہی کی بیوہ کو ایک سو ایک روپیہ کی رقم دے رہے ہیں۔

سرورق دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے پنڈت جواہر لعل نہرو لندن تشریف لے گئے تھے انہی دنوں آپ نے مشہور عالم ادیب مسٹر جارج برنارڈ شاہ سے بھی ملاقات کی

مرکزی اطلاعات کیا ہے؟

مرکزی اطلاعات مطبوعات کی سہولت اور [illegible] اس کا مقصد حکومت ہند کی خاص خاص سرگرمیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔

مرکزی اطلاعات میں [illegible] کا مقصد پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے [illegible] سرکاری نقطۂ خیال کا اظہار مقصود نہیں۔

مرکزی اطلاعات میں باہر کے مضامین شامل نہیں کئے جاتے۔ اس کا ہر مضمون حوالہ دئے بغیر نقل کیا جا سکتا ہے۔

ایڈیٹر: [illegible] پرنسپل انفارمیشن آفیسر گورنمنٹ آف انڈیا

خاص مضامین

جلد ۱۸ نمبر ۱۲ [illegible] ۶ [illegible]

جون ۱۹۴۹ء مرکزی اطلاعات

لنڈن سمجھوتے سے دولت مشترکہ کا تصور یکسر بدل گیا ہے

پریس کانفرنس میں آنریبل پنڈت نہرو کا بیان

۱۱ مئی ۱۹۴۹ء کو آنریبل وزیراعظم نے ایک پریس کانفرنس میں اخباری نمائندوں کے سوالات کے جواب میں حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا۔ سب سے پہلے پنڈت جواہر لال نہرو نے اس پریس کانفرنس کا مقصد ان الفاظ میں بیان کیا۔ "لندن میں دولت مشترکہ کے مختلف ممالک کے وزرائے اعظم نے ابھی دنوں جو اعلان کیا ہے۔ اس کے بارے میں نیز ہندوستان اور دولت مشترکہ کے تعلقات کے متعلق بات چیت کرنا ہی اس کانفرنس کا مقصد ہے۔ بہتر یہ ہوگا۔ کہ آپ اس موضوع پر مجھ سے سوالات پوچھیں۔ میں ان کا جواب دیتا جاؤں گا۔ بعد ازاں آپ دیگر معاملات پر بھی سوالات کر سکتے ہیں۔" ہندوستان اور دولت مشترکہ کے نئے تعلقات کی رو سے جو حقوق اور فرائض عائد ہوتے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے پنڈت نہرو نے کہا "آج سے ڈیڑھ سال پہلے بھی دولت مشترکہ ایک ادارہ کی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ کم و بیش یہ ایک گھریلو معاملہ تھا۔ اس کے بعد جب ہندوستان اور لنکا آزادانہ حیثیت میں اس میں شامل ہوگئے۔ تب سے یہ ایک گھریلو معاملہ تھا لیکن قانونی اور عملی طور پر ہر ایک ملک اپنی مرضی کے مطابق کوئی کام کر سکتا تھا بشرطیکہ دوستی اور جہاں تک ممکن ہو سکے باہمی تعاون کرنے کا خیال رکھا جائے۔ لیکن کسی طرح کی کوئی پابندی ہرگز نہ تھی۔ لندن کا یہ اعلان نہایت سادہ اور مختصر الفاظ پر مشتمل ہونے کے باوجود عملی طور پر دولت مشترکہ کے سارے تخیل کو ہی یکسر بدل کر رکھ دیتا ہے۔ اس اعلان سے بالکل واضح ہوگیا ہے۔ کہ اب دولت مشترکہ نہ صرف ایک گھریلو معاملہ ہی نہیں ہے۔ نہ ہی یہ بادشاہ کے وفادار ملکوں کا مجموعہ ہے۔ بلکہ یہ ہے چند ایک آزاد ممالک کی انجمن جس میں شامل ممالک کوئی بھی کام کرنے کے لئے پوری طرح آزاد ہیں۔ اور صرف اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ کہ وہ اس میں رہنا ہی اپنا فائدہ سمجھتے ہیں۔ اس اعلان کی رو سے کسی ملک پر کسی خاص طریق کو اختیار کرنے کی کوئی قانونی یا عملی پابندی عائد نہیں ہوتی ہے۔ لیکن آپس میں صلاح و مشورہ۔ تعاون اور کچھ دوستانہ جھکاؤ تو عملی طور پر ہونا ہی چاہئے۔ دولت مشترکہ کا یہ سارا تخیل ہی کچھ ایسا ہے کہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ جب کبھی کوئی دو ملک آپس میں معاہدہ کرتے ہیں۔ تو اس میں ایک دفعہ ہوتی ہے۔ جسے مراعات ترجیحی کی دفعہ کہا جاتا ہے۔ اس دفعہ کے ماتحت اگر ایک ملک کسی دوسرے ملک کو کوئی خاص مراعات دینے کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو اول الذکر ملک کو وہی مراعات خود بخود مل جاتی ہیں۔ اسی طرح اس اعلان کے ماتحت اگر دولت مشترکہ کا کوئی ایک ملک دولت مشترکہ کے کسی دوسرے ملک کو کوئی خاص مراعات دینا پسند کرتا ہے۔ تو وہ مراعات ترجیحی کی دفعہ کی پابندی کے بغیر ایسا کر سکتا ہے۔ لیکن کوئی ملک ایسا کرنے پر مجبور نہیں ہے۔ کوئی مراعات دینا یا نہ دینا ہر ایک ملک کے لئے ایک اختیاری معاملہ ہے۔ اس لئے دولت مشترکہ کے ممالک ان معنوں میں ایک دوسرے کے لئے اجنبی نہ ہوں گے جن معنوں میں اس سے باہر کے ممالک ہیں۔

شاہ برطانیہ کا رتبہ۔ پنڈت نہرو سے یہ پوچھا گیا۔ آزاد ممالک کے آزادانہ میل جول میں بادشاہ کو اس میل جول کی علامت تصور کرنا کیوں ضروری سمجھا گیا ہے؟ اس کے جواب میں پنڈت جی نے کہا کہ عام طور پر مختلف ممالک کا میل ملاپ بعض خاص تحریری معاہدوں کے زیر تحت ہوتا ہے جن کی رو سے خاص پابندیاں اور مراعات مقرر کی جاتی ہیں۔ جو ایک ملک دوسرے کو دیتا ہے یا لیتا ہے لیکن اس طرح کے ایک آزادانہ میل جول میں ایسی کوئی ذمہ داریاں یا مراعات معرض تحریر میں نہیں لائی گئی ہیں۔ نہ ہی مقرر کی گئی ہیں۔ تو اس قسم کے غیر منضبط میل جول میں کچھ نہ کچھ علامت تو ایسی ہونی ہی چاہئے۔ کہ ان میں باہمی رشتہ ہے۔ کیونکہ صرف یہ کہہ دینا ہی کافی نہیں ہے۔ کہ ہم ایسے دیگر

کے دوست ہیں۔ دوسری ظاہر وجہ یہ ہے۔ اور شاید زیادہ اہم وجہ بھی یہی ہے۔ کہ دولت مشترکہ کے بعض ممالک اپنے نقطۂ نظر سے بادشاہ کو علامتی سردار رکھنا بہت زیادہ اہم خیال کرتے ہیں۔ اور ہم نے اس معاملہ میں ان کی مخالفت کرتے ہوئے دوسری راہ اختیار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ کافی دیر تک اس سوال پر بحث مباحثہ ہوتا رہا اور آخرکار ہم نے یہ تسلیم کر لیا۔ کہ بادشاہ صرف علامتی سردار ہوں گے جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ جہاں تک اختیارات کا تعلق ہے۔ ان کے ہرگز کوئی اختیارات نہ ہوں گے۔ نیوزی لینڈ کے بادشاہ یا آسٹریلیا کے بادشاہ کے طور پر خواہ انہیں کوئی اختیارات حاصل ہوں یا نہ۔ لیکن وہ ہند کا بادشاہ نہیں ہیں۔ ان کا وفادار رہنے کی کوئی ذمہ داری ہمارے اوپر نہیں۔ ہم ان کے رتبہ کی عزت کرتے ہیں لیکن کوئی اختیارات نہیں مانتے

دولت مشترکہ میں رہنے کے فوائد۔ دولت مشترکہ میں رہنے سے ہند کو کیا فائدہ ہوگا۔ اس بارے میں پنڈت جی نے بتایا کہ بعض عارضی فائدے ہوں گے۔ اور بعض نفسیاتی فائدے کہے جا سکتے ہیں عارضی فائدے تو بہت سادے ہیں۔ ہم ہی صنعتی اور دیگر قسم کی تعمیر و ترقی کے لئے تعاون حاصل کرتے ہیں۔ تربیت حاصل کرنے وغیرہ کے فوائد اٹھاتے ہیں۔ چونکہ ہم یہ فوائد کسی دوسری جگہ سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لئے یہ فوائد مقابلتاً بہت چھوٹے معلوم پڑتے ہیں۔ لیکن دوسرے ذرائع سے یہی فوائد حاصل کرنے میں قدرے تاخیر واقع ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اور ہم کسی طرح کی تاخیر و توقف نہیں چاہتے ہیں۔ تو بھی ہم یہ فوائد باعزت شرائط پر حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن جھگڑوں اور کشیدگی کی آج کی دنیا میں ہم نے ایک خاص راستہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ ہم اقتدار حاصل کرنے کی رسہ کشی کرنے والے کسی دھڑے میں شامل نہ ہوں گے ہم محسوس کرتے ہیں کہ جھگڑوں کے علاوہ ایک دوسرے کے خلاف بہت زیادہ خوف شبہات اور نفرت پائی جاتی ہے۔ جو بنیادی جھگڑوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ممکن ہے۔ ہندوستان جیسا ملک دوسرے کئی ملکوں کے ساتھ اس صورت حالات کو آسان اور پرسکون بنانے میں مددگار بن سکے۔ اور میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ ہم دولت مشترکہ میں رہتے ہوئے ہی نہایت موثر طور پر ایسا کر سکتے ہیں۔ لندن کے مذاکرات میں مجھ پر سب سے زیادہ اثر اس انداز کا ہوا جس میں ایک باعزت اور صحیح حل تلاش کیا گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ مشکل مسائل کو دوستانہ طریق پر حل کرنے کی یہ ایک اچھی مثال ہے۔ جو ہم دنیا کے دوسرے ملکوں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ سابقہ جذبات اور منافرت کو اس مسئلہ کے حل کرنے کی راہ میں حائل نہ ہونے دیا گیا۔ اگر ہم اس طرز عمل کو بین الاقوامی معاملات میں بھی کسی حد تک استعمال کر پائیں تو امن کا قیام زیادہ یقینی ہو جائے۔ لندن کانفرنس کے موقعہ پر ہندوستان کے فوجی مشن کی موجودگی کو باہم ملا کر غلط قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں۔ فوجی مشن میرے لندن پہنچنے سے بہت پہلے وہاں گیا ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ ملک کے دفاع کے لئے کارخانے قائم کئے جائیں۔ اور ان کے متعلق بعض سامان خرید کیا جائے۔ یہ مشن سوئٹزرلینڈ، امریکہ اور دیگر ممالک میں بھی جائے گا۔ جب موقعہ پڑا۔ ہم اپنے ملک کے دفاع کے متعلق دوسرے ممالک سے بھی صلاح و مشورہ کریں گے۔ فی الحال روس کے ساتھ دفاعی معاملات کے متعلق تبادلہ خیالات نفسیاتی طور پر ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے درمیان کوئی مشترکہ مسئلہ نہیں ہے۔ علاوہ بریں ہمارے دفاعی انتظامات بری بحری اور فضائی سب کے سب ایک خاص یعنی برطانوی طرز پر قائم کئے گئے ہیں۔ اگر ہم اسے بدلنا چاہیں۔ اور کوئی خاص دیگر ڈھانچہ ان کا بنانا چاہیں بھی تو ایسا کرنے پر کئی سال لگیں گے۔ جہاں تک کارخانے قائم کرنے کا سوال ہے۔ ہم نے ابھی ابھی سوئٹزرلینڈ کی ایک مشہور فرم سے بعض کارخانے ہند میں قائم کرنے کے لئے بات طے کر لی ہے۔

ہند اور پاکستان کے تنازعات۔ ہند اور جنوبی افریقہ ہند اور پاکستان کے مابین تنازعات ہیں۔ لنکا کے ساتھ کوئی جھگڑا تو نہیں لیکن اختلاف رائے ضرور ہے۔ لیکن ہم نے دولت مشترکہ سے ان کے بارے میں ثالثی کرنے کے لئے نہیں کہا ہے۔ کیونکہ ہم اسے ایک موزوں ٹریبونل خیال نہیں کرتے ہیں۔

امن عالم کے تحفظ کے لئے جنگ۔ امن عالم کے تحفظ کے لئے دولت مشترکہ کے ممالک کا ایک دوسرے کے ساتھ لازماً جنگ میں شامل ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ بلکہ ایسا تو پہلے بھی نہ تھا

تھا۔ تاج کے وفادار ہر ایک ملک کا بھی یہ حق تسلیم کیا جاتا تھا کہ وہ کسی جنگ میں شامل ہونے کا اعلان خود علیحدہ طور پر کرے۔ آسٹریلیا نیوزی لینڈ اور برطانیہ کے مابین چونکہ گہرے تعلقات ہیں۔ اور وہ سیاسی دائرہ کے علاوہ جذباتی طور پر بھی ایک دوسرے کے ساتھ بہت قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے جب برطانیہ کسی جنگ میں شامل ہو تو وہ بھی لازمی طور پر جنگ کا اعلان کر دیں لیکن وہ ان کا ایک رضاکارانہ فعل ہوگا۔ جب مختلف ڈومینینوں کو ایسا حق تھا تو ہندوستان کو بھی ایک آزاد جمہوریت بن جانے کے بعد کیوں نہ ہوگا۔ ہماری غیر جانبداری کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم کسی مسئلے سے پہلو تہی کر لیں۔ بلکہ ہم اس کا سامنا کرتے ہیں۔ اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اسے حل کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً اپنا اثر استعمال کرتے ہیں ہم موجودہ کشیدگی کو کم کرنے کے لئے ٹھوس اقدام بھی کرتے ہیں۔ گاہے بگاہے ہم کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ ایٹمک طاقت کے استعمال اور اس کی ترقی کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف رائے تھا۔ متحدہ اقوام کے گذشتہ اجلاس میں ایک کمیٹی اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ ہندوستان کا ایک معزز نمایندہ اس کمیٹی کا صدر منتخب کیا گیا۔ اس کے طرز عمل نے دونوں مخالف خیالات کے حامیوں پر بہت اچھا اثر ڈالا اور اس کمیٹی کی ساری فضا ہی بدل گئی۔ اور دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار رویہ رکھنے کی بجائے مسئلہ کو درست طریق پر حل کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ کشیدگی کم ہو گئی۔ اور فریقین نے ہندوستانی نمایندہ کو اس کے طرز عمل پر مبارکباد دی۔ یہ الگ سوال ہے کہ کوئی مستقل نتیجہ پیدا کیا جا سکا یا نہیں۔

اگر کبھی ایسا موقعہ آ گیا۔ کہ دولت مشترکہ کے مختلف ممالک مخالف دھڑوں میں شامل ہو جائیں۔ تو اس وقت یہ دولت مشترکہ ہی ٹوٹ جائے گی۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے۔ میں ایسے دھڑوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ کہنا کہ ہندوستان نے دولت مشترکہ کے دوسرے ممالک سے کوئی درخواست کی تھی۔ بالکل غلط ہے۔ اس معاملہ پر گذشتہ اکتوبر سے ہی غور کیا جا رہا تھا۔ اس اثنا میں کئی بار مختلف طریقوں سے ہند کی آئین ساز اسمبلی کانگرس کے اجلاس ہماری پارٹی کے جلسوں اور کانگرس ورکنگ کمیٹی میں اس سوال پر تبادلہ خیالات کیا گیا تھا۔ ہندوستان نے دولت مشترکہ کے دیگر ممالک کو یہ اطلاع دے دی تھی۔ کہ وہ ایک آزاد جمہوریت بننے والا ہے لیکن اس کے باوجود وہ ایک جمہوریت کی حیثیت میں بھی ان کے ساتھ تعلق رکھنا بخوشی گوارا کرے گا۔ یہ ظاہر ہے کہ ان ممالک میں بھی ہند کے ساتھ تعلق بنائے رکھنے کی زبردست خواہش موجود تھی۔ ورنہ یہ میل ملاپ پیدا نہ ہو سکتا۔ نیوزی لینڈ آسٹریلیا یا کینیڈا جہاں ہند کے ساتھ اپنے تعلقات بنائے رکھنا چاہتے تھے۔ وہاں وہ تاج کے بارے میں بھی زبردست لگاؤ محسوس کرتے تھے۔ ہندوستان میں ایسا کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ تو بھی باقی ممالک ہند کی آزاد جمہوری پوزیشن کو پسند کرتے ہیں۔

آئین ساز اسمبلی کے اختیار پر چھاپہ۔ اس فیصلہ کے متعلق پہلے آئین ساز اسمبلی کی منظوری حاصل کرنا ممکن نہیں کیونکہ عام قاعدہ یہی ہے۔ کہ جب کبھی دو قوموں کے مابین کو

ناظرین مرکزی اطلاعات کے لئے ضروری اطلاع

یکم جولائی ۱۹۴۹ء کو مرکزی اطلاعات کی اشاعت بند کی جا رہی ہے۔ ۱۵۔ جون ۱۹۴۹ء کا یہ شمارہ اس کا آخری شمارہ ہے۔

مرکزی اطلاعات سے ہندوستان اور بیرون ہند کے ناظرین نے جو تعاون کیا ہے اس کے لئے ہم شکر گزار ہیں۔

معاہدہ طے پاتا ہے۔ تو وہ طے پا جانے کے بعد ہی دونوں ملکوں کی پارلیمنٹ کے سامنے تصدیق کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ کیونکہ معاہدہ کی شرائط پہ پارلیمنٹ کے کھلے اجلاس میں بحث نہیں کی جا سکتی۔ معاہدہ تو دو ملکوں کے نمائندے طے کرتے ہیں۔ اور ان کی اپنی اپنی پارلیمنٹیں اس کی تصدیق بعد میں کرتی ہے۔ ہماری آئین ساز اسمبلی بھی جیسا مناسب سمجھے فیصلہ کر سکتی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ میں اس معاملہ کی تفاصیل پر آئین ساز اسمبلی میں بحث نہیں کر سکتا تھا۔ تو بھی میں نے اسمبلی کے ممبروں کی اکثریت سے مشورہ کر لینے کا خیال رکھا تھا۔ ہم نے اپنی پارٹی کے جلسہ اور دیگر موقعوں پر اس سوال پر غور کیا تھا۔ اور اس بارے میں سب کچھ ممبروں کو بتا دیا گیا تھا۔

شاہ برطانیہ اگر ہند آئے۔ پنڈت جی نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ اگر کسی وقت شاہ برطانیہ ہندوستان آئے تو ہم ان کا ایک بڑی حکومت کے سردار کے طور پر استقبال کریں گے یا کسی دوسری حکومت کے صدر کے طور پر یا کسی دوسرے ملک کے باشندہ کے طور پر خیر مقدم کرینگے۔ بالکل اسی طرح اگر ہمارا صدر اس حکومت کے سفیر کے طور پر کسی دوسرے ملک میں جائے تو اس کا بھی ویسے ہی استقبال کیا جائیگا

اخباری نمائندے نے پنڈت جی سے کہا۔ اخبارات میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے۔ کہ ہند کو دولت مشترکہ میں شامل کرنے کے لئے پنڈت نہرو کی خداداد قابلیت درکار نہ تھی سر سلطان احمد اس سے بہتر طور پر یہ کام کر سکتے تھے۔ اور شاید ملک کو تقسیم کئے بغیر ایسا ہو جاتا۔ زیادہ زور اس نکتہ پر دیا گیا ہے۔ کہ اگر ہمارے رہنما دور اندیش ہوتے۔ تو ملک کی تقسیم نہ ہونے پاتی اور ہم دولت مشترکہ میں شامل بھی رہتے۔ اس کے جواب میں پنڈت جی نے کہا۔ کہ ممکن ہے ایسا ہو سکتا۔ شاید یہی رائے درست ہو۔

ایک اور سوال دریافت کیا گیا۔ چونکہ انگلستان ایک دھڑے میں شامل ہے۔ اس لئے کیا اس کا یہ لازمی مطلب نہیں ہے۔ کہ دولت مشترکہ میں شامل ہو جانے کے ساتھ ہی ہندوستان بھی اسی دھڑے میں شامل ہو جاتا ہے۔ پنڈت جی نے جواب دیا ہرگز نہیں۔

کشمیر کی گفت و شنید کے بارے میں پنڈت جی سے تازہ خبر سنانے کے لئے کہا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ دہلی اور عام طور پر ہندوستان کے اخبارات کو اس بارے میں مجھ سے زیادہ علم ہے۔

آخر میں پنڈت جی نے مخالفت کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ مخالف فریق اس کا مقصد خواہ کچھ بھی ہو اسے ہمیشہ تعمیری کام کے نظریہ سے غور و فکر کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ ایک موثر مخالف نہیں کہا جا سکے گا۔ مثال کے طور پر حکومت کی فراہمی غلہ کی پالیسی کو ہی لیجئے۔ یہ ہمارا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ کچھ لوگ اس پالیسی کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کے لئے نہایت آسان کام ہے۔ وہ کسانوں کے پاس جاتے ہیں۔ اور ان کو کہتے ہیں۔ "اپنا اناج ان قیمتوں پر حکومت کو مت دو۔ زیادہ مہنگے دام وصول کرو۔" دوسری طرف وہی لوگ جب صنعتی مزدوروں کے پاس جاتے ہیں۔ تو اناج کی مہنگی قیمتوں کے لئے حکومت کو برا بھلا کہتے ہیں۔ کسان کا مفاد اپنے اناج کی زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کرنا ہے۔ لیکن صنعتی مزدور کا مفاد سستا اناج حاصل کرنا ہے۔ یہ اس مسئلہ کو حل کرنے کا تعمیری طریقہ نہیں ہے۔ یہ تو ایک خاص صورت حال کو اپنی مطلب برآری کے لئے استعمال کرنا کہا جائیگا۔

پاکستان کا رویہ۔ پاکستان کے صوبہ سرحد کے وزیر اعظم نے کچھ عرصہ پہلے ایک بیان میں سرخپوشوں کی سازش اور ہند کے کسی پنڈت کی اس میں شرکت کا ذکر کیا تھا۔ جس پر ہند سرکار نے سخت پروٹسٹ کیا۔ اور پاکستان سرکار سے کہا۔ کہ یا تو جو ثبوت ان کے پاس موجود ہے۔ اسے شائع کر دیں۔ یا وہ اس الزام کو واپس لیں۔ اور معافی مانگیں لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب کچھ مہینے کے بعد کچھ سرخپوشوں کو جنہیں اس مبینہ سازش کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا تھا۔ رہا کر دیا گیا۔ کیونکہ ان کے خلاف کوئی چیز ثابت نہ ہو سکی۔ پاکستانی افسروں کا عام رویہ ملاحظہ ہو۔ پہلے تو وہ بڑے لمبے چوڑے بیان دیتے ہیں۔ اور اس میں بلا اصرار پنڈتوں کا نام بھی گھسیٹ لاتے ہیں۔ لیکن کچھ مہینے بعد گرفتار شدہ لوگوں کو جن پر صوبہ کے وزیر اعظم کو قتل کرنے کی سازش جیسا سنگین الزام لگایا گیا

مجلسِ آئین ساز میں دولت مشترکہ کے معاہدہ کی تصدیق

وزیر اعظم کی تقریر

وزیر اعظم، پنڈت جواہر لال نہرو نے آئین ساز اسمبلی میں ۱۶ مئی کو ہندوستان کے دولت مشترکہ میں رہنے کے متعلق اپنی قرارداد کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ قرارداد کے پہلے پیرا میں دولت مشترکہ کی موجودہ حیثیت کا ذکر کیا گیا ہے دوسرے پیرا میں بتایا گیا ہے کہ ہندوستان نے دولت مشترکہ کے ممالک کو اطلاع دی ہے کہ ہندوستان جلد ایک خود مختار جمہوریت ہونے کا اعلان کرے گا۔ تیسرے پیرا سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ممالک نے اس کو منظور کیا ہے اور چوتھے پیرا میں بتایا گیا ہے کہ یہ تمام ممالک دولت مشترکہ میں آزاد اور متحدہ ممبر کی حیثیت سے رہیں گے۔ اس اعلان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جمہوریہ ہند مکمل طور پر خود مختار رہے گا۔ دولت مشترکہ کے باقی ممالک کی طرح یہ بادشاہ کا وفادار نہیں ہوگا۔ لیکن یہ دولت مشترکہ کا ممبر رہے گا۔ یہ سمجھوتہ آزادانہ طور پر کیا گیا ہے، اور اس کو کسی بھی وقت ختم کیا جا سکتا ہے۔

اب تک بادشاہ کے وفادار ہونے کی وجہ سے دولت مشترکہ کے تمام ممالک ایک دوسرے سے وابستہ تھے لیکن جس وقت ہند ایک جمہوریہ بنے گا یہ رشتہ ختم ہو جائے گا۔

جس وقت لندن میں وزرائے اعظم کی کانفرنس ہو رہی تھی اُس وقت مجھے وہ دن یاد تھا جب ۱۹ سال ہوئے ہم نے راوی کے کنارے نصف شب کو عہد کیا تھا مجھے وہ عہد بھی یاد تھا جو ہم نے ۲۶ جنوری کو کیا، اور جس کو ہم ہر سال بلا تعطل دقتوں کے باوجود دہراتے رہے ہیں۔ اور پھر کانگرس کے جے پور سیشن میں بھی اس مسئلہ پر غور کیا گیا۔ چنانچہ میرے سامنے یہ بات ہمیشہ واضح رہی کہ کوئی ایسا اقدام نہ کیا جائے جو ہمارے عہد کے منافی ہو۔ کانگرس کے جے پور سیشن میں ہند کے دولت مشترکہ کے ساتھ رہنے کی جو قرارداد منظور کی گئی تھی لندن کا اعلان اُس سے ملتا جلتا ہے۔

قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ہند دولت مشترکہ کے ساتھ آزادانہ رشتہ رکھ سکتا ہے بشرطیکہ ہماری آزادی محفوظ رہے۔ چنانچہ لندن کے اعلان میں بھی اسی چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ اگر ہم کسی ملک یا ممالک سے سمجھوتہ کرتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان کی پالیسی کو منظور کرتے ہیں۔ ہماری خارجی پالیسی کی یہ امتیازی بات ہے کہ ہم نسلی امتیاز کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے دولت مشترکہ میں رہنے سے ہماری اس پالیسی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہم تو ایک ڈومینین کی حیثیت سے بھی اس کے خلاف جدوجہد کرتے رہے جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کا مسئلہ اس وجہ سے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں نہیں لایا گیا۔ کیونکہ اس سے یہ سمجھا جاتا کہ دولت مشترکہ ایک ایسی تنظیم ہے جو بعض اوقات عدالت کے طور پر بھی کام کرتی ہے یا ایک طرح سے ممبر ممالک کی کارروائی پر نظر رکھتی ہے ایسا کرنے سے عملاً طور پر ہماری آزادی اور خود مختاری میں فرق آ جاتا ہے۔

ہم دولت مشترکہ میں اس لئے شریک ہوئے کیونکہ ہمارا یہ خیال ہے کہ یہ ہمارے لئے اور اُن مقاصد کے لئے فائدہ مند ہے جن کے لئے ہم کوشاں ہیں۔ دولت مشترکہ کے دوسرے ممالک ہمارا شریک ہونا اس لئے چاہتے ہیں کیونکہ اُن کے خیال کے مطابق یہ اُن کے لئے سودمند ثابت ہوگا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی صاف ہے کہ ہر ملک اپنا چلن کر سکتا ہے حتیٰ کہ وہ دولت مشترکہ سے علیحدہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس زمانہ میں جب کہ دنیا میں بہت سی تخریبی طاقتیں موجود ہیں قدیم سلسلہ کو توڑنا اچھا نہیں ہے۔ ہم اس سلسلہ کی بُری کڑیوں کو توڑ سکتے ہیں، اُن چیزوں کو مٹا سکتے ہیں جو ہماری ترقی میں رخنہ ڈالیں۔

سیاسی طور پر اب ہم بالکل آزاد ہیں۔ اقتصادی طور پر ہم اُسی حد تک خود مختار ہیں جس حد تک ایک خود مختار ملک ہو سکتا

ہے۔ کوئی بھی ملک مکمل طور پر خودکفیل نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان تجارت اور کئی چیزوں اور خصوصاً آج کل خوراک کے لئے دوسروں کا محتاج ہے۔ ہم دنیا سے بالکل الگ تھلگ نہیں ہو سکتے۔

ہند کے دولت مشترکہ میں رہنے کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ تھا کہ اسے وکلاء یا تنگ دل قوم پرست حل نہیں کر پاتے۔ یہ مسئلہ کوئی بھی ایسا شخص حل نہ کر پاتا جس کو ہند اور ہند کے مستقبل پر یقین نہ ہو۔ میں دنیا کو یہ دکھانا چاہتا تھا کہ ہند کو اپنے آپ پر پورا اعتماد ہے اور ہند ان سے بھی اشتراک کرنے کے لئے تیار ہے، جن سے وہ ماضی میں لڑتا رہا ہے بشرطیکہ اس اشتراک سے ہمارے درجہ اور ہماری حیثیت پر کوئی فرق نہ پڑے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دولت مشترکہ میں رہنے سے ہم ایشیا کے ممالک سے الگ ہو جائینگے اور دوسرے ممالک کے ساتھ ہمارا اشتراک کرنا مشکل ہوگا مگر میرا خیال ہے کہ دولت مشترکہ میں رہ کر ہم دوسرے ممالک کے ساتھ زیادہ قریبی تعلقات پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر ہم دولت مشترکہ سے بالکل الگ ہو جائینگے تو ایک خاص وقت کے لئے ہم بالکل الگ تھلگ ہو جائینگے۔ اُس دوران میں حالات کے دباؤ سے ہم کسی خاص سمت کو جھک جائینگے۔ لیکن ہمارا یہ جھکاؤ سودا کرنے کے برابر ہوگا۔ اس صورت میں ہم کسی ملک سے سمجھوتہ کرکے اُسے کچھ دے سکتے ہیں اور اس کے عوض میں اس سے کچھ لے سکتے ہیں۔ اُس طرح اُس ملک کی طرف ہم پر خاص ذمہ داریاں عائد ہو جائینگی۔ لیکن دولت مشترکہ میں رہنے سے ہم پر باقی ممبر ممالک کی طرف اس قسم کی ذمہ داریاں نہیں ہیں۔

ہند کے دولت مشترکہ میں رہنے کے فیصلہ پر آئین ساز اسمبلی میں دو دن بحث ہوتی رہی۔ منگل وار ۱۷ مئی کو بحث کا جواب دیتے ہوئے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے فرمایا کہ میری قرارداد اور لندن کے اعلان میں ہم کو حسب ذیل باتیں دیکھنی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ اُس عہد کے منافی نہیں ہے جو ہم نے ماضی میں کیا ہے اور یہ ہند کو ترقی کی طرف لے جا رہا ہے۔ دوسری یہ کہ آئندہ چند برسوں میں یہ ہماری ترقی میں سدِ راہ ثابت نہیں ہوتا۔ ایک طرح سے ہم نے اپنا سیاسی مسئلہ حل کر لیا ہے۔ لیکن سیاسی مسئلہ کا ملک کے اقتصادی حالات کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ یہ ہمارے گھریلو معاملے ہیں لیکن دنیا ہماری اُس پالیسی میں رخنہ پیدا کر سکتی ہے یا امداد دے سکتی ہے، جو ہم اختیار کرینگے۔ تیسری بات ہمیں یہ دیکھنی ہے کہ اس سے امن عالم کے امکانات بڑھ جاتے ہیں یا نہیں؟

کوئی بھی شخص یا ملک جنگ نہیں چاہتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اچانک حالات کے لئے کوئی بھی ملک یا حکومت بغیر تیاری کے نہیں رہ سکتی۔ اگر ہم اُس پالیسی پر نہ چلیں جو مہاتما جی نے وضع کی ہے تو ہمیں بھی بدقسمتی سے تیاری کرنی ہی ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم بہادر ہیں تو ہم گاندھی جی کی پالیسی پر چل سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے میرا یا آپ کا بہادر ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ملک اس قدر بہادر ہونا چاہیئے کہ وہ اس پالیسی پر چل سکے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ممالک کی کسی بھی جماعت میں شامل ہونے سے ہم امن عالم کے مقصد کو حاصل کر سکیں گے۔ میرا خیال ہے کہ ہماری پالیسی یہ ہونی چاہیئے اور ہماری پالیسی یہ ہے بھی کہ لوگوں میں جو رغبت جنگ کی طرف ہے اُس کو ختم کیا جائے۔

ہم دنیا کو ایک اور جنگ سے تباہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتے۔ اگر اب جنگ ہوئی اُس سے کوئی بھی ملک نہیں بچ سکتا۔ ہندوستان بھی اُس آگ کی لپیٹ میں آجائے گا۔ اب اور جنگ کو روکنے کے لئے ہندوستان اہم کام کر سکتا ہے۔ کیونکہ گاندھی جی کے نااہل پیروکار ہونے کے باوجود بھی ہم نے اُن سے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اب تک یورپ کی سیاسی آویزش دنیا پر غالب آ رہی ہے لیکن ہندوستان نے اس قسم کی کوئی آویزش یا اختلاف رائے ورثہ میں نہیں پائی لہٰذا ہمارے لئے آج کے مسائل کا مقابلہ کرنا کسی حد تک آسان ہے۔

ہم نے ہندوستان کے لئے جمہوریت کا درجہ حاصل کیا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ ہم نے دوسروں کی نیک خواہشات بھی حاصل کر لی ہیں اور میرے خیال میں دوسروں کی نیک خواہشات کا حصول ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ہم نے جس طرح سے جمہوریت حاصل کی ہے اُس میں یہ خاص بات ہے کہ اس سے ہمیں بھی فائدہ پہنچا ہے اور دوسروں کو بھی پہنچتا ہے۔ اگر کسی کو نقصان پہنچا کر فائدہ

(بقیہ صفحہ ۶۶۴ پر)

حیدرآباد سے متعلقہ معاملات حکومتِ ہند کے گھریلو مسائل ہیں

سلامتی کونسل میں ہندوستانی نمایندہ کا بیان

۱۹ مئی کو مسٹر بی۔ این راؤ نے سلامتی کونسل میں حیدرآباد کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ۲۱ اگست ۱۹۴۸ء کو منشور کی دفعہ ۳۵ (۲) کے تحت حیدرآباد کا مسئلہ سلامتی کونسل میں پیش کیا گیا۔ اس دفعہ میں کہا گیا ہے کہ کوئی ایسی مملکت جو اقوام متحدہ کی ممبر نہ ہو خاص حالات اور خاص شرائط کے تحت کوئی مسئلہ سکیورٹی کونسل کے سامنے پیش کر سکتی ہے۔ اس دفعہ میں مملکت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور حیدرآباد بین الاقوامی حیثیت سے کبھی بھی مملکت نہیں تھی۔ ہند کا دعویٰ ہے کہ حیدرآباد ان خاص دفعہ کے تحت یہ مسئلہ پیش کرنے کے مجاز نہیں تھا۔

اس دوران میں حکومت ہند کو حیدرآباد میں لاقانونی کو ختم کرنے کے لئے خاص کارروائی کرنی پڑی۔ اس لاقانونی سے نہ صرف حیدرآباد کا نظام درہم برہم ہو رہا تھا۔ بلکہ اس کا اثر ہند یونین کے علاقوں پر بھی ہو رہا تھا۔

حال ہی میں جو مقدمہ لندن میں سڈنی کاٹن پر چلایا گیا۔ اس سے نئی باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ مقدمہ میں سڈنی کاٹن پر یہ الزام عائد ہوا کہ اس نے حیدرآباد میں ورنگل کے ہوائی اڈے پر ۱۲ جولائی ۱۹۴۸ء کو سامان جنگ پہنچایا۔ یعنی یہ سب کارروائی حیدرآباد کے سلامتی کونسل میں اپنی شکایات پیش کرنے سے ایک مہینہ پہلے کی گئی۔

کاٹن پہلے حیدرآباد گیا جہاں العیدروس سے جو وہاں کی فوج کا انچارج تھا۔ اسے پاکستانی افسروں کے نام خطوط دئے۔ جن میں پاکستان سے مدد مانگی گئی تھی۔ اس دوران میں اسلحہ اور طیارہ شکن توپیں حیدرآباد پہنچائی گئیں۔ انہیں سبزی اور پنیر کہا گیا۔ کاٹن نے دو پاکستانی افسروں سے اس سلسلہ میں اپنے لندن کے دفتر میں ملاقات بھی کی۔ اس کے بعد دوسری میٹنگ ۳ مئی کو سکندرآباد میں ہوئی جس میں کاٹن کی فرم کو ۱۴ لاکھ پونڈ دینا طے ہوا۔ اس کے علاوہ کراچی میں بھی کچھ افسروں کو یکمشت خاص رقم دینا قرار پایا۔ اس سلسلہ میں آخری فیصلہ ۲۷ مارچ کو کراچی میں حیدرآباد کے ایجنٹ جنرل کے مکان پر ہوا۔ اور اس کے تین مہینے بعد حیدرآباد نے سلامتی کونسل میں اپنی شکایت پیش کی۔

حکومت ہند نے جو کارروائی حیدرآباد میں کی۔ وہ تین یا چار دن رہی۔ کیونکہ حیدرآباد کے لوگ اس کی حمایت میں تھے۔ اس کے بعد حیدرآباد کی اس وزارت نے استعفےٰ دیا جس کی سفارش پر شکایت سلامتی کونسل کے سامنے پیش کی گئی تھی۔ اور نظام نے شکایت کو واپس لیا۔ اس موقعہ پر نظام نے اپنے فرمان میں اس بات کا اعلان کیا کہ ان پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا گیا۔ اور نہ کسی طرح ان کے درجہ کو کم کر دیا گیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو کارروائی ہند نے کی وہ نہ نظام حیدرآباد کے خلاف تھی۔ اور نہ وہاں کے عوام کے خلاف۔ بلکہ یہ کارروائی اس فوجی تنظیم کے خلاف کی گئی جس کو رضاکار کہا جاتا تھا۔ اور جنہوں نے وزیروں کے ایک خاص گروہ کو برسر اقتدار کیا تھا۔ اس گروہ کی حمایت ریاست کے بہت کم لوگ کرتے تھے۔ چنانچہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اپنے ایک خط میں نظام کو لکھا کہ "حیدرآباد کی موجودہ حکومت آبادی کے صرف ایک حصے کی نمایندگی کرتی ہے۔ میں ہندوستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ بلکہ میں ایک غیر جانبدار شخص اور حیدرآباد کے بہی خواہ کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں۔" یہ وزیر اپنے اقتدار کے زمانہ میں نہ صرف ریاست میں امن قائم رکھنے میں ناکام ہوئے۔ بلکہ انہوں نے ریاست کے سرکاری روپیہ کو بھی بے دردی سے خرچ کیا۔ میرے پاس ایک مختصر سی فہرست ہے۔ جس میں ۲۵ لاکھ پونڈ کی رقم کا خرچ تصریح طلب ہے۔ میں ایک بار پھر اس بات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہند جو کارروائی کرنے پر مجبور ہوا۔ وہ حیدرآباد کے لوگوں یا نظام حیدرآباد کے خلاف نہیں تھی۔ بلکہ وہ اس قسطائی جماعت کے خلاف کی گئی۔ جو طاقت حاصل کر کے ہند اور خود حیدرآباد کے امن کے لئے باعث خطر بن گئی تھی۔ اور جونہی اس جماعت نے وزارت سے استعفےٰ دیا۔ نظام نے شکایت واپس لی۔ ہم محترم صدر سے درخواست

کرتا ہوں کہ وہ سوچیں کہ ان تمام باتوں میں کونسی بات بین الاقوامی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ شکایت دراصل حیدرآباد کی طرف سے نہیں ہے بلکہ ان چند خاص اشخاص کی طرف سے ہے۔ جنہوں نے ایک مخصوص وقت کے لئے اقتدار حاصل کیا تھا۔ یہ اشخاص اب نظام کی نمائندگی بالکل نہیں کرتے اور عوام کی نمائندگی تو یہ کبھی کرتے ہی نہیں تھے۔

حیدرآباد میں اب حالات بہتر ہو رہے ہیں۔ اور اب سر جارج سپنس جو کسی زمانہ میں سر محمد ظفر اللہ خان کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے حیدرآباد کے نظم و نسق کے مشیر مقرر کئے گئے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حکومت ہند عارضی نظم و نسق کو بھی بہترین معیار پر چلانے کا کس قدر خیال رکھتی ہے۔

میں نے تھوڑی دیر پہلے کہا تھا کہ ریاست حیدرآباد کبھی بھی بین الاقوامی لحاظ سے ایک مملکت نہیں تھی۔ ۱۹۴۷ء میں انڈین انڈیپنڈنس ایکٹ کے منظور ہونے سے پہلے تو یہ بالکل ظاہر ہے کہ ریاست کو ایسا کوئی درجہ حاصل نہیں تھا۔ اور اب وہ معاہدہ تعلقات جاریہ کی وجہ سے یا دوسرے سمجھوتوں سے ایک مملکت ہے اور نہ وہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ حیدرآباد کے ساتھ کوئی بھی تنازعہ بین الاقوامی درجہ نہیں رکھ سکتا۔ حیدرآباد سے متعلق تمام معاملات حکومت ہند گھریلو معاملات کے طور پر چلاتی ہے۔ تقسیم ملک کے بعد بھی ہند میں ۴ کروڑ مسلمان موجود ہیں۔ اور کوئی بھی حکومت آبادی کے اتنے بڑے حصے کے ساتھ برا برتاؤ نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں کے نمائندے آئین ساز اسمبلی میں موجود ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کی شکایات کسی وقت پیش کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ حیدرآباد میں جو کچھ ہو رہا ہے اسے بین الاقوامی اہمیت نہیں دی جاتی۔ ہند میں ایسے آئینی طریقے موجود ہیں جن سے کوئی بھی شکایت دور کی جا سکتی ہے۔ سلامتی کونسل میں جو حیدرآباد سے متعلق مسئلہ زیر غور ہے اس معاملے پر بحث کرنا بیکار ہے۔ اس سے صرف لوگوں کو ایسے بیانات دینے کا موقعہ ملتا ہے جن سے ہند میں فرقہ وارانہ جذبات کو ہوا لگتی ہے۔ اور جو ہند کے امن کو خراب کرتے ہیں۔ میں بہ احترام اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ سلامتی کونسل اس مسئلہ کو حل کرنے کے مجاز نہیں ہے۔ اور اس مسئلہ کا ایجنڈا پر رکھنا نہ ضروری ہے اور نہ مناسب۔

مجلس آئین ساز میں دولت مشترکہ کے معاہدہ کی تصدیق

(بقیہ سلسلہ صفحہ نمبر ۴۳۹)

اٹھایا جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ شخص ہمیشہ بزدلی کے فکر میں رہتا ہے۔

دنیا کے حالات کے پیش نظر ہمارا فیصلہ امن عالم کے قیام میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ کس حد تک معاون ثابت ہوگا یہ میں نہیں بتا سکتا۔ یہ ایک ایسا فیصلہ ہے کہ اس سے ہمارا ملک کسی بھی حکم کا پابند نہیں رہتا۔ اور جس وقت یہ ایوان یا پارلیمنٹ فیصلہ کرے۔ ہندوستان دولت مشترکہ سے الگ ہو سکتا ہے۔

جو لوگ میری ان تقریروں کا حوالہ دیتے ہیں جو میں نے ۱۵ یا ۲۰ سال پیشتر کی تھیں ان کو چاہئے کہ وہ میری تقریر کو بھی ویسی ہی اہمیت دیں۔ آج دنیا بدل گئی ہے۔ انگلستان بدل گیا ہے۔ ہندوستان بدل گیا ہے، ہر ایک چیز بدل گئی ہے اور بدل رہی ہے آپ برطانوی سامراج کا ذکر کرتے ہیں۔ میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آج برطانوی سامراج کے لئے کوئی جگہ نہیں، وہ بعض لوگوں کے چاہنے پر بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ فرانسیسی یا ولندیزی سامراج بھی چند سالوں کا مہمان ہے۔ ہمیں اپنی جگہ چوکنا رہنا چاہئے۔ لیکن ہمیں اس طرح بھی نہیں سوچنا چاہئے جیسے ہم یورپ یا انگلستان کے متعلق پندرہ یا بیس سال پیشتر سوچا کرتے تھے۔ یہ یورپ نہ وہ یورپ ہے اور نہ انگلستان وہ انگلستان ہے۔

میں اعتراض کرنے والوں کو سخت کلمات کہہ کے خاموش کرانا نہیں چاہتا۔ اس لئے کہ میں لوگوں کے دلوں تک پہنچنا چاہتا ہوں۔ اس پر کسی کو بھی اختلاف نہیں ہو سکتا کہ ہند کو ترقی کرنی چاہئے ہم دنیا میں تب تک کوئی امتیازی کام نہیں کر سکتے جب تک کہ ہمارا ملک اقتصادی طور پر مضبوط نہ ہو۔ ہم کو سب کام عظیم طریقہ سے کرنا چاہئے کیونکہ اس کا رد عمل بھی اسی قدر عظیم ہوگا۔ نیکی کا بدلہ ہمیشہ نیکی ہوتا ہے اور روح کی عظمت اور وسعت کا جواب بھی اسی قدر عظیم اور وسیع ہوتا ہے۔

قوم کی صحت کی تعمیر میں نرسوں کا حصّہ

انڈین نرسنگ کونسل کے قیام پر وزیرِ صحت کی تقریر

ہندوستان میں نرسوں کو بہت دشواریوں کا سامنا رہا ہے کم تنخواہیں۔ حد سے زیادہ کام۔ افسردہ ماحول اور رہنے سہنے کے لیئے ناکافی سہولتیں ایک عرصہ سے ان کے پیشہ کی ناپسندیدہ خصوصیات رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں صحیح قسم کی عورتیں نرسنگ کے پیشہ کی طرف راغب نہ ہوئیں۔ مغربی ممالک میں تعلیم یافتہ اور علی گھرانوں کی عورتیں بخوشی نرسنگ کا پیشہ اختیار کرتی ہیں۔ اور وہاں نرس کو سماجی زندگی میں ایک اہم جگہ حاصل ہے۔ لیکن اب ہندوستان میں بھی حالات بدل رہے ہیں۔ حالات کی تبدیلی کے ساتھ لوگوں کے نظریئے بھی بدل رہے ہیں۔ اب نرسنگ کو کم تعلیم یافتہ یتیم یا بیوہ عورتوں کا کام ہی نہیں سمجھا جاتا بلکہ تربیت یافتہ نرس کی اہمیت روز بروز نمایاں ہو رہی ہے۔ ویلور اور دِلّی میں نرسنگ کے دو کالج قائم کئے جا چکے ہیں اور وہاں توقع سے زیادہ اچھی تعلیم یافتہ لڑکیوں نے تربیت حاصل کرنے کے لیئے درخواستیں بھیجی ہیں۔ ان درخواستوں کی تعداد اس تعداد سے زیادہ ہے جو ان کالجوں میں ایسے امیدواروں کے لیئے مقرر کی گئی ہے۔

نرسنگ کی تعلیم اور پیشے کی اصلاح اور نرسوں کی تربیت کے کم سے کم معیار قائم کرنے کے لئے ۱۲ مئی کو نئی دِلّی میں ایک انڈین نرسنگ کونسل قائم کی گئی۔ اس موقعہ پر وزیرِ صحت راجکماری امرت کور نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عورتیں انسان کی زندگی اور کردار کی خاص نگہبان ہیں اور قدرت کی طرف سے انھیں آدمی کے دکھ درد کو دور کرنے کی خواہش عطا کی گئی ہے۔ طبی شعبوں میں کام کرنے والی ہر عورت کو چاہیئے کہ وہ اپنے پیشے کے اخلاقی اصولوں کے معیار کو بڑھائے۔ مریض ہسپتال میں ہو یا گھر میں، دیگر طبی عملے کی نسبت نرس، مڈوائف یا ہیلتھ وزیٹر کو اس سے کہیں زیادہ واسطہ پڑتا ہے۔ لہٰذا اسے ہی صحت مند زندگی کے عقیدے کو فروغ دینے کے زیادہ مواقع ملتے ہیں۔

وزیرِ صحت نے کہا کہ ایک طویل عرصہ سے ایسی کونسل قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ آج کل نرسنگ کے پیشے کا نظم و نسق صوبائی نرسنگ کونسلوں کے ہاتھ میں ہے۔ اب انڈین نرسنگ کونسل صوبائی کونسلوں کی سرگرمیوں میں تال میل اور ہم آہنگی پیدا کریگی۔ نرسنگ کی مختلف کونسلوں میں تربیت اور امتحان کے جو معیار ہیں بدقسمتی سے ان میں بڑا فرق ہے۔ انڈین نرسنگ کونسل صورتِ حال کا جائزہ لینے کے بعد اصلاحی اقدام کریگی۔ اسے طبی تربیت کی درسگاہوں کا معائنہ کرنے کا بھی اختیار ہے۔

ہندوستان کے بدلے ہوئے حالات میں تربیت یافتہ نرس کی خدمات کو بھی قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہے۔ دِلّی اور ویلور میں نرسنگ کی تعلیم و تربیت دینے کے دو کالج قائم ہو چکے ہیں۔ نرسنگ کی بنیادی تربیت حاصل کرنے کے لئے نوجوان عورتوں کو غیر ممالک میں بھیجنے کی اسکیم بنائی گئی ہے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز نرسوں کو گزیٹڈ عہدوں کا درجہ دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ عوامی صحت کے میدان میں نرسوں کے کام کی مانگ دن بدن بڑھ رہی ہے اور حکومت عوامی صحت کے لیئے کام کرنے والی نرسوں کو تربیت دینے کی اسکیم پر غور کر رہی ہے۔

جن نرسوں نے نرسنگ کی تعلیم اور نظم و عمل کے اعلیٰ نصاب قبول کئے ہیں ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے لیکن پہلے کی نسبت اس میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ ان نرسوں کی کارگزاری سے ملک میں نرسنگ کے معیار کی اصلاح ہو گی۔ اب کچھ یونیورسٹیاں بھی اپنے ہاں نرسنگ کے نصاب شروع کرنے پر غور کر رہی ہیں۔

بھور کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں ایک ایسا پروگرام پیش کیا تھا

تیس برسوں میں دس لاکھ عورتیں نرسنگ کی تربیت پا سکیں گی لیکن بھور کمیٹی کے منتہائے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انڈین نرسنگ کونسل کو بہت کچھ کرنا ہے۔ کونسل کو یہ بھی بتانا ہے کہ اپنے محدود ذرائع سے ہم کس طرح زیادہ سے زیادہ کام لے سکتے ہیں۔ اسے اس امر کا اہتمام کرنا ہے کہ نرسوں کو جس کام کی تربیت دی جائے وہ وہی کام کریں۔ اور نرسنگ کے امدادی عملے کی تعداد میں جتنی جلدی اضافہ ہو اچھا ہے۔

انڈین نرسنگ کونسل کا ایک بڑا مقصد نرسوں کی تربیت کے کم سے کم معیار کا تعین ہوگا۔ نرسوں کی تربیت مریض کی تیمارداری تک ہی نہیں ہے۔ بلکہ انہیں علم صحت اور صحت کو محفوظ رکھنے کے اصولوں سے بھی بہرہ ور ہونا چاہئے۔ بھور کمیٹی نے جو نصاب مقرر کیا تھا کچھ مزید سہولتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کیا جا سکا۔ امید ہے کہ انڈین نرسنگ کونسل حالات کا جائزہ لینے کے بعد ایک ایسے نصاب کے لئے سفارش کرے گی جسے طبی تعلیم کے لئے سارے ملک میں پیش نظر رکھا جا سکے۔

ملک بھر کی تربیت یافتہ نرسوں کے اندراج کے لئے ایک کل ہند رجسٹر کی ضرورت ہے۔ وزیر صحت نے کہا کہ یہ رجسٹر تیار کرنے کے لئے کونسل کو فوری اقدام کرنے چاہئیں۔

کرسچین میڈیکل کالج ہسپتال۔ ویلور۔ کے سکول آف نرسنگ کی ڈین مس ایف ٹائیلر انڈین ٹرینڈ نرسنگ کونسل کی وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوئیں۔ اور ایگزیکٹو کمیٹی کے ارکان کے لئے ریورنڈ مدر ایم کنز برگ۔ مس ٹی کے آدون والا۔ مس ای ایچ پال۔ مسز پی آر اندرا۔ مس ایل ولیمز۔ اور مس ڈاکٹر چمن لال مہتہ چنے گئے یہ ایگزیکٹو ایک سب کمیٹی مقرر کرے گی جو نرسنگ کی تربیت کی موجودہ درسگاہوں میں تربیت کی سہولتوں کا جائزہ لے کر ایک رپورٹ تیار کرے گی۔ اس کے ساتھ تربیت کے معیار کو یکساں بنانے کے لئے تجاویز بھی پیش کی جائے گی۔ کونسل کا اگلا اجلاس اکتوبر کے وسط میں ویلور میں ہوگا۔

بلجیم کی حکومت کی طرف سے وظیفے

ہند سرکار کو اطلاع ملی ہے کہ بلجیم کی حکومت نے متحدہ اقوام کے تعلیمی سائنسی اور ثقافتی ادارہ کو چار وظیفے پیش کئے ہیں۔ جن میں سے ایک ایک وظیفہ چین۔ ہند۔ اٹلی اور ناروے کو عطا کیا جائیگا ان وظیفوں کو یونیسکو بلجیم فیلوشپ کہا جائے گا یہ وظیفے اعلیٰ تعلیم کے مندرجہ ذیل مضامین کے لئے دیئے جائینگے۔

تعلیم۔ تعلیم کے ڈیکرولی طریقہ کا مطالعہ۔ جس کی بنا بچوں کی دلچسپی کے مراکز پر ہے۔ اس طریقہ کا بلجیم کے بہت سے تعلیمی اداروں کے طریقہ تعلیم پر اثر پڑا ہے۔ خاص کر نفسیاتی تعلیم کے اداروں پر

عجائب گھر۔ آرٹ کے نمونوں کو سنبھال کر رکھنے سے متعلقہ مسائل اور ٹیکنیک۔ اس موضوع پر بلجیم کے خاص اداروں میں جو برسلز وغیرہ میں واقع ہیں عملی کام۔

صناعی۔ فلیمش صناعی کا مطالعہ۔ اور آرٹ کی علم تاریخ۔

یہ وظیفے ان امیدواروں کو دئے جائینگے۔ جو پہلے سے ہی ان پیشوں کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور ان سے انہیں چھ ماہ تک بلجیم میں ٹھہرنے کے لئے آسانی مہیا کی جائیگی۔ حکومت بلجیم نے چار ہزار بلجین فرانک ماہوار دینے کی پیش کش کی ہے منتخبہ امیدوار یا اس کی درخواست کی حمایت کرنے والا ادارہ ان اخراجات کو برداشت کرنے کا ذمہ دار ہوگا جو امیدوار کے ہند سے بلجیم اور وہاں سے واپس ہند آنے پر خرچ ہونگے یونیسکو کی طرف سے منظور کئے گئے روپیہ کے علاوہ باقی زائد اخراجات بھی اسے ہی برداشت کرنے ہونگے

صوبائی اور ریاستی حکومتوں۔ یونیورسٹیوں کے وائس چانسلروں عجائب گھروں اور آرٹ انسٹی ٹیوشنوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ اس وظیفہ کے لئے موزوں امیدواروں کے ناموں کی سفارش کریں۔ درخواستوں کے فارم ہند سرکار کی وزارت تعلیم کے انتظامی سیکشن نمبر ا۔ نئی دہلی نمبر ۲ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ درخواستیں ان اداروں کے افسران اعلیٰ کی معرفت بھیجی جانی چاہئے۔ جن میں امیدوار کام کرتے ہوں۔ براہ راست وصول ہونے والی درخواستوں پر غور نہیں کیا جائیگا۔ درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ ۳۰ جون ۱۹۴۹ء مقرر کی گئی ہے۔

ہندوستان کے ذرائع آب

منصوبہ بندی میں تقدیم و تاخیر

ہندوستان اور دوسرے ممالک میں دریاؤں کی ترقی کی اسکیموں اور منصوبہ بندی کو جو کامیابی ہوئی ہے۔ اس سے ہندوستان کے صوبوں اور ریاستوں کے منصوبہ سازوں کی امنگوں میں ایک جوش پیدا ہوا ہے۔ علاوہ اس وقت تقریباً ہر ایک حکومت نے آب پاشی یا برق سازی کا منصوبہ تیار کر رکھا ہے۔ ان پر مجموعی طور پر تقریباً بارہ ارب روپیہ خرچ آئے گا۔ ظاہر ہے کہ ان سب اسکیموں کو بیک وقت جامہ عمل نہیں پہنایا جا سکتا۔ بہت جلد نئی دہلی میں ایک کانفرنس طلب کی جا رہی ہے۔ جو ان منصوبوں کے سلسلہ میں تقدیم و تاخیر کے مسئلہ پر غور کرے گی۔ مرکزی حکومت کے راستے میں کچھ آئینی مشکلات ہیں۔ اس مضمون میں ان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

قدرت نے ہندوستان میں دریاؤں کا جال کچھ اس انداز پر پھیلایا ہے کہ تقریباً ہر صوبہ یا بڑی ریاست سے ایک بڑا دریا گزرتا ہے۔ کچھ صوبوں میں دریاؤں کی بدولت بڑی خوشحالی ہے۔ کیونکہ وہاں انجینیروں نے ان دریاؤں کی قوت سے پورا فائدہ اٹھایا لیکن ایسے بھی صوبے ہیں۔ جہاں سیلاب اور سیلابوں کے ساتھ آنے والی تباہی بیماریاں۔ جانی اور مالی نقصان کی فراوانی ہے۔

۱۹۴۳ء اور ۱۹۴۵ء میں دامودر اور کوسی میں جو سیلاب آئے تھے۔ اور ان سے جو تباہی پھیلی تھی۔ انہی کی بنا پر اس زبردست اور خطرناک تباہی کو جو ہر سال آتی ہے۔ روکنے کی تدابیر پر غور کیا گیا چنانچہ اس وقت سے ایک نئی پالیسی بنائی گئی۔ کہ سیلابوں پر قابو پایا جائے۔ اور اس کے ساتھ ان دریاؤں سے پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ آب پاشی کا کام لیا جائے۔ بجلی تیار کی جائے۔ جہاز رانی کا کام لیا جائے۔ مچھلیوں کی پرورش کی جائے۔ زمین کی حفاظت کی جائے۔ جنگل لگائے جائیں۔ پینے کا پانی مہیا کیا جائے۔ اور تفریح کا سامان بہم پہنچایا جائے۔

چنانچہ اس نئی پالیسی کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہندوستان کے دریاؤں سے متعدد فائدے اٹھانے کے لئے منصوبہ بندی کا آغاز کیا جائے۔ چنانچہ اب تقریباً ہر صوبہ اور ریاست میں اس قسم کی ایک یا دو سکیمیں زیر عمل ہیں۔ اور ہر ایک یہ چاہتا ہے۔ کہ جس قدر جلدی ہو سکے۔ ایسی مزید اسکیموں پر عمل شروع کر دیا جائے۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ اس وقت تقریباً ۱۷۰ منصوبے ایسے ہیں۔ جو یا تو ابھی تک کاغذی تیاریوں کے مرحلہ سے نہیں گزرے یا اب زیر عمل ہیں۔ اندازہ ہے کہ ان سب پر بارہ ارب روپیہ خرچ ہوگا۔ ۱۹۴۹ء کے مرکزی میزانیہ سے یہ رقم تقریباً چوگنی ہے یا یوں کہ مغربی بنگال، بہار، صوبہ متوسط، آسام اور مشرقی پنجاب کے آئندہ عرصے کے میزانیوں کا بارہ گنا۔ اگر زیادہ سے زیادہ پُرامید ہو لیا جائے تو بھی ان اسکیموں کو جامہ عمل پہنانے کے لئے جس قدر سامان درکار ہے۔ وہ اگلے بیس سال میں بھی مہیا نہیں ہو سکے گا۔ ریلوے کاریگروں اور انجنیئروں کا حصول تو ان کی تعداد بھی اس قدر محدود ہے کہ سب صوبوں میں انہیں حاصل کرنے کے لئے مقابلہ شروع ہو

مرکزی حکومت کے محدود اختیارات۔ ظاہر ہے ایک عام آدمی مرکز سے یہ توقع رکھتا ہے۔ کہ وہ ان اسکیموں کی تقدیم و تاخیر کو طے کرے گا۔ اور ملک کے مختلف صوبوں میں جو اسکیمیں ہیں ان میں تال میل پیدا کرے گا۔ لیکن ۱۹۳۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت دریاؤں سے متعلق ترقی کی تمام سکیمیں صوبائی اختیارات کی جدول میں ہیں۔ صرف اندرونی جہاز رانی میں مرکزی حکومت کو جزوی طور پر اختیارات دئے گئے ہیں۔

ترقی بذریعہ ترغیب۔ چنانچہ ۱۹۴۱ء میں حکومت

نے قوت آبپاشی اور اندرونی جہاز رانی کا ایک مرکزی کمیشن قائم کیا۔ یہ کمیشن اسکیموں میں تال میل پیدا کرتا ہے اور اس کے ساتھ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی تدابیر اختیار کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اختلاف کی صورت میں اس کے پاس آخری حربہ ترغیب ہے لیکن اس کے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں۔

ایک اور قدم وزارت تعمیر معدنیات و برق نے اٹھایا ہے۔ مستقبل قریب میں نئی دہلی میں ایک کانفرنس بلائی جا رہی ہے۔ یہ کانفرنس ان سب اسکیموں میں تقدیم و تاخیر کے سلسلہ میں سفارش کرے گی۔ نئے آئین کے ماتحت دریا لیکن ۱۹۳۵ء کے قانون کے مطابق حکومت ہند کو قانونی طور پر دریاؤں پر اختیارات نہیں نئے آئین کے مسودہ میں اس کی ترمیم زیر تجویز ہے۔

امریکن اور آسٹریلین تجربے - امریکہ میں بھی اسی قسم کی مشکلات پیش آئی تھیں۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء میں وہاں کی فیڈرل گورنمنٹ نے دریاؤں سے متعلق اختیارات کو سنبھال لیا تھا۔ آسٹریلیا میں تقریباً یہی کچھ ہوا۔ ٹینیسی ویلی اتھارٹی اس بات کی بڑی روشن مثال ہے کہ سیاسی اختیارات کے مطابق دریاؤں کی اتنی بڑی سکیموں کو ٹکڑوں میں نہیں بانٹا جا سکتا۔ چنانچہ ہر دریا ایک وحدت ہے اور اس کی ترقی کی سکیموں میں بھی ہم آہنگی اور وحدت ہونا ضروری ہوتی ہے۔

اجمیر مارواڑ کی زرعی امداد کا آرڈیننس

ہندوستان سرکار کی جانب سے اجمیر مارواڑ کی زرعی امداد کا آرڈیننس ۱۹۴۹ء جاری کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد زرعی تنازعوں کو روکنے کے لئے خاص اقدام کرنا اور اجمیر مارواڑ کے مزارعین کو کرایہ، لگان اور کچھ دیگر واجبات کے سلسلہ میں فوری امداد دینا ہے۔ یہ آرڈیننس سارے صوبہ کے لئے ہے۔ [illegible] ہی نافذ کر دیا گیا ہے۔

اجمیر مارواڑ کے کل قابل کاشت علاقہ کا ساٹھ فیصدی حصہ استمرار داروں کی ملکیت ہے۔ اکثر حالتوں میں ان لوگوں کو یہ علاقے مغل اور مرہٹہ حکمرانوں سے اپنی فوجی خدمات کے صلے میں ملے تھے۔ یہ علاقے اجمیر لینڈ اینڈ ریونیو ریگولیشن ۱۸۷۷ء کے ماتحت ہیں۔ اس قانون کے ماتحت تمام کاشتکاروں کو غیر موروثی سمجھا جاتا ہے۔ عام طور پر استمرار دار اپنے مزارعوں کے حقوق کی حفاظت کرنے یا اپنے علاقے کی کاشت کو بہتر بنانے میں ناکام رہے ہیں۔ ان کے خلاف کئی دفعہ شکایات موصول ہوئی ہیں کہ وہ بہت زیادہ کرایہ وصول کرتے ہیں، ناجائز لگان لگاتے ہیں اور مزارعین کو بے دھڑک بے دخل کر دیتے ہیں۔

حکومت نے اس معاملے پر پورا غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ مزارعوں کو میعاد کے تقرر، مناسب کرایہ اور انتقال کے لئے محدود آزادی کے حقوق دینے کے لئے خاص قانون بنایا جائے گا۔ ان حالات میں مارچ ۱۹۴۹ء میں دستور ساز اسمبلی (مقننہ) میں اجمیر مارواڑ ٹیننسی اور لینڈ ریکارڈز بل پیش کیا گیا۔ اسمبلی نے اسے ایک سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کر دیا۔ دیگر ضروری امور کی وجہ سے پارلیمنٹ کے پچھلے اجلاس میں اس بل پر غور نہ ہو سکا۔

جاگیرداروں اور کاشتکاروں میں کشیدگی ہونے کی وجہ سے ہنگامی حالات رونما ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ کاشتکاروں کو لگان داری کے مجوزہ قانون کے فائدوں سے محروم کرنے کے لئے استمرار دار مزارعین کو غیر قانونی طور پر بے دخل کر رہے ہیں اور دیگر طریقوں سے انہیں پریشان کر رہے ہیں۔ کچھ مزارعین کے متعلق ایسی شکایتیں ملی ہیں کہ وہ خالی زمینوں پر ناجائز طور پر قبضہ کر رہے ہیں۔ چونکہ لگان داری کی اصلاح کے بل پر مزید غور کرنے اور اس کے منظور اور نافذ ہونے میں ابھی کچھ وقت لگنا ناگزیر ہے اس لئے مذکورہ بالا آرڈیننس جاری کیا گیا ہے۔ آجکل کاشتکاروں سے جو من مانی وصولی کی جا رہی ہے یہ آرڈیننس اس کی روک تھام کرے گا۔ اس کے علاوہ پیداوار تقسیم کرنے کے طریقے، فصلوں کی قیمت کا اندازہ اور لگان کی وصولی کے متعلق بھی اس آرڈیننس سے کاشتکاروں کو مدد ملے گی۔ یہی معاملے اکثر کشیدگی کا باعث بنتے ہیں۔ آرڈیننس میں اس بات کی بھی پیش بندی کر دی گئی ہے کہ مزارعین لگان نہ دینے کی کوئی مہم شروع نہ کریں اور وہ زمیندار کی زمین پر قبضہ نہ کریں۔ آرڈیننس میں متعلقہ حقوق کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے سزائیں بھی مقرر کر دی گئی ہیں۔

وادیٔ دارہل میں پھر سے امن و امان کا قیام

ایک فوجی نمائندے نے دہاں کی نظر فریب وادی اور وہاں کے لوگوں کی روزمرہ زندگی کے حالات لکھ کر بھیجے ہیں یہ وادی سطح سمندر سے ۔۔۔۹ فٹ کی بلندی پر ہے صاف شفاف پانی والی ندیاں اور خوشنما سبزے کے قطعے وادی کے نظارے کو از حد دلفریب بنا رہے ہیں۔ادھر مغرب کی طرف شفق کی روشنی میں ایک اونچی گھاٹی نظر آرہی ہے۔یہ سطح سمندر سے ۱۱۰۰ فٹ کی بلندی پر ہے۔یہاں ہندوستانی فوج کا ایک دستہ سپاتی بٹالین نیچے دارہل کی وادی میں قیام کرتی ہے۔نزدیک کچے مکانوں کا ایک گاؤں ہے۔جہاں دیہاتی مسلمان کاشت کرتے ہیں۔اور امن امان کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

ایک وقت تھا کہ بندوقوں کے تڑاخ اور توپوں کے دھماکے نے وادی کے امن کو درہم برہم کر دیا تھا اور دیہاتی اپنا چھوٹا بڑا سامان سنبھالتے ہوئے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے تھے۔پچھلے سال ستمبر کی ایک صبح کو جبکہ گھاس پر ابھی گھنی کہر پڑی تھی۔ہندوستانی دستوں نے وہاں دھاوا بولا جونہی اس حملے نے فضا کو گنجا دیا قبائلی حملہ آور بے ترتیبی سے اپنے پیچھے چھوڑ کر بھاگ گئے۔یہ حملہ آور وہاں کئی مہینوں سے دھرنا مارے بیٹھے تھے اس واقعہ کو آٹھ مہینے گذر چکے ہیں۔اوراِن آٹھ مہینوں میں گھر بار چھوڑ کر جانے والے اکثر دیہاتی واپس آ گئے ہیں۔کم از کم پچیس سو مسلمان پھر اپنے گھروں میں آگئے ہیں۔اور سب سابق کاشت کر رہے ہیں یہ خوددار پہاڑی لوگ ہندوستانی سپاہیوں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گاؤں کے نوجوان فوج کے لئے کام کرتے ہیں۔اور معقول روزی کما لیتے ہیں سڑکیں تعمیر کرتے ہیں۔اور اردگرد کے پہاڑی ٹیکوں کے لئے سامان لے جاتے ہیں ہندوستانی سپاہی وادی کے لوگوں سے انڈے مکھن پنیر اور مرغے وغیرہ خریدتے ہیں۔اور ان اشیا کی نقد قیمت ادا کرتے ہیں۔اس کے مقابلے میں حملہ آور دھمکیوں اور جھوٹے وعدوں سے ان سے کام نکال لیا کرتے تھے

حال ہی میں چھبیسویں ڈویژن کے میجر جنرل آتما سنگھ نے جب دارہل کی وادی کا دورہ کیا۔تو وہاں کے ہندوستانی دستوں نے انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا۔اس وقت ان کا پائپ بینڈ بج رہا تھا۔یہ تقریب دھرف غیر متوقع تھی۔بلکہ حیران کن بھی تھی۔کیونکہ جنرل آتما سنگھ چار گھنٹے تک کار میں سفر کرنے کے بعد نوشہرہ سے وہاں پہنچے۔اور دیکھتے ہی دیکھتے پریڈ ساز و سامان سے بینڈ بجنے لگا اور پریڈ ہونے لگی۔

وادی کا درجہ حرارت جموں کی سخت گرمی کی نسبت بہت کم ہے وادی کے چاروں طرف اونچے پہاڑ ہیں۔اور وادی کو دیکھتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک بہت بڑا مردِ آسمان کا سینا دیکھتے دیکھتے سو گیا ہے۔پہاڑوں کے ہر طرف گندم کے کھیتوں کے نصف دائرے سے نظر آرہے ہیں۔اور علاقہ کے مکانوں کی پیلی اور چوڑی چھتیں قدرتی مناظر کو دوبالا کر رہی ہیں۔فوجی کیمپوں میں سپاہیوں کے شور کے دوران میں کبھی کبھی ہل چلانے والے کسان کی "دھو" کی آواز سنائی دیتی ہے۔

ذرا آگے پہاڑی علاقہ کی طرف ایک خالی مکان ہے۔جو رجمنٹ کے سکول کا کام دیتا ہے۔پہاڑی علاقہ میں کیمپ کے سامنے شیرازہ کا بڑی عمدگی سے اہتمام کیا گیا ہے۔

غروب آفتاب کے وقت سارے بٹالین کے سامنے پائپ بینڈ پر مراجعت کی دھن بجائی گئی تھی۔یہ مراجعتی دھن بالکل ایک نئی طرز کی تھی۔اور اس سے پہلے ہم نے ایسی دھن کبھی نہ سنی تھی نہ ہی کبھی یہ اتنی زیادہ موثر اور اتنی زیادہ سنجیدہ معلوم پڑی تھی جب بگلوں کی آواز گرد و نواح کی پہاڑیوں سے ٹکرا کر گونج پیدا کر رہی تھی سو دیہاتی لوگ ہندوستانی فوج کی عجیب روایات پر حیران ہوتے ہوں گے۔جو دُور دراز جنگلوں میں بھی اپنا فولادی ڈسپلن اور دلچسپ رواج قائم رکھتے ہیں۔

رسم مراجعت "ایک سو پائپ بجانے والے" کی دھن پر ساری رجمنٹ نے سلامی دے کر ختم کی واپسی پر راستہ میں جنرل کئی مرتبہ مقامی باشندوں کے گروہوں سے بات چیت کرنے کے لئے ٹھہرے۔انہوں نے ان سب سے پوچھا۔کہ آیا وہ ہندوستانی فوج کے سلوک سے مطمئن تھے۔اور ہر جگہ لوگوں نے غیر مبہم الفاظ میں اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔جنرل نے لوگوں سے جب یہ کہا کہ اگر وہ چاہتے ہوں۔تو فوجوں کو واپس دُور لے جایا جائے۔تو دیہاتیوں کو اس سے بڑا دکھ ہوا۔اور انہوں نے

(بقیہ صفحہ ۴۴۰ پر)

مرکزی آبکاری کی مجرائی کے سلسلہ میں ہند اور پاکستان میں سمجھوتہ

حکومت ہند کچھ عرصے سے غیر رسمی گفت و شنید کے ذریعہ پاکستان کے ساتھ مالی روکاوٹوں یا دوسری پابندیوں کو تجارت کے راستے سے ہٹا کر دونوں ڈومینینوں میں تجارت بڑھانے کے سوال پر غور و خوض کر رہی ہے۔ قبل اس کے کہ باقاعدہ گفت و شنید ہو۔ اس سلسلہ میں پہلے قدم کے طور پر ہندوستان نے پاکستان جانے والی اشیاء کے سلسلہ میں اپنی برآمد کی پالیسی میں نرمی کر دی۔

سمجھوتہ کا مضمون درج ذیل ہے۔

دونوں ڈومینینوں کی طرف سے ایک دوسرے کو برآمد کئے جانے والے مال پر مرکزی آبکاری کی مجرائی۔

پچھلے دنوں ہند اور پاکستان میں جو گفت و شنید ہوئی ہے۔ اس میں حسب ذیل امور طے پائے۔

(۱) یکم جون ۱۹۴۹ء سے ہر ایک ڈومینین ان اشیاء کی برآمد پر جو دوسری ڈومینین میں جا رہی ہوں۔ اور جن پر آبکاری وصول کی جاتی ہو۔ اور جن کی آبکاری میں سے کسی دوسرے ملک کو بھی مجرائی دی جاتی ہو۔ ایک دوسرے کو آبکاری میں سے مجرائی دیں گی۔ علاوہ ازیں اسی تاریخ سے ایک سال تک دونوں حکومتیں ہر ایک اس شئے جس پر اس وقت آبکاری لی جاتی ہے یا جس پر اس دوران میں آبکاری لی جائے۔ مجرائی دے گی۔ خواہ اس شئے کی درآمد پر دوسرے ملکوں کو مجرائی دی جائے یا نہ دی جائے۔

(۲) متذکرہ بالا پہلی دفعہ کے پیش نظر حکومت پاکستان اپنی اس شکایت کو واپس لے لے گی۔ جو اس نے جماعت ہائے معاہد بابئے معاہدہ عام بسلسلہ ٹیرف و تجارت مجرائی آبکاری کے متعلق کی تھی۔

(۳) یکم جون ۱۹۴۹ء سے اس شرط پر کہ ہندوستان پاکستان کو سرسوں کا تیل بلا محصول برآمد کرتا رہے۔ پاکستان بانس اور چھالیہ کی ہندوستان کو برآمد پر سے محصول برآمد ہٹا لے گا۔ اور اگر ضروری انتظامی معاملات انجام پا سکے۔ تو ہندوستان پاکستان سے آنے والے بیڑی تمباکو پر سے اسی شرح سے محصول درآمد کم کر دے گا جس شرح سے اسی نوعیت کے ہندوستانی تمباکو پر جو اسی کام کے لئے استعمال ہوتا ہو آبکاری وصول کی جاتی ہے۔

(۴) موجودہ انتظامات کے ختم ہونے سے قبل کسی مناسب تاریخ کو دونوں ڈومینینوں کی ایک کانفرنس منعقد کی جائے گی جس میں اشیاء کی فراہمی کے لئے ایک نئے معاہدہ پر غور کیا جائے گا۔ اس کانفرنس کے شروع ہونے سے کم از کم ایک ہفتہ پہلے دونوں ڈومینین اپنی اپنی ضرورتوں کی فہرستوں کا تبادلہ کریں گی۔

(۵) دونوں ڈومینین کسی اور تاریخ کو جو دونوں کو منظور ہو۔ مندرجہ ذیل امور کے لئے ایک الگ کانفرنس کریں گی (الف) کچھ اشیاء کے محاصل درآمد یا برآمد میں کمی کرنا یا ان کو منسوخ کر دینا۔ (ب) درآمد اور برآمد کے کنٹرول کے نظم و عمل کو آسان بنانا۔ اس گفت و شنید کے لئے دونوں ڈومینین ان اشیاء کی فہرستوں کا تبادلہ کریں گی جن کے متعلق مالی امداد درکار ہے۔ اس کے ساتھ ان اشیاء کی کم سے کم فہرست بھی دیں گی۔ جن پر درآمد یا برآمد کا کنٹرول رکھنا وہ ضروری سمجھتی ہیں۔

(۶) اگر دونوں میں سے کوئی ایک حکومت یہ شکایت کرے کہ اس معاہدہ سے پورا فائدہ اٹھانے کے سلسلہ میں کوئی رکاوٹ پیش آ رہی ہے۔ تو اس پر پوری طرح غور کیا جائے گا۔

برآمد کے محاصل آبکاری میں دونوں حکومتوں کی طرف سے جو رعایتیں دی جائیں گی۔ اس سے دونوں ڈومینینوں کی تجارت کی اچھی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔ یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ اشیاء کے تبادلہ، بعض اشیاء کے محاصل درآمد و برآمد میں کمی یا تنسیخ اور درآمد و برآمد کے کنٹرول کے نظم و عمل کو آسان بنانے کے جو مزید معاملے زیر غور ہیں ان کے بارے میں بلا تاخیر گفت و شنید ہو گی جس سے باہمی تجارت کو مزید فروغ ملے گا۔ اور وہ تمام فائدے حاصل ہو سکیں گے۔ جو تجارت سے اکثر ہوا کرتے ہیں

کلکتہ میں آٹومیٹک ٹیلیفون سروس کا اجراء

آپریٹروں سے نمبر مانگنے کی زحمت سے نجات

کلکتہ میں آٹومیٹک ٹیلیفون سروس جون ۱۹۵۰ء سے جاری ہو جائیگی یہ سروس جوڑاسنکو، ایونیو اور مرکزی کلکتہ کے تین نئے ایکسچینج دفاتر کے ذریعہ کام کرے گی۔ سب سے پہلے مرکزی کلکتہ میں آٹومیٹک سروس جاری ہوگی اور اس جگہ رہنے والے وہ تیرہ ہزار لوگ جن کے ہاں ٹیلیفون لگے ہوئے ہیں ٹیلیفون پر بات کرنے سے پہلے آپریٹروں کو نمبر بتلانے کی زحمت سے نجات حاصل کر لیں گے۔

اس نئے سسٹم کے ماتحت ہر شخص آپریٹر کی توجہ کا محتاج بنے بغیر ٹیلیفون کا سلسلہ خود بخود ملانے کے قابل ہو جائے گا۔ نئے طریقے کے اجراء سے وقت کی بچت ہوگی اور کام بہتر طریق پر ہوا کرے گا۔ غلط نمبر ملنے کے امکانات گھٹ جائیں گے۔ اور سب سے زیادہ اچھی بات یہ ہوگی کہ ایکسچینج پر ٹیلیفون کرنے والے لوگوں کو اب پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ اور اب وہ ایکسچینج کے کلرک انچارج کو برافروختگی اور ترشروئی سے شکائتیں نہیں کریں گے۔ ٹیلیفون کی فیس ادا کرنے والے ہر ایک شخص کے لئے چار ہندسوں کا ایک نمبر مقرر کیا جائے گا اور اسے ایک ڈائیل رگول چکر مہیا کی جائے گی جس پر انگلی ڈالنے والے سوراخوں میں حرف اور ہندسے دونوں منقش ہوں گے۔ ٹیلیفون کا سلسلہ ملانے کے نئے طریقہ یہ ہوگا کہ سب سے پہلے ٹیلیفون ایکسچینج کے نئے مقررہ تین الفاظ جو ٹیلیفون ڈائرکٹری میں بڑے حروف میں درج ہوں گے باری باری سے گھمائے جائیں گے۔ اور اس کے بعد مطلوبہ نمبر کے چار ہندسے اسی طرح گھمائے جائیں گے۔ اس ٹیلیفون کا جس مرکزی ایکسچینج سے تعلق ہوگا وہاں جو مشینیں اور آلات نصب ہوں گے، وہ خود بخود ہی متعلقہ ایکسچینج اور مطلوبہ نمبر کے ساتھ سلسلہ ملا دیں گے۔

گذشتہ اکتوبر میں جب کلکتہ کا مرکزی ایکسچینج آگ سے تباہ ہوگیا تھا۔ اس سے پہلے ہوڑہ اور ڈم ڈم کے ٹیلیفون ایکسچینج دفاتر سمیت کلکتہ میں کل چھ ایکسچینج تھے جو آپریٹروں کے ذریعہ کام کرتے تھے۔ اس وقت کلکتہ میں کل جتنے ٹیلیفون نصب تھے۔ ان کی تعداد بیس ہزار سے کچھ زائد تھی۔ مجوزہ آٹومیٹک ٹیلیفون سروس کے مکمل ہو جانے پر شروع شروع میں اندازاً اکیاون ہزار ٹیلیفون نصب کئے جا سکیں گے لیکن موجودہ اندازہ کے مطابق ۱۹۸۰ء تک کلکتہ میں ٹیلیفون لگوانے کی مانگ بہت بڑھ جائے گی۔ اس لئے اس بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے اتنی گنجائش محفوظ رکھی جائیگی کہ اس آٹومیٹک سسٹم پر مزید پچاس ہزار سے زائد ٹیلیفون کام کر سکیں

محکمہ ڈاک و تار نے سب سے پہلے ۱۹۲۲ء میں آٹومیٹک ایکسچینج قائم کرنے پر غور کیا تھا۔ حکومت ہند کے بلاوے پر برطانیہ سے چھ انجینیروں کی ایک پارٹی نومبر ۱۹۴۵ء میں کلکتہ پہنچی تاکہ کلکتہ کے ٹیلیفون علاقہ کا مفصل سروے کرنے کا کام سرانجام دیا جائے۔ ۱۹۴۶ء میں انجینیروں کی رپورٹ حکومت کو وصول ہوئی لیکن تقسیم ملک اور دیگر اسباب کی وجہ سے کلکتہ کی آبادی میں بہت زیادہ اضافہ ہو جانے کے باعث اس پر کچھ میں کچھ تبدیلیاں کرنی ضروری ہو گئی تھیں۔ اس لئے نومبر ۱۹۴۸ء میں اس پارٹی کا مشیر اعلیٰ پھر برطانیہ سے ہندآیا۔ اس کے مشورہ سے اس سکیم کا از سر نو مطالعہ کیا گیا۔ بعد ازاں جو نئی ضروریات پیدا ہوگئی تھیں۔ ان کی تفاصیل تیار کرنے کے لئے محکمہ ڈاک و تار کا ایک افسر برطانیہ بھیجا گیا۔

نئے آٹومیٹک سسٹم کے ماتحت پندرہ نئے ایکسچینج دفاتر ہوں گے چونکہ یہ ایک بے حد وسیع کام ہے۔ اس لئے ٹیلیفون سسٹم میں مجوزہ تبدیلی یکے بعد دیگرے پانچ مرحلوں میں کی جائے گی۔ اس سکیم کا پہلا مرحلہ جوڑاسنکو، ایونیو اور مرکزی ایکسچینج دفاتر کا اجراء ہوگا۔ اس کے بعد دوسرا مرحلہ اپریل ۱۹۵۱ء تک مکمل کیا جائے گا۔ اس مرحلہ میں شہر کے کاروباری علاقہ کے لئے بینک اور شہر کے ایکسچینج کھولے جائیں گے۔

کام کو جلد ختم کرنے کی غرض سے ہر ایک مرحلہ کا کام مندرجہ ذیل چار حصوں میں بانٹا جائے گا۔ (۱) ایکسچینج دفاتر کی عمارتیں تعمیر کرنے کے لئے جگہ کا انتخاب اور اس کا حصول۔ (۲) عمارتوں کے ڈیزائن تیار کرنا

ان کی تعمیر (۲) ایکسچینج کے اندر نصب کی جانے والی مشینوں کا حصول (۳) ضروری بیرونی ساز و سامان کا نصب کرنا یعنی ٹیلیفون کے زمین دوز تار اور کھمبوں کے اوپر نصب کئے جانے والے تاروں وغیرہ کو بچھانا اور لگانا (۴) ٹیلیفون لگوانے والوں کے مکانوں کے اندر تار وغیرہ لگانا یعنی ان کے ہاں از سر نو تار لگانا ٹیلیفون کے نئے آلات نصب کرنا۔ تمام ایکسچینج دفاتر کے لئے جگہوں کا انتخاب کیا جا چکا ہے۔ باقی ماندہ ایکسچینج دفاتر کی تعمیر کے لئے نقشے وغیرہ تیار کئے جا رہے ہیں۔ سامان وغیرہ کے لئے انڈین ٹیلیفون انڈسٹریز بنگلور کو آرڈر دئے جا چکے ہیں۔ کلکتہ میں ٹیلیفون مجوزہ تبدیلی کرنے کے لئے پہلے دو مرحلوں کے لئے زیادہ تر سامان ٹیلیفون اینڈ الیکٹرک کمپنی لنڈن سے حاصل کیا جائے گا۔ سال کی پہلی سہ ماہی تک کلکتہ میں بنک اور شہر کے ایکسچینج دفاتر کی مربوط لائنیں بچھا دئے جانے سے قریباً پندرہ ہزار نئے ٹیلیفون لگ یعنی موجودہ تعداد کے دگنے سے بھی زیادہ ٹیلیفون لگ جائیں گے کیا گیا ہے کہ ساری سکیم کو ۱۹۵۲ء کے آخر سے پہلے پہلے مکمل

ملیریا کی روک تھام کی ابتدائی اسکیم

زرعی تحقیقات کی ہندوستانی کونسل کے کامیاب تجربے

زرعی کھوج کی ہندوستانی کونسل کی طرف سے ملیریا انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا نے ضلع جنوبی کنارا کے ان علاقوں میں ملیریا کی روک تھام کے تجربے کئے جہاں چھالیا کی کاشت ہوتی ہے۔ ان تجربوں کے نتائج مظہر ہیں کہ انسٹی ٹیوٹ کی یہ سکیم کامیاب رہی۔ اب زرعی کھوج کی کی انڈین کونسل نے صوبائی حکومتوں کو لکھا ہے کہ جن علاقوں میں ملیریا کا زور ہے وہ وہاں انھیں طریقوں سے کام لیں جو ملیریا انسٹی ٹیوٹ نے اختیار کئے۔ ملیریا ان بیماریوں میں سے ہے جو ہندوستان میں پھیلتی ہیں۔ اس کی وجہ سے ملک کے بہت سے لوگ لقمہ اجل ہو جاتے ہیں۔ زراعت پیشہ لوگ اس بیماری کا اکثر شکار بنتے ہیں۔ کیونکہ انھیں پانی اور نمی میں کام کرنا پڑتا ہے اور ایسی جگہوں پر مچھر بہت ہوتا ہے۔ ہندوستان میں ہر سال مختلف اسباب سے اسی لاکھ آدمی مر جاتے ہیں۔ اندازہ ہے کہ اس تعداد میں سے بیس لاکھ آدمی بالواسطہ یا بلاواسطہ صرف ملیریا کی وجہ سے مرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک میں بہت سے علاقے ایسے ہیں جن کی ترقی نہیں کی جا سکتی کیونکہ وہاں ملیریا کا بہت زور رہتا ہے۔

ملیریا انسٹی ٹیوٹ کی اسکیم کے مطابق جنوبی ضلع کنارا کے سولہ دیہات میں تجربے کئے گئے۔ یہ دیہات مغربی گھاٹوں کی پہاڑیوں کے پاس ڈھائی سو مربع میل کے علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اگرچہ اس کل علاقے میں ملیریا بہت ہوتا ہے لیکن کچھ میں تو بہت ہی شدید حالت پائی گئی۔ تقریباً ہر سال اس علا پیدائشوں سے کہیں زیادہ اموات ہوتی رہیں۔ کل اموات سے ۵۰ فی صدی تک صرف تپ اور بخار کی وجہ سے ہو

ملیریا کی روک تھام کے لئے جو پارٹی بھیجی گئی اس کے کئی مسائل تھے مثلاً مقامی مزدوروں اور مواصلات کی کمی ا لوگوں کی بے توجہی۔ لوگوں کی بے توجہی کی جلد اصلاح کر جب انھوں نے دیکھا کہ کچھ تدابیر اختیار کرنے سے مرض ہو جاتی ہے تو وہ فوراً پارٹی سے مل کر کام کرنے لگے۔ مچھر کے لئے جون ۱۹۴۷ء اور مئی ۱۹۴۸ء کے درمیان تالابوں مچھروں کے دیگر ٹھکانوں پر تین مرتبہ ڈی ڈی ٹی کمپیرا اور کش دوائیاں چھڑکی گئیں۔

اس علاقے میں ملیریا کی روک تھام کے لئے دیہاتیوں تعاون سے ایک مستقل ادارہ قائم کرنے کی بھی تجویز ہے۔ ا کے مطابق پہلے سال دوائیاں چھڑکنے والوں کو تنخواہ دی جائے گی امداد باہمی کی دیہاتی جماعتیں قائم ہو جانے سے یہ کام رہ طور پر ہوتا رہے گا۔ اور مہارت یافتہ لوگوں کی ضرورت نہیں

وادیٔ نشاط کشمیر

تمدنی اور فن کارانہ روایات کی آمیزش

کشمیر کے حسین مناظر نے ہی کشمیر کو شہرت کا تاج نہیں پہنایا بلکہ زمانہ قدیم سے یہ حسین وادی اپنے فن کارانہ کمال اور دستکاری کے لئے بھی مشہور ہے۔ کشمیری فن کشمیری عوام کی حسن پسند فطرت اور جذبات کا حامل ہے۔ اور محبت و یگانگت کے جو جذبات ان کی زندگی میں سرایت کر گئے ہیں کشمیری فنون ان کے آئینہ دار ہیں۔

اس وادی میں بے شمار تاریخی اور عمارتی آثار پائے جاتے ہیں شاہ ہمدان کی شاندار مسجد اگرچہ ایک مسلم عمارت ہے لیکن اس کے کلس۔ کھڑکیوں پر حسین چوبی کام اور ابواب ظاہری طور پر ایک بدھ خانقاہ کا تاثر رکھتے ہیں۔ شاہ ہمدان کی مسجد کے سامنے جہلم کے کنارے نورجہاں نے جو پتھر کی مسجد بنوائی تھی اس کی سنگین محرابیں سے کشن زمانہ کے یونانی اور بودھ فن عمارت کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔

۱۳۸۵ء میں سلطان سکندر شاہ نے جو عظیم الشان جامع مسجد بنوائی تھی وہ سری نگر کی عظیم الشان عمارتوں میں سے ہے۔ اگرچہ اس کے کلس اور گنبد اسلامی فن عمارت کے مرہون منت ہیں لیکن اس کے منارے کشن زمانے کے ہندو فن عمارت سے اثر پذیر ہوئے ہیں۔ اس مسجد میں ۳۷۸ ستون ہیں۔

مقبرے اور دوسری عمارتیں۔ زین العابدین کی والدہ کا مقبرہ جہلم کے چوتھے اور پانچویں پل کے درمیان ہے اور معمار کی شخصیت کا مظہر ہے یہ مسلم مقبرہ ہندوؤں کے لئے بھی مرجع عقیدت ہے۔ چنانچہ ان کے دل میں اس کے لئے اس قدر خوش عقیدگی ہے کہ جب کبھی کسی ہندو کے چیچک جیسی کوئی خطرناک بیماری ہو تو اس مقبرہ سے کوئی ٹوٹا پھوٹا پتھر یا اینٹ لاکر گھر میں برکت کے لئے رکھی جاتی ہے۔ زین العابدین نے ۱۴۲۳ء سے ۱۴۷۴ء تک کشمیر پر حکومت کی اور آج تک کشمیر کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے دلوں میں اس کی یاد باقی ہے۔ لوک گیتوں میں وہ ا سے عام طور پر "بڈشاہ" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ عام روایت ہے کہ وہ ایک ہندو جوگی کا اوتار تھا کشمیریوں کی زندگی میں جو محبت اور بھائی چارہ پایا جاتا ہے وہ دراصل اس کی روح میں رچا بسا تھا۔

زین العابدین کی والدہ کا مقبرہ ایرانی طرز کا ہے۔ اس کے پانچ گنبد ہیں جو اینٹوں سے بنائے گئے ہیں اور تزئین اور آرائش کے لئے نیلی اینٹیں بھی استعمال کی گئیں ہیں۔ لیکن اس کی عظیم الشان دیواریں پر جنھیں ابھرے ہوئے کام سے زینت بخشی گئی ہے ہندو اثر جھلکتا ہے

کشمیر کی غیر مذہبی عمارتوں میں ہندو اور مسلم روایات کو سمو دیا گیا ہے۔ ڈل کے کنارے اور چشمہ شاہی کے مغرب میں ایک وسیع میدان پر جو عمارت پری محل کے نام سے بنی ہوئی ہے۔ وہ ان دنوں کی یادگار ہے جب یہاں علم نجوم کی ایک درسگاہ تھی اور جو آثار خیال شاہزادہ دارا شکوہ نے اپنے استاد ملا شاہ کے لئے بنوائی تھی۔ ہندو اور مسلمان دونوں اس درسگاہ میں آتے تھے اور ہندوؤں کے علم نجوم کا درس دیا جاتا تھا۔

حسین باغ۔ کشمیر کے حسین باغ میں دونوں تمدنوں کا میل ہوتا ہے۔ سری نگر سے کوئی نو میل کے فاصلے پر ڈل کے کنارے شہنشاہ جہانگیر نے ۱۶۱۹ء میں اپنی محبوب بیوی نورجہان کے شالامار کو ترتیب دیا تھا اس باغ کا حسن دنیا بھر میں مشہور ہے۔ جہانگیر کے وزیر اعظم آصف خان نے جو باغ بنوایا تھا وہ بھی شالامار سے کم نہیں۔ اس باغ کو نشاط کہا جاتا ہے۔ ان باغوں پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ ان مغلوں کی ان عشرت گاہوں میں بدھ ہندو اور اسلامی روایتوں کو سمو دیا گیا ہے۔ یہ باغ پہاڑی ڈھلانوں پر ہیں چنانچہ پانی چھوٹی نہروں میں بڑی روانی سے بہتا ہے۔ پہاڑی ڈھلانوں پر باغ بنانا اور انھیں مصنوعی طریقوں سے سینچنا مغل بادشاہوں نے سمرقند ہرات۔ تبریز اور اصفہان

کے باغوں سے سیکھا۔

ایران اور ترکستان میں یہ قاعدہ تھا کہ ان نہروں میں نقش دار نیلی اینٹیں لگاتے تھے اور بعض اوقات قیمتی پتھروں سے ان کی تزئین کرتے تھے تاکہ شفاف پانی میں ان کی چمک دمک نگاہ کو دعوت نظارہ دے سکے۔ تقریباً کشمیر کے سب باغوں میں بھی اس کی تقلید کی گئی ہے نہریں اس انداز پر بنائی گئی ہیں کہ پانی رواں تختہ بہ تختہ نہروں میں مسلسل رواں رہے بعض جگہ ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ آب رواں کا تسلسل قائم رہتا ہے چنانچہ شالامار میں جو نہریں بہتی ہیں وہ اس قسم کی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں نشاط کی نہریں شور ہنگامہ بپا کرتی اور سفید جھاگ بناتی حوضوں میں گرتی ہیں۔ یہ حوض عموماً مستطیل ہوتے ہیں اور ان میں چھوٹے چھوٹے فوارے بنے ہوئے ہیں۔ سارا نقشہ ایرانی اور ترکی اثرات کا آئینہ دار ہے۔

پھولوں کی کیاریاں اور پھل۔ لیکن چمن بندی کیاریوں کے ترتیب اور درختوں کی تنظیم میں مغلوں نے بدھ اور چین روایات کی تقلید کی ہے۔ نہروں کے کناروں پر گلاب و نرگس کو کنار و گل لالہ رنگا رنگ لگائے گئے ان کے عقب میں سرو کے درخت اور بیرونی دیواروں کے ساتھ ساتھ سایہ دار درخت لگائے گئے اور جو کور قطع چمن سے جو پڑی کی نہریں گذرتی ہیں پھل دار درختوں اور پھولوں کی جھاڑیوں سے مزین ہیں۔ اور پھر ایسے بھی تختے ہیں جہاں حسین پھول مسکراتے ہیں یا جہاں کناروں پر استادہ درخت اپنی چھاؤں سے سکون بخشتے ہیں۔ ایک ہی باغ میں پھل دار درخت لگانا اور پھر اس کی چمن بندی کرنا ہندو اور اسلامی روایات کے ارتباط کا نتیجہ ہے ایران ترکستان میں بوستان عوام کے لئے لازمی تھا اور ہندوستانیوں کی زندگی گلستان کے بغیر تشنہ تھی۔ قدیم ہندوستان میں ہر ہندو کے مکان اور مندر میں ایک چمن ہوتا تھا کیونکہ پاسنا کے وہ پھول جنہیں بھگت نے خود اپنے چمن میں نہ چنا ہو اعزاز قبولیت نہیں پاتے تھے۔ شالامار نشاط چشمہ شاہی ویری ناگ اور اچھبل کے باغوں میں ایرانی اور ترکستانی بوستان اور بدھ اور ہندو گلستان کو ملا کر حسن کے نئے معیار کی تخلیق کی گئی!

ہندو اثرات۔ نشاط اگرچہ اپنی عام ترتیب کے لحاظ سے شالامار کا مثل ہے لیکن اہم تفصیلات میں دونوں باغ مختلف ہیں۔ اس باغ پر ہندو اثرات نہایت واضح ہیں چنانچہ راس منڈل کے بارہ برج کے نشان کے طور پر اس میں بارہ سطح تختے ہیں جو ترتیب کے ساتھ سیڑھیوں کی طرح بلند سے بلند تر ہوتے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے اسے "تختوں کا باغ" کہتے ہیں۔

ویری ناگ باغ جس کی آغوش میں جہلم کا منبع ہے کبھی نورجہاں کا محبوب باغ تھا۔ اس باغ کا مندر ہندو اور مسلمانوں کی مشترکہ کوششوں کا مظہر ہے۔

مانس بل جھیل کے کنارے جو اسی نام کا باغ ہے اس میں ایک ہندو مندر کے کھنڈر ابھی تک موجود ہیں اب اس کھنڈر کا کچھ حصہ پانی میں ہے۔

پیپر ماشی اور دوسری صنعتیں۔ کشمیر تزئین اور آرائش کی بے شمار صنعتوں کا گہوارا ہے۔ کاغذ کا نشاستہ بنا کر تزئین و آرائش کی اشیا تیار کرنے کے جس فن کو پیپر ماشی کہا جاتا ہے۔ ان اشیا کو سکھا کر چمکایا جاتا ہے اور پھر قوس قزح کے رنگوں سے آب بھری جاتی ہے۔ اگرچہ یہ فن بھی ایران سے آیا لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایرانی تخیل کو کشمیری دستکاروں نے کس طرح اپنی سماجی اور فن کارانہ صلاحیتوں کو قائم رکھتے ہوئے اپنایا ہے۔

شال بافی اور حریری سوزن کاری میں اور اس طرح پیپر ماشی کی صنعت میں کشمیری دستکار ایران اور اپنے ملک دونوں کے فیضان سے اچھے نقشے اور خاکے مرتب کرتا ہے کہیں ترکی اور منگول شاہزادے چوگان کھیلتے نبرد آزما ہوتے یا شیر کا شکار کرتے نظر آتے ہیں اور انہیں دیکھ کر ہمیں بے ساختہ فردوسی کے شاہنامہ کے مرقع نظر آجاتے ہیں لیکن جب رام چڑیا اور بلبل نظر آتی ہے ڈل کی مرتعش سطح پر کھلے ہوئے جھومتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ڈھلوان پہاڑیوں پر جنگلی پھول پھیلے دکھائی دیتے ہیں تو ان سے چمن کی پرانی راجدھانی بشولی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

لکڑی اور تلینے کا کام۔ کشمیری دستکار کے مشاق ہاتھوں میں اخروٹ جیسی لکڑی بھی حیرت انگیز طور پر بدل جاتی ہے اور جو اشیا اس سے تیار کی جاتی ہیں وہ اپنی ساحرانہ کشش کے باعث

(بقیہ صفحہ ۴۶۴ پر)

ہندوستانی فوج میں ماہرین کو تربیت





(اوپر) شہریوں کو فوجی تربیت دینے کی اسکیم عمل میں لائی جا رہی ہے۔ جنرل کیری آپا ورزش کے ایک انداز کو درست کر رہے ہیں۔ (دائیں) تربیت گاہ کا نظارہ





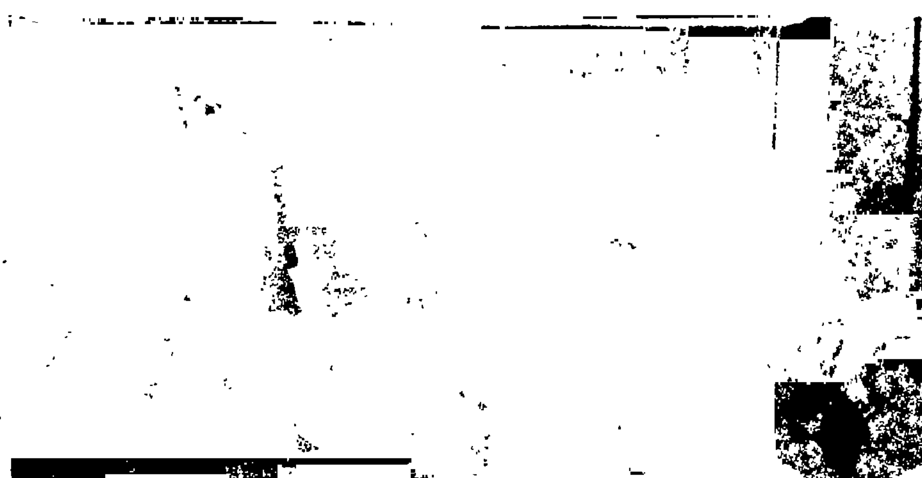
(اوپر) بجلی کا کام سیکھا جا رہا ہے۔ (دائیں) بحری جہاز کی ایک کوٹھڑی۔ جس میں جوانوں کو مختلف ہنروں کی تربیت دی جاتی ہے۔



وزیر صحت
راجکماری
ہندوستانی
کونسل کا
کر رہی



ئی دلی میں وزیر
صحت آنریبل
اجکماری امرت کو
نرسنگ کونسل آف
نڈیا کا افتتاح
کر رہی ہیں۔

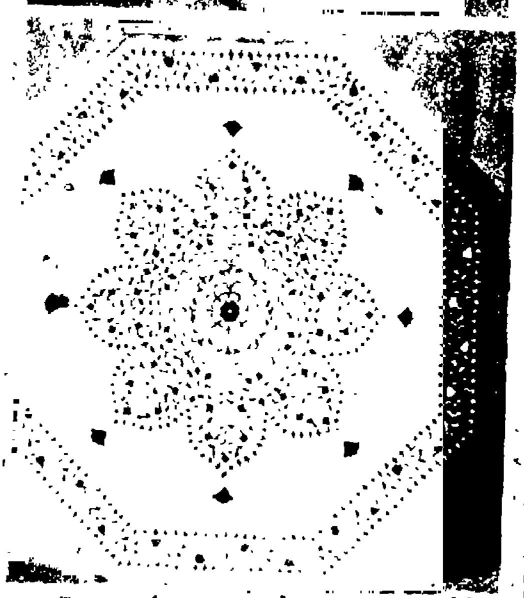


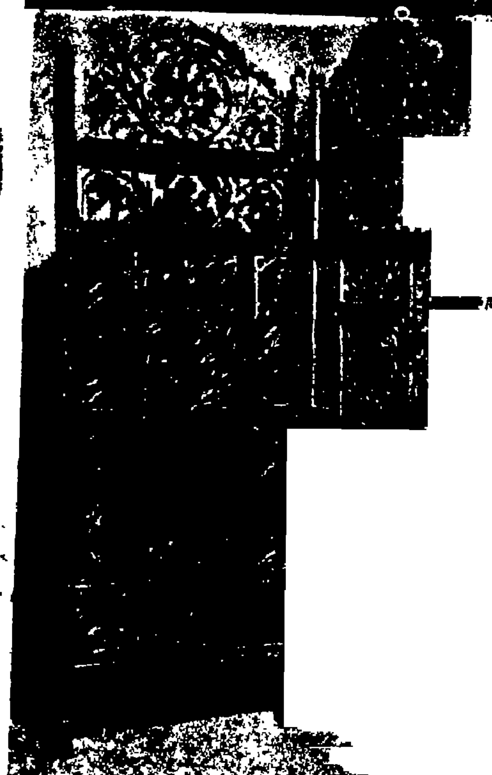
مغربی بنگا
گورنر ہز ایکس
ڈاکٹر کے این
کلکتہ میں ٹیکنیکا
سے متعلقہ
کونسل کے چ
سالانہ اجلا
افتتاح کرتے

تی ہکی یہ دیدہ زیب چیزیں کشمیر کی شہرۂ آفاق کاریگری کا نمونہ ہیں۔
، پیپر ماشی کا ایک کاسہ۔ بائیں پیپر ماشی کا سامان مشاطگی۔





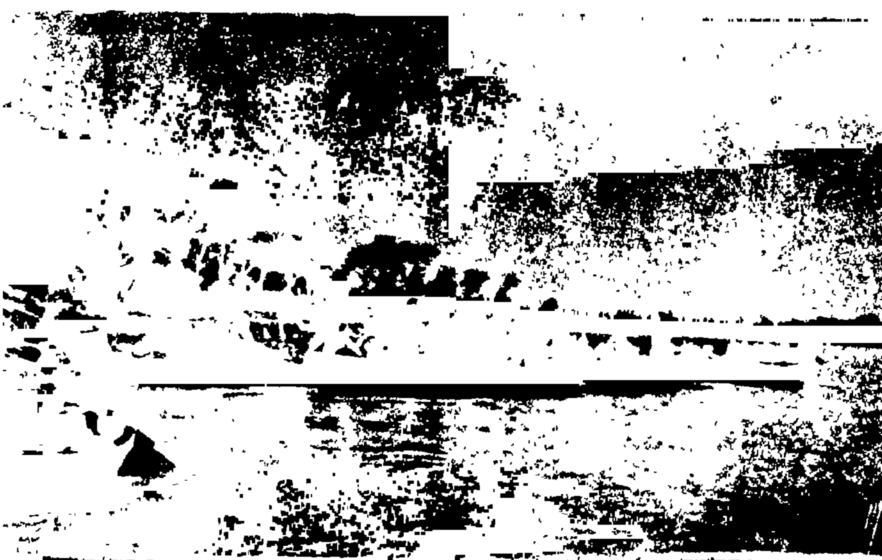




کشمیر کی لکڑی کا کام دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اوپر: میز کا اوپری حصہ اس پر
اتھی دانت سے نقش و نگار بنائے گئے ہیں۔ دائیں: لکڑی کا کام







وپ۔ دریا عبور
رنے کی مشق میں
بن جوان اپنا
امان ساحل
لا رہے ہیں
پر (بائیں)
ریا کو عبور
نے کے بعد
ان حملے کے
ئے تیار ہیں۔

ہند میں ٹریکٹروں کے استعمال سے حیرت انگیز نتائج

ساٹھ لاکھ ایکڑ زمین میں پھر سے کاشتکاری

جنگ کے زمانہ میں امریکن فوج نے آسام میں مشہور لیڈو روڈ تعمیر کرنے کے لئے ۲۰۰ ٹریکٹر استعمال کئے تھے۔ ان کو ناکارہ قرار دیکر چھوڑ دیا تھا۔ اب مرمت کرکے انہیں نیا بنا لیا گیا ہے اور اب یہ ٹریکٹر شمالی اور وسطی ہند کے وسیع قطعات اراضی میں ہل چلانے کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ پرانے ٹریکٹروں کو پھر سے نئے بنا کر استعمال کرنے کا یہ کام مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن کر رہی ہے جس نے ہند میں خوراک کی پیداوار بڑھانے کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے ٹریکٹروں سے کام لینا شروع کر رکھا ہے۔ اس آرگنائزیشن کا ورکشاپ دہلی کے مضافات میں [illegible] پوسا میں واقع ہے۔

توسیع کی سکیم پہلے پہل مارچ ۱۹۴۷ء میں تجربہ کے طور پر معمولی پیمانہ پر یہ کام شروع کیا گیا تھا۔ اس وقت ٹریکٹر کو ایک بیش قیمت عجوبہ خیال کرتے ہوئے دیہاتیوں کے دلوں میں اس کی کامیابی کے خلاف کئی طرح کے شکوک پیدا ہوتے تھے لیکن اب مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن نے سی پی، مدھیہ بھارت، مشرقی پنجاب اور یوپی میں گھاس پات سے اٹی ہوئی وسیع زمینوں میں مشینوں کے ذریعہ کاشتکاری شروع کر دی ہے۔ اس وقت اس آرگنائزیشن کے عملہ میں چودہ سو افراد کام کرتے ہیں جن میں ۲۰۰ موٹر ڈرائیور اور قریباً اتنے ہی موٹر ڈرائیوری سیکھنے والے شاگرد اور ٹیکنیکل کام کرنے والے ہیں۔ ان میں سے کئی نے ساری تربیت اس ورکشاپ میں ہی حاصل کی ہے۔ مرکزی حکومت نے اگلے چند سالوں کے اندر ہی غیر ممالک سے ۳۷۵ بھاری ٹریکٹر درآمد کرنے کی سکیم تیار کی ہے۔ اگر یہ سکیم کامیاب ہو گئی تو ٹریکٹروں کے لئے علاقائی مرکز کھولے جائیں گے تاکہ یوپی، مغربی بنگال اور اڑیسہ، وسطی ہند اور شمال مغربی ہند کے تین علاقوں کی ضروریات پوری کی جا سکیں۔ مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن ہی علاقائی ورکشاپ کے کام کی نگرانی کرے گی۔ مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن کے ڈائریکٹر کو یقین ہے کہ ان علاقائی ورکشاپوں کے لئے مطلوبہ عملہ ضرورت پڑنے پر مہیا کیا جاسکے گا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس مقصد کے لئے حسب ذیل عملہ درکار ہوگا۔ ۵۰۰ ڈرائیور، ۳۷۵ ڈرائیوری سیکھنے والے شاگرد، ورکشاپوں کو چلانے کے لئے ٹیکنیکل عملہ کے علاوہ نگرانی کرنے والوں، اسسٹنٹ انجینیروں اور علاقائی زرعی انجینیروں کی مناسب تعداد۔ اعلیٰ عملہ کو سمندر پار ممالک میں تربیت دلائی جائے گی۔ ان کی تربیت کا عرصہ چھ ماہ سے زائد نہ ہوگا۔ اس کام میں کوئی خاص دقت پیش نہ آئے گی کیونکہ ٹریکٹر تیار کرنے والے کارخانوں نے یہ منظور کر لیا ہے کہ وہ اپنی ورکشاپوں میں ہندستانی عملہ کو تربیت دیں گے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے انجینیروں کی خدمات بھی پیش کی ہیں جو قریباً تین برس کے لئے ہند میں کام کریں گے۔

کانس کی تباہی خیز لعنت سے نجات

مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن کے ٹریکٹروں نے ہندوستان کی تباہی خیز گھاس کانس کو نیست و نابود کرنے کا واحد طریقہ بتا دیا ہے۔ اس نامراد کانس نے لاکھوں ایکڑ قابل کاشت زمینوں کو ناکارہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ کانس سے اٹے ہوئے رقبوں میں کم از کم ایک فٹ گہرے ہل چلانے سے نہ صرف کانس ہی نیست و نابود ہو جاتی ہے بلکہ ان میں دیہاتیوں کی امید سے بھی زیادہ وافر فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ پچھلے برس سی پی اور یوپی میں جن ہزارہا ایکڑ زمینوں کو پھر سے زیر کاشت لایا گیا تھا ان میں ایسی اعلیٰ ربیع کی فصلیں پیدا ہوئی ہیں جن کی فی ایکڑ اوسط پیداوار بارہ سو پونڈ ہے۔ حالانکہ دیگر علاقوں کی زمینوں میں چار سو پونڈ فی ایکڑ اوسط پیداوار ہوتی ہے۔ بلکہ بعض قطعات میں پیداوار کی اوسط پندرہ سو پونڈ فی ایکڑ سے بھی بڑھ گئی ہے۔ علاوہ ازیں یہ پیداوار ایسی زمینوں سے ہوئی ہے جن میں نہ تو کھاد ڈالا گیا ہے اور نہ آبپاشی ہی کی گئی ہے۔ دیہاتی لوگوں نے جب بنجر زمینوں میں اس طرح اناج کی وافر فصلیں اُگتی دیکھیں تو انہوں نے ٹریکٹروں سے

مطالبہ میں معتد بہ اضافہ کرنا شروع کر دیا۔ اگر صوبائی حکومتیں کسانوں کی اس بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے قابل نہیں ہو سکی ہیں تو یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے۔

نئے ٹریکٹروں میں عام طور پر دس ہزار گھنٹے کام کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے لیکن مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن نے پرانی مشینوں کی مرمت کر کے انہیں سات ہزار گھنٹے تک کام کرنے کے قابل بنا لیا ہے۔ اس کے بعد یہ مشینیں محض ناکارہ لوہا ہی رہ جائیں گی۔ ایسی مشینوں سے ہی کام لے کر اس آرگنائزیشن نے سال رواں کے پہلے چار ماہ میں ہی چالیس ہزار ایکڑ سے زائد زمینوں میں پھر سے کاشتکاری کر لی ہے۔ یہ زمینیں یوپی کے اضلاع میرٹھ، نینی تال اور جھانسی میں سی پی کے کھڑکی، چھندواڑہ، ساگر، جبل پور، بھیلسا اور گرد و کوٹ اضلاع میں اور مشرقی پنجاب کے ضلع کرنال میں ہیں۔

چلتے پھرتے ورکشاپ۔ چند ٹریکٹروں کے ہر ایک دستے کے ہمراہ ایک چلتا پھرتا ورکشاپ بھی ہوتا ہے جس کے ساتھ تربیت یافتہ مستری ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک افسر ورکشاپ کا اور دوسرا ٹریکٹر کے انجن کا ماہر ہوتا ہے۔ ہر ایک دستہ کا انچارج خود بھی تربیت یافتہ مستری ہوتا ہے اسے سپروائزر کہتے ہیں۔ زمینوں کی بازیابی کا کام بہت سخت اور محنت طلب ہوتا ہے۔ خاص کر گرمیوں کے موسم میں جب کہ اکثر بلا سایہ میں درجہ حرارت ۱۱۵ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے لیکن اس کام کا معاوضہ بھی ملتا ہے۔ یہ خدمت صرف چھ ماہ کے عرصے کے لئے ہوتی ہے اور ہندوستانی معیار کے مطابق اس کی اجرت بہت اچھی ملتی ہے۔

ٹریکٹر اور بیلوں سے کھیتی باڑی۔ مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن کے چیئرمین اپنے آپ کو کسان کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان کا ٹریکٹروں کے ذریعہ کھیتی باڑی کرنے پر اندھا دھند اعتماد نہیں ہے۔ ہندوستانی زراعت اور ہندوستان کے کاشتکاروں کے بارے میں ان کو جو بہت زیادہ تجربہ حاصل ہے اس کی بنا پر ان کا یقین ہے کہ ہندوستان میں مشینوں کے ذریعہ کھیتی باڑی کے سب کام کرنا ابھی ایک خواب بعید ہے۔ ابھی یہ بھی یقینی نہیں ہے کہ آیا ایسا اقدام قابل عمل یا پسندیدہ بھی ہے یا نہیں۔ ان کی رائے یہ ہے کہ سارے ملک میں کل تقریباً آٹھ کروڑ ستر لاکھ ایکڑ زمینیں اس وقت بیکار پڑی ہیں جس سے پچیس فیصدی حصہ کو پھر سے زیر کاشت لایا جا سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں آئندہ چھ برسوں میں ساٹھ لاکھ ایکڑ زمینوں کو پھر زیر کاشت لانے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔ ہمیں یہ امر پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جہاں کہیں بیکار پڑی قابل کاشت زمینوں کے بہت بڑے رقبے پھر سے زیر کاشت لائیں ان سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے ان میں تجارتی بنیادوں پر کھیتی باڑی کی جائے۔ ان رقبوں کو امداد باہمی کے اصول پر مبنی بڑے بڑے کھیتوں میں بدل دیا جائے۔ زمینوں کو پھر سے توڑنے کے مشکل کاموں کے لئے ٹریکٹر استعمال کئے جائیں لیکن کھیتی باڑی کرنے کا باقی ہلکا کام بیلوں سے لیا جائے۔

اس کے علاوہ ایک اور قسم کی زمینیں بھی ہیں جن میں ٹریکٹروں کے استعمال سے دیرپا نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ یعنی وہ زمینیں جو کانس اور ہرایلی قسموں کی گھاس کے بتدریج پھیلنے سے رفتہ رفتہ ناقابل کاشت ہوتی جاتی ہیں۔ یہ زمینیں جو گندم اور جوار پیدا کرنے کے لئے بہت عمدہ قسم کی ہوتی ہیں بھاری مشینوں کے ذریعہ گہرے ہل چلانے سے از سر نو پیداوار بنائی جا سکتی ہیں۔ ایسا کرنے سے گھاس کی بیخ و بنیاد برباد ہو جاتی ہے۔ اور کسان ان زمینوں پر اپنے سودیشی اوزاروں کے ذریعہ کھیتی باڑی کر سکتا ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن کی بھاری مشینیں اس کام میں امداد دینے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ بعض دیگر حالات میں بھی جہاں بیلوں کی قلت ہے مرکزی وزارت زراعت نے ہل چلانے کا ضروری کام اپنے ذمے لیا ہے۔ اس طریق کار کو بیان کرنے کے بعد کسی طرح بحث مباحثہ کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

لندن سمجھوتے سے دولت مشترکہ کا تصور یکسر بدل گیا۔ (بقیہ صفحہ نمبر ۴۴۰)

تھا جیکب سے رہا کر دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ کسی خاص غرض کے حصول کے لئے ایک ڈھونگ رچایا گیا تھا۔ وہ غرض کیا تھی۔ مسئلہ کشمیر کے متعلق کچھ ہو یہ نہایت غیر ذمہ دارانہ طرز عمل ہے۔ وہ اپنے عوام کو وقتی طور پر گمراہ کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ بیک اصل بات کو بھول جائیں گے ہم نے پاکستان سرکار کو پھر لکھا ہے اور ان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ہندوستانی ترا اشی کر کے شکایات کو ...

اناج کی پیداوار بڑھانے کی پوری پوری کوشش کی جانی چاہئیے

وزارت زراعت کے سیکریٹری کی عوام سے تعاون کے لئے اپیل

اتوار ۲۲ مئی کو وزارت زراعت حکومت ہند کے سیکریٹری شری کے ایل پنجابی نے آل انڈیا ریڈیو دہلی سے ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے بتایا کہ ہندوستان میں غذا کی جو قلت ہے۔ وہ کچھ زیادہ نہیں ہے مسلسل تین سال تک بارش کی کمی کی وجہ سے ہمیں اس وقت مجموعی طور پر قلت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور وہ علاقے جن میں فالتو اناج پیدا ہوتا تھا تقسیم ملک کی بنا پر ہندوستان سے علیحدہ ہو گئے ہیں بہر حال احتیاط کے بعد جو حساب لگایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ اگر موسم موافق رہا تو سال ۱۹۵۱ء تک ہم ۱۰ فیصدی پیداوار بڑھا کر یہ قلت دور کر سکتے ہیں۔ اس اندازے میں بڑھتی ہوئی آبادی کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

سارے ملک کا معاملہ شری کے ایل پنجابی نے بتایا کہ عام زمانہ میں مرکزی حکومت زرعی معاملوں میں صوبائی سرگرمیوں کے تال میل کا کام کرتی ہے۔ اس کے علاوہ فصل کے بارے میں تحقیقات کا کام بھی مرکزی حکومت کا ہے۔ لیکن پچھلے دنوں جو کچھ ہوا ہے اس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ خوراک کا معاملہ سارے ملک سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرکزی حکومت صوبائی حکومتوں کے کام میں مداخلت کرے لیکن میل کرانا اور کاموں کو مربوط بنانا بہر حال مرکزی حکومت کا کام ہے۔

زمین کی طرف سے بے پروائی کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں فی ایکڑ پیداوار کا اوسط گھٹتا جا رہا ہے۔ عام بیانات کی طرح اس بیان میں بھی تھوڑی بہت سچائی ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ ملک بہت وسیع ہے۔ اور اس میں ہر قسم کی اراضی ہے۔ یہاں بھی یہاں بہت کافی پیداوار ہوتی ہے۔ علاوہ ایسی بھی جس میں پوری محنت کے باوجود اچھی پیداوار نہیں ہوتی لیکن یہاں ایسے بھی قطعات ہیں۔ جہاں چار سو اور پچاس چاول فی ایکڑ پیدا ہوتا ہے۔ ہماری اراضی میں نائٹروجن کی بڑی کمی ہے اور چاول گیہوں کی فصلیں نائٹروجن زیادہ خرچ کرتی ہیں چنانچہ ہماری طویل المیعاد سکیموں میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ کہ ہر ایک گاؤں اور قصبہ میں مرکب کھاد تیار کی جائے۔ باہر سے بھی کچھ مصنوعی کھادیں منگائی جا رہی ہیں۔

غذا کے سلسلہ میں خود مکتفی ہونے کی تجویز۔ افسوسناک امر ہے کہ وہ ملک جو کچھ عرصہ قبل خوراک برآمد کرتا تھا اب اسے اپنے لئے دوسرے ملکوں کا محتاج ہونا پڑ رہا ہے۔ چنانچہ غیر ملکی کرنسی کا بہت سا حصہ اس درآمد پر خرچ ہو جاتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی اور معیار زندگی کے ساتھ ساتھ زرعی ترقی نہیں ہوئی بہر حال یہ بڑی اچھی بات ہے کہ اس کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ ہر ایک صوبہ اور ریاست پیداوار بڑھانے کی تجاویز تیار کر رہی ہے۔ اور ان تجاویز کو جامۂ عمل پہنانے کے لئے کوشاں ہے۔ اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ زیر کاشت زمین سے زیادہ سے زیادہ اناج پیدا کیا جائے۔ جو زمینیں غیر ضروری گھاس وغیرہ سے خراب ہو گئی ہیں۔ انہیں بھی دوبارہ قابل کاشت بنایا جا رہا ہے۔ گنگا کی وادی میں ڈیڑھ ہزار سے زائد کنوئیں کھودے گئے ہیں۔

غیر مزروعہ زمین کو قابل کاشت بنانے کا کام۔ ان زمینوں کو قابل کاشت بنانے کا کام بھی جاری ہے جو گھاس اور سرکنڈے سے بیکار ہو گئی ہیں۔ یہ کام بھاری ٹریکٹروں سے کیا جاتا ہے۔ دوسرا ان زمینوں میں زراعت کرنا جو بہت عرصہ سے بیکار پڑی ہیں۔ یا جہاں جنگل پیدا ہو گئے ہیں۔ ان زمینوں میں بھی بھاری ٹریکٹروں سے کام لیا جاتا ہے ہندوستان میں کم از کم ایک کروڑ ایکڑ زمین ایسی ہے جس میں کاشت ہو سکتی ہے۔ اور جو مدھیہ پردیش میں چالیس لاکھ ایکڑ ایسی زمین جس میں گھاس ہے اور بیس لاکھ ایکڑ فالتو زمین کو اگلے چھ سال میں زیر کاشت لانے کی تجویز تیار کی گئی ہے۔ لیکن ملک کو جون ۱۹۵۱ء سے قبل خود مکتفی بنانے کے لئے صرف ۸۰ لاکھ ایکڑ زمین کو ہی زیر کاشت لانے پر غور کیا جا سکتا ہے۔ اب تک جو کوششیں کی گئی ہیں۔ وہ بڑی حوصلہ افزا ہیں بہت

سے علاقوں میں بہترین فصلیں ہوئی ہیں۔ اور ٹریکٹروں سے کاشت کرنے پر جو خرچ آیا ہے وہ پہلے سال کی فصلوں سے ہی پورا ہو گیا۔

زراعتی سرگرمیاں۔ ہر ایک صوبے اور ریاست نے اگلے دو سال میں اناج کی پیداوار بڑھانے کا ایک منتہائے مقصود مقرر کر لیا ہے۔ مستند سکیموں کے سلسلہ میں حکومت ہند کاشتکاروں کو اخراجات کا ۲۵ فیصدی امداد دیتی ہے اتنی ہی رقم صوبائی حکومت بھی دیتی ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس قسم کی سکیمیں ۱۹۵۱ء تک پیداوار بڑھانے کے قابل ہوں۔ سال گذشتہ مرکزی حکومت نے چار کروڑ روپے کی امداد دی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صوبائی حکومتوں کی امداد ملا کر آٹھ کروڑ روپیہ کاشتکاروں کو دیا گیا۔ اور مجموعی طور پر کنوئیں اور تالاب بنانے، اچھے بیج حاصل کرنے اور کھاد دینے پر سولہ کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ اس سال کے لئے حکومت ہند نے چھ کروڑ روپے کی امداد منظور کی ہے۔

عوام کا تعاون۔ شری کے ایل پنجابی نے کہا کہ ہماری تجویز کا انحصار عوام کے دلی تعاون پر ہے۔ یہ عوام کی حکومت ہے اور جب تک سب طبقے جماعتیں اور تنظیمیں تعاون نہ کریں حکومت صحیح طریقہ پر کام نہیں کر سکتی۔ ملک نے عوام کی کوششوں اور عزم سے سیاسی آزادی حاصل کی ہے اسی جذبہ سے کام کر کے ہم اپنی پیداوار بھی بڑھا سکتے ہیں۔ کسانوں کو زیادہ خوراک پیدا کرنی چاہیئے۔ بڑے بڑے شہروں میں رہنے والے لوگ بھی اپنے باغوں اور صحنوں میں ترکاریاں پیدا کر کے اور اسی طرح کی دوسری چیزیں بو کر تعاون کر سکتے ہیں۔

لڑائی کے دنوں میں برطانیہ کے لاکھوں باغوں نے گھریلو ضرورت کے لئے کافی سبزیاں پیدا کیں۔ جن کیاریوں میں پھول ہوتے تھے ان میں سبزیاں بو دی گئیں۔ دوسرے آزاد ملکوں نے اپنے لئے جو کچھ کیا ہے ہندوستان بھی وہی کچھ کر سکتا ہے۔

صوبوں میں مرکب کھاد تیار کرنے کی مہم

پیداوار بڑھانے کی مہموں کے سلسلہ میں بہت سی صوبائی حکومتوں نے شہری اور دیہاتی کوڑے کرکٹ سے مرکب کھاد تیار کرنے کی اسکیموں پر عمل شروع کر دیا ہے۔ شہری اور دیہاتی کوڑے کرکٹ سے جو لاکھوں ٹن اچھی قسم کی کھاد تیار کی جا سکتی ہے وہ آج کل اس لئے تیار نہیں ہوتی کہ کوڑے کرکٹ سے مرکب کھاد تیار کرنے کے انتظامات نہیں ہیں۔ اب کچھ صوبائی حکومتیں یہ کوشش کر رہی ہیں کہ کھاد کے لئے کوڑے کرکٹ سے جتنا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اٹھایا جائے۔ ہندوستان میں قریباً چار ہزار قصبے ایسے ہیں جن میں پانچ ہزار اور اس سے زیادہ لوگ بستے ہیں۔ اندازہ ہے کہ ان تمام قصبوں کے کوڑے کرکٹ سے اچھی قسم کی ایک کروڑ ٹن مرکب کھاد تیار کی جا سکتی ہے اور یہ کھاد ہندوستان کی سالانہ پیداوار میں ڈیڑھ کروڑ سے دو کروڑ من تک اضافہ کر سکتی ہے۔ مرکب کھاد تیار کرنے کا کام میونسپلٹیوں اور صوبائی حکومت کے خاص افسروں کے ماتحت ہو رہا ہے۔

مشرقی پنجاب کے ۳۰۰ دیہات میں اور کچھ قصبوں میں پہلے ہی زیادہ کھاد تیار کرنے کی اسکیم پر عمل ہو رہا ہے۔ اس کام کی نگرانی کے لئے ایک خاص افسر مقرر ہے جس کے ساتھ ماہرین۔ زرعی اسسٹنٹ اور بہت سے مقدم کام کر رہے ہیں۔ صرف پچھلے چار مہینوں میں قریباً چالیس ہزار ٹن مرکب کھاد تیار کی گئی۔ ۱۹۴۸ء کے سارے سال میں کل چھیالیس ہزار ٹن مرکب کھاد تیار کی گئی تھی۔ میونسپلٹیاں اور دیگر غیر سرکاری اداروں کی زیر نگرانی دیہاتی اور شہری کوڑے کرکٹ کو بچانے اور اسے مناسب طور پر استعمال کرنے کے کچھ قانونی اقدام بھی زیر غور ہیں۔

مدراس میں اس وقت ۸۵ میونسپلٹیاں مرکب کھاد تیار کروا رہی ہیں۔ مدراس سے جو تازہ ترین اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق اس وقت مدراس میں ۴۴ ہزار ٹن خام کھاد تیار ہے۔ اگلے دو ماہ میں جب کاشت پورے زور سے شروع ہو گی تو اس سے کام لیا جائے گا۔

حکومت صوبجات متوسط و برار نے دیہاتی کوڑے کرکٹ سے مرکب کھاد تیار کرنے کی تربیت دینے کے انتظامات کئے۔ صوبہ کے گیارہ مرکزوں میں ایسے تربیت یافتہ لوگوں کی تعداد میں اضافہ سے مزید قصبے اور دیہات مرکب کھاد تیار کرنے کی سکیم کے تحت آ جائیں گے جس سے پیداوار میں کافی اضافہ ہو جانے کی توقع ہے۔

چنے پر کنٹرول نہیں ہٹایا جائے گا

تھوک فروش بروقت اپنے ذخیروں کے متعلق اطلاع دیدیں

تاجروں کی طرف سے ہند سرکار کو بدستور ایسی شکایات موصول ہو رہی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ فراوانی کے کچھ علاقوں میں چنے کے ذخیرے پڑے پڑے خراب ہو رہے ہیں۔ لہٰذا مختلف صوبوں اور ریاستوں میں چنے کی نقل و حرکت کے لئے موجودہ صورت کی صراحت کر دینا ضروری ہے۔

دسمبر ۱۹۴۸ء میں چنے کے کنٹرول کو درجہ بدرجہ ہٹانے کے لئے حکومت نے جو پالیسی اختیار کی تھی۔ اس کے مطابق ۱۹۴۹ء کے شروع میں چنے کا کنٹرول ہٹا دیا گیا۔ ان دنوں تجارتی اشیاء کی نقل و حرکت آسان نہیں تھی۔ اور پچھلے سال مدراس میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے وہاں خوراک کا بہت توڑا تھا جس سے مدراس کو زیادہ سے زیادہ چنے بھیجنے کی بڑی ضرورت تھی۔ چنانچہ حکومت نے تجارتی حلقوں کی درخواستوں کی بنا پر فراوانی کے علاقوں سے کمی والے علاقوں میں اور خصوصاً مدراس میں چنے بھیجنے شروع کئے۔ مشرقی پنجاب کی ریاستوں جنہیں اب پٹیالہ اور یونین ریاستہائے مشرقی پنجاب کہا جاتا ہے، بیکانیر وغیرہ جیسے مختلف مقامات سے قریباً ستر ہزار ٹن چنے سے لدی اتنی سپیشل مال گاڑیاں بھیجی گئیں۔ ان میں وہ ۳۹ سپیشل مال گاڑیاں بھی شامل تھیں جو مدراس کو بھیجی گئیں۔ اب جن علاقوں میں چنے کی فراوانی ہے وہ پٹیالہ یونین ریاستہائے مشرقی پنجاب، صوبہ مشرقی پنجاب، بیکانیر اور وندھیا پردیش ہیں۔ ستمبر ۱۹۴۸ء میں چنے پر دوبارہ کنٹرول کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور اکتوبر ۱۹۴۸ء میں فاضل اناج سے متعلقہ محکموں سے کہا گیا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں چنے کی فراہمی کا جائزہ لیں۔ اور زیادہ سے زیادہ فاضل مقدار کے متعلق وزارت خوراک کو اطلاع دیں۔ تاکہ کمی والے علاقوں میں تقسیم کیا جا سکے۔ جواب میں ان محکموں نے اکتوبر ۱۹۴۸ء میں کل ۹۴۰۰۰ ہزار ٹن چنے پیش کئے۔ یہ تعداد فوراً کمی والے علاقوں کے لئے الاٹ کر دی گئی۔ اور ان کی نقل و حرکت شروع ہو گئی۔ جب چنے کا موسم قریب آیا تو تاجروں کی طرف سے وزارت خوراک کو بہت سی درخواستیں موصول ہوئیں جن میں کہا گیا کہ فراوانی کے علاقوں میں چنے یونہی جمع ہو رہے ہیں۔ اور اگر انہیں فوراً ضرورت کے علاقوں میں نہ بھیجا گیا تو وہ خراب ہو جائیں گے۔ اس پر مرکزی وزارت خوراک نے فاضل اناج کے محکموں سے اس معاملے پر گفت و شنید شروع کی۔ اور اپنے افسروں کے ذریعہ متعلقہ علاقوں میں تحقیقات کی۔ یکم مئی تک جس فاضل مقدار کا اعلان کیا گیا وہ کل تین لاکھ دس ہزار ٹن تھی۔ اور اس میں سے ۲۱۸۹۰۰ ٹن چنے بھیجے جا چکے ہیں۔

کچھ علاقوں کی فاضل مقدار کا اعلان دیر سے ہوا۔ جس کی وجہ سے مرکزی حکومت کے لئے مشکل مسائل پیدا ہو گئے۔ ٹرانسپورٹ کے موجودہ انتظامات محدود ہیں۔ اور چنے کی بیشتر مقدار میں کیڑا پڑ گیا ہے جیسا کہ فصل کے آخر میں ہوا کرتا ہے۔ مزید تاخیر اور خرابی کو روکنے کے لئے فروری ۱۹۴۹ء کے شروع میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ جن محکموں کو مرکزی وزارت کی طرف سے چنے ملیں وہ انہیں اس بنا پر نامنظور نہ کریں کہ یہ چنے اس قسم کا نہیں جس قسم کا مانگا گیا تھا۔ بلکہ عام تجارت کے رواج کے مطابق مال کے اقسام کے فرق کو نظر انداز کرنے کے اصول کو پیش نظر رکھیں۔ حکومت کی طرف سے اس فرق کا شیڈول بھی مقرر کر دیا گیا تھا۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا تھا کہ چونکہ تاجروں کے لئے فوری ٹرانسپورٹ حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ اس لئے خراب ذخیروں کی نقل و حرکت صرف حکومتوں کے درمیان ہی ہو۔ تمام وہ تھوک فروش جن کے چنے کے ذخیروں میں کیڑے لگ گئے ہیں۔ اور جو ان کی مقامی حکومتوں نے انسانی خوراک کے ناقابل قرار دئے ہیں۔ وہ اب ان ذخیروں کو اپنی مقامی حکومتوں کو اس غرض کے لئے دے سکتے ہیں۔ کہ انہیں چارے کے لئے استعمال کیا جائے۔

کنٹرول نہیں ہٹایا جائے گا

معلوم ہوتا ہے۔ کہ چنے کے کچھ تھوک فروش اس امید پر اپنے ذخیرے رکھے ہوئے ہیں۔ کہ چنے کا کنٹرول ہٹا دیا جائے گا۔ اور اس کی نقل و حرکت پھر پہلے کی طرح عام ہو جائے گی۔

[illegible]

ملک کو غذا کے سلسلہ میں خود مکتفی بنانے کی ذمہ داری کسانوں پر ہے

میرٹھ کی سیاسی کانفرنس میں وزیر خوراک کی تقریر

پانپت کے مقام پر ضلع میرٹھ کی سیاسی کانفرنس میں پندرہ ہزار کسانوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے ہندوستان کے وزیر خوراک وزراعت آنریبل شری جیرام داس دولت رام نے کہا کہ کسانوں کو وقت کی مانگ پوری کرنی چاہیئے۔ ہند سرکار نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۹۵۱ء تک ملک کو غیر ملکی اناج کی درآمد سے بے نیاز کر دیا جائے ہندسرکار کے اس فیصلے کی تکمیل کے لئے کسانوں کو ہر طرح سے تعاون کرنا چاہیئے۔

آنریبل وزیر نے بتایا کہ ہند سرکار کی کل آمدنی میں سے ہر سال ایک ارب بیس کروڑ روپیہ غیر ممالک سے غذائی اجناس منگانے پر خرچ ہو جاتا ہے۔ یہ روپیہ ہندوستان کے کسانوں کا ہے لیکن یہ غیر ممالک کے کسانوں کی جیبوں میں جا رہا ہے۔ اس رقم سے حکومت آسانی سے مشینیں خرید سکتی ہے اور پھر ان مشینوں سے لوگوں کے روزمرہ کے استعمال کی چیزیں تیار کی جا سکتی ہیں لیکن آج کل یہ رقم غیر ملکی خوراک سے اپنے لوگوں کا پیٹ بھرنے پر خرچ ہو رہی ہے۔ جس لوہے اور فولاد کی کسانوں کو بھی بہت ضرورت ہے وہ بہت کم مقدار میں ملتا ہے کیونکہ اسے زیادہ مقدار میں ملک میں تیار کرنے کے لئے حکومت زیادہ روپیہ خرچ نہیں کر سکتی۔ اگر ہندوستان کو غیر ملکی غذائی اجناس کی بھاری درآمد سے نجات مل جائے تو وہ ملکی ضرورت کی دیگر اشیا تیار کرنے کے لئے زیادہ روپیہ خرچ کر سکے گا۔ اور اس طرح ان اشیا کی قلت دور ہو جائے گی۔ جن کی کسانوں کو ہر روز ضرورت رہتی ہے۔

آگے چل کر شری جیرام داس دولت رام نے کہا کہ جس کامیابی سے ہندوستان نے غیر ملکی حکومت سے آزادی حاصل کی ساری دنیا اس کی تعریف کرتی ہے آج دنیا ہندوستان اور اس کے لوگوں پر نظریں جمائے ہوئے ہے کہ دیکھیں سیاسی آزادی حاصل کرنے کے بعد وہ باقی تمام شعبوں میں بھی آزادی حاصل کرتے ہیں نہیں۔ یہی آزادی سچا سوراج ہو گا جس کا مطلب عام لوگوں کی خوشحالی ہے۔ وزیر موصوف نے اس امید کا اظہار کیا کہ ہندوستان کے کسان قومی آدرش کے لئے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے۔ جس طرح انھوں نے ہندوستان کی جدوجہد آزادی کے دوران بہترین خدمات انجام دیں اس طرح وہ اب بھی دنیا کو یہ دکھا دیں گے وہ ملک کو ۱۹۵۱ء کے بعد غیر ملکی اناج سے رہائی دلا دینگے ہندوستان کے کسان اپنی قسمت کے آپ مالک ہیں اور وہ اپنا عزم سے اپنے اور اپنے ملک کے معیار زندگی کو اعلیٰ بنا سکتے ہیں کیونکہ ایک ملک کی دولت کا دارومدار بنیادی طور پر اس کی زمین اور پیداوار پر ہے۔

اناج کی وصولی کا ذکر کرتے ہوئے شری جیرام داس دولت رام نے کہا کہ بدقسمتی سے کچھ لوگوں نے اسے اختلافی مسئلہ بنا دیا۔ اناج کی وصولی کا اصلی مقصد یہ ہے کہ ملک کے ذرائع کے مطابق سب لوگوں کے لئے ضروری انتظام کیا جا سکے تاکہ ہندوستان کی ہمہ گیر ترقی کے لئے سازگار فضا پیدا کی جا سکے۔

وادیٔ دانیل میں پھر سے امن وامان کا قیام

(بقیہ صفحہ ۴۴۹)

درخواست کی کہ ایسا نہ کیا جائے۔ انھوں نے التجا کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستانی فوجیں ہمیں چھوڑ کر چلی گئیں تو ہمیں پھر تاخت وتاراج کیا جائےگا یہ ایک یادگار دن تھا جب ہم کمبلوں میں لپٹے بیٹھے تو ہمیں شام کے سارے واقعات ایک ایک کر کے یاد آ رہے تھے۔ ہم تصور ہی میں بگل کی سریلی آوازیں سن رہے تھے۔ جو خاموش پہاڑوں میں گونج رہی تھیں۔ سچ مچ دانیل کی پہاڑی والی بیداری وادی میں امن قائم ہو چکا تھا اور اب وہ بحال ہے سنگار

زیادہ کیلے کھائیے

کیلے کے درخت سے کئی اقسام کی خوراک حاصل ہوتی ہے۔ مویشیوں کے لئے چارہ، غریبوں کے لئے چھپر اور مختلف مقاصد کے لئے ریشہ بھی اس سے ملتا ہے۔ کیلے میں حیاتین الف، ب، ج، د اور ر پائی جاتی ہیں، اس میں سیب اور سنگترے کی نسبت زیادہ پوٹاش، فاسفورس، کیلسیم اور فولاد پایا جاتا ہے۔

ایک بھولے بسرے گیت کا ایک مصرع ہے "ہمارے پاس کیلے نہیں"۔ یہ مصرع ناشتہ کے ایک لذیذ پھل کے لئے نہ صرف تمنا ہے بلکہ ایک نئے علم کے میدان وسیع کی طرف دعوت بھی دیتا ہے یہ ہے "غذائیت کا سائنس"۔

کیلا کس قدر فائدہ مند شے ہے۔ یہ ایک خطیبانہ سوال ہی نہیں ہے بلکہ اس کے پروٹین حرارے اور کاربوہائیڈریٹ اجزا، فی ایکڑ پیداوار اور اسے پیدا کرنے کی لاگت ہندوستان کے لئے اقتصادی طور پر کافی اہم ہیں۔ اور جب ہندوستان میں طور پر غذا کی قلت پر نظر ڈالی جائے اور اس کے ساتھ ہی حکومت کے اس عزم کو دیکھا جائے کہ ملک ایک مقررہ میعاد درآمد شدہ اناج کے بوجھ سے نجات پا جائے تو پھر یہ اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

کیلا ہندوستان کے قدیمی پھلوں میں سے ہے۔ ۳۲۷ ق م ... کو وادئ سندھ میں کیلے کا درخت ملا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ... نے کیلے کا درخت ہندوستان سے لے جا کر فلسطین اور ... میں لگایا تھا۔ ہمارے ملک میں اب جو پھل پیدا ہوتے ہیں ان میں آم کے سوا سب سے زیادہ رقبہ میں کیلا پیدا ہوتا ہے۔ اس برس سلسلہ میں بہار ہے۔ وہاں ایک لاکھ ۲۸ ہزار ایکڑ رقبہ میں کیلا ... ہے اور بنگال میں ۴۴ ہزار ایکڑ۔ خیال ہے کہ البتہ مغربی بنگال ... بہار، یوپی اور جنوبی ہند میں کیلے کی پیداوار بڑھانے کے وسیع امکانات ہیں۔

ایک قیمتی غذا — فی ایکڑ کیلا ۵۰ لاکھ حرارے ... کرتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا نمبر شکر قندی کا ہے۔ اس کے ۸۰-۱۰ لاکھ حرارے فی ایکڑ ہوتے ہیں۔ گیہوں کے ۱۲ لاکھ ۰۰ ہزار حرارے اور چاول کے بارہ لاکھ ۸۰ ہزار حرارے ہوتے ہیں۔ پروٹین اور کاربوہائیڈریٹ کے اجزا کے لحاظ سے بھی کیلا چاول گیہوں اور آلو سے زیادہ اعلیٰ ہے۔ اگر اچھی طرح سے کاشت کی جائے تو اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک ایکڑ میں ساٹھ ہزار پونڈ کیلا پیدا ہوتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اگر دودھ کے ہمراہ روزانہ تھوڑے سے کیلے کھا لئے جائیں۔ تو اس سے جلدی کام کرنے والوں کو ایک متوازن غذا کے کل اجزا مل جاتے ہیں۔ کیلا آسانی سے ہضم ہو جاتا ہے۔ اور موٹوں اور دبلوں دونوں کے لئے مفید ہے۔ یہ قبض اور اسہال کے لئے بھی مفید ہے۔ جن لوگوں کو دودھ اور انڈا موافق نہیں آتا ان کے لئے کیلا ایک لذیذ متبادل شے ہے۔

کیلے کی بہت سی اقسام۔ ہندوستان میں کیلے کی چھ سو سے زائد اقسام پیدا ہوتی ہیں لیکن ان میں صرف چند ہی تجارتی حیثیت سے اہم ہیں۔ مدراس میں جو قسم سب سے زیادہ مشہور ہے اسے پوون کہتے ہیں۔ وہاں جس قدر علاقہ میں کیلا ہوتا ہے اس کا ۴۵ فیصدی علاقہ میں پوون ہوتا ہے۔ اس کے بعد مالابار کے کیلے کی ہندوستان میں قسم آتی ہے۔ مغربی بنگال اور بمبئی میں کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں سابری چمپا اور کچ کیلا مشرقی صوبے میں زیادہ مقبول ہیں۔ اور بمبئی میں بسرائی سفید ویلچی اور لال ویلچی زیادہ پسند کئے جاتے ہیں۔ ہر ایک صوبے میں جس قدر کیلا استعمال ہوتا ہے اس کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ بنگال میں ہر آدمی سال بھر میں ۴۷ پونڈ کیلا کھاتا ہے۔ مدراس میں ۱۶۱۵ لیکن یوپی میں صرف نصف پونڈ۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ جہاں کیلا پیدا ہوتا ہے وہاں کیلا زیادہ

استعمال ہوتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں کہ نقل و حمل کے ذرائع کی کمی کی وجہ سے ہی ملک کے بعض علاقوں میں کیلا استعمال نہیں ہوتا۔ ہندوستانیوں کی روزانہ غذا میں کیلا شامل کرنے کے لئے زیادہ سرگرم کوشش کی ضرورت ہے۔ شاید کوششوں کے اسی فقدان کی بنا پر بنگال کے کال کمیشن نے لکھا تھا: "ہر ایک ہندوستانی بچے کے لئے روزانہ آدھا پونڈ دودھ مہیا کرنا تو بد قسمتی سے ایک دور از کار آدرش ہے۔ لیکن ایک کیلا روز قابل عمل چیز ہے۔"

دوسرے استعمال۔ کیلے کے پھل کے علاوہ اس درخت کے دوسرے حصے بھی کام میں آتے ہیں۔ ڈنٹھل کا گودا پکا کر کھایا جاتا ہے اس کی راکھ آسام میں غذا کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اور اس سے کپڑے بھی دھوئے جاتے ہیں۔ کیلے کے پتے پلیٹ کا کام اور اس کا ڈنٹھل مویشیوں کے چارے کے کام میں آتا ہے۔ کے سن جیسا اس کا ریشہ نہیں ہوتا۔ پھر بھی وہ کئی کاموں پر امتحان پر پورا چنانچہ کیلا کئی اقسام کی غذا دیتا۔ کے لئے چارہ مہیا کرتا ہے غریب کی جھونپڑی کا چھپر بھی۔ اس سے رسی بنی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ اور بھی کئی کام دیتا کے پھل میں کئی حیاتین ہوتی ہیں۔ پروٹین۔ روغنی ضروری؛ اس میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ آسانی سے ہضم کافی شکر بھی ملتی ہے چنانچہ جس کسوٹی پر بھی پرکھئے یہ پھل ہے۔ اور ہندوستان کی غذا میں زیادہ اہم جگہ کا مستحق ہے۔

جموں میں مسلمانوں کی بحالی

جنرل آتما سنگھ کی طرف سے ہندوستانی فوج کے کام کی تعریف

۲۶ ویں ڈویژن کے میجر جنرل آتما سنگھ نے حال ہی میں صوبہ جموں کے ان مختلف اضلاع کا دورہ کیا جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے یہ مسلمان پہلے اپنے گھر چھوڑ کر چلے گئے تھے بعد از اں واپس آگئے اور ہندوستانی فوجوں نے انھیں ان کے گھروں میں پھر سے بسا دیا۔

میجر جنرل آتما سنگھ جب ایک چھوٹے لیکن اہم قصبے میں گئے تو گرد و نواح کی پہاڑوں سے اور اسی قصبے سے بہت سے کسان انھیں ہار پہنانے آئے۔ یہ قصبہ ایک وادی کی سرحد پر واقع ہے اور ارد گرد کے پہاڑی علاقوں کی پیداوار کی فروخت کے لئے وہاں کی مرکزی منڈی ہے۔ اس مقام تک پہنچنے کے لئے لوگ خچر کی سواری کرتے ہیں۔ یہ خچر پہاڑی راستوں پر چلنے میں بڑے مشاق ہوتے ہیں اور بل کھاتی ہوئی ناہموار پگڈنڈیوں اور پتھروں سے اٹے نالوں کو پار کرتے ہوئے اپنا راستہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔

جب جنرل آتما سنگھ وہاں پہنچے تو کسانوں کے ایک وفد نے ان کا استقبال کیا اور درخواست کی کہ ہندوستانی فوج جس علاقے کی حفاظت کر رہی ہے اسے بڑھا دیا جائے تاکہ گرد و نواح کے کسان بھی چین سے اپنا کام کر سکیں۔

جنرل موصوف نے ان لوگوں کے سامنے تقریر کی ایک فوجی ڈاکٹر کی خدمات مہیا کیں۔ یہ ڈاکٹر اس علاقے میعادی بخار۔ ہیضہ اور دیگر امراض کے متعلق تحقیقا کیونکہ یہ بیماریاں اس علاقہ میں اکثر رونما ہوتی ہیں۔

جنرل آتما سنگھ نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر وہ فوج کی موجودگی کو پسند نہیں کرتے تو اسے وہاں سے وا جا سکتا ہے۔ اس پر لوگوں نے بلند آواز میں کہا کہ چاہتے اور اگر ایسا ہوا تو انھیں مایوسی ہوگی۔ ہجوم نے ایک آواز ہو کر "ہندوستانی فوج کی جے" کے لگائے۔

جنرل آتما سنگھ مختلف یونٹوں کو دیکھنے گئے۔ ۳۱۰ میں انھوں نے ایک مشہور ہندوستانی بٹالین کو دیکھ نے جو نمایاں کارروائی کی تھی اس پر اسے مبارکباد دی نے اس وادی میں مسلمان کنبوں کو پھر سے بسانے مدد کی تھی جس کے لئے جنرل آتما سنگھ نے ان کا ش کیا اب مسلمان وہاں امن و آشتی کی فضا میں زندہ رہ رہے ہیں۔

خوراک کا خبرنامہ

اخوراک کی خبریں اور بیانات ہند کے وزیر خوراک آنریبل شری جے رام داس دولت رام نے باغپت میں ۸ مئی ۱۹۴۹ء کو ضلع میرٹھ کی سیاسی کانفرنس میں پندرہ ہزار سے زائد کسانوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کسانوں کو اس نازک وقت کا احساس کرتے ہوئے حکومت سے پورا پورا دلی تعاون کرنا چاہئے تاکہ ۱۹۵۱ء تک باہر سے خوراک درآمد کرنے سے نجات حاصل کرنے کے لئے حکومت نے جو عہد کر رکھا ہے اسے پورا کر دکھایا جائے جب ہندوستان نے غیر ملکی حکومت سے آزادی حاصل کرنے میں فتح پائی تو دنیا حیران رہ گئی تھی۔ اب پھر ساری دنیا ہند اور اس کے لوگوں کی طرف دیکھ رہی ہے کہ آیا وہ صرف آزادی ہی حاصل کر سکے ہیں یا وہ ہند کے عوام کو صحیح خوشحال بنانے والا حقیقی سوراجیہ بھی قائم کر لیں گے۔ شری جے رام داس نے فراہمی غلہ کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا بد قسمتی سے کچھ لوگ سے حکومت کی مخالفت کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ فراہمی غلہ کی اصل ضرورت اس لئے ہے۔ کہ سارے ملک کے لوگوں کو خوراک مہیا کرنے میں آسانی ہو۔

اقتصادی آزادی کے لئے جنگ۔ مرکزی وزارت زراعت کے سیکرٹری شری کے۔ ایل پنجابی نے آل انڈیا ریڈیو کے دہلی سٹیشن سے اتوار کو اپنی براڈکاسٹ تقریر میں کہا ہمارے ملک میں اناج کی بہت زیادہ قلت نہیں ہے لیکن اس وقت ہمیں اس لئے بڑی بھاری قلت کا سامنا ہے۔ کہ متواتر تین سال سے ناموافق موسم اور بارشوں کی بے ترتیبی سے فصلوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ فالتو اناج پیدا کرنے والے بہت سے علاقے ملک کی تقسیم کی وجہ سے ہمارے ہاتھ سے نکل گئے ہیں۔ اس کے باوجود اگر ۱۹۵۱ء تک آبادی میں متوقع اضافہ کو بھی شمار کر لیا جائے تو بھی پیداوار میں صرف دس فیصدی اضافہ کر لینے سے ہم باہر سے خوراک درآمد کرنے کی مصیبت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ کوئی بہت مشکل کام نہیں ہے۔ بڑی احتیاط سے حساب لگانے سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ اگر موسمی حالات حسب معمول موافق رہیں تو صرف دو سال کے عرصہ میں ہی ہم خوراک کے بارے میں خود مکتفی بن سکتے ہیں۔

اس مقصد کے لئے ہمیں اپنی کوششیں مندرجہ ذیل امور پر مرکوز کرنی ہوں گی۔

(۱) بہتر بیج، کھاد اور ذرائع آبپاشی کے ذریعہ موجودہ زیر کاشت زمینوں سے زیادہ اناج حاصل کرنا۔ (۲) ٹریکٹروں کے ذریعہ گھاس پات سے اٹی بڑی قابل کاشت زمینوں کو توڑ کر ان میں پھر سے کاشتکاری کرنا۔ (۳) دو سو سے تین سو ایکڑ تک کی آبپاشی کرنے والے کلدار کنوئیں لگوانا۔ ایسے بہت سے کنوئیں مشینوں کے ذریعہ کھدوائے جا رہے ہیں۔ اس وقت تک گنگا کھادر میں ڈیڑھ ہزار سے زائد کلدار کنوئیں کھودے جا چکے ہیں۔ جون ۱۹۵۱ء سے پہلے پہلے آٹھ لاکھ ایکڑ زمین کی بازیابی ان میں پھر سے کاشتکاری کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ فالتو فوجی سامان میں حاصل کئے ہوئے ۱۸۰ پرانے ٹریکٹروں کے ذریعہ چالیس ہزار ایکڑ زمین کو پھر سے زیر کاشت لایا جا چکا ہے۔ حکومت نے امریکہ سے ۳۷۵ مزید ٹریکٹر درآمد کرنے کا انتظام کر رکھا ہے۔ جو آئندہ چند ماہ میں ہند پہنچنے والے ہیں۔ گزشتہ سال میں بھی کنوئیں اور تالاب تعمیر کرانے۔ بیج اور کھاد اور پیداوار بڑھانے کے دیگر ذرائع پر حکومت نے سولہ کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے۔ ہند سرکار نے اس برس اس گرانٹ میں چھ کروڑ کا اضافہ کر دیا ہے۔

آخر میں شری پنجابی نے کہا۔ یہ صحیح ہے۔ کہ ہم اقتصادی آزادی کے لئے جنگ کر رہے ہیں۔ اور کوئی شخص ایسا نہیں ہے جسے اس جنگ میں حصہ لینے کے لئے بھرتی نہ کیا جا سکتا ہو۔ ہر کاشتکار کو زیادہ خوراک پیدا کرنی چاہئے۔ اسی طرح ہر شہری باشندہ کو بھی یہ کام کرنا چاہئے۔ بڑے شہروں میں رہنے والے اکثر لوگ اپنے مکانوں کے صحن اور باغوں میں سبزیاں اور کند مول آلو، شکر قندی جیسی اجناس پیدا کر سکتے ہیں۔ پچھلی عالمگیر جنگ کے دوران میں برطانیہ میں لاکھوں گھریلو باغیچوں میں کافی زیادہ سبزیاں بوئی جاتی تھیں۔ خوشنما باغوں میں

بچاؤ کا چلایا گیا۔ گلاب کے پودے بے دردی سے اکھاڑ کر پھینک دیئے گئے۔ پھولوں کے تختوں کو سبزیوں کی کیاریوں میں بدل دیا گیا۔ ہر ایک خالی زمین کو کاشت کے لئے اٹھا دیا گیا۔ جو کچھ دوسری آزاد قوموں نے اپنے بچاؤ کے لئے کر لیا تھا وہی کام آزاد ہندوستان کیوں کر سکیگا۔

کشمیر کو خوراک کی بہم رسانی۔ ہند سرکار نے اس ریاست کی خوراک کے متعلق تمام ضروریات پوری کرنی منظور کر لی ہیں۔ سال رواں کے لئے کشمیر کو کل تئیس ہزار ٹن اناج کی ضرورت ہے۔ اس میں گیارہ ہزار ٹن تو پہلی سہ ماہی میں ہی بھیجا جا چکا ہے۔ مزید دس ہزار ٹن اناج جس میں تین ہزار ٹن چاول، تین ہزار ٹن مکئی اور چار ہزار ٹن گندم شامل ہے۔ پٹھانکوٹ بھیجی جا چکی ہے۔ جہاں سے اسے کشمیر لے جایا جائے گا۔ اگر ضرورت پڑی تو ہند سرکار باقی تمام مقدار فوراً کشمیر پہنچانے کا انتظام کرنے کو تیار ہے۔

غیر ممالک سے درآمد۔ ۲۱ مئی ۱۹۴۹ء کو جو ہفتہ ختم ہوا۔ اس کے دوران غیر ممالک سے مندرجہ ذیل مقدار اناج ہند میں درآمد کی گئی۔ گندم باسٹھ ہزار پانچ سو ٹن۔ چاول پچیس ہزار سات سو ٹن۔ مکئی سترہ ہزار چھ سو ٹن۔ جو گیارہ ہزار چار سو ٹن۔ میلو ایک ہزار ایک سو ٹن۔

یکم جنوری ۱۹۴۹ء سے لے کر ہفتہ مذکورہ بالا کے خاتمہ تک کل سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار دو سو ٹن اناج باہر سے ہند میں درآمد کیا گیا جس میں تقریباً سوا نو لاکھ ٹن گندم، سوا چار لاکھ ٹن سے کچھ زائد چاول اور ڈیڑھ لاکھ ٹن کے قریب میلو شامل تھا۔

صوبوں اور ریاستوں کی خبریں۔ مرکب کھاد، صوبہ پنجاب

میں مرکب کھاد تیار کرنے کی سکیم پر اس وقت تین سو سے زیادہ دیہات اور چند ایک شہروں میں عمل درآمد جاری ہے۔ گذشتہ چار ماہ کے عرصہ میں ہی چالیس ہزار ٹن مرکب کھاد تیار کی گئی ہے۔ حالانکہ سال ۱۹۴۷ء کی کل پیداوار چھیالیس ہزار ٹن تھی۔

مدراس میں پھلوں کے تحفظ کی سکیم۔ حکومت مدراس نے ایک سکیم منظور کی ہے جس کو فی الحال ایک برس کے لئے زیر عمل لایا جائے گا۔ اس سکیم کے ماتحت عورتوں کو پھلوں کے تحفظ کے جدید سائنسی طریقے سکھائے جائیں گے۔ یعنی پھلوں کے رس سے اچار، عرق اور ڈبوں میں بند پھل وغیرہ تیار کرنے کے نئے طریقے سکھلائے جائیں گے۔

یو۔ پی میں فراہمی غلہ کی اسکیم۔ ایک سرکاری ترجمان نے بتایا کہ فراہمی غلہ کی مہم اچھی طرح چل رہی ہے۔ حکومت کو یقین ہے کہ اس سال یو۔ پی نے پانچ لاکھ ٹن غلہ فراہم کرنے کا تہیہ کیا گیا۔ اس میں سے کم از کم ۸۰ فیصدی ضرور جمع کیا جائے گا۔ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیاسی پارٹیوں نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ اس مسئلہ کو سیاسی اغراض کے لئے استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔

سوراشٹر میں کاشتکاری۔ سوراشٹر کی حکومت نے بارہ ٹریکٹر خرید لئے ہیں تاکہ جاسدے کے قحط کی وجہ سے مویشیوں کی قلت کا بدل پیدا کر دیا جائے۔ ان ٹریکٹروں کو خالی زمینوں کو توڑنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ زمین کاشتکاری کرنے کے خواہشمند کسانوں کو رعایتی شرح پر دے دی جائے گی۔

افغانستان کے یوم استقلال پر مبارکباد

ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل نے ہز میجسٹی محمد ظاہر شاہ شاہ افغانستان کو افغانستان کے یوم استقلال ۲۷ مئی کے موقعہ پر حسب ذیل پیغام ارسال کیا ہے:۔

"افغانستان کے یوم استقلال پر میں آپ کو۔ آپ کی حکومت اور افغانستان کے عوام کو ہندوستان کی حکومت اور ہند کے لوگوں کی طرف سے دوستانہ مبارکباد کا پیغام بھیجتا ہوں۔ مجھے امید ہے۔ کہ ہمارے دونوں ملکوں کے درمیان خوش قسمتی سے جو دوستی کا رشتہ موجود ہے وہ زیادہ سے زیادہ مضبوط ہوتا چلا جائیگا۔ اور افغانستان آئندہ برسوں میں زیادہ خوشحال ہوتا چلا جائیگا۔"

چنے کا کنٹرول نہیں ہٹایا جائے گا

(بقایا بسلسلہ صفحہ ۴۵۹)

کنٹرول کے بارے میں ہند سرکار اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی اور سرکار کی بنیادی اسکیم کے مطابق چنے کی نقل و حرکت حکومتوں کے درمیان ہی ہوتی رہے گی۔

نئی فصل کے موسم کے لئے فاضل اناج کے محکموں سے کہا گیا ہے کہ وہ مرکزی حکومت کو چنے کی فاضل مقدار کے عارضی اندازے بھیج دیں۔ لہذا تھوک فروشوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی مقامی حکومتوں کو بروقت اپنی فاضل مقدار کے متعلق اطلاع دے دیں۔

روئی کی قیمتوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا جائے گا

آئندہ فصل کے لئے قیمتیں مقرر کر دی گئیں

سال رواں ۴۹-۱۹۴۸ء کے لئے روئی کی قیمتیں مقرر کرتے وقت ہند سرکار کا ارادہ یہ تھا کہ روئی کی آئندہ فصل کی قیمتوں پر پھر غور کیا جائے گا۔ اور اس برس کے تجربہ کی بنا پر روئی کی کاشت شروع ہونے سے بہت عرصہ پہلے قیمتیں مقرر کر دی جائیں گی۔ اس لئے ہند سرکار نے صوبائی اور ریاستی حکومتوں، ہند کی مرکزی کاٹن کمیٹی کے نمائندوں اور روئی کے تاجروں کے نمائندوں سے اچھی طرح مشورہ کرکے اس معاملے پر غور کیا ہے۔

تمام پہلوؤں پر پورا سوچ بچار کرنے کے بعد ہند سرکار نے فیصلہ کیا ہے کہ جاربلا ۲۵/۳۲ اور مجموعی دیگر اقسام کی روئی کی بنیادی قیمتوں میں کوئی اضافہ نہ کرنے دیا جائے۔ اس لئے ۵۰-۱۹۴۹ء کی روئی کی فصل کے لئے بھی پہلی قیمتیں برقرار رکھی جائیں گی لیکن اعلیٰ قسم کی روئی کی پیداوار بڑھانے کی حوصلہ افزائی کے لئے ان اقسام کی قیمتوں کے مابین اس وقت جو تفاوت ہے۔ اس میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ آئندہ برس میں روئی کی فصل کے لئے زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم قیمتیں حسب ذیل ہوں گی۔

قسم روئی	کم سے کم قیمتیں	زیادہ سے زیادہ قیمتیں
جاربلا ۲۵/۳۲"	۴۹۵ روپے	۶۲۰ روپے
بروچ ۳/۴"	۴۷۵ "	۶۰۰ "
وبے ۲۵/۳۲"	۵۶۵ "	۶۹۰ "
سورتی ۷/۸"	۶۵۵ "	۷۸۰ "
۴ ایف پنجاب امریکن ۳/۴" بیلن سے بیلی ہوئی	۵۲۵ "	۶۵۰ "
۴ ایف پنجاب امریکن ۳/۴" مشین سے بیلی ہوئی	۵۰۵ "	۶۳۰ "
ایل ایس ایس پنجاب امریکن ۱۳/۱۶" بیلن سے بیلی ہوئی	۵۰۵ "	۷۱۰ "
ایل ایس ایس پنجاب امریکن ۱۳/۱۶" مشین سے بیلی ہوئی	۶۰۵ روپے	۷۳۰ روپے
۲۸۹ ایف پنجاب امریکن ۷/۸" بیلن سے بیلی ہوئی	۶۷۵ روپے	۸۰۰ روپے
۲۸۹ ایف پنجاب امریکن ۷/۸" مشین سے بیلی ہوئی	۷۰۵ "	۸۳۰ "
کومپٹا ۷/۸"	۶۴۵ "	۷۷۰ "
بالائی علاقوں کی ۳/۴"	۵۷۵ "	۷۰۰ "
مغربی علاقوں کی ۱۳/۱۶"	۵۵۵ "	۶۸۰ "
کمبودیا ۷/۸"	۶۷۵ "	۸۰۰ "
کرنگنی ۱۳/۱۶"	۵۷۵ "	۷۰۰ "
پنجاب دیسی امریکن ۷/۸" (بشمول سی پی کمبودیا)	۶۲۵ روپے	۷۵۰ "
پیرجانی امریکن ۷/۸"	۵۲۵ "	۷۵۰ "
گورانی ۶ اور ۱۲ ۷/۸"	۵۲۵ "	۷۵۰ "
ڈھولیرا ۳/۴"	--	۵۷۰ "
کالاحین ۳/۴"	--	۵۶۰ "
بنگال دیسی	--	۴۴۵ "
مٹھیا	--	۴۹۵ "
اومرا دیسی	--	۴۹۵ "
سی پی اور سی پی ۱۱ ۵/۸"	--	۵۲۰ "
وسطی ہند	--	۴۹۵ "

ہند سرکار یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ مذکورہ بالا قیمتیں صرف آئندہ فصلی سال میں پیدا ہونے والی روئی پر لاگو ہوں گی۔ اور سال رواں کی فصل پر ان کا اطلاق نہ ہوگا۔ حکومت ان قیمتوں کو لاگو کرنے کا پختہ ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ضرورت ہی پڑی۔ تو حکومت روئی کو خود خرید لینے سے بھی گریز نہ کرے گی۔

جالیدار دھات کی صنعت کا تحفظ

جالیدار دھات کی صنعت کے نمائندوں نے اس صنعت کے لئے سرکاری امداد اور تحفظ کا جو مطالبہ کیا تھا۔ اس کے متعلق انڈین ٹیرف بورڈ کی طرف سے تحقیق کی جائے گی۔ اس تحقیق کے لئے تین ارکان شری جی۔ ایل مہتہ، ڈاکٹر بی۔ وی نارائن سوامی اور شری ایم۔ اے رحمان کو مقرر کیا گیا ہے۔ اس کام کا افتتاح کرتے ہوئے بورڈ کے صدر شری جی۔ ایل مہتہ نے کہا۔ کہ زیادہ مقدار میں جالیدار دھات تبھی تیار کی جا سکتی ہے جبکہ اس کی مانگ کافی زیادہ ہو۔ اور جب تک تیار ہونے والی دھات کی مقدار نہ بڑھے تیاری کی لاگت میں کمی نہیں ہو سکتی۔ آج جالیدار دھات سے کوئی خاص تجارتی مقابلہ نہیں کرنا پڑتا۔ ایسی حالت میں حکومت اس کی فروخت کا مستقل اہتمام نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی موجودہ مانگ کو بڑھا سکتی ہے۔ بنیادی بات تو یہ ہے۔ کہ کسی چیز کی فروخت کا دارومدار لوگوں کی قوت خرید اور ان کے معیار زندگی پر ہوتا ہے۔

جالیدار دھات کی صنعت لڑائی کے دنوں میں شروع ہوئی۔ ان دنوں محکمہ دفاع۔ ریلوے۔ بندرگاہوں اور عام تعمیر کے لئے اس دھات کی ضرورت تھی۔ لہذا اس صنعت نے اچھی ترقی پائی۔ آج ملک میں اس صنعت کے چار کارخانے ہیں جن کی سالانہ صلاحیت تین ہزار ٹن ہے۔ لیکن وہ صرف ڈیڑھ ہزار ٹن تیار کرتے ہیں۔ اس کمی کی بڑی وجہ خام مال اور دیگر لوازمات کی قلت ہے۔ اور اسی قلت کی وجہ سے لاگت میں اضافہ ہوا۔

شری مہتہ نے کہا۔ کہ انجنیئرنگ کی ایک اچھی صنعت کا انحصار اس امر پر ہے۔ کہ ملک میں کافی فولاد تیار ہوتا ہو اور اس کی قیمتیں زیادہ نہ ہوں۔ صنعت کے تحفظ کے لئے غیر ملکی جالیدار دھات کی درآمد پر پابندی لگانے کے مطالبہ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اصولی طور پر ایسی درآمد کی مقدار پر کوئی پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔ لیکن خاص خاص حالتوں میں تحفظ یا ترقی کی اغراض سے یہ حربہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہند سرکار عام طور پر کسی صنعت کے تحفظ کے لئے زر تبادلہ کے کنٹرول کی حمایت نہیں کرتی۔ اور تحفظ کا محصول بھی تب لگایا جاتا ہے۔ جب غیر ملکی درآمد سے نامناسب تجارتی مقابلہ ہو۔ آج کوئی ایسی بات نہیں۔ کیونکہ ڈالر اور کمیاب سکہ والے ممالک سے جالیدار دھات درآمد نہیں ہوتی۔ اور اسٹرلنگ اور فراوان کرنسی کے علاقوں سے جو جالیدار دھات منگوائی جاتی ہے۔ اس کی مالی حد مقرر کی جا چکی ہے۔

اس میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ صرف فولادی دھات کی جالی کی صنعت کی ہی تحقیق کی جائے۔ کیونکہ غیر فولادی دھات کی جالی کی صنعت ابھی عہد طفولیت میں ہے۔

سڑکیں بنانے اور مکانات تعمیر کرنے کے طریقے بدل جانے سے اور صنعتی ترقی میں کمی ہو جانے سے آئندہ شہری مارکیٹ میں جالیدار دھات کی مانگ کم ہو جائے گی۔ لیکن صوبائی حکومتوں کی طرف سے اس کی مانگ بڑھ جانے کی توقع ہے۔ کیونکہ وہ تعمیر کے کئی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے والی ہیں۔ اجلاس میں یہ اندازہ لگایا گیا۔ کہ اگلے تین سال تک اس فرمائش کو عارضی طور پر تین ہزار ٹن سالانہ رکھا جائے۔

ملک میں اس وقت جو جالیدار دھات تیار ہو رہی ہے۔ اس کی کوالٹی کو تسلی بخش قرار دیا گیا۔ حکومت بمبئی کے محکمہ تعمیرات عامہ کے نمائندوں نے کہا۔ کہ جالیدار دھات میں ملک کے موسمی حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے ضروری تحقیقات ہونی چاہئے

انڈین لیبر ائیربک ۱۹۴۶-۴۷ء کی اشاعت

ہند سرکار کے لیبر بیورو کی طرف سے انڈین لیبر ائیربک برائے ۱۹۴۶-۴۷ء کا دوسرا شمارہ شائع کر دیا گیا ہے۔ اس میں متعلقہ حقائق اور اعداد و شمار کا ایک ذخیرہ جمع ہے۔

اس ائیربک میں چودہ باب اور پانچ ضمیمے ہیں۔ روزگار کے باب میں صنعت کے مختلف حلقوں میں روزگار کے سلسلہ وار اعداد و شمار دئے گئے ہیں۔ اس باب میں نقل مقام، غیر حاضری، بھرتی اور تربیت کے سیکشن بھی ہیں۔ لیبر کے قوانین کے باب میں تاریخی پس منظر کی مختصر روداد اور لیبر کے ہر اس قانون کی جو نافذ ہے۔ بڑی بڑی دفعات دی گئی ہیں

شمالی ہند میں چونے کے پتھر کی نئی دریافت

رسالہ معدنیات ہند میں تفصیلات کی اشاعت

ہندوستانی ادارہ برائے جائزہ طبقات الارض کے سپرنٹنڈنگ جیولاجسٹ ڈاکٹر جے بی آڈن نے رسالہ معدنیات ہند کی تازہ اشاعت کے افتتاحیہ میں چونے کے پتھر اور ڈولومیٹ کی ان دریافتوں کا ذکر کیا ہے۔ جو پچھلے پندرہ سال میں ہمالیہ کے شمالی ہند کے علاقوں میں کی گئیں۔ ان میں سے کچھ چٹانیں تو جنگ سے پہلے معلوم کی گئی تھیں جبکہ اس علاقے کا سروے کیا گیا تھا۔ اور دیگر اس تحقیقات کے دوران معلوم ہوئیں جو ہمالیہ کے بہت سے دریاؤں پر بند بنانے کی تجویز کے سلسلہ میں بند کے مقاموں کے متعلق کی گئی تھیں۔ ڈاکٹر آڈن نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ پہاڑ کی ترائیوں میں سیمنٹ کے کارخانے قائم کئے جا سکتے ہیں۔ جو مجوزہ بندوں سے زیادہ دور نہیں ہیں۔

اسی اشاعت میں برما آئیل کمپنی لمیٹیڈ ہند سے مسٹر ٹی ایوانز اور مسٹر جے کولنس نے ہندوستان میں تیل کے لئے ارضیاتی تحقیق کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے۔ اس میں جدید علم ارضیات کے عام اصول اور تیل کی تحقیق کے لئے ان کے استعمال کے متعلق بتایا گیا ہے۔ اس مضمون میں گریوی میٹر کی مختلف اقسام کے استعمال کے اصولوں کی شکلیں بنا کر وضاحت کی گئی ہے۔

ایک اور مضمون میں ادارہ برائے جائزہ طبقات الارض کی ان تحقیقات کے نتائج بتائے گئے ہیں۔ جو رانی گنج اور جھریا کی کانوں میں گل آتشی کی تہوں کے لئے کئے گئے۔ مضمون میں ان کی لگ بھگ مقدار کی نوعیت اور خاصیتیں بیان کی اور پھر بتایا گیا ہے کہ آجکل کوئلے کی کانوں سے جو گل آتشی نکالی جاتی ہے اس کے لئے سائنسی طریقوں سے کام نہیں لیا جاتا۔ اکثر حالتوں میں گرمیوں میں چھوٹے چھوٹے ٹھیکیداروں کے ذریعے ہوتا ہے۔ صنعت کوزہ گری کا موجودہ تنزل اس گل آتشی کی کوالٹی میں زبردست فرق اور ان کی تہوں کی موٹائی کی وجہ سے ہے۔ مصنف نے کہا ہے کہ اس معدنی شے کو ضائع ہونے سے بچانے کی ضرورت ہے۔ یہ کوئلے کی کانوں میں کوئلے کے ساتھ ملتی ہے لیکن کان کنی کے لئے پٹے کی شرائط ناقص ہونے کی وجہ سے نکالی نہیں جا سکتی۔

رسالہ کے ایک اور مضمون میں راب سے مصنوعی پیٹرول تیار کرنے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ان مضامین کے علاوہ رسالے کے مستقل عنوانات ہیں یعنی مسائل حاضرہ۔ خلاصہ معدنیات۔ سائنسی خبریں اور بیوپاری و تجارتی اطلاعات۔

وادیٔ نشاط کشمیر

(بقیہ صفحہ ۴۵۷)

اپنا مخصوص اور منفرد انداز رکھتی ہیں۔ چاندی اور قیمتی دھاتوں پر بھی ایرانی تخیل کی کارفرمائی ہے لیکن یہاں بھی ہندوستانی رنگ سے ان ڈیزائینوں کو جلا دی جاتی ہے۔ چنانچہ چنار کا پتہ اور کنول بھی برابر میں نظر آتا ہے۔

کشمیری تلبے کا جو کام کرتے ہیں وہ بنیادی طور پر ہندوستانی ہے لیکن اس پر بھی ایران کا اثر ہے۔

چنانچہ کشمیر کے سارے فنون لطیفہ پر اسلامی تہذیبوں نے اپنا اثر ڈالا ہے اور اس سے ان میں ایک آن اور شان پیدا ہو گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر کو وادیٔ نشاط کہا جاتا ہے۔ یہ وادی مسرتوں سے بھرپور ہے کیونکہ قدرت نے اس سے فیاضانہ سلوک کیا ہے اور خود یہاں کے لوگوں نے محنت اور اتفاق سے روح نشاط کی تخلیق کی ہے۔

مختصر خبریں

فولاد کی قیمتیں۔
ٹاٹا آئرن اینڈ سٹیل کمپنی اور سٹیل کارپوریشن آف بنگال کے فولاد کی قیمتوں کو مناسب طور پر حسب سابق رکھنے کے لئے ٹیرف بورڈ نے جو رپورٹ پیش کی تھی اس کے متعلق ہند سرکار کی قرارداد گزٹ آف انڈیا کی ایک غیر معمولی اشاعت مورخہ ۲۰ مئی میں شائع کر دی گئی ہے۔ حکومت کی تجویز یہ ہے کہ فولاد کی جن اقسام پر کنٹرول ہے۔ ان کی قیمتوں کا ایک شیڈیول مقرر کر دیا جائے۔ یہ قیمتیں دونوں کمپنیوں کے لئے ایک سی ہوں گی۔ فولاد کی جن اقسام پر کنٹرول نہیں ہے۔ مثلاً ریل کی پٹڑی اور پہیئے۔ ٹائر۔ محور اور الیکٹرسٹیل پلیٹس وغیرہ ان کی قیمتوں پر بھی یکم مئی ۱۹۴۹ء سے کنٹرول کر دیا گیا ہے۔ دھات کی زائد لاگت کے اضافے سمیت قیمتوں کو حسب سابق رکھنے کے موجودہ شیڈیول میں جو کل اضافہ ہوگا وہ قریباً اٹھارہ روپے فی ٹن ہوگا۔ یہ قیمتیں یکم مئی ۱۹۴۹ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۵۰ء تک رہیں گی۔

مرہونہ اشیا کی واپسی
بین المملکتی کمیشن کے تیسرے اجلاس میں جو ۲۱ سے ۲۳۔ اپریل ۱۹۴۹ء تک لاہور میں منعقد ہوا تھا یہ امر طے پایا تھا۔ کہ جن صورتوں میں مرتہن ایک ڈومینین سے دوسری ڈومینین میں چلے گئے ہوں اور انھوں نے اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کی ہوں متعلقہ اشخاص کو اپنی ڈومینین کے ہائی کمشنر یا ڈپٹی ہائی کمشنر کے ذریعہ تخلیہ کنندگان کی جائداد کے نگران (کسٹوڈین) کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ کسٹوڈین زر رہن کی ادائیگی پر راہن کو مرہونہ شے کی واپسی کا انتظام کر دے گا۔

تجارت درآمد پر کنٹرول۔ حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ کھلے عام لائسنس نمبر دس اور نمبر ۱۴ کے حلقہ سے "خام جوٹ" اور "بنگالی چنا" خروج کر دیا جائے۔ اب پاکستان سیلون لنکا عراق ہندوستان کے پرتگالی مقبوضات اور خلیج فارس کی ریاستہائے شیوخ سے مذکورہ بالا اجناس منگانے کے لئے درآمد کے لائسنس ضروری ہیں انھیں دنوں اس امر کی اطلاع شائع کی جا چکی ہے۔

انڈین ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن میں آسامی نمائندہ۔ حکومت ہند نے آسام کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم مسٹر ایس۔ سی راجکھووا ایم اے کو ڈاکٹر بی۔ کے۔ کاکاٹی کی جگہ انڈین ہسٹاریکل ریکارڈز کمیشن کی تحقیقات اور طباعت کی کمیٹی میں ۳۱ مارچ ۱۹۵۲ء تک کے لئے ایسوشی ایٹ ممبر مقرر کیا ہے۔ آپ کو حکومت آسام نے نامزد کیا ہے۔ ڈاکٹر کاکاٹی اپنے عہدہ سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔

"بناسپتی" کی بجائے "ہائیڈروجنیٹڈ آئل" کا نام استعمال کرنا ہوگا
ہند سرکار نے یکم جون کے غیر معمولی گزٹ آف انڈیا میں ایک حکم شائع کیا ہے جس کی رو سے بناسپتی تیل کی اشیا تیار کرنے والے تمام کارخانوں کے لئے یہ لازمی کر دیا گیا ہے کہ وہ یکم اگست سے ہائیڈروجن ملے تیل کی اشیا کے ڈبوں پر "بناسپتی" یا "بناسپتی اشیا" کے الفاظ لکھنے بند کر دیں۔ اور اس کی بجائے "ہائیڈروجنیٹڈ آئل" کے الفاظ لکھیں اس حکم کے مطابق ہر اس ڈبے پر جس میں بناسپتی تیل کی اشیا ہوں گی کارخانہ دار کو اپنا نام اور تیل کی قسم لکھنی ہوگی۔ اسے بتانا ہوگا کہ یہ ہائیڈروجن ملا مونگ پھلی کا تیل ہے یا ہائیڈروجن ملا مونگ پھلی اور بنولوں کا تیل ہے یا ہائیڈروجن ملا مونگ پھلی اور ناریل کا تیل ہے۔ یہ سب کچھ انگریزی اور ایک یا ایک سے زیادہ ہندوستانی زبان میں لکھنا ہوگا۔

ایک لاکھ شرنارتھیوں کو روزگار مل گیا۔ روزگار کی تبادلہ گاہوں کی معرفت اپریل ۱۹۴۹ء کے آخر تک تقریباً ایک لاکھ تین ہزار خانماں برباد لوگوں کو روزگار پر لگایا گیا تھا۔ ان کے لواحقین کی تعداد تین لاکھ ستائیس ہزار سے زیادہ ہے۔

پچھلے مہینے چار ہزار چھ سو چالیس بے گھر لوگوں کو جن کے ہمراہ پندرہ ہزار نو سو تہتر لواحقین ہیں روزگار پر لگایا گیا۔ یعنی ایک ماہ پہلے جتنے بے گھر لوگوں کو مشرقی پنجاب میں روزگار پر لگایا گیا۔ اپریل

میں کل ۱۴۳۳۶۸ لوگوں نے روزگار حاصل کرنے کے لئے نام درج کرائے تھے جس سے روزگار کے لئے درج شدہ کل ناموں کی تعداد چار لاکھ سات ہزار تین سو پینتالیس ہو گئی۔

روئی کی فصل کے متعلق اندازہ۔

وزارت زراعت کے شعبہ اقتصادیات اور اعداد و شمار کا بیان ہے کہ ہند میں سال ۱۹۴۹-۵۰ء کے دوران میں روئی کی فصل کے بارے میں چوتھے اندازہ کے مطابق رقبہ زیر کاشت ایک کروڑ آٹھ لاکھ تہتر ہزار ایکڑ ہے اور پیداوار سترہ لاکھ پچاس ہزار گانٹھیں ہوئی۔

لارنس میموریل اسکول لوڈیل

مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۴۹ء سے حکومت ہند کی وزارت تعلیم نے لارنس میموریل رائل ملٹری اسکول۔ لوڈیل (نیلگریز) کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب سے یہ درسگاہ ایک سکونتی پبلک اسکول کے طور پر جاری رہے گی۔ اور اس کا داخلہ بلا امتیاز جماعت اور فرقہ تمام افراد کے لئے کھلا رہے گا۔

شکر کی پیداوار اور ذخائر

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف شوگر ٹیکنالوجی کانپور کو ۱۹۴۳ء کے پیداوار شکر کے ضابطہ کے مطابق جو اطلاعات ملی ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ۱۵ اپریل ۱۹۵۰ء کو ختم ہونے والے ہفتے میں آغازی ذخیرہ ۴۳۱۲۰۰۰ من پیداوار ۱۶۶۶۰۰۰ من روانگی ۱۶۱۲۰۰۰ من اور آخری ذخیرہ ۴۳۶۶۰۰۰ من تھا۔ گذشتہ موسم میں انہی مدوں کے اعداد علی الترتیب حسب ذیل ہیں۔ ۱۴۱۷۷۰۰۰ من، ۱۴۵۵۰۰۰ من، ۸۹۰۰۰۰ من اور ۱۴۷۴۲۰۰۰ من۔ ان اعداد و شمار میں ہند کے شکر کے مرکزی کارخانے بشمول حیدر آباد دکن شمار کئے گئے ہیں۔

خوراک سے متعلقہ قوانین پر عملدرآمد

مرکزی وزارت خوراک نے تمام صوبائی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے چیف کمشنروں کو ایک چٹھی ارسال کی ہے۔ جس میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ تمام طبقوں کو جتا دیا جائے کہ خوراک سے متعلقہ قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو خواہ وہ کسی رتبہ کے ہوں معقول سزا دی جائے۔ ضروری اشیا کی رسد رسانی (عارضی اختیارات) کا ترمیمی قانون مجریہ ۱۹۴۹ء میں جو پارلیمنٹ کے بجٹ سیشن میں پاس کیا گیا تھا۔ عدالت سماعت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ خوراک سے متعلقہ قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر زیادہ سے زیادہ سزا دینے کے علاوہ قید کی سزا دینا لازمی خیال کیا جائے۔ اناج کو چوری چھپے لے جانے کے لئے جو گاڑیاں وغیرہ استعمال کی گئی ہوں ان کو ضبط کر لیا جائے۔

دنیا میں حقوق انسانی کا ارتقا

اس برس یونیسکو کا چوتھا عام سالانہ اجلاس ستمبر ۱۹۴۹ء کے آخر میں پیرس میں منعقد ہونے والا ہے۔ یونیسکو کا انتظامیہ بورڈ اس موقع پر انسانی حقوق کے بارے میں عالمگیر اعلان کی نمائش کرنے کا انتظام کر رہا ہے۔ اس نمائش کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہوگا۔ کہ مختلف ممالک اور ثقافتی گروہوں نے انسانی حقوق کو ترقی دینے اور اجاگر کرنے کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔

حکومت ہند کو بھی اس نمائش میں حصہ لینے کی دعوت دی گئی ہے۔ تاکہ انسانی حقوق کو ترقی دینے میں ہندوستانی فلسفہ اور ثقافت نے جو حصہ لیا ہے اسے نمائش میں پیش کیا جائے۔

ہند اور پاکستان میں تکمیل شدہ مختار نامے

ہند اور پاکستان میں جو مختار نامے مکمل کر لئے گئے ہیں ان کی قانونی حیثیت واضح کر دی گئی ہے۔ اور ہند اور پاکستان کی حکومتوں نے یہ منظور کر لیا ہے کہ جوابی طور پر دونوں ڈومینین انہیں تسلیم کریں۔ پاکستان میں جن مختار ناموں کی تکمیل و تصدیق ۱۸۷۲ء کے قانون شہادت ہند کی دفعہ ۸۵ اور انڈین رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۳۳ (بہ ترمیم مطابق آرڈر ۱۹۴۹ء بابت ترمیم پاکستان) کے ماتحت ہوئی ہو۔ انہیں ہندوستان کے صوبوں میں تسلیم کیا جائے گا۔

یونیسکو کی تیسری عام کانفرنس

نومبر دسمبر ۱۹۴۸ء میں بیروت (لبنان) میں یونیسکو کی جو تیسری عام کانفرنس ہوئی تھی اس میں شریک ہونے والے ہندوستانی وفد نے اس کی کارروائی میں حصہ لیا تھا اس کی تفصیل اس وفد کی رپورٹ میں درج ہے۔

خواتین پروفیسروں کو فوجی تربیت

نیشنل کیڈٹ کور کے گرلز ڈویژن میں بھرتی

۵ خواتین پروفیسروں کے ایک جتھے کو دہلی چھاؤنی میں نیشنل کیڈٹ کور کے گرلز ڈویژن کی افسر بننے کے لئے تربیت دی جا رہی ہے۔

یہ استانیاں پوربی پنجاب، پچھمی بنگال اور صوبجات متوسط سے آئی ہیں۔ اور اس وقت راجپوتانہ رائفلز رجمنٹل سنٹر میں آفیسر کمانڈنگ لفٹننٹ کرنل سروپ کالان کی زیر نگرانی تربیت پا رہی ہیں۔ یہ استانیاں گرمیوں کی چھٹیوں کے عرصہ میں تین ماہ کے لئے تربیت کے لئے آئی ہیں۔ اور انہیں چھاؤنی کے فوجی ہسپتال کے سسٹروں میں ٹھہرنے کی جگہ دی گئی ہے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ کماری بی کے ڈھلوں، کماری وبیں کے گروبل اور کماری کے رائزدان۔ زنانہ گورنمنٹ کالج لدھیانہ۔ کماری ایم ڈے کماری این سنہا اور کماری آئی دت۔ لیڈی برابورن کالج کلکتہ۔ کماری ٹی۔ ڈی۔ پوتدرا۔ کماری بی۔ گوتم کماری ایس۔ مورا سنٹرل کالج فار ویمن ناگپور۔

تربیت کا پروگرام جسمانی ورزش اور ڈرل۔ فوجی موٹر گاڑیاں چلانے اور موٹروں کے پرزوں کے متعلق تجربہ وائرلیس۔ سگنیلینگ۔ ریڈیو ٹیلیفون اور مورس ٹیلیگرافی۔ ٹیلیفون ایکسچینج میں کام کرنا۔ اور فوجی مرمت گھروں کا دورہ ان کی تربیت کے پروگرام میں شامل ہے۔ انہیں مرہم پٹی۔ مریضوں کی دیکھ بھال صحت وصفائی اور ہوائی حملے سے بچاؤ کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ ان کی تفریحی سرگرمیوں میں ساف ٹ بال۔ والی بال اور تیرنا بھی شامل ہے۔ انہیں تنظیمی قابلیت بڑھانے کے مواقع بھی دیئے جاتے ہیں۔

فوجی افسروں کی مانند تربیت حاصل کرنے والی یہ عورتیں زیتونی سبز رنگ کی وردیاں (بش شرٹ اور پتلون) پہنتی ہیں۔ اور پھرتیلی دکھائی پڑتی ہیں سر پر پہننے کے لئے ان کی کوئی پوشاک مقرر کرنے میں قدرے دقت پیش آئی ہے اس معاملے پر ہند سرکار ابھی غور کر رہی ہے۔

شروع شروع میں اس قسم کی تربیت ان کے لئے چونکہ ایک نئی چیز تھی اس لئے ان کو قدرے بوجھل سی محسوس ہوئی لیکن آہستہ آہستہ وہ اس کی عادی ہو گئی ہیں۔ اور اب وہ اسے دلچسپ محسوس کرتی ہیں۔ اور وہ بڑی بے تابی سے اس دن کا انتظار کر رہی ہیں جب وہ اپنا انسٹرکٹر کا نصاب کامیابی سے پورا کرنے کے بعد کیڈٹ کور میں کمیشن پائیں گی۔ اس کے بعد وہ اپنے اپنے صوبوں میں واپس لوٹ جائیں گی اور اپنی متعلقہ درسگاہوں میں گرلز ڈویژن کے دستے بھرتی کریں گی۔

ان استانیوں کو اگرچہ ایک فوجی یونٹ میں تربیت دی جا رہی ہے جہاں ان کو پوشاک اور رہنے کی جگہ مفت مہیا کرنے کے خاصے انتظامات کئے گئے۔ لیکن تجویز یہ ہے۔ کہ آخر کار ایک ٹریننگ اسکول کھولا جائے۔

لڑکیوں کو فوجی طرز کی تربیت دینے کے لئے ایک ادارہ قائم کرنے کے بارے میں حکومت ہند کی یہ اولین کوشش ہے۔ گزشتہ عالمگیر جنگ میں حکومت ہند نے برطانیہ کی زنانہ کور کی طرز پر انڈین ویمنز آگزیلری کور اور ویمنز رائل انڈین نیوی سروس قائم کی تھی لیکن اب گرلز ڈویژن ایک بالکل مختلف بنا پر قائم کیا جا رہا ہے۔ اسے مکمل طور پر فوجی ضروریات سے الگ تھلگ نہیں کیا جا سکتا۔

ولندیزی حکومت کی پوری پوری مخالفت کی جائے

حکومت امریکہ سے عیسائیوں کی نمائندہ کانفرنس کا مطالبہ

شمالی امریکہ کی غیر ملکی مشن کانفرنس کا سالانہ اجلاس بک ہل فالز پنسلوانیا میں ۴ جنوری سے ۷ جنوری تک ہوا تھا۔ یہ کانفرنس ۱۰۲ پروٹسٹنٹ جماعتوں کی نمائندہ ہے۔ اس کانفرنس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا تھا جو پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند کو موصول ہوا ہے۔

دنیا کے تمام ممالک جغرافیائی اور اقتصادی طور پر ایک دوسرے کے ہمسائے بن چکے ہیں۔ اور ان کے مفاد ایک دوسرے سے جدا نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ خاص کر سارے ایشیا کی آنکھیں امریکہ کی پالیسی پر لگی ہوئی ہیں۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ امریکن شہری اور عیسائی انجمنیں ان بڑے مسائل اور مشکلات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ جو ان قوموں کو درپیش ہیں۔ جو ایک طویل عرصے کے نوآبادیاتی راج اور غیر ملکی حکومت سے چھٹکارا حاصل کر رہے ہیں۔ اگر ممالک عالم کے تعلقات میں جمہوری اور مسیحی اصولوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ تو ان مشکلات کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔

انڈونیشیا میں اس وقت جو صورت حال ہے۔ اس کا اثر صرف جمہوریہ انڈونیشیا کی فتح یا شکست تک ہی محدود نہیں رہ جاتا۔ جمہوری روایات اور عیسائیت پر بہت زیادہ اعتقاد رکھنے والے ایک یورپی ملک نے جمہوریہ انڈونیشیا پر اچانک حملہ کر کے اور اس ملک کے لیڈروں کو قید کر کے اس بارے میں انجمن متحدہ اقوام کی ہدایات کی صریحاً خلاف ورزی کی ہے۔ اسلحہ کی طاقت استعمال کرنے کا یہ قطعی غیر منصفانہ کام انسانی بھائی چارے اور ان بنیادی مسیحی اصولوں کے سراسر برعکس ہے۔ کہ انسان کو ہر جگہ اپنے بارے میں آپ فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔

نیدرلینڈ کے بہت سے عیسائی لیڈروں نے پیشتر ازیں ان کارروائیوں کی کھلم کھلا مذمت کی ہے۔ ایشیا کی آزاد قومی حکومتوں کے لیڈروں کو اس غیر ضروری حملہ کی وجہ سے بہت تشویش ہوئی اور ان کو غصہ ہے کہ اس حملہ نے دنیا کی قوموں میں ناخوشگی پیدا کی ہے۔ اور اس سے عالمگیر معاملات میں ایک ایشیائی بلاک پیدا ہو جانے کا احتمال ہوا ہے۔

علاوہ ازیں ولندیزی حکومت ایک طرف تو یورپین بحالی کے پروگرام کے ماتحت امداد حاصل کر رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف انڈونیشیا میں متشددانہ پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ اس سے یورپ کی بحالی کے پروگرام کا بنیادی مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

لہٰذا یہ پاس کیا جاتا ہے۔

اسکہ شمالی امریکہ کی غیر ملکی مشن کانفرنس جو ۱۰۲ پروٹسٹنٹ انجمنوں کی نمائندہ ہے۔ حکومت امریکہ سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ انڈونیشیا میں موجودہ نازیبا صورت حالات کے وقت اپنی اعلان کردہ پالیسی پر کاربند ہو۔ ہم بڑے ادب سے پرزور تقاضا کرتے ہیں کہ حکومت امریکہ اپنی پالیسی پر ثابت قدمی سے قائم رہے۔ خواہ انڈونیشیا میں نوآبادیاتی راج کی مخالفت کرنے میں دنیا کی دیگر بڑی طاقتوں میں سے کوئی بھی امریکہ کا ساتھ نہ دے۔

۲۔ ہم خاص طور پر یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت امریکہ سیکیورٹی کونسل میں اپنے نمائندوں کو ہدایت کرے کہ

الف۔ ولندیزی فوجوں کی اس حد تک واپسی پر اصرار کریں جس حد پر وہ ۱۹ دسمبر ۱۹۴۸ء کو تھیں۔ سابق انڈونیشی جمہوریہ کے لیڈروں کی غیر مشروط رہائی کا مطالبہ کرتے رہیں۔ تاکہ وہ اپنے علاقہ کی حکومت پھر سے اپنے ہاتھ میں لے سکیں۔

ب۔ بیچ بچاؤ کرنے والی کمیٹی کی معرفت نئے سرے سے گفت و شنید شروع کئے جانے پر زور دیں۔ تاکہ ایک مصالحتی یا ثالثی کمیشن مقرر کر دیا جائے۔ اور اس بات پر اصرار کریں کہ اس جد و جہد میں شامل تمام لوگوں کے بنیادی انسانی یا قانونی حقوق کا جائز احترام کیا جائے۔

۳۔ ہم امریکن حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ ولندیزی

(بقیہ صفحہ ۲۴۸ پر)

ہندوستان میں مسلمانوں کا روشن مستقبل

علی گڑھ یونیورسٹی میں مولانا آزاد کا کانووکیشن ایڈریس

علی گڑھ کے نئے گریجویٹوں کو خطاب کرتے ہوئے وزیر تعلیم مولانا آزاد نے کہا کہ علی گڑھ کالج کے بانی سر سید احمد مرحوم نے اگرچہ مسلمانوں کو سیاسی تحریکوں سے الگ رہنے کی ترغیب دی پھر بھی ہندو مسلم اتحاد کے لئے انھوں نے جن خیالات کا اظہار کیا وہ قابل ستائش ہیں۔ اگر ہندوستان کے ہندو اور مسلمان سر سید کے جذبے کو سمجھ سکتے تو ملک کے آنے والے واقعات ایک مختلف راہ اختیار کرتے۔

مولانا آزاد نے کہا کہ اب دن بدن نئے دور کے آثار روشن تر ہو رہے ہیں۔ ہر ہندوستانی مسلمان کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ اپنے نظریئے کو نئے دور کے موافق بنائے۔ مسلمانوں کو اردو کے ساتھ ساتھ ہندی ادب میں بھی برابر کی دلچسپی لینی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں دوسرے فرقہ کا رد عمل معلوم کئے بغیر آگے قدم بڑھایا جانا چاہیئے۔

۲۰ فروری ۱۹۴۹ء کو ہند سرکار کے وزیر تعلیم آنریبل مولانا ابوالکلام آزاد نے علی گڑھ یونیورسٹی میں کانووکیشن ایڈریس پڑھا۔ انھوں نے کہا کہ جس علی گڑھ کی بنیاد سر سید احمد مرحوم نے رکھی تھی وہ آج ایک شاندار ادارہ ہے اور سنہری روایات کا حامل ہے۔ مستقبل کے مورخ جب جدید ہندوستان کے ارتقا کے بارے میں لکھیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ علی گڑھ نے بھی اس ارتقا کے لئے اپنا حصہ ادا کیا۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے قبل علی گڑھ میں فرقہ وارانہ سیاست کو دخل رہا لیکن اس کے بعد ایک بہت بڑی تبدیلی ہوئی اور اب دن بدن نئے دور کے آثار روشن تر ہو رہے ہیں۔ حکومت ہندوستان ملک کے لئے ایک غیر مذہبی نظام قبول کر چکی ہے اور ہر ہندوستانی مسلمان کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ اپنے نظریئے کو اس نئے دور کے موافق بنائے۔

مولانا آزاد نے کہا کہ آج سے ۴۲ سال قبل جب وہ پہلے پہل علی گڑھ سے متعلق ہوئے تو انھیں اس ادارہ کا مخالف سمجھا گیا۔ وہ ایک ایسا دور تھا جبکہ مسلمان سیاسی تحریکوں سے الگ ہی نہیں بلکہ آزادی کی جدوجہد کی مخالفت کرتے تھے۔ سیاسی میدان میں سر سید احمد نے جس ڈھنگ سے ان کی رہنمائی کی وہ نہایت غلط تھا تاہم تعلیمی میدان میں سر سید احمد نے مسلمانوں کے لئے بہت مفید کام کیا۔ سر سید نے کانگرس کی سیاسی تحریک کی مخالفت کی لیکن ہندو مسلم اتحاد پر ہمیشہ زور دیا۔ اپنی تقریروں میں انھوں نے کئی بار کہا کہ ہندو اور مسلمان مادر وطن کی دو آنکھیں ہیں۔ ہندوستانی قومیت کے بارے میں ان کا نظریہ اس سے بھی آگے تھا۔ لاہور میں ہندوؤں کے ایک جلسے میں انھوں نے ایک بار کہا کہ ہندو کا لفظ ایک خاص مذہبی گروہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اس ملک میں رہتا ہے ہندو ہے میرے لئے یہ باعث فخر ہے کہ میں ہندو ہوں۔

اگر ہندوستان کے ہندو اور مسلمان سر سید کے اس جذبے کو سمجھ سکتے۔ تو ملک کے آنے والے واقعات ایک مختلف راہ اختیار کرتے۔

سر سید نے انگریزی تعلیم کے تخیل سے متاثر ہو کر علی گڑھ کالج شروع کیا انھوں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کے لئے انگریزی تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم و تربیت بھی ہونی چاہیئے۔ نئی تعلیم کو قبول کرنے کا یہی ایک طریقہ تھا۔ اور اس طرح ہندوستان میں برٹش پبلک اسکول کی طرز کا پہلا ادارہ قائم ہوا۔ سر سید کی خواہش تھی کہ کیمبرج کی طرح علی گڑھ بھی ایک ریزیڈنشل یونیورسٹی بنے لیکن اپنی عمر میں وہ صرف کالج ہی قائم کر سکے اور پھر ان کے بعد ان کی یادگار کے طور پر یونیورسٹی کی تحریک شروع ہوئی اور یہ مہم بیس سال کے بعد طے ہوئی۔

سر سید کے اخبار تہذیب الاخلاق نے جدید اردو ادب کی داغ بیل ڈالی اور اردو کو اس قابل بنایا کہ وہ اسلوب سے اعلا اور مشکل